اشتہار مبادی الانشا کے چاروں حصوں اور حصہ سوم کے ضمیمہ مجالس مناظرہ کا

جنکی قیمت بتفصیل ذیل ہے مبادی الانشا حصہ اول ۸ر حصہ دوم ۸ر حصہ سوم ۳؍ حصہ چہارم ۸ر محصول ہر ایک کا ۔ اور چاروں کا ۱۰ + مجالس مناظرہ قیمت ۳؍ محصول

حصہ اول کے مضامین

(۱) کاغذات امتحان لکھنے کی قواعد جنکے پابند نہ ہونے سے سالانہ امتحانوں میں طالعلمون کے نمبر کم ہوجاتے ہین یا فیل ہوجاتے ہیں +

(۲) علم ادب کی تعریف و موضوع انشا پردازی کے کونسے مصالح اور اسباب لازمی و ضروری ہیں ان مدارس کے معلمون اور متعلموں کیلئے کہانتک موجود ہیں اور کہانتک وہ اونکے لئے مہیا ہو جاتے ہیں کن کن باتونکو ملحوظ رکہنا چاہئے کہ جنسے اونکی استعداد اور لیاقت کا اظہار اچھی طرح ہو اور اونکا وقت ضایع نہ ہوجائے +

(۳) جب صرف نحو کی تعلیم کا آغاز ہو تو اونکے قواعد کی مشق کس طرز کیا اختیار کیجائے کہ جنسے اونکو الفاظ کے اشتقاق و ترکیب اور عبارتوں کی ترکیبیں معلوم ہوجائیں اور غیر زبانوں کی عبارت میں عیب و صواب سمجھنے کی لیاقت پیدا ہوجائے علم بیان استعارات و تشبیہات وغیرہ کا بیان لکھا گیا ہے کہ جن سے طالعلمون کو معلوم ہو کہ اونکو کیونکر استعمال کرتے ہین

(۴) پیرا فریز (جسکو ترجمہ کرنا کہتے ہیں) کرنیکے قواعد جن سے طالعلمون کو اوروں کی نظم و نثر کا بیان کرنا اپنی عبارت میں اس طرح آجائے کہ عبارت بدل جائے اور مضمون میں فرق نہ آئے

(۵) خطوط نویسی کے آئین اور قواعد و طرز و روش عبارت

(۶) مضامین بیانیہ کے قواعد کہ جنسے طالعلم ویسے مضامین لکھ سکیں کہ جنمیں کسی شے کی حالات بیان ہوں +

(۷) مضامین تاریخیہ کے قواعد جنسے طالعلم تاریخی واقعات اور انکے اسباب و نتائج کا بیان کرنا آئے

(۸) مضامین استدلالیہ کے قواعد جنسے وہ مضامین لکھ سکیں کہ جنمیں دلائل منطقی اور براہین حکمیہ کام میں لائے جاویں اور کسی امر کی نسبت دلائل موافق و مخالف کو یکجا کرکے نتائج نکالے جاتے ہیں +

حصہ دوم کے مضامین

(۱) تمہید میں انشا پردازی کی تعریف و طرز ادائے سخن کا بیان +

(۲) علم معانی کا بیان جسقدر اردو زبان سے متعلق ہے ـ

(۳) علم بدیع کا بیان ایک نئی طرز سے لکھا ہے کہ صنائع بدائع کو کیونکر کام میں لانا چاہیے ـ صنائع جو مشہور ہیں وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنی چاہئیں اور بعض صنائع جدید لکھے ہیں ـ

(۴) قوت بیانیہ و قوت فہم سخن کیونکر بڑھتی ہے +

(۵) مذاق سخن و اعتراض سخن کا بیان اور کتابوں کے پڑھنے کے لیے ہدایتیں کہ کیونکر اونکو پڑھنا چاہیے اور اونکے برے بھلے پرکھنے کے طریقے مضامین تاریخیہ و بیانیہ و استدلالیہ کی مثالیں لکھی ہیں +

(۶) اوضاع و اطوار لکھنے کے مظاہر قدرت و نیچر کے حال آثار بیدا دار کے بیان کرنیکے فضائل و اخلاق بیان کرنیکے قواعد لکھے ہیں اور اونکی توضیح مضامین لکھ کر کی ہے ـ

(۷) آدمیونکی یادگار لکھنے کے طریقے اپنے حال لکھنے کے دوست و عظ متقرر کسی اہل یا شئے کے سفر حال لکھنے کے قواعد

(۸) ہجو و ظرافت کے مضامین لکھنے کے طریقے ہر ایک قاعدہ کے ساتھ کئی کئی مثالیں لکھی ہیں غرض ان دونوں حصوں کے پڑھنے سے اصول انشا پردازی سے مڈل اسکولوں کے طالبعلموں کو ایسی واقفیت حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ جو مضمون آسان آسان مڈل کے امتحانوں میں آتے ہیں با قاعدہ لکھ سکیں گے ـ

مبادی الانشا حصہ سوم کے مضامین

اس حصہ میں مضامین مفصلہ ذیل ہیں +

فصل اول قواعد و ضوابط جو نظم کے ساتھ مخصوص ہیں اور نظم میں جائز اور نثر میں ناجائز +

فصل دوم نظم کی تقسیم باعتبار معانی ـ

فصل سوم نظم کے نثر بنانے کے قواعد ـ فصل چہارم شعر و شاعر +

فصل پنجم ہندوستان میں کس قسم کی انشا پردازی سے شائستگی اور تہذیب پھیل سکتی ہے اور کس طرح اس قسم کی انشا پردازی پیدا ہو سکتی ہے

فصل ششم تہذیب اخلاق کی مضمون نگاری کیا ہے اور اس فصل میں اہل جمہور کے اس قسم کے مضامین لکھے اور صحیح اس ملک کی انشا پردازی میں کن باتوں کو اپنانا واجب جانا

فصل ہفتم اخبار کیا چیز ہے اور اسکا حال ہندوستان میں کیا ہے اور اسکے مضامین کیسے لکھنے چاہئیں

مبادی الانشاء حصہ چہارم کے مضامین

جلد چہارم

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا مسلمانوں نے سلطنتیں قائم کی تہیں اُنمیں سے اکثر شہنشاہ اکبر کی سلطنت میں داخل ہوگئیں اِس لیے ہم انکا حال جدا جدا از ابتدا تا انتہا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر بنیں اور کیونکر بگڑیں اور سلطنت مغلیہ میں شامل ہوئیں اس جلد کے دو حصے ہیں حصۂ اول مشتمل ہے (۱) تاریخ سندھ (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات (۴) تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس تاریخ سلاطین بنگال۔ تاریخ سلاطین جونپور۔

حصہ دوم مشتمل ہے (۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ دکن (۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور (۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ احمد نگر (۴) تاریخ سلاطین قطب شاہیہ گول کنڈہ (۵) تاریخ سلاطین عماد شاہیہ مملکت برار (۶) تاریخ سلاطین برید شاہیہ ملک بیدر (۷) ضمیمہ تاریخ دکن جسمیں پرتگیزوں کا حال ہے (۸) ریویو تاریخ دکن اس حصہ میں بہت سے مضامین تازہ طلبہ پڑہینگے جو اکثر تاریخوں میں موجود نہیں ہیں وہ ان تاریخ سے اخذ کئے گئے ہیں جو کمیاب ہیں (۱) میر معصوم کی تاریخ سندہ (۲) سنسکرت میں تاریخ کشمیر راج ترنگنی جسکا فارسی انگریزی میں ترجمہ ہوا (۳) سنسکرت میں تاریخ گجرات راس مالا جسکا انگریزی میں ترجمہ ہے (۴) تاریخ مراۃ سکندری دکن (۵) تاریخ قطب شاہیہ مصنفہ شاہ خور شاہ ایرانی +

ان دو آخر کتابوں کا انگریزی ترجمہ میرے پاس تھا۔

فہرست مضامین حصہ اول

تاریخ سندھ

ذکر سلاطین سندہ جنہون نے بعداز گماشتگان عباسیہ کے سندہ میں حکومت کی - ۱ سے ۱۹ تک

سمائی قوم - ۲۰

خاندان ارغون قندہار و سند - ۲۱ -

تاریخ ملتان ۶۵-۷۶

تاریخ کاشمیر ۱-

گجرات کی قدرتی حدود - ۱ صفحہ

فہرست تاریخ مالوہ

فہرست تاریخ خاندیس

فہرست تاریخ سلاطین پوربی جنکو سلاطین بنگال بھی کہتے ہین

فہرست تاریخ شاہان شرقی

فہرست مضامین حصۂ دوم

تاریخ دکھن یا دکن صفحہ ۱-

یوسف عادل شاہ - ۹۹-۱۱۲

اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ - ۱۱۲-۱۲۸

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ - ۱۲۸-۱۳۶

میران حسین نظام شاہ کی بُری عادتیں اور حرکتیں

اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی ۲۳۱-۲۳۴

جمال خان کے اختیارات - پردیسیوں کا اخراج - برہان نظام شاہ کی حمایت اکبر بادشاہ کی اور جمال خان کی لڑائی عادل شاہیوں سے اور برہان نظام شاہ سے - اسمٰعیل نظام کا گرفتار ہونا اور برہان نظام کا بادشاہ ہونا

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ ۲۳۴-۲۴۳

برہان شاہ کا ابتدائی حال - مہدویہ مذہب کا اخراج و شیعہ مذہب کا رواج - دلاور خان حبشی و برہان شاہ و عادل شاہ کی لڑائی - اسمٰعیل کے بادشاہ بنانے کے لئے سازشیں برہان شاہ اور پرتگیزوں کے معاملات - برادر عادل شاہ کی امداد برہان شاہ کی وفات

سلطنت ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ۲۴۳-

ابراہیم نظام عادل شاہ سے لڑائی -

احمد شاہ بن شاہ طاہر ۲۴۳-

اخلاص خان اور میاں منجھو کی لڑائی - میاں منجھو کا شاہزادہ مراد سے لڑنا - سلطان مراد کا احمد نگر کا محاصرہ اور بہادر شاہ کا بادشاہ ہونا -

بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ ثانی ۲۵۰-۲۵۴-

چاند سلطان کا عادل شاہ سے مدد مانگنا اور سہیل خان کا آنا اور لڑنا -

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان شاہ اول ۲۵۴-

مرتضےٰ نظام شاہ کا بادشاہ ہونا اور ملک عنبر اور میاں راجو - عنبر و ایرج خان کی لڑائی عنبر اور نظام شاہ کے معاملات - وسعت سلطنت احمد نگر -

تاریخ قطب شاہیہ ملک تلنگ ۲۵۸

سلطان قلی قطب شاہ ۲۵۸-۲۸۴

سلطان قلی کا نسب و اس کا ہندوستان میں آنا - بیدر میں بادشاہ پر دشمنوں کے

حملوں کا رد کرنا ـ سلطان قلی کا تلنگانہ کا حاکم ہونا ـ قطب الملک کا محمود شاہ کے ہمراہ ہونا ہندوؤں کی لڑائی میں ـ قاسم برید اور امراء کی لڑائی ـ محمود شاہ کا مرنا ـ قطب الملک کا شاہ ہونا ـ راجہ بیجانگر کے ملک میں سے راج کنڈہ ـ دیور کنڈہ ـ بنگل کا کمن پور اور گول کنڈہ کا تسخیر کرنا ـ قوام الملک و قطب شاہ کی لڑائی ـ عماد الملک اور سلطان قلی اور قطب شاہ کی لڑائی اور ایلم کنڈہ کی فتح کی ـ سیتاپتی راجہ تلنگانہ سے لڑائی ـ گجارا مچندر کے ساتھ لڑائی ـ و بیجانگر کے راجہ اور قطب شاہ کی لڑائی ـ قطب شاہ اور اسمٰعیل کی لڑائی ـ برید شاہ سے لڑائی اور کوہیر کی تسخیر ـ نل کنڈہ کی فتح ـ ایت گیر کا محاصرہ ـ سلطان قلی قطب شاہ کی وفات ـ اولاد قطب شاہ ـ وسعت سلطنت قطب شاہ +

جمشید قطب شاہ ـ ۴۸ ـ ۳۸ ـ ۹۱

تخت نشینی جمشید قطب شاہ ـ برادر ابراہیم کی بغاوت ـ رام راج کی ترقی کا حال جمشید قطب شاہ ـ

سبحان قلی قطب شاہ ـ ۹۴ ـ

شہزادہ ابراہیم کا شاہ ہونا

ابراہیم قطب شاہ ـ ۹۴ ـ ۳۳۷ ـ

ابراہیم قطب شاہ کی تخت نشینی شاہان احمد نگر و بیجاپور کی جنگ میں قطب شاہ کی امداد ـ جگدیو راؤ کا وکیل السلطنت ہونا اور برار بھاگنا اور باغی ہونا اور شکست پاکر بیجانگر بھاگ کر جانا ـ احمد نگر کے برخلاف شاہان بیجاپور اور گول کنڈہ کا بیجانگر کے راجہ سے ملنا اور ابراہیم قطب شاہ کے توسل سے صلح کا ہونا ـ بیجانگر کے راجہ اور ابراہیم قطب شاہ کی لڑائیاں ـ گول کنڈہ کی مرمت ـ نائیک واروں کی سازش بادشاہ کے مارنے کی اور اوسکا کھل جانا ـ راجمندری کی فتح ـ تالی کوٹ کی لڑائی ـ شاہان دکن کی آپسمیں چال بازیاں اور لڑائیاں ـ رفعت خان کا راجمندری کس سہم کو جانا و برادگوشم

۱۵۱۲ء البوکرک اور پرتگیزون کی شاہ بیجاپور سے لڑائی ۔ رائے دی سیلوا گورنر ۱۵۱۸ء ۔ گجرات اور پرتگیزون کے معاملات ۱۵۲۱ء و ۱۵۲۶ء تک ۔ دیو پر قبضہ کرنے کی تیاریان دنا کامی ۱۵۲۹ء و ۱۵۳۱ء ۔ دیو کا محاصرہ ۱۵۵۵ء و ۵۸۹ ۔ گوا پر لڑائی ۱۵۴۹ء ۔ ملو خان کا دعوی شاہی ۱۵۵۴ء ۔ پرتگیزون کی فتوحات ۱۵۵۹ء ۔ ۱۵۶۷ء ۔ چیول پر حملہ ۱۵۷۰ء سے ۱۶۰۴ء تک واقعات ۔

خلاصہ تاریخ دکن اور اوس پر ریویو ۔ ۳۵۹
سنی شیعون کے سبب نزاع ۳۶۲

تاریخ سندھ

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا سلطنتیں مسلمانوں نے قائم کی تہیں اُنمیں سے اکثر شہنشاہ اکبر کی سلطنت میں داخل ہوگئیں اسلئے ہم انکا حال جدا جدا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر بنیں اور پہر کیونکر شہنشاہ اکبر کے قبضہ میں آئیں +

ذکر سلاطین سندہ کا جنہوں نے بعد از گماشتگان عباسیہ کے سندہ میں حکومت کی

ہم نے اول جلد میں تاریخ سندہ کے اندر لکہا ہے کہ خلافت القادر باللہ ابو العباس احمد اسحاق بن المقتدر باللہ میں سندہ کو کچہہ تعلق خلفاء عباسیہ سے نہیں رہا۔ اب اسکے آگے شہنشاہ اکبر کے عہد تک تاریخ ملک سندہ لکھتے ہیں اس زمانہ کی تاریخ سندہ میں گڑبڑ پڑی ہے مورخوں کی تحریروں میں ایسا اختلاف ہے کہ انگریزی محقق مورخ بھی انمیں مطابقت نہ کر سکے سندہ کی تاریخ معصومی سے لکھتے ہیں جب سلطان محمود غازی نے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا اور ملتان میں پہنچا تو اوسنے سندہ کی تسخیر کے لئے فوج متعین کی اور سنہ ۴۱٦ھ میں بکر کے معاملات سے فارغ ہوکر سیوستان و ٹھٹہ کی طرف متوجہ ہوا اور اکثر عرب آدمیوں کو اخراج کیا اور ایک جماعت کو عیال و اطفال سمیت گرفتار کیا۔ اسمیں جو صاحب فضل تھے اونکو مناصب شرعیہ تفویض کئے اور اونکے وظائف اور ادرارات اُنکے معاش کے لئے مقرر کئے جب ۴۲۱ھ میں سلطان محمود نے اس جہان سے سفر کیا تو سلطان مسعود غزنین کے تخت پر اسکا جانشین ہوا اوسنے بساط عیش و نشاط بچھایا اور جشن و سور کے لوازم میں اور عیش و سرور کے مراسم میں مشغول ہوا مہمات جہانداری میں مصروف ہوا اکثر دور دست کی سرحدوں کے آدمیوں نے تمرد اختیار کیا اور اس کی اطاعت

نکل گئے - اس زمانہ میں سومرہ کے آدمی نواح ٹھٹھری میں جمع ہوئے اور ایک آدمی کو جسکا
نام سومرہ تہا مسند ریاست پر بیٹھایا - اوسنے مدت تک اپنی قوم کی سرداری کی اور اس
دیار کو بعض دنوں کے خس و خاشاک سے پاک کیا - ان حدود میں مستقل و با اعتبار زمیندار تہا اوسکی
لڑکی سے سومرہ نے نکاح کیا - اوس سے فرزند جیجہ نامی پیدا ہوا اور وہ باپ کے مرنے کے بعد اپنی حکومت
موروثی کے تخت پر بیٹھا اور قدم آگے بڑھایا آخر عمر میں امراض میں مبتلا ہوا بعض ارواح کو جان حوالہ
کی اوسکا بیٹا دودہ تخت پر بیٹھا اور چند سال باستقلال حکومت کی اور نصر پور تک اپنے
ملک کو بڑھایا مگر عنفوان جوانی میں انتقال کیا اور ایک لڑکا سنگھار چھوڑا اور ایک لڑکی تاری
چھوڑی جسنے مدتوں حکومت کی رعایا برایا کو مطیع و منقاد رکھا جب سنگھار جوان ہو گیا تو اوسنے
عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی اور ملک و مال کے کام میں مشغول ہوا اور متمردوں و باغیوں کو
تادیب و تنبیہ کی اور ملک کچھہ کی طرف عزیمت کی (کانک پائی لا ایک چھوٹا جنگل سندہ و کچھہ کے درمیان
ہے) ملک پر قبضہ کیا کچھہ برسوں کے بعد وہ مر گیا - اوسکے بیٹا کوئی نہ تھا مگر اوسکی رانی جسکا نام ہمون تہا
قلعہ دہک (دیلہ) میں حکومت کرتی رہی اور اوسنے اپنے بہائیوں کو محمد تور و ٹھری میں حکومت کیلیے
مقرر کیا - تہوڑی مدت کے بعد دودا کے بہائی کہ اس نواح میں چھپے ہوئے تھے باہر نکلے اور
اونہوں نے ہمون کے بہائیوں کو ملیامیٹ کر دیا اس اثنا میں دودا کی اولاد میں سے پھنو یا بھوپھون
کھڑا ہوا اور ایک جمعیت عظیم اوسکے گرد جمع ہوئی - اوسنے جو جماعت اوسکے منازعت کے لئے کھڑی
ہوئی اوسکی جڑ پیڑ کاٹی اور خود تخت امارت پر بیٹھ گیا چند مدت اوسنے بھی سلطنت کی پھر اوسکی زندگی
ختم ہوئی - اوسکے بعد ایک شخص جسکا نام امور سلطنت کا متکفل ہوا اور معاملات ملک میں مشغول ہوا
وہ صفات پسندیدہ سے متصف تھا چند سال بعد وہ بھی مر گیا اسکے بعد ارمیل مسند حکومت پر بیٹھا وہ ظالم
طبیعت و مردم آزار تھا خلائق اوسکے ظلم سے برافروختہ ہو کر اوسکے عزل و قتل کے درپے ہوئی
فرقہ سمہ کے کچھہ آدمی کچھہ سے پہلے آئے ہوئے تھے اور حوالی شہر میں اقامت رکھتے تھے اور اہل
سندہ سے اونہوں نے دوستی پیدا کی تھی انمیں ایک آدمی نر تہا کہ آثار رشد اوسکی پیشانی سے
ظاہر ہوتے تھے اعیان ملک خفیہ سحر کے وقت ایک جماعت کو لیکر ارمیل کے گھر میں گھس گئے

اور اوسکو قتل کر ڈالا اور اوسکے سر کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا اور اس جماعت نے انڑ کو تخت پر بٹھایا
انڑ باتفاق امرا حاکم مستقل ہوا۔ اور خلق کثیر اوسکے گرد جمع ہوئی اور وہ اس جمعیت کے ساتھ تسخیر
سیوستان کا عازم ہوا۔ یہاں سلاطین ترک کیطرف ملک رتن عامل تھا۔ انہوں نے حوالی سیوستان
میں آنکر میدان مقابلہ و مقاتلہ آراستہ کیا ملک رتن اپنا لشکر آراستہ کرکے قلعہ سے نکلا اور
جنگ گاہ میں آیا۔ آتش جنگ مشتعل ہوئی۔ اول دفعہ جام انڑ کو جنگ میں شکست ہوئی دوسری
دفعہ بھائیوں کی مدد لیکر میدان کارزار میں آیا۔ ملک رتن گھوڑا دوڑاتا تھا کہ وہ اوس سے گر پڑا
جام انڑ نے اسکا سر کاٹ لیا۔ اور قلعہ سیوستان پر متصرف ہوا۔ ملک فیروز علی و علی شاہ ترک
کہ نواحی بکر میں تھے اونہوں نے ایک مکتوب اُس پاس بھیجا کہ یہ دلیری تم کو سزاوار نہ تھی۔ اب
لشکر بادشاہی سے لڑنے کی استعداد پیدا کرکے میدان استقامت میں مردانگی دکھاؤ۔ اس مکتوب
کا اسپر اثر ہوا کہ وہ تھری میں چلا گیا اور انہیں دنوں میں مریض ہوکر مر گیا اس کے
ایام حکومت تین سال چھ مہینے تھی بعض مورخ لکھتے ہیں کہ جام انڑ نے سیوستان فتح کرکے
مراجعت کی ہے تو وہ ایک رات مجلس عیش میں شراب پی رہا تھا کہ اسکو خبر آئی کہ ایک
باغیوں کی جماعت آگئی ہے اوسنے اپنے وکیل کاہن تماچی کو باغیوں کے دفع کرنے کے لیے
بھیجا وہ ایلغار کرکے پہنچا اور مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا مگر اوسوقت کاہن مست تھا وہ گرفتار ہوا
دشمنوں نے اوسے مقید کیا۔ جام انڑ اپنے عیش و عشرت میں مشغول رہا اوسنے کچھ پروا اپنے
وکیل کے قید ہونے کی نہیں کی جسسے کاہن تماچی کے سینہ میں کینہ پیدا ہوا اور اوسکو مخفی رکھا
اور بلطائف الحیل دشمنوں کی قید سے اپنے تئیں چھٹایا۔ اور جام انڑ سے روگرداں ہوکر قلعہ بکر
میں آیا۔ علی شاہ ترک سے ملاقات کی جسنے ملک فیروز شاہ سے اتفاق کرکے لشکر جمع کیا اور جام انڑ
کو قلعہ بہرام پور میں قتل کر ڈالا۔

جام جونہ ابن بابینہ

جام انڑ نے رحلت کی جام جونہ قوم سمہ میں سے جام کے خطاب سے ملقب ہوا اور اوسنے کل سندھ کی
تسخیر کا خیال کیا اور اپنے برادروں اور خویشوں کی رعایت کرکے اُنکو قریات و قصبات بکر
کی غارت و قتل کے لیے بھیجا۔ دو تین دفعہ بکر اور سمہ کے آدمیوں میں بڑی سخت لڑائی ہوئی

میں مقاومت کی طاقت نہ تھی وہ قلعہ بکر کو چھوڑ کر اچھہ میں چلے گئے اور جب جام [illegible] نے اس نزار کا حال سنا تو وہ بکر کو روانہ ہوا۔ اور چند سال باستقلال سندہ میں حکومت کی لیکن آخر کو سلطان علاء الدین نے اپنے بھائی الغ خاں کو نواح ملتان میں روانہ کیا۔ الغ خاں نے تاج کافوری و تاتار خاں کو جام کے دفع کرنے کے لئے سندہ کو بھیجا۔ یہ لشکر پہنچا نہ تھا کہ جام خوخناق کے مرض سے مرگیا اسکے ایام حکومت تیرہ سال تھے سلطان علاء الدین کے لشکر نے بکر میں پہنچکر قلعہ بکر پر تصرف کیا اور سیوستان کا عازم ہوا +

جام تماجی کو اعیان مملکت نے اتفاق کرکے سلطنت موروثی کے تخت پر بٹھایا سلطان علاء الدین نے بعد از جنگ جام تماجی بن انر کو گرفتار کیا اور اوسکو مع اہل و عیال دہلی لے گیا۔ طائفہ سمہ حوالی تھری میں اوقات بسر کرتی تھی اور عمال جام معاملات کا انتظام کرتے تھے ملک تماجی کی بعد ایک مدت کے اسکا بیٹا ملک خیرالدین کہ چھوٹی عمر میں باپ کے ساتھہ دہلی گیا تھا باپ کے مرنے بعد سندہ میں آیا چونکہ جام خیرالدین بند و زندان کی محنت اوٹھا چکا تھا ہر چند سلطان محمد شاہ نے اوسکو بلایا مگر وہ نہ گیا پھر سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ کو حوالی ٹھٹہ میں سفر آخرت پیش آیا۔ وصیت کے موافق سلطان فیروز شاہ تغلق اسکا جانشین ہوا اور دہلی کا عازم ہوا اوسکے پیچھے جام خیرالدین چند منزل گیا حوالی سن سے کہ مضافات سیہوان سے ہے معاودت کی سلطان فیروز شاہ کے دل میں اسنے خدشہ رہا۔ جام خیرالدین نے سلطان فیروز شاہ کی رخصت کرنے کے بعد بساط عدل و احسان مبسوط کیا عامہ رعایا کی ترفیہ میں کمال اہتمام کیا اوسکے وقایع میں نادر واقعہ یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایکدن وہ خواص و خدم کے ساتھہ لئے سیر و تماشے کو جاتا تھا۔ ناگاہ اوسکو ایک گڑھے میں ہڈیاں پڑی ہوئی نظر آئیں۔ گھوڑا دوڑا کر وہاں گیا اور ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھتا رہا پھر ملازموں کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ہڈیاں مجھسے کیا کہہ رہی ہیں وہ سب سر نیچا کرکے خاموش ہو رہے تو جام نے فرمایا کہ چند مظلوم داد کی مدد چاہتی ہیں۔ پھر اوسنے ان اموات کے حال کی تحقیقات کی یہ سرزمین ایک لیے رٹہے زمیندار سے تعلق رکھتی تھی۔ اوسکو بلایا اور ہڈیوں کا حال اوس سے پوچھا تو

جام تماجی بن جام انر و جام خیرالدین

اوسنے کہا کہ سات سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ گجرات سے ایک کاروان یہاں آیا تہا فلاں جماعت نے اسے مارڈالا اور مال اوٹہالے گئی تہی اور ابتک مال اکثر پاس موجود ہے۔ جب جام کو یہ حال معلوم ہوا تو اموال کے جمع کرنے کا حکم دیا اور والی گجرات پاس اپنے آدمی کے ہاتہہ یہ مال بہیجا کہ اس کو مقتولوں کے وارثوں میں تقسیم کردو اور قاتلوں کی جماعت کا قصاص لیا چند سال بعد اس دیرفانی کو وداع کرکے جہان جاودانی میں آرام کیا +

جام بابنیہ +

باپ کے مرنے کے بعد امرا و اعیان نے اتفاق کرکے باپ کے موروثی تخت پر جام بابنیہ کو بٹھایا۔ اس اثنا میں سلطان فیروزشاہ ممالک ہندوستان اور گجرات سے خاطر جمع کرکے ولایت سند کی تسخیر کا عازم ہوا۔ جام بابنیہ نے میدان محاربہ آراستہ کیا سلطان فیروزشاہ تین مہینے یہاں کی حوالی میں ٹہیر رہا سپاہی کی طغیانی اور ہوا کی مخالفت اور مچھروں کی کثرت نے اوسکو مجبور کیا کہ وہ اول برسات میں پٹن گجرات کی طرف چلا گیا۔ برسات کے بعد دوبارہ آیا اور بہت سا لشکر ساتھہ لایا۔ اور سخت لڑائیاں لڑا آخر کو جام بابنیہ اوسکے ہاتھہ آگیا اور ولایت سند تمام و کمال سلطان فیروزشاہ کے قبضہ میں آگئی اور جام کو سلطان دہلی اپنے ہمراہ لے گیا جب جام ایک مدت تک سلطان کی ملازمت میں رہا اور خدمات پسندیدہ بجالایا تو اوسپر سلطان نے شاہانہ عنایت کرکے خلعت دیا اور پہر سلطان نے سند کی حکومت عنایت کی۔ وہ یہاں سندہ میں آیا اور پندرہ سال تک بالاستقلال حکومت کی آخر کو سفر آخرت کیا

جام تماچی + جام صلاح الدین +

اسکے مرنیکے بعد اسکا بہائی (یا بیٹا) جام تماچی مسند امارت پر بیٹھا اور ملک داری کی مشاغل میں مشغول ہوا۔ فراغت دوست تہا عیش و سرور میں اوقات بسر کرتا تہا تیرہ سال سلطنت کرگیا۔ وبا میں مرگیا +

جام تماچی کے مرنے کے بعد جام صلاح الدین شغل حکومت میں مشغول ہوا اوس نے اول سرحد کا جو لوگوں کے تمرد سے درہم برہم ہوگئی تہی انتظام کیا اور سرکشوں کی گوشمالی کی بعد اس تنبیہ دینا کیلئے کچھہ کی جانب متوجہ ہوا اور کچھہ کے آدمیوں سے سخت لڑائیاں لڑا اور اون پر فتحیاب ہوکر واپس آیا۔ اور سپاہی اور رعیت کی مہمات میں جسطرح چاہئے مشغول ہوا گیا +

سال چند مہینے حکومت کرکے عالم فانی کو گیا۔

جلوس جام نظام الدین بن جام صلاح الدین

باپ کے مرنے کے بعد باتفاق امرا تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنے چچاؤں کو جو بمقتضائے مصلحت ملکی قید میں تھے رہا کیا۔ یہ چچا ملک سکندر و کرن و بہاء الدین وامر تھے انمیں سے ہر ایک کو ایک ناحیہ میں بھیجدیا۔ امور ملکی کو بعض اہل کاروں کو سپرد کرکے شب و روز عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور خود معاملات ملکی سے خبر نہ ہوا۔ اسکے چچاؤں نے جمعیت کرکے بالاتفاق شہر میں آئے جام کے گرفتار کرنے کے درپے ہوئے۔ جب جام کو اپنے چچاؤں کی فرارت سے آگہی ہوئی تو وہ بعض لشکریوں کی صوابدید سے آدہی رات کو شہر سے نکلا اور گجرات کی عزیمت کی صبح کو جام کی فرار کی لوگوں کو اطلاع ہوئی اسکا تعاقب کیا۔ اس اثناء میں اعیان شہر نے جب نزاع و باہم خونریزی مشاہدہ کی جام علی شیر کو کہ ایک گوشہ میں چھپا ہوا تھا پیدا کیا اور اجماع و اتفاق سے تخت امارت پر بٹھادیا۔ جام نظام الدین کو اثناء راہ میں سفر آخرت پیش آیا۔ اسکے چچا خائب و خاسر واپس ہوکر صحرا میں چلے گئے +

جلوس جام علی شیر

جام علی شیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو ابواب سلامت اور احسان کو روئے خلائق پر کھولا۔ وہ دانا شجاع تھا امور جہانداری پر متوجہ ہوا ولایت سند کا جیسا ربط و ضبط کرنا چاہیے ویسا کیا اوسکی سلطنت کے عہد میں خلق امن و امان میں رہی رعیت کی فراغت میں کمی نہیب

ایک مدت اسطرح گذری تو جام عیش و عشرت میں مصروف ہوا اکثر اوقات چاندنی راتوں میں سیر کرتا تھا۔ تماچی کے بیٹے سکندر و کرن و فتح خاں تو صحرا میں سرگردان پھرتے تھے جام علی شیر کے عیش کرنے پر وہ مطلع ہوئے۔ رات کو چلا اور دن کو چھپ کر شہر کے نزدیک آئے۔ شہر کے آدمیوں کی ایک جماعت کو اونہوں نے اپنے ساتھ متفق کیا جمعرات کو جام علی شیر کشتی میں بیٹھ کر دریا کی سیر کو گیا۔ وہاں سے آدہی رات کو مراجعت کرتا تھا کہ لوگ ننگی تلواریں لیکر اوس پر ٹوٹ پڑے۔ جو آدمیوں کی جماعت اوسکے ساتھ تھی ہر چند اوسنے دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کی مگر کچھ فائدہ مرتب نہ ہوا۔ جام علی شیر نے درجہ شہادت پایا۔ پھر آدمی دوڑکر اوسکے گھر کے اندر گئے جب شور و غوغا ہوا تو آدمی خبردار ہوئے جمع ہوگئے۔ مگر اونہوں نے دیکھا

کہ کام ہاتھ سے جا چکا ہے ناچار سب نے اطاعت اختیار کی۔ شیر علی نے سات سال سلطنت کی

جام اِرن +

جام علی شیر کی شہادت کے بعد سب بھائیوں نے اتفاق کر کے اِن کو مسند پر بٹھایا۔ وہ اعیان و اشراف شہر سے ناخوش تھا۔ اوائل جلوس میں اوسنے چاہا کہ اُنکو بسر ہی لا کر بعض کو محبوس اور بعض کو مقتول کروں۔ اوسی روز یا دوسرے روز اوسنے مجلس سلطنت آراستہ کی اور بار عام دیکر خاص و عام کو طلب کیا۔ اونکے ساتھ اوس نے استمالت کی باتیں کیں مائدہ طعام لائے وہ فراغ طعام کے بعد اٹھا اور طہارت خانہ کو روانہ ہوا۔ کہ ایک جماعت جو آدمیوں کی علی کی تحریص سے حاضر ہوئی تھی طہارت خانہ کے دروازہ پر جا کر اِن کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کے مارے جانے کا سبب فتح خان بن سکندر تھا اُس کو باتفاق لشکریوں اور رعیت نے مسند سلطنت پر بٹھا دیا +

ذکر فتح خان بن سکندر +

فتح خان نے تخت سلطنت پر بیٹھ کر قواعد ایالت و قوانین امارت کو استحکام دیکر کمال ہشیاری امور جہانداری میں دکھائی۔ اسی کے عہد میں امیر تیمور کا پوتا مرزا پیر محمد خاں حوالی ملتان میں بھکر ملتان اور اچہ پر قابض ہوا تھا جب امیر تیمور ہندوستان سے چلا گیا اور ہندوستان میں طوائف الملوکی شروع ہوئی تو قدیم سلاطین سندھ کے ہاتھ میں ملک سندھ رہا فتح خان شجاعت و سخاوت سے موصوف تھا فتوت و مردی میں مشہور اُسنے پندرہ سال چند ماہ حکومت کی۔ پھر اجل آگئی۔ جام فتح خان بستر ناتوانی پر پڑا تھا اور اپنے اوضاع سے چہرہ میں موت کے آثار دیکھتا تھا اپنے مرنے سے تین روز پہلے اپنے چھوٹے بھائی جام تغلق کو مسند ایالت پر بٹھایا اور

ذکر جام تغلق بن سکندر +

حکومت اور امارت کی باگ اوسکے ہاتھ میں دی جام تغلق اوسکا خطاب کہا اوسنے سریر سلطنت پر جلوس کر کے اپنے بھائیوں کو سیوستان اور قلعہ بکر کی حکومت عنایت فرمائی اکثر اوقات وہ سیر و شکار میں مصروف رہتا۔ جب حوالی بکر میں بلوچوں نے فتنہ و فساد شروع کیا تو جام نے اونکی تنبیہ کی اور مراجعت کی اور ہر پرگنہ میں تھانہ مقرر کیا۔ ۲۸ سال سلطنت کی اور پھر اجل طبیعی سے مر گیا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اوس نے سلاطین گجرات سے آشنائی و مصادقت پیدا کی تھی +

بیٹا باپ کا جانشین ہوا اگرچہ وہ خورد سال تھا سیوستان اور محال کے حکام نے اوسکی اطاعت نہ کی اور آپس میں مخالفت کی جام سکندر نے ٹھٹہ سے نکل کر بکر کا قصد کیا قصبہ نصیر پور تک پہنچا تھا کہ ناگاہ ایک شخص مبارک نام نے کہ جام تغلق کی زندگی میں منصب پردہ داری کا رکھتا تھا ٹھٹہ میں خروج کیا اور اپنا خطاب جام مبارک رکھا اور سریر حکومت پر بیٹھ گیا - آدمیوں نے اوس کے ساتھ اتفاق نہیں کیا اسکی حکومت تین روز سے زیادہ نہ چلی - اوسکو اعیان ٹھٹہ نے دفع کر دیا اور سکندر کو آدمی بھیجکر بلایا - جب سکندر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوسنے حکام بکر سے صلح کر لی اور ٹھٹہ کو مراجعت کی ڈیڑھ سال سلطنت کر کے دنیا سے چل بسا +

۶ جمادی الاول ۸۵۸ھ (۱۴۵۴) جام رائدانہ نے خروج کیا - جام تغلق کے عہد میں سرحد کچھ میں وہ رہتا تہا اور وہاں کے آدمیوں سے مواصلت رکھتا تہا اور کام کے آدمیوں کی جماعت کثیر اپنے پاس رکھتا تھا اور اونکی رضاجوئی انعام اکرام سے کرتا رہتا تہا - ان آدمیوں نے بھی اسکو عاقل جانکر اپنے تئیں اوسکے حوالہ کر دیا تہا - جب اوسکو سکندر کے مرنے کی خبر ہوئی تو اپنی جمعیت کے ساتھ ٹھٹہ میں آیا - اور آدمیوں کو جمع کیا اور اونکے روبرو بیان کیا کہ میں یہاں سلطنت کے داعیہ سے نہیں آیا - بلکہ مسلمانوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے لئے آیا ہوں جسکو تم سلطنت کے لائق جانو اوسکو تخت سلطنت پر بٹھا دو اول میں اوسکے ساتھ بیعت کرونگا چونکہ کوئی شخص جو سلطنت کا استحقاق رکھتا ہو اوس وقت نہ تھا سب نے بالاتفاق تخت سلطنت پر اُسے بٹھایا - اوسنے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ولایت سندھ کو آب شور سے لیکر موضع کاجریکی اور کندرہ تک کہ سرحد موضع ماتھیلہ اور اوباوریرو واقع ہیں تصرف کیا جب اوسکی سلطنت پر ساڑھے آٹھ سال کا زمانہ گذر گیا تو جام سنجر کے سر میں ہوائے سلطنت آئی وہ اوسکے مخصوصوں میں تہا اوسکے خواصوں اور مدعیوں کو اپنے ساتھ متفق کر کے اس وقت کہ وہ خلوت میں شراب پیتا تھا ایک شیشہ میں زہر ملا کر اوسکو پلا دیا - ایک جرعہ پی کر تین دن کے بعد مر گیا

جام سنجر خوش صورت تہا - ایک جماعت کثیر اسپر ایسی شیفتہ تھی کہ سب وقت بے تنخواہ اوسکی ملازمت کرتی تھی کہتے ہیں کہ جام سنجر پہلے اسکے مسند حکومت پر جلوس کرے ایک صاحب کمال درویش کہ اوسپر توجہ خاص تھی

ایک شب کو سنجر اس درویش کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ حاکم ٹھٹہ ہوں۔ گو حکومت آٹھ ہی روز کیوں نہ ہو۔ فقیر نے فرمایا کہ تو آٹھ سال بادشاہی کرے گا۔ جب جام رائدھن نے سفر آخرت کیا اعیان ملک نے اتفاق کر کے جام سنجر کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور حکومت کی عنان اوسکے قبضۂ اقتدار میں دی۔ چونکہ اوسنے درویش کی دعا سے سریر سلطنت پر صعود کیا تھا تو بغیر اسکے کہ جنگ و جدال ہو اطراف و جوانب سے آدمی آن آن کر اوس کی اطاعت قبول کرتے تھے اور فرمان برداری کے لوازم کو بجا لاتے تھے۔ اسکے وقت میں جو ملکت سندھ کو رواج و رونق ہوئی وہ پہلے کسی زمانہ میں نہ ہوئی تھی۔ سپاہی و رعیت کمال جمعیت سے رہتے تھے۔ جام سنجر ہمیشہ علما و صلحا درویشوں کی خاطر کرتا تھا۔ روز جمعہ کو خیرات و مبرات بہت فقرا اور مساکین کو دیتا تھا اور اہل استحقاق کے وظائف و ادرارات مقرر کرتا تھا۔ اسکی حکومت سے بیشتر حکام ارباب مناصب کو تھوڑی تنخواہ دیتے تھے۔ سنجر کی سلطنت سے پہلے قاضی معروف بکر کا قاضی مقرر ہوا تھا اور بہت تھوڑا وظیفہ اسکو ملتا تھا اسلئے وہ مدعی و مدعا علیہ سے رشوت لیتا تھا۔ جب یہ بات سنجر کے کان تک پہنچی کہ قاضی اس طرح رشوت مدعی و مدعا علیہ لیتا ہے تو قاضی کو حکم بھیجکر بلایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو اوسنے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو مدعی و مدعا علیہ سے رشوت لیتا ہے۔ قاضی نے کہا کہ ہاں لیتا ہوں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ گواہوں سے بھی رشوت لوں مگر وہ باہر چلے جاتے ہیں۔ جام کو بے اختیار ہنسی آئی۔ قاضی نے کہا کہ تمام روز میں دار القضا میں بیٹھتا ہوں اور اوقات صرف کرتا ہوں اور میرے فرزندوں کو صبح شام کا طعام میسر نہیں ہوتا۔ جام نے قاضی کو انعامات دئے اور کافی وظیفہ اوسکا مقرر کیا اور کل ممالک میں ارباب مناصب کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کر دئے کہ جسے اونکی گذر اوقات بفراغت ہونے لگی۔ جب اوسکی حکومت پر آٹھ سال کا عرصہ گذر گیا تو اوسنے انتقال کیا +

سنجر کے مرنے کے بعد ۲۵۔ ربیع الاول ۸۶۶؁ھ جام نظام الدین کو کل علما و صلحا و سپاہ و رعایا نے متفق ہو کر مسند سلطنت پر بٹھایا۔ وہ حاکم بالاستقلال ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ اوائل حال میں طالب العلمی کرتا تھا اور خانقاہوں و مدارس میں اوقات بسر کرتا تھا۔ وہ بڑا خلیق تھا۔

+ ذکر حکومت جام نظام الدین عرف جام نندا

صفات حمیدہ اخلاق پسندیدہ رکھتا تھا۔ کمال زہد رکھتا تھا اور عبادت کرتا تھا۔ اسکی خوبیاں
بیان نہیں ہوسکتیں اوائل جلوس میں ٹھٹھہ سے وہ بکر میں آیا اور ایک سال یہاں رہا اور اس زمین
کو ملیا میٹ کیا۔ قلعہ بکر میں ذخیرہ ہر قسم کا بہت جمع کیا اور دل شاد کرتا۔ اسکا خانہ زاد تھا اور
مدارس میں اسکی خدمت کرتا تھا۔ بکر میں اسکو حاکم مقرر کیا اور گیا [illegible] یہاں [illegible] انتظام کیا
کہ راہوں میں آدمیوں کی آمد و شد ہونے لگی۔ بعد ایک سال کے وہ یہاں سے ٹھٹھہ میں آیا اور
۴۸ سال بالاستقلال سلطنت کی۔ اسکے عہد میں علما و صلحا و فقرا نہایت فراغت سے زندگی بسر
کرتے تھے۔ سپاہ آسودہ حال اور رعیت مرفہ البال تھی۔ سلطان حسین لنگاہ حاکم ملتان کا معاصر
جام نظام الدین تھا۔ ان دونوں میں بڑی محبت و مودت ہمیشہ سے آپس میں تھی۔ تحفہ تحائف
بھیجے رہتے تھے۔ جام نظام ہر ہفتے اپنے اصطبل میں جاتا اور گھوڑوں کی پیشانی پر ہاتھ
ملتا اور کہتا کہ اے دوستو میں نہیں چاہتا کہ سوائے غزا کے تم پر سوار ہوں اسلئے کہ چاروں
طرف حکام مسلمان ہیں تم دعا کرو کہ بے سبب شرعی کے میں کسی جگہ نہ جاؤں اور کوئی یہاں
نہ آئے کہ مبادا بیگناہوں کی خونریزی ہو۔ خدا کے آگے میں شرمسار ہوں۔ اسکے عہد میں
سنن نبوی کا رواج ایسا ہوا تھا کہ اسے مافوق تصور میں نہیں آتا۔ مساجد میں اقامت جماعت
اس طرح کی ہوتی تھی کہ محلہ کے سب چھوٹے بڑے مسجد میں حاضر ہوتے اور کبھی تنہا نماز
پڑھنے سے راضی نہ ہوتے اور اگر کسی وقت کی نماز جماعت کی قضا ہو جاتی تو نہایت نادم
ہوتے اور دو تین روز استغفار پڑھتے۔ جام نظام کے اواخر سلطنت میں شاہ بیگ کی
سپاہ قندہار سے آئی اور مواضع بکری و چندوکا و سندیجہ پر حملہ کیا۔ مغلوں کے حملہ کے
دفع کرنے کے لئے جام نے سپاہ عظیم بھیجی اور وہ درہ کے قریب تک گئی جسکا نام جالوگر مشہور
ہے۔ ایک لڑائی ہوئی جس میں شاہ بیگ کا بھائی قتل ہوا اور اسکی سپاہ کو شکست ہوئی
باقی سپاہ قندہار کو بھاگ گئی پھر نظام الدین کی حیات میں سندھ پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔ جام اکثر
اوقات مذاکرہ و مباحثہ علمی میں علما کے ساتھ مشغول رہتا۔ جناب مولانا جلال الدین محمد
دوانی نے شیراز سے ملک سندھ میں آنے کا قصد کیا۔ اپنے دو شاگردوں میر شمس و میر معین کو

ٹھٹہ میں بھیجا کہ وہ جا کر میری طرف سے استدعا کریں کہ وہ وہاں رہنا چاہتا ہے۔ جام نظام نے اونکے واسطے منازل لائق تجویز کیں اور اسباب معیشت بھی مہیا کیا اور خرچ راہ اونکے ہاتھ بھجوایا۔ مگر ان کے پہنچنے سے پہلے مولانا کو سفر آخرت پیش آیا۔ پھر میر شمس اور میر معین نے مراجعت کی اور ٹھٹہ میں اقامت کی۔ بعد کچھ مدت جام نظام نے ملک باقی کا عزم کیا۔ اسکی وفات کے بعد ملک سندھ میں بالکل آدمیوں کے حال میں فتور پڑا +

جام فیروز

جب جام نظام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا تو جام فیروز اُسکا بیٹا خرد سال تھا و جام صلاح الدین کہ جام کے قرابتیوں میں تھا اور جام سنجر کا نواسا تھا اوسنے دعوی کیا کہ مسند سلطنت پر اجلاس کرے۔ دریا خاں و سارنگ خاں کہ جام کے معتبر غلاموں میں تھے اور بڑی شوکت و مکنت رکھتے تھے اونھوں نے اسکا فرمانروا ہونا ناپسند نہیں کیا۔ اشراف و اعیان ٹھٹہ سے اتفاق کرکے دریا خاں نے جام فیروز کو سریر سلطنت پر بٹھایا۔ جام صلاح الدین مایوس ہوا اوسنے یہ سوچ کر بغیر لڑائی ملک نہیں ہاتھ آئیگا۔ گجرات میں گیا اور سلطان مظفر شاہ گجرات سے التجا کی سلطان نے جام صلاح الدین کی عم کی بیٹی نکاح کیا تھا فیروز عیش و نشاط میں مشغول ہوا۔ اکثر اوقات حرم میں پڑا رہتا اور اگر گاہے ماہے باہر آتا تو اوسکی مجلس میں لولی اور مسخرے جمع ہوتے اور ہزل باتیں کرتے۔ اسکے عہد میں قوم سمہ کے آدمیوں اور خاصہ خیلوں نے اہل شہر پر تعدی شروع کی۔ دریا خاں اوسکا مانع ہوا تو لوگ اوسکی اہانت کرنے لگے۔ دریا خاں موضع کاہان میں جہاں اوسکی جاگیر تھی رخصت لیکر چلا گیا۔ یہاں اونہیں دنوں میں مخدوم عبدالعزیز ابہری محدث اور اوسکے دو بیٹے اصیل الدین و مولانا محمد آگئے جنمیں سے ہر ایک عالم متبحر تھا۔ چند سال تک افادہ و نشر علوم میں مشغول رہے اور ہرات سے انکا نکلنا شاہ اسمعیل کی وجہ سے ۹۱۸ھ میں ہوا۔ مولانا جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے اور ہر علم میں اونکی تصانیف پسندیدہ تہیں مشکوۃ کی شرح لکھی تھی وہ تمام نہ ہوئی مگر مسودہ اوسکا کتبخانہ میں موجود تھا اور اکثر کتب متداولہ پر حواشی لکھے تھے۔ وہ اسی کاہان میں ملک آخرت کو چلے گئے۔ مقابر کاہان میں اونکا مزار آدمیوں کی زیارت گاہ ہے۔ جام فیروز عیش و عشرت میں مشغول ہوا ارکان ملک نے

اوسکے برباد کرنے کا ارادہ کیا۔ جماعت واقفہ طلب نے جام صلاح الدین پاس آدمی بھیجا اوراس
حال سے آگاہ کیا کہ جام فیروز اکثر مست و مخمور رہتا ہے اور عمدہ ملک دریا خاں عذر کرکے
کاہان کو چلا گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ جلد یہاں آؤ۔ جام صلاح الدین نے ٹھٹھے کے آدمیونکی
یہ کتابت سلطان مظفر کو دکھلائے۔ سلطان مظفر نے بہت سالشکر جام صلاح الدین کے ساتھ
کرکے ٹھٹہ کو رخصت کیا۔ اوسنے متواتر کوچ کرکے مسافت بعیدہ کو قطع کیا اور فی الفور آب
ٹھٹہ سے عبور کرکے شہر میں داخل ہوا۔ جام فیروز کے آدمی پریشان ہوئے اوسکو دوسری
جانب باہر لے گئے۔ جام صلاح الدین بلدہ ٹھٹہ میں سریر سلطنت پر بیٹھا اور جام فیروز کے
خاص خیلوں سے مواخذہ لیا اور مصادرہ کر کر اموال طلب کئے۔ جام فیروز کو اوسکی والدہ
دریا خاں پاس کاہان میں لائی اور بڑی زاری کرکے پچھلی تقصیر معاف کرائیں۔ دریا خاں نے
حقوق سابق کو مرعی رکھکر لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ جب سیوستان کے گرد جام فیروز کے
علم کے نیچے لشکر جمع ہوا۔ اور بلوچوں اور سیوہیوں نے بھی اوسکی طرف رجوع کی تو دریا خاں
جام صلاح الدین کے دفع کے لئے متوجہ ہوا۔ جام صلاح الدین نے چاہا کہ جدال کے لئے استقبال
کرے حاجی نے کہ اوسکا وزیر تھا کہا کہ مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جام صلاح الدین شہر میں
رہے اور جنگی ہاتھیوں اور لشکر کو اوسکے ہمراہ کرکے جنگ میں بھیجے۔ جام صلاح الدین
نے شہر میں توقف کیا۔ حاجی وزیر کو جنگ میں بھیجا۔ دونوں لشکروں میں آتش جدال و قتال
افروختہ ہوئی طرفین سے بہادر کشتہ ہوئے۔ آخر کو دریا خاں کے لشکر نے ہزیمت پائی
اور اولٹا پھرا۔ حاجی وزیر نے سرسواری جام صلاح الدین کو عرضداشت بھیجی کہ ہم کو فتح
و فیروزی حاصل ہوئی خاطر جمع رکھو۔ وقت نہ تھا کہ دریا خاں کا تعاقب کرسکتا۔ قاصد
مع عرضداشت کے دریا خاں کے آدمیوں کے ہاتھ لگا۔ اوسنے فوراً عرضداشت کے مضمون
کو بدل کر دوسری عرضداشت حاجی وزیر کی طرف سے جام صلاح الدین کو یہ لکھی کہ ہمارے لشکر
کو شکست ہوئی غنیم زبردست ہے تم اہل و عیال لیکر ٹھٹہ سے باہر چلے آؤ اور اصلا توقف
نہ کرو۔ موضع باجکان میں ہم تم ملجائینگے۔ جوہیں یہ عرضداشت پہنچی جام صلاح الدین

۹ - ماہ رمضان کو بغیر افطار چلدیا اور دریا سے گذر کر شکستہ حال ہوا - آٹھ مہینے اسکی
مدت سلطنت تھی جب حاجی وزیر سے اوسکی ملاقات ہوئی تو اوسنے ملامت کی کہ تونے یہ
کیا کیا - اوسنے حاجی کی عرضداشت دکھائی تو حاجی نے کہا کہ میں نے یہ نہیں لکھا - آخر کو
حقیقت حال پر اطلاع ہوئی نہایت ندامت ہوئی مگر کام ہاتھ سے جا چکا تھا - ندامت سے
کیا فائدہ تھا - دریا خان نے چند منزل تعاقب کیا اور عید الفطر کے روز جام فیروز کو
ٹھٹھہ میں لایا عیدگاہ میں نماز پڑھی جام فیروز نے چند سال استقلال سے سلطنت کی مگر
آخر سنہ ۹۱۶ھ یا سنہ ۹۲۰ھ میں شاہ بیگ ارغون نے حملہ کیا چونکہ سومرہ و سمہ کا احوال کسی کتاب
میں مفصل مرقوم نہیں دیکھا اسلئے مجمل لکھا گیا اگر کسی عزیز کو اسسے زیادہ حال معلوم ہو تو
وہ اسمیں شامل کر دے پہلے اسے کہ ہم خاندان ارغون کا حال لکھیں چند متفرق مضامین لکھتے ہیں
ہم نے اوپر دریا خاں کا نام لکھا ہے اسکے بلند پایہ ہونے کا حال تاریخ طاہری میں
یہ لکھا ہے کہ جب جام نندا پسر بابینہ کو تخت ٹھٹھہ پر اوسکے دوستوں نے بٹھایا تو اس شہر کو
بڑی رونق دی اور حکومت ایسی عدالت کے ساتھ کی کہ ہر شخص اپنے گھر میں خوش تھا +

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را باکسے کارے نباشد

ایکدن وہ اپنے وزیر لشکر یا لکھے یر کو ساتھ لیکر شکار کو گیا - وزیر کے ساتھ ایک نوعمر
غلام قبولہ تھا اور اوسکو پانی پلانے کی خدمت سپرد تھی - یہ لڑکا اصل میں سید کا بیٹا تھا مگر وہ
مقید ہوکر بکا اور وزیر نے اوسے مول لیا - جام کو پیاس لگی اسوقت اسکا آبدار موجود
نہ تھا وزیر نے اس لڑکے کو حکم دیا کہ پانی لا - وہ پیالہ میں پانی لایا اور اسمیں گھاس کے
تنکے ڈال دئے - جام نے پیالہ کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ تنکے کیوں ڈالے ہیں لڑکے نے جواب دیا
کہ حضور پیاسے بہت تھے یہ خوف تھا کہ اگر پانی زیادہ پی جاؤ گے تو سوار نہیں ہو سکو گے - ان
تنکوں کے سبب سے پانی ٹھیر ٹھیر کر اعتدال سے پیو گے - اگرچہ اسمیں کوئی تعجب کی بات نہ تھی
مگر لڑکے کے اقبال نے یاوری کی کہ جام نے قبولہ کو وزیر سے لے لیا اور پھر اوسکو وہ اپنے
بچوں سے زیادہ چاہنے لگا اور مبارک خاں کا خطاب دیا - اور مرتے وقت اوسکو اپنا بیٹا

جام نندہ کا دریا خاں کو بلند پایہ کرنا +

جام اور کاروبار سلطنت سپرد کیا +

سیع مورخین نے تو ناصر الدین قباچہ کا حال شاہان دہلی کے واقعات میں لکھا ہے لیکن تاریخ فرشتہ نے اوسکو مملکت سندھ کا ایک مستقل بادشاہ مان کر حال لکھا ہے اور اس طرح اوسکی حکومت سندھ میں بیان کیا ہے +

ناصر الدین قباچہ سلطان معزالدین سام کا ترکی غلام تھا اور مدتوں اوسکی خدمت میں رہکر ملک داری اور کشورکشائی میں وقوف حاصل کیا تھا۔ بعد ازاں اوسنے قطب الدین ایبک کی ایک لڑکی سے شادی کی اور جب وہ مرگئی تو دوسری لڑکی سے نکاح کیا قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد اکثر سندھ کے قلاع و بقاع کو وہ اپنے تصرف میں لایا۔ سومروں کو جنمیں سے بعض مسلمان تھے بعض کافر ایسا ضعیف کیا کہ سواء بلدہ ٹھٹھہ و جنگل کے اونکے تصرف میں کچھہ نہ رہا۔ وہ زراعتی و جنگلی بن کر گوشوں و کناروں میں رہتے تھے لیکن ناصر الدین قباچہ کی وفات کے بعد بہ تدریج رشتہ سلطنت انہیں کے ہاتھہ میں چلا گیا اور سلاطین دہلی کے ہاتھہ سے سندھ نکل گیا +

حال سندھ بعہد ناصر الدین قباچہ کی حکومت +

اب تحفۃ الکرام سے سندھ کی تاریخ کو اس زمانہ سے کہ اسکا تعلق خلفاء عباسیہ سے نہیں رہا نقل کرتے ہیں سلطان محمود غزنوی کے بعد سلطان مسعود اور سلطان مادود و مجدود کی طرف سے سندھ میں حاکم رہے بعد ازاں سلطان قطب الدین اور آخر کو آرام شاہ کے حاکم سندھ میں رہے جنکا بیان پہلے ہوچکا ہے آخر بادشاہ کے عہد میں سلطنت چار حصوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک حصہ میں ملتان اور کل سندھ اور اوچھ تھا جسمیں ناصر الدین قباچہ فرمان روا تھا اور اسوقت سات رانا ملتان کے اوسکے باجگزار تھے (۱) رانا بوہتر سٹ راٹھور ڈیرا کا ضلع دربیلا میں (۲) سینر پسر چھاج قوم کریج سماجو تنگ میں ضلع روپاہ میں رہتے تھے (۳) جیسر پسر ججی ماچھی سوانگہی جو مانک مارا کے تھے (۴) دکانی پسر ہنون جیتوئی جو وادی سیوی میں رہتے تھے (۵) جیتون پسر دیتا قوم چھنا جو جھاگ نے میں رہتے تھے (۶) اجی پا پسر وری آہ جو جھام ناہم کوٹ میں رہتے تھے (۷) جیسو وہن آکرا جو مین نگر ضلع بام بروا میں رہتے تھے +

حکام سندھ بعہد خاندان غزنویہ اور اوسکے باجگذاران +

جب تاج الدین یلدوز کے افسوں نے لاہور کو تسخیر کیا تو شہر ملتان میں ملک ناصر الدین قباچہ نے پناہ لی اور ۶۲۶ھ ۱۲۲۹ کے آخر میں ملک خاں خلجی اور اوسکے آدمی ملک سیوستان کے مالک ہو گئے سلطان شمس الدین التمش نے اپنا وزیر نظام الملک محمد پسر اسعد خاں کو اچھ کی تسخیر کے لئے بھیجا اور خود دہلی گیا ۶۲۵ھ ۱۲۲۸ میں اچھہ بے جنگ نظام الملک کو ہاتھہ آگیا اور وہ بھکر کو دوڑ آگیا۔ ناصر الدین قباچہ بہاگا اور دریا میں اوسکی کشتی حیات ورطہ ہلاکت میں آئی سلطان شمس الدین سند کا مالک ہو گیا سنہ ۶۳۰ھ ۱۲۳۳ میں نور الدین حاکم مقرر ہوا سلطان التمش ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ میں مرگیا سلطان مسعود شاہ اسکا جانشین ہوا۔ اسکی عمل سلطنت میں مغل دریاء سند سے پار اُترے اور اوچھہ کا محاصرہ اونہوں نے کیا۔ مگر سلطان مسعود کی ہوشیاری سے مغلوں کو شکست ہوئی اور وہ خراسان کو بھاگ گئے۔ سلطان مسعود نے ملک جلال الدین محمد کو سند کا حاکم بجائے نور الدین محمد کے مقرر کیا۔ اوسکی خدمت میں ناصر الدین محمود چچا سلطان مسعود کا تاج و تخت کا مالک ہوا +

سنہ ۶۶۴ھ ۱۲۶۴ میں سلطان غیاث الدین دہلی میں بادشاہ ہوا اوسنے لاہور و ملتان کے ممالک اپنے بیٹے سلطان محمد کو سپرد کئے۔ وہ باپ سے تیسرے سال ملنے جاتا تھا ۶۸۲ھ ۱۲۸۳ میں چنگیز خاں کے لشکر کے ساتھہ لڑکر شہید ہوا اور اوسکا بیٹا کیخسرو اوسکا جانشین ہوا جب سنہ ۶۹۲ھ ۱۲۹۳ میں سلطان جلال الدین خلجی آیا تو اوسنے ملتان اور اچھہ میں ارکلی خاں کو حاکم مقرر کیا اور سند میں نصرت خاں کو حاکم مقرر کیا ۶۹۵ھ ۱۲۹۶ میں سلطان علاء الدین نے بھی اپنے بھائی الغ خاں کو ارکلی خاں کے نکالنے کے لئے بھیجا۔ مگر نصرت خاں دس ہزار سپاہ کے ساتھہ ملتان۔ اچھہ۔ بھکر سیوستان ٹھٹہ میں بدستور حاکم رہا ۶۹۷ھ ۱۲۹۷ میں سلدائی مغل سیتان سے آئے۔ اور اونہوں نے سیوستان پر قبضہ کیا مگر نصرت خاں نے انپر سخت حملہ کرکے ملک کو اونکے قبضہ سے نکال لیا سلطان علاء الدین نے اپنے آخر وقت میں تیور سے چنگیز خانی مغلوں کو نکالنے کے لئے غازی ملک کو دس ہزار سوار کا سپہ سالار بنا کے بھیجا۔ ملتان و اچھہ اور سند جاگیر میں دیا +

خسرو خاں علاء الدین کو معزول کرکے تخت کا مالک ہوا - غازی ملک سندھ ملتان سے سپاہ لیکر گیا اور خسرو خاں کو نکال دیا اور خود بادشاہ ہو گیا اور اپنا خطاب سلطان غیاث الدین رکھا اس اثنا میں ایک قوم سومرا نے سر اوٹھایا اور ٹھٹہ پر قبضہ کیا سلطان غیاث الدین نے ملک تاج الدین کو ملتان بھیجا اور خواجہ خطیر کو بھکر اور ملک علی شیر کو سیوستان - جب کشلو خاں نے ملتان میں بغاوت کی سلطان محمد شاہ بن سلطان غیاث الدین ملتان آیا اور ۱۳۴۳ء سنہ میں یہاں کی سرکشی کو دبایا اور اپنے معتمد آدمی سیوستان اور بھکر میں بھیجے اور مراجعت کی ۱۳۵۱ء سنہ میں طغائی غلام کے تعاقب میں اوسنے گجرات اور کچھ کو طے کیا اور ٹھٹہ کے ضلع میں آیا اور سونغم تھیری میں دریا کے کنارہ پر قیام کیا بخار او سکو چڑھا تو وہ گندل میں چلا گیا اور یہاں اچھا ہو گیا - مگر پھر ٹھٹہ سے چار کوس پر خیمہ زن ہوا جہاں اوسکو پھر بخار آیا اور مر گیا -

سلطان فیروز شاہ اسکا جانشین ہوا طغائی ٹھٹہ میں تھا جب اوسکو یہ معلوم ہوا تو وہ سومرا - جام - سما قوموں کا افسر بنکر لڑا مگر شکست پائی - پہلی صفر سنہ مذکور کو سلطان نے نواح ٹھٹہ کو چھوڑا اور دریائے سند ساگر پر ایک قلعہ کے بنانے کا حکم دیا اور امیر نصر اور ہزار سوار اوسکے یہاں چھوڑا - امیر نصر نے ایک شہر آباد کیا اور نصرپور اسکا نام رکھا اور ملک بہرام کو یہاں کا اور اوسکی مضافات کا حاکم مقرر کیا - بہرام پور اوسی کے نام سے مشہور ہوا - ملک علی شیر اور ملک تاج کافوری سیوستان میں رہے اور سلطان بھکر کو گیا - اوسنے ملک عین الدین کو اپنا قائم مقام بنایا اور ملک عبد العزیز کو وزیر خزانہ اور قلعہ کو منتخب سپاہ سے مستحکم کیا - ملک رکن الدین کو اخلاص خاں کا خطاب دیا اور سند کے تمام معاملات اوسکے سپرد کئے خود دہلی گیا ۱۳۶۲ء سنہ میں نگر کوٹ کو فتح کرکے ٹھٹہ میں آیا - یہاں جام خیر الدین حاکم تہا وہ قلعہ میں گیا جو پانی کے اندر تہا اور وہاں سپاہ فوج کی غلہ کے گھٹنے اور مچھروں کی کثرت نے سلطان کو مجبور کیا کہ وہ ٹھٹہ میں آیا - جام خیر الدین نے اوسکی اطاعت کی اور اوسکی خدمت میں حاضر ہوا سلطان اس کو اور اور قیدیوں کو اپنے ساتھہ دہلی لے گیا اور جب بہوان کے قریب اسکو معلوم ہوا کہ

جام بہاگنے کا ارادہ رکہتا ہے تو اوسکو پابزنجیر کیا۔ تہوڑے دنوں بعد خیرالدین کے بیٹے جام جونہ کو خلعت دیکر باپ کی جگہہ مقرر کیا۔

سنہ ۷۹۰ھ میں فیروزشاہ نے وفات پائی سلطان تغلق شاہ دہلی میں اسکا جانشین ہوا اور بعد اوسکے جو سلطان ابوبکر و سلطان محمد شاہ و سلطان سکندر شاہ بادشاہ ہوئے اور پہر سلطان ناصرالدین بادشاہ ہوا جسنے سارنگ خاں کو دیبالپور اور ملتان اور سندہ کی تسخیر کیلئے بہیجا۔

سنہ ۸۰۰ھ ۱۳۹۷ع میں پوتا امیر تیمور کا مرزا پیر محمد دریاے سندہ سے پار اوترا اور قلعہ اچھہ کا محاصرہ کیا سارنگ خاں کی طرف سے یہاں ملک علی حاکم تہا مہینہ بہر تک اس محاصرہ کو روکے رکہا۔ سارنگ خاں نے ملک تاج الدین کو چار ہزار سپاہ کے ساتہہ اوسکی کمک کو بہیجا مرزا پیر محمد خاں نے محاصرہ چہوڑا اور اچھہ سے سفر کیا اور اوسکو شکست دی۔ پہر ملتان کا محاصرہ کیا چھہ مہینے کے محاصرہ کے بعد سارنگ خاں نے اطاعت اختیار کی اور ملتان مرزا کو حوالہ کیا۔ سنہ ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ع مین امیر تیمور خود آگیا۔ اس زمانہ سے سلاطین دہلی کی سلطنت کا خاتمہ ملک سندہ مین سمجہنا چاہیئے +

۔ اس زمانہ سے پیشتر کہ جسکا بیان اوپر ہوا قوم سندہ کے کچہہ حصہ پر قوم سومرا قابض تہی اسکی مدت حکومت ۵۰۵ سال رہی مورخ یہ بیان کرتے ہیں خلفاء عباسیہ کا آخر حاکم سید التمیمی تہا اسکے بعد یہ قوم آئی ہے اس زمانہ سے اسکی حکومت کا آغاز شمار کرنا چاہیئے۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ سندہ کے ایک بڑے حصہ پر سلاطین غزنویہ کی طرف سے حاکم حکومت رکہتے تہے یہ قوم بہی اپنی حکومت ایک حصہ میں خودمختار رکہتی تہی وہ سامرا کے عربوں کی قوم سے پیدا ہوئی تہی اور سنہ ہجری کی چوتہی صدی میں یہاں آئی +

کہتے ہیں کہ ڈالوراے امرانی کے ظلم سے جب شہر الور غارت ہوا تو اوسکا چہوٹا بہائی امرانی ناراض ہوکر بغداد میں خلیفہ کے پاس گیا اور خلیفہ نے سو عرب سامرا کے اسکی ہمراہی کیلئے مقرر کئے وہ اونکو اور علماے موسوی کو ساتہہ لیکر سندہ میں آیا۔ بعد ازاں اور بہت سے عرب آگئے آخر کو ڈالوراے سید کا مطیع ہوا۔ اور اپنی بیٹی اوس سے بیاہ دی اور سندہ میں سید آباد ہوئے۔ وہاں ونکی اولاد ہوئی اور اونہوں نے مطلوی شہر بسایا یہی ونکی اقامت کی جگہہ ہے +

ہم نے اوپر لکھا ہی کہ ۱۳۲۰ء میں غازی ملک دہلی پر ملتان اور سندھ سے سپاہ لیکر چڑھ گیا اور خسرو خان کو مطیع کیا اور تخت پر بیٹھ کر اپنا لقب غیاث الدین تغلق شاہ رکھا اور اپنی نئی سلطنت کے انتظام میں مصروف ہوا تو سومرا نے تھری میں اپنے ہمسایہ کے سپاہ کو جمع کیا اور ایک آدمی کو جسکا نام سومرا تھا تخت پر بٹھایا آگے سومرا کی سلطنت کا حال وہی لکھا ہے جو تاریخ معصومی سے ہمنے نقل کیا ہے آخر کار سمانے ۱۳۵۵ء میں اپیل کو جو سومرا کا فرمانروا تھا قتل کیا۔ اس خاندان کے اقبال و زوال اور اسکے بادشاہونکی تعداد اور اونکے زوال کے اسباب مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہیں جسکا خلاصہ ذیل میں درج ہوتا ہے ٭

مسلمانوں کی تاریخ کا مشکل سوال یہ ہے کہ صحیح طور پر بیان کیا جائے کہ قوم سومرا جو سندھ میں حکمران تھی وہ کون تھی اول میر معصوم نے جسکی تاریخ اوپر نقل ہوئی یہ لکھا ہے کہ عبدالرشید سلطان مسعود کے زمانہ ۱۰۵۱ء میں قوم سومرا نے غزنی کی حکومت سے سرتابی کی اور سندھ کے تخت پر ایک قوم سومرا کا آدمی بٹھایا جسکا نام سومرا تھا اور اس بیان کا اپنے تاریخ میں خاتمہ اسپر کیا کہ تحقیق سے زیادہ نہیں معلوم جو میں نے لکھا ہے اگر کسی کو زیادہ معلوم ہو تو وہ زیادہ کر دے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں صرف یہ لکھا ہے کہ ۳۶ سومرے بادشاہوں نے سندھ میں پانچ سو برس سلطنت کی فرشتہ نے بھی اس سوال کا فیصلہ نہیں کیا اور صاف یہ لکھا کہ عماد الدین محمد قاسم کی وفات کے بعد حکام سندھ کا احوال کسی تاریخ متداول میں نہیں لکھا گیا لیکن تاریخ بہادر شاہی میں اس مملکت کے حکام کے نام لکھے ہیں محمد قاسم کے بعد ایک جماعت کہ اپنے تئیں اولاد تمیم انصاری جانتے تھے اونہوں نے سندھ میں بادشاہی کی اونکے بعد اس حدود کے زمینداروں میں سے جنکو سومرہ کہتے تھے اور قوت و کثرت احوال و انصار میں ممتاز تھے سندھ کے ملک میں اپنی سلطنت قائم کی اور پانچسو سال سلطنت کی مگر اونکے بادشاہونکے نام کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرے اس سومرہ کے خانوادہ کو سمہ کے خاندان نے تباہ کیا۔ یہ بھی اسی ملک کی حدود کے زمیندار تھے اونکے سردار نے جام کا لقب اختیار کیا۔ ان دو طائفوں کی سلطنت میں کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ و غوریہ و دہلویہ نے مزاحمت کی اور بعض اونمیں سے بادشاہ کے تابع ہوئے اور

اپنے گماشتونکو حکومت کو سپرد کرکے خود اپنے مرکز پر واپس چلے گئے صرف سلطان ناصر الدین
قباچہ نے یہاں سند میں بادشاہی جسکا اوپر ذکر ہوا +

تاریخ طاہری میں لکھا ہے کہ قوم سومرا کی سلطنت ۱۴۳ برس سنہ ۷۰۰ھ سے ۸۴۳ھ تک رہی
اور وہ ہندو تھے اور الور انکی سلطنت میں تھا اور انکا دار السلطنت محمد طور پرگنہ دیراک میں تھا
دوداہم عصر علاء الدین کا تھا پھر ڈالورائے اور امیر سمرا کی کہانیاں قصّے لکھے ہیں +

بیگ لار نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد قوم تمیم نے سند میں سلطنت کی اور
کچھہ مدت کے بعد سومرا فرماں روا ہوئے اور ۵۰۵ برس تک انہوں نے سلطنت کی ان کا
دار السلطنت تھاتم پور تھا +

منتخب التواریخ میں محمد یوسف لکھتا ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کا جانشین اسکا بیٹا سلطان
عبد الرشید ہوا۔ اہل سند نے اوسکو کاہل و غافل و عیش دوست سمجھکر اوس سے سرتابی کی سنہ ۴۴۵ھ ۱۰۵۳ء
سومرا کی قوم نے ایک شخص سومرا نامی کو اپنا بادشاہ بنایا وہ مدتوں تک خود مختاری کے ساتھ
سلطنت کرتا رہا اسکے بعد اوسکا بیٹا بھونگر جسکی والدہ زمیندار صاد کی بیٹی تھی جانشین ہوا۔
سنہ ۴۶۱ھ میں بھونگر ۱۵ برس سلطنت کرکے مرگیا اور اوسکا بیٹا دودا ۲۴ برس سلطنت کی سنہ ۴۸۵ھ میں
فوت ہوا۔ پھر سنگھر نے ۱۵ برس بعد اوسکے ہفیف نے ۳۳ برس اوسکے پیچھے امر نے ۴۰ برس اور دودا
دوم نے ۱۴ برس و پہتو نے ۳۳ برس کہنرا نے ۱۱ برس محمد طور نے ۱۵ برس کنہرا دوم نے بھی
ایک سال دودا سوم نے ۱۴ برس تائی نے ۲۴ برس چنیسر نے ۱۸ برس بھونگر دوم نے ۱۵ برس ہفیف
دوم نے ۱۸ برس دودا چہارم نے ۲۵ برس امیر سمرا نے ۳۵ برس بھونگر سوم نے ۱۰ برس
پھر سلطنت ہمیر کے ہاتھہ آئی جسکو اوسکے ظلم کے سبب سے قوم سما نے معزول کیا۔

تحفۃ الکرام میں ایک جگہہ لکھا ہے کہ سامرا کی عربوں سے قوم سومرا پیدا ہوئی یہ عرب دوسری صدی
ہجری میں آئے تھے تمیم کا خاندان اونکے ہمراہ تھا۔ جو عباسیہ خاندان کے عہد سلطنت میں سند کا
فرمانروا رہا۔ اور ۵۰۰ سال تک سلطنت کرتا رہا۔ اسلئے کہ وہ خاندان عباسیہ کے مطیع برائے نام تھے
اور پوری آزادی رکھتے تھے اور سند کے بڑے حصے میں غزنوی اور غوری بادشاہوں کی

طرف سے حاکم مقرر تھے۔
ایک اور روایت پر وہ بیان کرتا ہے کہ ڈونگر چھوٹے امراتی بلایا تھا جو اپنے نامور بھائی ڈالورائے
کے ظلم سے ناراض ہوا اور بغداد میں گیا اور خلیفہ نے سو عرب سامرا کے اوسکے ساتھ کیے جنکو وہ
اپنے ساتھ ہند میں لایا اونکے ساتھ سید علی موسوی بھی تھا جسنے ڈالورائے کی بیٹی سے شادی
کی جسکی اولاد اب تک شہر ہٹلوری میں بستی ہے۔
غرض اس قدر تحقیق حال سومرا کا لکھا ہے جسکو اوپر ہم نے نقل کیا ہے غرض کچھ اور ہی سومرا کے
حال میں خلط ملط ہو گیا۔ انگریزی مورخوں نے اس عقدہ کے حل میں بہت اپنا مغز بھی کیا
مگر کچھہ حاصل نہ ہوا +

سما کی قوم

یہ پیچیدگیاں اور دشواریاں قوم سومرا کے باب میں جو سما کے باب میں نہیں ہیں سما نے سومرا کو ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء
شکست دیکر (?) سلطنت کی کہ اون کا قائم مقام خاندان ارغون ۹۲۷ھ ۱۵۲۱ء میں ہوا۔ سما کی تاریخ
سلطنت کو کوئی پہلے کوئی پیچھے بتاتا ہے۔ لدرانامہ (?) ۷۴۴ھ ۱۳۴۳ء آغاز سلطنت بتاتا ہے جس سے ۱۹۳ برس
قیام سلطنت ہوتا ہے تاریخ طاہری آغاز ۸۴۳ھ ۱۴۳۹ء اور قیام ۸۴ برس سے زیادہ نہیں تحفۃ الکرام ۷۵۲ھ
آغاز جس سے قیام ۱۷۵ سال معلوم ہوتا ہے +
تاریخ طاہری میں صاف غلطی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ سندہ پر سلطان فیروز شاہ نے ۷۶۲ھ ۱۳۶۱ء میں حملہ کیا
ہے اسکا مقابلہ جام نے کیا جو سما میں سے تھا سومرا میں سے نہیں اور یہ تاریخ ہمکو شمس سراج کے بیان سے معلوم ہوتی
جسکا باپ پانچہزار کشتیوں میں سے ایک ہزار کشتی کا افسر تھا جو اس مہم میں کام کرتی تھیں جام کی قوت
کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ سلطان دہلی کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے چالیس ہزار پیادہ اور بیس ہزار
سوار لایا تھا اور ڈھائی برس سلطان کو جھکائے رکھا۔ دس برس پہلے اس تاریخ سے جو اسی زمانہ کی
تصنیف ہے ۷۵۲ھ میں محمد تغلق نے جب حملہ کیا ٹھٹھہ میں حاکم سومرا تھا اور سما نہ تھا پس تحفۃ الکرام کا ۷۵۲ھ
لکھنا صحیح ہے کہ اس میں سما کو تخت نصیب ہوا۔ یہ سنہ مطابق سلطان فیروز کی تخت نشینی کے ہے
وہ سندہ میں تخت نشین ہوا تھا سب تاریخوں کے مورخوں کا اس پر اتفاق ہے کہ قوم سما کا

زوال ۹۲۷ھ ۱۵۲۱ء میں ہوا +

یہ بھی تاریخوں میں لکھا ہے کہ سما اپنے تئیں جمشید سے منسوب کرتے ہیں اسلئے لفظ جام کا اپنے مقدم و بزرگ تر پر اطلاق کرتے ہیں تاکہ جمشید کی یاد دلاتے ہیں بعض اونکو عرب ابی جہل کی اولاد سے بتاتے ہیں تاکہ ہندؤں سے نومسلم ہونیکا عیب دور ہو جائے۔ کچھہ کی قوم جھاریجا بھی سما کی قوم میں سے ہے وہ اپنے تئیں سام بن نوح کی اولاد میں سے بتاتے ہیں جس سے دونو لقب سام و جام کی آسانی سے متفق ہوتے ہیں +

خاندان ارغون قندہار و سندہ

اکبرنامہ و میر معصوم کی تاریخ سندھ سے اور ارغون نامہ سے جسکا دوسرا نام ترخان نامہ ہے ہم خاندان ارغون کا حال لکھتے ہیں +

مورخین بیان کرتے ہیں امیر بصری کا بیٹا ذوالنون تہا اور امیر بصری جسکو مصری کہتے ہیں وہ ارغون خان ترخان ابن اباکا یا اباغ خان ابن ہلاکو خاں بن چنگیز خان کی اولاد میں سے تہا صاحبقران کے زمانہ میں ایک خطاب ترخان تہا جسکو وہ مل جاتا تو سپاہی اوسکو کہیں جانے سے نہ روکتے اور اوسے اور اوسکی اولاد سے نو جرموں تک بازپرس نہ ہوتی چنگیز خاں نے قشلیق و باتا کو اس جلدو میں کہ اونہوں نے دشمنوں سے آگاہ کیا تہا ترخانی کا درجہ دیا تہا اور اپنی عاطفت عظیم سے بار فرمایش سے سبکدوش کیا تہا اور اپنی اوس میں سے شہنشاہی حصہ و سکو دیا تہا بعض بادشاہوں نے اس خطاب کے ساتھہ یہ سات چیزیں دی ہیں طبل من توغ نقارہ او قشون توغ و چتر توغ و قورسیہ تغلق تیمور نے امیر مولاجی پر یہ نوازش کی تہی کہ اوسکی اولاد میں سے نو پشت تک نو گناہوں تک بازخواست نہ ہو اور جب گناہ نو سے گذر جائیں تو بازپرس ہو اور اوسکا یاداش یہ ہو کہ دو سالہ نقرہ اسپ پر اوسکو بٹہائیں اور پائے اسپ تک نمدہ ڈالیں بزرگان پر لاس میں سے ایک اسکی گذارش عرض کرے اور اوسکے جواب کو ارکیوت کے سرداروں میں سے کوئی اسے کہے پہر اوسکی شہرگ کہولی جائے اور یہ دو بزرگ اوسکی نگہبانی کریں جب اوسکا کام انجام پائے تو اوسکو

پیشگاہ حضور میں بیجا کر سوگواری کرتے روز طوی میں سب ترک پیادہ ہوتے ہیں اور ایک سیاول آدمیوں کا انتظام کرتا اور اسی طرح یہ ترخان بھی سوار ہوتا ہے اور انتظام کرتا ہے اور یہ مرشد و پیشی دلیں بادشاہ کے سامنے کبھی ایک جام ہوتا ہے تو خان اس کے بائیں ہاتھ ہیں یہ ساغر رکھتے ہیں اور اسکی مہر کبھی فرامین پر ہوتی ہے لیکن فرمانروا کا سکہ اسکی آخر سطر میں ہوتا ہے اور ناموں کا لفافہ نہیں ہوتا یہ تو گناہوں کا اجتناب از شائستگی سے خالی ہے۔

میر ذوالنون بیگ ارغون سلطان ابوسعید کے ملازموں میں تھا رزم و کارزار میں مردانہ ایسی کوششیں کرتا تھا کہ وہ سلطان ابوسعید کا منظور نظر ہوا جب سلطان ابوسعید قراباغ میں مقتول ہوا تو امیر ذوالنون اپنے باپ پاس ہرات چلا گیا اور یادگار مرزا کی خدمت کچھ دنوں کرتا رہا۔ جب سلطان حسین مرزا خراسان میں بادشاہ ہوا اور مرزا امیر بصری کا انتقال ہوا تو ذوالنون سمرقند میں آیا۔ سلطان احمد مرزا نے اوس پر بہت التفات کی دو تین سال یہاں رہا۔ بعد ازاں ماوراء النہر کی بے سری سے اوس ارغون خراسان گیا۔ یہاں آن کر سلطان حسین کا ذوالنون منظور نظر ہوا قندہار اور سیستان میں داور اسکو اقطاع میں مل گئے جب بدیع الزماں مرزا نے اپنی بدگوہری سے سلطان حسین مرزا سے سرتابی کی میر ذوالنون اوسکے ہمراہ ہوا جب سلطان حسین مرزا کی عمر ختم ہوئی تو اوسکے دو بیٹے بدیع الزماں و مظفر مرزا سریر آرا ہوئے اور اس دیار میں پراگندگی پھیلی شیبک خاں اوزبک لشکر لے آیا میر ذوالنون لڑائی میں مارا گیا۔

جب امیر ذوالنون نے وفات پائی تو دو نو بھائی شاہ بیگ و محمد مقیم قندہار میں جمع ہوئے اور باپ کی تعزیت کی مراسم ادا کیں تعزیت کے بعد اسی مجلس میں محمد مقیم و جمیع امرا ارغون و ترخان نے و سپاہ نے شاہ بیگ کی سرداری کو قبول کیا شاہ بیگ نے باپ کے وقت کے منصب داروں کو بدستور اپنے کاموں پر بحال رکھا شاہ بیگ عنفوان جوانی سے پیرایۂ علم و ادب سے آراستہ تھا اور علوم سے خوب ماہر تھا علماء اور طلباء کی صحبت میں رہتا تھا جب محمد خان شیبانی ولایت خراسان کو تسخیر کر کے نواحی فراہ میں آیا اور قندہار کی تسخیر کا ارادہ کیا اور اسطرف اوسنے گھوڑا دوڑایا اور گرم سیر میں آیا تو شاہ بیگ و امیر محمد مقیم نے محمد خاں پاس ایلچی بھیجکر اپنی اطاعت کا

میر ذوالنون بیگ ارغون

شاہ بیگ ارغون

اظہار کیا خطبہ و سکہ محمد خان کے نام کا چلایا - اوس کے پاس ہو گئے اور ایسا اوسکو راضی کیا کہ وہ خراسان کو چلا گیا سنہ ۹۱۹ھ ۱۵۱۳ء میں کابل سے بابر بادشاہ قندہار و زمین داور کی فتح کے ارادہ سے چلا شاہ بیگ و محمد مقیم نے اوس سے جنگ عظیم کی اور شکست پائی - زمین داور و قندہار بابر کے قبضہ میں آئی۔ امیر ذوالنون کے خزانے جمع کئے ہوئے ہاتھ لگے جسکو اوسنے اپنی سپاہ میں تقسیم کر دیا - اور اپنے بھائی ناصرالدین مرزا کو قندہار حوالہ کرکے کابل چلا گیا - اور محمد مقیم کی بیٹی ماہ بیگم کو مقید کر کے لے گیا - کچھ مدت کے بعد سلطان ناصرالدین مرزا قندہار کو بے وجہ چھوڑ کر چلا گیا شاہ بیگ نے تیز دستی کر کے قندہار پر قبضہ کر لیا - اس حال میں محمد مقیم نے انتقال کیا - بابر نے ماہ بیگم کا نکاح قاسم کوکہ سے کر دیا جس سے ناہید بیگم بیٹی پیدا ہوئی - قاسم کوکہ جنگ اوزبک میں ہلاک ہوا +

شاہ بیگ قندہار سے شال میں آیا - یہاں کے امرا نے اوسکی اطاعت کی - پھر سیوی کی طرف چلا جہاں کے حاکم پرولی برلاس نے چند آدمی معتبر پیشکش کے ساتھ بھیجے اخلاص و دولت خواہی کا اظہار کیا - شاہ بیگ نے ان فرستادوں کو رخصت کیا اور خود شال میں آ کر ٹھیرا - شاہ بیگ نے اپنے امرا سے مشورہ کیا سب نے یہ رائے دی کہ سیوی کو تسخیر کرنا چاہیئے اسلئے کہ ۹۱۵ھ میں شاہ اسمعیل نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور حضرت بابر شاہ کابل میں تشریف فرما ہیں اور طرفین سے منازعت کے ابواب کھلے ہوئے ہیں ہم کو اپنی عافیت کی فکر کرنی چاہیئے کہ اگر کسی روز قندہار سے جدا ہوں تو وہاں چند روز گذارا کریں - آخرالامر وہ شال سے سیوی کو کوچ کر کے آیا اور سیوی کو لے لیا بعض آدمی قلعے کے اوسکے پاس آئے بعض بھاگ گئے خود فتحپور میں کہ مجمع و مسکن اُنکا تھا پہنچا - اور بعض امیروں کو قندہار میں بھیجا - فتحپور ایک قلعہ سیوی سے پچاس کروہ پر سندھ کی جانب میں تھا - فتحپور تو برباد ہو گیا قلعہ و عمارتیں موجود نہیں یہاں ولی برلاس دو تین ہزار آدمی جمع کر کے لڑا اور آخر کو شاہ بیگ فتحمند ہوا - یہاں شاہ بیگ نے باغات و عمارات کی بنیادیں ڈالیں اور قلعہ بنایا - اور کار آزمودہ آدمی مقرر کئے اور قندہار کو معاودت کی +

شاہ اسمعیل نے اوسط شعبان ۹۱۶ھ میں خراسان پر تصرف کیا اور محمد خان شیبانی اوزبک کو

قتل کیا اور درویش خاں کو قرا اور سیستان کی حکومت کیلئے بہیجا شاہ بیگ کو اندیشہ ہوا اونسے اپنے
مصاحبوں سے مشورہ لیا کہ ہم دو بادشاہوں کے درمیان آب و آتش کے بیچ میں ہیں ایک جانب
شاہ اسمعیل اور دوسری جانب بابر بادشاہ ہے سب کی رائے یہ ہوئی کہ بابر بادشاہ سے صلح مصالحت
کا ڈول ڈالنا چاہیے اور شاہ اسمعیل کی خدمت میں جانا چاہیے۔ یہی کیا مگر شاہ اسمعیل نے شاہ بیگ
کو قلعہ ظفر میں قید کیا جو جماعت اوسکے ہمراہ تھی کچھہ مایوس ہوکر قندہار چلے آئے کچھہ کونہیں
جا چہپے۔ مہتر سنبل جو شاہ بیگ کا غلام تھا وہ قلعہ ظفر میں پہنچا۔ جس برج میں کہ شاہ بیگ قید تھا
وہاں حلوائی کی دکان کہولی اور زندان بانوں کو حلوے چٹا کر انسے آشنائی پیدا کی اور
اپنا مقصود حاصل کیا کہ شاہ بیگ پاس آنے جانے لگا اور ایما و اشاروں سے صورت واقعہ معلوم
کرنے لگا۔ بارہ مردان کار نے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہوسکے شاہ بیگ کو چہپا کر قندہار لیجانا چاہیے
پہر سنبل حلوائی نے ایک رات کو پہرہ داروں کو داروے بیہوشی کہلائی وہ تو حلوا چٹ کرکے
انٹا چت ہوے سنبل دو آدمیوں کو لیکر برج میں آیا۔ شاہ بیگ کو رسی میں لٹکا کر نکال لایا۔ رسی
چہوٹی تھی اسلیے شاہ بیگ گرا اور ایک دانت ٹوٹا۔ پہر بادپا گہوڑوں پر جنکے نعل لٹے لگے ہوے
تہے سوار ہوکر منزل مراد پہ پہنچا +

جب سے بابر بادشاہ نے شاہ بیگ کے قید ہونے کی خبر سنی تھی تو قندہار کی تسخیر کا ارادہ تہا
لیکن بلاد ماوراء النہر و بدخشان کے فسادوں کے سبب سے یہ ارادہ قوت سے فعل میں نہیں آیا تہا
اب اونسے خاطر جمع کرکے قندہار کی عزیمت کی۔ شاہ بیگ مصالح قلعہ داری کے لیے قندہار
کی چاروں طرف سے آذوقہ کو شہر میں لے آیا۔ برج و بارہ کو درست کیا لشکر شاہی میں جاسوس بہیجے
شاہ بیگ نے ارادہ مصمم کر لیا تہا کہ میدان مقابلہ و مقاتلہ میں قدم رکھے۔ اس باب میں اپنے مصاحبوں
سے مشورہ لیا تو سب نے یہ کہا کہ ایک دفعہ دو دو ہاتہہ کرنے چاہئیں اگر فتح ہوئی فہو المراد اور اگر نہیں تو
متحصن ہوکر جدال و قتال کیجیے جب بابر قندہار کی نواح میں آیا تو ایسا بیمار ہوا کہ لشکریوں کا
دل اور دست بیکار ہوگیا جب شاہ بیگ کو اطلاع ہوئی تو پیشکش خوب اکابر قندہار کے ہاتہہ
بہیجی بابر نے خواجہ جلال الدین کو اسپ اور خلعت دیکر شاہ بیگ پاس بہیجا اور خود صحبت کی

جب بابر بادشاہ کا لشکر کابل کو چلا گیا تو شاہ بیگ سوی میں آیا اور کچھہ دنوں یہاں رہا اور اپنے امرا اور لشکریوں سے کہا کہ بابر اس مرتبہ قندہار کی راہ دیکھنے آیا تھا دوسری مرتبہ تسخیر کے لیئے آئیگا۔ اور جب تک وسکو وہ نہ لیگا چین نہ دیگا اور اس اپنے دعوی کے لیئے دلیل یہ لایا کہ بابر کے دل میں محمد مقیم کی طرف سے یہ غبار دل ہے کہ اُسنے دولت قدم اپنی محرمہ کو کابل بھیجا جو اوسکی بیٹی ماہ بیگم کو بھگا کر قندہار میں لائی اور اوسکا نکاح مرزا شاہ حسین سے ہوا وہ ضرور اسکا انتقام قندہار کی فتح سے کرنا چاہے گا۔ دوم بابر بادشاہ پاس شاہزادے بہت سے جمع ہو گئے ہیں۔ اسکا ہاتھہ اوزبک اور قزلباش پر چل نہیں سکتا اسلئے وہ قندہار پر قبضہ کرنا چاہے گا۔ اب ہمکو اپنا فکر کرنا چاہیے اُسنے سیوی سے ہزار سوار سند کی طرف بھیجے اونھوں نے جا کر ۔ ذیقعد ۹۲۱ھ کو قریہ کاہان و باغبانان کو تاخت کیا یہ قریے ایسے آباد تھے کہ ہزار شتر جو باغوں میں رہٹ چلاتے تھے لوٹ میں ہاتھہ آئے۔ اسپر اور چیزوں کا قیاس کر لینا چاہیئے۔ ایک ہفتہ یہاں لشکر رہا اور پھر الٹا سیوی کو چلا گیا۔

۹۲۳ھ ۱۵۱۷ میں بابر نے اسی منصوبے کے موافق جو شاہ بیگ نے سوچا تھا قندہار کی طرف کوچ کیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور نقبیں لگائیں۔ محاصرہ نہایت تنگ کیا گیا تھا غلہ کا راستہ چاروں طرف سے بند کیا گیا شہر کے اندر غلہ کا قحط پڑا تھا۔ بالآخرہ مصالحہ قرار پائی۔ اول تیر میں بادشاہی لشکر میں تپ کی وبا پھیلی ناچار کابل کو معاودت کی اسی سال میں بابر بادشاہ کی خدمت میں شاہ حسن مرزا باپ سے رنجیدہ ہو کر آیا۔ بادشاہ نے اسپر عنایت کی دو سال وہ بادشاہ کی ملازمت میں رہا۔ بابر بادشاہ کہتا تھا کہ شاہ حسن بیگ ہماری ملازمت کے ارادہ سے نہیں آیا بلکہ اسلئے آیا ہے کہ تورہ سلطنت اور قانون ایالت ہم سے یاد کرے آخر کار شاہ حسن بادشاہ سے رخصت لیکر قندہار کا عازم ہوا۔ ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ میں بابر بادشاہ قندہار کی طرف چلا۔ شاہ بیگ بادشاہ کی آمد و شد سے بہت تنگ ہوا شیخ ابو سعید پورانی کو مصالحت کے لیئے بھیجا اور اس جانب سے خداوند محمود و خواجہ عبد العظیم قندہار میں تشریف لائے عہد نامہ لکھا گیا کہ سال آیندہ میں قندہار بابر بادشاہ کے آدمیوں کے حوالہ کیا جاتا ہے۔

بابر بادشاہ نے مراجعت کی شاہ بیگ نے قلعہ شال کو مضبوط کیا اور حوالی شال و سیوی میں سکونت اختیار کی اور اپنے وعدہ کے موافق ۹۲۳ھ میں قندہار کی کنجیاں میر غیاث الدین پدر ابو المکارم کے ہاتھ پادشاہ پاس بھیجدیں بادشاہ نے اونکو لے لیا۔ دو سال اور نواحی شال و سیوی میں ایسی تنگی و ترشی سے بسر کی کہ سپاہ کو شلغم و گاجریں و اسی قسم کی چیزیں کہانے کو ملتی تہیں آخر کار تسخیر سند کی طرف شاہ بیگ نے توجہ کی اور ایک دفعہ اور بعض مواضعات کو تاخت و تاراج کیا۔ اسی سال میں جام نندہ حاکم ٹھٹھہ کا پسر خواندہ دریا خاں لشکر عظیم کے ساتھ حوالی سیوی میں آیا تھا شاہ بیگ سیوستان کی تاخت و تاراج کو گیا تھا مغلوں اور سندیوں میں ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ابو المحمد مرزا اس جنگ میں شہید ہوا ارغون اور ہزارہ کے کچھ آدمی باقی رہے انکی کوششوں سے سندیوں نے ٹھٹھہ کو مراجعت کی۔ اس سال میں جام نندہ نے وفات پائی۔ جام فیروز اسکا جانشین ہوا۔ دولت شاہی و لور گاہی آدمی ہزیمت پاکر ٹھٹھہ میں آئے اور جام کے نوکر ہوگئے میر قاسم کبک ارغون نے بھی ایک خون کیا تہا وہ جلاوطن ہوکر چند آدمیوں کے ساتھ سند میں آگیا تہا۔ جام نے ایک محلہ ان آدمیوں کے بسنے کے لئے دیدیا تہا اوسکا نام مغل پورہ تہا۔ میر قاسم کبک یہاں اس سبب سے ناراض ہوگیا کہ مردم سمہ نے ٹھٹھہ کے طور پر کہا کہ تمہاری عورتیں بھی تمہاری طرح سر منڈاتی ہیں او سنے فی البدیہ جواب دیا کہ نہیں تمہاری طرح سر پر بال رکھتی ہیں اس جواب سے قوم سمہ کے دل میں ناحق کینہ پیدا ہوا اور انکا ارادہ ہوا کہ میر کا سر اڑا دے میر کو ان کے ارادہ سے خبر ہوتی تو وہ امیر شاہ بیگ کی خدمت میں چلا آیا اور ولایت ٹھٹھہ کی تسخیر کی ترغیب و تحریص دی +

۹۲۴ھ میں شاہ بیگ نے لشکر تیار کرکے ٹھٹھہ کی عزیمت کی جب شاہ بیگ فتحپور کنجی کی منزل میں آیا تو بہت آدمی اوس پاس جمع ہوگئے۔ سلطان علی مرزا ابو العرغون بیگ خان اور ایک جماعت کو قلعہ سیوی اور شال کی حفاظت کے لئے معین کیا سلطان محمود کو سیوی میں مقرر کیا میر فاضل کوکلتاش کے ہمراہ دو سو چالیس سوار پہلے روانہ کئے اور

سپاہ لیکر خود اوسکے پیچھے گیا جب دریا سندھ میں آیا اور موضع باغبان سے عبور کیا۔ اس زمانہ میں قوم سمہ کا لشکر موضع تلتی (ٹھٹی) میں کہ تین چار کروہ سیوستان سے تھا جمع تھا اور اوس کا سردار محمود خاں ولد دریا خاں اور ملتن خاں تھا۔ اونسے جنگ و پیکار کا ارادہ کیا جب شاہ بیگ موضع باغبانان میں آیا تو یہاں کے ملک اوسکی ملازمت میں دوڑے اور جان و مال سے خدمت کرنے پر مستعد ہوئے شاہ بیگ چاہتا تھا کہ اس دیار کے باقی سب آدمی اطاعت کریں مگر اونہوں نے اطاعت نہ کی سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ تو شاہ بیگ نے کوہ لکی سے ٹھٹہ کا عزم کیا اور خانوہ کے کنارہ پر بلدہ ٹھٹہ سے جنوبی جانب میں فروکش ہوا۔ اس زمانہ میں ٹھٹہ کے شمال میں دریا بہتا تھا اسلئے یہاں توقف کیا اور متامل تھا کہ اس دریا سے کس طرح عبور کرے ناگاہ ایک گدھے والا دریا سے پایاب گذر کر اس جانب میں آیا چوکی کے آدمیوں نے اوسے پکڑ کر تہدید کی اونسے راہ بتلائی عبد الرحمن دولت شاہی نے دریا میں گھوڑے کو ڈالا اور پار گیا اور وہاں سے آکر شاہ بیگ سے اس واقعہ کی خبر کی۔ غرض ۱۵ محرم ۹۲۶ھ کو وہ دریا سے عبور کر کے بلدہ ٹھٹہ میں آیا۔ دریا خاں پسر خواندہ جام نندہ نے فیروز جام کو شہر میں چھوڑا اور بہت سا لشکر لیکر خوب لڑا۔ آخر کو شاہ بیگ فتحمند ہوا۔ اور دریا خاں لڑائی میں مارا گیا جام فیروز کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ ٹھٹہ سے نکلکر پار (ٹھٹہ کے شمالی کوہستان میں یہ ایک مقام ہے) میں پہنچا۔ ٹھٹہ کئی روز تک لٹتا رہا۔ اس آیتہ کا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا (بتحقیق جب بادشاہ قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اوسکو غارت کرتے ہیں) مصداق ہوا۔ بہت سے آدمیوں کے اہل و عیال مقید ہوئے۔ جام فیروز کے فرزند بھی مقید ہوئے۔ آخرکار قاضی قاضن جو اس زمانہ کے فضلا میں سے تھا کوشش کی جس سے یہ آتش غضب بجھی۔ جام چند آدمیوں کے ساتھ موضع پار میں ٹھیرا تھا اسکا دل دردمند تھا اسلئے کہ اوسکے اہل و عیال و جام نظام ٹھٹہ میں تھے۔ اب اوسکو چارہ کار سواء شاہ بیگ کی ملازمت کے کوئی اور نہ تھا۔ اسنے سخندان آدمیوں کو بھیجکر عجز و نیاز کی زبان میں شاہ بیگ کو پیغام دیا اگر حضور میرے گناہ کو معاف کردیں تو جب تک زندہ رہونگا بندہ رہونگا شاہ بیگ نے مرحمت جبلی اور رافت

اصلی کے سبب اسکی عجز و بیچارگی پر ترحم کیا۔ اور فرستادوں کو خلعت دیکر جام فیروز کو عنایت آمیز
باتیں کہلا بھجوائیں   آب پرار کے کنارہ پر وہ تلوار و حلق گردن میں ڈالے ہوئے نہایت
انکسار کے ساتھ شاہ بیگ کی خدمت میں آیا۔ اس کا دست بوس ہوا شاہ بیگ نے خلعت
زر دوزی کہ سلطان حسین مرزا نے میر ذوالنون کو دیا تھا اوسکو عنایت کیا۔ اور امارت ٹھٹھہ
اوسکو حوالہ کی اور یہ قرار پایا کہ جام فیروز شہر کے اندر جائے اور اپنے آدمیوں کو اپنے اپنے گھر میں
بھیجے۔ خود اوسنے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا اور کہا کہ ملک سندھ وسیع ہے اور
یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوسکی حفاظت چند آدمیوں کو سپرد کر کے اپنے گھر بار چلے جائیں مناسب
ہے کہ جام فیروز کو نصف ولایت سپرد کر دی جائے اور نصف اپنے معتمدوں کو تفویض کیجائے
اس لئے سے اتفاق کیا کہ کوہ لکی سے سیوستان کے قریب تک جام فیروز کا علاقہ ہو
اور لکی سے بالائی ملک تعلق شاہ بیگ سے رکھے۔ یہ عہد و پیمان ہو کر شاہ بیگ کوچ بکوچ سیوستان
میں پہنچا اور یہاں کے آدمی شاہ بیگ کے لشکر کے خوف کے مارے تھٹی کور (تلہتی) کو بھاگ گئے اور
اقوام سہتا اور سومرا (سودہ) نے آکر اوسنے اتفاق کیا اور کہا کہ جب تک جان ہے
مخالفوں سے لڑنے سے باز نہیں آئینگے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی شاہ بیگ کو فتح ہوئی
قلعہ سیوستان پر اسکا قبضہ ہوا۔ قلعہ میں میر علیکہ و سلطان مقیم بیگ لار و میر کیک ارغون و
احمد ترخان کو سیوستان میں چھوڑا اور سلطان محمود خان کو کلتاش کو قلعہ بکر میں متعین کیا۔
اور خود اپنے فرزندوں کے لانے کے لئے شال کو گیا اور قاضی قاضین کو محمود ولد دریا خاں
پاس بھیجا کہ آدمیوں کو نصایح و مواعظ سود مند سنا کر مخالفت سے اطاعت میں لائے۔ قاضی
کے جانے سے بعض عمائد شاہ بیگ پاس آنے پر راضی ہوئے۔ مخدوم بلال کہ علما میں سے تھا
اونکے جانے کا مانع ہوا۔ جنگ کی صلاح دی۔ شاہ بیگ یہ سنکر چند کشتیوں میں سوار ہوا امیر
فاضل نے شاہ بیگ کی جانب سے پیش دستی کر کے مخالفوں کو شکست دی اور بہت مواضع کے
رہنے والوں کو برباد کیا قوم سودہ کے آدمی بہت قتل کئے گئے +
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جام صلاح الدین گجرات کو بھاگ گیا تھا اب اوسکو رغل کر کے سرحد پر

کہنے سے پہر ملک ٹھٹھہ کی حکومت کا خیال ہوا۔ دس ہزار سوار قوام جاریجہ وسومرہ وسمہ وسودہ
کے لیکر ٹھٹھہ کی فتح کے ارادہ سے چلا جب وہ نواحی ٹھٹھہ میں آیا جام فیروز بے تاب ہوکر
ٹھٹھہ سے سیوستان میں چلا آیا۔ شاہ بیگ کو صورت حال سے اطلاع دی تو اوس نے اپنے
بیٹے شاہ حسین کو ایک فوج کے ساتھ جام فیروز پاس بھیجا۔ یہ دونو ملکر جام صلاح الدین سے
لڑے جسمیں جام اور اوسکا بیٹا مارا گیا۔ اور جام فیروز کے ساتھہ شاہ حسین ٹھٹھہ میں آیا۔ یہاں
سے سیوستان میں جاکر شاہ بیگ سے ملا شاہ بیگ نے قلعہ سیوستان کے اندر اور باہر سے مستحکم کیا
قلعہ میں غلہ کے ذخیرے جمع کئے اور امراکو حکم دیا کہ قلعہ میں اپنی حویلیاں بنالیں خود بکر
کی طرف چلا جام فیروز کی عرایض اور ایلچی آئے۔ انکو رخصت کیا اور جام فیروز کو مکتوب
لکھے کہ میرا ارادہ گجرات کی فتح کا ہے جب وہ ولایت فتح ہو جائے گی تو بطور سابق
مملکت سند کا تعلق قوم سمہ سے ہو جائیگا +

سلطان محمود پہلے بکر بھیجا گیا تہا اوسنے اپنے باپ میر فاضل کو بلاکر سب یہاں کا
بند وبست کیا شاہ بیگ بہی بکر (بھکر) کو روانہ ہوا اور قصبہ سکر (سھکر) میں آیا سلطان محمود
شاہ بیگ کی خدمت میں آیا اوس نے دایچہا کا حال عرض کیا انہوں نے اس سے سرکشی کی تہی
اور سیدوں کی حمایت سے سلطان محمود بچا تہا شاہ بیگ نے قاضی کی طرف دیکھا تو قاضی نے عرض
کیا کہ اس ولایت کی زمین سیلاب ہے اور کانٹے اس زمین میں بہت اوگتے ہیں پیل خارکن ہمیشہ
ہاتھہ میں رکھنا چاہیئے شاہ بیگ نے یہ بات سنکر ان آدمیوں کو قتل کیا سلطان محمود شہر میں گیا اور
اس قوم کے بہت سے آدمیوں کو راتوں رات مار ڈالا صبح کو سادات اور باپ کو ساتہہ لیکر شاہ بیگ
کے پاس وہ آیا۔ سادات کی خیر اندیشی و نیک خواہی کو عرض کیا شاہ بیگ ونکے ساتہہ التفات
اور اعزاز سے پیش آیا۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو محمود خاں کو خلوت میں طلب کر کے سادات
کا احوال پوچھا سلطان محمود نے جو پہلے عرض کیا تہا وہ کہا۔ مگر آخر مجلس میں یہ کہا کہ اگرچہ یہہ
آدمی دولت خواہ ہیں لیکن اس جماعت کا قلعہ کے اندر رہنا مناسب دولت نہیں۔ یہہ سنکر
شاہ بیگ مسکرایا کہ خوب سفارش کی حمزہ بیگ کو شاہ بیگ نے بھیجا کہ سادات کو یہ پیغام دو کہ بعقل مع

امیر شاہ بیگ کا مرزا شاہ حسین کا بھیجنا جام صلاح الدین کو شکست دینے کے لئے +

اپنی بیویوں سمیت آئے ہیں چاہیئے کہ سادات دو تین حویلیوں میں چلے جائیں سادات نے قلعہ میں رہنا اپنا مصلحت نہ جانا۔ باہر جانے کی درخواست انہوں نے کی شاہ بیگ نے قصبہ لہری میں انکے واسطے منازل معین کئیے وہ ابتک وہاں رہتے ہیں۔ پھر شاہ بیگ نے قلعہ دیکھا اور بہت خوش ہوا منازل و محلات شہر کو ملاحظہ کر کے اونکو اپنے امیروں اور سپاہیوں میں تقسیم کیا قلعہ کو پیمائش کر کے اوسکے حصے کئے اور امرا کو دیئے کہ وہ دست بدست تیار کریں قلعہ الور کہ پہلے پایۂ تخت تھا اوسکو مسمار کیا اور اوسکی پختہ اینٹیں یہاں لا کر لگائیں ترک و سمہ کی عمارات جو قلعہ کے حوالی میں تھیں اکثر اونمیں سے ڈہائی گئیں اور اوسکا مصالح قلعہ میں لگایا گیا شاہ بیگ نے مرزا حسین سے کہا کہ جنوب کی جانب جو دو کوہ واقع ہیں وہ قلعہ کے سرکوب ہیں ان دو پہاڑوں کا فکر کرنا چاہیئے پھر قلعہ کی عمارت بنانی چاہیئے پھر اوسنے فکر کر کے فرمایا کہ اول قلعہ کی عمارت اہم ہے اسلئے کہ قلعہ کے گرد دریائے عظیم ہے۔ ان پہاڑوں سے چنداں دغدغہ نہیں ہے کوئی بادشاہ بالاستقلال اس قلعہ محقر کی تسخیر کی طرف مائل ہوگا بادشاہ و امرائے شکست خوردہ اس قلعہ پر کوئی کام نہ کر سکینگے غرض تھوڑے دنوں میں قلعہ کی عمارت تمام ہو گئی اور ارک قلعہ کو خاص اپنے لئے اور مرزا شاہ حسین کے واسطے مقرر کیا چند امرا کو بھی اس ارک میں جگہ دی جیسے میر فاضل بیگ اور ملک محمد کوکہ وغیرہ سو ۹۰۰ سنہ تک یہ قلعہ موجود تہا +

جب قلعہ کے بالکل بنانے سے اور مہام رعایا سے فراغت ہوئی تو ایک سال بعد اوسنے بلوچوں کی طرف توجہ کی وہ کبھی فتنہ و فساد سے باز نہیں آتے تھے مشورہ کر کے یہ قرار پایا کہ ایک وقت معین پر بلوچوں کے مواضعات پر مردان کار جائیں اور سب کو دفعۃً قتل کر ڈالیں چنانچہ بیالیس مواضع میں اسطرح بلوچ ایک وقت موعود پر قتل ہوئے اور اونکے مکانات بالکل خاک سیاہ ہو گئے +

۹۲۶ھ میں پاینده محمد ترخاں کو بکر کی حکومت پر معین کیا اور خود ایک لشکر گراں کے ساتھ گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا منزل بمنزل چلکر دریا کے دونو طرفوں کو ناپاکوں سے پاک کیا جب چاندوکہ میں لشکر آیا تو میر فاضل کو عارضہ تپ لاحق ہوا۔ وہ رخصت لیکر بکر میں آیا شاہ بیگ میر فاضل کے مرض کا بڑا اثر ہوا اور جب وہ مر گیا تو وہ الٹا بکر میں چلا آیا اور اوسنے کہا کہ میر فاضل کا

مرزا میرے مرنے پر دال ہی بغرض بعد عزاداری کے مملکت گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے ٹھٹھ
کی طرف متوجہ ہوا اور موضع نصرپور میں آیا۔ جام فیروز کی طلب میں آدمی بھیجے +

شاہ بیگ کا انتقال +

جب شاہ بیگ مہمات بکر وسیوستان سے فراغت پاکر مملکت گجرات کی تسخیر کی طرف بالکل
متوجہ تھا اور بکر سے باہر اس ارادہ سے چلا تھا کہ خبر آئی بابر بادشاہ بہرہ وخوشاب کی حوالی میں ہندوستان
کی تسخیر کے ارادہ سے آیا تو اسنے اپنے حاضرین مجلس سے کہا کہ یہ بادشاہ ہمکو اپنے حال پر نہیں چھوڑیگا
اور آخر کو یہ ملک ہم سے اور ہماری اولاد سے لے لیگا۔ ہم پر واجب ہے کہ کسی دوسری ولایت میں
چلے جائیں۔ جب اس کو یہ غدغہ پیدا ہوا تو اوسکے سینہ میں درد پیدا ہوا مملکت گجرات میں پہنچا
نہ تھا کہ موت آگئی۔ یہ واقعہ ۲۲ شعبان ۹۲۸ھ کو ہوا۔

مرزا شاہ حسین کی ابتداء حکومت ٹھٹھ میں اور جام فیروز کا فرار ہونا +

جب مرزا شاہ حسین نصرپور میں مسند حکومت پر باپ کی جگہ بیٹھا سادات وقضات واشراف
واعیان نے جمع ہوکر مراسم تعزیت وتہنیت کو ادا کیا۔ اوسنے سب کو اکرام والعام سے سرافراز کیا۔
چونکہ یہ امر اول شوال میں کہ روز عید تھا واقع ہوا تھا تو لوگوں نے چاہا کہ اوسکے نام کا خطبہ نماز
عید میں پڑھا جائے۔ مگر اوسنے کہا کہ جب تک صاحبقران کی اولاد میں سے کوئی باقی ہے اسکا حق
ہم تک نہیں پہنچتا۔ بابر بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا گیا۔ جام فیروز نے حافظ رشید خوشنویس
قاضی حاجی ومفتی کو مع تحف وپیشکش کے مرزا پاس بھیجا اور تلطف کا اظہار کیا۔ مگر ایلچیوں نے
مرزا سے خلوت میں کہا کہ جام فیروز نے بحسب ظاہر یہ کیا ہے باطن میں اوسکی غرض کچھہ اور ہے
اگر کچھہ اور ارادہ نہ ہوتا تو وہ حرب وکارزار کے لئے اور ادوات ضرب وپیکار کے لئے نہ جمع کرتا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ مرزا نے فرستادوں کو رخصت کیا اور خود
منزل بمنزل قطع مسافت کیا۔ جب جام فیروز نے اوسکے حشم وخدم کو دیکھا تو تاب مقاومت
اپنے میں نہ دیکھہ کر فرار پر فرار کو اختیار کیا۔ تھوڑے دنوں میں شہر ٹھٹھ کو خالی کرکے دریا کے
دوسری طرف چلا گیا۔ مرزا شاہ حسین نے حکم دیا کہ دریا سے عبور کرکے سپاہ شہر ٹھٹھ میں اترے۔
جب سپاہ اترنے لگی تو ملک زیرہ وشیخ ابراہیم داماد جام فیروز ایک جماعت کو لیکر اسکی برابر آئے
توپیں لگائیں اور چند کشتیوں پر توپچیوں اور تیر اندازوں کو سرراہ لاکر مرزا کے لشکر کی مانع ہوئے

اس اثنا میں جنگجو جوانوں نے دشمنوں کو دریا سے راہ عدم میں روانہ کیا۔ جام فیروز ولایت کچھہ میں چلا گیا۔ اکبر ایک مدت تک ان حدود میں رہا۔ مردم کچھہ سے استمداد آدمیوں کی کی۔

جب جام فیروز موضع جاجکان و راہبان میں پہنچا تو قریب پچاس ہزار سوار و پیادوں کے اس پاس جنگ کے آہنگ سے مہیا ہوئے۔ ولایت ٹھٹہ میں ایک غلغلہ و زلزلہ ڈال دیا۔ محمد مسکین ترخان و میر فرخ و سلطان قلی بیگ اور ایک جماعت امرا نے مرزا شاہ حسین پاس جا کر صورت واقعہ کو ظاہر کیا۔ مرزا شاہ حسین نے ایک جماعت کو ٹھٹہ میں چھوڑ کر شہر کو مضبوط کیا خود اعدا کے دفع کی طرف متوجہ ہوا۔ کوچ بکوچ چلکر جنگ جام فیروز کے لیے روانہ ہوا جب ان حدود میں پہنچا تو لشکر کو ترتیب دیکر روانہ ہوا جب مخالفوں نے یہ مغلوں کا لشکر دیکھا تو سب گھوڑے پر سے نیچے اُترے اور سروں پر سے پگڑیاں اتاریں اور سب نے اپنے تئیں چادروں کے سروں سے وابستہ کر کے لڑنا شروع کیا اہل سند و ہند کا قاعدہ ہے کہ جب وہ لڑائی میں مرنے کا ارادہ مصمم کر لیتے ہیں تو گھوڑوں سے اوتر کر پیادہ ہوتے ہیں اور سروں کو برہنہ کرتے ہیں۔ چادروں کے کمر بندوں کو آپس میں باندھ لیتے ہیں کہ کوئی انمیں سے بھاگ نہ جائے۔ مرزا شاہ حسین نے یہ حالت ملاحظہ کر کے اپنے امرا کو فتح کی مبارکباد دی اور اشارہ کیا کہ تیر و کمان پر ہاتھ لیجائیں اور خود دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوئی قریب بیس ہزار آدمیوں کے میدان جنگ میں مقتول ہوئے۔ جام فیروز گجرات میں بھاگ گیا اور وہیں رہا جب تک حضرت عزرائیل اسکی ملاقات کو آئے تین روز تک میدان جنگ میں شاہ حسین مقیم رہا گھوڑے اور اسباب جو ہاتھ آئے تھے سپاہ اور امرا کو تقسیم کرتا رہا۔ بعد ازاں شہر ٹھٹہ میں آیا تغلق آباد میں سکونت اختیار کی۔ چھ مہینے بعد بکر کو گیا۔ پھر سیوستان میں آیا۔ یہاں سے بکر کو گیا۔ شیخ میرک و شاہ قطب الدین جو اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے قندہار سے سند میں آئے۔

۹۲۸ھ کی اوائل میں مرزا شاہ حسین نے سنا کہ جارو اور بارہ و پیتی و دہن میں ایک جماعت دہر و باجی وغیرہ ہمیشہ پرگنہ ماتیلہ و مہر وغیرہ کی رعایا کی متعرض ہوتی ہے اسلئے بابا احمد سپہ سپید فاضل کوکلتاش کو اس جماعت کی تادیب کے لئے لشکر مامور فرمایا۔ سپاہ کا سرانجام کیا انواع تنبیہ و اہان

جام فیروز کا شکست پانا

عزیمت مرزا شاہ حسین کی ملتان پر اور محاصرہ کرنا اوسکا

اوبارہ کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ ماتیلہ میں آیا۔ مردم دہرنے قلعہ سیوراے کے بلوچوں سے کہا کہ مردم مغل دست اندازی کرکے مال و مواشی کو لیجاتے ہیں جب تک تم دست برد نکروگے وہ ہمیشہ یہی عمل کرینگے سیوراے کے بلوچوں نے جمعیت کی اور دہر کے آدمیوں نے باتاخت کی ۔ بابا احمد خبردار ہوا۔ اونکا تعاقب کیا اوبارہ میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ آخر کو بلوچوں کو شکست ہوئی اکثر قتل ہوئے۔ دہر کے چند آدمی دستگیر ہوئے اور قید خانہ میں ڈالے گئے۔ مرزا شاہ حسین نے ایک فوج بلوچوں پر تاخت کیلئے موضع کندی و بہنر تک بھیجی تھی۔ اونسے بلوچوں کو تاخت کی اور مراجعت کے وقت ماچی کو گوشمالی دی۔ ان آدمیوں کے مبلغ پیش کش ہوئے اور لڑکیاں دیں بابا احمد اوبارہ کو تصرف میں لایا۔ جب اس محال سے خاطر جمع ہوئی تو وہ بکہر چلا آیا۔ پانی کی طغیانی میں مرزا کی سرکار کے شتروں کو جو مردم مہر و بہتر محمد فراش کے اہتمام میں قریب ماتیلہ کے رہتے تھے سیوراے کے بلوچوں اور براوراق فتح پور کی حدود کے جاٹوں نے لوٹ لیا۔ بابا احمد یہ خبر سنکر تین سو سوار ہمراہ لیکر آیا اور سرکاری اونٹوں کو واپس لیا اور لٹیروں کی ایک جماعت کو قتل کیا۔ اونٹوں کو لیکر جب وہ بہتی کے قریب آیا تو سیوراے کے بلوچ مردم دہر نے راہ روکی جنگ عظیم ہوئی۔ بابا احمد کے کاری زخم لگے جب اس معرکہ سے نکلکر ماتیلہ میں آیا تو گھوڑے سے زخموں کے مارے گرا اور مرگیا۔ میر عبدالفتاح ولد میر فاضل نے جب اپنے بابا کی موت کی خبر سنی تو اوسنے بیتاب ہو کر مرزا شاہ حسین سے رخصت حاصل کی وہ میر قاسم کا داماد تھا مرزا شاہ حسین نے میر کو بھی ساتھ کردیا کہ وہ کوئی بیجا جلدی نہ کرے اوسنے یہاں آنکر بہائی کی نعش کو بکہر بہیجا اور خود یہاں کچھہ دنوں توقف کیا۔ ایک دن قابو پاکر بلوچوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ حدود موتک پہنچکر کارزار کرکے ہزیمت پائی آخر کو مردم دہر نے مصالحت چاہی قرار پایا کہ بہتی داہن سندہ کی حد مقرر ہو میر ابوالفتاح بہتی داہن میں تھا کہ ایک رات کو خبر آئی کہ اوبارہ کے مویشی کو بلوچوں نے لوٹ لیا۔ میر ابوالفتح گھر سے ہتیار لگاکر باہر نکلا ہوا ایسی گرم تھی کہ جسکے سبب سے اوسکے مزاج میں ایسی حرارت پیدا ہوئی کہ گھر تک آنا مشکل ہوگیا۔ بعد ان دو واقعات کے مرزا شاہ حسین نے ملتان کی تسخیر کا ارادہ کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور لشکری سب بکہر میں آئیں اور

سبب مرزا شاہ حسین نے ملتان کے فتح کا ارادہ مصمم کیا تو اول وہ ارغون دنکدر و ہزارہ کی جماعتوں سے فارغ البال ہوا۔ یہ قومیں ... اون کی تنبیہ کی اور اوسنے ایک ہزار سوار ساتھ لئے اور ایک ہفتہ میں یلغار کر کے قلعہ سیوی پر پہنچا۔ قلعہ کو مرمت کرا کے اپنے معتمدوں کے حوالہ کیا۔ پھر تین وقت بلوچوں کو مطیع و منقاد کیا۔ آخر کو ایک قیدیوں کی جماعت کو اس شرط و عہد پہ چھوڑا کہ اونکے سردار اور بڑے آدمی اوسکی ملازمت میں بکرکو چلے آئیں +

جب بابر بادشاہ ہند کی طرف روانہ ہوا تو شاہ حسین نے اپنے ایلچیوں کے ہمراہ لائق پیشکش بھیجی۔ جب شاہ حسین بابر کی خدمت میں رہتا تھا تو اوسنے میر خلیفہ سے کہ وکیل و میر دیوان بیگی سرکار بادشاہی کا تھا ایسی خصوصیت پیدا کی تھی کہ اوسکی دامادی کی امید تھی۔ اب اوسکی تجدید کے لئے عبدالباقی کی دادی شاہ سلطان کو کہ سید جعفر کی اولاد میں سے تھی بابر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اور درخواستِ نکاح کی۔ بابر نے گلبرگ بیگم بنت میر خلیفہ کو خلیفہ کے چھوٹے بیٹے حسام الدین ترک کے ساتھ شاہ حسین پاس بھیدیا۔ شاہ حسین نے بیگم سے نکاح کیا اور بہ گھنٹہ باترا اور باغبانان حسام الدین کو بطریق ضیافت سپرد کئے اور تسخیر ملتان کا عازم ہوا +

سنہ ۹۳۱ھ میں شاہ حسین نے لنگاہ امیر ملتان کے دفع کرنے کے لئے ملتان کی طرف کوچ کیا اور منزلیں طے کر کے قلعہ سیوراے پر پہنچا۔ خوب لوٹ مار کی۔ مخالفوں میں سے جسکو دیکھا اُس کو قتل کیا۔ قلعہ سیوراے میں جو بلوچ رہتے وہ اس خبر کو سنکر اوچ کی طرف چلے گئے۔ کچھ قلعہ میں متحصن ہوئے۔ یہ قلعہ اور قلعوں میں استحکام اور ارتفاع میں ممتاز تھا۔ مرزا شاہ حسین ایک کولاب (تال) پر اترا۔ سلطان محمود بکری کو قلعہ کی جانب بھیجا۔ وہ ایلغار کر کے حوالی قلعہ میں بلوچوں کی فوج سے دوچار ہوا۔ لڑائی شروع کی۔ اس پاس ... سواروں سے زیادہ نہ تھی جنمیں سے ۳۰ تلوار سے ہلاک ہوئے۔ اور دوسری جانب دس آدمی مارے گئے۔ بلوچ یہ حال دیکھ کر سب بھاگ گئے۔ جب خبر شاہ حسین کو پہنچی تو دیوان میں سلطان محمود خان کی بڑی تحسین و آفرین کی اور خلوت خانہ میں بلا کر اپنے ہاتھ سے چوب لگائے ملامت کی کہ ایسی تیزدوی

ویسے جلوہ گری کرنی خوب نہیں ہے دوسرے روز شاہ حسین قلعہ سکھر کے متصل فروکش ہوا اور
اوسنے حکم دیا کہ قلعہ کو خاک کے برابر کریں پھر یہاں سے قلعہ مو کی طرف گیا۔ شیخ روح اللہ جو
یہاں کے بزرگوں میں تھے اوسسے ملنے آئے اور اہل قلعہ کا اضطرار و عجز بیان کیا شاہ حسین
نے میرزا عیسیٰ ترخان کو فرمایا کہ ایک جماعت کو ساتھ لیکر قلعہ کے اندر جا کر ذخیرونکو دیکھے اور
اگر کوئی لنگاہ و بلوچ ہو تو اوسکو قلعہ سے باہر نکال دے اور جو شخص کہ شیخ جی کی خانقاہ میں پناہ
لے جائے اسسے کچھ تعرض نہ کرے غرض اس جماعت کو اوسنے معاف کیا اور ایک جماعت
سپاہیوں کی جو تھی اوسکو وہ باندھ کر مرزا کے پاس لایا۔ مرزا نے دو تین روز قلعہ مو میں قیام کیا
اور قلعہ کی سیر کی اور مو کے شیخوں سے عہد لیا کہ اوسکے آدمیونکی آمد و شد کا کوئی متعرض نہو
اور ہمارے مخالفوں کو وہ آنے نہ دیں بعد ازان شیخ روح اللہ نے دہر کے جرموں کی معافی کی
درخواست کی شاہ حسین نے فرمایا کہ یہ وہ جانے اور سلطان محمود خان جانے جسکے دو بھائی
دہر آدمیونکے ہاتھوں سے تلف ہوئے ہیں۔ دہر کو بلایا وہ شمشیر در گردن سلطان محمود خان پاس
آیا اوسنے اوسکے گناہ معاف کردئے۔ پھر وہ کوچ کرکے مردم لار کی سرحد پر آیا۔ یہاں سے
اوچہ کی عزیمت کی محبت خاں کو پانسو سواروں کے ساتھ ہراول کے لئے آگے بھجوایا +
مرزا شاہ حسین رزم کے عزم سے سوار ہوا اور اوچہ کی طرف چلا اور اپنے لشکر کو مرتب کیا۔
دوسری جانب میں بھی لنگاہ کے برائے زادے اور بلوچ اور ملتان کی ساری سپاہ اسقدر جمع ہوئی
کہ شاہ حسین کے لشکر سے سو گنی تھی جب دونو لشکر برابر کھڑے ہوئے تو مغلونکی سپاہ نے آتش
قتال کو بھڑکایا۔ بلوچوں اور لنگاہوں نے تیر و کمان کو ہاتھوں میں لیکر تیر و نیزہ کا مینہ برسایا۔ مرزا
کے برانغار اور جرانغار کو فتح ہوئی۔ اوسنے بہلول کے آزاد اور ایک جماعت کثیر کو دستگیر کیا
مرزا نے اس جماعت کے قتل کا اشارہ کیا۔ مرزا کی سپاہ میدان جنگ سے شہر کے باہر آئی اور
قلعہ کا دروازہ توڑ کر برچھی بردار آزاد لنگاہ نے فصیل پر چڑھ کر تیر و سنگ پھینکے۔ اونکے سرداروں کے
سر جب نیزوں میں پروکر اونکو دکھائے گئے تو وہ سب منہزم ہوکر برج و بارہ سے گر کر اپنی
نجات چاہتے تھے۔ مگر جو شخص اوچہ کا مرزا کے آدمیوں کے ہاتھ آجاتا وہ قتل کیا جاتا۔ شہر کے

آدمیوں کو غارت کیا اس اثناء میں سید زین العابدین بخاری شیخ ابراہیم و شیخ اسمعیل جمالی و قاضی ابوالخیر و قاضی عبدالرحمن مرزا شاہ حسین کی خدمت میں آئے صورت واقعہ کو بیان کیا تو مرزا نے حکم دیدیا کہ اب آئندہ انکا کوئی متعرض نہو اور قیدیوں کو چھوڑ دو اور جو کوئی حکم کے خلاف کرے اوسکے سر کو نیزہ پر لٹکا دو اور قلعہ و عمارت اوچہ کو ڈہا دو عمارات اوچہ کی چوب کشتیوں میں لادکر بکھر میں آئی +

جب حسین شاہ کے اس غلبہ کی خبر سلطان محمود لنگاہ کے کان میں آئی تو اوسنے سرحدوں میں اپنے آدمی بہیجے کہ لشکروں کو جمع کریں ایک مہینے کے عرصہ میں اسی ہزار پیادہ و سوار جمع ہوئے اس سپاہ میں بلوچ و جٹ و رند و دادی اور اور قومیں تہیں سلطان محمود میدان رزم و پیکار کے عزم سے نہایت نخوت کے ساتھ ملتان سے چلا۔ مرزا شاہ حسین سلطان محمود کی جمعیت کا حال سنکر گہارہ کے کنارہ پر آنکر انتظار میں بیٹہا سلطان محمود لنگاہ نے ایک ماہ ملتان کے باہر اسباب و ادوات جنگ و حرب کو ترتیب کیا اس کو اپنے لشکر پر بڑی نخوت تہی اپنی فتح کا یقین تہا ؎

بے خبر زانکہ نقشبند قضا در پس پردہ نقش ہا دارد

شیخ شجاع بخاری کہ نسبت دامادی کی سلطان حسین لنگاہ سے رکہتا تہا اور امور ملکی اور مالی میں اسکا ہاتہ قوی تہا اوسنے اہل حرم خاصہ خیل میں سے کسی کے ساتہ خیانت کی سلطان محمود کو اسکی خبر ہوئی وہ اسپر ایسا خفا ہوا کہ اوسکے خوف کے مارے شیخ نے اپنے صاحب کے ہلاک کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکہا اور سارے حقوق کو طاق پر رکھ کر زہر ہلاہل جو خزانہ میں اوروں کے ہلاک کرنے کے لئے رکہا گیا تہا وہ لیکر اوسنے خود سلطان محمود کو پلایا نیم جرعہ میں وہ ایسا مست ہوا کہ پہر بیدار نہ ہوا سلطان محمود کی والدہ کو جب اس واقعہ پر اطلاع ہوئی تو اوسنے اوسی منزل میں توقف کیا سپاہ کو اور سب امرا کو اسپر مطلع کیا۔ اکثر سپاہ میں بلوچ تہے وہ آشفتہ ہوئے۔ لنگاہ کے آدمیوں میں سے سلطان حسین پسر سلطان محمود کو مسند حکومت پر بٹھایا اور اب سوا مصالحہ کے کچھہ اور چارہ نہ دیکہا شیخ بہاء الدین سے التماس کیا کہ صلح کرادیں

شیخ بزرگوار مرزا حسین کی ملاقات کو گئے اور ان شرائط پر صلح کرادی اور یہ عہد نامہ لکھا دیا
کہ اب تمہارا جو حد ولایت ملتان اور بکر کی ہے اُسسے آگے لنگاہ آج کے دن سے باہر
قدم نہ رکھیں شیخ کو نو گھوڑے اور قطار شتر و نقد روپئے مرزا نے دیئے شیخ نے اپنی غوشی
مراجعت کی مرزا نے حکم دیا کہ اوچہ میں ایک قلعہ بنایا جائے اس قلعہ کی عمارتیں بحال خود
اب تک موجود ہیں۔ قلعہ اوچہ میں اپنے معتمد آدمی مقرر کئے اور مراجعت کی۔ اقبال خان جو سلطان محمود
لنگاہ کا کوکہ تھا مرزا شاہ حسین کی ملازمت سے مشرف ہوا اور وہ لیتخوا ہی کا امیدوار کیا گیا۔ مرزا نے
اوسپر کمال التفات کی +

اقبال خان نے عرض کیا کہ قلعہ دلاور میں خزینے اور دفینے بہت ہیں اور سلاطین لنگاہ اور خستہ
وہاں بہت کچھ ہے غازی خان وہاں کے حاکم کے نام حکم صادر ہوا کہ اس وقت ہم قلعہ اوچہ میں
تشریف فرما ہیں تجھکو سزاوار یہ ہے کہ بلا توقف مع اہل قلعہ ہماری ملازمت میں حاضر ہو مگر
غازی خان اپنی حصانت حصار کے پندار میں تہا وہ نہ حاضر ہوا تو مرزا نے غرۂ رجب لشکر کو حکم دیا کہ آپ
غلہ ہمراہ لیکر ایک مہینہ کا آذوقہ لیکر دلاور کے قلعہ پر جا پہنچے سنبل خان سواروں خاصہ خیل و تحصیل
و پیادوں کو لیکر دلاور کے قلعہ کو گھیر لیں اور مورچلوں کو تقسیم کرکے محاصرہ و محاربہ میں مصروف
ہوں۔ یہ قلعہ نہایت مضبوط بے آب بیابان میں واقع تھا۔ چابکدست کارپردازوں نے تین روز
کے عرصہ میں تین سو کنوئیں کھود لیئے۔ لشکر میں پانی کی افراط ہوگئی۔ چار روز کے بعد مرزا خود
تشریف لایا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اسباب حصار گیری کو ترتیب دیکر تیر و سنگ پھینکنے شروع کردیئے
اہل قلعہ کا حال تنگ ہوا اونکو کسی جگہ سے کمک مدد کی امید نہ تھی۔ آخر الامر سنبل خان نے
دو نو طرف قلعہ میں نقب لگا کر برج و بارہ کو دروازہ کے آگے سے اوڑا دیا۔ اہل قلعہ نے
حقے و شعلہائے آتش پھینکے۔ بہت سے اہل قلعہ مقتول ہوئے اور باقی اسیر ہوئے۔ اور مرزا نے خزینے و
دفینے کے لیئے اپنے معتمد آدمی مقرر کئے۔ صبح کو اس دولت کو سپاہ میں تقسیم کیا اور اپنے خزانہ
میں داخل کیا۔ مرزا نے اوچہ میں مراجعت کی اور وہاں سے بکر میں پندرہ روز میں آیا۔
بساط عیش و عشرت بچھایا +

سنہ ۹ کے آخر میں سلطان محمود کی وفات کے بعد اوسکے اقربا اور امرا میں مخالفت و عداوت شروع ہوئی ہر ایک نے اپنے ناحیہ کو مستحکم کیا اور کبھی غیر کی اطاعت کی سلطان حسین اس کا چھوٹا بیٹا جو جانشین ہوا تہا شیخ شجاع بخاری کے اور عورتوں کے ہاتھ میں تہا اور کوئی کام نہ کرتا تہا۔ اسلئے فتنہ و فساد و جبر و ظلم و تعدی ملتان میں پیدا ہوئے۔ اس سبب اکابر و عالی ورعایا اور حاکم کے طالب ہوے لنگرخاں نے جو سلطان محمود کے امرا میں سے تہا وہ شاہ حسین کے پاس آگیا اور اوس سے یہ حال بیان کیا اور بلدہ ملتان کی تسخیر پر اوسکو مستعد کیا مرزا نے سکین خاں برلاس کو قراول بناکے بہیجا شیخ اسمعیل قریشی عمدۃ المشائخ کو بہ رسم رسالت مرزا پاس اہل ملتان نے بہیجا مرزا نے شیخ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور بھائی کے طریق پر وہ پیش آیا مگر جب شیخ نے صلح کی تمہید میں گفت و شنید کی تو اوسپر کچھہ فائدہ مترتب ہوا۔ تو شیخ نے لنگرخاں سے کہا کہ مجھکو غصہ میں جہان میرے عزیز ہیں وہاں بہیجدے لنگرخاں نے مرزا سے کہہ کر اوسکو ٹھٹھہ میں اوسکے عزیزوں پاس بہیجدیا اور حوالی ٹھٹھہ میں ایک موضع بطور سیورغال کے دلوادیا۔ لنگرخاں نے مرزا کا لشکر لیکر کہلوان کو تاخت و تاراج کیا۔ غلہ و مویشی تمام اسباب مرزا کے لشکر نے لے لیا محاصرہ و محاربہ کا آغاز کیا۔ والی ملتان نے اپنے بہائیوں میں سے ایک بہائی کو شیخ شجاع بخاری کے ساتھہ مرزا شاہ حسین کی خدمت میں بہیجا۔ اور اطاعت کا اظہار کیا۔ مرزا نے ان پر نوازش کی اور فرمایا کہ تو اپنے بہائی سے کہہ کہ قلعہ سے نکل کر ہماری بندگی و اطاعت کو قبول کرے تاکہ ہم اوسکو قلعہ دیکر واپس چلے جائیں اونہوں نے قلعہ کے اندر جاکر یہ پیغام سنایا قوم لنگاہ اپنے غرور کے سبب باہر نہ آئی سپاہ ارغون کے دفع کے درپے ہوئی۔ آتش حرب گرم ہوئی حصار کے دروازونکو کہول کر تیغ و تیر ہاتھہ میں لئے اور ایک عجیب کارزار کی اور مرزا شاہ حسین نے غصہ میں آنکر تیر و تفنگ کا مینہ برسایا شہر ملتان میں غلہ کا قحط عظیم واقع ہوا۔ ایک گائے کی سری دس ٹنکہ کو اور ایک من غلہ سو ٹنکہ کو بکتا تہا اور اکثر آدمی گائے کا پوست و چرم جو کہانے کے قابل نہ ہوتا تہا کہاتے تہے شیخ شجاع بخاری نے یہ ظلم برپا کیا جس شخص کے گہر میں غلہ کا گمان ہوتا تہا اس بیچارہ کو لوٹ لیتا تہا۔ اس ناہموار کام کے لوگ اُس سے عاجز ہوئے کہ دوسرے حاکم کے لئے دست بدعا رہتے تہے اور قلعہ کے ایک بازو سے خندق میں گر کر جان بچا کر کہیں جا نکلے

مرزا شاہ حسین نے آدمیوں کا یہ اضطراب دیکھ کر ملتانیوں کے مارنے سے ہاتھ کھینچا

جب محاصرہ پر ایک سال گذر گیا اور اہل حصار کا کار بجان اور کارد باستخوان پہنچا۔ ربیع الاول ۹۳۲ھ میں ارغون کے بہادروں نے اکثر دشمنوں کا قالب اپنے زخم جانگداز سے خالی کیا اور ایک جماعت سحر کو لوہاری دروازہ کو توڑا شہر میں داخل ہوئے لوٹ مار شروع کی سات سال کی عمر سے ستر سال کے آدمی تک قید کئے غرض ملتان میں ایک قیامت برپا کی۔ دس بارہ روز تک شہر کو غارت کیا۔ محب خاں نے خانقاہ میں جا کر آدمیوں کو لوٹ لیا اور آگ لگا دی اور اس مزار میں بڑی خونریزی کی۔ قوم لنگاہ کے آدمی اور ملتانی اکثر قتل عام میں ہلاک ہوئے۔ اس تاراج میں جواہر نفیس و نقود نامعدود مغل کی سپاہ کے ہاتھ آئے مرزا شاہ حسین کا غصہ دھیما ہوا۔ باقی رعایا پر اوس نے ترحم کیا اور حکم دیا کہ مردوں کو اٹھا کر مغاکوں میں مدفون کریں اور آئندہ کسی شخص کے مزاحم نہوں۔ سلطان محمود کی دختر اور پسر سلطان حسین کو شیخ بہاء الدین مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لائے۔ مرزا نے ان دونوں کو سکین ترخان کو حوالہ کیا۔ ترخان نے سلطان محمود کی بیٹی سے شریعت کے موافق نکاح کیا۔ پسر کو اپنا فرزند بنایا۔ مرزا شاہ حسین یہاں دو مہینے ٹھیرا۔ اور پھر بکر میں چلا گیا۔ دولت آخر کو خواجہ شمس الدین کے ساتھ ملتان کی حکومت کے لئے متعین کیا۔ دو سو سوار سو پیادہ دو سو توپچی مقرر کئے شیخ شجاع بخاری اور بعض خاصہ خیلوں سلطان محمود لنگاہ کا مزار خراب کیا اور ڈھونڈ لیا۔ اور جو روپیہ انسے لیا

کنگار کی مخالفت اور مرزا شاہ حسین کا ٹھٹہ جانا

مرزا شاہ حسین بکر میں تشریف لایا تھا کہ امرائے ٹھٹہ کی عرضداشت آئی کہ کنگار ٹھٹہ پر لشکر کشی کا ارادہ رکھتا ہے مرزا شاہ حسین نے ٹھٹہ کی طرف مراجعت کی۔ دولت آخر اور خواجہ شمس الدین و لنگر خاں ملتان میں گیارہ مہینے رہے۔ پھر لنگر خاں بابر بادشاہ پاس چلا گیا۔ اس خبر کے سننے سے مرزا شاہ حسین نے ملتان کو بابر بادشاہ کی پیشکش میں دیا۔ دولت خواد اور شمس الدین بکر میں چلے آئے اور بابر بادشاہ نے محمد کامران کو ملتان مرحمت کیا

اوپر بیان ہوا کہ امراء ٹھٹہ نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کنگار کا ارادہ ٹھٹہ کی تسخیر کا ہے مرزا شاہ حسین ایلغار کر کے نواحی ٹھٹہ میں آیا اس اثنا میں کنگار کا ایلچی مرزا شاہ حسین کے پاس آیا

اور اوسنے کہا کہ آمر امرانی کو کہ کنگار کا بہائی تہا تم نے قتل کیا ہی اوسکے خون کے انتقام
کے لئے آدمی مجتمع ہوئے ہین چونکہ آپ ملتان کی تسخیر کو گئے ہوئے تھے آپکے اہل و عیال کی
حرست کی نگاہداشت کے سببسے اونکے سر پر مین نہین چڑہا اب آپ کو ہم سے صلح کرنی چاہیے
اور ملک سندہ مینسے کچہہ ہم کو دینا چاہیے۔ مرزا شاہ حسین نے کہا کہ سوا جنگ کے ہمارے پاس کچہہ اور
جواب نہین ہے آمر امرانی کے خون نے جس میدان کو رنگین کیا ہی ہنوز اوسکا اثر باقی ہے بہلا اسنے
کہ تم میری طرف آؤ مین تمہاری طرف آتا ہون مرزا شاہ حسین نے کچہہ آدمی اپنے اہل و عیال کی
حفاظت کے لئے ٹھٹے مین چہوڑے اور خود لشکر کنگار کی طرف عازم ہوا جب حوالی کچہہ مین پہنچا
تو لشکر مین غلہ کی کمی ہوئی اس سببسے آدمی دلتنگ ہوئے۔ مرزا شاہ حسین نے باتفاق امرا اس مین صلاح
دیکھی کہ چارون طرف جو فوج قریب ہو وہ آجائے سلطان محمود بکری و میر فرخ و حسن نکدری اور مرزا
عیسی و میر علیک کی فوجین تیار ہوئین کنگار نے بھی یہ خبر پاکر کہ مرزا کم آدمیون کے ساتھہ آیا ہی
دس ہزار سوار و پیادہ لیکر مرزا کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا اور کنگار مین تین مہینے تک لڑائی رہی
مرزا کو فتح ہوئی۔ اونٹ گہوڑے و اسباب و مویشی بے نہایت سپاہ کے ہاتہہ آئے مرزا شاہ حسین
مظفر و منصور بلدہ ٹھٹہ مین آیا اور پندرہ برس تک امن و امان و عیش و آرام مین بسر کئے۔

سنہ ۹۴۲ میں جب ہمایون بادشاہ گجرات کی مہم کو روانہ ہوا ہے تو اثنائے سفر مین مرزا شاہ حسین
کو فرمان بہیجا کہ یلغار کا طریقہ اختیار کرکے گجرات مین آؤ اور حدود پٹن مین توقف کرکے
عرضداشت بہیجو اور پہر جو حکم ہو اوسکی تعمیل کرو۔ مرزا شاہ حسین جمعیت تمام کے ساتھہ نصر پور سے
سوار ہوکر رادہن پور کی راہ سے پٹن مین آیا خضر خان جو یہان پہلے سے سلطان بہادر بادشاہ
گجرات کی طرف سے حاکم تہا وہ متحصن ہوا اور حوالی پٹن کی مراعی و مواشی کو دور بہیجدیا سلطان
محمود خان پانچ سو سوار لیکر آگے گیا اور بعض دیہات کو غارت کرتا ہوا پٹن سے سات کروہ پر
مقیم ہوا سلطان محمود خان نے خضر خان کے پاس آدمی بہیجا کہ مرزا شاہ حسین سپاہ گران کے ساتھہ آیا ہے
تجہے لائق یہ ہے کہ تو اوسکی ملازمت سے مشرف ہو اور قلعہ کو تسلیم کر اور عیال و اطفال کو سلامت
جہان چاہے لے جا اسکے جواب مین خضر خان نے لکہا کہ سلطان بہادر مجہے سلامت چاہے

مجہے کیا ضرورت پڑی ہے کہ سندہ کے مغلوں کو قلعہ حوالہ کروں ۔ مگر مادر خضر خان پاس جب سلطان محمود نے پیغام بہیجا تو اوسنے اپنے معتمدوں کے ہاتہہ ایک لاکہہ فیروزشاہی مرزا شاہ حسین پاس اور تیس ہزار فیروزشاہی سلطان محمود خاں پاس بطور مہمانی روانہ کیں ۔ مرزا شاہ حسین نے اپنے یہاں آنے کی بادشاہ کو اطلاع دی کہ اسی اثنا میں خضر خاں کی پیش کش آئی ۔ مرزا شاہ حسین نے پندرہ روز نواحی پٹن میں توقف کیا ۔ سلطان محمود خاں نے حوالی احمد آباد میں جاکے گجراتیوں کا مال خوب لوٹا ۔ مرزا شاہ حسین سے میر فرخ نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ نے یہ حکم بہیجا کہ ہمارے لشکر میں آن کر ملجاؤ تو بادشاہ کے لشکر میں جانے کے سوا کوئی علاج نہ ہوگا ۔ جب ارغون اور ترخان کے سپاہی امراء چغتائیہ کے سامان کو اور بادشاہ ہمایوں کو گجرات کے خزانوں کو سپاہ میں تقسیم کرتے ہوئے ملاحظہ کرینگے تو کون سپاہی ہمارے پاس رہیگا سب جدا ہوجائینگے ۔ مصلحت یہ ہے کہ ہم اولٹے چلیں ۔ مرزا شاہ حسین اور اکثر امرا کو یہ بات معقول معلوم ہوئی ۔ مرزا قاسم بیگ لار کے ہاتہہ بادشاہ پاس عرضداشت بہیجی کہ میں اپنی کل سپاہ یہاں لے آیا ۔ اب امراء بکر اور ٹہٹہ کی عرضداشت آئی کہ وہاں کے زمینداروں نے جمعیت کر کے اس ولایت کو غارت کرنا شروع کر دیا اس ضرورت کے سبب سے میں مراجعت کرتا ہوں ۔ ہمایوں بادشاہ کے احمد آباد میں پہنچنے سے بیس روز پہلے ۹۴۵ھ میں ٹہٹہ میں مرزا شاہ حسین چلا آیا اور مراجعت میں قوم جاریجہ و سودہ کو قتل کیا ✚ جب ہمایوں بادشاہ نے گجرات اور بنگالہ فتح کر لیا تو مرزا شاہ حسین نے میر علیکہ ارغون کو فتوح کی تہنیت کے لئے اور مرخوش محمد کو فتح قندہار کی مبارکباد کے لئے ہمایوں بادشاہ پاس بہیجا تہا ۔ انہوں نے ہمایوں اور اعیان مملکت کو نہایت عضب میں دیکہا تو بادشاہ کی اجازت بغیر مرزا شاہ حسین پاس چلے گئے اور جاکر اونہوں کو کہدیا کہ عنقریب ہمایوں کی سلطنت کا زوال آنے والا ہے ۔ چنانچہ یہی ہوا کہ ہمایوں کو شیر شاہ نے ہندوستان سے نکالدیا ۔ مرزا شاہ حسین ٹہٹہ سے بکر میں آیا ۔ اپنے پرگنات کی خرابی کے لئے افواج متعین کیں اور خود دلغ برلوکہ اور باغات اور عمارات کی تعمیر میں مصروف ہوا ۔ اور قلعہ بکر کی شکست و ریخت کی مرمت کی اور اجناس کے ذخائر ۔ اور بہت علف و ہیزم قلعہ میں جمع کئے جب شیر شاہ سے ہمایوں

شکستیں پاکر لاہور میں ربیع الاول ۹۴۷ھ میں آیا۔ اور یہاں اوسکے عزیزوں اور ہمراہیوں نے
اوسکے ساتھہ دینے سے جواب دیا تو وہ رجب ۹۴۷ھ میں لاہور سے سند کی جانب چلا۔ اور آخر
شعبان میں وہ اوچہ کے کھانوں میں پہنچا۔ یہاں سے اول رمضان میں سندھ کی جانب ہنصب کی
مرزا شاہ حسین خبردار ہوا۔ تمام ولایت سندہ کو ویران کیا۔ تاخت و تاراج کرکے رعایا کو پریشان و
درہم کیا۔ ۲۰ رمضان کو قصبۂ لوہری (روڑی) میں خیمہ زن ہوا خود چار باغ بر لوکہ میں کہ نزاہت
اور لطافت میں بے نظیر تھا فروکش ہوا۔ سلطان محمود خاں نے حوالی بکر کو ویران کرکے قلعہ داری کو
مستحکم کیا کشتیوں کو اس طرف سے لیجاکر قلعہ کے نیچے اونکا لنگر ڈالا۔ بادشاہ نے سلطان محمود خاں
کے نام فرمان بھیجا کہ وہ آستان بوس ہوا اور قلعہ ملازمان درگاہ کو حوالہ کرے اوسنے عرض کیا کہ
میں شاہ حسین کا نوکر ہوں جب تک وہ ملازمت میں حاضر ہو میرا آنا نمک خواری کے آئین میں پسندیدہ
نہیں ہے اور مرزا شاہ حسین کے بغیر اجازت کے قلعہ سپرد کرنا بھی سزاوار نہیں ہے۔ بادشاہ نے
اسکا یہ عذر قبول کر لیا۔ غلہ کم بہم پہنچتا تھا مہتر اشرف کو کہ میر بازار تھا سلطان محمود خاں بکری
پاس بھیجا اسنے جاکر یہ حال اسے عرض کیا تو اوسنے پانچسو خروار غلہ بادشاہی آدمیونکو دیئے
اور بعض ماکولات بھیجدئے میر محمد طاہر صدر اور سمند بیگ کہ بادشاہی ملازمان معتمد تھے۔ بادشاہ
نے مرزا شاہ حسین پاس خطوط دیکر بھیجے۔ اور مواید عنایات و مواثیق اخلاص کہ حضرت بابر بادشاہ
کو مرزا شاہ حسین کے ساتھہ تھے یاد دلائے مرزا شاہ حسین نے بادشاہی فرستادوں کا آداب و اعزاز
کیا اور چند روز اونکو اپنے پاس رکھا شیخ میرک پورانی و مرزا قاسم طغائی کو لایق پیشکش کے ساتھہ
حضرت بادشاہ پاس بھیجا۔ ان آدمیوں نے جاکر بادشاہ کے سامنے پیشکش رکھی اور عرضداشت
پیش کی جسکا مضمون یہ تھا کہ ولایت بکر کم محصول ہے اور ولایت جاجکان جو نزدیک ہے اور آبادی
و کثرت زراعت اور غلہ کی افراط میں حضور کی دولت کے مناسب بھی ہے بہتر ہوگا کہ عنان
عزیمت اس طرف معطوف ہو اور اس کو اپنے تصرف میں لائیں میں بھی عنقریب خدمت
میں حاضر ہوتا ہوں یہ میری عین سعادت و دولت ہے کہ حضور اس ملک و دیس تشریف لائے اور
بہ تدریج حضور کے دل کے تمام دغدغوں کو دور کرکے اپنے تمام لشکر کو لیکر حضور کی رکاب کے ساتھہ

ملک گجرات وسورت کو تسخیر کر لونگا - اگر لشکر شاہی وہان سے شیر خان افغان کی جانب جائیگا
تو بندہ دل وجان سے ہمراہ ہوگا - بادشاہ نے اول اوسکی باتون کو قبول کیا مگر آخر کو امراو وزرا
بادشاہی نے خلوت میں مرزا شاہ حسین کے مدعا کے خلاف عرض کیا کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ پرگنات و
قصبات کو مرزا ویران کرتا ہے - اگر سچے دل سے بادشاہ کا دولت خواہ ہے تو اپنے قلعہ کو
پیشکش کرے تاہم انہیں اپنے تہ وزاد کو رکھکر قلعوں کو مضبوط کریں اور گجرات کی تسخیر کے
لئے مصروف ہوں - شیر خان افغان کو کہ غنیم ودشمن ہمارا ہے لاہور میں بیٹھا ہے یہ استدعا
مرزا شاہ حسین کی صلاح وصواب سے دور معلوم ہوتی ہے - یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ بکر کا
محاصرہ یادگار ناصر مرزا کرے - مرزا یادگار ناصر مدرسہ میں کہ شاہ حسین کے دیوان خانہ برج کا
محاذی تھا جاکر اوتارا - مرزا ہندال وباقی اور مرزا دریا کے کنارہ ان کے نیچے آئے یہ خبر شاہ حسین
کو پہونچی تو اوسنے کہا کہ بکر سے میری خاطر جمع ہے کہ بادشاہ باغ سے باہر نہیں نکلیگا مرزا
اور امرا کہ محاصرہ کے متصدی ہونگے وہ آلات اوراد وات قلعہ کشائی ساتھہ نہیں رکھتے اس لئے
ان سے کچھہ کام نہیں ہوگا اوسنے سلطان محمود خان میرجانی ترخان و پایندہ محمد قریش و
جلم اعزون و دولت خان کو قلعہ کی حفاظت وحراست کے لئے مقرر کیا اور انکو لکھا کہ ہوشیاری
اور بیداری میں کوئی تقصیر نہ کرے اور عنان اقتدار کو سلطان محمود کے ہاتھہ میں رکھیں اور
اوسکی صلاح وصوابدید سے کوئی باہر نہ جائے چند روز بعد طرفین سے توپ وتفنگ اندازی شروع
ہوئی لکھتے ہیں کہ بادشاہ ہمایوں کے پاس دو لاکھہ آدمی جمع ہوگئے تھے - نماز جمعہ میں
اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا بعض زمینداروں نے کسی قدر غلہ اور چارپائے بھیجے - بادشاہ
نے حکم دیا کہ زمیندار جو غلہ لائیں اوسکو جس نرخ پر چاہیں بیچیں آدمیوں کے ازدحام سے
غلہ کا قحط پڑگیا - بہت لوگ بھوکے مرنے لگے - بادشاہ نے یہ حال سنکر خزانہ سے زر وافر
سپاہیوں کو دیا مگر کسی طرح قحط کی صعوبت لشکر شاہی میں کم نہ ہوئی - بادشاہ نے مرزا ہندال
کو پاتر میں بھیجدیا - شاہ حسین کے جو ایلچی میر کلیچ رانی اور مرزا قاسم آئے تھے انکو رخصت کیا
اور منشو بھیجا جسپر اپنے ہاتھہ سے یہ لکھہ دیا کہ شاہ حسین بیگ سلام آنکہ ہرچہ التماس نموده بود

بموقف قبول پیوست البشر طلبکہ از روے عقیدہ آمدہ ملازمت کند و السلام +
مرزا شاہ حسین مدتوں تک اپنے آنے کے وعدہ کرتا رہا امرا ارغون اوسکے ساتھ
اس مشورہ میں متفق نہ تھے اسلئے اوسنے اپنے آنے کو تاخیر میں ڈالدیا - بادشاہ نے ولایت بکر کو
ناصر یادگار مرزا کو دیدیا اور خود سیوستان کی جانب متوجہ ہوا - اسے بادشاہ حسین خبردار ہوا
بادشاہ کے بہنچنے سے پہلے میر فرخ ارغون و محمود و میر محمود ساربان و علی محمد کوکلتاش
و میر دوست و شیر علی ارغون کو سیوستان کی محافظت و حراست پر تعین کیا ان آدمیوں
نے قلعہ میں جلد جا کر حوالی قلعہ کی عمارات و باغات کو ویران کیا - ۱۷ - ماہ رجب ۹۴۹ھ کو
بادشاہ ہمایوں سیوستان میں آیا - یہاں اوسکے لشکر میں غلہ کی عسرت کم ہوئی - بادشاہی
لشکر نے اہل حصار کو تنگ کیا مرزا شاہ حسین ٹھٹھہ سے موضع سن میں آیا خندق اوسکے گرد
کہودی اور بہت سی کشتیاں جمع کیں اور یہاں اقامت اختیار کی میر علیکہ ارغون کو سیوستان
کے آدمیوں کی دلداری کے لئے بہیجا میر علیکہ و میر سلطان قلی بیگ اور ایک جماعت کے ساتھ
سوار رات کو بادشاہ کے لشکر میں آن کر بازار کی جانب راست سے قلعہ میں چلے گئے
بادشاہ نے حکم دیا کہ نقب لگائیں - اس کام کے کاریگروں نے نقب لگا کر کے برج دوبارہ کو
اڑایا میر فرخ نے فی الحال وہاں اندر کی دیوار کو اٹھا کر توپیں لگائیں اور قلعہ میں پانی لاکر
روے نقب پر ایک حوض پانی سے بھر دیا مخالفوں نے نقب میں آگ لگائی تو پانی نقب
کے منہ سے جاری ہوگیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ قلعہ مستحکم ہے اور آلات کشائش موجود نہیں
سات مہینے محاصرہ میں لگ گئے اور کچھ نہیں ہوا ہوا مخالف چلنے لگی پانی کی طغیانی ہوئی
یادگار ناصر مرزا مخالف ہوکر لشکر بادشاہی سے جدا ہوگیا مرزا شاہ حسین نے غلہ کی آمد و شد
کا راستہ بند کر دیا سپاہیوں نے غلہ کی کمی اور پاسبانی کی تنگی سے بھاگنا شروع کیا - اسکے پاس سے میر ابو
صعید و خواجہ غیاث الدین جامی و مولانا عبد الباقی و خواجہ عبد الواحد و مولانا سکندری و مولانا
مصلح الدین لاری یہ سب شاہ حسین پاس چلے گئے مرزا شاہ حسین نے اس جماعت کو اعزاز
کے ساتھ ٹھٹھہ میں بہیجدیا - یادگار ناصر مرزا پاس میر برکہ و مرزا حسن و قاسم حسین چلے گئے

مرزا ناصر یادگار جو الی بکر میں تھا اوسکو غافل پاکر دو دفعہ اہل بکر نے اُسپر حملہ کیا اور محمد علی قابوچی
و شیر دل بیگ اور ایک اور جماعت مجروح و مقتول ہوئی۔ قلعہ کی بھی ایک جماعت کثیر مجروح
ہوئی اور بعض آدمی مقتول ہوئے تیسری دفعہ اہل قلعہ نے دلیرانہ باہر نکل کر لہری کنارہ پر
ایک زمین میں جنگ کی اِس مرتبہ مرزا خود سوار ہوا اور دست برد خوب کی مردم قلعہ بھاگ گئے
بعض پانی میں خود چلے گئے اور بعض کشتی میں سوار ہوئے کچھ مقتول ہوئے۔ انہیں ایام میں
مرزا شاہ حسین نے بابر قلی مہردار کو مرزا یادگار ناصر پاس بھیجا اور سلسلہ مخالفت کو تحریک دی اور
اظہار کیا کہ میں بڈھا ہو گیا ہوں اور فرزند نہیں رکھتا اپنی بیٹی کی تم سے نسبت کرتا ہوں چند روز
میری حیات کے باقی ہیں اور انہیں امور سلطنت مجھ سے تعلق رکھتے ہیں میرے بعد تم ہی تم ہو۔
بہت سے خزانہ تم کو دونگا اور تمہارے ساتھ اتفاق کر کے ملک گجرات کو تسخیر کرا دونگا
غرض ایسے وعدوں کے سبب سے مرزا یادگار ناصر مرزا کو شاہ حسین نے پرچالیا اوسنے بادشاہ سے مخالفت
اختیار کی۔ بادشاہ نے لشکر کی عسرت کو دیکھ کر بار بار مرزا یادگار ناصر مرزا پاس آدمی بھیجکر
بلایا مگر مرزا نے آرے بلے تبلاے اور نہ آیا جب بادشاہ کو یادگار ناصر مرزا کی مخالفت کی خبر
ہوئی تو حوالی سیوستان سے فوراً بکر کو روانہ ہوا اس اثنا میں قنبر بیگ ارغون بھاگ کر قلعہ
سیوستان میں چلا گیا اور چند اور آدمی بیوفائی کر کے لشکر سے جدا ہو گئے۔ بادشاہ لہری
میں آترا کسی ضرورت کے سبب سے یادگار ناصر مرزا بادشاہ پاس آیا کچھ غلہ بادشاہی سپاہیوں کو
دیا۔ بے غلہ ہونے کے سبب سے بادشاہی لشکر کو بڑی تکلیف تھی۔ بادشاہ نے تردی بیگ اور دل
ساتھ الوس خاصہ کو سلطان محمود خان کے پاس بھیجا سلطان نے ان سب کو خلعت دیئے
اور ہر شخص کو غلہ و زر دیکر رخصت کیا جب بادشاہ کا یہ پیغام سُنا کہ لشکر میں غلہ کم آتا ہے مطبخ
خاصہ کے خرچ کے لئے کچھ گیہوں و کچھ چاول بھیجدو تو اوسنے مرزا شاہ حسین کے امرا سے بادشاہ
کی درخواست کو بیان کر کے اُن سے مشورہ لیا۔ وہ کچھ کم غلہ بھیجنے کو کہتے تھے مگر اوسنے مطبخ کے
خرچ کے واسطے سو خروار آرد و سو خروار گندم و سو خروار برنج و ماش و نخود اور غلوں کے
بھیجدیئے۔ مگر کمی غلہ کے سبب سے لوگ ایسے متفرق ہو گئے تھے کہ کسی طریق سے یہ فریق نہ جمع ہو سکے

قلعہ مستحکم تہا ہرچند محاصرہ میں سعی کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی مہم قلعہ میں تعویق ہوئی - بادشاہ سندھ میں
سب طرح مایوس تہا کہ اس حال میں مالدیو راجہ جودھپور کی عرضداشت یہ آئی کہ میں غلامی اپنا [illegible]
بندگی و چاکری کے حلقہ کو کان میں ڈالتا ہوں مترصد ہوں کہ قدوم بادشاہی کا [illegible] پاؤں
اگر بندگان عالی اس حوالی کو مشرف فرمائیں تو میں بیس تیس ہزار راجپوتوں سے خدمتگاری
بجا لاؤں اس عریضہ کے آنے سے بادشاہ نے ۲۱ محرم ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء کو اوچہ کی طرف کوچ کیا -
مرزا شاہ حسین جلد بکہر میں آیا - مرزا یادگار ناصر مرزا جو بادشاہ سے مخالف ہو گیا تہا بکہر کی جانب
کہ قندہار رویہ ہے گذرا اور اوسنے چند توپ ضربزن کہ ہمراہ تہے مرزا شاہ حسین کو حوالہ کئے
شاہ حسین ۲۴ محرم کو قلعہ بکہر کے اندر گیا اور سلطان محمود خان پر عتاب کیا کہ کیوں غلہ کے ذخیرہ کو
تلف کیا درویش محمد انباردار سے مصادرہ لیا اور دار پر کہینچ دیا - ہمایوں چند روز بعد باتیلہ میں آیا
لشکر کے آدمی یہاں جمع ہوگئے - اوائل ربیع الاول میں ہمایوں دیہہ میں پہنچکر جودھپور کی طرف
روانہ ہوا - ۸ ربیع الآخر کو بیکانیر میں آیا - بعض آدمی بادشاہی لشکر کے بیکانیر میں جاکر واپس
آئے اور بادشاہ سے عرضداشت کی کہ بیکانیر کے آدمیوں سے کوئی بات کہ لائق ادب نہیں تہی
بادشاہ نے سمند بیگ کو کہ ہوشمندوں میں تہا مالدیو پاس بہیجا - فرمان عنایت آمیز صادر
فرمایا - خود منزل بمنزل کوچ کئے - سمند بیگ جلد پہر آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مالدیو نے
اخلاص کے مقدمات جہوٹے گہڑے ہیں بادشاہ موضع پہلودی میں آیا جو جودھپور سے تیس
کوس پر تہا تو بادشاہ کے جاسوس خبر لائے کہ مالدیو کا غدر کا ارادہ ہے - شیر شاہ کے مواعید
خداع آمیز اور اوسکے غلبہ کے سبب سے اوسنے لشکر تعین کیا ہے کہ حضور کو سر راہ روک لے - یہ
سنکر بادشاہ نے مراجعت کی - راہ میں راجہ کے لشکروں کو ہزیمت دی اور ۲ جمادی الاول ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء
میں عمرکوٹ میں آیا - یہاں اکبر پیدا ہوا جسکو سید علی شیرازی کے اترن کے کپڑوں کے
کپڑے بنا کے اول پہنائے گئے - عمرکوٹ تنگ جگہ تہی اسلئے بادشاہ سندھ کی جانب چلا اور
جون میں آیا - یہ شہر دریائے سند کے کنارہ پر واقع ہے اور ملک سندہ میں باغوں اور
نہروں کی کثرت میں و فواکہ و اثمار کی لطافت میں ممتاز ہے جون سے باہر باغوں کے درمیان

بادشاہ نے اجازت دی کہ میرزا شاہ حسین بھی اس لشکر کی برابر دریا پار اپنا لشکر لیکر جہاں ... ہوا اسی
اثنا میں رانا ورسہ امرکوٹی نے دولت خواہی کی کہ جو سردار اس نواح میں تھے انکو بادشاہ پاس
آنے کے فرمان بھیجدیئے اور لکھہ دیا کہ دولت خواہی کے لئے کمربستہ ہوکر غلہ و روغن و چارپائے بادشاہی
لشکر میں لائیں ان سرداروں نے یہ جواب دیا کہ مرزا شاہ حسین کا لشکر ہمارے نزدیک ہے اگر
ہم بادشاہ کے لشکر میں چلے آئیں گے تو ہمارے فرزندوں سے اعراض کریگا - اگر تازہ لشکر بادشاہی
ایک دو سرداروں کے ساتھہ ہمارے فرزندوں کے پاس آجائے تو ہم کو جس خدمت کو فرمائے
اسے تقدیم کرسکتے ہیں رانا ورسہ نے یہ الٹا پیغام بادشاہ سے عرض کر دیا بعض بادشاہ کے ملازموں نے
عرض کیا کہ تہورہ (؟) الپت میں غلہ اور تمام اشیاء معاش بھری ہوئی ہیں تھوڑی توجہ سے وہ ہاتھہ
آسکتا ہے - بادشاہ نے علی بیگ جلایر اور ایش تیمور سلطان کو اس کام کے لئے بھیجا مرزا شاہ
حسین خبردار ہوا مرزا عیسی ترخاں کو اس کام کے لئے نامزد کیا وہ اس کام کے قبول کرنے میں متردد ہوا
تو مستی ساربان نے مرزا سے کہا کہ مرزا عیسی خان بادشاہ کے مخلص دولت خواہوں میں سے
یہ سنکر مرزا استغفار ہوا اوسنے عیسی خاں کو نہ بھیجا اور اوس سے بدگمان ہوا اوسلیے التفاتی کرنے لگا
سلطان محمود خاں کو کہ کچھہ دنوں سے بسبب بکر کے غلہ کے تلف ہونے کے معرض عتاب میں
ایک گوشہ میں بیٹھا تھا بلا بہیجا اسکی دلداری کی اور اس مہم پر اوسکو نامزد کیا کہ ملا بہلول پاس
اور جماعت کو جو اس ناحیہ میں تھی کمک کے لئے ساتھہ لے سلطان محمود لشکر ہند و سند و ہرات کو
اپنے ساتھہ متفق کرکے ان حدود میں چلا گیا ناگاہ ایک سحر کو دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوئی
تردی بیگ سنجو بادشاہی لشکر میں تھا جنگ میں پہلو تہی کی اور شیخ علی بیگ اپنے بیٹوں
سمیت میدان جنگ میں ثابت قدم رہا اور مقتول ہوا شیخ تاج الدین لاری بھی مجروح ہوا
اور عالم بقا کو گیا ایش تیمور سلطان زخمی ہوا اور اوسکا توغ سلطان محمود کے ہاتھہ آیا المعہ
ایک اور جماعت جسنے بہادری کی ماری گئی مرزا شاہ حسین کی طرف میر سید قاسم بیگ لار
شہید ہوا اور بعض اور مقتول ہوئے سید قاسم کا سر بادشاہ پاس بعض اوسکے ملازم لائے
رانا ورسہ سودہ نے اوسے لیکر اپنے خواہرزادی پاس کہ سید قاسم کی نکاحی تھی بھیجا یہ واقعہ ذی الحجہ ۹۴۹ھ

میں واقع ہوا بادشاہ نہایت مغموم ہوا۔ محرم ۹۵۰ سنہ ۱۵۴۳ کو بیرام خاں بادشاہ پاس آ گیا۔ اوسنے
مصالحت کا پیغام دیا۔ مرزا شاہ حسین وارغونی مژدہ صلح سنکر نہایت خوش ہوئے اور اس کو
نعمت غیر مترقبہ سمجھے۔ اونھوں نے طرح طرح کی معذرتیں کیں اور بادشاہ کے لئے مایحتاج سفر
تیار کیا۔ اور سو ہزار مثقال نقد و تین سو شتر و تین سو گھوڑے بادشاہ پاس بھیجے۔ تقصیر کا
عذر کیا اور دریا کا پل باندھ دیا جسکی تاریخ بادشاہ نے صراط مستقیم کہی ربیع الاول ۹۵۰ سنہ میں بادشاہ
نے جون سے پل پر عبور کیا۔ نہم مذکور کو قندہار کی طرف سفر کیا۔

بخشو لنگاہ نے حوالی ملتان میں موضع حسین پور میں قلعہ بنایا۔ ملتان کو ویران کر کے وہاں کے
آدمیوں کو اس قلعہ میں لا بسایا۔ اور ایک جمعیت بہم پہنچائی اور یہ خیالات دل میں جمائے
کہ اقوام بلوچ و ناہر کو جو ہر جگہ فساد مچاتے تھے جمع کر کے بکر کو تسخیر کر لے۔ جاسوسوں کو خبر
لانے کے واسطے بھیجا۔ انھوں نے متواتر اوسکو خبر دی کہ شاہ حسین کے امرا ٹھٹھہ کی جانب
گئے ہوئے ہیں قلعہ بکر خالی ہے اب اوسکے لے لینے کا یہی وقت ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اپنے
جید لشکر کو کشتیوں میں بٹھایا اور یلغار کیا۔ پچاس کشتیاں آگے روانہ کیں کہ آدھی رات کو حوالی
قلعہ میں پہنچکر برج و بارہ کو گھیر لیں اور سو نفر تبردار بھیجے کہ قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر اندر جانے
کے لئے راہ کھولیں آدھی رات جمعہ جمادی الثانی ۹۵۰ سنہ کو یہ آدمی غل مچاتے ہوئے
قلعہ کے دروازہ کے سامنے آئے اور آگ لگا کر غل غپاڑہ مچایا۔ شہر کے آدمی اس غل سے
ہوشیار ہوئے۔ برج و بارہ سے پتھر و تیر پھینکنے شروع کئے۔ سپاہ وہاں کم تھی سلطان محمود خاں کی
والدہ نے فی الفور دروازہ قلعہ پر آنکر نوار اور بوریوں کو تیل میں تر کر کے اور ان پر آگ
لگا کر دشمن کے سروں پر پھینکنا شروع کیا جب بخشو لنگاہ کے آدمیوں میں آگ لگی تو وہ
سراسیمہ ہو کر کشتیوں میں چلے گئے اسکے بعد میر خان ترخانی حمزہ بیگ و قاضی عیسی ولد
قاضی قضیبن نے خوب کوشش کی اور جو دشمن آگے بڑھ آئے تھے کچھ آگ میں جلے کچھ پانی
میں ڈوبے کچھ باہر بھاگ گئے۔ وقت چاشت بخشوئے لنگاہ نقارہ بجاتا ہوا آیا اس خیال
سے کہ اوسکو یقین تھا کہ میرے آدمیوں نے قلعہ فتح کر لیا ہوگا جب قلعہ کے نزدیک پہنچا تو قلعہ کو

دروازہ پر سے تیر و تفنگ نے آنکر اس کا مزاج پوچھا تو اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے آدمیوں نے کچھہ کام نہیں کیا لہری کی طرف چلا گیا۔ جب یہ خبر مرزا شاہ حسین کو پہونچی تو اوسنے شاہ محمود و (خوشخبری؟) کو بکہر کی حراست کے لئے متعین کیا۔ قاضی قضیین و سادہ کو ہمراہ کیا یہ واقعہ ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۹۵۱ھ میں ہوا

مرزا کامران نے اپنے آدمیوں کو بہیجکر مرزا شاہ حسین کی بیٹی سے عقد نکاح کی خواہش کی تہی۔ مرزا شاہ حسین نے یہ درخواست اوسکی قبول کی جب ہمایوں نے کابل پر حملہ کیا اور مرزا کامران اسّے نہ لڑسکا تو وہ ہزارہ کی راہ سے سندھ میں آیا۔ مرزا شاہ حسین نے اوسکو پاتر میں اتارا اور اپنی بیٹی چوچک بیگم کا مرزا سے نکاح کر دیا۔ مرزا کامران یہاں تین مہینے رہا۔ پہر کابل کو گیا۔ مرزا شاہ حسین نے ایک ہزار سوار مسلح اوسکے ہمراہ کئے اور سامان اوسکا درست کیا۔ وہ غزنیں گیا اور قلعہ غزنیں کو تسخیر کرکے کابل کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اوسوقت ہمایوں بادشاہ بدخشاں کی طرف گیا ہوا تہا۔ چہہ مہینے بعد شاہ حسین کے سوار واپس آئے۔ ہمایوں نے مرزا کامران کو کابل سے نکال دیا وہ اسلام شاہ سے ملنے ہندوستان میں آیا۔ سنہ ۹۵۸ھ میں وہ بکہر میں آیا۔ شاہ بلیہ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو رکہا اور پرگنہ تیوہ اوسکے خرچ مطبخ کے لئے مقرر کیا۔ آخرکار وہ اپنی بیوی چوچک بیگم کے ساتہہ مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ آخر زندگی میں مرزا شاہ حسین مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ اکثر اوباش و اراذل اوسکے محرم کار ہوئے وہ روز بروز بڑہتے گئے مغلوں کے ساتہہ تعدی و بد اندامی و بے حرمتی کرنے لگے سنہ ۹۶۰ کی ابتدا میں بلدہ ٹہٹہ عربی کاہی کو حوالہ ہوا اور رعایا کا اختیار اسمٰعیل سیارہ کو دیا گیا۔ اس سبب سے آدمی مایوس و غمگین ہوئے کچہہ دنوں متحیر رہے۔ عربی کاہی کے بیٹوں نے ارغون و ترخان کو خوب ستایا۔ ایک ضعیف ارغونیہ کو لات لگاکر اسقاط حمل کیا۔ اسکی داد فریاد شاہ حسین سے ہوئی اول اوسنے سنا نہیں پہر جب اور زیادہ آدمیوں نے دہائی دی تو اوسنے حکم دیدیا کہ شیخ الاسلام میرک پورانی شرع کے موافق فیصلہ کردے۔ مرزا شاہ حسین نے قلعہ نصرت آباد کی حراست شیشہ رفیق کو کہ زر خرید غلام و معتمد تہے تفویض کی خود بکہر کو گیا اور باخبر لوگ میں ۳۵ روز رہا۔ محرم سنہ ۹۶۱ھ کو قلعہ بکہر کے اندر آیا۔ اراذل مرزا کے ایسے

مرزا کامران کا آنا +

ارغونیوں کی ابتدا و زوال اور مرزا شاہ حسین کی وفات +

مخصوص ہو گئے تھے کہ اونسے خلق کو بہت تکلیف تھی اسلئے عمائد نے ایک جگہ جمع ہوکر یہ ارادہ
کیا کہ کیا جلاء وطن ہو جیئے یا ان اراذل کا نام تمام کیجئے مرزا شاہ حسین مفلوج ہو گیا ہے
تخت رواں پر سوار ہوتا ہے اسکو قلعہ میں نگاہ رکھکر ان اراذل کو مار ڈالنا چاہیئے میر جانی ترخان
نے کہا کہ مرزا شاہ حسین آفتاب سر کوہ ہے مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے آخر عمر میں ہم اپنی تئیں
بدنام کریں جہاں تک دنوں تکلیف اٹھائی ہے کچھ دنوں اور مصیبت کو اٹھائیں اور دیکھیں
کہ پردہ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے کچھ آدمی مرزا شاہ حسین کے دیوان خانہ پر اسکے شاگرد
پیشہ کے آدمیوں کے قتل کے لئے روانہ ہوئے کہ شاہ حسین کشتی میں بیٹھ کر باغ میں چلا گیا تھا اور
وہاں سے تین روز بعد ٹھٹہ کی طرف چلا میر شاہ محمود ارغون نے کہ بکر کا حاکم تھا سرکشی کا
مستقل ارادہ کیا اور بلوچیوں کو جمع کیا اس اثنا میں والدہ سلطان محمود خان نے کہ
بڑی دانا عورت تھی اس بغاوت کے قضیہ کو سنا تو اوسنے میر ملک محمد و میر لطفی کو بادرہ
و ماتیلہ سے بلایا وہ جلد قلعہ بکر میں آ گئے مہر علی اند تمام آدمی مرزا کے مجتمع ہوئے اور
مردم کتوال کو کہ میر شاہ محمود کے پاس آئے تھے تہدید و توبیخ کی وہ سب متفرق ہوکر اپنے
اپنے گھر چلے گئے حقایق احوال کو مرزا شاہ حسین سے عرض کیا مرزا شاہ حسین نے حمزہ بیگ
و درویش محمد و شیر محمد کو بکر میں بہیجا میر شاہ محمود کو طلب کیا اوسکو سوا جانے کے کچھ اور
علاج نہ بن پڑا ٹھٹہ میں مرزا شاہ حسین سے ملا اوسپر مرزا نے عنایت کی ان دنوں میں سلطان
محمود خان سیوی میں تھا جب اوسکو میر شاہ محمود کی تمرد کی خبر پہنچی تو اوسنے چاہا کہ ایلغار کرکے بکر جائے
کیونکہ اسکی والدہ اور متعلقین وہاں تھے وہ سیوی سے چند منزل چلا تھا کہ کنجادہ کے حوالی میں اوسکی
والدہ کا مکتوب اس پاس آیا جسمیں لکھا تھا میر شاہ محمود نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا پہلے اس سے کہ وہ کوئی
کام کرے اوسکو مرزا شاہ حسین پاس جانا اور وہاں رہنا پڑا اب بنا تم خاطر جمع ہوکر اپنی مہمات ضروری
میں مشغول ہو سلطان محمود خان نے مراجعت کا ارادہ کیا مگر لوگ اوسکو کہہ سنکر بکر میں لے آئے مگر
بکر میں آنے سے پہلے مرزا شاہ حسین نے بکر کی حکومت میر ملک محمد و میر لطفی کو دیدی تھی جب یہ
فرمان سلطان محمود خان پاس آیا تو خفا ہوا اور ایسا پیچ و تاب میں آیا کہ مرض اسہال سرمی میں مبتلا

جب میر ملک محمد و میر لطفی کہ حکومت میں شرکت رکھتے تھے پرگنات کو تقسیم کرنے لگے تو سلطان محمود خان نے ان پاس آدمی بھیجا کہ میں بھی قلعہ میں ہوں مجھے آپ فراموش نہیں کیجئے گا اس بات کے سنتے ہی میر ملک محمد نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ قلعہ کی کنجیاں سلطان محمود خاں کے آدمیوں کو دیدو میر لطفی نے کہا کہ ایسی خفت نہ اختیار کرو اور حکم کے تابع رہو۔ میر ملک محمد مرد عاقل تھا میر لطفی کے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کنجیوں کو بھجوا دیا۔ محرم ۹۶۲ھ میں ٹھٹہ میں ارغون و ترخاں کے آدمیوں نے جمع ہو کر مرزا عیسی کو اپنا سردار بنایا اور مرزا شاہ حسین سے روگردانی کی۔ عربی کاہی و شیب و رفیق جو مرزا کے بڑے رفیق تھے مار ڈالا۔ ماہ بیگم کو کہ مرزا شاہ حسین کی حرم تھی قید کر کے خزانہ لے لیا اور بہت سا روپیہ سپاہیوں کو دیدیا اور مرزا شاہ حسین نے شاہ محمود کو ٹھٹہ کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ ابھی وہ ٹھٹہ میں آیا نہ تھا کہ لوگوں نے مرزا عیسی سے بیعت کر لی۔ میر شاہ محمود کو بھی بمجبوری مرزا عیسی کے ملازموں میں داخل ہونا پڑا۔ اس خبر سے مرزا شاہ حسین ایسا خفا ہوا کہ سلطان محمود پاس آدمی بھیجا کہ ارغون اور ترخان کے جتنے آدمی بکھر میں ہوں انکو گرفتار کر کے ساتھ لائے۔ ان دنوں میں کہ مرزا شاہ حسین مفلوج ہوا تھا اکثر اوسکا کاخ دماغ حرارت شراب سے گرم رہتا تھا۔ حق ناحق اوسنے ارغونین اور ترخانوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور بکھر کا فرمان ایالت سلطان محمود خان کے نام صادر کیا اور حکم دیا کہ ارغونوں اور ترخانوں کو مار ڈالے۔ محمود خاں نے فرامین مذکور اپنی والدہ کو دکھائے اوسنے کہا کہ بکھر کی حکومت مبارک ہو مگر زنہار ان آدمیوں کے قتل میں تعجیل نہ کرنا۔ ان آدمیوں کو مقید و محبوس کر کے مرزا پاس بھیجدینا۔ مرزا کی جو رائے ہوگی وہ انکا حال کریگا۔ سلطان محمود نے میر جانی ترخان و احمد ترخان و حمزہ بیگ و مراد حسین بیگ کو مع ایک جماعت کے محبوس کیا اور اپنے ساتھ لیا۔ یار محمد کو توال کو کہ میر شاہ محمود کی مخالفت کا باعث ہوا تھا قتل کیا۔ اولاد قاضی قضنین کو اور جتنے آدمی مرزا کے قلعہ کے اندر رہتے تھے باہر بھیجدیا۔ قلعہ کو اپنی والدہ اور اپنے آدمیوں کو سپرد کر کے مرزا کی ملازمت میں جلد جانے کا عازم ہوا۔ ۲۴ محرم ۹۶۲ھ کو مرزا کی خدمت میں وہ آیا اور اپنی جمعیت کو مرزا کو دکھلایا۔ مرزا اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور محاربہ و مقاتلہ کے لئے

ٹھٹھہ روانہ ہوا۔ موضع شاہ پارہ میں مرزا عیسیٰ اور سلطان محمود خاں کے لشکروں میں لڑائیاں ہوئیں
مرزا عیسیٰ ترخان اور میر کبک ارغون نے سلطان محمود خاں پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ بحسب ضرورت
اس ملامت کو اختیار کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قتل ہوتی ہے بہتر ہوگا کہ آدھی رات کو ہم دونوں
کی ملاقات ہو۔ اول ایک نے دوسرے کو ملامت کی اور بہت گفت و شنید کے بعد ملاقات ہوئی اور
یہ فیصلہ ٹھہرا کہ مرزا شاہ حسین چند روزہ مہمان ہے مصالحت کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے اوسکے بعد میرے
اور تیرے سوا کوئی نہیں ہے جس طرح صلاح ہو اتفاق کرکے مملکت کی ریاست کو تقسیم کرلینا ابھی
اس رات کی ملاقات کا حال شایع نہیں ہوا تھا کہ صبح کو امیر سلطان و امیر ابو الخیر ایک جماعت
سودہ وغیرہ کی لیکر گذر براز پر گئے تو وہاں جوکی کے آدمیوں سے بیگ محمد لکہ و ایل قلی دیوانہ
و مردم ملیح کے ساتھ محاربہ صعب تر ہوا۔ مرزا عیسیٰ کے بہت آدمی قتل ہوئے۔ جب ان
آدمیوں کے سر مرزا شاہ حسین کو دکھلائے گئے اونمیں چند سر مغلوں کے بھی تھے جنکو مرزا دیکھتے
ہی رونے لگا سلطان محمود خاں نے دوزانو بیٹھ کر عرض کیا کہ اگر اس جانب کے آدمی مارے جاتے
ہیں تو آپ روتے ہیں اگر اوس جانب کے آدمی مارے جاتے ہیں تو آپ گریہ کرتے ہیں ہم کیا کریں
اسی اثنا میں شیخ عبد الوہاب اور مرزا قاسم بیگ نکدر درمیان میں آئے اور مرزا عیسیٰ ترخان
کی تقصیرات کا [illegible] لیا سلطان محمود خاں اور میر شاہ محمود و میر شاہ حسین نکدر نے عرض کیا کہ مرزا عیسیٰ
اپنے افعال سے منفعل ہے۔ اور مردم ارغون نے جو مرزا کے غلاموں کی بے ادبی کی ہے وہ شرمندہ ہیں
اگر اونکی تقصیرات عفو ہو جائیں اور ترخانی جو محبوس ہیں آزاد کئے جائیں تو ہم سب امیدوار رحمت ملازمان
ہیں حاضرین میں مرزا اور میر راضی ہوگیا مرزا عیسیٰ نے ماہ بیگم کو مع اوسکی خواصوں کے رخصت دی اور اوسکے
لشکر میں مرزا کے پہنچا دیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا۔ شیخ عبد الوہاب پورانی و مرزا
قاسم بیگ نے ترخانی آدمیوں کا گناہ معاف کرکے ٹھٹھہ بھیجدیا اور دوسرے مہینہ میں مرزا عیسیٰ ترخاں و
سلطان محمود خاں کی ملاقات ہوئی ہر ایک نے قرآن مجید پہ ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کیا کہ آپس میں
کمال وفاق کرکے نفاق سے اجتناب کریں اور جسوقت کہ مرزا شاہ حسین اجل طبعی سے اس
دار فنا سے دار بقا میں جا بسے ولایت سند کو آدہا آدہا بانٹ لیں کوہ لکی سے بالا تر ملک سلطان محمود کے

تعلق رکھے اور کوہ لکی کی اس جانب کا تعلق مرزا عیسیٰ ترخاں سے ہو غرض یہ عہد و پیمان تحریر میں
آئے اور اس عہدنامہ پر انکی مہریں لگیں اور اور اکابر کی مہروں سے مزین ہوا۔ پھر آپس میں یار یگانگیر ہوئے
اور رخصت ہوئے طرفین سے ایک جماعت کی آمد و شد ہونے کا قرار ہوا کہ جس سے کلفت اور منازعت
رفع ہو دوسرے دن میر قاسم بیگ لار ٹھٹہ میں گیا محمد صالح ترخان ولد مرزا عیسیٰ ترخاں کو مع ایک جماعت
کے مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لایا اور محمد صالح نے خوب پیشکش پیش کی اور اس جانب سے شیخ
عبدالوہاب امیر سلطان برادر سلطان محمود خاں کو ٹھٹہ میں لایا مرزا عیسیٰ سے ملاقات کرائی مرزا
شاہ حسین محمد صالح کو اسپ و خلعت عنایت کیا اور رخصت کیا اور نقارہ کی جوڑی مع خلعت فاخرہ
کے مرزا عیسیٰ پاس بھیجی اور دوسرے روز سلطان محمود خاں کو تومن و توغ عنایت کیا اور راہی بھی
اوسکو سپرد کی اور مرزا کا مرض بڑھتا گیا اور دوشنبہ ۱۲۔ ربیع الاول ۹۶۲ھ کو انتقال کیا سلطان
محمود نے مرزا کے پاؤں کو بوسہ دیا اور رویا اور کہا کہ مرزا قاسم تم میرے گواہ خدا سے عز و جل کے
روبرو رہنا کہ میں نے آخر عمر تک مخالفت نہیں کی اور حلال نمکی کی اس دم بھی اوسکے زیر قدم ہوں
یہ سعادت میرے سوائے کسی کو نہیں میسر ہوئی شیخ عبدالوہاب تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا اور
سلطان محمود خاں ماہ بیگم پاس گیا اور اوسے کہا کہ کہیں ارغون و ترخان آپ کی حرمت
میں خلل ڈالیں آپ بکر چلیئے اور مرزا کی نعش کو بھی بکر لے چلیئے ماہ بیگم نے کہا کہ مرزا کی نعش
بکر جائیگی اور شاہ بیگ کے پاس دفن ہو گی۔ وہ راہ ٹھٹہ سے قریب اور بکر سے بعید ہے حبیبا بیگم
نے انکار کر دیا مرزا کی نعش اول ٹھٹہ میں دفن ہوئی پھر اوسکی لاش مکہ معظمہ میں جاکر باب
بغل میں دفن ہوئی جب مرزا عیسیٰ کو ٹھٹہ میں مرزا شاہ حسین کے مرنے کی خبر ہوئی تو وہ جمعیت
تمام سوار ہو کر سلطان محمود کے قریب آیا۔ کوس کی آواز طرفین سنتے تھے سلطان محمود خاں نے
لشکر کی صفوں کو آراستہ کر کے دو آدمی مرزا عیسیٰ پاس بھیجے کہ آپ کی غرض آنے سے کیا ہے
اگر لڑنے کا قصد ہے تو اعلام کر دو تاکہ میدان مجادلہ و محاربہ آراستہ ہو مرزا عیسیٰ نے جواب بھیجا کہ
میں اس تقریب سے یہاں آیا ہوں میں سنتا تھا کہ ماہ بیگم مرزا مرحوم کے جنازہ کو بکر کو لے جاتی ہے
ٹھٹہ بھی مرزا کا ہے اسے کیوں چھوڑتی ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ جنازہ کو بیگم ٹھٹہ لے جاتی ہے اب

آپ ۔۔۔ مسند حاکم بکرہ ہو جبکہ سلطان محمود خان بہت جلد سیوستان میں آیا میر شاہ مسعود و
میر شاہ حسین تاکدری و امیر ابو الخیر و میر حمید سارباں و خواجہ باقی اور ایک اور جماعت اس دغدغے
کے اندیشہ پر مرزا عیسی اور بکر پر سلطان محمود خان متصرف ہو بیٹھے ہم سیوستان پر متصرف ہوں قلعہ
سیوستان کو دبا بیٹھے ہر چند سلطان محمود خان نے مبالغہ کیا کہ قلعہ اسکو حوالہ کریں مگر وہ ایسے
توہم میں تھے کہ اوسکو قلعہ نہ دیا۔ اوسنے میر ابو الخیر و عبد المجید کو طلب کرکے بکر کی جانب عزیمت کی
مرزا عیسی بھی پیچھے کوچ بکوچ چلا آتا تہا جب اہل قلعہ سیوستان میں آیا اور اوسے معلوم ہوا کہ
اہل قلعہ نے سلطان محمود خان کو یہ قلعہ نہیں حوالہ کیا تو اوسنے اپنے بیٹے محمد صالح کو ایک جماعت
کثیر کے ساتھ محاصرہ کے لیے بہیجا۔ اور پیچھے آپ آیا۔ اہل حصار پر کار دشوار ہوا۔ وہ امان طلب
کرکے باہر آئے۔ قلعہ سیوستان مرزا عیسی کے تصرف میں آیا قلعہ کے سردار ایسے منفعل ہوئے
کہ یہاں نہ آسکے حج کو چلے گئے۔ اور پہر ہندستان میں آکر منعم خان کے نوکر ہوئے +

مرزا شاہ حسین شجاع تہا صغر سن سے آوان مرض تک کل لڑائیوں میں فتحمند ہوا۔ ولادت
اوسکی ۸۹۶ھ کو ہوئی چہیاسٹھ سال کی عمر ہوئی۔ ابتداء شعور سے علم کی تحصیل سے شغل رکہتا تہا
طبیعت اوسکی بلند تہی ہمیشہ استفادہ علوم میں مصروف رہتا علم منقول و معقول میں مہارت تھی
اشعار خوب سمجہتا تہا اور کبہی کبہی کہتا تہا شرع شریعت کے موافق سب قضیوں کا فیصلہ کرتا تہا
سادات و مشایخ و علماء کی رعایت و ادب و تعظیم کرتا تہا۔ اس طائفہ کے ادرارات و وظائف میں
رعایت کرتا تہا۔ ملک کو ضبط و ربط خوب کرتا تہا۔ قوی کا ہاتھ ضعیف پر کوتاہ کرتا تہا کسی پر ظلم کا روادار
نہ تہا۔ سیاست ملکی خوب کرتا تہا۔ ۳۳ سال حکومت کی۔ اوائل حال میں قندہار میں بابر بادشاہ کی
خدمت میں رہ کر آداب و قواعد سلطنت کو سیکہا تہا۔ ساری عمر میں دو نکاح کئے۔ ایک ماہ بیگم اپنے
سگے چچا مرزا محمد مقیم کی بیٹی سے جسکے بیٹی چوچک بیگم پیدا ہوئی اور مرزا کامران سے بیاہی گئی۔
دوسری بیوی گلبرگ بیگم بیٹی امیر خلیفہ کی کہ محب علی خان کی بہن تھی۔ ان دونوں سے سہاگ نہ ہوا
دوسری مرتبہ بیگم دہلی چلی گئی اور وہیں مرگئی +

مرزا عیسی ترخان ولد عبد العلی ترخان کو لڑکپن سے مرزا شاہ بیگ نے تربیت و تعلیم کیا تہا

احوال مرزا شاہ حسین +

مرزا عیسی ترخان کا احوال +

وہ اوسکے امراء عالی میں سے ایک تھا۔ اوسکے عہد میں جو اوسنے کار عظیم کئے اونکا بیان اوپر ہو چکا ہے
جب میرزا شاہ حسین کا اوائل جمادی الاول ۹۶۲ھ میں انتقال ہوا تو مرزا عیسیٰ نے مسند حکومت پر
جلوس کیا۔ مردم ارغون اور ترخان نے اطاعت کی۔ مرزا عیسیٰ میں صفات حمیدہ بہت تھیں۔
ہمیشہ وہ سپاہ اور رعیت کے ساتھ ملائمت کرتا اور ہر شخص کے لائق رعایت کرتا۔ ایک سال کی مدت
گذرنے کے بعد امراء ارغونیہ کی ترغیب و تحریک سے اوسنے سلطان محمود خان کی مخالفت کی اور
جمعیت کو لیکر بکھر کی حوالی میں آیا۔ اوائل ربیع الثانی ۹۶۳ھ میں بکھر کے محاذی اترا۔ پندرہ
روز تک لڑائی رہی سلطان محمود قلعہ کے اندر متحصن رہا۔ آٹھ دفعہ دونوں میں محاربہ و مقابلہ کا
اتفاق ہوا۔ اس اثناء میں مرزا عیسیٰ نے گوہ سے فرنگیوں (پرتگیزوں) کو امداد کے لئے طلب
کیا تھا وہ بلدہ ٹھٹہ میں آئے۔ جمعہ کا دن تھا مسجد جامع میں سب دنی داخل گئے ہوئے تھے
شہر کو اونہوں نے خالی دیکھا مسجد و شہر کے کوچوں میں بارود بچھا کر آگ لگا دی اور شہر کے
اطراف و جوانب میں بھی آگ لگا دی مسجد کے اکثر آدمیونکو مقتول کیا۔ بہت اہل شہر کو جلایا۔ سب مال
اسباب لوٹ کر لیگئے مرزا عیسیٰ کو جب خبر پہونچی تو فوراً اوسنے مراجعت کی۔ سلطان محمود خان
اوسکے تعاقب میں سیوستان تک آیا۔ اس نواح کی اکثر فصل ربیع پامال ہوئی۔ پھر ان دونوں
میں عہد تازہ کی تجدید ہوئی سلطان محمود خان نے بکھر کو معاودت کی۔

۹۶۷ھ میں مرزا عیسیٰ کے دو بیٹوں محمد باقی اور محمد صالح ترخان کے درمیان مخالفت ہوئی
مرزا عیسیٰ نے مرزا صالح خان کی جانبداری کی۔ بعد جنگ و جدال کے مرزا محمد باقی نے شکست پائی
اور رنگہ کی جانب چلا گیا۔ یہ قوم سودہ کا مسکن تھا مردم ارغون کی ایک جماعت نے اوس جماعت کے
ساتھ اتفاق کیا اور اوسکو امرکوٹ لے گئے اور مرزا محمد باقی جیسلمیر کی راہ سے بکھر میں آیا
سلطان محمود خان سے ملاقات کی۔ خان نے اوسکو اپنی آغوش مہربانی میں لیا۔ ایک سال قصبہ
سکر میں اوسکی نگاہبانی کی اور رعایت اوسکے حال پر واجبی کرکے اوسکے ساتھ کمال مروت
کی۔ مرزا عیسیٰ نے محمد صالح کی خاطرجوئی کے سبب میرزا محمد باقی کی اولاد کو بھی بکھر بھیجدیا تھا
مرزا محمد باقی نے سعی کی کہ ہند کا عازم ہو مگر سلطان محمود نے اوسے نہیں جانے دیا اوسکو خوف تھا

کہ مبادا ہند سے ان حدود میں لشکر آئیگا تو اول وہ بکر میں آئے گا اور اوسکو تکلیف پہنچائے گا
۹۶۷ھ میں مرزا صالح ترخاں کو کہ شجاعوں کا سردار تھا اور اکثر جنگ کارزار میں کارہائے
نمایاں کرکے فتوح حاصل کرتا تھا اور مرزا کامران کے اکثر کو کہ اوسکی ملازمت میں تھی اُس کو
ایک بلوچی نے مار ڈالا جسکے باپ کو اوسنے مارا تھا سلطان محمود نے مرزا عیسیٰ سے مرزا باقی
کے گناہ معاف کرانے کی درخواست کی اور مرزا عیسیٰ نے بھی اوسپر التفات کیا اور شیخ
عبدالوہاب پورانی اور میر یادگار محمد ترخاں کو کہ مرزا عیسیٰ کا خواہرزادہ تھا برسم رسالت سلطان
محمود خان پاس بھیجا اور شکر گذاری اور منت داری کا اظہار کیا اور اپنے فرزند کے
بھیجنے کی استدعا کی۔ سلطان محمود خاں نے محمد باقی کے لئے سامان سفر کرکے باپ کی ملاقات
کے لئے بھیجدیا۔ مرزا عیسیٰ نے سیوستان اوسکی جاگیر مقرر کرکے رخصت کردیا جب وہ سیوستان میں
آیا تو مردم ارغون نے مرزا عیسیٰ سے سرکشی کی اور مخالفت و منازعت پر مستعد ہوئے مرزا عیسیٰ
کے آدمیوں نے صلح کا نقارہ بجایا مگر جسوقت مردم ارغون دریا سے اُترتے تھے اُنپر اونہوں نے
نے آتش باری کی بہت سے آدمی اسطرح تلف ہوگئے اور مردم ارغون شکست پاکر سلطان محمود خاں
کی خدمت میں گئے اور حقیقت حال کو عرض کیا اوائل حال میں سلطان محمود خاں نے اِن
آدمیوں کو قید کیا۔ پھر اپنی والدہ کی استصواب سے ان آدمیوں کو قید سے نکال کر دلداری کی اور
اون میں سے ہر ایک کو خلعت اور اسپ دیا اور اپنے ملازموں کی ایک جماعت کے ساتھ انکو
سیوستان بھیجدیا + سلطان محمود خان کے آدمیوں کی ارغونیوں سے اتفاق کرکے قلعہ
سیستان کا محاصرہ کیا اور ایک دو مرتبہ قلعہ کے اندر گھس بھی گئے مگر کچھہ اور کام نہ کرسکے
جب پانی کی طغیانی ہوئی تو مرزا عیسیٰ بہت سے غراب و جمعیت کو ساتھہ لایا اور اِن سب آدمیوں
کو بھجا کردیا۔ موضع رقبان میں دونو لشکروں میں لڑائی ہوئی اور سلطان محمود خاں کے بہت سے
آدمی مقتول ہوئے مرزا عیسیٰ دریلہ میں چلا آیا۔ سلطان محمود بھی اپنے امرا اور آدمیوں کے
ساتھہ اوسکے قریب آیا۔ ایک قلعہ بناکر مراسم جنگ پر اقدام کیا آخر کو شیخ عبدالوہاب و
ماہ بیگم نے دونوں میں صلح کرادی ایک ٹھٹھہ کو دوسرا بکر کو چلا گیا +

۹۷۴ھ میں مرزا عیسیٰ اپنی اجل طبیعی سے مرگیا جسوقت مرنے کو تہا تو وہ اپنا ولی عہد چہوٹے بیٹے جان بابا ترخان کو کرنا چاہتا تہا لیکن ماہ بیگم نے سعی کی کہ بڑا بیٹا محمد باقی ولیعہد ہو۔ مرزا عیسیٰ نے استغفار پڑہی اور بیگم سے کہا کہ وہ مرد ظالم طبیعت ہے اسّے خلق والوس کو بہت ایذا پہنچیگی۔ اور تو بہی اوسکے ہاتہہ سے ماری جائیگی اور ارغون بہی ہلاک ہونگے (ایسا ہی ہوا) مرزا عیسیٰ کی موت کو جب تک مرزا محمد باقی موضع سیہوان سے ٹہٹہ میں آیا مخفی رکہا صبح کو مرزا عیسیٰ کو اس مقبرہ میں کہ اوسنے اپنے باغ میں بنایا تہا دفن کیا۔ اور مرزا محمد باقی کو اسکا جانشین بنایا۔ امراء ارغونیہ مثل مرزا ہاشم و میر کوچک وغیرہ کو اختیار و اقتدار امور سلطنت میں ملا۔ مردم ارغونیہ بہت بیباک تھے اور بے اندامی بہت کرتے تھے۔ اول سلطنت میں اس جماعت کی تادیب و تنبیہ کی گئی چار پانچسو ارغونیہ آدمی قتل ہوئے انکا خانمان ویران ہوا۔ انکے عیال و اطفال کے لئے حکم ہوا کہ سندی و ماہگیر غارت و تاراج کرکے جو چاہیں سو کریں باقی سب جلاوطن ہوکر بکر میں آئے۔ محمد باقی کے اول سال جلوس میں ناہید بیگم بنت ماہ بیگم ہندوستان سے اپنی والدہ کی ملاقات کو آئی تھی سلطان محمود امراء ارغون کی تحریص و ترغیب سے محمد باقی کے محاربہ کی طرف متوجہ ہوا جب نصر پور میں آیا تو اس قلعہ کا محاصرہ کیا اس اثناء میں خبر آئی کہ حضرت شہنشاہ اکبر پٹن میں شیخ فرید کی زیارت کو آیا ہے اور مشایخ ملتان کی زیارت کا ارادہ رکہتا ہے۔ سلطان محمود خان کو ایسا توہم ہوا کہ کشتیوں کو جلا کر کوچ در کوچ مراجعت کی مرزا جان بابا برادر محمد باقی و مرزا شاد ماں داماد محمد باقی جو بڑا بہادر تہا اور باپ کی جانب سے سلطان علی برادر میر ذوالنون ارغون سے نسب ملاتا تہا۔ دو تو علم مخالفت بلند کرکے بکر میں آئے سلطان محمود بطریق مہربانی اُنسے پیش آیا ہر ایک کو نقد و جنس خلعت و اسپ انعام دیا اور جاگیر معین کی جب ان آدمیوں نے مدد و کومک کی استدعا کی تو اونکی التماس کو قبول کرکے اکثر اپنے بہادر سپاہی ہمراہ کئے اور جب لشکر حوالی ٹھٹہ میں پہنچا تو مرزا محمد باقی نے لشکر کے محاذی خندق کہودی۔ امراء ارغون نے مخالفت کی اور مرزا جان بابا لشکر سے

مرزا عیسیٰ کا مرنا اور مرزا محمد باقی کا جانشین ہونا +

جدا ہو گیا سلطان خاں کے آدمیوں کو طغیانی آب کی تاب نہ ہوئی مراجعت کی -
مرزا محمد باقی نے ناہید بیگم سے خصومت پیدا کی اور اوسکی لڑکی اسیجہ بیگم سے نکاح کیا میاں
بیوی میں بد سلوک ہوا - اس لڑکی کا نکاح پہلے نجات خاں سے ہوا تھا مگر اتفاقاً اوسکے سبب دونوں میں
تفریق ہو گئی تھی - جان بابا نے سمہ و سودہ کا لشکر جمع کرکے مرزا محمد باقی پر شب خون کیا
اور کشتی میں اسیجہ بیگم کو مار ڈالا - اس سے ایک سال بعد ناہید بیگم نے
سنہ ۹۷۰ میں مرزا باقی نے ناہید بیگم و ماہ بیگم کے ساتھ اپنی بیٹی کو
اسکا نکاح ہو جانے سے روانہ کیا اور بہت جہیز اور تحائف اوسکے ساتھ
اسکا اہتمام سپرد کیا مرزا جان بابا یادگار مسکین اور بیگموں کو اپنے ساتھ ملا لیا
کیا معنی ہیں کہ تم شہر سے چلے آؤ اور حکومت و ایالت بالاستقلال مرزا محمد باقی کرے
اونھوں نے جہیز و پیشکش کو درہم برہم کر دیا سپاہ کو جمع کیا اور مرزا محمد باقی سے لڑنے
پر مستعد ہوئے - ماہ بیگم ہاتھی پر سوار ہوئی اور نیزہ ہاتھ میں لیا میدان مقابلہ میں صف
مقابلہ کو آراستہ کیا تھوڑی دیر میں مرزا محمد باقی کی طرف فتح ہوئی اور ماہ بیگم کا لشکر
منہزم ہوا اور یادگار مسکین اور مرزا جان بابا اول ہی حملہ میں دریا
کی طرف بھاگ گئے - ماہ بیگم اسیر ہوئی ناہید بیگم بکر کی جانب آدمیوں کے ہمراہ
چلی گئی - مرزا محمد باقی بعد فتح کے ٹھٹھہ میں آیا میاں سید علی کو
سے تھے درمیان میں ڈال کر مرزا جان بابا و یادگار مسکین سے مصالحت کی اور
ماہ بیگم پر عتاب کرکے اسکو اپنے گھر میں مقید کیا - کھانا پینا یہاں تک بند کیا کہ اوس نے
کی قید سے رہائی پائی +

اس وقت میں سلطان محمود خاں مع لشکر کے شہر ٹھٹھہ کے مقابل آن بیٹھا - مرزا
محمد باقی تو پہلے ہی اپنے دست و بازو کاٹ چکا تھا تاب مقابلہ نہ لا سکا مگر اوسنے عرابوں کو
کامل کرکے اس دریا کے درمیان جو شہر و لشکر محمود خاں کے درمیان تھا اتھا جانے کا قصد کیا
اس اثنا میں اوسکے اور سلطان محمود خاں کے آدمیوں کے درمیان کئی دفعہ لڑائیاں ہوئیں

اس فرصت میں فقیر محمد ترخاں داماد مرزا عیسیٰ و سلطان محمد ترخاں مقتول ہوئے ۔ جب
سلطان محمود خاں موضع برآمدی آیا تو اوسکو یہ خبر لگی کہ رسول محمد خاں کے بھائیوں نے قلعہ
اوچہ محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا ہے تو اوسنے اپنا یہاں رہنا مصلحت نہ جانا ۔ بکہر کی طرف مراجعت
کی پھر مرزا محمد باقی نے چند سال باستقلال حکومت کی سنہ ۹۸۰ میں اپنی لڑکی کو دوبارہ مع
جہیز و پیش کش کے شیخ عبد الغفور بن شیخ عبد الوہاب ملا یزدی کے ہمراہ شہنشاہ اکبر کے ساتھ
نکاح کرنے کے لئے بھیجا ۔ مگر عز قبول نہ حاصل ہوئی تو پھر وہ ٹھٹہ میں واپس آئی ۔ مرزا محمد باقی
نے اپنی زندگی کے آخر سالوں میں سردار غونیہ کو تربیت کیا اور اونکو جو ولایت و بلاد میں متفرق
و منتشر ہو گئے تھے جمع کیا بقدر حال سب پر عنایت کی علوفہ و جاگیریں مقرر کیں ۔

مرزا محمد باقی کا مرنا +

سنہ ۹۹۳ میں مرزا محمد باقی کو جنون ہوا اور خودکشی کا قصد کیا خنجر و شمشیر سے اپنے تئیں
زخمی کیا اور خدا کو جان سونپی ۔ اوسکے مرنے سے ٹھٹہ میں امن و آرام کی صورت پیدا ہوئی
مرزا جانی بیگ اوسکا جانشین ہوا جسکا حال اقبال نامہ میں لکھا گیا ۔ اسی کے عہد میں سلطنت
جو ایک جداگانہ سلطنت تھی وہ اب سلطنت اکبری میں داخل ہو گئی +

سلطان محمود خاں کا حال +

سلطان محمود خاں کے باپ دادا ملک اصفہان کے امراء میں سے تھے اور یہاں اوسکی مستنگ
کی ٹھہائی تھی اوسکی چودہ برس کی عمر تھی کہ شاہ بیگ کا وہ منظور نظر ہوا اور جس وقت کہ شاہ بیگ
نے تسخیر سند کا عزم کیا تو اوسنے لڑائیوں میں بڑے بڑے کام کئے جنکا اوپر بیان ہوا ۔
جب شاہ بیگ قندہار کو چلا گیا تو اوسنے قلعہ بکہر کو باوجود صغر سنی کے نہایت مردانگی و
فرزانگی سے شاہ بیگ کی مراجعت تک اپنے قبضہ میں رکھا ۔ شاہ بیگ کی وفات کے بعد شاہ حسین
کے عہد میں بڑے بڑے کام کئے ۔ سانگمیر کی تاخت و تاراج میں بہت آدمی اوسنے قید کئے
تھے ۔ اثناء راہ میں مخالفوں نے شب خون مارا اور اپنے آدمیوں کو خلاص کر لیا
سلطان محمود خواب سے اوٹھا اور چادر سے نکلا اوسکی دستار کھل گئی ۔ اوسکا ایک سرا تو سلطان
محمود کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا سرا چگمال مخالف کے ہاتھ میں تھا ۔ یہ سر پر دستار کے
پیچ لگاتا ہوا چگمال کے قریب جا پہنچا تو کوئی حربہ پاس نہ تھا مٹی اوٹھا کر اوسکی آنکھوں پر

اوسنے اپنی آنکھوں پر دونو ہاتہہ رکہے کہ وہ بچ کر باہر نکل گیا - رستہ میں نفیر جی ملا تو اوس کو نفیر
بجانے کا حکم دیا حسن علی بورانی نے اوسکو گہوڑا دیا تو وہ پہر جنگ پر مستعد ہوا اور جو
مخالف اپنے قیدی اور مال لے گئے تہے پہر اونکو لے لیا - گجرات و کنگار کی مہمات میں
بڑے بڑے کام کئے جب ہمایوں بادشاہ سند میں تشریف لایا تو قلعہ داری
بڑی ہوشیاری سے کی - کوٹ گڈہی میں لشکر شاہی سے صف آرا ہوا - شیخ علی بیگ
جلائر اوسکے ہاتھ سے قتل ہوا - سنہ ۹۵۰ھ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو ولایت سیوی کی حکومت
تفویض کی - اِن حدود میں بلوچوں کے بہت سے قلعے فتح کئے اور کوہستان میں سرکشوں کی گوشمالی
کی جب مرزا شاہ حسین فالج میں گرفتار ہوا اور رفتار سے معذور تو اوسنے مرزا عیسی ترخان سے
مصالحت کی جسکا اوپر ذکر ہوا - ولایت بکر میں اوسنے بلوچوں کی سرزنش کر کے تہوڑے
دنوں میں اوسکو آباد کیا - بہادر خاں و قیا خاں و یاقوت بیگ و شاہ بردی بیگ و مظفر خاں
و ترسون محمد خان قندہار سے بکر میں آئے تو اونکی خوب ضیافت کی اور اون کا اسباب
مہیا کر کے ہندوستان روانہ کیا شاہ ابو المعالی کو مقید کر کے بکر میں لایا اور سات مہینے قید
رکہا اور شہنشاہ اکبر کے حکم سے اوسکو ملتان کی راہ سے بہیجا - سنہ ۹۶۴ھ میں مرزا عیسی خان
سے جو اوسے معاملات و مقدمات پیش آئے وہ اوپر بیان ہوئے - سنہ ۹۶۵ھ میں گوہر تاج خانم بنت
شاہ بردی بیگ قرابت دار خانخاناں بیرم خاں سے بڑی دہوم دہام سے بیاہ کیا -
اسی سال میں شاہ طہماسپ نے علم و نقارہ و توغ و جامہ داغو سے اوسکو ممتاز و سرافراز کیا -
سنہ ۹۶۵ھ میں ملا صاحب کو اوسنے شہنشاہ اکبر پاس ایلچی بنا کے بہیجا اور بہت سے پرگنے بلوچوں کے
بادشاہ نے اوسکو جاگیر میں دئے - سنہ ۹۶۶ھ میں سلطان محمود خاں ناہر کی تنبیہ کے لئے سیتپور
میں گیا یہاں کے قلعہ کا دو مہینے محاصرہ رکہا - اہل قلعہ جب تنگ ہوئے تو خواجہ کلاں مولانا عبد اللہ
مفتی و میر یار محمد صدر کی وساطت سے ناہر گلے میں تلوار ڈالے ہوئے فصیل قلعہ پر آیا عجز و انکسار کیا
غرض چار لاکہ لاری پر صلح ہوگئی - اسی سنہ میں اپنے بہائی امیر سلطان کو جس سے متوہم رہتا
تہا ہندوستان رخصت کیا - سنہ مذکور میں جب اوسنے سنا کہ بیرام خان خانان مکہ کا عازم ہے

اور اسی راہ سے جائیگا تو اوسنے چار باغ بیرہو کر کو جو ہمایوں کو نہایت پسند آیا تہا اس خیال سے
غارت کیا کہ کہیں بیرام خاں کو وہ خوش نہ آئے۔ وہ یہاں رہ پہونچنے بیرام خاں کو بسبب رفتہ منزل
کے اس طرف سے جانے کا خیال ہوا تہا مگر جب اوسنے سنا کہ باغ کو سلطان محمود نے غارت کیا
تو وہ گجرات سے گیا۔ ۹۵۶ھ میں شاہ طہماسپ نے خلعت فاخرہ بہیجا اوسنے بہی ایک سال بعد پیشکش
بہیجی تو سلطان نے اوسکو خطاب خان لارخانی کا عنایت کیا۔ ۹۵۸ھ میں جب محمد صالح مارا گیا
تو جو واقعات پیش آئے وہ اوپر بیان ہوئے اوپر یہی بیان ہوا ہے۔ ناہید بیگم کی بیٹی
رابعہ بیگم اوسکی زوجہ قتل ہوئی تہی سلطان محمود خاں نے ناہید بیگم سے کہا کہ اگر تم فرمان
شاہی میرے نام لاؤ تو میں تمہارے ساتھ ہو کر محمد باقی سے تمہارا انتقام بغیر کسی کمک کے لے لونگا
بیگم نے سلطان محمود خاں کے قول پر اعتماد کرکے بادشاہ سے درخواست کی اوسنے محب علی
خاں و مجاہد خاں کو مضافات ملتان میں فتح پور و کدورہ کا جاگیردار مقرر کرکے رخصت کیا
ایک ارغونیوں کی جماعت محمد باقی کے ہاتھ سے تنگ ہو کر سلطان محمود خاں پاس آئی تہی
وہ اونسے متوہم ہوا۔ اوسنے اوسکو پا پیادہ کرکے بکر سے نکال کر ہندوستان روانہ کیا اثنائے راہ
میں یہ جماعت محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم سے ملی۔ اونہوں نے اوسکو دلاسا دیکر
ہمراہ لے لیا۔ یہ خبر سلطان محمود خاں کو پہنچی تو وہ درہم برہم ہوا کہ جس جماعت کو میں نے
نکال دیا تہا اوسکو اونہوں نے ہمراہ لیا۔ اس زمانہ میں محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم کے
مکاتیب سلطان محمود خاں پاس آئے کہ ہم آپ کے وعدہ کے بہروسہ پر بکر سے چالیس کوس پر آگئے
ہیں سلطان محمود نے غصہ میں آن کر ان خطوں کا جواب سخت لکہا۔ تو اونہوں نے
ارغونیہ جماعت کو بلا کر مصلحت پوچہی کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ان کی رائے یہ ہوئی کہ الٹا جانا
چاہیئے اور بادشاہ پاس عرضداشت بہیجکر کمک مانگنی چاہیئے۔ انہیں دنوں میں قلیچ خاں اندجانی
ولایت سے آتا تہا اس سے بہی مشورہ لیا تو اوسنے کہا کہ میں مسافر ہوں جو کچہہ تمہاری صلاح ہو
میں اوسکا تابع ہوں جب اوس سے پوچہنے میں مکرر مبالغہ کیا تو اوسنے کہا کہ مجہسے کیا پوچہتے ہو
میں سپاہی ہوں۔ ایک جماعت کو میرے ہمراہ کرو میں آگے چلکر سلطان محمود کے لشکر سے لڑائی لونگا

اگر میں مارا جاؤں تو تم اوسکے پیچھے چلے جانا اور اگر فتح ہو تو مدعا حاصل ہے۔ مجاہد خاں مرد مردانہ تھا اوسنے کہا کہ یہ بات خوب سپاہیانہ کہی میں آگے ہوتا ہوں اسی طرح اوسنے بہت سی ترغیبوں سے بیشقدمی کے لئے کہا تیس آدمی ہراول میں اور دو سو آدمی قول میں جمع ہوئے اور اوبارہ سے کوچ کرکے ماتیلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ سلطان محمود خاں کا لشکر قریب دو ہزار سوار کے قلعہ ماتیلہ میں تہا اور سلطان محمود کا غلام مبارک خاں اسکا سردار تہا۔ وہ قلعہ سے باہر آنکر تیس آدمیوں کے ہراول سے لڑا اور شکست پاکر قلعہ ماتیلہ میں گھسا اور سلطان محمود کو احوال کی عرضداشت بہیجی۔ سلطان محمود خاں نے زین العابدین سلطان کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ ماتیلہ کے آدمیوں کی کمک کے لئے روانہ کیا جب بکر سے سلطان زین العابدین ۱۰ کوس پر پہنچا اسی اثنا میں ابوالخیر کوکہ کہ سلطان محمود خاں کا کوکلتاش تہا اور بڑا اعتبار رکہتا تہا وہ سلطان سے پہرکر مجاہد خاں سے مل گیا اور اوسنے انہی سوار زین العابدین لڑنے کو بہیجے تہے۔ لڑائیاں ہوئیں جنمیں سب طرح سے مجاہد خاں کو فتح ہوئی اور ماتیلہ کے آدمیوں کا دل ایسا شکستہ ہوا کہ مبارک خاں نے امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ صفر ۹۸۱ھ کو ماتیلہ پر مجاہد خان قابض ہوا۔ ۳ ماہ مذکور کو بکر میں مسند عالی اعتماد خاں سلطان محمود خاں کی بیٹی کو جسکی نسبت شہنشاہ اکبر سے ہوئی تھی لینے آیا طرفین سے اس شادی کا سامان بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ ۱۵ رجب کو لڑکی روانہ ہوئی۔ بادشاہ ناگور میں شکار کہیل رہا تہا میر محمد خاں کو سروہی فتح کرنے کے لئے بہیجا تہا کہ وہ مارا گیا اوسکی کمک کے لئے سلطان محمود خان نے پندرہ سو سوار مبارک خاں کی سرکردگی میں بہیجے۔ آجکل سلطان کے کاموں کا سارا اختیار اسی کو تہا یہی لشکر مخالفوں سے مل گیا اور سلطان محمود کی تباہی کا سبب ہوا۔

جب سلطان زین العابدین اور نوروز خان کہ عمائد ملک تہے سلطان محمود کی بیٹی کے ساتھ شہنشاہ اکبر کے پاس روانہ ہوئے تو حکومت کے امور کا مدار مبارک خاں اور اوسکے بیٹے بیگ اوغلی کے اقتدار میں تہا۔ مبارک خان کی زوجہ عاقلہ تھی وہ بہی سلطان کی بیٹی کے ساتھ گئی تھی بیگ اوغلی ہمیشہ شراب پیتا تھا اوسکے گرد اوباش جمع رہتے تہے۔ اونہوں نے اوسکو سمجہایا کہ سلطان محمود بڈہا بیہوس ہو گیا ہے اگر وہ نہ ہو تو پہر آپ ہی صاحب ملک و مال ہوں۔

سلطان محمود کا زوال و انتقال

یہ نمک حرام اُنکے کہنے میں آگیا۔اور اپنے آقا کے قتل کے درپے ہوا۔اور اوسکے خانہ زوں کو اپنے ساتھ متفق کرنے لگا۔تھوڑے دنوں میں بھانڈا پھوٹ گیا اور سب جگہ اوسکی خبر ہو گئی تو بیگ اوغلی بھاگ کر الور میں مبارک خاں پاس چلا گیا اور اُسّے جاکر کہا کہ سلطان محمود کا ارادہ میرے اور تیرے مارنے کا ہے۔ہمکو اپنی خلاصی کی فکر کرنی چاہئے۔مبارک خاں کا ارادہ ہوا کہ بادشاہ ہند پاس ناگور میں جاؤں مگر یار لوگوں نے سمجھایا کہ آپ سوار ہو کر بکھر چلئے وہاں سب آدمی آپکے ساتھ متفق ہونے کو موجود ہیں سلطان محمود خاں کو گھر میں بٹھا کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینا۔مبارک خاں نامہ کی دھوم دھام کرتا ہوا بکھر میں آیا سپاہ کی صفیں جمائیں اور قلعہ بلہ میں براجا۔سلطان محمود خان نے مبارک خان کو پروانہ لکھا کہ میں نے تجھے دو سو لاری کو مول لیکر اس اعلیٰ درجہ پہ پہنچایا۔اب تو نمک حرام ہو گیا ہے کہ اپنی تقصیرات کا عذر کر۔بیگ اوغلی نے اسکا جواب نا ملائم لکھا۔[illegible]
محب علی خان و مجاہد خاں کے پاس بیگ اوغلی گیا اور [illegible]
مخالفت کا اظہار کیا۔لشکر کے تمام آدمیوں کو پھیر لیا۔اس زمانہ میں نواب سعید خاں [illegible]
لہری سے ایک توپ انداز کے فاصلہ پر آیا۔مردم ارغون مبارک خاں بیگ اوغلی کے خون کے پیاسے تھے اُنہوں نے محب علی خاں و مجاہد خاں پر ظاہر کیا کہ مبارک خاں کو بلانے کے لئے سعید خاں آیا ہے اور آج کی رات کو وہ اس پاس بھاگ جائیگا۔پھر تمھارے معاملہ کی صورت کچھ نہ ہو جائیگی۔اونہوں نے یہ سُنکر مبارک خاں اور بیگ اوغلی کو پکڑ لیا۔اور سارا مال اسباب اونکا چھین لیا۔بعد چندروز سعید خاں نے موضع کنارہ ان کو ویران کیا تو سلطان محمود خاں نے اُسّے آنے کا سبب پوچھا۔اوسنے معذرت کی اور ملتان کو چلا گیا۔اب مجاہد خاں کی شان و شوکت بڑھی اور استعداد محاربہ حاصل ہوئی سلطان محمود خان نے اپنے بھتیجے محمد قلی بیگ کو ایک جماعت کے ساتھ غراب میں سوار کر کے جنگ کے لئے بھیجا۔ اتفاقاً اثناء جنگ میں بارود خانہ میں ایک شرارہ جا لگا جسّے بڑی آگ لگی محمد قلی اور اور آدمی حریق و غریق ہو کر ہلاک ہو گئے پھر مجاہد خان سکر کی طرف گیا۔بکر کے آدمی جہاں اُسّے لڑے شکست پائی۔پھر دریائے سکر کا

... باندھ کر سفر الشکر گذ گیا - ابتداء رجب سنہ ۹۸۰ھ سے رمضان سنہ ۹۸۲ھ تک سلطان محمود خان
مرض استسقا میں مبتلا تھا - دوا علاج کچھ اثر نہ کرتا تھا - ناچار اوسنے شہنشاہ اکبر سے استدعا
کی کہ کوئی گماشتہ ... بھیجدیں کہ قلعہ میں اوسکو سپرد کردوں جب صاحب قلعہ و اہل قلعہ کا کام
... ان ایام میں ... جسکی ہمشیر سلطان محمود خان کی زوجہ تھی مع سواروں کے
... میں آگیا ... اوسکے آنے سے ایسا تردد ہوا کہ اوسکے دفع کرنے کو قلعہ بکر کی
مہم پر اہم جانا - اور اس طرف متوجہ ہوا اور محب علی خاں کو قلعہ بکر کے گرد چھوڑ گیا اسی
اثنا میں سلطان محمود کا مرض روز بروز بڑہتا گیا - اطبا نے اوسسے کہا کہ شراب آپ کو
فائدہ مند ہوگی مگر اوسنے کہا کہ شراب سے توبہ کیے ہوئے چالیس برس ہوئے اس حال میں کیا
پیونگا - غرض روز دوشنبہ ۸ صفر سنہ ۹۸۲ھ میں دنیا سے رحلت کی جب محب علی خاں
کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے کشتیوں میں سوار ہوکر قلعہ پر حملہ کیا - مگر اہل قلعہ نے اوسکو ہٹا دیا
امرا و سادات و علما و مشائخ و اکابر نے قسم کھائی تھی کہ قلعہ محب علی خاں و مجاہد خاں کو نہیں دینگے
شہنشاہ اکبر پاس سے جو گماشتہ آئیگا اوسے حوالہ کرینگے - خزانہ سے سپاہیوں کو تنخواہ دی گئی
اور قلعہ داری میں کمال جان سپاری کی یہانتک کہ ۱۲ جمادی الاول سنہ ۹۸۳ھ کو گماشتہ
شاہی گیسو خان بکر میں قلعہ سے دس کوس پر آیا محب علی خاں نے غراب و کشتی بھیجی کہ اوسکے
اندر آنے کے مانع ہوں اور اوسکو لہری میں لائیں ملاقات کے بعد جو کچھ ہوتا ہو وہ ہو - مگر
گیسو خاں قلعہ میں آگیا اور روز بروز بکر کی مردگی میں تازہ جان پڑ گئی ۔

سلطان محمود صفات متضاد کا جامع تھا شجاعت و سخاوت و دونو رکھتا تھا ساری
زندگی دولت و فراغت میں گذری - مردانگی و سخاوت کی داد دی مشہور ہے کہ اوسکا مزاج
ایسا تیز تھا کہ جب غصہ میں آتا تو کسی طرح سے اوسکو وہ ضبط نہیں کرسکتا تھا - خونریزی میں
کچھ لحاظ نہیں کرتا تھا تھوڑے توہم و بدگمانی میں جان و مال مردم کو تلف کردیتا - اگرچہ خود
ظلم کرتا تھا مگر اوروں کو ظلم نہیں کرنے دیتا تھا - سپاہ و رعایا ائمہ اوسکے عہد میں آسودہ حال تھے
اوسکے ... ایک قران کے ختم اوسنے پڑھے تھے شادیان خوب کیں سنہ ۹۰۶ھ میں پیدا ہوا تہا سال کی

عمر میں رحلت کی در بہشت آسود اوسکی تاریخ وفات ہے۔

تاریخ ملتان

ملتان ہندوستان کے پرانے شہروں میں سے ہے وہاں اسلام کا ظہور محمد قاسم کے زمانہ سے اول صدی کے آخر میں ہوا اور بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانہ تک اسکا حال کسی تاریخ میں درج نہیں تاریخ یمینی میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملاحدہ کے ہاتھ سے نکالا اور وہ مدت تک اوسکی اولاد کے تصرف میں رہا اور دولت غزنویہ کا عزل ہوا تو پھر قرامطہ کے ہاتھ میں ملتان آگیا پھر ان قرامطہ سے سلطان معز الدین محمد سام کے قبضہ میں آیا سنہ ۸۴۷ھ تک سلاطین دہلی کے ہاتھ میں رہا اس سنہ میں ہندوستان میں ملوک طوائف شروع ہوا تو ملتان میں بھی جدا حاکم ہوا اور دہلی کے بادشاہوں کے ہاتھ سے اوسکی حکومت نکل گئی اور کئی شخصوں نے متواتر ملتان میں فرمانروائی کی +

جب ۸۴۷ھ میں دار الملک دہلی کی فرماندہی کی نوبت سلطان علاء الدین محمد شاہ بن فیروز شاہ ابن مبارک شاہ بن خضر خاں پر پہنچی سپاہ مغل نے جو کابل غزنیں قندہار میں رہتی ہی ملتان کو تاخت و تاراج کر کے زیر و زبر کیا اور حاکم کے وجہ سے وہ خالی ہوا - ملتان کے آدمیوں نے متفق ہو کر حاکم کی تجویز کا ارادہ کیا شیخ یوسف قریشی کو سنہ ۸۴۷ھ میں بادشاہ بنایا اوسکو خانقاہ کی تولیت اور روضہ شیخ بہاء الدین زکریا کی مجاورت حوالہ تھی اور شیخ بہاء الدین کی بزرگی سب کے نزدیک مسلم تھی - ملتان اوچہ اور اوسکے حوالی و حواشی کے ممبروں پر شیخ یوسف کا خطبہ پڑھا گیا - اوسنے اون حدود کے کل متوطنوں و زمینداروں کو لطف و احسان کر کے دلوں کو رام کیا - افغان لنگاہ کی جماعت کا رائے سہرہ سردار تھا اور اس نواح میں قصبہ سومی اسکے تعلق میں تھا اوسنے شیخ یوسف سے پیغام دیا کہ ہم باپ دادا کے وقت سے آپکے سلسلہ سے اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں عرض کرتا ہوں کہ دہلی کی سلطنت فتنہ و خلل سے بھری ہے اور اس اثناء میں سلطان بہلول افغان نے دہلی میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا

مناسب ہے کہ قوم لنگاہ کے جناہ (؟) کریں اور اوسکو اپنا لشکر بنائیں تاکہ کار کے وقت وہ جان سپاری
کریں یا اپنی عقیدت کے باعث کام کے لئے آپ کو داماد ی میں قبول کرتا ہوں۔ شیخ صاحب نے
اوسکو خوشی خوشی قبول کر لیا اور دختر رائے سہرہ سے برسم سلاطین نکاح کیا۔ رائے کبھی کبھی اپنی
بیٹی سے ملنے خفیہ سوی سے ملتان میں آتا تہا۔ اور شیخ کی خدمت میں لایق تحفے پیش
کرتا تہا۔ شیخ احتیاطاً یہ نہیں پسند کرتا تہا کہ رائے شہر ملتان میں سکونت اختیار کرے
وہ جب آتا شہر سے باہر اُترتا۔ اور بیٹی کو تنہا دیکھنے آتا۔ ایکدفعہ اوسنے اپنے سب آدمیوں
کو جمع کیا اور انکو ساتھ لیکر ملتان میں آیا اور یہ نیت کی کہ کسی طرح مکر و حیلہ سے شیخ کو پکڑ کے
خود حاکم ملتان ہوجائے۔ جب وہ نواح ملتان میں آیا تو اوسنے شیخ قریشی کو کہلا بھجوایا کہ اس تبہ
کل قوم لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہوں تاکہ اوسکی جمعیت کا آپ ملاحظہ کرکے اوسکے لائق خدمات
تجویز کردیں۔ شیخ حیلہ و سحر و افسوں زمانہ سے غافل تہا اوسنے رائے کی بات کو مان لیا۔ رائے
نماز پڑھ کر ایک خدمتگار کے ساتھ اپنی بیٹی سے ملنے آیا خدمتگار کو یہ سکھا دیا کہ مکان کے
کسی کونہ میں ایک بزغالہ کو کارد لگاکے اسکا خون کرکے گرم پیالہ میں ڈال کر میرے پاس
لے آنا جب خدمتگار نے یہ کام کیا تو اوسنے خون کا پیالہ پی لیا۔ کچھہ دیر کے بعد مکر سے پھیلایا
کہ ہائے ہائے کرکے کہنے لگا کہ میرے پیٹ میں درد ہے وکلائے شیخ یوسف کو وصیت کی غرض سے
بلایا اور اونکے سامنے استفراغ دموی کیا۔ اسی اثناء وصیت کے موافق اوسنے اپنے خویشوں
اور قرابتیوں کو آخری وقت میں ملنے کے لئے بلایا۔ وکلائے شیخ یوسف نے رائے کا
حال دیکھا کہ غیر ہے تو اوسکے خویشوں اور قرابتیوں کے آنے کے مانع نہ ہوئے غرض جب
اکثر اوسکے آدمی قلعے میں آگئے تو اوسنے سلطنت کے ارادہ سے بستر بیماری سے سر اوٹھایا
اور اپنے معتمد نوکروں کو سب دروازوں کی حراست کے لئے مقرر کیا کہ شیخ یوسف کے کسی ملازم کو اندر
اندر نہ آنے دیں پہر وہ شیخ کی خلوت سرا میں گیا اور اوسکو دستگیر کرلیا۔ شیخ نے صرف دو سال
حکومت کی
جب رائے سہرہ نے شیخ کو پکڑ لیا تو خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے تئیں سلطان
قطب الدین لنگاہ سے ملقب کیا۔ ملتان کے آدمی اوسکی حکومت سے راضی تہے اوسنے اپنے

قطب الدین لنگاہ کی سلطنت

بیعت کی اور شیخ لودہی ہمیشہ دہلی میں رہا۔ شیخ یوسف دہلی میں آیا تو بادشاہ بہلول نے اوسکی بڑی خاطر کی اور اوسکے بیٹے شیخ عبد اللہ سے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ شیخ کو وہ مدتوں وہیں رہے اور سلطان قطب الدین لنگاہ بلاد ملتان میں مطلق العنان حکومت کرنے لگا ایک مدت کے بعد ۸۷۴ھ ۱۴۶۹ میں سولہ برس سلطنت کرکے مر گیا +

جب قطب الدین لنگاہ نے وفات پائی تو اوسکے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ کا لقب دیکر بادشاہ بنایا اور ملتان اور یہاں کی نواح میں خطبہ اوسکے نام کا پڑھا گیا وہ بڑا قابل و شائستہ اور لطائف خداوندی کا سزاوار۔ اوسکے ایام دولت میں علم و فضل کا پایہ بلند ہوا اور علما و فضلا نے تربیت پائی۔ ابتداء دولت میں قلعہ شور کی تسخیر کا ارادہ کیا سنتے ہیں کہ یہ قلعہ غازی خاں کے پاس تہا جب اسنے سنا کہ شاہ حسین لنگاہ اسکی تسخیر کے لئے آتا ہے تو وہ سامان سپاہ درست کرکے قلعہ سے دس کروہ پر آیا۔ شاہ حسین لنگاہ سے جنگ کی مردی و مردانگی دکہا کر میدان جنگ شور تک نہیں پہونچ سکا بہرہ میں چلا گیا قلعہ شور میں غازی خاں کے زن و فرزند تہے۔ وہ اسباب حصار داری میں مشغول ہوئے قلعہ کو مضبوط کیا اور اوسکے منتظر تہے کہ بہیرہ و چنیوٹ و خوشاب سے کمک آئیگی۔ یہ سب مقامات غازی خاں کے امرا پاس تہے جب محاصرہ میں ہنسے کچہ زبون تکلیف اوٹہائی اور کمک کے پہنچنے سے مایوس ہوئے تو امان مانگ کر قلعہ اونکے حوالہ کیا اور بہیرہ روانہ ہوئے۔ شاہ حسین نے سرحد کا سامان درست کرکے ملتان کو مراجعت کی اور چند روز آرام لیکر کوٹ کروڑ کی طرف روانہ ہوا اور ان حدود کو قلعہ دہنکوٹ تک اپنے تصرف میں لایا۔ شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودی سے تظلم کا اظہار کرکے دادخواہی چاہتا تہا۔ جب شاہ حسین قلعہ دہنکوٹ میں گیا تو بہلول شاہ لودی نے فرصت کو غنیمت گن کر اپنے بیٹے باربک شاہ کو جسکا احوال بادشاہان دہلی اور جونپور کے طبقے میں ذکر ہوا ہے ولایت ملتان کی تسخیر کے لیے رخصت کیا۔ تاتار خاں لودی کو پنجاب کے لشکر کے ساتھ باربک شاہ کے ہمراہ کیا۔ یہ دونو متواتر کوچ کرکے ملتان کو روانہ ہوئے اتفاقاً انہیں ایام میں سلطان حسین کا برادر حقیقی قلعہ کوٹ کروڑ کا حاکم تہا بہائی سے پہر گیا اور اپنا نام شاہ شہاب الدین لنگاہ رکہا۔ شاہ حسین نے اس فتنہ کے دبانے کو سب کاموں پر مقدم جانا اور جلد

ذکر حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ
[illegible] +

وہاں پہنچا۔ سلطان شہاب الدین کو زندہ مقید کیا اور اونکے پاؤں میں بند آہنی ڈال کر ملتان کی طرف آیا
خبر داروں نے اوسکو خبر پہونچائی کہ باربک شاہ وتاتارخاں سواد ملتان میں عیدگاہ کے قریب
آ گئے ہیں۔ اور قلعہ گیری کے اسباب کو مہیا کر رہے ہیں۔ شاہ حسین لنگاہ شبا شب دریائے سند
سے بھاگا آیا اور آخر شب میں قلعہ ملتان میں آ گیا۔ اسی ساعت تمام اپنی سپاہ کو جمع کیا اور اونسے
یہ ارشاد کیا۔ تمام سپاہ سے شمشیر زنی کی توقع نہیں ہو سکتی انمیں سے بعض کو عیال و اطفال کی محبت
دامنگیر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ جماعت شمشیر زنی کی مصلحت میں کام میں نہیں آتی مگر اور مصالح میں کام
آتی ہیں جیسے حصار داری سواد لشکر کی تکثیر اور اسی طرح اور کاموں میں کام کرتی ہے اس مقدمہ
کی تمہید کر کے۔ اوسنے کہا کہ جو بے تکلف تلوار مار سکے وہ صبح کو شہر سے باہر جائے اور باقی لشکر حصار داری
میں مشغول ہو چنانچہ بارہ ہزار سوار و پیادہ جنگ کے لئے تیار ہوئے جب صبح ہوئی نقارہ بجاتے
ہوئے شہر سے باہر ہوئے۔ سپاہ دہلی کو اپنے منہ کے سامنے کیا حکم دیا کہ سوار پیادہ ہوں اول خود
بھی پیادہ ہوا حکم کیا کہ تمام سپاہ بالاتفاق تین تیر دشمن پر چلائیں۔ اول ہی بار میں بارہ ہزار
تیر کمان سے نکلے دشمن کی فوج میں تزلزل و اضطراب عظیم پیدا ہوا۔ دوسری مرتبہ تیر لگانے
میں وہ متفرق ہو گئے اور تیسری دفعہ تیروں کے لگانے میں بھاگ گئے دشمنوں کے دل میں اسکا ہول
ایسا بیٹھا کہ قلعہ شور میں اصلاً انہوں نے التفات نہیں کیا قصبہ جنیوٹ تک انہوں نے اپنے گھوڑوں
کو نہیں روکا اس فتح سے لشکر ملتان کو سامان و جمعیت بہم پہنچے جب باربک شاہ وتاتارخان
قلعہ جنیوٹ میں پہنچے تو سلطان کے تھانہ دار کو تین سو آدمیوں کے ساتھ قول و عہد کر کے
قلعہ سے باہر بلایا اور اونکو قتل کروڈالا۔ سلطان حسین نے اس فتح کو ایسی فوز عظیم جانا کہ قلعہ
جنیوٹ کی استخلاص پر توجہ نہ کی انہیں ایام میں ملک سہراب دودائی کہ اسمعیل خاں و فتح خاں
کا باپ تھا اپنی قوم و وسیلہ کے ساتھ نواحی کیچ و مکران سے شاہ حسین کی خدمت میں آیا
ملک سہراب بلوچ کے آنے کو شاہ حسین لنگاہ اپنے لئے مبارک سمجھا۔ قلعہ کرور سے لیکر قلعہ
دہنکوٹ تک اوسکو اور اوسکی قوم کو جاگیر میں دیدیا۔ اس خبر کے سننے سے بلوچستان سے
بہت بلوچ شاہ حسین کی خدمت میں آ گئے۔ روز بروز اوسکی جمعیت زیادہ ہوئی شاہ حسین لنگاہ

کنارہ سند پر جو باقی ولایتیں معمور و آباد تہیں بلوچوں کی تنخواہ میں اور وہ دیں۔ رفتہ رفتہ سیت پور سے دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچوں ہی سے متعلق ہو گئی۔ انہیں دنوں میں جام بایزید و جام ابراہیم کہ قبیلہ سمہ کے بزرگ تھے جام نندا سے کہ ولایت سندہ کا حاکم تہا رنجیدہ ہو کر شاہ حسین لنگاہ سے جا ملے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ٹہٹہ و بکر کے درمیان جو ولایت ہے وہ اکثر قوم سمہ سے تعلق رکہتی تہی اور وہ اپنے تئیں جمشید کی اولاد میں سے جانتے ہیں قوم سمہ شجاعت و شہامت میں مشہور تھی۔ جام نندا خود قوم سمہ میں سے تہا اور اپنے تئیں جمشید کی اولاد جانتا تہا۔ مگر ہمیشہ اس قوم سے خالف رہتا تہا۔ اتفاقاً سمہ کے سرداروں کے درمیان عداوت ہوئی جام نندا سے جام بایزید و جام ابراہیم آزردہ خاطر ہوئے۔ اونہوں نے شاہ حسین سے توسل ڈہونڈا۔ اوسنے جام بایزید کو ولایت شور اور جام ابراہیم کو ولایت اوچہ دیدی اور دونو کو اپنی اپنی جاگیر پر رخصت کیا۔ جام بایزید مضامین علمی سے بہرہ کافی رکہتا تہا۔ ہمیشہ اہل فضل سے صحبت رکہتا تہا جس نواح میں وہ کسی فاضل کو سُنتا اوسکے احوال پر ایسی مہربانی کرتا کہ وہ بے اختیار مجلس میں آتا اور اوس سے منتفع ہوتا۔ جام بایزید کو اہل فضل سے اس مرتبہ پر محبت تہی کہ شیخ جمال الدین قریشی کو کہ شیخ عالم قریشی کی اولاد میں سے تہا اور خراسان میں تمام علوم کو تحصیل کیا تھا باوجودیکہ اسکے حواس ظاہر مختل تھے اسکو تمام شغل وزارت کی تکلیف دی۔ جمیع مہمات ملکی اسکی طرف رجوع کئے خود اہل فضل کی صحبت میں وقت گذرانتا تہا۔ احکام الٰہی کی تقلید یہان تک کرتا تہا کہ ایک دفعہ اوسنے شور میں ایک عمارت بنائی اتفاقاً ایک خزانہ وہاں سے نکل آیا۔ تو اوسنے اسمیں تصرف نہیں کیا سلطان کی خدمت میں بالکل بہیجدیا۔ سلطان کو اس عمل سے اسکے اعتقاد عظیم ہوا۔ جب سلطان رحمت حق سے پیوستہ ہوا تو سلطان سکندر پر فرمانروائی کی نوبت آئی تو سلطان حسین نے ایک مکتوب تعزیت و تہنیت کا تحف و ہدایا کے ساتہہ اپنے ایلچیوں کے ہاتہہ بہیجا۔ اور آشتی و صلح کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ سلطان سکندر پر شریعت پرستی کی نسبت غالب تہی صلح پر راضی ہوا اور اسمیں مصلحت جانی کہ طرفین سے طریقہ اتحاد قائم ہوا۔ اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں اور کسی ایک کی سپاہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور جب ایک کو مدد و معاونت کی

احتیاج ہو تو اوسکی مدد کرنے سے دوسرا معاف نہ ہو۔ اسی مضمون کا عہدنامہ لکھا گیا اور امرا
اور اعیان کی شہادت سے مزین ہوا۔ سلطان سکندر نے ایلچیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ کہتے ہیں
کہ سلطان حسین نے شاہ مظفر گجراتی سے طریقہ مراسلت جاری کیا اور اوسنے قاضی محمد کو ایلچی
بھیجا کہ گجرات کی منازل سلطانی کی خوب دیکھہ بھال کر انکا حال عرض کرے کہ ملتان میں ایسی
عمارت بنائی جائے۔ جب گجرات سے ملتان میں قاضی آیا تو اوسنے عرض کیا کہ احمد آباد کی عمارت
کی تعریف میں زبان گونگی ہے اگر تمام مملکت ملتان کا محصول یک سالہ صرف ہو تو بھی معلوم نہیں
ایک قصر مثل اوسکے قصروں کے بن سکے اس بات کے سننے سے سلطان حسین مغموم ہوا عماد الملک
وزیر نے جب اوسکے مغموم ہونے کا سبب پوچھا تو اوسنے کہا کہ مجھہ پر لفظ شاہی کا اطلاق ہوتا ہے
اور اوسکے معنی سے میں محروم ہوں اور قیامت کے دن بادشاہوں کے ساتھہ میرا حشر ہوگا۔
عماد الملک تولک نے کہا کہ بادشاہ اس سبب سے ملول و مکدر نہ ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر مملکت کو
ایک حقیقت کے ساتھہ مخصوص کیا ہے جسکے سبب سے وہ اور ملکوں میں عزیز و محترم ہوتا ہے اگرچہ
مملکت گجرات و دکن و مالوہ و بنگالہ زرخیز ہیں اور اسباب تنعم بوجہ احسن اونمیں میسر ہوتے ہیں مگر
مملکت ملتان مردم خیز ہے۔ ملتان کے بزرگ جہاں جاتے ہیں وہاں معزز و محترم ہوتے ہیں طبقہ
شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا سے کئی آدمی ملتان میں باقی ہیں۔ شیخ یوسف قریشی کے
بیٹے سے شاہ بہلول نے اپنی بیٹی کو بیاہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسقدر اوسکی عزت کی اور طبقہ تجارت
کے آدمی تمام ملتان میں موجود ہیں کہ کمالات ظاہری و باطنی میں حاجی عبد الوہاب یہ شرف
رکھتے ہیں غرض اس طرح کی باتیں عماد الملک نے بناکر اُسے خوش کردیا۔ وہ بوڑھا بہت ہوگیا تھا
اسلئے اوسنے اپنے بڑے بیٹے کو جسکا نام فیروز خاں تھا فیروز شاہ نام رکھہ کر خطبہ اوسکے نام کا
پڑھوایا خود طاعت و عبادت میں مشغول ہوا۔ شغل وزارت بدستور قدیم اعتماد الملک
تولک کے سپرد کیا +

فیروز شاہ لنگاہ بے تجربہ تھا۔ اوسکے سارے قوی پر قوت غضبی حاکم و مسلط تھی۔
سخاوت و جود کو جانتا تھا کہ کیا ہوتے ہیں۔ عماد الملک زہر کا بیٹا بلال فاضل تھا اور اور کمالات

بہی اسمیں تہے اوسنے وہ حسد کرتا تہا۔ ایکدفعہ اوسنے اپنے غلاموں میں سے کسی سے کہا کہ
اموال بادشاہی میں بلال نے تصرف کیا ہی اور فتنہ برپا کرنے کا ارادہ رکہتا ہے کہ آدمیوں کو اپنا
یار و مصاحب بنا کے شغل سلطنت کا متصدی ہو۔ مناسب ہے کہ فتنہ سے پہلے مفسدوں کا
علاج کیا جائے اس غلام ناعاقبت اندیش نے ایکدن فرصت پاکر بلال کو مار ڈالا۔ تہوڑے
دنوں میں عماد الملک نے فیروزشاہ کو زہر دیکر اپنے بیٹے کا انتقام لیا جب شاہ حسین لنگاہ کو
بڑہاپے میں یہ مصیبت پیش آئی تو وہ بے صبر ہوکر زار زار رویا حفظ مملکت کے لئے پہر
اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور محمود خاں بن فیروزشاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور سابق
عماد الملک کے مہمات ملکی حوالہ کیں اصلا رنجش و کدورت کا اظہار نہیں کیا چند روز بعد جام بایزید
کو خلوت میں بلاکر کہا کہ صورت حال کو تو جانتا ہی اور میرے درد دل سے خبر رکہتا ہے۔ ایسی
تدبیر کیوں نہیں کرتا کہ اس نمک حرام سے میں اپنا انتقام لوں۔ جام بایزید نے اس امر کو
قبول کیا۔ صبح کو تمام اپنے لشکر کو شاہ کے دروازہ پر بلایا۔ شاہ نے عماد الملک کو بہیجا کہ
جام بایزید کا سامان دیکہہ لے۔ جب وہ دیکہنے آیا تو اوسکو پکڑ کر بیڑیاں ڈال دیں۔
شاہ حسین نے اوسی وقت وزارت جام بایزید کے حوالہ کی اور اپنے پوتے محمود خاں کا اتالیق
مقرر کیا۔ شاہ حسین لنگاہ کا ۲۶ صفر ۹۰۸ھ یا ۹۰۴ھ کو انتقال ہوا۔ اوس نے ۳۴ سال یا
۳۰ سال سلطنت کی +

محمود شاہ کی بادشاہی +

دادا کے مرنے کے بعد محمود شاہ تخت نشین ہوا۔ وہ خردسال تہا۔ اراذل پست ہوا
اوباش و اجلاف اوسکے گرد جمع ہوئے۔ وہ ہر وقت تمسخر و استہزا میں مصروف ہوا۔ اسلئے
اکابر و اشراف اوسکی صحبت سے جدا ہوئے۔ ان پاجیوں کا ارادہ یہ تہا کہ شاہ محمود شاہ کے
مزاج کو جام بایزید سے منحرف کرا دیں اس مطلب کے حصول کے واسطے تدبیریں کرتے تہے
جام بایزید نے اس بات کو مگر سنا۔ آب چناب کے کنارہ پر ملتان سے ایک فرسخ پر منازل بنا تہے
اور وہیں مہمات ملکی میں مشغول رہتا اور شہر میں نہیں جاتا۔ ایکدن جام بایزید نے بعض قصبات
کے مقدموں کو مال و معاملہ کی تحصیل کے لئے طلب کیا۔ انمیں سے بعض نے تمرد کیا جام بایزید نے

نے حکم دیا کہ انکا سر منڈواکے اور گدہے پر الٹا بٹھاکے شہر میں تشہیر کی جاوے - بد گو یوں نے سلطان محمود سے کہا کہ جام بایزید نے خاص خدمتگاروں کی سیاست واہانت شروع کی ہے وہ دیوان میں حاضر نہیں ہوتا اپنے بیٹے عالم خاں کو بہیجا ہے صلاح دولت اسمیں ہے کہ مجلس میں عالم خاں کی اہانت کی جاوے جستے بایزید کی حالت وشان میں فتور پڑے اور آدمیوں کے نزدیک ذلیل وخوار ہو - عالم خاں ایک قابل جوان تہا حسن صورت وسیرت میں اپنے اقران میں ممتاز تہا اتفاقاً ایکدن وہ سلطان محمود کے سلام کو آیا - ایک شخص نے اوسے پوچھا کہ فلاں فلاں مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی کہ جام بایزید نے انکا سر منڈا کر اہانت کی اب انصاف یہ ہے کہ اوسکے عوض میں تیرا سر منڈوایا جاوے - عالم خاں نے یہ بات سنکر کہا کہ مردک تجھے ایسی بات بادشاہ کی مجلس میں نہیں کہنی چاہئے - یہ بات ابہی پوری نہ ہوئی تہی کہ دس بارہ آدمیوں نے لپٹ کر عالم خاں کے سر سے پگڑی اوتار لی اور لات گہونسے مارنے شروع کئے - عالم خاں نے خنجر نکالا - اتفاق سے بادشاہ کے سر میں اوسکی نوک لگ گئی اور بہت خون گیا - لوگوں نے عالم خاں کو چھوڑا اور شاہ کی طرف متوجہ ہوئے - عالم خاں ننگے سر بہاگا تو دروازہ بند پایا اوسکے قفل کو توڑ کر جام بایزید پاس آیا - سارا ماجرا بیان کیا - بایزید نے کہا کہ بیٹا تو نے ایسی حرکت کی کہ جس سے دونو جہان کی شرمندگی اٹہانی پڑیگی - حال میں کوئی علاج وتدبیر نہیں ہے سوا اسکے کہ تو جلد شور میں جا اور تمام لشکر کو جلد بہیج کہ شاہ محمود شاہ لشکر جمع نکر سکے اور میں تیرے پاس پہنچ جاؤں عالم خاں نے یہی کیا اور بایزید شور کو ڈنکہ بجاتا ہوا روانہ ہوا شاہ محمود نے یہ سنکر اوسکے تعاقب میں لشکر بہیجا جب طرفین کی فوجیں قریب ہوئیں تو بایزید پہر کر اس لشکر سے لڑا اور اوس کو شکست دیدی اور شور میں پہنچ گیا اور وہاں شاہ سکندر لودی کے نام کا خطبہ پڑہوایا اور اس کو عریضہ میں کل حال لکھکر بہیجدیا - سکندر لودی نے فرمان استمالت وخلعت جام بایزید پاس بہیجا - اور دوسرا فرمان دولت خاں لودی حاکم پنجاب پاس روانہ کیا کہ جام بایزید نے ہمارے نام کا خطبہ پڑہوایا اور ہم سے التجا لایا - اسلئے جب وہ تم سے کمک طلب کرے تو تم اوسکی اعانت ومدد کرنا - تہوڑے دنوں بعد شاہ محمود شاہ لنگاہ سپاہ کو آراستہ کر کے شور پہنچا

جب یہ دونو مرزا پاس آئے تو مرزا نے انکا احترام و اعزاز کیا جب انہوں نے پیغام کو ادا کیا
تو مرزا نے کہا کہ میں یہاں سلطان محمود شاہ لنگاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین
زکریا ملتانی کی زیارت کو آیا ہوں۔ بہلول نے کہا کہ شاہ محمود کی تربیت ایسلئے کافی
ہے کہ حضرت رسالت پناہی نے روحانیت سے تربیت اوسکی کی تھی اور شیخ بہاء الدین خود
خدمت میں موجود ہیں اونکی زیارت کیلئے تصدیع کی ضرورت کیا ہے غرض یہ بات کچھ بنی
نہیں شیخ بہاء الدین واپس سلطان محمود پاس آئے کہ رات کو اوسکا ناگاہ انتقال ہوا۔
بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ لنگر خاں نے کہ اس سلسلہ کا غلام تھا۔ آقا کو زہر سے مارڈالا ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء
میں اسکا انتقال ہوا ۲۷ برس سلطنت کی۔
جب شاہ محمود لنگاہ مرگیا تو اکثر مردم قوم لنگاہ و لنگر خاں کہ لشکر شاہ کا مقدم تھا علم بغاوت
بلند کیا اور مرزا شاہ حسین ارغون سے مل گئے اور تربیت و تنخواہ پا کر انہوں نے قصبات ملتان
کو مسخر کیا۔ اور باقی امراء لنگاہ حیران ہو کر ملتان میں آئے اور انہوں نے پسر شاہ محمود کو
کہ ابھی لڑکا تھا شاہ حسین لنگاہ کا خطاب پکر خطبہ اسکے نام کا پڑھوایا اگرچہ نیا نام اوسکو بادشاہ
بنایا مگر اختیارات سلطنت شیخ شجاع الملک بخاری داماد شاہ محمود کے ہاتھ میں تھے۔ اوسنے
وزارت اختیار کرکے مہمات ملکی کا اہتمام لیا۔ وہ ایک مرد بے تجربہ تھا۔ باوجود دیکہ ملتان میں ایک
مہینہ کا ذوقہ نہ تھا مگر اوسنے حصارداری کو قرار دیا۔ شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود کی وفات کو
ملتان کی فتح کا واسطہ بنایا۔ اور ذرا فرصت نہ دی اور حصار ملتان کا محاصرہ کرلیا۔ کچھ دن گذرے
کہ آدمی گرسنگی سے عاجز ہوئے اور مضطر ہوئے۔ بندہ انہوں نے شیخ شجاع الملک بخاری سے کہا کہ ابھی
گھوڑوں میں توانائی ہے اور ہم میں قوت ہے بہتر یہ ہے کہ تقسیم افواج کرکے معرکہ جنگ میں
متوجہ ہوں شاید کہ فتح ہم کو ہو حصارداری کس مدد و کمک کی امید پر کی جاتی ہے اوسکی
کہیں سے امید نہیں۔ شیخ شجاع الملک نے مجلس میں جواب نہ دیا۔ مگر خلوت میں معتبر سرداروں کی ایک جماعت
کو بلا کر کہا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی سلطنت کو کچھ قرار نہیں ہے اگر جنگ کے قصد سے شہر سے
باہر آئیں ظن غالب ہے کہ اکثر آدمی ہم سے جدا ہو کر شاہ حسین کی نوکری کرلینگے اور کچھ

تھوڑے سے آدمی کہ اپنے ناموس کا پاس رکھتے ہیں میدان جنگ میں جان دیدینگے مولانا سعید الدین
لاہوری فضلاء وقت میں سے تھا کہتا ہے کہ میں ایام محاصرہ میں ملتان میں تھا جب محاصرہ پر چند ماہ گذر گئے
اور مرزا شاہ حسین کی سپاہ نے مداخل ومخارج قلعہ کو ایسا بند کیا کہ کوئی شخص باہر سے اہل قلعہ کی مدد
نہیں کرسکتا تھا۔ کوئی متنفس اندر سے باہر نہیں جاسکتا۔ آخرکار رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہنچی
اگر کسی وقت کوئی بلی اور کتا ہاتھ لگ جاتا تو اوسکے گوشت کو حلوان اور برہ کی طرح کہاتے اور
اوسے زیادہ عجیب یہ ہے کہ شیخ شجاع الملک نے جاوا نام حاجی کو تین ہزار پیادے قصباتی دیکر قلعہ کی
حراست سپرد کی تھی۔ اس بدبخت کو جس کے گھر پر غلہ کا گمان ہوتا بے ملاحظہ گھر میں آنکر اس بیچارہ کا
گھر لوٹ لیتا۔ اس ناہموار حرکت سے شیخ شجاع الملک کی زوال دولت کی دعا مانگتے تھے
باوجودیکہ قلعہ سے جو باہر آتا جان سے مارا جاتا مگر اندر لوگ ایسے عاجز تھے کہ قلعہ کے اوپر سے خندق میں
گرتے تھے مرزا شاہ حسین کو جب اونکے اضطراب پر اطلاع ہوئی تو اوسنے اپنے آدمیوں کو منع
کردیا کہ اونکو ماریں نہیں ایک سال کئی مہینہ محاصرہ رہا ۹۳۲ھ میں مرزا شاہ حسین کے آدمی قلعہ
کے اندر گھس گئے اور قتل وغارت وبیداد شروع کی سات سال سے لیکر ستر برس عمر کے آدمی اسیر ہوئے
جسپر زر کا گمان ہوتا اوسکی اہانت طرح طرح کی کیجاتی غرض ملتان مسخر ہوا اور مرزا شاہ حسین نے
حسین شاہ لنگاہ کو پکڑ کر موکل کو سپرد کیا شیخ شجاع الملک بخاری کی اہانت کیجاتی اور ہر روز اوسکی
جھلنے لئے جاتے۔ ملتان کی ویرانی اس حد کو پہنچی کہ اوسکی آبادی کا گمان ہی نہیں ہوتا تھا مرزا نے ملتان کے
کام کو سہل سمجھکر خواجہ شمس الدین کو اسکی حراست سپرد کی لنگر خاں کو اسکا پیشدست بنایا اور خود ٹھٹہ
لنگر خاں نے ملتان کو پھر آباد کیا۔ ہمایون بادشاہ نے جب پنجاب کامران کو دیا ہے تو ملتان اسمیں داخل تھا
مرزا نے لنگر خاں کو بلاکر پھر ملتان اسکو دیا غرض بادشاہان دہلی کے تصرف میں ملتان آگیا مستقل ریاست نہ رہی +

شاہان سندھ کے مختلف خاندانوں کا شجرہ

اول سورو بی شاہان سمہ سنہ ۷۴۰ھ (۱۳۳۹ء) سے سنہ ۸۱۲ھ (۱۴۰۹ء) تک

- (۱) جام افراہ
- (۲) جام چوبان
- (۳) جام مانی
- (۴) جام تماجی
- (۵) جام صلاح الدین
- (۶) جام نظام الدین
- (۷) جام علی شیر
- (۸) جام کران

دوم شاہان سمہ جو انتخاب شدہ ہوئے سنہ ۸۱۲ھ (۱۴۰۹ء) سے سنہ ۹۲۷ھ (۱۵۲۰ء)

- (۹) جام فتح خاں
- (۱۰) جام تغلق
- (۱۱) جام سکندر
- (۱۲) جام سنجر
- (۱۳) جام نندا
- (۱۴) جام فیروز

خاندان ارغون و ترخان سنہ ۹۲۶ھ (۱۵۲۰ء) سے سنہ ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۲ء) تک

- (۱۵) شاہ بیگ ارغون
- (۱۶) شاہ حسین ارغون

خاندان ترخان

- (۱۷) عیسیٰ ترخان
- (۱۸) محمد باقی ترخان
- خان بابا
- جانی بیگ ترخان

تاریخ کاشمیر

آئین اکبری میں ابو الفضل نے لکھا ہے کہ جب شہنشاہ اکبر کاشمیر میں آیا تو سنسکرت زبان میں ایک کتاب راج ترنگنی نام اوسکے حضور میں پیش ہوئی اُس میں کاشمیر کے مسند نشینوں کا حال چار ہزار سال سے کچھ زیادہ کا لکھا ہوا تھا۔ اس دیار کی یہ رسم تھی کہ ملک کے پاسبان چند قابل آدمیوں کو تاریخ نویسی کے لئے مقرر کیا کرتے تھے۔ تھوڑے دنوں میں شہنشاہ نے اس کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں کرایا۔ انگریزی زبان میں بھی اس کتاب کے ترجمے ولسن صاحب و بابو جوگیش چندر دت صاحب نے کئے ہیں۔ غالبًا بابو صاحب کا ترجمہ فارسی اور ولسن صاحب کے ترجموں سے زیادہ صحیح ہوگا۔ سنسکرت کے علم ادب میں کتب تاریخیہ کا کال ہے اس میں راج ترنگنی سوانحعمری میں ایک کان ہے۔ اس تاریخ کے چار حصے ہیں پہلے حصہ میں چمپک کے بیٹے پنڈت کلہن نے قدیم زمانہ سے سنہ ۱۱۴۸ تک۔ اور دوسرے حصہ میں جون راج نے سنہ ۱۴۱۲ تک۔ اور تیسرے حصہ میں پنڈت سری ور نے سنہ ۱۴۷۷ تک۔ اور چوتھے حصہ میں شہنشاہ اکبر کے عہد تک پرجے بھٹ نے تاریخ کاشمیر تحریر کی ہے حصہ دوم کا نام راجاولی اور تیسرے حصہ کا نام جین راج ترنگنی۔ چہارم حصہ کا نام راجاولی پتاک ہی۔ پرجے بھٹ اکبر کے وقت میں تھا۔ میں ان سب ترجموں سے مضامین انتخاب کر کے لکھتا ہوں +

کاشمیر کے اول باون راجاؤں کی تاریخ کسی شخص نے پہلے نہیں لکھی۔ یہ راجا کورو و پانڈو کل جگ کے کونتیوں کے معاصر تھے۔ اونہونکی سلطنت زبردست تھی وہ ہاتھیوں پر چڑھتے تھے۔ بڑے صاحب اقبال تھے اونکے گھروں میں دن کو نگاہ سے چھپی ہوئی عورتیں اس طرح رہتی تھیں جیسے چاندنی کھلے دن میں۔ مگر ایسے بے نام و نشان وہ ہوگئے ہیں کہ گویا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ شاعروں نے اونکے حال پر مہربانی نہیں کی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان راجاؤں کا حال بسبب اونکی ستمگاری کے نہیں لکھا گیا۔

کاشمیر میں جا بجا پہاڑ کھڑے سوبھا دے رہے ہیں۔ یہ ملک شہن ایسا ہے کہ کبھی سپاہ کی قوت سے

فتح نہیں ہو سکتا۔ یہاں کے آدمیوں کو سواء عقبے کے خوف کے دینا کا کوئی خطر نہیں ہے دریاؤں میں
نہانے کے لئے جاڑے کے اندر گرم پانی اور گرمی میں سرد پانی موجود رہتا ہے۔ دریاؤں میں تلاطم
نہیں۔ آبی جانوروں کی بلاؤں سے محفوظ۔ اس ملک میں آفتاب ملائمت کے ساتھ چمکتا ہے
کشیپ نے اپنی شان و شکوہ دکھلانے کے لئے اوسکو پیدا کیا ہے۔ بڑے بڑے پاٹ شالوں کی
عمارات عالیشان۔ زعفران زار۔ برفیلی آبستان موجود ہیں انگور یہاں ایسے اکثر جو بہشت میں
کمتر ہوتے ہیں۔ تینوں لوک میں کیلاس سب سے زیادہ عمدہ ہے اور کیلاس کا عمدہ حصہ ہمالیہ ہے
اور ہمالیہ میں عمدہ مقام کاشمیر ہے +

یہاں کے پرانے زمانہ کے دیوتا اور مقدس مقامات یہ ہیں +

(۱) اول شو جو برائیوں کا ناس کرنیوالا ہے اوسکا چوبین بت جسکے چھونے سے مکت ہوتی ہی +
(۲) ایک پانی کی سیل جو ایک پہاڑ پر شام کو رواں ہوتی ہے نیک آدمیوں کو دکھائی دیتی ہی
بد آدمیوں کو نہیں نظر آتی +
(۳) بر ہما کی شکل آتش زمین سے اُٹھتا ہے اور جنگلوں کو جلاتا ہے +
(۴) دیبی سرسوتی ایک تال میں ہنس کی شکل کو سیحہ دیوی بھنگ کی چوٹی پر ہے جہاں سے گنگا نکلتی ہے
(۵) نندی چھیتر کا مندر۔ وہاں اُس صندل کا نشان اب تک موجود ہے جسکو دیوتا لگا کر پوجا کرتے تھے +
(۶) یہاں نندی میں ایک سارد العینی درگا ہے جسکے دیکھتے ہی مکت ہو جاتی ہے اور طلاقت
لسانی اور شیریں بیانی حاصل ہوتی ہے +

اِس ملک میں ان دیوتاؤں کی پرستش ہوتی ہی جیسے مکر بھرت۔ سوجے ایش ادسے کیشو ایشان
سارا ملک مندروں سے بھرا ہوا ہے +

کاشمیر کے راجاؤں کی تاریخ "دیکھو سنو کیسی شیریں ہے +

سرشش کلپا کے چھ منونتروں میں دینا میں پانی بھرا ہوا تھا۔ ہمالیہ پہاڑ کی گودی میں پانی
بستر لگائے ہوئے تھا۔ حال دے وس و تا کلپ کے قریب آنے سے کشیپ نے دیوتاؤں کو اوپر
سے بلایا اور پانی کے اوپر زمین کو نکال کر کشمیر کو بسایا۔ یہاں ناگوں پر نیل حکومت کرتے تھے

اسکے شاہانہ چہتر میں ناگ (سانپ) کا پہن لگا ہوا تہا۔ یہاں بہت قسم کے ناگ رہتے تہے جنکے جوہر نے شہر کو گوہر کا خزانہ بنا دیا تہا۔ اب ہم راجگان کشمیر کی فہرست لکھتے ہیں +

فہرست اول

نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱ گونند اول		۵۲۶ قبل از حضرت عیسیٰ	
۲ دامودر اول			(۱) کا بیٹا
۳ یسووتی رانی			(۲) کی زوجہ
۴ گونند دوم			

یہاں سے ۳۵ راجاؤں کا بیان کچھ نہیں لکھا

نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۵ لو			
۶ کشیشی			
۷ کہگیندر	۱۳۶ سال		
۸ سرندر			
۹ گودہر			
۱۰ سورن			
۱۱ جنک			
۱۲ سچی نر			
۱۳ اشوک			
۱۴ جلوک			
۱۵ دامودر دوم			
۱۶ ہنسک و جسک و کنشکہ			
۱۷ ابھے منیو اول			

گونند اول سے ابھے مینوتک ۵ راجاؤں نے راج کیا مگر اونہیں سے کلہن مصنف راج ترنگنی ۳۵ راجاؤنکا نام لکھہ سکا

نمبر	نام	مدت سلطنت	قبل از حضرت عیسیٰ	
۱۸	گونند سوم	۳۵ سال	۱۱۸۲ قبل از حضرت عیسیٰ	
۱۹	وبھیشن	۳۵	۱۱۴۷ ″	(۱۹) کا بیٹا
۲۰	اندرجیت	۳۵ و ۶ ماہ	۱۰۹۴	(۲۰) کا بیٹا
۲۱	راون			(۲۱) کا بیٹا
۲۲	وبھیشن دوم	۳۵ سال ۶ ماہ	۱۰۵۸	(۲۲) کا بیٹا
۲۳	نریاکن نر	۳۹ سال ۹ ماہ	۱۰۲۳	(۲۳) کا بیٹا
۲۴	سدھ	۶۰ سال	۹۸۳	(۲۴) کا بیٹا
۲۵	اوت پلاکش	۳ سال ۶ ماہ	۹۲۳	(۲۵) کا بیٹا
۲۶	ہرانئے یاکش	۳۷ سال ۷ ماہ	۸۹۳	(۲۶) کا بیٹا
۲۷	ہرنے کول	۶۰ سال	۸۵۵	(۲۷) کا بیٹا
۲۸	موکل یا وسوکل	″	۷۹۵	(۲۸) بیٹا
۲۹	مہرکل	۷۰ سال	۷۳۵	(۲۹) بیٹا
۳۰	وک	۶۳ سال	۶۶۵	(۳۰) کا بیٹا
۳۱	کہشت نند	۳۰ سال	۶۰۳	(۳۱) کا بیٹا
۳۲	وسونندا	۵۲ سال ۲ ماہ	۵۷۲	(۳۲) کا بیٹا
۳۳	نر دوم	۶۰ سال	۵۲۰	(۳۳) کا بیٹا
۳۴	اکشا	۶۰ سال	۴۶۰	(۳۴) کا بیٹا
۳۵	گوپادت	۶۰ سال	۴۰۰	(۳۵) کا بیٹا
۳۶	گوکرن	۵۷ سال ۱۱ ماہ	۳۴۰	(۳۶) کا بیٹا
۳۷	نرندرادت یا کھنگ کھلا	۳۶ سال ۳ ماہ ۱۰ روز	۲۸۲	(۳۷) کا بیٹا
۳۸	یدھشٹر	۴۷ سال ۳ ماہ ۱۰ یوم	۲۴۶	(۳۸) کا بیٹا

۲۱ راجاؤں نے ۱۰۱۵ سال ۹ ماہ ۲ روز سلطنت کی

فہرست دوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس سن عیسوی	کیفیت
۱	برتاپادتے	۳۲ سال	۱۶۷	بعض کہتے ہیں کہ وہ بکرماجیت کے اجداد میں سے تھے
۲	جلوک	۳۲ سال	۱۳۵	(۱) بیٹا
۳	تنگ جین اول	۳۶ سال	۱۰۳	(۲) کا بیٹا
۴	وجے	۸ سال	۶۷	نسل (۳) سے
۵	جیندر	۳۷ سال	۵۹	
۶	سندھی متی یا آریراج	۴۷ سال	۲۲	
	چھ راجاؤں نے ۱۹۲ سال حکومت کی			

فہرست سوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس سن عیسوی	کیفیت
۱	میگھہ واہن	۳۴ سال	۲۵ بعد از حضرت عیسیٰ	تا ئرجد ششر سے
۲	شرشٹ سین یا پرورسین اول یا تنگ جین دوم	۳۰ سال	۵۹	پسر (۱)
۳	ہرنے	۳۰ سال	۸۹	پسر (۲)
۴	ماترگپت	۴ سال ۹ ماہ ایک دن	۱۲۰	
۵	پرورسین دوم	۶۰ سال	۱۲۵	میگھہ واہن کی اولاد میں سے
۶	یدھشٹر دوم	۲۱ سال ماہ	۱۸۵	(۵) کا بیٹا
۷	لکشمی یا نرندرادتے	۱۳ سال	۲۰۶	
۸	رنادتے یا تنگ جین سوم	۴۲ سال	۲۱۹	برادر خورد (۷)
۹	وکرمادتے	۳۴ سال	۵۱۹	پسر (۸)
۱۰	بالادتے	۳۷ سال ۴ ماہ	۵۶۱	برادر خرد (۱۰)

دس راجاؤں نے ۳۹۵ سال ۲ ماہ ایک روز راج کیا

فہرست چہارم

نمبر	نام	مدت حکومت	سنہ	رشتہ
۱	درلبھ وردھن	۳۶ سال	۵۹۸	داماد (۱۰)
۲	درلبھک یا پرتاپادتے دوم	۵۰ سال	۶۳۴	نبیرہ دختری (۱)
۳	چندراپیر یا دجر دتیا اول	۸ سال ۸ ماہ	۶۸۴	پسر (۲)
۴	تارا پیر	۴ سال ۲۴ دن	۶۹۳	برادر (۳)
۵	للتادتے اول	۳۶ سال ۷ ماہ ۱۱ روز	۶۹۷	برادر (۴)
۶	کودلیا پیر	۱ سال ۱۵ دن	۷۳۳	پسر (۵)
۷	وجیرادتے دوم یا ونپالک یا للتادتے دوم	۷ سال	۷۳۴	برادر (۶)
۸	پرتھویا اول	۴ سال ایکماہ	۷۴۱	پسر (۷)
۹	سنگرام پیر اول	۷ دن	۷۴۵	نبیرہ پسری (۷)
۱۰	جیا پیر مع ھب جج	۳۱ سال	۷۴۵	جج حسن زوجہ (۹)
۱۱	للتا پیر	۱۲ سال	۷۷۶	پسر (۱۰)
۱۲	سنگرام پیر دوم یا پرتھوتا پیر دوم	۷ سال	۷۸۸	برادر (۱۱)
۱۳	وسیت یا جیب تجیا پیر	۱۲ سال	۷۹۵	
۱۴	اجتا پیر	۳۶ سال	۸۱۳	۱۰ سال صاحب [illegible]
۱۵	اننگا پیر	۳ سال	۸۴۹	پسر (۱۲)
۱۶	اوت پلا پیر	۳ سال	۸۵۲	پسر (۱۴)

کرکوٹ نبسی ۱۷ راجاؤں نے ۲۶۰ سال ۵ ماہ ۱۲ روز حکومت کی

فہرست پنجم

نمبر	نام	مدت حکومت	سنہ	رشتہ
۱	اونتی ورم ما	۲۸ سال	۸۵۵	[illegible]

٢	شنکر ورم ما	١٨ سال ٧ ماہ ۱۹ یوم	٨٨٣	بیٹا (١) کا
٣	گوپال ورم ما	٢ سال	٩٠٢	بیٹا (٢) کا
٤	سنکٹ	١٠ یوم	٩٠٤	مشہور تھا کہ برادری میں تھا
٥	رانی سگندھا	٢ سال	٩٠٤	مادر (٣)
٦	پارتھ	١٥ سال ایک ماہ	٩٠٦	پسر (٧)
٧	برجیت ورم ما	ایک سال ایک ماہ	٩٢١	برادر (٦)
٨	چکر ورم ما	١٠ سال ١٥ روز	٩٢٢	
٩	شور ورم ما	١ سال	٩٣٣	برادر (٨)
١٠	پارتھ دوبارہ	١ سال	٩٣٤	
١١	چکر ورم ما دوبارہ	١ سال	٩٣٥	
١٢	شمبھو بردھنا	٦ دن	٩٣٥	
١٣	چکر ورم ما سہ بارہ	١ سال ٥ ماہ	٩٣٥	
١٤	اُنمت اونتی	٢ سال	٩٣٧	پسر (١٠)
١٥	سور ورم ما		٩٣٩	

کلپ پال کے بنس کے آٹھ راجاؤں نے علاوہ وزرا اور رانیوں کے ٨٣ سال ٤ ماہ سلطنت کی

فہرست ششم

١	یشسکرہ	٩ سال	٩٣٩	رعایا میں سے تھا
٢	ورنت	٠	٩٤٨	بیٹی (١)
٣	سنگرام اول	٦ ماہ	٩٤٨	
٤	پروگوپت	١ سال ٤ ماہ	٩٤٨	رعایا میں سے تھا
٥	کشیم گوپت	٨ سال ٦ ماہ	٩٥٠	پسر (٤)
٦	ابھےمنیو دوم	١٣ سال ١ ماہ	٩٥٨	پسر (٥)

۷	سندھی گپت	۱ سال ۱ ماہ ۹ روز	۹۷۲	لیسپر (۶)
۸	تری بھون گپت	۳ سال ۷ روز	۹۷۳	
۹	بھیم گپت	۵ سال	۹۷۵	ابھی منیو کا بیٹا
۱۰	ڈڈا رانی	۲۳ سال	۹۸۰	مادر ابھی منیو

دس راجاؤں نے ۶۴ سال ۳ ۳ دن سلطنت کی گونند اول کے زمانہ سے تاریخ کشمیر صحیح
یہ راجا یدھشٹر کا ہم عصر تھا۔ اوسکی سلطنت کا آغاز کل جگ کے ابتدا سے ہوا ہے۔ وہ کاشمیر میں
راج کرتا تھا جراسندھ بہار کے راجہ سے دوستی رکھتا تھا۔ جب جراسندہ نے کرشن کی دار السلطنت
متھرا پر حملہ کیا ہے تو گونند کو اپنی کمک کے لئے کاشمیر سے بلایا۔ ان دونو نے ملکر جمنا کے کنارہ پر
متھرا کو بڑی سپاہ سے جا گھیرا۔ اور ایکدفعہ کرشن کی سپاہ کو شکست بھی دیدی۔ مگر بلرام نے کرشن کی
فوج کی پراگندگی کو دور کیا اور گونند کو مار ڈالا +

گونند کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا دامودر اول جانشین ہوا۔ وہ ایسے شاداب ملک کے
راج سے خوش نہیں رہتا تھا۔ باپ کے انتقام کی فکر میں لگا رہتا تھا جب اوسنے سنا کہ گاندہاریوں
(قندھاریوں) نے کرشن کو اپنی لڑکیوں کے بیاہ میں دریا سندہ کے قریب بلایا ہے تو وہ سوار اور
پیادوں کو ہمراہ لیکر اس تقریب میں خلل انداز ہوا مگر کرشن کا چکر اوسکے جگر پر ایسا لگا کہ کام تمام ہوا
اوسکی رانی یسوہ وتی حاملہ تھی۔ مگر کرشن کے حکم سے وہ مسند نشین ہوئی۔ اعیان سلطنت نے اس سے
مخالفت کی تو کرشن نے پران میں سے یہ شلوک سنایا جسکا مطلب ہے کہ کاشمیر کی لڑکیاں پاربتی ہیں
جان لو کہ کاشمیر کے راجہ ہر کے حصے ہیں۔ اوسنے عقلمند ہو ان کو نفرت نہیں کرنی چاہئے خواہ وہ دنیا پر
وشنو بھی کیوں نہ ہوں عورت کی قدر جو نہیں کرتا جس سے وہ مسرت اندوز ہوتا ہے اس رانی
میں تمام ابنا اور دیبی کا جلوہ دیکھے گئے اس رانی کے بیٹا پیدا ہوا اسکا نام دادا پر گونند رکھا گیا۔ بعد اس کے ۳۵
راجاؤں نے راج کیا مگر انکی تاریخ اس سبب سے نہیں لکھی گئی کہ وہ ستمگار رہے تھے ان کا نام و
نشان باقی رکھنا نہیں چاہا +

ایک بڑا نامور راجا لوہو جسکی سپاہ کے شور سے خلق کی نیند جاتی رہتی تھی مگر وہ دشمنوں کو

ایسا سلاقی تھی کہ پھر نہیں چل سکتی تھی - اوس نے ایک شہر لولور آباد کیا - راجہ کہکہندر نے ناگا دشمنوں کو
ہلاک کیا - راجہ سورن نے ایک نہر کرال میں کھدوائی اور اوسکا نام سورن منی رکھا - راجہ اشوک نے
پرکھوں کا مت چھوڑا اور بدھ مذہب اختیار کیا - یہ راجہ بڑا نیک اور بے عیب و سخی تھا اوس نے
بدھ کے بہت سٹوپ بیتستا (جہلم) کے کنارے پر بنائے - اوس نے ایک چیت ما ایسا اونچا بنوایا
کہ جسکی چوٹی نہیں دکھائی دیتی تھی شہر سری نگر آباد کیا جو ابتک موجود ہے اوس نے ایک پرانے مندر
کی دیواریں ڈھوا کر ایک نئے مندر کی دیواریں بنائیں جسکو آئین اکبری میں لکھا ہے کہ کیش برہمن
انداختہ آئین چین برگرفت - اوسکے مرنے سے بدھ مذہب کو صدمہ عظیم پہونچا اسلئے کہ اوسکا بیٹا
جلوک برہمن مذہب و سیو تھا - اوس نے ملکشوں کو یعنے تاتاریوں کو مار کر نکال دیا جنھوں نے اوس کے
باپ کے وقت میں کاشمیر کو تاخت و تاراج کیا تہا - اور قنوج دار الملک ہندوستان تک اوس نے
اپنی سلطنت کو بڑہایا - اور وید و دری اور رایہ شناسی سے یہاں کے چاروں قوموں کے آدمیوں
کو انتخاب کرکے لے گیا -

اوسکے زمانہ سے پہلے کاشمیر میں عدالت کا انتظام اچھا نہ تہا اوس نے عدالت کے انتظام کے
لئے یہ سات عہدے مقرر کئے (۱) دادگر (۲) دیوان (۳) خزانچی (۴) سپاہ کا تیمار دار (۵)
دفتر سفارت (۶) مرشد اعلی (۷) راز گذار اختر - کاشمیر میں برہمنوں اور بدھوں میں بڑی
لڑائیاں رہتی تہیں اور بدھوں کی ترقی ہوتی جاتی تھی +

راجہ جلوک کی نسبت یہ کہانی جو لکھی ہے کہ راجہ ایک دن سہارے سے پہلے اشنان کو جاتا
تہا - بھوکے برہمنوں نے اوس سے کہانے کو مانگا اوس نے اونکے سوال پر کچھہ خیال نہ کیا اور دریا کی
طرف آگے بڑہا - برہمنوں نے اپنی ریاضت کے زور سے دریا کو کھینچ کر اوسکے پاؤں تلے لا ڈالا اور
اسنے کہا کہ دیکھہ بتستا یہ ہے ایک کو کھلا - راجہ اسکو جادو کا اثر سمجھا اوس نے کہا کہ تم چلے جاؤ
میں جب تک اشنان نہیں کر لونگا تم کو کھانا نہیں کھلاؤنگا - برہمنوں نے اوسکو یہ سراپ دیا
کہ وہ سرپ ہوجائے سبب راجہ اونکے آگے بہت گڑگڑایا تو اونہوں نے یہ کہا کہ اگر ایک دن
میں وہ رامائن اول سے آخر تک سن لیگا تو پھر اپنی اصل شکل پر آجائیگا ابتک وہ وہاں ہو

وسوداامیں بہرکے سانپ کی صورت میں پہرتا ہے۔ رشیونکی بڑی قوت سراپ کہ وہ ایسے
نیک راجہ کو بھی غارت کرسکتے ہیں۔ دشمن کے ہاتہہ سے عزت گئی ہوئی پہر حاصل ہوسکتی ہے
مگر برہمنوں کے سراپ سے جو عزت جاتی ہے وہ پہر نہیں ہاتہہ آتی۔

کاشمیر میں ھشک و جشک و کنشک نے ملکراج کیا اونہوں نے اپنے نام کے شہر آباد کیئے
ان کے عہد میں بدھ مذہب کو کاشمیر میں بڑی رونق ہوگئی۔

راجہ نرا جسکو کِن نر بہی کہتے ہیں رعایا کے حق میں جو فائدہ مند باتیں کیں وہ سب الٹی
ہوئیں ایک بودھ اوسکی رانی کو تختی بھگاکر لے گیا۔ اسے راجہ کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے
بدہوں کی ہزاروں مندروں کو ڈہاکر مٹی کا ڈہیر بنادیا اور اونکے اوقاف کے دیہات برہمنوں کو
دیدیئے۔ راجہ مہرکل کی سلطنت میں کاشمیر کو ملکشوں (تاتاریوں) نے لوٹا۔ راجا مہرکل آدمیوں
کے مارنے میں موت کا حکم رکہتا تہا کچہہ بڑے بچے عورت مرد کا خیال نہیں کرتا تہا۔
جہاں وہ یا اوسکا لشکر اوترتا وہاں کوّوں اور گدوں کا ہجوم مردوں کے کہانے کے لیئے
لگ جاتا۔ اوسنے ایکدن اپنی رانی کی انگیا پر پاؤں کے پنجہ کا زریں نقش دیکہا۔ اسکا
سبب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ سنگلدیپ کے کپڑے کی انگیا بنی ہوئی ہے اور اس کپڑے پر وہاں
کے راجہ کے پاؤں کا نشان ہے۔ اس سے وہ بڑا افروختہ خاطر ہوکر جنوبی سمندر پر گیا۔ لنکا
کو لوٹا۔ وہاں کے راجہ کو مارا۔ ایک اور ظالم کو اسکا جانشین کیا۔ چولا کرناٹک۔ لاٹ وغیرہ میں
گذرتا ہوا اپنے ملک میں واپس آیا۔ ان ملکوں کے راجہ اوسکے خوف کے مارے بہاگ گئے
تہے مگر اوسکے جانے کے بعد اپنی لٹی ہوئی راجدہانیوں میں آگئے۔ جب وہ کاشمیر میں آیا
تو اسکا ایک ہاتہی غار میں گر پڑا۔ اور اوسکی چنگہاڑنے سے اوسکے سو ہاتہی چونک پڑے
اوسنے ان سب ہاتہیوں کو مارڈالا۔ اسلیئے اسکا نام ہستی ونترہوا۔ ہستی فیل کو اور ونتر قاتل
کو کہتے ہیں جیسے کہ گناہ گار کے چہونے سے جسم ناپاک ہوجاتا ہے اسلیئے اوسکی تاریخ
کے بیان سے زبان ناپاک ہوتی ہے۔ ایکدن وہ دریا چندرکلیا میں اترتا تہا کہ اوسکی
راہ میں بڑا پتہر کا چٹان آیا جو کسی طرح ہٹانے سے ہٹتا نہ تہا۔ اوسنے خواب میں دیکہا کہ

اس پتھر میں ایک (روح) رہتی ہے اور وہ کسی طرح نہیں ہل سکتی جب تک کہ اوسکو کوئی پارسا عورت نہ ہلائے۔ اوسکے خواب کے ثابت کرنے کے لئے عورتوں نے پتھر کو سرکانا شروع کیا مگر وہ نہ سرکا ایک کوزہ گر کی پارسا بیوی نے اوسکو ہٹا دیا۔ راجہ کو اوسپر غصہ آیا کہ اسقدر عورتیں بے عصمت ہیں اونکو او نکے خاوندوں بھائیوں و بیٹوں کو مار ڈالا جنکی تعداد تین کوٹی (کروڑ) تھی بعض آدمی اس کام کی تعریف کرتے ہیں مگر یہ کام ملامت کے قابل ہے اس قتل پر بھی جو رعایا نے سرکشی نہیں کی اسکا سبب تھا کہ راجہ کی نگہبان دیوتا تھے۔ اسکے زمانہ میں بلچھیوں کی اولاد برہمن ایسے بے شرم و بے حیا تھے کہ وہ اپنی بہنوں اور بہودوں سے مباشرت کرتے تھے۔ ایسے آدمیوں کا ہونا تعجبات سے ہے۔ وہ اور چیزوں کی طرح اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اونکی بیویاں بھی غیر و نکی بغلوں میں جاکر ایسی خوش ہوتی تہیں جیسے کہ برسات ہو اور کہر سا نپ کینس ہوتا ہے راجہ نے بعض نیک کام بھی کئے تھے۔ وہ طرح طرح کے امراض میں جب مبتلا ہوا تو آگ میں جلکر خاکستر ہوا تو آسمان پر سے ایک آواز آئی کہ گو اس راجہ نے تین کوٹی آدمیوں کو مار مگر وہ سرگ میں گیا اسلئے کہ وہ خود اپنے نفس کے لئے بھی ظالم تھا۔ اس ظالم باپ کے بعد اوسکا عادل بیٹا جو جانشین ہوا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرمی کے بعد برسات آئی راجہ گوپادت کا راج ست جگ سمجھا جاتا ہے اوسنے ان سب برہمنوں کو نکال دیا جو لہسن کہاتے تھے اور اونکی جگہ اوسی قوم کے برہمن غیر ملکوں سے بلائے اوسکی قلمرو میں رسوم مذہبی کے سوا کوئی حیوان ذبح نہوتا تھا کوہ سلیمان پر ایک بتخانہ اوسکا بنایا ہوا موجود ہے۔ راجہ یدھشٹر کی آنکھیں چھوٹی تہیں اسلئے اوسکو اندھا کہتے تھے اول اول اوسنے فرمانروائی دادوہی کے ساتھ کی مگر تھوڑے دنوں کے بعد اوسکی بدگوہر ملک کی ہمزبانی اور طبیعت پرستاری کے سبب سے اوسکے دانشمند ملازموں نے ہمسایوں کے راجاؤں کے ساتھ اتفاق کرکے اوسکو اول زندان میں مقید کیا اور پھر جلا وطن +

یدھشٹر کی معزولی کے بعد پرتاپادت راجہ ہوا وہ ایک دور کے ملک سے راجہ بکرمادت کا رشتہ دار تھا اوسکے بعد اوسکا بیٹا جلوک راجہ ہوا۔ ان دونو باپ بیٹوں نے اچھی سلطنت کی انکا حال ایسا

ہوا جیسے کہ رات دن جب ابر ہوتے ہیں تو سورج کے بعد پورا چاند نکلتا ہے۔ راجہ تنگ کے عہد میں بہادوں کے مہینے میں برف گرنے سے یکایکی فصل شالی کی بگڑ گئی اور اس سبب سے قحط عظیم ہوا۔ راجہ اوسکو اپنی بد افعالی کا نتیجہ سمجھا۔ اوسنے بھوکوں کے پیٹ بھرنے میں اپنا خزانہ خالی کیا مگر قحط نہ گیا۔ اوسکے اولاد نہ تھی جو یادگار رہتی مگر اوسکے اعمال یادگار رہ گئے کے گوبھل نہیں ہوتے مگر اوسے زیادہ میٹھا کوئی اور پھل نہیں ہوتا۔ راجہ جبینار کے ہاتھ کھٹنوں تک پہنچتے تھے۔ اوسکا وزیر سندھی متی بڑا عابد و دانشمند و دست اخلاص یا پرساگو ہر بھا لا بہ گرمی اور دور وئی نہیں جانتا تھا۔ جب ایک دن ظاہر آباد اوس کی بیخ کنی کے درپے ہوئے راجہ کے پاس اس کا جانا بند کر دیا۔ وہ نہایت مفلس اور تنگ ہو گیا مگر اپنی فراخ حوصلگی سے خوش دل و مسرور رہتا۔ ارکان دولت اوسکی سفارش نہیں کر سکتے تھے اسلئے کہ وہ تو راجہ کی گو بج تھی۔ جب یہ شہرت ہوئی کہ یہ وزیر ایک دن سلطنت کریگا تو راجہ نے اوسکو قید خانہ میں زنجیروں میں جکڑ کر رکھا۔ جب راجہ کے مرنے کو ہوا تو اوسنے یہ سوچ کر کہ میرے اولاد نہیں ہے مبادا یہ وزیر راجہ نہ ہو جائے دار پر اوسکو کھچوا یا مگر تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چل سکتی۔ اگر آدمی آگ بجھانی چاہے اور تقدیر میں وہ سکا بجھنا نہ ہو تو خود وہ آدمی پانی کی جگہہ گھی بجھانے کے لئے ڈالتا ہے۔ وزیر کا گرو چیلے کے مقتل پر گیا اوسکی پیشانی کی ہڈیوں سے اوسنے یہ پڑھا کہ جب تک جیے گا مفلس رہیگا دس برس کی قید بھگتے گا دار پر کھنچیگا پھر زندہ ہو کر سلطنت کریگا۔ اب اول تین باتیں تو سچ ہو چکی تھیں آخر کی چوتھی بات کے سچ ہونے کی فکر میں گرو متردد تھا کہ یہ کیونکر سچ ہو کر ایک رات جوگیوں نے جمع ہو کر افسوں سرائی سے جان اس مردہ وزیر میں ڈال دی اور وہ فرماں روا ہو گیا۔ اور یار راجہ اسکا لقب ہوا۔

آخر راجہ کی ترک سلطنت کے بعد میگھ واہن جو یدھشٹر کے پوتوں میں سے تھا راجہ ہوا۔ جانوروں پر وہ ایسی دیا کرتا تھا کہ دوسرا یدھشٹر معلوم ہوتا تھا۔ اوسنے اپنی قلمرو میں جانوروں کا مارنا بالکل بند کر دیا۔ جانوروں کے مارنے سے جن شکاریوں کی گذران ہوتی تھی اونکو عوضانہ اپنے خزانہ سے دلایا اسلئے ایک مہم اسنے اختیار کی کہ اور راجاؤں کو جانوروں کے مارنے سے باز رکھے وہ سمندر تک

لشکر سے لوں پہنچا سارے تابع راجاؤں کو اسپر مجبور کیا کہ وہ جانوروں کو نہ مارنے دیں۔
اٹھشنوں کی عملداری میں اوسنے گوشت موقوف کرا دیا۔ جب راجہ بے اولاد مر گیا اور کاشمیر
کا تخت خالی ہوا تو سراں کاشمیر بکرماجیت ہندوستان کے راجہ اوجین کے گرویدہ ہوئے اسوقت اوس
راجا کے دربار میں ایک نامور شاعر ماترگپت کشمیری رہتا تھا جسنے بہت شہروں کی سیر کر کے اسی
راجا کو اپنا قدر شناس جانا اور اوسی پاس رہنا اختیار کیا۔ راجہ نے اول اوسکی قدر اوسکی لیاقت کے
موافق نہیں کی۔ ایک رات کو چراغ کی بتی اکسانے کے لئے راجہ نے نوکر بلایا تو ماترگپت
کے سوا کوئی اور نوکر حاضر نہ تھا راجہ پاس وہ گیا اور یہ موقع پاکر اوسنے اپنا مطلب اس شعر میں
ادا کیا جسکے معنی یہ تھے کہ میں افکار کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں اور اکڑانے والے جاڑے سے
عذاب میں آرہا ہوں بھوک کے مارے آواز نہیں نکلتی اور ہونٹ میرے کانپ رہے ہیں اور
دل میں قناعت نیلا رہی ہے۔ اور نیند میرے پاس سے ایسی جاتی رہی جیسے کہ کسی کی
بیوی گالیاں دینے سے بھاگ جاتی ہے اور رات مجھے ایسی بڑی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ
نیک راجہ کا راج۔ غرض راجہ نے اوسکو رخصت کیا اور کچھ خرچ دیا اور ایک نوشتہ سربمہر دیا کہ
کشمیر میں پہنچا دے۔ یہ شکستہ خاطر آزردہ دل راہ طے کر کے کاشمیر میں پہنچا۔ نامہ کھولا گیا اسمیں
لکھا تھا کہ نامہ بر نے ہماری بہت خدمات کی ہیں اور ناکامی بہت دیکھی ہے اسکے دیکھتے ہی اسکو
اس دیار کی بادشاہی دو اور بادشاہی قہر سے خوف کر کے فرمان پذیر ہو۔ کارگذاروں نے انجمن کر کے اوسکو
راجہ بنا دیا۔ چار سال نو مہینے ایک دن راج کر کے اوسنے راج کو تیاگ دیا۔ بکرماجیت کے مرنے سے
اوسکا دل سلطنت سے کھچہ گیا تھا وہ وارانسی کو چلا گیا۔ پرورسین اولاد میگھہ واہن سے تھا ہندوستان
میں گوشہ نشین ہو رہا تھا جب اوسکو معلوم ہوا کہ ایک غیر آدمی کاشمیر میں راج کرتا ہے تو وہ اوسکے نکالنے
کے لئے آیا اور کاشمیر کا راجہ ہو گیا۔ اوسنے بہت ملک فتح کئے اور بڑے بڑے کام کئے اسی نے
بہتا پر کشتیوں کا پل اول اول بنایا۔ اوسنے ایک شہر بہتا ندی کے کنارہ پر آباد کیا
جسمیں ۳۶ لاکھ گھر تھے۔ راجہ اما دت نے بہت ملک فتح کئے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا پھر جنید بہاڑ
میں جاکر ایک غار میں غائب ہو گیا۔ اوسکی عجیب عجیب کہانیاں مشہور ہیں راجہ للتادت نے عجیب غریب

گذرا ہے - کہتے ہیں کہ اوسنے ایران - توران وفارس وہندوستان وختا اور تمام آبادیوں کو فتح کر لیا - واوگری اختیار کی شمالی کوہ میں مرگیا جیسی اوسکی فتوح کی حکایات عجیب ہیں ایسی ہی اوسکے مرنے کی روایات غریب ہیں کوئی کہتا ہی کسی عرتاض کی نفرین سے پتھر ہوگیا کوئی اور کچھ کہتا ہی جب آفتاب غروب ہوتا ہی تو کوئی کہتا ہے کہ وہ سمندر میں ڈوب گیا بعض کہتے ہیں کہ وہ آگ میں داخل ہوا بعض کہتے ہیں کہ وہ دوسری دنیا میں گیا - اسی طرح جب بڑے آدمی مرتے ہیں تو اونکی موت کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جس سے اونکی بزرگی ظاہر ہو - راجہ جیا پیر نے بہت فتوحات حاصل کیں بنارس میں شانوسے ہزار نوسو ننانوسے گھوڑے خیرات کیئے - محتاجوں کو بہت مال تقسیم کیا - بوڑھے آدمیوں نے پوچھا کہ میرے داوا ملتادت کا لشکر زیادہ تھا یا میرا - اسکا جواب ملا کہ تیرے لشکر میں اسی ہزار سکھپال ہیں اور داوا پاس ایک لاکھ ۰ ہزار تھے اسی سے اوحشم کا اندازہ کرنا چاہیئے جب راجہ اپنے ملک سے چلا گیا تو اوسکا خسر پورہ (سالہ) حج راج غصب کرکے کاشمیر کا راجہ بن بیٹھا - راجہ کے سپاہیوں نے بہ سبب پیوند زن و فرزند کے بیوفائی کی - اور ناموس حقیقی پر عرض صوری کو ترجیح دی بہت نوکر اوسکے پاس سے بھاگ کر کاشمیر میں چلے آئے - راجہ نے بنگالہ میں اپنا لنگاہ بنایا اور وہاں سے سپاہ لایا اور حج کو لڑائی میں مارا - راجہ ملتا پیر نے کمینوں پر نوازش کی ہزل سرایوں کا اعتبار کیا تو کاروانان دانش نے گوشہ نشینی اختیار کی جب قدیر نے دیکھا کہ اندرز گوئی کچھہ کام نہیں کرتی تو وہ تارک الدنیا ہوا -

راجہ شنکر صبا نے گجرات وسند کو تسخیر کیا اور دکھن پر چیرہ دستی پائی اور یہیں کے مرزبان کو دکھن کی حکومت دیدی - اگرچہ عنفوان دولت میں نیکی کی راہ پہ چلا لیکن انجام کو نہ پہنچا یا دنیا کی مستی نے تباہ جوئی پہ شیفتہ کیا -

فہرست ہفتم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت		کیفیت
۱	سنگرام راج یا کھام نی	۴۴ سال ۲ ماہ	۳۰ ۱۰	اوننت راج کا بیٹا اور رانی کا برادر زادہ
۲	ہری راج	۲۲ روز	۱۰۴۸	(۱) بیٹا

۳	انت دیو	۳۵ سال ایک ماہ ۵ روز	سنہ ۱۰۲۸	(۲) کا بیٹا
۴	راشاد و تیا دوم یا کلس دیو	۲۶ سال ۴ ماہ	سنہ ۱۰۶۳	(۳) کا بیٹا
۵	اوت کرشن	۲۲ روز	سنہ ۱۰۸۹	(۴) کا بیٹا
۶	ہرش	۱۱ سال ۸ ماہ ۱۲ روز	سنہ ۱۱۰۱	
۷	اودے راج بنس کے ۶ راجاؤں نے ۹۱ سال ۱۱ مہینے ۲۷ دن سلطنت کی			

فہرست ہشتم

۸	اُچھل	۱۰ سال ۴ ماہ ایک دن	سنہ ۱۱۱۱	ہرش کا ہم جد
۹	ردہ یا ہم کھراج	ایک پہر رات کو ایک پہر دن کو	سنہ ۱۱۱۱	سدہ کا بیٹا
۱۰	سلہن	۳ مہینے ۲۷ دن	سنہ ۱۱۱۱	برادر اچل
۱۱	سُسلا	۷ سال ۲ ماہ	سنہ ۱۱۱۲	برادر سلہن
۱۲	بھیکشا چر	۶ ماہ ۱۲ دن	سنہ ۱۱۲۰	ہرش کا بیٹا
۱۳	سُسلا	۲ سال ۳ ماہ ۱۴ دن	سنہ ۱۱۲۱	دوبارہ راجہ ہوا
۱۴	سمہ دیو یا جیسنگہ	۲۷ سال	سنہ ۱۱۲۳	
۱۵	پرمانک	۹ سال ۶ ماہ ۱۰ روز	۱۱۵۰	(۱۴) کا بیٹا
۱۶	دنتی	۷ سال ۲ ماہ	۱۱۵۹	(۱۵) کا بیٹا
۱۷	بتی دیو	۹ سال ۴ ماہ ۱۷ دن	۱۱۶۶	(۱۶) کا بیٹا
۱۸	جس دیو	۱۸ سال ۱۳ روز	۱۱۷۶	چھوٹا بھائی (۱۷) کا
۱۹	جگ دیو	۱۴ سال ۲ ماہ	۱۱۹۴	(۱۸) کا بیٹا
۲۰	راجہ دیو	۲۴ سال ۳ ماہ ۲۷ روز	۱۲۰۸	(۱۹) کا بیٹا
۲۱	سنگرام دیو	۱۶ سال ۱۰ روز	۱۲۳۱	”
۲۲	رام دیو	۲۱ سال ۱ ماہ ۱۳ روز	۱۲۴۴	”
۲۳	لچھمن دیو	۱۳ سال ۳ ماہ ۲ روز	۱۲۶۹	برہمن کا بیٹا تھا

۴۴	سمہ دیو	۴ سال ۵ ماہ ۲۷ روز	۱۲۸۳	اچھن مارہ کے بعد کاشمیر دار
۴۵	سینا دیو	۱۹ سال ۳ ماہ ۲۶ روز	۱۲۹۰	سمہ دیو کا بھائی
۴۶	رنجن تبتی	۱۰ سال چند ماہ	۱۳۰۶	تبت سے آیا
۴۷	اودن دیو	۱۵ سال ۲ ماہ ۱۰ روز	۱۳۲۱	سینا دیو کا خویش
۴۸	رانی کوتا دیوی	۶ ماہ ۱۵ روز	۱۳۳۶	زن اودن دیو
	۲۷ راجاؤں نے	۱۵۳ سال ۶ ماہ ۱۷ روز حکومت کی		

یہ ہم نے کاشمیر کے ہندو راجاؤں کی فہرستیں لکھی ہیں اب ہم مسلمانوں کی سلطنت کا حال لکھتے ہیں ۷۱۵ھ میں کہ سینہ دیو کا راج کاشمیر میں تہا ایک مسلمان شاہ میر نام قلندری لباس میں کاشمیر میں آیا اور راجہ کا نوکر ہو گیا۔ شاہ میر اپنی نسبت ارجن پانڈو تک پہنچاتا ہے۔ اسی زمانہ میں مرزبان قندہار کا میر بخشی دلجو جمعیت لیکر کاشمیر میں آیا اور اوسکو زیر و زبر کیا راجہ سینہ دیو نے رعایا سے بہت زر زور سے لیا۔ اور اوس کو دلجو پاس بھیجکر لابہ گری کی اور خود کوہستان کے تنگنائے میں چلا گیا۔ دلجو برف کے سبب یہاں نہ ٹھہر سکا قندہار چلا گیا اسکے بہت آدمی برف میں گل کر مر گئے۔ انہیں ایام میں مرزبان تبت کے بیٹے رنجن نے کاشمیر پر تاخت کی اور ملک کو ویران کیا جب راجہ سینا دیو مر گیا تو رنجن ہی راجہ ہو گیا اور داد دہش میں نام آور ہوا۔ شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا اوسکی ہمنشینی و دمسازی کے سبب سے راجہ نے اوسکا مذہب اختیار کیا جب راجہ رنجن فوت ہوا تو اوسکا قرابتی راجہ اودن دیو قندہار سے آنکر راجہ ہوا۔ اوسنے بھی شاہ میر کو جو راجہ رنجن کے بیٹے چندر کی اتالیقی کرتا تہا اپنا وکیل مقرر کیا۔ اوس نے شاہ میر کے دو بیٹوں جمشید اور علی شیر پر اعتبار کر کے صاحب اختیار بنایا۔ شاہ میر کے دو اور بیٹے سیانک و ہندال تھے وہ بڑے دغو کے جو انمرد تھے جب راجہ نے شاہ میر اور اوسکے بیٹوں کا استیلا و غلبہ دیکھا تو اوسنے رنجیدہ خاطر ہو گیا۔ اور اوسکا اتالیق اپنے پاس بند کر دیا۔ شاہ میر اور اوسکے بیٹوں نے تمام پرگنات کاشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اور راجہ کے نوکروں کو اپنا غلام بنا لیا۔ روز بروز راجہ کا زور گھٹتا گیا اور شاہ میر کا غلبہ بڑھتا گیا۔

سنہ ۱۳۳۶ء میں راجہ مرگیا اور اوسکی رانی کوتا دیوی اوسکی قایم مقام ہوئی۔ اوسنے استقلال حکومت کے لئے شاہ میر کو پیغام بہیجا کہ چندر بن راجہ رنجن کو وہ راجہ بنائے۔ شاہ میرنے اوسکو قبول نہیں کیا۔ رانی بہت سپاہ لیکر شاہ میر پر چڑہی مگر گرفتار ہوئی۔ شاہ میرنے حیلہ سازی کرکے رانی سے نکاح کیا اور مسلمان کیا۔ پہر دوسرے روز رانی کو مقید کیا۔ لوای شاہی خود بلند کیا اور خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ سلطان شمس الدین خطاب رکھا +

کاشمیر میں ملت اسلام کا رواج اسی بادشاہ کے زمانہ سے ہوا اور کاشمیر کے طبقہ سلاطین کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ اوسنے بادشاہ ہوکر کاشمیر میں جو خرابیاں اور تباہیاں پہیلی ہی تہین ونکا علاج کیا اور رعایا کی یہ رعایت کی کہ اونپر محصول شش یک یعنی چھٹا حصہ مقرر کیا طائفہ لون نے اسسے مخالفت کی تہی اونکو مارکر ستیاناس ملادیا۔ اوسنے دو قوموں چک اور ماکری کو سرفراز کیا۔ انہیں دو فرقوں میں سے کاشمیر میں اکثر سپاہی اور امرا تہے جب بڑہاپے نے زور کیا تو کاروبار سلطنت اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کو سپرد کیا اور خود بفراغت عبادت میں مشغول ہوا۔ دو سال ۱۱ ماہ ۲۵ روز سلطنت کرکے سنہ ۱۳۴۹ء میں مرگیا۔

شمس الدین کے بعد اسکا بڑا بیٹا اعیان دولت کے اتفاق سے بادشاہ ہوا مگر رعیت او سپاہ نے اوسکے چہوٹے بہائی علی شیر کو مدنی پور میں بادشاہ بنایا۔ جمشید نے بہائی پر لشکرکشی کی۔ اول رفق و مدارا سے پیش آکر صلح کا طالب ہوا۔ علی شیر نے صلح سے انکار کرکے بہائی پر شبخون مارا اور اوسکو شکست دی جمشید مدنی پور کو خالی دیکہکر ایلغار کرکے اوسپر چڑہ گیا جب علی شیر کو اسکی خبر ہوئی تو وہ مدنی پور میں آیا۔ جمشید اوس سے لڑ نہ سکا کمراج بہاگا۔ جمشید کے وزیر سراج نے علی شیر کو بلاکر سری نگر اوسکے حوالہ کیا۔ جمشید ایک دو ماہ سلطنت کرکے سنہ ۱۳۴۹ء میں مرگیا +

جمشید مرنیکے بعد اوسکا چہوٹا بہائی علی شیر بادشاہ ہوا اوسنے اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکہا اور اپنے بہائی سیا ملک کو صاحب اختیار کیا۔ اسکے عہد میں قحط سے بہت آدمی مرے جو طائفہ مخالف ہوکر کشتوار کاشغر چلا گیا تہا۔ اوسکو بلطائف الحیل بلاکر کاشمیر میں محبوس کیا۔

سلطان شمس الدین کی سلطنت +

سلطان جمشید کی سلطنت +

سلطان علاء الدین کی سلطنت +

بخشی پور کے نزدیک اپنے نام پر شہر علاء پور آباد کیا۔ اسکے احکام مخترعہ میں سے یہ ایک حکم تھا کہ
زن نا پارسا میراث شوہر نہ پائے جسکے سبب سے بہت عورتیں پارسا ہو گئیں۔ ۱۲ سال ۸ ماہ
۱۳ روز سلطنت کرکے ۷۶۵ھ ۱۳۶۳ میں مر گیا۔

۴ سلطان شہاب الدین کی سلطنت

جب سلطان علاء الدین نے مراحل زندگی کو طے کیا تو اوسکا چھوٹا بھائی سیانک بادشاہ ہوا
اور اوسنے اپنا لقب سلطان شہاب الدین رکھا۔ وہ حلیق و شجاع تھا جس روز کسی جگہہ سے
فتحنامہ نہ آتا اوس روز کو معاہیئ زندگی میں نہیں شمار کرتا۔ اور اوسکے چہرہ سے آثار کدورت
ظاہر ہوتے۔ وہ ولایت مجددہ کو مالکان قدیم کو سپرد کرتا۔ دریاء سند کے کنارہ پر وہ لشکر کو لے گیا
یہاں حاکم جام اسّے لڑنے آیا اور شکست پائی۔ قندہار و غزنین کے حاکم ہمیشہ اوس سے
ہراساں ہیں ہے۔ وہ پیشاور میں گیا مخالفوں کی جمع کثیر کو قتل کیا کتل ہندوکش میں آیا
صعوبت راہ کے سبب سے بہت تکلیف اوٹھائی اور مراجعت کی۔ دریاء ستلج پر معسکر بنایا۔ نگرکوٹ
کا راجہ دہلی کے محالات کی لوٹ سے مالامال ہو رہا تھا کہ وہ اوسکی خدمت میں آیا۔ بہت سی غنائم جو اوسکو
ہاتھہ آئیں تھیں وہ اوسکو پیشکش میں دیں۔ اور اطاعت اختیار کی تبت خرد کا حاکم اس پاس آیا
اور درخواست کی کہ سلطان کی سپاہ اوسکے ملک کو آسیب نہ پہنچائے۔ اطراف و ولایات کو
مسخر کرکے اپنی دار الحکومت میں آیا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا۔ اور اپنے
دو حقیقی بیٹوں حسن خان و علی خاں کو دہلی کی طرف اس سبب سے خارج کیا کہ اونکی سوتیلی ماں نے
اونکی طرف سے اسے بہکایا تھا۔ مگر اسے پشیمان ہوکر حسن خاں کو طلب کیا تھا وہ جموں میں آیا تھا
کہ شہاب الدین مریض ہوکر ۷۸۵ھ ۱۳۸۶ میں مر گیا۔ شہاب پور اوسنے آباد کیا۔ ۲۰ برس سلطنت کی +

سلطان قطب الدین کی سلطنت +

جب سلطان شہاب الدین نے بساط حیات کو طے کیا تو اوسکا بھائی ہندال سلطان قطب الدین کے
لقب سے بادشاہ ہوا۔ وہ تنقید احکام میں خود اہتمام کرتا تھا۔ بعض امراء شہاب الدین کے تصرف میں
قلعہ لوہ کوٹ تھا۔ اوسکی آخر سلطنت میں اوسنے سرکشی کی اوسکی تسخیر کے واسطے اوسنے ایک سردار
کو بھیجا طرفین سے سخت لڑائیاں ہوئیں آخر میں یہ سردار مارا گیا۔ کچھہ دنوں بعد قطب الدین نے
اپنے برادرزادہ حسن خان کو دہلی سے بلایا۔ وہ باپ کے مرنے کی خبر سنکر جموں سے دہلی چلا گیا تھا

سلطان سکندر بت شکن کی سلطنت +

جب حسن خاں کشمیر میں آیا تو سلطان کا ارادہ اوسکو ولیعہد بنانے کا ہوا کہ اہل حسد نے پادشاہ کو اغوا کر کے اس ارادہ سے باز رکھا بلکہ اوسکے گرفتار کرانے کا ارادہ کیا۔ راے راول نے اس ارادہ سے حسن کو مطلع کیا۔ وہ بھاگ کر لوہ کوٹ میں چلا گیا جسنے شاہ کے مخالفوں کو یہاں تقویت ہوئی۔ ان دونوں کو زمینداروں نے گرفتار کر کے شاہ پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے راے راول کو تو مار ڈالا اور حسن کو قید کیا۔ آخر عمر میں سلطان کے دو بیٹے پیدا ہوئے جنکے نام سگا اور ہیبت خاں تھے یہ دونو بیٹے خرد سال تھے کہ بادشاہ کا انتقال ۷۹۶ھ ۱۳۹۴ء میں ہوا۔ مدت سلطنت اوسکی پانچ سال پانچ مہینے تھی +

اسکے عہد میں میر سید علی ہمدانی کاشمیر میں آئے۔ اور ایک خانقاہ اونکے نام پر سلطان نے بنوائی قطب الدین کے بعد اوسکا بیٹا سگا جانشین ہوا۔ اور سکندر اپنا لقب کہا۔ اسکی کم عمری کے سبب سے اوائل حکومت میں مہمات ملکی میں اوسکی مادر دخل دیتی تھی۔ اکثر امور کو نیک طور سے سرانجام کرتی تھی جب اوسنے سلطان سکندر سے مخالفت کے آثار اپنے داماد شاہ محمد میں دیکھے تو اوسکو اور اوسکی زوجہ کو یعنے اپنی بیٹی کو قتل کرا دیا۔ راے بکری نے کہ امراء عظام میں تھا۔ ہیبت خاں برادر شاہ سکندر کو زہر دیکر ہلاک کیا۔ اسی سبب سے شاہ سکندر کو اوسسے کینہ ہوگیا اور اوسکے دفع کے درپے ہوا مگر استقلال ایسا کمال کے ساتھ رکھتا تھا کہ کبھی اپنے ارادہ کو قوہ سے فعل میں نہیں لایا۔ راے بکری کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اوسنے شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو بندہ جاکر تبت کو جو کہ کاشمیر سے قریب ہی تسخیر کرلے۔ اس سے غرض اسکی یہ تھی کہ شاہ کے آتش غضب سے دور ہو جائے۔ بادشاہ نے اس درخواست کو اس خیال سے منظور کر لیا کہ وہ شاید ان جنگلوں میں ہلاک ہو جائے تو بے سعی مقصد حاصل ہو جائے۔ راے بکری نے تبت میں لشکر لیجاکر اوسکو تسخیر کر لیا۔ ممالک تبت پر تصرف کر کے جمعیت تمام بہم پہنچائی اور بغاوت اختیار کی شاہ سکندر لشکر جمع کر کے اوسکی طرف متوجہ ہوا۔ سرحد پر جنگ ہوئی۔ راے بکری بھاگا وہ پکڑا گیا اور زہر کھا کر مرگیا شاہ سکندر نے تبت اور اوسکی اطراف کا انتظام خوب کر لیا۔ انہیں ایام میں امیر تیمور نے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اپنے ایلچیوں کے ہمراہ

دو ہاتھی اس پاس بھیجے جب سکندر نے افتخار کیا۔ اور ایلچیوں کو بہت روپیہ دیا۔ امیر پاس عرضداشت بھیجی کہ جہاں حکم ہو وہاں حاضر ہوں امیر نے اوسکو کہلا بھیجا کہ جب ہم دہلی فتح کرکے پنجاب میں آئیں تو وہ ہماری خدمت میں حاضر ہو جب دہلی کو فتح کرکے کوہ سوالک سے امیر پنجاب کا عازم ہوا تو سلطان سکندر بڑی پیشکش تیار کرکے اوس سے ملنے چلا۔ اثناء راہ میں سنا کہ بعض امرا و وزراء صاحبقرانی نے کہا کہ سلطان سکندر کو تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی طلائی پیشکش میں لانی چاہئے۔ اس خبر کو سُن کر پریشان خاطر دریا سے اُلٹا چلا آیا اور عرضداشت اس مضمون کی امیر پاس بھیجی کہ بندگان امیر کے لائق پیشکش تیار کرکے حضور کی بندگی میں حاضر ہوتا ہوں۔ جب امیر کو عرضداشت کے مضمون پر اطلاع ہوئی تو اوسنے کہا کہ وزرا نے نامعقول بات کہی ہے وہ بے دغدغہ ہمارے پاس حاضر ہو۔ جب سکندر نے یہ سُنا تو وہ بہت خوشی خوشی پیشکش لیکر امیر کی ملازمت کے لئے کشمیر سے چلا۔ بارہمولہ میں پہنچا تھا کہ امیر سندھ سے پار ہو کر سمرقند کو چلا گیا۔ تو اوسنے اپنے آدمیوں کے ہمراہ پیشکش امیر تیمور پاس بھیجوائی اور خود کاشمیر میں چلا آیا۔ سلطان سکندر میں سخاوت ایسی تھی کہ اوسکی شہرت سُن کر عراق و خراسان و ماوراءالنہر سے آدمی اوسکی ملازمت کے لئے چلے آتے تھے۔ کاشمیر میں علم و فضل کا رواج ایسا ہوتا جاتا تھا کہ وہ عراق اور خراسان کا نمونہ ہو گیا تھا۔ سید محمد ایک عالم تھے جن سے کہ آداب دین سلطان سیکھتا تھا۔ ایک برہمن سودیو بھٹ مسلمان ہوا تھا اور شاہ نے اوسکو مطلق العنان وزیر کیا تھا اور اوسکو اپنا دنیوی معتمد علیہ بنایا تھا یہ وزیر ہندوؤں کے آزار اور ایذا دینے میں بہت سعی کرتا تھا۔ اوسکے کہنے سے سلطان نے حکم دیا کہ سب برہمن اور دانایان ہند مسلمان ہوں اور جو مسلمان نہو کاشمیر سے باہر نکل جائے اور قشقہ پیشانی پر نہ کھینچیں اور عورتیں خاوندوں کے ساتھ ستی نہ ہوں۔ سونے چاندی کے بت تو ڑ کر سب گلا دیئے جائیں اور اونکے سکے ڈھالے جائیں اس سبب کاشمیر کے ہندوؤں کو بہت تکلیف ہوئی جب برہمنوں کو ترک مذہب و وطن دشوار معلوم ہوا انہوں نے خودکشی کی بعض جلاوطن ہو کر دوسرے ملک میں چلے گئے بعض نے سلطان اور وزیر کے ترس کے

سبب سے مسلمانی کا اظہار بطریق تقیہ کے کیا اور کاشمیر میں رہے۔ بڑے بڑے بتخانے اوس نے
تڑوا ڈالے کہ اوس کا خطاب بت شکن ہو گیا۔ سلطان کے احکام محبتہ میں سے یہ ایک تہا کہ اوسکی قلمرو
میں شراب بکنے پائے اور اوسکی ولایت میں کسی شخص سے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان تمغا نہ لیں
آخر عمر میں تپ محرق میں گرفتار ہوا اپنے بیٹوں میر خاں و شاہی خاں و محمد خاں کو ایک مجلس میں
طلب کیا اور وفاق و اتحاد کے لئے ہر ایک کو نصیحت کی اور اپنے بڑے بیٹے میر خاں کو
علی شاہ کا خطاب دیکر سلطنت حوالہ کی ۸۱۹ھ میں انتقال کیا۔ ۲۲ سال ۹ مہینے سلطنت کی۔

سلطان علی شاہ بن سلطان سکندر بت شکن

سلطان علی شاہ باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اگرچہ خرد سال تہا مگر سلطان سکندر
کی مہابت و صلابت ایسے لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ لوگ اوسکی اطاعت سے تجاوز
نہیں کرتے تھے۔ ابتدائے سلطنت میں کل مہمات ملک کا اہتمام سیوو دیو بہٹ کے حوالہ کیا جو
سکندر کا وزیر تہا۔ اس وزیر نے چار سال وزارت کی اوسنے ہندوں پر وہ ظلم و ستم کئے کہ
خدا کی پناہ اوسنے اپنی قوم برہمنوں کا ستیاناس ملا دیا۔ جو انمیں مسلمان نہ ہوتا قتل ہوتا تہوڑے
دنوں میں کاشمیر میں برہمنوں کا نشان نہ رہا۔ وہ مسلمان ہو گئے یا جلا وطن ہوئے جب یہ وزیر
دق کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا تو سلطان علی شاہ نے اپنے بہائی شاہی خاں کو کار و بار
سلطنت سپرد کیا۔ یہ بہائی تدبیر و شجاعت میں یگانہ تھا تمام مہمات شاہی کو سرانجام دیتا
اور بہائی کو آرام سے رکہتا جب علی شاہ نے عالم کی سیر کا یا سفر حجاز کا قصد کیا تو اپنے
بہائی شاہی خاں کو جانشین کیا اور دوسرے اپنے بہائی محمد خاں کو اطاعت و انقیاد
کے لئے نصیحت کی جب اپنے خسر راجہ جمو پاس وہ رخصت ہو گیا تو اس راجہ اور راجہ راجوری
نے اوسکو سرزنش کی کہ خود ترک شاہی کر کے اپنا جانشین شاہی خاں کو کیا۔ وہ یہ جانتے
تہے کہ استرداد سلطنت بے مدد و اعانت میسر نہیں ہو گا تو راجہ جمو اور راجہ راجوری بڑے
لشکر کے ساتھ علی شاہ کے مدد ہوئے اور کاشمیر گئے اور ملک کو شاہی خاں کی تصرف سے
نکال کر شاہ علی کے تصرف میں دوبارہ لائے شاہی خاں سیالکوٹ میں گیا۔ ان دنوں میں
جسرت شیخا گکہر نے جو سمرقند سے امیر تیمور کی قید سے بہاگ آیا تھا پنجاب پر خوب تسلط کر رکھا تھا

شاہی خاں نے اس پاس پناہ لی علی شاہ بہت سا لشکر لیکر کاشمیر سے نکلا جسرت وشاہی خان
پر ایلغار کی ۔ اونہوں نے بھی پہاڑوں میں صفیں آراستہ کرکے جنگ کی اور علی شاہ کو شکست دی
بعض کہتے ہیں کہ اوسکو زندہ گرفتار کر لیا بعض کہتے ہیں کہ وہ فرار ہو گیا شاہی خاں نے اس کا
تعاقب کیا اور پایۂ تخت کشمیر پر خود ہو بیٹھا اہل کشمیر اوس سے ایسے خوش تھے کہ اونہوں نے
شادیانوں کے نقارے بجائے علی شاہ کی سلطنت نو سال نو ماہ تھی +

سلطان زین العابدین کی سلطنت کا ذکر

جب شاہی خاں کاشمیر میں بجائے بھائی کے تخت پر بیٹھا تو اوسنے سلطان زین العابدین
اپنا لقب رکھا اور جسرت کی مدد کے لیے بہت سا لشکر بھیجا کہ وہ ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر
کرلے شاہ دہلی کی برابری تو جسرت نہ کر سکا سلطان بہلول لودی سے بھی شکست پائی مگر سلطان
کی لشکر کی یاوری سے پنجاب میں اوسنے خوب اپنی سلطنت کا سکہ جمایا ۔ سلطان کو ملک گیری
کا شوق ہوا تبت پر لشکر بھیجا اور اوسکو تسخیر کیا ۔ اور آب سندھ کے کنارہ پر جو ولایات تھیں اکثر
اونپر قبضہ کیا ۔ اپنے بھائی محمد خاں کو صاحب مشورت کیا اور مہمات کلیات وجزئیات
اسکے سپرد کیے وہ خود قضیوں کا فیصلہ کرتا جمیع طوائف مردم کے ساتھ صحبت رکھتا علوم ہندوان
کو اوسنے حاصل کیا تھا ہمیشہ اوسکی مجلس ہندو مسلمان داناؤں سے بھری رہتی ۔ علوم
موسیقی سے خوب ماہر تھا تعمیر ولایات اور تکثیر زراعات اور نہروں اور ندیوں کے کھدوانے میں جیسی توجہ
اس بادشاہ کو ہوئی کشمیر میں پہلے کسی حاکم کو نہیں ہوئی ۔ اوسنے حکم عام دیدیا کہ تمام ولایت
میں جس کسی کی کوئی چیز چوری جاوے اوسکا تاوان رعیان قریہ دیں ۔ اس سبب سے تمام قلمرو میں چوری
بہت کم ہوگئی سیو و بھٹ کے سبب سے جو بد رسمیں جاری ہوگئی تھیں اونکو بند کیا ۔ نرخ نویسی اجناس جو
ظالم نے جاری کی تھی اور پہلے کسی بادشاہ کے زمانہ میں نہ ہوئی تھی اسنے اوسکو دور کیا ۔ تانبے
کے پتروں پر اپنے قواعد وضوابط کو کندہ کراکے ہر شہر و ہر دہ میں اونکو لگوا دیا تاکہ ظلم کی رسوم
کشمیر سے دور ہو جائیں یہ بھی اونپر لکھ دیا کہ جو شخص ہمارے بعد ان دستوروں پر عمل نہ کرے وہ خدا کی
لعنت میں گرفتار ہو ۔ سری بھٹ ایک طبیب حاذق تھا اسکی التماس سے ان برہمنوں کو بلاد دوردست
سے بلایا جو سکندر کے زمانہ میں سیو و بھٹ کی تشویش سے باہر چلے گئے تھے ۔ اونکے واسطے

املاک مقرر کیں اونکو اپنے معابد و مقام میں وہیں آباد کیا۔ جزیہ معاف کیا اور گاؤکشی کو برطرف کیا۔ تمام پنڈتوں کو بلاکر عہد لیا کہ جو کچھہ اونکی کتابوں میں لکھا ہے اوسکے خلاف کام نہ کریں ہندؤں کی تمام رسوم و عادات کہ سکندر کے زمانہ میں موقوف ہوئی تھیں وہ پھر جاری کیں قشقہ کھینچنے کی ستی ہونیکی اور ایسی رسمیں پھر جاری ہوئیں پیشکش و جرمانہ اور اور مصادرات (ڈنڈ) کہ شقدار لیتے تھے موقوف کئے حکم عام دیا کہ سوداگر ولایتوں سے جو اشیا خرید کر لائیں اونکو چھپائیں نہیں تعین قاحش نہ کریں تھوڑا فائدہ لیکر بیچڈالیں سلطان نے تمام قیدیوں کو جو سلاطین سابق کے عہد میں مقید ہوئے تھے یکقلم آزاد کیا اوسکے ضوابط میں سے تہا کہ جس ولایت کو فتح کرتا اوسکا خزانہ لشکر میں قسمت کرتا اور اپنی سلطنت کے قواعد کے موافق رعایا پہ خراج مقرر کرتا اور سرکشوں و متکبروں کو گوشمالی دیتا اور مرتبہ اعلی سے مرتبہ ادنی پر اونکا تنزل کرتا۔ فقیروں و ضعیفوں پر نوازش کرکے درجہ متوسط میں رکھتا تاکہ تونگری سے بغاوت نہ کریں اور افلاس سے گدائی مطلق اختیار نہ کریں وہ پارسا اس حد پر تھا کہ بیگانہ عورت کو بجائے مادر و خواہر سمجہتا تھا۔ وہ یہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ نامحرم کے روے پر اور غیر کے مال پر خیانت سے نظر کرے۔ رعایا پر مہربانی کی کہ گز و جریب کو زیادہ کردیا خرچ خاصہ اُس حاصل سے اوٹھتا جو کان مس سے پیدا ہوتا اور مزدور اسمیں ہمیشہ کام کرتے تھے سکندر کے عہد میں سونے چاندی وغیرہ کے بت شکستہ ہوکر سکے بنائے گئے تھے انمیں کھوٹ تھی تو سلطان نے حکم دیا کہ مس خالص جو کان سے نکلتا ہے اوسکے سکے بناکر رائج کریں سلطان جس پر غضب ہوتا کچھہ ضرور نہ تہا کہ اوسکو سزا دیتا جس سے وہ ناخوش ہی ہوتا تو اوسکو اپنی ولایت سے اسطرح اخراج کرتا کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ سلطان مجھ سے خفا ہے وہ راضی جاتا اور سامان سازی اوسکے ضمن میں ہوجاتی۔ اوسکے زمانہ میں ہر شخص جس مذہب پر چاہتا چلتا۔ دوسرا شخص ازروے تعصب اسکا متعرض نہیں ہوتا صلح کل سے نصیبہ وافر رکھتا تہا سلطان سکندر کے عہد میں جتنے مسلمان ہوے تھے وہ سلطان کے عہد میں مرتد ہوگئے علماء اسلام میں سے کوئی اونکے ارتداد کی روک وگیر نہیں کرسکتا تہا سلطان کوہ ماران کے نزدیک نہر لایا اور ایک نیا شہر آباد کیا۔ اور

اسنے شہر بھی آباد کئے اور کالیو وغیرہ دور دور سے نہریں لایا۔ اونکے پل باندھے۔ زراعت
کو بہت ترقی دی جن مواضع کو خود اوسنے آباد کیا تھا وہاں علماء و فضلاء و غربا کو متوطن کیا
تاکہ آیندہ و روندہ کو طعام دیں محتاجوں کو جو نقد و جنس درکار ہو وہ اونکے لئے صرف کریں مملکت
کشمیر میں اس جگہہ کے سوا جہاں وہ نہیں گیا کوئی زمین بے آب و زراعت نہ رہی سلطان نے ارادہ
کیا کہ ویرناگ کے حوض میں کہ مثل دریا کے نظر آتا ہے ایک عمارت تعمیر کرے بعد مشورہ و تفکر و
تامل کے یہ قرار پایا کہ چوب کے مربعات بنا کے اونکو پتہروں سے بہر کر پانی میں غرق کریں جب وہ
بلند ہوں تو اونپر عمارات بنائیں۔ جب پتہر چند گز بلند ہو گئے تو سلطان نے اونپر عمارات
عالی بنائیں منازل و مساجد و باغوں سے اوس کو آراستہ کیا اوسکا نام لنکا رکھا ایسی عمدہ
عمارت کمتر ہوتی ہیں اوسکے واسطے مواضع بھی وقف کئے۔ دنیا سے اوسکی وارستگی اس مرتبہ
تھی کہ وہ اسباب سلطنت سے اپنا تعلق نہیں رکھتا تہا اور خزانے کو جمع نہیں کرتا تہا۔ اوسکے عہد میں
ملا محمد ایک ایسا شاعر دانشمند ہوا کہ مجلس میں بیٹھکر ہر بحر و قافیہ میں شعر کہتا تھا۔ اور جو مشکل مسئلہ
اسے پوچھتے اسکا جواب دیتا تھا سلطان جمیع علماء اسلام کی تعظیم میں تقصیر نہیں کرتا تھا
ایسے ہی جوگیوں کا بھی احترام کرتا تہا وہ کسی طائفہ کے عیب پر نظر نہیں کرتا تھا یہی ہنر اہتمر
رکہتا تہا سلطان کی عادت میں تھا کہ وہ چور کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیتا تھا جب کوئی چور
پکڑا جاتا تو اوسکو حکم دیتا کہ اونکے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر عمارت و سنگ و گل میں اونسے کام لیں
رحم دلی کے سبب سے آدمیوں کو شکار سے منع کر دیا تہا۔ رمضان میں وہ خود گوشت نہیں کہاتا تہا۔
علم موسیقی کا وہ ایسا قدر شناس تہا کہ ایران و توران سے اس فن کے ماہر اسکے دربار میں جمع ہو گئے
تھے۔ خواجہ عبد القادر کہ صاحب تصانیف ہے اسکا شاگرد ملا عودی خراسان سے آیا۔ اور ملا جمیل
آیا کہ خوشنویسی اور نقش بستن میں یکتا تہا۔ شاہ فارسی و ہندی و (سنسکرت) و تبتی زبان
میں ایسی مہارت رکہتا تہا کہ خوب بول سکتا تہا بہت سی کتابیں عربی۔ فارسی۔ و کشمیری
و ہندی۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرائیں غیر ملکوں کے بادشاہ خط و کتابت
اوسکے ساتہہ رکہتے تھے خاقان سعید مرزا نے اس پاس خراسان سے تازی گھوڑے بھیجے اور شتر

ارمغان کے طور پر بھیجے۔ سلطان بہلول شاہ لودی و سلطان محمود گجراتی سے پیوند دوستی رکھتا تھا
راجہ تبت کی خان سرور کی جھیل کے دو راج ہنس بھیجے تھے جو نہایت خوبصورت تھے اور اونکی
نسبت مشہور تھا کہ اگر دودھ اور پانی کو ملا کر اونکے روبرو رکھدو تو وہ پہلے دودھ کو پی لیتے تھے
اور خالص پانی کو جدا کر دیتے تھے اور پھر وہ اس پانی کو پی جاتے تھے۔ بادشاہ نے ابتدائے
شاہی میں اپنے بھائی محمد خان کو وکیل اور ولیعہد مستقل کیا تھا۔ جب محمد خان مرگیا تو اوسکے
بیٹے حیدر کو پدر کا جانشین کیا۔ اور سلطان کے دو کوکہ مسعود و سید تھے اونکو صاحب اعتبار
کیا اونکے درمیان ایسی خصومت ہوئی کہ دونوں کا کام یوں تمام ہوا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور
دوسرا قصاص میں قتل ہوا۔ سلطان کے تین بیٹے تھے آدم خان سب سے بڑا تھا۔ وہ باپ کی نظر میں ہمیشہ
خوار رہتا تھا منجھلا بیٹا حاجی خان تھا اوسکو سلطان بہت عزیز رکھتا تھا۔ چھوٹا بیٹا بہرام خان تھا
اوسکو جاگیر بہت دے رکھی تھی۔ اونسے ملا ادیا کو جو حاجی تھا دریا خان کا خطاب دیا اور تمام کاروبار
مملکت اوسکے سپرد کیا۔ خاطر جمع سے عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ بھائیوں میں باہم نزاع ہوا۔
سلطان کے حکم سے بسر کردگی آدم خان سوار و پیادہ فوج کی جمعیت کے ساتھ تبت پر گیا اور اوسکو آسانی سے
فتح کیا اور بہت سی غنیمت سلطان پاس لایا اور اوسکو خوشحال کیا۔ سلطان نے اوسپر نوازش کی
سلطان نے حاجی خان کو (لوہ کوٹ) پر نامزد کیا۔ آدم خان کو بسبب حاجی خان کی ناسازگاری
کے اپنے پاس رکھا۔ بعض فتنہ انگیز واقعہ طلبوں نے حاجی خان کو سمجھایا کہ لوہ کوٹ سے بغیر سلطان کے حکم
کے کشمیر کو روانہ ہوا۔ سلطان نے اول پیام بھیجکر اوسکو نصیحت کی اور آنے سے منع کیا مگر وہ متاثر نہ ہوا
آخر کار لشکر عظیم لیکر میدان پلپل میں جنگ کے ارادے سے آیا اگرچہ حاجی خان اپنے فعل زشت سے
پشیمان ہو کر بادشاہ کی ملازمت میں آنا چاہتا تھا۔ مگر اوسکے سپاہیوں نے صف بندی کرکے لڑائی
شروع کردی۔ نامی سردار طرفین کے مارے گئے۔ آدم خان صبح سے شام تک بڑی جوانمردی سے لڑتا
حاجی خان ہار کر بھیرا پور کو فرار ہوا۔ آدم خان نے تعاقب کرکے بھگوڑوں کو مارا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ جب تک
حاجی خان ہاتھ نہ آئے تعاقب کئے جاؤں۔ مگر سلطان اسکا مانع ہوا۔ اور تعاقب سے باز رکھا
حاجی خان نے اپنی سپاہ بقیۃ السیف کو ہمراہ لیا اور بھیرا پور سے بھیرہ میں آگیا۔ اور زخمیوں کے علاج میں

معروف ہوا سلطان فتح کے بعد کشمیر میں آیا مخالفوں کے سروں کا منارہ بنا کے بلند کیا حاجی خان
کے لشکر کے اسیروں کو قتل کیا۔ آدم خاں کے ہمراہ ولایت کامراج کی سپاہ تھی اونسے اس جماعت
کے حال کی تحقیق کی جو حاجی خان کے اغوا کا باعث ہوئی اور اونکے اہل و عیال کو بہت آزار پہنچایا
اور اونسے بہت روپے لئے۔ اس سبب سے حاجی خاں کے اکثر سپاہی اس سے جدا ہو کر آدم خان پاس
آگئے۔ بعد اس واقعہ کے سلطان نے آدم خاں کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ آدم خاں کو اس دولت
پر چھ سال استقلال رہا۔ ملک معمور تھا کہ ان دنوں میں کشمیر میں ایسا قحط پڑا کہ آدمی نان کے
عوض جان دینے لگے طلاء و نقرہ کو چھوڑ کر غلہ و آذوقہ کی چوری کرنے کو غنیمت جاننے لگے۔
کچے میوے کھانے سے فقرا و غربا مرنے لگے بعض بھوک کے شالی کے پوست سے پیٹ بھرتے پھر
وہ بھی اونکو میسر نہیں ہوتا سلطان اس قحط سے نہایت ملول تھا اوسنے ذخیرہ کے غلات کو رعایا
میں تقسیم کیا قحط کی بلا دور ہوئی بعض جگہ چوتھائی بعض جگہ ساتواں حصہ خراج کا توشہ میں دیا۔
آدم خاں نے حسب ولایت کمراج پر دست تاراج دراز کیا اور ان حدود میں ظلم و فساد کی بنیاد
قایم کی جو آدمیوں پاس دیکھتا اُسے لے لیتا۔ بہت سے آدمی اوسکے ہاتھ سے تنگ ہو کر سلطان پاس
فریاد کو آئے سلطان جو حکم اُس پاس بھیجتا وہ اوسکو نہ سنتا قطب الدین پور میں اوسنے سلطان سے
لڑنے کو لشکر جمع کیا سلطان اسسے متوہم ہوا اور بلطایف الحیل تسلی دیکر اوسکو کمراج جانب
بھجوایا۔ اوسکے شر کے دفع کرنے کے واسطے بحسب ضرورت استمالت کے ساتھ حاجی خاں کو فرمان
بھیجکر جلد بلایا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں آدم خاں کامراج سے آیا حاجی خاں کو جنگ کرکے
شکست دی۔ سوپور کو غارت کرکے خاک سیاہ بنا کے ہموار کیا سلطان نے یہ خبر سنکر افواج قاہرہ آدم خان
کے سر پر بھیجا وقع و نواح میں ایسی لڑائی لڑے کہ جتنے زیادہ تصور میں نہیں آسکتی بہادر خانکے نامی بہادر مارے گئے وہ مغلوب ہوا۔
اور فرار کے وقت دریائے بہت کا پل سوپور توڑا اور آدم خان کے تین سو آدمی غرق ہوئے سلطان شہر سے نکلکر سوپور
کی طرف گیا اور رعایا کو دلاسا دیا۔ اس طرف دریائے بہت کے سلطان تھا۔ اور دوسری طرف آدم خان۔
اس عرصہ میں حاجی خان سلطان کے حکم سے بارہ مولہ کے نزدیک آیا سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے بہرام خان کو حاجی خان
کے استقبال کے لئے بھیجا۔ ان دونو بھائیوں نے ایکدوسرے کے ساتھ بہت خصوصیت ظاہر کی

حاجی خان کے آنے سے آدم خان دل تنگ ہوا۔ ہراس غالب ہوا۔ پنجاب چلا گیا سلطان حاجی خان کو لیکر شہر میں آیا۔ اور اوسپر التفات کر کے ولیعہد کیا۔ اوسنے شب و روز خدمت کی اخلاص و ادب کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تقصیرات سابق کی تلافی خوب کی۔ اسکی بادشاہ کے دل میں ایسی جگہ ہوئی کہ اور فرزندوں سے زیادہ اوسکی اعانت کرتا اوسکے آدمیونکو مناصب و جاگیریں دیتا۔ بعد کچھ مدت کے حاجی خاں کے دائم الخمر ہونے سے اور نصیحت کے نہ سننے سے باپ اوس سے رنجیدہ ہو گیا۔ سلطان اسہال دموی میں مبتلا ہوا مزاج اوسکا حاجی خاں سے متغیر ہوا۔ اور مہمات شاہی معطل رہیں گو امرا نے مخفی آدم خاں کو طلب کیا وہ بادشاہ پاس گیا مگر بادشاہ کی نزدیک اسکا آنا نہ آنا مساوی تھا۔ التفات اوسکے حال پر اصلا نہ کیا۔ لیکن آدم خاں نے بھائیوں کے ساتھ موافقت کی اور امرا کے ساتھ عہد و پیمان کئے۔ نیک خواہوں نے سلطان سے عرض کیا ملک خراب ہوتا ہے حضور اپنے بیٹوں میں سے جسکو چاہیں مقرر کردیں مگر بادشاہ نے اونکی اس التماس کو نہیں قبول کیا تقدیر الہی پر کار چھوڑا۔ اتفاقاً تینوں بھائی آپسمیں ملے پھر بہرام خاں نے ایسی وحشت آمیز باتیں اپنے دونو بھائیوں سے کہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور نقض عہد باہم کیا۔ سلطان سے آدم خاں رخصت لیکر بھائیوں سے جدا ہوا اور قطب الدین پور میں چلا گیا۔ حاجی خاں اور بہرام مسلح ہو کر آدم خاں کے دفع رفع کرنے میں لگے ہر روز لڑائی کو جاتے تھے۔ اس خبر سے سلطان کی بیماری روز بروز افزوں ہوتی تھی حواس معطل ہو گئے اطبا علاج سے عاجز ہوئے جب سلطان رات دن بیہوش رہا تو آدم خان رات کو تنہا قطب الدین پور سے سلطان کو دیکھنے آیا اور لشکر کو اطراف شہر میں محافظت کے لئے چھوڑا۔ رات کو سلطان کے دیوانخانہ میں رہا حسن خاں کچھی کہ امیران نامدار میں سے تھا۔ اسی رات کو حاجی خاں کی بیعت امرا و وزرا سے کرادی۔ دوسرے روز آدم خاں کو فریب دیکر کشمیر سے باہر لے آئے حاجی خاں کو بلایا۔ وہ دیوان خانہ میں آیا طویلہ کے گھوڑوں پر متصرف ہوا۔ اور بہت لشکر جمع کر کے قلعہ سے باہر کھڑا چاہتا تھا کہ سلطان کو دیکھے لیکن مخالفوں کے غدر کے اندیشہ سے نہ گیا۔ آدم خاں نے جب حاجی خاں کے غالب ہونے کی خبر سنی تو وہ کشمیر سے باہر پکلی کی راہ سے ہندوستان روانہ ہوا

اوسکے نوکر بدیل ہوکر اوس سے جدا ہوگئے۔ زین لارک کہ حاجی خاں کے امراء معتبر میں سے تھا وہ آدم خاں کے پیچھے پڑا۔ وہ خوب لڑائیاں لڑا اور زین لارک اور اوسکے بھائیوں کو قتل کیا اور باہر چلا گیا۔ اسوقت حاجی خاں کا بیٹا حسن خاں بھی آگیا۔ اس سے باپ کو بڑی تقویت ہوئی شاہ ٦٩ برس کی عمر میں سنہ ۸۷۴ھ میں دنیا سے رخصت ہوا ٥٢ سال سلطنت کر گیا۔ اوسکو سب چھوٹے بڑے خدا کے خاص بندوں میں سے شمار کرتے ہیں اور ولی سمجھتے ہیں اور خلع بدن کی تیرھواں میں جانتے تھے +

شاہی حاجی خان المخاطب بہ شاہ حیدر

حاجی خان نے باپ کے تین روز مرنے کے بعد شاہ حیدر کا خطاب پایا سکندر پورہ میں کہ نوشہرہ مشہور ہے اپنے باپ نے اوسکے رسم کے موافق جلوس کیا۔ بہرام خاں اوسکے بھائی اور حسن خاں اوسکے بیٹے نے تاج سلطنت اوسکے سر پر رکھا حسن خاں کو کمراج جاگیر میں دیا اور امیرالامرائی ولیعہد اپنا کیا اور ضلع ناکام بہرام کو دیا۔ اکثر امراء جو تعزیت و تہنیت کی تقریب سے اس پاس آئے تھے رنجیدہ خاطر اپنی جاگیروں میں گھر گئے۔ وہ ملک کے احوال سے بے خبر تھا۔ اوسکے وزرا رعایا پر تعدی کرتے تھے دتولی یا تولی ایک حجام تھا اوسکو اپنا مخصوص بنایا جو کچھ وہ کہتا اوس پر عمل کرتا وہ آدمیوں سے رشوت لیتا تھا۔ اور جسکے ساتھ وہ خود بد ہوتا سلطان کا مزاج اوس سے منحرف کرا دیتا۔ حسن خاں کچھی (کچھہ کا رہنے والا) جسنے اوسکی بیعت میں سب سے زیادہ سعی کی تھی وہ تولی حجام کی سعایت سے قتل ہوگیا۔ اسوقت آدم خاں نے بہت لشکر جمع کیا اور دلاوری جموں کے انتزاع کا قصد کیا جب حسن خاں کچھی کے قتل کی خبر پہونچی تو فسخ عزیمت کیا۔ بلکہ راجہ جمو کی رفاقت میں مغلوں سے لڑنے گیا جو اس نواح میں آئے تھے لڑائی میں ایک تیر لگنے سے وہ مر گیا شاہ حیدر نے برادر کی لاش کو منگا کر باپ کی بغل میں دفن کیا سلطان شرب مدام سے سخت مرضوں میں مبتلا ہوا۔ امرا نے بہرام خاں سے اتفاق کرکے اوسکو بادشاہ بنانا چاہا یہ خبر فتح خاں ولد آدم خاں کو پہونچی وہ شاہ کے حکم سے سرہند میں گیا تھا اور اوسنے قلعہ بہت فتح کئے تھے۔ وہ بطریق ایلغار لشکر گراں کے ساتھہ کشمیر میں آیا۔ غنائم بے شمار بادشاہ کی

خدمت میں لایا مگر بے اجازت آیا تہا- اہل غرض نے باتیں بناکر بادشاہ کے مزاج کو متغیر کردیا تہا اور اوسکی کوئی خدمت مجرا نہ ہوئی- بادشاہ ایک دن گج کئے ہوئے مکان میں گیا اور وہاں شراب پی حالت مستی میں اوسکا پاؤں پہسلا اور وہ ۸۷۴ھ میں مرگیا اور ۱۴ مہینے سلطنت کرگیا-

شاہی شاہ حسن ولد شاہ حیدر

بعد پدر کے ایک شبانروز میں احمد اسود کی سعی سے شاہ حسن کو شاہی ملی- دوسرے روز شاہ نے اون آدمیون کو مقید کیا جنسے اوسکو توہم تہا اور اسکندرپور سے نوشہرہ میں چلا آیا- اور یہاں اقامت اختیار کی- باپ دادا چچا کا خزانہ آدمیوں پر نثار کیا- احمد اسود کو ملک احمد کا خطاب دیکر مدار المہام مقرر کیا- اور اوسکے بیٹے نوروز کو حاجب مقرر کیا- بہرام خان اپنے بیٹے سمیت لشکر سے ہندوستان چلا گیا- شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے ضوابط و قواعد کو از سر نو زندہ کرنا چاہا- شاہ حیدر کے زمانہ میں انکے اندر خلل پڑگیا تہا- بعض فتنہ پرداز بہرام خاں پاس گئے اور جنگ کی تحریص کی بعض نے لکھہ کر اوسکو بلایا- بہرام خاں ولایت کمراج میں آیا- بادشاہ اوسوقت دینا پور میں سیر کرنے گیا تہا- یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کے قصد سے سوپور میں آیا ملک تاج کو ایک لشکر گراں کے ساتہہ بہرام خاں سے لڑنے بہیجا- موضع نولہ پور میں ایک سخت لڑائی ہوئی- بہرام خاں کے تیر لگا اور اوسنے شکست پائی- وہ اور اوسکا بیٹا دونو گرفتار ہوئے باپ کی آنکہوں میں میل کہنچی گئی جسنے وہ تین روز میں مرگیا- بیٹا قید میں رہا- ملک احمد اسود وزیر بالاستقلال ہوا- پنجاب و دامن کوہ میں شاہ دہلی کی طرف سے تاتار خاں حاکم تہا- اوسنے لڑنے راجہ جمو گیا- اوسکے ہمراہ شاہ حسن نے ملک ہاٹی رینہ کو آراستہ لشکر کے ساتہہ بہیجا- یہ لشکر تاتار خان سے لڑا اور اوسکے ملک کو تاراج کیا- شہر سیالکوٹ کو برباد کیا- سلطان کی بیوی حیات خاتون دختر سید حسن بن سید ناصر بہقی اوسسے دو بیٹے پیدا ہوئے- ایکا نام محمد رکہکر ملک باری بہٹ کو تربیت کیلئے سپرد کیا اور دوسرے کا نام حسین رکہکر ملک نوروز بن ملک احمد اسود کو پرورش کے لئے حوالہ کیا- ملک احمد اور ملک باری میں رنجش ہوگئی اور ایکدوسرے کے دفع کرنے کے درپے ہوئے- امرا میں بہی خلاف ہوا اور بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں

یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک رات کو جمعیت کرکے دیوان خانہ شاہی میں آئے۔ دست اندازی کی اور آگ لگائی۔ اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع اوسکے عزیزوں کے مقید کیا مال اسباب اُسکا لوٹ لیا۔ اور وہ قید ہی میں مر گیا سلطان حسن نے سید ناصر کو کہ سلطان زین العابدین کا مقرب تھا اور مجلس میں اوسکو اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا کاشمیر سے اول خارج کیا پھر اوسپر عنایت کرکے بلایا وہ راہ ہی میں مر گیا۔ اوسکے بیٹے سید حسن کو کہ حیات خاتون کا پدر تھا۔ بلا کر اختیارات اوسکو دئے اونسے امراء کاشمیر سے سلطان کا مزاج منحرف کرا دیا اور ایک جماعت کثیر کو قتل کرا دیا۔ اور ملک بارس (؟) ری کو قید کرایا۔ باقی اور امرا خوف کے مارے بھاگ گئے جہانگیر ماگری کہ امرا بزرگ میں سے تھا قلعہ لوہر کوٹ کو بھاگ گیا سلطان حسن اسہال کے مرض میں مبتلا ہوا۔ اونسے وصیت کی کہ میرے بیٹے چھوٹے ہیں۔ یوسف خاں بن بہرام خان جو قید میں ہے فتح خاں پسر آدم خاں کہ ولایت جسرت میں ہیں ان دونو کو سلطان بنائیں اور محمد خاں کو ولیعہد۔ سید حسن نے بظاہر قبول کیا اور سلطان نے اسی مرض میں رحلت کی۔ اس کی حکومت کی مدت معلوم نہیں +

شاہی سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن خان مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا لڑکا تھا وہ سید حسن کی سعی سے باپ کا جانشین ہوا۔ اوسکے سامنے جب اسباب طلا و نقرہ و اسلحہ و اقمشہ وغیرہ رکھے گئے تو اونمیں سے اوسنے کمان کو ہاتھ میں لیا اسے حاضرین نے اوسکی بزرگی اور مردانگی پر استدلال کیا۔ اسوقت سادات کو استقلال از حد تک پہنچ گیا تھا کہ امراء اور وزرا میں سے کسی کو سلطان پاس وہ آنے نہیں دیتے تھے کشمیری انکی بات سے تنگ تھے کشمیر میں تاتار خاں کے خوف سے پرسرام راجہ جمو آیا تھا اونھوں نے اوسکے ساتھ اتفاق کرکے عذر مچایا اور سید حسن کو اور تین اور سیدوں کو باغ نوشہرہ میں مارا۔ اور آب بہت سے گذر کر پل توڑ ڈالا اور جمعیت بہم پہنچا کر مورچے باندھے سید محمد پسر سید حسن کہ سلطان کا ماموں تھا جمعیت کے ساتھ دیوانخانہ میں سلطان کی محافظت کے لئے آیا۔ اس شب میں ایسا فتنہ عظیم برپا ہوا کہ ہر شخص کا ناک میں دم آیا۔ سید زیتا نے چاہا کہ یوسف خاں بن بہرام کو قیدخانہ سے باہر نکالے

سید علی خان کوکہ امرا ساداتمیں تہا جب خبر ہوئی تو اوسنے یوسف خان کو قتل کیا۔ اور ملک تاج محمد بہت کو جو یوسف خاں کے لیے تاسف کرتا تہا مارڈالا غرض مخالفون سے سید علیخان اور سادات جنگ پر آمادہ ہوئے۔ بدانتظامی یہانتک ہوئی کہ شہر میں چور علانیہ آنکر چوری کرنے لگے سیدوں نے ایک خندق حفاظت کے لیے بنائی۔ شہر اور مواضع میں جہاں مخالفون کے گہروں کو دیکہا ڈہاڈہو کر پیوند زمین کیا تکبر کے سبب سے لوگ نگہبانی نہیں کرتے تھے۔ جہانگیر ماکری لوہرکوٹ سے حسب الطلب آیا۔ سادات نے اوسے پیغام صلح کیا اوسنے قبول نہیں کیا۔ ایکدن اسکا بیٹا داؤد سیدوں سے لڑکر مارا گیا۔ ساداتنے خوشی کے نقارے بجایے۔ اور مخالفوں کے سروں کے منارے لگائے۔ دوسرے روز سیدوں نے چاہا کہ غلبہ کرکے پل سے گذریں۔ مگر مخالفوں نے پل کے درمیان لڑائی شروع کی جب پل ٹوٹ گیا تو آدمی ڈوب کر مرگئے۔ سادات نے بابلخان لودہی حاکم پنجاب کو خط لکہکر مدد مانگی اوسنے بہت لشکر اونکی مدد کے لیے بہیجا۔ جب لشکر بھمبر میں آیا تو یہاں کا راجہ چنش اوسے لڑا اور اوسکے اچھے اچھے آدمیوں کو قتل کیا کشمیریوں اور سادات میں دو مہینے تک جنگ قایم رہی۔ آخر کشمیریوں نے اپنی تین فوجیں بنائیں اور دریا سے گذر کر اطراف کوہ میں دوڑ گئیں۔ سادات نے آنکر اونکا مقابلہ کیا اگر اونکے مخالفوں کی جمعیت انسے اضعاف تھی۔ سادات میں سے اکثر اعیان قتل ہوئے جو بچے وہ شہر ہری نگر کو فرار ہوئے۔ کشمیریوں نے تعاقب کرکے اونکو قتل کیا۔ اور شہر میں آگ لگائی اور سیدوں کے دو ہزار آدمیونکو قتل کیا۔ یہ واقعہ ۸۶۲ھ میں ہوا۔ بادشاہ کے پاس حیلوانجانہ میں سب کشمیری ملکر گئے اور اوسکے سرپر تاج اپنے ہاتہ سے رکہا اور کشمیر سے سید علی خان اور سادات کو خارج کیا۔ پرسرام راجہ جموں کو بہت روپیہ دیکر بادشاہ سے جدا کیا۔ کشمیریوں میں سے ہر ایک سرداری کا دعویدار تہا۔ تہوڑے دنوں میں آتش نفاق پھوٹ پڑی۔ تاتارخاں لودہی کی وفات کے بعد فتح خاں سلطان زین العابدین کا پوتا جالندہر سے راجوری میں اپنی مملکت موروثی کے لینے کے لیے آیا تہا۔ اس پاس واقعہ طلب آدمی بہت جمع ہوگئے تھے اوسنے کاشمیر کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو امید تھی کہ جہانگیر ماکری اوسکو سہارا دیگا

لیکن وہ اس توہم سے پاس نہ گیا کہ اوسکے مخالف پہلے سے فتح خاں سے جا ملے تہے وہ محمد شاہ کو باہر لایا اور میدان کر سوار کو معسکر بنایا۔ فتح خاں اوہیرہ پور سے نواحی اودن میں آیا اور خیمہ آب کو درمیان رکہا۔ اور بادشاہ کی برابر خیمہ زن ہوا۔ اس روز دونوں طرفین سے صفیں آراستہ ہوتی تہیں اور آتش حرب مشتعل ہوتی تہی۔ اول فتح خاں کو ایسا غلبہ ہوا کہ قریب تہا کہ لشکر سلطان کو پریشان کردے مگر جہانگیر ماگری نے پائے ثبات ایسا مستحکم کیا کہ فتح خاں کے لشکر کے پچاس بڑے آدمیوں کو مارا اور فتح خاں کو شکست دی۔ جہانگیر ماگری اوسکے تعاقب میں گیا۔ قریب تہا کہ اوسکو گرفتار کرلیتا۔ مگر منافقوں میں سے کسی نے شہرت دی کہ سلطان محمد شاہ مخالفوں کے ہاتہہ میں اسیر ہوگیا۔ جہانگیر پریشان ہوکر تعاقب سے باز رہا۔ سلطان فتح کے بعد دار السلطنت میں آیا۔ راجوری کے راجہ نے فتح خاں کو اپنے ملک میں پناہ دی تہی اسلئے سلطان نے ملک باری بہٹ کو اوسکے ملک کے تاخت تاراج کرنے کے لئے بہیجا۔ فتح خاں گو کچہہ دنوں غائب رہا مگر اوسنے بہرام کلہ کی نواح میں جمعیت بہم پہنچائی اور وہ سری نگر کی طرف چلا۔ جہانگیر ماگری مقابلہ کے لئے لشکر لیکر چلا اور بہ ناکامی کے موضع کہوا کہ میں آیا۔ فتح خاں کا نوکر وزیر فرصت پاکر شہر میں گیا اور قید میں سے امراء کی ایک جماعت کثیر کو چہڑا لایا انمیں سیفی ڈار اور زنگا راے تہے۔ ان دو کی خلاصی سے جہانگیر اندوہگیں ہوا۔ فتح خاں سے صلح کا ارادہ کیا اور یہ چال چلا کہ راجہ راجوری کو جسکی مدد کے لئے فتح خاں آیا تہا پیغام دیا کہ فتح خاں کے لشکر میں تفرقہ پیدا کرے۔ راجہ راجوری اور جہانگیر نے متفق ہوکر فتح خاں کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اسکا تعاقب کیا۔ فتح خاں نے جموں میں جاکر اوسکو مسخر کرلیا۔ اور لشکر جمع کرکے پہر تیسری دفعہ کاشمیر میں آیا۔ اس عرصہ میں بادشاہ اور جہانگیر ماگری نے سادات کو جنکو پہلے خارج کیا تہا دلاسا دیکر بلایا۔ اون کے آنے کے بعد سلطان اور فتح خاں میں ایک جنگ عظیم ہوئی جسمیں فتح خاں کی طرف سے سیفی خاں ور زنگا راے مردانہ لڑے اور سلطان کی طرف سے سادات نے خوب ترددات کئے اور ایک جماعت کثیر اونمیں سے شہید ہوئی باقی جو رہے وہ سلطان اور جہانگیر کے نزدیک

معتقد ہوئے۔ اس مرتبہ فتح خان شکست پاکر چلا گیا۔ پہر بہت سا لشکر جمع کرکے آیا۔ لڑائیاں لڑا اکثر غالب ہوا ؎

گل شادی اگر خواہی زخار غم مکش دامن خارم گر طالب گنجی بہ کام اژدہا در نہ

نوبت یہانتک آئی کہ سلطان پاس کوئی نوکر نہ رہا۔ اور سارا خزانہ اوسکا جاتا رہا جہانگیر ماکری زخمی ہوکر کسی کونہیں بہاگ گیا میر سید محمد بن سید حسن فتح خاں پاس آیا کچھہ دنوں بعد زمینداروں نے محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خاں کے حوالہ کیا۔ اسوقت اوسکی سلطنت پر دس سال ۷ مہینے گذرے تہے۔ فتح خان اوسکی اپنے بہائیوں کے ساتہہ دیوانخانہ میں نگہبانی کرتا تہا۔ اور اوسکے کہنے کے موافق تمام ضروریات کا اسباب اور کہانے پینے کی چیزیں مہیا رہتی تہیں +

فتح شاہ بن آدم خان کی اولدفعہ حکومت

فتح خاں نے ۸۹۰ھ میں سریر شاہی پر بیٹھہ کر اپنا لقب فتح شاہ رکھا اور سیفی اور ڈنگر اے کو اپنے کاموں کا اختیار دیا۔ اسوقت میں شاہ قاسم انور بن سید محمد نوربخش کا مرید میر شمس الدین عراق سے کاشمیر میں آیا۔ ایک خلقت اوسکی معتقد ہوئی۔ فتح خاں نے تمام املاک جو ضبط کی تہیں وہ اوسکے مریدوں کو دیدیں اوسکے صوفیوں نے معابد ہنود کی تخریب میں کوشش کی اور کوئی اوسکا مانع نہ ہوسکا۔ ان تہوڑے دنوں میں میر شمس کے اہل کشمیر خصوصًا طائفہ چک مرید ہوگئے۔ لوگوں نے اسکا مذہب شیعہ تصوف کے لباس میں اختیار کیا۔ جو آدمی جاہل تہے اور میر شمس کی رموز کو نہیں سمجھتے تہے اوسکے مرنے کے بعد وہ ملحد ہوگئے۔ آخر کو امرا میں مذہبی نزاع ایسا اٹہا کہ دیوانخانہ میں اونہوں نے آنکر ایک دوسرے کو قتل کیا۔ فتح خاں کے اعیان امرا میں ملک اچہی ڈار بینا تہے۔ وہ محمد شاہ کو زندان سے نکال لائے اور بادشاہ بنا لائے۔ مگر آثار رشد اسمیں نہیں دیکہے اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور اونہوں نے چاہا کہ محمد شاہ کو پہر فتح شاہ کے حوالہ کریں مگر محمد شاہ کو اوسکی خبر ہوگئی وہ کسی جگہ باہر بہاگ گیا بعد ازاں فتح شاہ نے ملک کشمیر کو تین برابر حصوں میں تقسیم کی ایک حصہ اپنے پاس رکہا اور ایک حصہ ملک اچہے کو اور دوسرا شنکر کو دیا۔ ملک اچہے کو وزیر مطلق اور شنکر کو دیوان کل کا

خطاب دیا۔ ایک مدت اس طرح گذری کہ ابراہیم پسر جہانگیر ماگری کہ سپاہ میں منصب داری اوسکو ملا تھا وہ محمد شاہ پاس ہندوستان میں گیا اور اوسکو ترغیب دیکر ولایت کشمیر میں لایا۔ فتح خان اور اوسکے درمیان ایک جنگ عظیم ہوئی فتح خان کو شکست ہوئی اور وہ ہیرہ پور کی راہ سے ہندوستان کی طرف چلا گیا۔ اوسکی شاہی پر نو سال گذرے تھے کہ یہہ واقعہ پیش آیا +

دوبارہ محمد شاہ کی بادشاہی

محمد شاہ بار دوم ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء میں تخت پر بیٹھا۔ فتح خاں ایک جمعیت عظیم ہمراہ لیکر کشمیر پر متوجہ ہوا۔ محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا بے جنگ بھاگ گیا اس دفعہ اوس کی مدت شاہی ۹ مہینے نو روز تھی +

فتح شاہ کا دوبارہ بادشاہ ہونا

فتح شاہ نے دوبارہ بادشاہی میں عدل سے کام لیا محمد شاہ ہزیمت پاکے دہلی کے بادشاہ سکندر لودی پاس چلا گیا۔ بادشاہ دہلی نے حمایت کے لئے اوس کے ساتھ ایک لشکر کیا اوسنے کاشمیر میں آکر فتح شاہ کو شکست دی وہ شکست پاکر ناچار ہندوستان کو رہ گرا ہوا اور وہیں وفات پائی۔ اوسکے نوکر اوسکی نعش کو ہندوستان سے کاشمیر لے گئے ۹۲۲ھ میں وہ مقبرہ زین العابدین میں دفن ہوا۔ اس دفعہ اوس کی مدت شاہی ایک سال و ایک ماہ تھی۔

محمد شاہ کا سہ بارہ بادشاہ ہونا

اب محمد شاہ نے سریر شاہی پر تیسری دفعہ اجلاس کیا ملک کاجی چک کو اپنا وزیر مقرر کیا جب محمد شاہ کو استقلال حاصل ہوا تو اکثر امراء فتح شاہ مثل سیفی ڈرنگرا وغیرہ کو قتل کرایا شنکر زینا قیدخانہ میں مرگیا جب ملک کاجی چک نے قیدخانہ میں ابراہیم ماگری کو قید میں ڈالا اوسکا بیٹا اقبال ماگری ہند کے آدمیوں سے اپنے ساتھ اتفاق کرکے سکندر خاں بن فتح شاہ کو بادشاہ بناکر کشمیر میں لایا محمد شاہ و ملک کاجی چک نول پور

پرگنہ ماہگل میں سنہ ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں مخالفوں سے لڑنے آیا۔ سکندر خاں تاب مقاومت نہ رکہتا تہا قلعہ ناکام میں آگیا ملک کاجی نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ کچھ دنوں فریقین میں جنگ ہوئی۔ امراء سلطان بغاوت کرکے سکندر خاں سے جا ملے۔ ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود کو اونسے لڑنے کے لئے بہیجا۔ اوسنے مردانہ جنگ کرکے جان کہوئی مگر فتح پائی۔ اسکندر خاں ناکام ہوکر قلعہ ناکام سے باہر بھاگ گیا۔ ملک کاجی قلعہ میں آیا اور اوسکے ماکری پریشان و ابتر ہوکر اسکندر خاں کے پیچھے گئے محمد شاہ نے مسرور و خوش مراجعت کی اور زیادہ استقلال حاصل کیا۔ اس اثناء میں شاہ کا مزاج ملک کاجی سے اعدا کی سعایت سے منحرف ہوگیا۔ ملک کاجی چک کو اوسنے راجوری میں بہیجدیا۔ اوسنے یہاں آنکر راجوری کے گردکے راجاؤں کو اپنا مطیع بنایا۔ اسوقت اسکندر خاں جو شکست کھاکر بھاگا تھا باہر بادشاہ سے لشکر لیکر لوہر کوٹ (لوہ کوٹ) پر متصرف ہوا ملک بابری برادر ملک کاجی خبردار ہوکر سکندر خاں پر جا چڑہا جنگ کے بعد اوسکو اسیر کرلیا۔ اور شاہ پاس بہیجدیا۔ اس دولت خواہی کے سبب سے بادشاہ ملک کاجی سے راضی ہوگیا اور اوسکو اپنا وزیر مقرر کردیا۔ اور اسکندر خاں کی آنکہوں میں میل کہیچی۔ ابراہیم خاں پسر محمد شاہ کہ اپنی باپ کی ہمراہ ابراہیم شاہ لودہی کے پاس دہلی گیا تھا اور شاہ لودہی نے باپ کو بہت سا لشکر دیکر رخصت کیا تھا اور بیٹے کو اپنے پاس رکہا تھا وہ شاہ دہلی کی وفات کے سبب سے کاشمیر میں آیا تھا۔ ملک کاجی سکندر خاں کے اندہا کرنے سے بادشاہ سے رنجیدہ تھا اور جس بہانہ چاہتا تہا اوسکے مقربوں کو قید خانہ میں بہیجتا تھا اوسنے شاہ کو بھی مقید کیا اور ابراہیم خاں کو شاہ بنایا۔ اس مرتبہ محمد شاہ کی شاہی ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۲ روز رہی۔

ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی بادشاہی

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا تو ملک کاجی کو مستقل وزیر اپنا کیا ابدال ماکری ابن ابراہیم ماکری جو ملک کاجی کے ہاتھ سے جفائیں اٹہاکر بابر بادشاہ پاس گیا تہا اوسنے اوس سے عرض کیا کہ میں دشمنوں کے غلبہ سے حضور کی پناہ میں آیا ہوں اگر حضور لشکر سے

میری مدد کریں تو میں حضور کے لئے کشمیر باسانی فتح کرسکتا ہوں - بابر بادشاہ نے شیخ علی بیگ و محمد خاں و محمود خاں کی سرکردگی میں ایک لشکر ابدال ماگری کے ساتھ کیا - ابدال ماگری نے یہ سوچکر کہ اہل کشمیر مغلوں سے نفرت کرینگے مصلحت کے لئے نازک شاہ بن ابراہیم کے نام شاہی کو اوسنے قرار دیا تاکہ کاشمیر پر حملہ کے لئے ایک حجت ہو - ملک کاجی اور شاہ ابراہیم لشکر لیکر مقابلہ کو نکلے موضع سلاج کو لشکر گاہ بنایا ملک کاجی کو ماگری نے پیغام بھیجا کہ میں بابر بادشاہ سے کمک لایا ہوں جسکی شوکت و صلابت وہ ہے کہ دہلی کے بادشاہ ابراہیم کو جس پاس پانچ لاکھ سپاہ تھی طرفۃ العین میں خاک میں ملا دیا - تیری خیر اسی میں ہے کہ اس بادشاہ کی دولتخواہی اختیار کر اگر یہ دولت نصیب نہیں تو اس لشکر سے لڑ وقت امتثال و اقدام کا نہیں ہے - ملک کاجی چک سید ابراہیم وغیرہ لڑے مقابلہ عظیم ہوا - بہت آدمی قتل ہوئے - ابراہیم شاہ اور ملک کاجی کو شکست ہوئی اور ملک کاجی بھاگ کر پہاڑوں میں چلا گیا اور ابراہیم کی خبر نہیں کہاں غائب ہوا - آٹھ مہینے ۵ روز سلطنت کر گیا -

ذکر شاہی نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ

نازک شاہ نے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر میں جلوس کیا - اہل کشمیر کو جو مغلوں سے متوہم تھے دلاسا دیکر اپنی تخت نشینی سے انکو خوشحال کیا - سری نگر سے نوشہر میں کہ قدیمی پایہ تخت کشمیر کے بادشاہوں کا تھا آگیا - ابدال ماگری کو وزیر و وکیل مقرر کیا - ابدال ماگری نے خالصہ کشمیر کو چار حصوں میں تقسیم کرکے امرا میں تقسیم کیا اور بابر بادشاہ کے نوکروں کو بہت سے تحفے اور ہدیئے دیکر رخصت کیا - ملک کاجی چک نے محمد شاہ کے قید کرنے پر لعنت ملامت کی اور شیخ امیر علی کو بھیجکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ سے بلا لیا اور محمد شاہ کو چوتھی مرتبہ تخت پر بٹھایا

محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ بادشاہ ہونا

محمد شاہ نے مراسم شکر گزاری کی تقدیم کی اور نازک شاہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اسی سال میں بابر بادشاہ نے انتقال کیا - اور ہمایوں شاہ اوسکا جانشین ہوا - محمد شاہ کی بادشاہی پر ایک سال گذرا تہا کہ ملک کاجی نے جمعیت بہم پہنچائی اور ملک ابدال ماگری نے

اوسکو شکست دیکر بھگا دیا - ان دنوں میں پنجاب میں مرزا کامران کا تسلط تھا -
شیخ علی بیگ و محمد خان مغل کشمیر کی فتح کے بعد ابدال ماکری سے بے رخصت لیے چلے گئے
تھے - اونہوں نے مرزا کامران سے عرض کیا کہ ہمکو کشمیر کا حال خوب معلوم ہے اگر حضور تھوڑی
سی توجہ فرمائیں تو تمام ولایت کاشمیر کمال آسانی سے ہاتھہ آسکتی ہے - مرزا کامران
نے محرم بیگ کو سپاہ کا سردار بنا کے ان امرا کے ساتھہ کہ کشمیر سے آئے تھے کشمیر کو بھیجا
جب افواج مغل کشمیر کے نزدیک آئی تو کشمیریوں نے تمام اسباب و اموال اپنا خوف کے مارے گھروں
میں چھوڑا - اور خود کوہستان میں چلے گئے - افواج مغل نے شہر کو تاراج کیا اور اسمیں آگ
لگائی - اور بعض کشمیریوں کو کہ کوہستان سے مغلوں کے لڑنے آئے تھے قتل کیا - ابدال ماکری کا
یہ عقیدہ تہا کہ ملک کاجی چک مغلوں کے ہمراہ ہے لیکن جب اوسکو یقین ہوا کہ وہ مغلوں کے ہمراہ
نہیں ہے تو اوسے اتحاد و یگانگی کا اظہار کیا اور اوسکو بیٹوں اور بھائیوں سمیت بلایا اور عہد
و سوگند آپسمیں ہوا جسے کشمیریوں کو قوت حاصل ہوئی اور وہ اتفاق کرکے مغلوں سے لڑے
اور اونکو اپنے ملک سے بھگا دیا +

ملک کاجی چک نے جب ملک ابدال کا غدر و غرور معائنہ کیا تو وہ ناراض ہوکر ہند کو چلا گیا
سنہ ۹۳۹ھ میں شاہ سعید شاہ سلطان کاشغر نے اپنے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو مرزا حیدر
دوغلات کے ساتھہ بارہ ہزار سپاہ دیکر تبت و لار کی راہ سے کشمیر بھیجا - کشمیریوں نے اونکی
صلابت و مہابت کے سبب کشمیر کو خالی کیا اور بے جنگ ادہر اودہر بھاگ کر کوہستان میں
پناہ لی - کاشغریوں نے ولایت کشمیر میں آنکر عمارات عالیہ کو کہ شاہان سابق نے بنائی تہیں
خاک کی برابر کردیا اور شہر میں آگ لگادی اور زمین میں جو خزانے اور دفینے دفن ہوئے
تھے اونکو تلاش کرکے نکال لیا - سارا لشکر لوٹ کے مال سے مالامال ہوکر نہال ہوگیا - جہاں اہل کشمیر
چھپے تھے اونکی خبر لگا کے وہاں پہنچتے تھے اور اونکو قتل و قید کرتے تھے - تین مہینے تک
یہی حال رہا - ملک کاجی چک و ملک ابدال ماکری اور باقی سردار چکدرہ میں پناہ لے گئے
تھے اونھوں نے آپس میں اتفاق کرکے مغلوں سے لڑنے کا ارادہ کیا - اسکندر خان و مرزا حیدر

کاشغری سے خوب لڑے کشمیریوں کو شکست ہو جاتی مگر ملک کاجی چک و ابدال ماکری
نے پائے جلادت محکم کر کے کشمیریونکو لڑنے کی ترغیب و تحریص کی سخت جنگ ہوئی
صبح سے شام تک لڑائی رہی - رات کو دونو لشکر الگ ہو گئے - دونو طرف سے اتنے آدمی
مارے گئے کہ وہ صلح پر راضی ہو گئے - کاشغریوں نے صوف و سقرلاط اور بہت سے نفائس محمد شاہ
پاس بھیجکر صلح اور نسبت خویشی چاہی محمد شاہ نے ملک کاجی چک و ابدال ماکری کی
صلاح سے صلح نامہ لکھا اور غرائب کشمیر کاشغریوں کے ساتھ بھیجے اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ
کی بیٹی کا عقد نکاح شاہزادہ سکندر خاں کے ساتھ ہو اور کشمیری قیدی جو مغلوں کے پاس ہیں
رہا ہوں - غرض کاشغری اس صلح پر راضی ہو گئے اور کاشغر کو چلے گئے کشمیر کے سر سے
بلا ٹلی - اس سال بیرق و ذوات الاذناب یعنی دُم دار ستارے نمودار ہوئے اور کشمیر میں سخت قحط
پڑا اکثر آدمی بھوک کے مر گئے - جو باقی رہے وہ جلاء وطن ہوئے اور دور دور چلے گئے دس
مہینے تک قحط کی تکلیف رہی - پھر تازہ میوہ پیدا ہو گیا کچھ آسودگی ہو گئی انہیں دنوں میں ملک
کاجی چک و ملک ابدال ماکری میں رنجش ہو گئی - اور ملک کاجی زین پور چلا گیا - اور بادشاہ کا
وزیر ملک ابدال ماکری ہو گیا حکام و عمال جو چاہتے رعایا کا حال کرتے - کسی کی فریاد
نہ سنی جاتی نہ داد دی جاتی - چند دنوں کے بعد محمد شاہ تپ محرق میں مبتلا ہوا جسقدر زر
پاس تھا وہ محتاجوں کو دیدیا اور اوسی بیماری میں سنہ ۹۴۲ھ میں مر گیا - اوسکی مدت سلطنت
پچاس سال تھی - گو کبھی کبھی ایسی میں معزولی بھی ہوئی +

سلطان شمس الدین و نازک شاہ

باپ کے بعد سلطان شمس الدین یعنی ابراہیم تخت پر بیٹھا - اوسکے عہد کا حال فقط یہی معلوم ہے
کہ ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری میں کبھی لڑائیاں اور کبھی صلحیں ہوتی رہیں اور کچھ حال
معلوم نہیں بعد ابراہیم کے اوسکا بیٹا نازک شاہ دوبارہ مسند شاہی پر بیٹھا - پانچ چھ مہینے گذرے
تھے کہ مرزا حیدر ترک استیلا پاکر کاشغر پر متصرف ہوا اور اوسنے ہمایوں بادشاہ کا خطبہ و سکہ
کاشمیر میں جاری کیا +

مملکت کشمیر میں مرزا حیدر کا تسلط

جب ۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء میں شیر شاہ شکست پاکر ہمایوں لاہور میں آیا تھا تو ملک ابدال ماکری و زنگی چک اور بعض اعیان مملکت کشمیر نے مرزا حیدر ترک کے وسیلے سے ایک عریضہ اوسکی خدمت میں بھیجا تھا جسمیں کشمیر کی تسخیر کی ترغیب تھی ہمایوں نے مرزا حیدر ترک کو اس طرف روانہ کیا اور اپنا جانا بھی قرار دیا مرزا حیدر ترک سے راہ میں ملک ابدال ماکری و زنگی چک آنکر ملے۔ مرزا حیدر پاس تین چار ہزار سواروں سے زیادہ نہ تھے۔ جب وہ راجوری میں پہونچا ملک کاجی چک جو کا شمیر کا حاکم تھا تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے لیکر کتل کرتل کی راہ سے آیا اور مورچے مستحکم کیئے مرزا حیدر نے اس راہ کو چھوڑ کر پنج کی راہ پر رواں ہوا۔ ملک کاجی چک نے غرور کے سبب سے اس راہ کی محافظت نہ کی۔ مرزا حیدر کوہ سے گذر کر فضائے کشمیر میں آیا اور ناگاہ شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور ملک ابدال ماکری و زنگی چک نے مستقل ہوکر مہمات کو رخت دیا کیا۔ اور مرزا کی جاگیر میں چند پرگنے مقرر کیئے۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ملک ابدال ماکری کی عمر ختم ہوئی۔ اوسنے مرزا حیدر سے اپنے بیٹوں کی سفارش کردی تھی جب مرزا حیدر کشمیر میں آگیا تو شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان میں ملک کاجی چک گیا اوسنے پانچہزار سوار بسر کردگی حسین خاں شروانی اور عادل خاں مع دو فیل کومک کے لئے اوسکے ساتھ کئے۔ مرزا حیدر زنگی چک کو ساتھ لیکر مقابلہ کو گیا دونو لشکر ضنج وکاوہ کے درمیان مقابل ہوئے۔ امرائے شیر شاہی نے ہزیمت پائی مرزا حیدر کو فتح ہوئی جسکی تاریخ فتح مکرر ہوئی ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء مرزا حیدر نے قلعہ اندرکوٹ میں اقامت کی۔ وہ زنگی چک سے بدگمان ہوا تو ملک کاجی چک کے پاس زنگی چک چلا گیا۔ دونو اتفاق کرکے ۹۵۱ھ ۱۵۴۴ء میں سری نگر میں مرزا حیدر کے استیصال کے لیئے آئے۔ بہرام چک پسر زنگی چک سری نگر میں آیا مرزا نے بندگان کوکہ خواجہ حاجی کشمیری کو اونکے دفع کرنے کے واسطے تعین کیا۔ غنیم اس سے لڑ نہ سکا اور بھاگا۔ مرزا کے لشکر نے اسکا تعاقب کیا تو ملک کاجی چک اور زنگی چک بھاگ کر بہرام کلہ میں آگئے۔ مرزا حیدر نے سری نگر میں بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو چھوڑا اور خود تبت کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ اوسنے قلاع بندگ

میں سے قلعہ لوشو کو مع چند قلعوں کے فتح کیا سنہ ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء میں ملک کاجی چک اور اوسکا بیٹا محمد چک تپ لرزہ سے مرگئے یہ سال مرزا نے فراغت سے بسر کیا سنہ ۹۵۳ھ ۱۵۴۶ء میں زنگی چک مرزا حیدر کے آدمیوں سے لڑکر مارا گیا اور اسکا اور اوسکے بیٹے کا سر غازیخاں مرزا پاس لایا ۹۵۴ھ ۱۵۴۷ء میں کاشغر کا ایلچی مرزا سے لار میں ملا۔

خواجہ بہرام پسر مسعود چک جسنے سات سال کی مدت تک کامراج میں خوب لڑائیاں لڑکر سب پر غلبہ حاصل کیا تہا اوسنے غازی میرک سے صلح آمیز باتیں بنانی شروع کیں دونوں کے درمیان عہد و شرط قرار پائے میرک مرزا نے اوسکو سوگند کے بعد طلب کیا جسوقت وہ مجلس میں آیا تو خنجر کو مونہہ سے نکال کر مارا وہ زخمی ہوکر جنگل میں بہاگا وہاں گرفتار کرکے اوسکے سر کو تن سے جدا کیا اور اوسکو مرزا حیدر پاس لار میں اس گمان سے بہجوادیا کہ اوسسے مرزا خوش ہوگا۔ جب عیدی زینا نے اس سر کو دیکہا تو وہ غصہ میں آنکر کہڑا ہوگیا اور اوسنے کہا بعد عہد و سوگند کے کسی کو مارنا سزاوار نہیں ہے۔ مرزا حیدر نے کہا کہ مجھے اس واقعہ کی کچھہ اطلاع نہیں ہے۔ مرزا حیدر لار سے کشتوار کی طرف متوجہ ہوا۔ بندگان کوکہ اور امرا کو ہراول بناکے بہیجا۔ اوسنے تین روز کا سفر ایکدن میں طی کیا اور آب مار کی اس جانب میں موضع دہلوت میں آیا لشکر کشتوار اس دریا کے اس جانب میں تہا تیر و تفنگ سے لڑائی شروع ہوئی۔ کوئی دریا سے عبور نہیں کرسکتا تہا۔ مرزا حیدر کا لشکر دوسری راہ سے کشتوار میں جانے کے لئے وصار میں آیا کہ ایسی آندھی آگئی کہ دن کی رات ہوگئی۔ دہار کے آدمیوں نے ہجوم کرکے اس لشکر پر حملہ کیا و بندگان کوکہ اور عمدہ سرداروں کو مارڈالا۔ بقیۃ السیف بہزار خرابی مرزا حیدر سے جاکر ملے۔ سنہ ۹۵۵ھ ۱۵۴۸ء میں مرزا حیدر یہاں سے نکل کر تبت پر متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیریوں سے چہین کر محمد نظر اور ناصر علی کو دیا و سکلی میں ملا عبد الله کو اور تبت خرد میں ملا قاسم کو مقرر کیا۔ تبت کلاں کو فتح کرکے ملا حسن کو یہاں کا حاکم مقرر کیا سنہ ۹۵۶ھ ۱۵۴۹ء میں قلعہ دیل پر متوجہ ہوا۔ آدم گکھر آنکر مرزا سے ملا۔ دولت چک برادرزادہ ملک کاجی چک نے گناہ معاف کرنے کی اوسنے درخواست مرزا سے کی اوسنے قبول کی۔ مرزا

اور آدم نے دولت چک کو خرگاہ میں بلایا۔ اعزاز و اکرام اوسکا خاطر خواہ نہ ہوا۔ وہ غصہ ہو کر
چلا گیا۔ اور ہاتھی جو پیشکش کے لیئے لایا تھا وہ اولٹا لے گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اوسکا تعاقب کریں
مگر مرزا مانع ہوا مرزا نے کشمیر کو مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خاں و حسین چک و
بہرام چک کے ہیبت خاں نیازی پاس گئے وہ سلیم شاہ سور سے ہزیمت پاکر راجوری
میں آیا تھا کشمیری ہیبت خاں نیازی کو بارہ مولہ میں اس غرض سے لائے کہ اوسکو کشمیر میں
لے جاکر مرزا حیدر کو یہاں سے نکالیں۔ مگر ہیبت خاں کو یہ امر خود منظور نہ تھا۔ ایک برہمن بھیجکر صلح
کی باتیں مرزا سے کیں۔ مرزا نے اوسکو جواب میں بہت سی باتیں لکھیں کہ وہ موضع ہیرہ میں
کہ ولایت جموں میں ہے چلا گیا کشمیری اُسسے جدا ہوگئے اور سلیم شاہ پاس چلے گئے اور
غازی خان چک مرزا حیدر پاس چلا آیا ۹۵۵ھ میں مرزا حیدر اور سلیم شاہ کے درمیان سفیروں کی آمد و رفت ہوئی اور تحفہ تحائف
آپس میں بھیجے گئے ۹۵۵ھ میں مرزا حیدر نے مرزا قرا بہادر کو کھبرمل کا حاکم مقرر کیا۔ اور کشمیریوں میں سے عیدی رینا و بابک شاہ و حسین ماکری
و خواجہ حاجی کو اوسکے ہمراہ کیا۔ اندرکوٹ میں مرزا قرا بہادر اور کشمیری آئے بارہ مولہ پر اقامت کی کشمیریوں نے فتنہ برپا کیا
اسکی وجہ یہ تھی کہ کشمیریوں کو مغل خاطر میں نہیں لاتے تھے مغلوں نے اس فتنہ کی خبر مرزا حیدر کو دی
اوسکو یقین نہیں آیا اوسنے کہا کہ فتنہ و فساد مچائیں کشمیریوں سے مغل کم نہیں ہیں مرزا حیدر نے حسین ماکری
نے اپنے چھوٹے بھائی علی ماکری کو بھیجا کہ وہ کشمیریوں کے غدر سے اوسکو آگاہ کرے اور سمجھائے
کہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلالے اسپر بھی مرزا حیدر کچھہ خبر نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ کشمیریوں
کی کیا طاقت ہے کہ وہ مغلوں کے ساتھہ غدر کریں کہ وہ لشکر کو واپس بلالے ۲۷- رمضان کو
اندرکوٹ میں آتش عظیم لگی۔ اکثر گھر جل گئے مرزا قرا بہادر اور سب آدمیوں نے مرزا حیدر سے
درخواست کی کہ ہمارے گھر جل گئے ہیں اگر حکم ہو تو اپنے گھروں کو درست کریں۔ اور اسالیبا
آئندہ میں بہرپل میں جائیں مرزا حیدر اصلا اس امر سے راضی نہ ہوا۔ خواہ مخواہ لشکر کو بہرپل
بھیجا جب رات ہوئی تو عیدی رینا اور کشمیریوں نے اتفاق کیا اور مغلوں سے جدا ہوکر بہرپل
بہرپل پر آگئے معتمدوں میں سے حسین و علی ماکری کو جدا کرکے اپنے ساتھہ لے لیا کہ وہ مغلوں
کے ساتھہ کشتہ نہ ہوں۔ جب صبح ہوئی اور بہرپل کے آدمیوں سے لڑائی ہوئی تو مغل

پہاڑوں میں بند ہوگئے۔ سید مرزا بہاگ کر قلعہ بھیر پل میں گیا اور اسی کے قریب نامدار
مغل قتل ہوئے۔ محمد نظیر و مرزا قرا بہادر دستگیر ہوئے۔ بقیۃ السیف بیچ کی راہ سے بہرام کلہ
میں آئے۔ مرزا حیدر اس خبر کو سنکر نہایت محزون ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگوں کے ٹکڑے
کر کے رائج الوقت سکے بنائے جائیں۔ جہانگیر ماگری کو معتبر بنا کے حسن ماگری کی جاگیر اُسے
دی اور اکثر اہل حرفہ کو گہوڑا اور خرچ دیکر سپاہی بنایا۔ اوسکے بعد یہ خبر آئی کہ ملا عبد اللہ
کشمیری یونہی خبر سنکر مرزا حیدر کے پاس آتا تہا کہ اوسکو بارہ مولہ کے نزدیک کشمیریوں نے ہجوم
کر کے مار ڈالا۔ خواجہ قاسم تبت میں مارا گیا اور محمد نظیر راجوری میں گرفتار ہوا۔ کشمیری جمعیت
کر کے بہرام کلہ سے ہیرہ پور میں آگئے۔ مرزا حیدر نے ناچار اُنسے لڑنے کے لئے قصد کیا۔ مرزا
پاس کل ہزار آدمیوں کی جمعیت تہی جنمیں سات سو مغل تہے۔ وہ سری نگر کے قریب جالدگڈہ
کے میدان میں آیا۔ فتح چک جسکے باپ بہرام چک کو مغلوں نے مارا تہا وہ اپنے باپ کے انتقام کے
قصد سے اندر کوٹ میں آیا اور مرزا حیدر کی عمارات کو کہ باغ صفا میں تہیں جلا کر خاک سیاہ
کیا۔ مرزا حیدر کو جب یہ خبر ہوئی تو اوسنے کہا کہ میں ان عمارتوں کو کاشغر سے نہیں لایا ہوں
بعنایت الٰہی پہر بنا لونگا۔ اوسکے عوض میں خیر علی نے شاہ زین العابدین کی عمارات کو سوپور
میں جلادیا۔ مرزا حیدر اوسکی اس حرکت سے خوش نہیں ہوا۔ اہل لشکر نے عیدی زینا اور
نوروز چک کی عمارات کو سری نگر میں جلادیا۔ مرزا خانپور میں آیا۔ یہاں اس موضع میں ایک
درخت بید ہے کہ اوسکے سایہ میں دوسو سوار کہڑے ہو سکتے ہیں اگر اوسکی ایک شاخ کو ہلائیں
تو سارا درخت ہل جاتا ہے۔ مرزا نے غنیم پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا۔ اور مرزا عبد الرحمن اپنے
برادر خرد کو اپنا ولیعہد کیا۔ اوسکے ساتھ شبخون مارنے کے قصد سے سوار ہوا۔ رات کو ایسا ابر سیاہ
اُٹھا کہ جب خواجہ حاجی کے خیمے کے پاس پہنچے تو کچھ نہیں دکھائی دیتا تہا۔ یہ حاجی مرزا کا
وکیل اور مادۂ فساد تہا۔ مرزا حیدر کا قورچی شاہ نظر بیان کرتا ہے کہ اسوقت میں نے تیر پہینکا
تو مرزا حیدر کی آواز میرے کان میں یہ آئی کہ تو نے قباحت کی میں نے جانا کہ اس تاریکی میں
ناگہانی تیر مرزا کے لگا۔ یہ بہی منقول ہے کہ کسی قصاب نے اوسکی ران میں تیر مارا۔ ایک روایت

کہ کمال کوکہ نے تلوار سے اوسکو زخمی کیا۔ مگر مرزا کے جسم پر سواے تیر کے زخم کے کوئی اور زخم نہ تہا جب صبح ہوئی کشمیریوں کے لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مغل مرا پڑا ہے۔ خواجہ حاجی نے اسے جاکر دیکہا تو وہ مرزا حیدر تہا۔ کچہہ رمق باقی تہی کہ اوسنے آنکہیں کہول کر جان آفریں کو جان شیریں سپرد کی۔ آخر کو مغل اندرکوٹ میں گئے۔ کشمیریوں نے مرزا کی نعش دفن کی اور مغلونکو جا گہیرا وہ تین روز تک لڑتے رہے۔ چوتہے روز محمد رومی نے توپوں میں پیسے بہر کر اُن کو مارنے شروع کئے جب مغل ہلاک ہونے شروع ہوئے۔ آخر کو مرزا حیدر کی بیوی خانم نے اور اوسکی بہن خانجی نے مغلوں سے کہا کہ جب مرزا حیدر مرگیا تو اب لڑنے سے کیا فائدہ کشمیریوں سے صلح کرنی بہتر ہے۔ امیر خاں معمار کی معرفت کشمیریوں و مغلوں میں صلح ہوگئی اور عہد و سوگند ہوگئی کہ مغلوں کو کوئی آزار نہیں پہنچاینگے۔ مرزا حیدر کی مدت حکومت دس سال تہی۔

تیسری دفعہ نازک شاہ کا بادشاہ ہونا

کشمیر کے دروازے کہلے تو مرزا حیدر کے توشکخانہ میں کشمیری گئے اور اونکے نفائس امتعہ لوٹ لیں۔ مرزا کے اہل وعیال کو سری نگر میں لے آئے اور ولایت کشمیر کو اسطرح تقسیم کرلیا کہ پرگنہ دیو دولت چک کے حصہ میں پرگنہ دہیج غازی خاں چک کے حصہ میں اور پرگنہ کمراج یوسف چک بہرام چک کے حصہ میں آیا اور ایک لاکہہ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل مرزا کے مقرر ہوئے۔ تمام امراے کشمیری کو خصوصاً عیدی زینا کو بالکل تسلط حاصل ہوا اوسنے نازک شاہ کو بادشاہ بنایا اور نمونہ کے طور پر رکہا +

۹۵۸ھ میں اس تقسیم کے بعد کشمیری امرا میں آپس میں فساد اس سبب سے ہوا کہ ملک کی ۱۵۵۲ تقسیم غیر مساوی تہی کسی کو زیادہ ملا کسی کو کم کسی کو کچہہ نہ ملا اس وقت یہ چار طائفے کشمیر میں اعتبار رکہتے تہے +

(۱) عیدی زینا مع اپنے طایفہ کے۔

(۲) حسن بن ابدال قوم ماکری۔

(۳) کہوسیاں جنہیں بہرام و یوسف چک اپنی اپنی قوموں کے سردار تہے +

(۴) کامیاں جنمیں غازی خاں - کاجی چک و دولت چک بھی اپنی قوموں کے سردار تھے -
چکوں کے امرا نے بیٹیاں باہم بیاہیں جسکے سبب سے انکی قوت زیادہ ہو گئی جسنے عیدی زینا
سری نگر میں مغموم ہوا - اوسنے ایک دن بہرام چک و سید ابراہیم و سید یعقوب کو دعوت میں بلا کر گرفتار
اور محبوس کیا - یوسف چک کو جب اوسکی اطلاع ہوئی تو وہ تین سو سوار اور سات سو پیادے لیکر
دولت چک سے ملا - جب عیدی زینا نے دیکھا کہ کشمیریوں کے ساتھ چک ہوئے ہیں تو اوس نے
مرزا قرا بہادر اور مرزا عبد الرحمن وغیرہ مغلوں کو قید خانہ سے نکال کر اور ہر ایک کو گھوڑا اور
خلعت وخرچ دیا اور لڑنے کے لئے امادہ کیا - طرفین سے لڑائیاں ہوئیں مگر بابا خلیل عیدی
زینا پاس صلح کے لیئے آیا اور اوسنے کہا کہ تو نے کشمیریوں کا اعتبار نہ کیا مغلوں کا اعتبار کیا
اسطرح کی باتیں بنا کے صلح کرا دی - مرزا حیدر کی بیوی خانم کاشغر گئی اور خانجی اوسکی
بہن کابل . + اس واقعہ کے متعاقب یہ خبر آئی کہ کشمیر کی تسخیر کے لیئے ہیبت خان
و سعید خان و شہباز خاں افغان نیازی آتے ہیں پرگنہ بانہال میں مقیم ہیں عیدی زینا
و حسین ماگری و بہرام چک و دولت چک و یوسف چک باہم متفق ہو کر نیازیوں سے لڑنے
گئے طرفین نے خوب جنگ کی ہیبت خان و سعید خان وغیرہ جنگ میں مارے گئے کشمیریوں نے
اونکے سر کاٹ کے سلیم شاہ افغان کے پاس بھیجدیے - اور سری نگر میں فتح و ظفر کے ساتھ
مراجعت کی - اب کشمیریوں میں آپس میں جوتی چلی - دو مہینے تک یہی فساد رہا جس میں
عیدی زینا مارا گیا - نازک شاہ سوا نام کے بادشاہی نہیں کرتا تھا - اوسکو اس نام سے بھی
معاف کر کے امرا نے خود سری اختیار کی +

ذکر شاہی ابراہیم شاہ تیسری دفعہ

جب عیدی زینا اس جہان سے رواں ہوا تو دولت چک کو مہمات کا سارا اختیار ملا اوسنے
دیکھا کہ بادشاہ کا ہونا ناگزیر ہے اوسنے ابراہیم شاہ کو شاہی پر بٹھا کر بطور نمونہ کے
رکھا - اوسی وقت میں خواجہ وکیل مرزا حیدر ترک جنگل سے نکلا اور سلیم شاہ کے پاس
چلا گیا - انہیں دنوں میں ہمشن نیا و بہرام چک گرفتار ہو کر مقید ہوئے - دولت چک نے

یوسف چک کو گھوڑے سے گرایا اور اوسکی گردن توڑ دی ۔
سنہ ۹۶۰ھ ۱۵۵۳ میں غازی خاں و دولت خاں میں عداوت ہوئی جس سے تمام کشمیر میں ایک شورش
پیدا ہوئی حسین ماکری اور شمس زینا کہ ہندوستان میں تھے۔ اس سال میں غازی خاں سے
مل گئے اور بہرام چک و یوسف چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آ گئے۔ یہ اختلاف و نزاع
اُن میں دو مہینے رہا۔ آخر کو ایک دہقان نے فضولی یہ کی کہ وہ دولت چک پاس آیا اور
اوسکے کان میں کہا کہ مجھے غازی خاں چک نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ یہ آدمی جو تو نے اپنے
پاس جمع کر رکھے ہیں وہ سب تیرے دشمن جان ہیں اور ایسے ہی غازی خاں چک کے پاس جا کر
کہا کہ تجھ سے دولت چک صلح چاہتا ہے کسواسطے تو اسنے لڑتا ہے پس ایسے مقدمات
گوش گزار کرنے سے دونو میں صلح ہو گئی۔ شمس زینا بھاگ کر ہندوستان کو چلا گیا۔ انہیں
دنوں میں اہل تبت کلاں آ کر پرگنہ لھاور اور بابر کی گوسفندوں کو بھگا کر لے گئے
یہ پرگنے حبیب خاں چک کی جاگیر میں تھے۔ اس حالت میں دولت چک اور سنکر چک و
ابراہیم چک و حیدر چک پسر غازی خاں اور اعیان ایک انبوہ لشکر کے ساتھ لار کی راہ سے
تبت کلاں کو بھیجے گئے حبیب خاں چک اونکے ہمراہ تھا وہ اہل تبت کے تعاقب میں اُسی راہ پر
گیا کہ اوسکی گوسفندیں گئی تھیں۔ اور ناگاہ قلعہ تبت پر پہونچ گیا اور لڑا۔ یہاں کے سرداروں کو
قتل کیا۔ وہ سب بھاگ گئے حبیب خاں چک نے اپنے چھوٹے بھائی اُویس چک کو تبت
کلاں میں منزل کر کے بلایا مگر اوسنے آنے میں غفلت کی باوجودیکہ حبیب خاں چک کے زخموں
سے خون جاری تھا سوار ہو کر تبت کے قصرہائے عالی میں آیا۔ اہل تبت اوسکے سامنے نہ ٹھہر سکے
بے جنگ بھاگ گئے۔ چالیس آدمی کہ سقف قصر سے چھپے ہوئے تھے پکڑے اونھوں نے
بہت عاجزی کی کہ ہم کو نہ مارو اور ۵۰۰ گھوڑے و ۱۰۰۰ پارچہ پٹو و ۵۰۰ گاؤ قطاس و
۳۰۰ گوسفند و ۳۰۰ تولہ سونا لے لو مگر حبیب خاں چک نے اونکی باتوں پر ذرا خیال نہ کیا۔
سب کو دار پر کھینچا۔ یہاں سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ میں آیا اور اوسکو خراب کیا۔ اہل تبت کلاں نے
تین سو گھوڑے و پانسو پارچہ اور دو سو گوسفند و تیس گاؤ قطاس حبیب خاں پاس بھیجے

اور حبیب خاں نے کاشغری گہوڑے جو ان پاس تہے وہ لیئے پہر وہ سری نگر میں آیا جو شہیا لایا تہا وہ وہاں کے آدمیوں کو دیدیں -

سنہ ۹۶۱ھ (۱۵۵۴ء) میں کشمیر میں زلزلہ عظیم آیا اکثر قریات اور بلاد ویران ہو گئے - قریہ نیلو و آدم پورہ عمارات و اشجار آب بہت سے اس کنارہ سے دوسرے کنارہ پر چلے گئے اور موضع مادرییں کہ پاسے کوہ میں واقع ہے پہاڑ کے گرنے سے قریب چہہ سو آدمیوں کے ہلاک ہو گئے +

ذکر اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کی بادشاہی کا

شاہ ابراہیم کی حکومت پر پانچ ماہ گذرے یہ حقیقت میں دولت چک کی فرمانروائی تہی - بعد اوسکے غازی خاں چک کی بنی آئی اور شاہ ابراہیم معزول و کحول ہوا - سنہ ۹۶۳ھ (۱۵۵۵ء) میں غازی خاں نے برائے نام اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم کو بادشاہ بنایا اور دولت چک کو دار السلطنت سے نکال دیا - ان دنوں میں دولت چک سے بادشاہ کا بیٹا حبیب خاں سوا ایک ہونا چاہتا تہا کہ غازی خاں یہ سنکر دولت چک کے پکڑنے کے ارادے سے گیا - اوسنے سنا کہ دولت مرغابیوں کا شکار کرنے دریا پر گیا ہے تو اوسکے پکڑنے کو گیا - اوسکے گریزہ گہوڑے چہین لیئے - دولت خاں پہاڑوں میں بہاگتا جاتا تہا کہ پکڑا گیا اور اندہا کیا گیا - بعد اس واقعہ کے غازی پاس حبیب خاں چلا گیا - غازی خاں نے نازک چک برادرزادہ دولت چک کو عہدہ وزارت دینا چاہا مگر اوسے اپنے چچا کے کور کرنے کے سبب سے قبول نہیں کیا تو اوسنے اوسکے مقید کرنے کا ارادہ کیا - وہ خبردار ہوا - اور حبیب پاس بہاگ گیا +

حبیب شاہ پسر اسمٰعیل شاہ کا ذکر

اسمٰعیل دو برس سلطنت کر کے مرگیا اور اوسکا بیٹا حبیب اسکا جانشین ہوا - سنہ ۹۶۴ھ (۱۵۵۶ء) کے آخر میں نصرت خاں چک و نازک چک و شنکر چک برادر غازی خاں چک و یوسف چک و ہستی چک نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ عہد کیا کہ آج غازی خاں نے دارو کہائی ہے اور اوسکا بہائی حسین چک بند میں ہے اوسکو بند سے نکال کر غازی خاں چک کو قتل کر ڈالیں جب یہ خبر غازی خاں کو ہوئی تو اوسنے یوسف چک و شنکر چک کو اپنے سے راضی کر لیا اور اپنے پاس بلا لیا - حبیب خاں چک و نصرت خاں چک

دو درویش چک نے یہ قرار دیا کہ قضاۃ و علماء کو درمیان میں ڈال کر عہد و قول لینگے اور پھر غازی خاں پاس جائینگے۔ نصرت خاں چک نے قول غازی خاں چک پاس چلا گیا اور قید ہو گیا۔ حبیب خاں چک نے نازک چک سے اتفاق کیا اور پلوں کو توڑکر وہ باہر چلے گئے اور ستی چک بھی انکے ساتھ ہو گئے۔ آخر الامر غازی خاں نے بہت سا لشکر اونپر حملے کے لئے بھیجا۔ مگر اوسنے شکست پائی۔ کچھہ آدمی اوسکے گرفتار ہوئے۔ حبیب خاں فتح حاصل کرکے کوہ پامول میں چلا گیا۔ غازی خاں اس شکست کے بعد حبیب خاں چک کے دفع کے لئے سوار ہوا۔ وہ گیا تین چار کشتیاں پیدا کیں تین ہاتھی اور تین سو آدمی ساتھہ لیکر دریا پار گیا اور حبیب پر دوبارہ حملہ کیا۔ حبیب خاں کو شکست ہوئی اور اوسکا سر تن سے جدا کیا گیا۔ اور کلہ نامت میں جہاں وہ اکثر رہتا تھا لٹکایا گیا +

اس زمانہ میں بہرام چک ہندوستان سے آیا۔ غازی خاں نے اوسکو پرگنہ کہوتہ باموں جاگیر میں دیا۔ وہ سری نگر سے جاکر اپنے وطن بین گدہ میں گیا۔ سنکر چک و فتح چک وغیرہ بہرام چک سے اتفاق کرکے پرگنہ سوپہ پور میں فساد مچانے لگے۔ غازی خاں نے اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو انپر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر مخالف پہاڑوں میں چلے گئے۔ غازی خاں کوتہ باموں کے ضلع میں گیا اور یہاں کئی روز رہا۔ احمد جوزین برادر حبیب رحچک نے غازی خاں نے وعدہ کیا کہ میں بہرام چک کو گرفتار کرکے سری نگر میں لاؤنگا +

احمد جوزین ایک سرکوب پر چڑہ گیا یہاں ریشی لوگ یعنی صوفی رہتے ہیں اونکو پکڑ کر بہرام کی تفتیش کی تو وہ ہو گئے کہا کہ ہم نے بہرام چک کو کشتی میں بٹھا کے موضع بادمیں میں امیر زینا کے گھر بھیجا دیا ہے۔ یہ ریشی ایک طایفہ ہے کہ سب وقت زراعت کرتے ہیں اور درخت لگاتے ہیں اور اتفاق رکھتے ہیں اور تجرد میں گذارتے ہیں۔ جب امیر زینا کے پاس احمد جوزین گیا اور بہت تفحص کیکے بہرام چک کو پکڑا اور سری نگر میں لایا تو اوسکو پھانسی ملی +

انہیں دنوں میں شاہ ابو المعالی کہ لاہور سے بھاگ کر بعض گکھڑوں کی قید میں پہنسا تھا اور اس صورت سے بھاگا کہ اوسکے پانوں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور اپنے نوکر یوسف کے کندہے پر

سوا تہا۔ سکمال خاں گکھر سے مرافقت کرکے اوسنے یہ چاہا کہ مرزا حیدر کی طرح کشمیر پور میں تسخیر کر یوں راجوری میں اس پاس مغل بہی جمع ہوگئے اور اس پاس دولت چک کے رفیق چک لار اور چک لوہر ماگری بہی آگئے

۹۶۵ھ ۱۵۵۸ء میں شاہ ابو المعانی نے کشمیر پر حملہ کیا جب بارہ مولہ پر وہ آیا تو حیدر چک و فتح چک کہ راہ کی حفاظت کرتے تھے موضع مادو کھی میں آئے شاہ ابو المعانی نے ایسی عدالت اختیار کی تہی کہ اوسکے سپاہیوں میں سے کسی نے رعایا پر کچھ ظلم نہیں کیا موضع بارہ مولہ پر جو مادو کھی کے نزدیک ہی جب وہ پہنچا تو ایک بلندی پر فروکش ہوا۔ غازی خان موضع گھور میں مقیم تہا۔ وہاں سے اوسنے اپنے بہائی حسین خان کو پہاڑ نے بہیجا کشمیریوں نے جو شاہ ابو المعانی کے ساتھ تھے اوسکی اجازت بغیر حسین چک کی فوج پر حملہ کرکے اوسکو روگرداں کیا۔ غازی خاں چک اوسکی مدد کو گیا مردی اور مردانگی کرکے بہت سے کشمیریوں کو قتل کیا اور فتح حاصل کی شاہ ابو المعانی یہ حال دیکھ کر بے جنگ فرار ہوا۔ غازی خاں نے سب مغل قیدیوں کو سوا حافظ مرزا کے سب کو مار ڈالا۔ حافظ ہمایوں بادشاہ کے خوانروں میں بڑا خوشخوان تہا۔ پہر اوسنے نصرت خاں کو قید سے نکال کر شہنشاہ اکبر پاس بہیجا۔ نصرت خاں نے بیرام خاں سے توسل ڈھونڈا۔

۹۶۶ھ ۱۵۵۸ء میں غازی خاں چک کے مزاج میں تغیر ہوا۔ ظلم و تعدی کرنے لگا۔ خلائق کو اس سے تنفر ہوا اس اثناء میں اوسنے سنا کہ اسکا بیٹا حیدر چک بعض امرا سے اتفاق کرکے یہ چاہتا ہے کہ کشمیر کی شاہی لے لے۔ غازی خاں چک نے اپنے وکیل محمد جنید اور بہادر بہت کو طلب کرکے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم اس کو نصیحت کرو کہ بیہودہ یہ خیال نہ کرے۔ محمد جنید نے حیدر چک کو بلا کر گالیاں دیں اوسنے خنجر سے محمد جنید کا کام تمام کیا۔ لوگوں نے حیدر چک کو گرفتار کر لیا اور غازی خاں کے حکم سے مار ڈالا۔

۹۶۷ھ ۱۵۵۹ء میں ہندوستان سے مرزا قرا بہادر آیا اوسکے ساتھ بہت سا لشکر اور نو ہاتھی تھے تین مہینے تک اوسنے جالور میں اقامت کی کشمیریوں میں سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور گکھروں میں بعض امرا اس سے آنکر ملے اس سے ایک مجمع کثیر اس پاس جمع ہوگیا اور وہ امیدوار تھا

کہ بعض اور کشمیری بھی اس سے آکر ملینگے اس اثناء میں نصرت خاں چک فتح چک لوسر ماکری اس پاس بھاگ کر غازی خاں پاس چلے گئے۔ اس سبب سے مرزا کے لشکر میں فتور پڑگیا غازی خاں چک کشمیر سے نوروز کوٹ میں آیا اور پیادوں کو بھیجکر مرزا کے لشکر کو شکست دیدی۔ مرزا بھاگ گیا پانچ سو مغل قتل ہوئے اور سارے ہاتھی اوسکے دشمن کے ہاتھ آئے۔ جب حبیب شاہ کی شاہی پر پانچ سال گذرے تو اوسکو کونے میں بٹھایا اور غازی خاں نے خود لوائے فرمانروائی بلند کیا۔ اور غازی شاہ خطاب رکھا خطبہ و سکہ اپنے نام کا کیا۔

غازی شاہ کی حکومت کا ذکر

غازی شاہ کشمیریوں کی رسوم کے موافق بادشاہ ہوا لیکن جذام سے اوسکی انگلیاں گر گئیں اور آواز متغیر ہو گئی ۔ ۹۶۸ھ ۱۵۶۰ء میں فتح خاں چک لوسر ماکری اور اور کشمیری اسے متوہم ہوکر کوہستان میں چلے گئے اونکی تعاقب میں غازی خاں نے اپنے بھائی حسین خان کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ برف کے دن تھے مخالف ہلاک ہوئے جو زندہ رہے اونہوں نے حسین چک کے وسیلہ سے اپنے جرائم غازی خان سے معاف کرائے۔ اور اوسنے اونکو جاگیریں دیں ۹۷۰ھ ۱۵۶۲ء میں غازی خان اپنی سپاہ کو لیکر لار میں آیا۔ اور اپنے بیٹے احمد خاں کے ساتھ فتح خاں و ناصر کتابی اور امرا کو تبت کلاں کی تسخیر کے لئے بھیجا جب تبت سے پانچ کروہ پر پہونچے تو فتح چک احمد خاں کی اجازت بغیر تبت کے شہر میں آیا تبتی لڑنے پر راضی نہ ہوئے بہت پیشکش دینی قبول کی وہ وہاں سے چلا آیا۔ احمد خاں کے دل میں آیا کہ اگر میں فتح خان کی طرح تبت میں جاؤں گا تو کشمیری میری تعریف کرینگے۔ وہ پانچ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر چلا گیا تبتیوں نے جب احمد خاں کو جریدہ دیکھا تو لڑکر اُسے شکست دی۔ وہ بھاگ کر فتح خاں پاس آیا۔ وہ اوسکی طرف سے لڑکر مارا گیا۔ غازی خاں اس خبر کو سنکر بڑا غضب میں آیا۔ اور اپنے بیٹے سے ایسا اعراض کیا جو مناسب نہ تھا اسکی ایام دولت چار سال میں منقضی ہوگئے

شاہ حسین شاہ کی سلطنت

غازی خاں کا بھائی حسین شاہ تھا ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ء میں غازی تبت کلاں کی تسخیر کے ارادہ سے

کشمیر سے نکلا اور سوکد کہار میں اقامت کی جذام کے غلبہ سے آنکھیں کام کی نہیں ہیں خلق کے
ساتھ بدی کرنے لگا۔ بیگناہوں پر علت لگا کے جرمانے لینے لگا۔ اس سبب سے آدمی رنجیدہ ہوئے
اور دو فریق ہو گئے۔ ایک جماعت اوسکے بیٹے احمد خاں کی طرفدار ہوئے۔ دوسرا اوس کے
بھائی حسین چک کی۔ غازی خاں نے ان باتوں کو نگر سری نگر میں مراجعت کی حسین خاں چک
پر وہ مہر و شفقت زیادہ کرتا تھا اوسکو اپنی جگہ بادشاہ مقرر کیا۔ سیزدہ روز بعد اُسنے تمام اپنے
قماش و اسباب کے دو حصے کیئے ایک حصہ اپنے فرزندوں کو دیا اور دوسرا بقالوں کو حوالہ کیا اور
اونسے سے چند قیمت طلب کی حسین چک پاس بقال فریادی آئے۔ اونسے غازی شاہ
کو اس حرکت سے منع کیا جس سے غازی شاہ اُسنے خفا ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے احمد خاں کو بادشاہ
بنانا چاہا اور اپنی شاہی کے ترک سے پشیمان ہوا اور اپنے خاص آدمیوں کو اور مغلوں کو
طلب کرکے جمعیت کی حسین چک بھی مقابلہ کو مستعد ہوا۔ اہالی شہر و قضاۃ نے درمیان میں
پڑکر آتش فساد کو بجھایا۔ غازی خاں کو شہر سے زین پور میں لے گئے۔ پھر تین مہینے بعد سری نگر
میں حسین چک نے استقلال کلی حاصل کیا۔ ولایت کشمیر کو امیروں میں تقسیم کردیا سنہ ۹۷۲ھ ۱۵۶۴ء میں حسین چک
نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر میں دے کر بھیجا۔ پھر اوسکو یہ خبر لگی کہ
وہ سرکشی پر آمادہ ہوا ہے۔ اسواسطے اوسکی جاگیر محمد خاں ماکری کو مقرر کردی۔ احمد خاں و
فتح خاں چک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اونہوں نے جاکر فتح حاصل کی۔ بعد ازاں حسین شاہ
کو معلوم ہوا کہ احمد خاں و محمد خاں ماکری و نصرت خاں چک اُسکے قتل کا قصد کرتے ہیں وہ نے
اُنکو گرفتار کرکے اوسکے سرغنوں کو اندھا کردیا۔

سنہ ۹۷۳ھ ۱۵۶۵ء میں خان زماں وزیر اعظم کو لوگوں نے ترغیب دی کہ حسین شاہ شکار کو گیا ہوا اوسکے
گھر میں جاکر تمام اسباب و خزائن پر متصرف ہوجیے۔ اور اپنے تئیں بادشاہ بنائے۔ مسعود نایک
ملازم حسین شاہ کی سعی کوشش نے اونکی یہ تدبیر نہ چلنے دی لڑکر وزیر کے بیٹے کا سر کاٹ کے
اوسکی سپاہ کو دکھایا جس سے وہ بھاگ گئی۔ وزیر بھی گرفتار ہوکر مارا گیا مسعود نایک کو حسین شاہ
نے بیٹا بنایا مبارز خاں کا خطاب دیا۔ اور پرگنہ بانکل جاگیر میں دیا +

سنہ ۹۷۴ھ (۱۵۶۶) میں حسین شاہ نے یہ سمجھکر کہ میرے معزولی کے لئے منصوبے برے کئے جاتے ہیں اپنے حریفوں کو احمد خاں پسر غازی خاں وغیرہ کو اندھا کیا اسے غازی خاں پر ایسا صدمہ پہنچا کہ دل شکستہ ہوکر مر گیا +

سنہ ۹۷۵ھ (۱۵۶۷) میں حسین شاہ سے لودی لوند نے کہا کہ مسعود نایک یہ کہتا ہے کہ حسین شاہ نے جب مجھے بیٹا بنایا ہے تو خزانہ میں سے حصہ دے اس سبب سے حسین شاہ اوس سے ناراض ہوا اور اوسکو مقید کیا۔ لودی لوند صاحب اختیار ہوا۔ پھر اوسنے سرکار خزانہ شاہی سرکاری کی خیانت کی معزول ہوا اور علی کوکہ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔

سنہ ۹۷۶ھ (۱۵۶۸) میں قاضی حبیب کہ حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو جامع مسجد میں آیا اور کوہ ماران کے نیچے زیارت قبور کے لئے گیا یوسف جو شیعی مذہب تھا۔ قاضی پر ایک تلوار ماری جس سے اوسکا سر زخمی ہوا دوسری شمشیر ماری تو قاضی نے اپنا ہاتھ سپر بنایا جسے اونگلیاں زخمی ہوئیں قاضی کو یوسف زخمی کرکے بھاگ گیا حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ تھا یوسف کو پکڑ وا کر قید کیا۔ علما سے فتوی لیا جنہوں نے فتوی دیا کہ ایسے آدمی کو سیاست کے لئے مارنا روا ہے۔ قاضی نے کہا کہ میں زندہ ہوں اس شخص کا مارنا جائز نہیں آخر کو اوسکو سنگسار کیا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ایک جماعت کہ یوسف کی ہم مذہب و ہم اعتقاد تھی مثل مرزا مقیم و میر یعقوب برسم ایلچی گری۔ شہنشاہ اکبر کے پاس سے یہاں آئی تھی حسین شاہ نے ان ایلچیوں کی بڑی خاطر داری اور تواضع کی۔ چندروز بعد مرزا مقیم نے کہ یوسف کا ہم مذہب تھا۔ ان مفتیوں کو بلایا۔ قاضی زین نے اوسسے کہا کہ تم نے فتوی میں غلطی کی مفتیوں نے کہا کہ ہم نے اوسکے مارنے کا فتوی علی الاطلاق نہیں دیا بلکہ یہ لکھا ہے کہ سیاست کے واسطے ایسے آدمی کا مارنا روا ہے مگر مرزا مقیم نے ان مفتیوں کو قتل کرایا۔ اور اونکی لاشوں کے پاؤں میں رسی باندہ کر کوچہ و بازار میں تشہیر کی حسین چک نے اپنے بیٹے کو بادشاہ اکبر کی خدمت میں بھیجکر اپنی اطاعت کا اظہار کیا + شہنشاہ اکبر نے مرزا محمد مقیم کو ان بیگناہ مقتولوں کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی کو قبول نہ کرکے واپس بھیج دیا حسین چک اس خبر کو سنکر اسہال دموی میں مبتلا ہوا۔

اور بالکل کار بادشاہی سے معطل ہوا۔ بہت سے ایمان سلطنت حسن چک کے بھائی علی خان کو سری نگر کی طرف سے لائے۔ جو وہ بندرہ کوس وہ دار السلطنت سے تھا کہ حسین شاہ کو سب ارکان سلطنت چھوڑ کر اس پاس بھاگ گئے۔ شاہ نے مجبور ہو کر اپنے بھائی کو شاہی دی اور موافق رسم کے سری نگر میں علی خان بادشاہ ہوا اور حسین شاہ زین پور میں چلا گیا۔ اور تین مہینے کے بعد کھانسی سے ۹۷۲ھ ۱۵۶۹ میں مر گیا +

علی شاہ کی سلطنت

حسین شاہ کے مرنے کے بعد علی شاہ بادشاہ ہوا اور دو کھہ جو حسین شاہ کا وکیل تھا وکیل سلطنت مقرر ہوا۔ ان دنوں میں شاہ عارف درویش کہ اپنے تئیں شاہ طہماسپ کی اولاد بتاتا تھا لاہور سے کشمیر میں آیا علی شاہ چک اسکا ایسا معتقد ہوا کہ اپنی بیٹی اوس سے بیاہی۔ شاہ صاحب نے اپنے تئیں مہدی آخر الزمان بنایا۔ فیروز چک کا بیٹا علی چک اور غازی خان کا بیٹا اوسکے بڑے چیلے ہوئے۔ اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ انہوں نے علی شاہ کو معزول کر کے شاہ عارف کو بادشاہ بنانا چاہا۔ جب اوسکی خبر علی شاہ کو ہوئی تو اوسسے رنجیدہ ہو کر درپے آزار رہا۔ شاہ صاحب نے اپنی یہ کرامت مشہور کی کہ میں یہاں رہنا نہیں چاہتا۔ ایک دن میں لاہور یا کسی اور ولایت میں چلا جاؤنگا۔ پھر وہ پنہاں ہو گیا کہ جس سے لوگ اوسکی غیبت کا اعتماد کریں۔ تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفیاں ملاحوں کو دے کر کشتی میں بیٹھ کر باؤ مولہ میں وہ گیا ہے۔ علی شاہ کے آدمی اوسے گرفتار کر کے لائے مگر وہ دوبارہ کوہ پہسلیاں کو بھاگ گیا مگر پھر پکڑا گیا۔ علی شاہ نے اُس سے اپنے بیٹی کی مہر کی ہزار اشرفیاں لیکر اوس کو اپنی قلمرو سے نکال کر تبت بھیجدیا +

۹۷۵ھ ۱۵۶۸ میں علی چک پسر نوروز چک نے علی شاہ سے کہا کہ دو کھہ نے میری جاگیر میں خلل ڈالا ہے اگر آپ اوسکو منع نہ کرینگے تو اپنے گھوڑوں کے پیٹ کو چاک کرونگا۔ علی شاہ اس کنایہ کو سمجھ گیا کہ گھوڑے کے پیٹ چاک کرنے سے مقصد علی شاہ کا پیٹ چاک کرنا ہے۔ اس سبب سے وہ غضب میں آیا اور اوسکو قید کیا اور ولایت کمراج میں بھیجدیا۔ وہ وہاں سے بھاگ کر حسین قلی خان حاکم

پنجاب پاس گیا مگر ملاقات کے وقت حسین قلی تواضع متعارف کر عمل میں لایا تو علی چک لاہور سے کشمیر میں پہر آیا علی شاہ نے اوسے مقید کیا پہر وہ قید سے نکل کر نوشہرہ میں آیا علی شاہ نے لشکر بہیجکر اوس کو دستگیر کیا +

سنہ ۹۸۵ھ میں علی شاہ نے کہتوار جسکو کشتوار بھی کہتے ہیں لشکر کشی کی اور وہاں کے حاکم کی بیٹی سے بیاہ کرکے مراجعت کی ان ایام میں ملا عشقی و قاضی صدر الدین۔ اکبر بادشاہ کے ایلچی آئے علی شاہ نے اپنی بھتیجی کو شاہزادہ سلیم سے بیاہنے کے لئے ان ایلچیوں کے ہمراہ کیا۔ اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑہوایا اور سکہ چلایا۔ انہی دنوں میں یوسف ولد علی شاہ نے محمد بہت کی سعایت سے ابراہیم خان فی لدغاری خان کو پدر کی رضا بغیر قتل کرڈالا اور باپ کے خوف سے بہاگ کر محمد بہت کو ساتھ لے بارہ مولہ میں چلا گیا علی شاہ ان اوضاع سے آزردہ خاطر ہوا اور علاج اسکا کیا۔ لوگوں نے یوسف کے گناہ کے معاف کرنے کی درخواست کرکے اوسکو ملایا۔ اور محمد بہت کو کہ اس فتنہ کا باعث تھا قید کیا سنہ ۹۸۵ھ میں کشمیر میں قحط عظیم پڑا اور اکثر آدمی بہوکے مرگئے سنہ ۹۸۶ھ میں علی شاہ گھوڑے پر سے گرکر مرگیا اور ۹ برس سلطنت کرگیا۔

سلطنت یوسف شاہ

علی شاہ کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ تخت نشین ہوا اور علی شاہ کا بھائی ابدال خان بھتیجے کے خوف سے بھائی کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے ابدال چک پاس سید مبارک خان و بابا خلیل کو بھیجا اور یہ پیغام اوسکو دیا کہ آکر بھائی کو دفن کرو اگر میری بادشاہی قبول ہو تو فبہا اور نہیں تم بادشاہ ہو میں تمہارا تابع ہونگا۔ جب اونہوں نے یوسف کا یہ پیغام ابدال چک پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ میں تمہارے کہنے سے جاتا ہوں اور خدمت کے لئے کمر باندہتا ہوں اگر مجھے کچھ مضرت پہنچے گی تو وبال میرا تمہاری گردن پر ہوگا۔ ابدال خان کا دشمن سید مبارک تھا اوسنے ابدال سے کہا کہ تجھکو یوسف شاہ پاس جاکر قول وعہد لینا چاہئے اس اقرار مجلس برخاست ہوئی۔ اور سید مبارک نے یوسف شاہ پاس جاکر یہ کہا کہ ابدال خان تیرے کہنے سے نہیں آیا۔ اول اوسکا علاج کرنا چاہئے اوسکے بعد علی شاہ کو دفن کرنا چاہئے یوسف شاہ سوا

ابدال پر چڑھ گیا اور ابدال خاں نے اوسکا مقابلہ کیا اور کشتہ ہوا۔ اور سید مبارک کا بیٹا جلال خاں
بھی مارا گیا۔ بعد ازاں علی شاہ کو بطریق شیعہ دفن کیا۔ دو تین مہینے کے بعد سید مبارک خاں و علی خان
فتنہ پردازی کے لئے آپ بہت سے ہار گئے یوسف شاہ محمد ماگری کے ساتھ اتفاق کر کے اونسے
لڑنے گیا محمد ماگری ساٹھہ آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ سید یوسف شاہ وابان طلب کرکے ہیرہ پور
میں آیا۔ اور مبارک خاں اوسے لڑنے آیا۔ یوسف شاہ اوسے لڑ نہ سکا موضع برتھال میں آیا
جو جنگل میں ہے۔ مبارک خاں یہاں بھی اوسے لڑنے آیا وہ بھاگ کر پہاڑوں میں چلا گیا۔ مبارک خاں
فتح وفیروزی کے ساتھ کشمیر میں آیا۔ اوسنے خان چک ولد نوروز چک کو کسی تقریب میں بلا کر
محبوس کیا۔ اس حرکت سے جماعت چک کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اونہوں نے اتفاق کرکے یوسف شاہ
کو پھر بادشاہ بنانا چاہا۔ پھر ان چکوں میں آپس میں رنج ہو گئی اونہوں نے گوہر چک کو بادشاہ بنانا
چاہا۔ مبارک خاں ان سازشوں سے ایسا رنج ہوا کہ اوسنے یوسف شاہ کو پھر تخت پر بٹھانا چاہا
مگر یوسف شاہ کشمیر سے بھاگ کر بادشاہ اکبر کی خدمت میں فریادی بن کر چلا گیا تھا۔ شہنشاہ اکبر
نے یوسف شاہ کی امداد کے لئے راجہ مان سنگہ اور سید یوسف خاں مشہدی کو ۹۸۶ھ میں فتح پور
سیکری سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اسوقت کشمیر میں لوہر چک بادشاہی کر رہا تھا۔ یوسف شاہ
نے اپنے بیٹے یعقوب کو پہلے بہت جلد کشمیر روانہ کیا تاکہ وہاں جاکر لوگوں کو اپنا طرفدار بنائے
اور لوہر چک کی شاہی میں خلل ڈالے جیسے خود سیالکوٹ میں آیا۔ سید یوسف خاں مشہدی
و راجہ مان سنگہ کا وہ مقید نہیں رہا۔ راجوری میں جاکر اوسپر متصرف ہوا۔ لوہر چک نے یوسف
کشمیری کو یوسف شاہ سے لڑنے بھیجا مگر وہ یوسف شاہ سے جا کر مل گیا۔ یوسف شاہ اور گوہر چک
میں آپ بہت پر لڑائی ہوئی اور یوسف شاہ کو فتح ہوئی وہ سری نگر میں آیا اور لوہر چک کو پکڑ کر
مقید کیا۔ یوسف شاہ نے تخت پر بیٹھ کر اپنے ہواخواہوں میں ملک کشمیر کو تقسیم کر دیا اور اپنے
حریف لوہر چک کو اندھا کیا +

۹۸۸ھ میں شمس چک نے علی شیر چک۔ محمد سعادت بہت کو بغاوت کی بدگمانی کے سبب
یوسف شاہ نے مقید کیا۔ جب چاں چک خوف کے مارے جنبر میں بھاگا اور یوسف لد علی خان چک

مع چار بھائیوں کے قید سے نکل آیا اور حبیب خاں سے موضع مذکور میں ملا اور سب متفق ہوکر پرور دعلی راجہ تبت پاس گئے۔ وہاں سے کومک لیکر حدود کشمیر میں آئے تو آپس میں اختلاف انہیں ہوا اور اونہوں نے کچھہ کام نہ کیا اور آپس سے جدا جدا ہوگئے یوسف و محمد خاں کے لشکر نے اونکو گرفتار کر لیا۔ اور اونکے ناک کان کاٹ ڈالے۔ لیکن حبیب خاں چک شہر میں چھپ گیا۔

۹۸۹ھ ۱۵۸۱ء میں جب اکبر بادشاہ لاہور سے آگرہ میں آیا تو اوسنے مرزا طاہر اور محمد شاہ کو ایلچی بناکے کشمیر بھیجا جب ایلچی بارہ مولہ میں آئے یوسف شاہ نے استقبال کیا اور فرمان شاہی کو چوم کر سر پر رکھا تسلیمات بجالایا۔ اور اپنے بیٹے حیدر خاں و یعقوب خاں کو سفیروں کے ساتھہ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ دونو بیٹے ایک سال کے بعد کشمیر میں چلے آئے +

۹۹۰ھ ۱۵۸۲ء میں یوسف لار میں سیر کرنے گیا اوس کے سفر کے درمیان شمس چک قید خانہ سے بھاگ کر حیدر چک سے ملا جو کشتوار کو بھاگ گیا کشمیر کی سپاہ او نکا تعاقب کیا تو وہ اور آگے بھاگ گئے۔ یوسف شاہ سری نگر میں پھر آیا +

۹۹۱ھ ۱۵۸۴ء میں حیدر چک کشتوار میں واپس آیا اور لشکر جمع کر کے کشمیر پر حملہ آور ہوا اسدفعہ یوسف شاہ نے خود اوسکو شکست دی +

۹۹۳ھ ۱۵۸۵ء میں یعقوب ولد یوسف شاہ اطاعت و اخلاص کے اظہار کے لئے بادشاہ اکبر کی خدمت میں گیا۔ بادشاہ اسوقت فتح پور سیکری سے لاہور میں آیا ہوا تھا۔ یعقوب نے اپنے باپ یوسف کو لکھا کہ بادشاہ کا ارادہ کشمیر میں آنے کا ہے۔ یوسف شاہ نے اوسکے استقبال کا ارادہ کیا۔ انہیں دنوں میں خبر آئی کہ حکیم گیلانی و بہار الدین برسم ایلچی گری شہنشاہ اکبر کی طرف سے کشمیر میں آئے ہیں یوسف شاہ ان پاس گیا اور خلعت شاہی پہنا اور مصمم ارادہ کیا کہ بادشاہ پاس جاوے اس اثناء میں بابا خلیل و بابا مہدی و شمس دولی نے متفق ہوکر کہا کہ اگر تم بادشاہ پاس جاؤگے تو تمکو وہ قتل کرینگے یعقوب کو جو جلد لاہور سے کشمیر میں آگیا ہے بادشاہ بنا وینگے اس خوف سے اوسنے اپنی عزیمت میں تعویق کی۔ بادشاہ کے ایلچیوں کو رخصت کیا اکبر تو کشمیر کی تسخیر سمجھا تھا اوسکو یہ بہانہ ہاتھہ آیا شاہرخ مرزا و شاہ قلی خاں و راجہ بھگوانداس کو کشمیر کے لئے متعین کیا

یوسف شاہ نے کشمیر سے آکر بارہ مولہ پر قیام کیا جب لشکر بادشاہی ہولیاس پاس آیا جو سرحد کشمیر پر ہے تو سر راہ اوسکے روکے گئے پھر کچھہ دنوں بعد برف کا موسم آیا تو راہیں مسدود ہوگئیں حرف صلح درمیان آیا۔ یوسف شاہ بیٹے کو اپنی جگہہ مقرر کرکے راجہ بہگوانداس سے ملنے گیا اور ہر سال کے واسطے ایک خراج معین قبول کیا۔ اور صلح کرلی۔ امراء شاہی اوسکو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس لے گئے۔ بادشاہ کو یہ صلح پسند آئی محمد قاسم خاں میر بحر کو دوسرے لشکر کے ساتھہ ۹۹۵ھ میں بہیجا یعقوب شاہ نے جو بادشاہ تہارا ہوا ہے روکا اور بادشاہ کے مقابلے کے لئے گھاٹ میں بیٹھا۔ سرداران کشمیر جنکو فتنے کا خیال تہا اونہوں نے اصلا اطاعت نہیں کی۔ اس وقت یعقوب خاں سے برگشتہ ہوکر محمد قاسم خاں سے جاملے بعض نے سری نگر کے شہر میں علم مخالفت بلند کیا یعقوب شاہ نے گھر کے فساد کے مٹانے کو اہم جانا واپس آیا۔ افواج اکبر شاہی کشمیر میں بالکل داخل ہوئی یعقوب شاہ کوہستان کو بہاگا محمد قاسم شہر سری نگر پر متصرف ہوا۔ پرگنات کشمیر پر عمال کو مقرر کیا یعقوب شاہ کچھہ مدت کے بعد جمعیت بہم پہنچا کر محمد قاسم خاں سے لڑا۔ اگرچہ مغل بہت مارے گئے۔ مگر یعقوب خاں نے ہزیمت پائی اور کچھہ جمعیت کرکے سری نگر کو آیا۔ اس وقت محمد قاسم خاں لڑنے سکا قلعہ ارک میں آیا عرضداشت بھیج کر بادشاہ سے کمک طلب کی۔ بادشاہ نے سید یوسف خاں شہیدی کو حاکم کشمیر مقرر کیا اور قاسم خاں کو بلالیا جب یوسف خاں شہیدی کشمیر میں پہنچا تو یعقوب شاہ نے محمد قاسم خاں کے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھایا اور کوہستان میں بہاگ گیا۔ یوسف خاں شہیدی دو سال تک اوسکے پیچھے پڑا پہرا اور جس طرح بن پڑا اوسکو دلاسا دیکر بادشاہ پاس بہیجا غرض پدر و پسر یوسف و یعقوب امراء شاہی میں داخل ہوئے۔ اور محالات بہار میں جاگیر پائی۔ اس تاریخ سے کشمیر کی شاہی بادشاہان دہلی سے متعلق ہوگئی اسّتے پہلے ایک ہزار سال تک کسی بادشاہ نے خطہ کشمیر تسخیر نہیں کیا تہا +

شجرہ شاہان کشمیر ۷۴۷ سے ۹۶۶ھ
۱۳۴۶ سے ۱۵۵۹ء
(۱) شمس الدین
(۲) جمشید
(۳) علی شیر مخاطب علاء الدین
(۵) ہندال مخاطب قطب الدین
(۴) سیامک مخاطب شہاب الدین
(۶) سکندر بت شکن
ہیبت
محمود
(۷) علی شاہ
(۸) شاہی خان مخاطب زین العابدین
ادہم
(۹) حیدر شاہ
بیرام
حسن
(۱۰) فتح
(۱۱) محمد شاہ
اسکندر
(۱۲) ابراہیم
(۱۳) نازک
(۱۵) اسمٰعیل
(۱۴) ابراہیم
(۱۶) حبیب

خاندان چک کا شجرہ

سنہ ۹۶۷ سے سنہ ۹۹۵
۱۵۵۹ — ۱۵۸۶
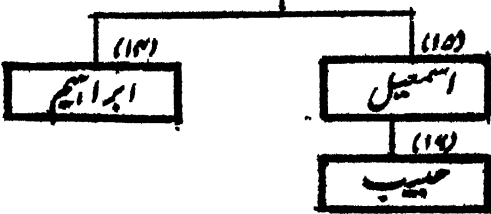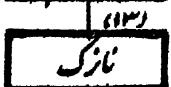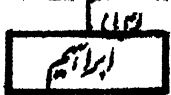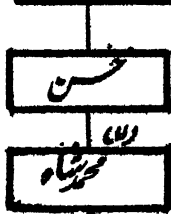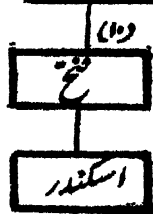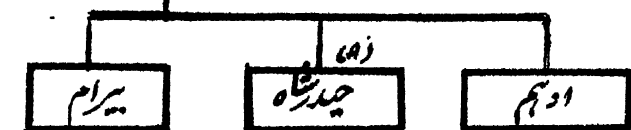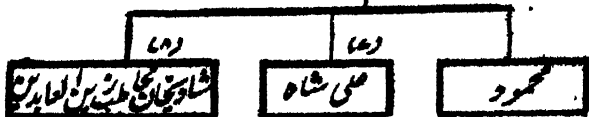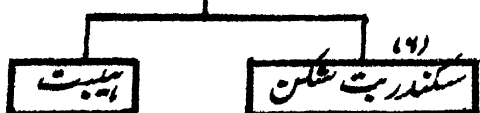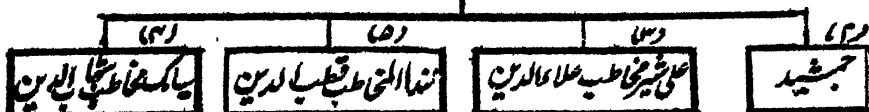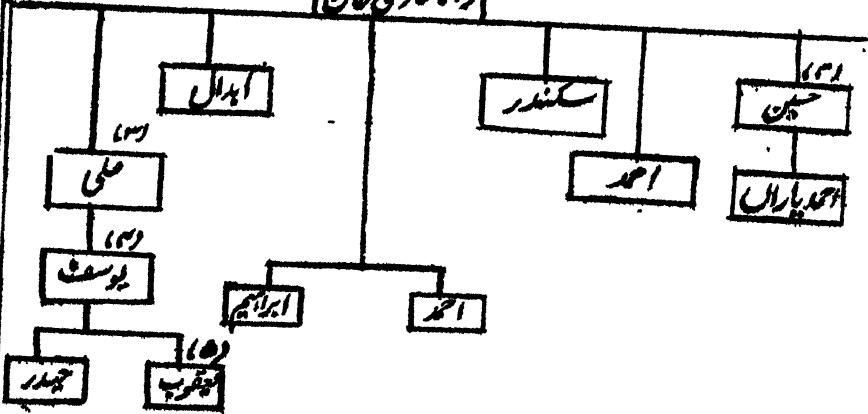
گجرات کی قدرتی حدود

مغربی ہندوستان میں صوبہ گجرات ہے اوسکے دو حصے ہیں ایک حصہ جزیرہ نما ہے یعنے
تین طرف پانی سے گھرا ہوا ہے اور ایک طرف خشکی ہے۔ اور دوسرا حصہ ایسا ہے کہ جسکے
چاروں طرف خشکی ہے حصہ جزیرہ نما بحر عرب میں واقع ہے جو تقریبًا مقابل ساحل عمان
کے نیچے مکران اور سندہ ہے۔ گجرات کے حصہ دوم کی حد جنوبی دریاء نربدا کو ہندو بتاتے
ہیں۔ اگرچہ گجراتی زبان جنوب میں ورد ورد مں تک کہی جاتی ہے۔ ساحل نربدا سے شمال کی
طرف سلسلہ پہاڑوں کا جاتا ہے جو بندھیاچل اور اراولی پہاڑوں کو ملاتا ہے وہ گجرات
کی مغربی و شمالی سرحد ہے اوس کو مالوہ اور میواڑ و مارواڑ سے وہ جدا کرتا ہے خلیج کچھ اور
رن اور اوسکی شمالی مغربی و مغربی سرحد ہے بحر عرب میں خلیج کھنبات کے پانی اوسکی جنوبی
مغربی حد کو دھوتے ہیں گجرات پر ہمیشہ حملے شمال مغرب سے ہوتے رہے ہیں جہاں جنگل اور
بار ہے کوہ آبو کے درمیان ایک ریگستان ہے یہ سمت اوسکی ضعیف ہے
کوہستان جو گجرات کو شمال و مشرق کی طرف محدود کرتے ہیں اونکی بہت شاخیں دلیس
کے ان حصوں میں پھیلتی ہیں جو اونکے نزدیک ہیں وہ نشیب و فراز و ناہمواری کے سبب سے دشوار گذار
ہیں۔ کوہستان کے کھنڈر اونے اور وادی جو اندر ہیں وہ جنگل سے گھرے ہوئے ہیں۔ ان
درختستانوں کے تاریک سایہ میں کئی دریا نکلتے ہیں جنکے اونچے کناروں کے ہمسایہ میں لمبے اور
عمیق کھنڈ اونکے اور پیچدار غار اور پہاڑ ہیں اور اونمیں درختستان ایسے ہیں کہ جنمیں گذارا
نہیں ہو سکتا جیسے دریا پہاڑوں سے اُترکر اور درختستانوں سے گذر کر میدان میں آتے
ہیں تو وہ چوڑے ہو جاتے ہیں اور اونکی وحشت کم ہو جاتی ہے وہ ان میں سے بعض میں
ملجاتے ہیں سابرمتی۔ ماہی۔ نربدا۔ اور آخر ان سب دریاؤں کا پانی خلیج کھنبات میں
پہنچ جاتا ہے۔ گجرات کا تقریبًا کل حصہ جنوب مغربی رن کچھ سے دریاء نربدا کے کناروں
تک اور جزیرہ نما حصہ سے الگ ہے اور شمالی و مشرقی ساحل خلیج کھنبات کے درمیان نشیب میں

۶۰ میل پھیل کر نہایت سرسبز و شاداب ہوتا ہے خاص کر وہ حصہ کہ سابھرمتی اور ساہی کے درمیان واقع ہے۔ سو عمدہ آموں او ر میوہ دار درختوں کے جھنڈوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اُن کے پتوں کا بڑا شوخ رنگ ہوتا ہے۔ کوہستانی اضلاع۔ جہاں کھیتی ہوتی ہے وہ نہایت سرسبز و شاداب ہوتے ہیں یہاں کاشتکاری بڑی احتیاط سے ہوتی ہے اور فصلیں خوب ہوتی ہیں۔ آنب اور اور درختوں کی بڑی کثرت ہے۔ سطح زمین کہیت لہلہاتے ہوئے اور پہاڑوں پر درخت گلزار بڑی خوشنما بہار دکھاتے ہیں +

چھوٹے رن کچھ کی انتہا سے جنوب مشرقی سمت میں ۲۰ میل پر ایک بڑا تال آب شور کا شروع ہوتا ہے وہ خلیج کھنبائت کی سر کی طرف پھیلتا ہے اور وہ حد فاصل گجرات خاص اور جزیرہ نما سورٹھ یعنے کاٹھی وار کے درمیان ہوتا ہے۔ غالباً پہلے زمانہ میں تھا اک جزیرہ تھا خلیج کھنبائت کے مغربی کنارہ پر بھون نگر سے چند میل فاصلہ پر ایک سلسلہ پہاڑیوں کا ہے جو ہموار ملک میں کر شل ساکن تالاب کے ہے معلوم ہوتا ہے کہ مجموعہ جزیرہ ونکا سوائج پر تیر رہا ہے اُنکی چوٹی پر جو موضع جیار دی کے قریب ہے ایسا تماشا دکھائی دیتا ہے کہ ہندوستان کمتر مقاموں میں نظر آتا ہے مقامات اسکے مقامات تواریخ اور افسانے طرح طرح کے سامنے لاتے ہیں +

نقشہ میں ان مقامات کو خوب دیکھ لو جنکا ذکر تاریخ میں آئے گا۔ بھون نگر۔ بندرگاہ گوگو چھوٹا سا جزیرہ پیرم۔ ولبہ جس میں بالفعل ایک راجپوت گوہل رئیس ہے وہ قدیمی شہر ولبھی پور کی یاد دلاتا ہے سیہور۔ پالی تانا تہا یہاں جین مت کے بڑے عبادت خانے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تہا کہ ہندوستان کے طول و عرض میں سندھ سے لیکر گنگا تک اور ہمالیہ کی برفی چوٹیوں کے ملک سے کنواری رود راس تک جو اوس کی دولت ہوگی کوئی شہر ایسا نہ تھا جو کبھی نہ کبھی اوس کی عمارات کی جو پالی تانا کے پہاڑی پر تاج داری کر رہی ہے اپنی دولت سے مدد نہ کرتا ہو +

گجرات کی تاریخ ہندؤنکی زمانہ کی

سنسکرت میں گو کوئی کتاب تاریخ کے طرز پر ملک گجرات کے باب میں دستیاب نہوتی ہو مگر
پھر بھی بعض کتابیں ایسی ہیں کہ اونسے آئین و قوانین۔ رسم و رواج۔ راجاؤں کے نام اور
انکے زمانے صحیح صحیح معلوم ہوتے ہیں گو انکے فرمان روایوں کی ستایش میں دفتر کے دفتر
سیاہ ہوئے ہوں اور اونکے برے کاموں پر کالا پردہ ڈالا ہو ہندی ناموں میں سب سے بہتر
رتن مالا ہے جیسے کوئی دودہ سے ملائی اور گھی کو نکال کر مٹھا کو الگ کر دیتا ہے اور ایکہ میں سے
رس کو چوس کر پھوک کو پھینک دیتا ہے۔ خاک سے سونے کو نکال کر خاک کو خاک میں ملا دیتا ہے
اناج کو نکال کر بھوسہ کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ اور تلوں سے تیل نکال لیتا ہے۔ ایسے ہی مصنف نے
تمام پہلی کتابوں کو مطالعہ کیا اور مضامین کو اخذ کر کے اپنی کتاب میں لکھا۔ جیسے فرمانروایوں
کی مصنف نے قدرشناسی کر کے مدح و ثنا میں زبان کھولی ہے ایسے ہی اپنی تعریف میں بھی یہ
گیت گایا ہے کہ جیسے سمندر کی جاترا کرنے سے ساری جاترائیں ہو جاتی ہیں۔ امبرو دیتا سے
(امرت پھل) کھانے سے کسی اور غذا کی ضرورت نہیں رہتی۔ سنگ پارس کے پاس ہونے سے
ساری دولت بس میں آجاتی ہے ایسی رتن مالا کے پڑہنے سے ساری کتابیں مطالعہ میں
آجاتی ہیں اگر آدمی کی آگاہی بے انتہا ہو لیکن اوسنے رتن مالا نہ پڑھی ہو تو وہ ایسا ہی ہے
جیسے سنگ مرمر کا حوض جسمیں پانی نہ ہو۔ یا بڑا مندر ہو جسمیں مینار نہ ہو مگر افسوس یہ ہے کہ اس
رتن مالا میں ایک سو اسی انمول رتن تھے جنمیں سے آٹھ باقی ہیں اس کا مصنف رنچھوڑ جی
کرشنا جی ہے۔ وہ گجرات کے سولنکھی فرمانرواؤں کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ اور کتابیں
ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات میں جین اور برہمن کے مذہب رائج تھے وہ ایک دوسرے
کے استیصال کے درپے رہتے تھے ہمیشہ اونکے درمیان جنگ و پیکار رہتی تھی۔ ایک
دوسرے کے عبادت خانوں کو مسمار کرتے رہتے جنکے کھنڈر ابتک موجود ہیں۔ ابتدا میں
جین مت کا ستارہ چمکا اور آخر کو برہمن مت کا عروج ہوا۔ گجرات کی دار السلطنت پہلے بڑودہ کو پھر [illegible]

برباد کر دیا۔ اب یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ کون تھے۔ انگریزی مورخوں میں کوئی اپنے قیاس سے اہل ستھیا کو کوئی اہل باختر کو کوئی اہل ایران کو بتاتا ہے +

ولبھی پور کی تباہی کے باب میں جین کی کہانیوں سے برہمنوں کی زبانی روایات مختلف ہیں پیرایہ تاریخی ہا بگل معرا ہیں۔ سو وہ کہتے ہیں کہ ڈھنڈلی مل ایک یا صنت گرا تھا ایک چیلہ کو ساتھ لیکر ولبھی پور میں آیا اوسنے یہاں شہر کے پاس اپنا استھان بنایا۔ چیلا شہر میں بھیک مانگنے گیا مگر کسی نے اوسکو کچھہ نہ دیا تو وہ جنگل میں گیا لکڑیاں کاٹیں اور اونکو شہر میں لیجا کر بیچا۔ اوسکی قیمت سے آٹا خریدا۔ اب کوئی اسکی روٹی نہ پکاتا۔ آخر کو ایک کمہاری نے اوسکی روٹی پکائی۔ چندروز تک وہ یہی کرتا رہا اوسکے سر کے بال اس بوجھہ کے اوٹھانے سے اوڑنے شروع ہوئے گرونے چیلے سے پوچھا کہ تیرے سر کے بال کیوں اوڑ گئے۔ اوسنے کہا کہ جناب اس شہر میں کوئی خیرات نہیں دیتا اسلئے میں مجبوراً لکڑیاں کاٹتا ہوں اور بیچتا ہوں اور کمہاری سے روٹی پکواتا ہوں۔ اس بوجھہ اوٹھانے کے سبب سے سر کے بال اڑ گئے ہیں۔ گرونے کہا کہ میں خود بھیک مانگنے جاؤنگا وہ شہر میں گیا کسی نے اوسکو سوا اس کمہار کے کچھہ نہیں دیا۔ تو وہ بہت گرووہ (غصہ) میں آیا۔ اور کمہار سے کہلا بھیجا کہ تو اپنا کنبا لیکر شہر سے باہر چلا جا۔ اسی دن یہ شہر غارت ہوگا۔ کمہار ولبھی پور سے ... نے جورو اور بیٹے سمیت باہر چلا گیا گرونے کمہاری سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تو شہر کی طرف کبھی نہ دیکھنا مگر جب وہ شہر بھون نگر کے قریب پہونچی تو اوسنے مڑکر ولبھی پور کی طرف دیکھا تو وہ فوراً پتھر کی صورت ہوگئی۔ اب تک اسکی پوجا ہوتی ہے اوسکا نام رندا پوری ماتا رکھا گیا ہے۔ پھر گرونے ایک بنئے کا برتن لیا اور اوسکو اوندھا کرکے رکھا اور کہا شہر اسطرح اولٹا ہوجائے اور اوسکی دولت مٹی ہوجائے اس وقت ولبھی پور غارت ہوگیا۔

زمانہ حال میں قصبہ ولیہ کے گرد شمال اور مغرب میں ببول کے درختوں کا ایک جنگل ہے اس میں سب طرف سڑکیں بنی ہوئی ہیں اوسکے اندر ولبھی پور کے کھنڈروں کا بڑا حصہ نظر آتا ہے اس جنگل میں بہت جگہہ کھود کر عمارتوں کے لئے مصالح نکالا گیا ہے وہاں

بنیاد کی دیواریں ساڑھے چار فیٹ آنار کی مٹی اور پکی اینٹوں کی بنی ہوئی نظر آتی ہیں
خندق کی صورت کان کی سی ہے اور وہ ایسی گہری ہیں کہ پانی نکل آیا ہے - غرض یہیں
سے تین چار میل تک جابجا اینٹوں کی دیواریں موجود ہیں اینٹ کا ۱۶ انچ کا طول اور
۱۰ انچ کا عرض اور تین انچ کی موٹائی ہے - سنہ ۱۳۵

کرنیل ٹوڈ کی تحقیقات یہ ہے کہ مملکت کوشل میں اجودھیا راجہ رامچندر کی راجدھانی تھی
یہاں سے سورج بنسی راجاؤں میں سے ایک راجہ نے ترک وطن کیا اور دیہات میں چلا گیا - یہ
ایک مشہور جگہ ہے جہاں پانڈو کے بیٹے جلا وطنی میں آنکر ٹھیرے تھے - اور وہ اس جگہ پہ تھا
جہاں اب شہر دھونکا ہے - اوسنے پرمار راجہ سے سلطنت کو چھین لیا اور ورنگر کو آباد کیا - چار
صدی کے بعد اوسکی اولاد میں سے دیجانجے وجیاپور اور ودربا آباد کیے ودربا کو سیہور کہتے
ہیں اور اسی بنس نے مشہور شہر ولبھی پور اور گجنی کو قریب کھنبایت کے آباد کیا ولبھی پور کے
ساتھ گجنی بھی برباد ہوگئی - ایک اور جگہ کرنیل ٹوڈ صاحب لکھتا ہے کہ سوراشٹر میں کنک سین
چلا گیا اوسنے وہاں سکونت اختیار کی جہاں اب شہر دھانک ہے جسکو پرانے زمانہ میں موبنجی
پٹن کہتے تھے - اوسنے ملک بال کھیتر فتح کر لیا (جسکو اب بھال کہتے ہیں) اوسکے بنس نے اپنا
نام بال جیوت رکھا جب ولبھی پور غارت ہوا تو کچھ باشندے اوسکے پٹن میں چلے گئے
پٹن جینیوں کا شہر جلسمیر میواڑ اور مارواڑ پر ہے - اور اور باشندے سندیلا اور منڈول ٹیر
میں چلے گئے +

جین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سمت ۳۷۵ (سنہ ۳۱۹ ء) میں ولبھی پور غارت ہوا
اور شترجی مہاتما سمت ۴۷۷ (سنہ ۴۲۱ ء) میں بتاتے ہیں کہ شیلادتیا نے پہاڑوں پہ
معبدوں کو پھر قایم کیا - یہاں کے اٹھارہ فرمانروایوں کے نام پتروں اور کتابوں سے معلوم
ہوتے ہیں جنمیں ولبھی کے نام کے ساتھ سیناپت لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوس
کے پربار فرمانروا ہوں کے ماتحت تھے اور باقی ناموں کے ساتھ مہاراجہ کا لفظ لکھا ہوا ہے
بعض کے نام کے ساتھ شری بھٹ ناریک یعنی مشہور جنگ آزما تحریر ہے - اکثر انمیں شیو کی

پیروی کرنے والے ہیں چینیوں نے جو ہندوستان کا حال یہ لکھا ہے اُسّے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۶۱۰-۶۴۹ء میں ٹھیک ہی کے راج میں ہندوستان میں بڑی بلائیں نازل ہو رہی ہیں راجہ مہاراجہ شیلادیتا نے جنگ عظیم کی اس زمانہ میں جو چینی سیاح بدھ مت کا پروہت ہائی یوایِن تھانگ ہندوستان میں آیا تھا وہ یہ لکھتا ہے کہ ملک ولبھی پور کا احاطہ چھ ہزار لیگ سے زائد ہوتا ہے اِس ملک کی دار السلطنت کا محیط تیس لیگ کے قریب ہے (لیگ ۳ میل کا) اس ملک میں آفتاب وہی چیز ہے اور ویسی گرمی سردی پیدا کرتا ہے جیسا کہ ملک مالوہ میں اور یہاں کے باشندوں کے اوضاع و اطوار صورت شکل اخلاق بھی اہل مالوہ کے متماثل ہیں باشندوں کی کثرت ہے۔ مالدار خاندان بہت ہیں سو گھروں سے زیادہ کروڑپتی ہونگے۔ دور دور کے ملکوں کی دولت یہاں جمع ہونے کے لئے آتی ہے۔ یہاں سو سے زائد کلیت (بدھوں کے صومعہ) ہیں چھ ہزار سے زیادہ بدھوں کے واعظ ہیں جو مقدس کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں کئی سو معابد دیوتاؤں کے ہیں۔ اہل بدعت یہاں بہت ہیں جب آدمیوں کو دنیا میں بدھ تھا تو اکثر وہ اِس ملک میں آیا کرتا تھا جن درختوں کے نیچے وہ آنکر بیٹھا کرتا تھا۔ اونکے پاس راجہ اشوکا نے مینار بنوائے ہیں کہ جنسے بدھ کی نشست کی جگہہ پہچانی جائے۔ یہاں چھتری راج کرتے ہیں ملک مالوہ کے راجہ شیل دیتا کا بھتیجا پہلے یہاں راج کرتا تھا اب قنوج کے مہاراجہ شیل دیتا کا داماد راج کرتا ہے اسکا نام دُرو و بھٹ ہے۔ ولبھی بنس کا گیارہواں راجہ تھا اس بنس کا آخری راجہ شیل دیتا چہارم تھا جسکے عہد میں یہ دار السلطنت تباہ و خاک سیاہ ہوا۔

جے شکر چورہ مہاراجہ پنچاسورہ

ولبھی پور سے پنچاسور میں قریب رن کچھ کے شری نل سوری اور بڑے آدمی بھاگ کر گئے۔ اب یہاں ہم رتن مالا مصنفہ کرشناجی برہمن سے جسکا اوپر ذکر ہوا نقل کرتے ہیں +

وہ لکھتا ہے کہ سولنکھی بنس بڑا نامور ہے وہ دیوتاؤں کا بنس ہے بسدھ راج اسکی روشنی ہے۔ وہ اپنے مریدوں کا مددگار ہے۔ بہادروں کے حال بیان کرنے میں وہ خود سرستی (بلاغت کی دیوی) ہے۔ پہلے شاعروں نے تصنیف کی راہ کو ہموار کیا ہے اوسپر چلنے والا میں ہے

ان موتیوں کی وہ لڑی بتاتا ہے جنکو شاعروں کی ذہانت نے بیندھا ہے +
سمت ۵۲ (۹۹۶ء) میں کلی آن (قنوج) میں راجہ بھوور سولانکھی راج کرتا ہے۔ ہمیشہ اسکے
گرد سولہ سپہ سالار رہتے ہیں۔ وہ راجہ کے دولت خواہ نیک خواہ ہیں۔ ان سب میں میر الامرا
ہے وہ باہر کسی خدمت پر نہیں بھیجا جا سکتا۔ اور باقی اور سپہ سالار دشاؤں پورب پچھم اُتر
دکھن میں بھیجے جاتے ہیں۔ گرد نواح کے راجوں میں صرف گجرات اوسکے ہاتھ سے بچا ہوا تھا۔
یہاں راج چوربنس کا تھا بیچا سورا اوسکی راجدھانی تھی۔ اوسکا نام جے شکر تھا۔ اوسکی بیوی
روپ سندری تھی جسکا سگا بھائی سورپال اسکا منتری اور مدار المہام تہا۔ وہ قوی حسین
زیرک تھا سپاہ و خزانہ اُس پاس بہت تھا۔ راجہ بھوور کو اوسکے سرداروں نے دانستہ گجرات کے
راج سے مطلع نہیں کیا تہا۔ یہ راجہ جانتا تھا کہ ساری دنیا میرے راج میں ہے۔ وہ علم کا
قدر شناس ایسا تہا کہ اس پاس ارباب کمال اور صاحب علم و ہنر چاروں طرف سے ایسے دوڑے
آتے تھے جیسے کہ برسات کا پانی سمندر میں دوڑا جاتا ہے۔ اسکے دربار میں کام راج بڑا شاعر
نغز گفتار تھا۔ ایک دن راجہ ایک باغ میں بیٹھا تھا اور راجہ کرن وییدھا اور سارے امیر وزیر
و عالم فاضل شاعر یہ سب اسکے گرد موجود تھے کہ ایک اجنبی شاعر نے آنکرا اوسکی مدح میں نظم پیش کی
اوسکی شاعری سے راجہ بڑا خوش ہوا اور اپنے دربار کے شاعروں پر فرمایش کی کہ اِس کی
نظم کے جواب نظم میں لکھیں مگر کوئی نہ لکھہ سکا۔ پہر شاعر سے راجہ نے اسکا حال پوچھا تو شاعر
نے جواب دیا کہ میرا نام شنکر ہے میں گجرات سے آیا ہوں جو دنیا میں سب سے زیادہ سر سبز شاداب
و دولت مند ملک ہے۔ بیچا سورا اوسکی راجدھانی ہے جسکے باشندے اُس عیش و آرام سے
رہتے ہیں کہ فردوس کی پروا نہیں کرتے۔ جے شکر راجہ چوربنس کا راج کرتا ہے۔ اُس کی
مہارانی روپ سندری ہی جسکا بھائی سورپال راجہ کا منتری ہے۔ جے شکر و سورپال دونو ملک
اکاش کے راجہ کے ٹکڑے اڑا سکتے ہیں مگر اونکو اسکی حاجت نہیں ہے اسلئے کہ گجرات
ان پاس ہے جو سارے عالم کی اصل ہے۔ راجہ نے شاعر سے گجرات کا حال سنکر موچھوں کو تاؤ دیا
راجہ بھوور راج اس جلسہ سے خوش نہ ہوا۔ اُٹھکر اپنے محل میں گیا۔ شام کو سامان جنگ کی تیاری کا

حکم دیا جب سپاہ وسامان سپاہ مہیا ہوگیا تو وہ جے شکر پر حملہ کرنے کو گیا ۔ اس اثنا میں شنکر شاعر نے بھی اپنے راجہ جے شکر کو جاکر اطلاع دیدی تھی کہ راجہ بھوج راج اوس پر حملہ کرنے کو ہے +
راجہ بھوج کی سپاہ آگے بڑھی چلی جاتی تھی سوار اور ہاتھی اس میں بہت تھے ۔ چار ہزار جنگی ہاتھی تھے اسقدر سپاہ تھی کہ جہاں وہ گذرتی تھی تو تر زمین خشک ہو جاتی تھی اور خشک زمین تر ہو جاتی تھی وہ لوٹتی مارتی پچاسور سے جہیل پر پہنچی ۔ یہاں سے سارے ملک کو لوٹنا اور عورتوں اور مردوں کو قید کرنا شروع کیا ۔ میر کو سر لشکر مقرر کیا +
جب جے شکر نے یہ حال سُنا تو وہ سر سے پاؤں تک غصہ کے مارے جل اوٹھا ۔ اوس نے میر کو ایک خط بھیجا جسمیں لکھا کہ غریبوں پر ظلم کرنا جواں مردوں کا کام نہیں ہے تیرا حال کتے کا سا ہے کہ جو شخص اوسکو پتھر مارتا ہے تو وہ پتھر کو بجائے پتھر مارنے والے کے کاٹتا ہے ۔
میر نے اسکو جواب میں لکھا کہ تو یہاں منہ میں تنکا لیکر آ ۔ اور بھوج راج کی اطاعت کر اور قدموں پر سر جھکا (منہ میں تنکا یا گھاس لیکر آنے کے معنی یہ ہیں کہ جانوروں کی طرح اطاعت کرنا)
جسوقت میر کا جواب آیا تو سورپال موجود تھا ۔ اوس نے راجہ کو کچھہ خبر بھی نہ کی اور اوسنے حملہ آوروں کے لشکر پر دفعتہً شب خون مارا ۔ دشمن لڑنے کے لئے تیار نہ تھا ۔ کچھہ فوج پاس کے دیہات کو غارت کرنے گئی ہوئی تھی ۔ کچھہ کھا پی رہی تھی کچھہ سوتی تھی کچھہ ناچ رنگ میں لگی ہوئی تھی سورپال کے سپاہیوں نے تلواریں ہاتھوں میں لیکر دشمنوں کو اسطرح کاٹ ڈالا جیسے گھسیارا گھاس کو کاٹتا ہے ۔ دشمن کا سارا لشکر ایسا پراگندہ ہوگیا جیسا ہرنوں کا گلہ شیر کے ڈرنے سے بے تحاشا بھاگتا ہے ۔ میر جو میر لشکر تھا یہ سمجھہ کر کہ میرا منہ کالا ہوگیا ۔ اپنے راجہ کی دارالسلطنت سے آٹھہ دن کے رستہ پر اٹھکر چلا گیا ۔ راجہ بھوج راج خود میر کے لشکر میں آیا ۔ اوسنے اپنی منتشر سپاہ کی تسلی کی اور سمجھایا کہ ہار اکثر فتح کی تمہید ہوتا ہے ۔ کوئی ہتیار سخت صدمہ جب تک نہیں پہنچا سکتا کہ اوٹھانہ ہوئے ۔ غرض راجا سپاہ کو سمجھا سمجھاکر خود پچاسورا پر لے گیا ۔ اور اوسکا چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا میر کے ایک حملہ کو سورپال نے دفع کیا پچاسورا کے راجہ نے لڑنے والوں کو جمع کیا اور اونسے کہا کہ جنکو اپنی جان عزیز ہے وہ چلے جائیں ۔

مگر سب تے باالاتفاق کہا کہ ہم راجپوت ہیں ایسے عالی خاندان ہیں کہ مرنے کو موجود ہیں کون ایسا ہوگا کہ ضرورت کے وقت میں بہاگ کر یہ بے غیرتی اپنی کریگا کہ اوسکے گوشت کے کہانے سے کوے بھی نفرت کرینگے اور ایک کروڑ دن وہ جہنم میں رہے گا۔ محاصرہ پر باون دن گذر گئے تو یہ تجویز ہوئی کہ سورپال کو رشوت دیکر کام نکالا جائے کسی درخت کے دودہ سے ایک خط لکھہ کر اوس پاس بہیجا گیا۔ جسپر اوسنے زعفران ڈال کر پڑہ لیا۔ راجہ بھوکی بات کو سورپال نے مانا نہیں اور اوسکو لکھا کہ میں اور جے شکر ایسے آپس میں متحد ہیں کہ وہ اسنے کبھی جدا نہیں ہوسکتے جیسے کہ دودہ و پانی ملکر پہر علیحدہ نہیں ہوسکتے۔ میں اشراف زادہ ہوں۔ بھلا یہہ دغا کا کام مجہہ سے کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر تینوں لوک کا راج دیا جائے تو اوسکو کوئی اشراف نہیں قبول کریگا کوئی نطفہ حرام اسے منظور کریگا۔

جے شکر کے لشکر میں رات کو مہابہارت کے اشلوک پڑھے گئے بہیم کی مہات کے بیان نے سپاہ کو جنگ پر مشتعل کیا۔ انکو لڑائی کے شوق میں رات کا کاٹنا مشکل ہوگیا۔ صبح کو دونو سپاہیں آپسمیں ایسی ٹکرائیں جیسی کہ گھٹا کے بادل اونکے ہتیار ایسے چمکتے تھے جیسے کہ بجلی اونکے چلنے سے زمین ایسی گونجتی تہی جیسے کہ بادل گرجتے ہیں۔ جنکے باجے نامردونکو مرد بنا رہے تہے۔ اور تیروں اور غلولوں کا موسلادہار مینہ برس رہا تہا۔ تیر و برچھی و ترسول سے لڑتے تھے۔ ہاتہی ہاتہیوں پر اور گہوڑے گہوڑوں پر۔ اور رتھہ بان رتھہ بانوں پر — کچکچا کے چلتے تھے۔ خون کے دریا میں دمے بہتے تھے۔ جتنا جنگ کا غل شور بڑہتا تہا اوتنے ہی بہادر ہنستے تہے سپاہ کے کار فرما کم شوقینوں کی ہمت بند ہواتے تہے بہادروں کو شاباش دیتے تھے۔ اور جے جے پکارتے تھے اور کہتے تہے کہ اب ہم پہر آپسمیں نہیں ملینگے اس دنیا میں شہرت حاصل کرو اور اوسکے ساتہہ بہشت بھی لو۔ دیوتا دل اور آدمیوں سے اپنی تعظیم دنیا و عقبےٰ میں کراؤ۔ غرض انجام لڑائی کا یہ ہوا کہ راجہ بھوپراج قلعہ کے اندر گھس گیا +

جے شکر نے دیکھا کہ اب میری سپاہ میں بہادر بہت کم رہ گئے ہیں اب فتح کی کوئی امید باقی نہیں

اونسے سورپال کو بلا کر منت کر کے کہا کہ تو اپنی حاملہ بہن روپ سندری کو کسی ایسی جگہ پہنچا دے کہ وہ امن سے رہے اور میری نسل منقطع نہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گا تو دشمن بے کھٹکے راج کریگا۔ غرض بہت ہی بحث و تکرار کے بعد سورپال بہن کو جنگل میں چھوڑ کر خود لڑنے کو آیا۔ اس اثنا میں راجہ بھوبڑراج نے جے شکر پاس پیغام بھیجا کہ وہ قلعہ مجھے حوالہ کرے اور خود دستور کے موافق اطاعت کرے کہ میرے پاؤں میں آن گرے اور تنکا منہ میں لے جے شکر نے جواب دیا کہ میں اس طرح کی اطاعت سے مرنے کو اچھا جانتا ہوں اور گجرات دیکر فردوس کا لینا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے غرض اونسے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ راجہ بھوبڑراج اوسکے محل پر پہنچا وہاں عورتوں نے بھی مسلح ہو کر اوسکا خوب مقابلہ کیا اور ایک دفعہ دشمن کے لشکر کو شہر کے دروازہ سے باہر کر دیا اور اپنا مطلب اعظم یہ حاصل کیا کہ خاوندوں کی لاشوں کو میدان جنگ سے وہ لے آئیں اور چتا بنا کے اونکے ساتھ ستی ہو گئیں پھر بھوبڑراج آیا خود راجہ چوڑا کے مرنے کی مراسم کو ادا کیا جتے اوسکی بڑی نیک نامی ہوئی +

کچھ اور سورٹھ کے قرابادہون نے راجہ بھوبڑ کی اطاعت کی۔ اونسے یہاں گجرات میں رہنے کا ارادہ کیا مگر اعیان سلطنت نے سمجھایا کہ سورپال جیتا ہے پہلو میں کانٹا سا چبھتا رہے گا اسلئے راجہ نے یہاں محصول مقرر کر کے مراجعت کی۔ سورپال جب بہن کو جنگل میں چھوڑ کر آیا تو راجہ مر چکا تھا۔ اونسے ارادہ کیا کہ راجہ کی طرح میں بھی لڑکر مر جاؤں پھر وہ سوچا کہ اگر میں مر جاؤں گا تو راجہ بھوبڑ بے کھٹکے راج کرے گا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب آیندہ کے لئے تدبیر کرنی چاہئے۔ اگر خوش اقبالی سے میری بہن کے بیٹا پیدا ہوا تو میں گجرات کی پھر سلطنت حاصل کر لونگا میری اعانت بغیر یہ کام نہ ہوسکے گا یہ سوچ کر وہ بہن کی تلاش کو گیا مگر وہ نہ ملی بعض کہتے ہیں کہ وہ شرم کے مارے بہن کے پاس نہیں گیا۔ گرنار کے پہاڑوں میں اُس نے سکونت اختیار کی۔ اب روپ سندری کا حال سنو کہ جنگل میں ایک بھیلنی نے اُسے دیکھ لیا اسکو رانی سمجھ کر یہہ اوس سے بولی کہ تو میرے ساتھ جنگل میں رہ۔ یہاں پھول پتے پھل کھانے کے لئے اور پہاڑ امن سے رہنے کے واسطے موجود ہیں۔ رانی اس بھیلنی کی منت سماجت

سبب سے اوسکے ہاں جہان جب تک ہی کہ اوسکے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔
جب بیٹا چھ برس کا ہوا ایک جینی جتی کا گذر جنگل میں ہوا اوس نے اس لڑکے کو دیکھا
کہ پنگھوڑے میں جھول رہا ہے۔ اوسنے روپ سندری اور اس لڑکے کا احوال دریافت کیا
اور رانی کی بڑی تسلی کی اور اوسکو شہر میں لے آیا۔ لڑکا جنگل میں پیدا ہوا تھا اسلئے اُس کا
نام بن راج (یعنی جنگل کا راجہ) رکھا گیا جب اس لڑکے کا حال سوپال کو معلوم ہوا تو وہ
اوس کو پوشیدہ اپنے پاس لے گیا۔ اور چودہ برس کی عمر تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ یہ لڑکا
شیر کی طرح بڑھا ہمیشہ بہادری اور شہ زوری اور ہوشیاری دکھاتا۔ اور اپنے راج کے
دوبارہ حاصل کرنے کی دُھن میں لگا رہتا +

بن راج کا تذکرہ

گجرات کی زبانی حکایات اور جین کے بیانات جو بن راج کے حالات معلوم ہوتے ہیں
وہی رتن مالا میں لکھے ہیں۔ چاپٹ کٹ یا چورا کی قوم میں پنچاسورا کا راجہ تھا اس قوم کی
اصل دریاے سندھ ممالک مغربی میں تھی۔ وہ سورج بنسیوں سے اور نہ چندر بنسیوں سے علاقہ رکھتی تھی
وہ صرف مغربی ہندوستان سے تعلق رکھتی تھی جے شکر یا جس راج چورا سے پہلے جو راجہ تھے
وہ دیو اور پٹن سومنات کے راجہ تھے۔ یہ دو بندرگاہ بحری ساحل سورٹھہ پر واقع ہیں اور
بلبھی پور کے مہاراجوں کے ماتحت تھی بلبھی پور کے غارت ہوجانے کے بعد چورا پنچاسورا کو
جو معرض خطر میں نہ تھا چلے گئے جین اور اور رعایا بلبھی پور کی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے اونکی
حمایت سے مستفید ہونے کے لئے وہاں چلی گئی پنچاسورا اب بھی ایک گاؤں نواب رادھن پور
کی ریاست میں ہے جو چھوٹی رن کچھہ کے کنارہ پر ہے۔ پنچاسورا سے چند میل پر بن راج
کی جنم بھوم موضع جیندرہ میں ہے اور اوسکے بچپنے میں رہنے کی جگہ ونذ ہے +

وہ جین جتی جس نے بن راج کو پالا پوسا شیل گن سوری تھا۔ ابتداء عمر میں اسی جتی کے
صومعہ میں بن راج رہا اور اپنی اصل کو جھوٹ بتلاتا رہا جب ہوش سنبھالا تو ماموں کے
ساتھہ لوٹ مار میں شریک ہوا جسمیں اوسنے اپنی ذاتی شجاعت کو دکھایا اور اپنی جتھوں کی

ہمت بلند ہوائی اور اپنی حالت شاہی کو بہادرانہ مان کر اونکو عہدے اور منصب اس سلطنت کے لیے دیئے جسکو وہ دوبارہ حاصل کرنے کو تھا۔ ایک تاجر کی بیوی شری دیوی نے اوسکی بڑی عمدہ مدارات کی تھی اوسکو اپنے راج کے تیل ملوانے کا وعدہ کیا۔ جامپ یا چنپا ایک سوداگر تھا وہ بڑا جوانمرد اور فن سپاہ گری سے ماہر تھا اوسکو اپنا وزیر مقرر کیا جسنے آیندہ چنپانیر آباد کیا اور انہل الکیلے ور اوسکے رفیقوں میں تہا جو اس ملک کے حال سے خوب واقف تھا اوسکے نام پر اپنی دار السلطنت کا نام رکھا۔ اتنے برسوں کا عرصہ گذر گیا کہ سوربال مر گیا اور اسکا معاوضہ اور بہادر رفیقوں کے ساتھ ہونے سے ہو گیا۔ آخر کار بن راج کو اوسکے استقلال کا انعام مل گیا۔ راجہ بھور راج نے گجرات کے محصول کو اپنی بیٹی نائی من دیوی کو دیدیا۔ اس رانی نے اپنی صلاح کاروں کے مشورہ سے ایک چورا سردار کو ستبھرت یعنی نیزہ بردار کا عہدہ دیا کہ حفاظت اچھی طرح ہو۔ کلی آن کے آدمی اس ملک میں چھ مہینے رہے اور بہت سا روپیہ اور بہت سے قیمتی گھوڑے لیکر چلے سورتھ (کاٹھی وار) کے گھوڑے بڑے مشہور ہیں۔ راہ میں بن راج نے اونپر حملہ کرکے لوٹ لیا۔ اور سب کو مار ڈالا۔ اس مہم کے بعد وہ کچھ مدت تک اس دیس کے مختلف حصوں میں جہاں جنگل اور پہاڑ تھے پناہ لیتا پھرا۔ کہ کلی آن کے راجہ کے انتقام سے محفوظ رہے۔ مگر اس کو لوٹ کا مال اتنا ہاتھ لگ گیا تھا کہ وہ اپنے اس منصوبے کو جو مدت سے اوسکے دل میں تھا پورا کر سکتا تھا۔ اوسنے اکیڑ ارالسلطنت انہل پور یا انہل واڑہ کی بنیاد ڈالی +

ایک شاعر کے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ سمت ۸۰۲ (۷۴۶ع) میں اس شہر کی بنیاد رکھی گئی کہ وہ دائم و قائم رہے۔ ایک جینی نجومی نے اس شہر کے جنم پترہ میں لکھ دیا تھا سمت ۱۳۹۰ میں انہل پور غارت و ویران ہو جائے گا۔ سو اس پیشین گوئی کو سلطان علاء الدین نے پورا کر دیا +

سری دیوی نے بن راج کی راج گدی بیٹھانے میں مدد کی جامپ اسکا وزیر مقرر ہوا

اب اوسنے شیل گن سوری کی طرف التفات کیا - اب تک وسکی ماروپ سندری اسی جینی
کے پاس تھی اور جین مت میں وہ بڑی گرم جوش تھی - یہ بوڑہی رانی اور اسکا گرو اس
صنم کو جسکی وہ پرستش کرتے تھے انہل پور میں لائے - اور اوسکے واسطے ایک بڑا مندر
بنا اور اسکا نام سیچا سور پارس ناتہہ رکھا گیا - اور اس میں بن راج کی مورت بھی پوجاری
کی صورت میں رکھی گئی - اسکا مذہب جین اور برہمن مذہبوں کے درمیان میں ہاچ
مر گیا

بن راج سنہ ۶۹۶ء میں پیدا ہوا اور افضل وار ہیں ۰ ۶ سال سلطنت کی ۸۰۶ء میں

اور اوسکے تخت پر جوگ راج (یوگ راج) اسکا بیٹا بیٹھا

بن راج کا حال آئین اکبری میں ابوالفضل نے اس طرح لکھا ہے کہ ہندی ناموں میں
لکھا ہے کہ سمت ۸۰۲ (۷۴۶ء) میں بن راج نے اول سراج دولت کو فروغ دیا اور
گجرات کی ایک جدا سلطنت بنائی - راجہ سری بھوردیو مرزبان قنوج نے اپنے نوکر
سامنت سنگہہ کو بدگوہری و بد اندیشی و فتنہ انگیزی کے سبب سے مار ڈالا - سارا گھر بار لوٹ لیا
اوسکی بیوی حاملہ تھی - گو خار ناکامی پاؤں میں چبہہ رہا تھا وہ گجرات میں آئی اور صحراء بیکسی
میں جنی - جین کے وارستگان میں سے سیل دیو کا اوسکے پاس گذر ہوا - یہ حال دیکھہ کر
اوسکے دل میں درد ہوا - اوسکو اپنے چیلہ کو حوالہ کیا - اوسنے رادہن پور میں لے جا کر
پرورش کیا - جب وہ بڑا ہوا تو فرمایوں کی ہم نشینی سے تباہ اندیشی و دل آزاری و رہزنی
اختیار کی - اس کے گرد بدکاروں کا ہنگامہ ہوا - گجرات سے قنوج کو خزانہ جاتا تہا اوسکو لوٹ لیا
اس سبب سے کہ سعادت سرشت تھا جب چنپا بقال ملا تو شمشیر کی رہنموں فرد ہوئی - بدکاری
کو چھوڑ کر خوب کرداری کی طرف طبیعت مائل ہوئی - پچاس سال کی عمر میں بادشاہی ہاتھ
آئی - پٹن شہر اس راجہ کا آباد کیا ہوا ہے - کہتے ہیں اوسنے تخت گاہ کے مقرر کرنے میں بہت سوچ
بچار کیا تھا اور سخت تگا دو کی تھی - اہل ایک گائے چرانے والے نے کہا کہ میں نے ایک
عجیب زمین دیکھی ہے اگر وہاں شہر کو میرے نام پر آباد کرو تو میں اوسکو بتلا دوں راجہ نے
اوسکی درخواست منظور کی - اوسنے ایک درخت زار کا پتا بتلایا جس میں ایک خرگوش اور

کہتے کی لڑائی ہوئی تہی اور خرگوش نے اپنی قوت بازو سے رہائی پائی تہی - راجہ نے اس زمین
کو آباد کیا انہل پور اسکا نام رکہا اختر شناسوں نے کہدیا تہا کہ جب دو ہزار پانچ سو سال سات مہینے
نو روز چوالیس گھڑی گذرینگی تو یہ شہر ویران ہو جائیگا - زبان فرسودگی اور زبان گردی سے
اس شہر کا نام نہروالہ مشہور ہوا - اہل دیس کی زبان میں پٹن برگزیدہ کو کہتے ہیں اس سبب سے
وہ پٹن زبان زد خلایق ہوا - ابو الفضل نے جون راج کے حالات تحقیق کر کے لکھے تھے اوسکی
اصلاح و درستی رتن مالہ کے بیان سے ہوتی ہے جسکو ہم نے نقل کیا ہے +

جوگ راج کا بیان

رتن مالہ میں اس راجہ کا بیان بہت تہوڑا لکہا ہے - فقط یہ ایک واقعہ اوسکے اہل واڑہ کے
راج کا تاریخ گجرات میں بیان کے قابل ہے - سورٹھہ میں پٹن کے بندرگاہ میں بعض بیگانہ
ملکوں کے جہاز آئے - وہ قیمتی اسباب تجارت سے لدے ہوئے تھے - یہ نہیں معلوم کہ وہ کس
بندرگاہ سے آئے تھے اور کس ملک کو جاتے تھے - برخلاف راجہ کے حکم کے تاجروں پر
حملہ کیا گیا اور انکا سارا مال وارث تاج و تخت کھیم راج نے لوٹ لیا - مہمان پروری کے قوانین
کے برخلاف اس کام کے ہونے سے راجہ کو نہایت رنج و ملال ہوا - اوسنے کھیم راج کو
لعنت ملامت کی - اور اپنے دو بہائیوں سے جو اس کام میں شریک تھے کہا کہ میں نے
اپنی زندگی میں جن کاموں کے کرنے کا قصد کیا تہا تم نے ان سب کو برباد کر دیا جب اجنبی
ملکوں کے دانشمند راجاؤں کے کاموں کو تو سنینگے تو گجرات کے راجہ کی تذلیل کرینگے کہ وہ
چوروں کا راجہ تھا - میرے باپ دادا نے جو خطائیں کیں تھیں مجھے اونکے مٹانے کے بعد
امید تھی کہ میں بھی راجاؤں کے سلسلہ میں داخل ہو جاؤنگا مگر تمہاری طمع نے ان خطاؤں
کو از سر نو چمکا دیا - راج نیت میں لکھا ہے کہ بادشاہ کے احکام کی نافرمانی - برہمن کے وظیفہ
کی موقوفی - عورت کا بستر سے بھاگ جانا ایسے زخم ہیں جو بے ہتیار کے لگتے ہیں - جوگ راج
کی عمر بڑی ہوئی ۳۵ برس سلطنت کر کے مرگھٹ میں جلا - اسکے بعد کھیم راج اسکا بیٹا راج گدی
پر بیٹھا سمت [illegible] میں مر گیا ۲۵ برس سلطنت کر گیا - شری کھیم راج کے بیٹے سری بھوہیہ

۲۹ سال سمت ۸۹۵ تک راج کیا۔ اسکے زمانہ میں کسی دشمن نے اسکا مقابلہ نہیں کیا۔
شری بیر سنگ کی سلطنت میں بہ نسبت اسکے باپ شری بھویدؔ کے بڑی خرابیاں ہیں اسکو غیر ملک والوں سے مقابلہ کرنا پڑا مگر وہ آخر کو فتحیاب ہوا کبھی اسکو شکست نہیں ہوئی۔ اسکا وزیر بڑا دانا تہا وہ اوسکی بڑی مدد کرتا تہا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ غیر ملک والے کون تھے جنسے اوس کو لڑنا پڑا۔
رتنا دتیا جسکو مسلمان رشادت یا رسادت لکھتے ہیں۔ سمت ۹۲۰ میں وہ اپنے باپ بیر سنگ کا جانشین ہوا۔ وہ زمین کا آفتاب معلوم ہوتا تھا۔ قوت۔ شجاعت۔ ایفاء عہد میں مشہور تھا چوروں مکاروں۔ اوباشوں و رندوں۔ جھوٹوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ سمت ۹۳۵ء میں مر گیا۔ اسکا بیٹا سمنت سنگ جانشین ہوا جسیر بن راج یعنی چوڑا اپ کا راج ختم ہو گیا +
کھیم راج اور بھوید کی سلطنتوں میں ہندوستان میں ابو زید الحسن وغیرہ مسلمان سیاح آئے اپنے سیاحت ناموں میں جن مقامات کے حالات اونہوں نے تحریر کئے اونکے ناموں کو معرب بنا کے ایسا تحریف کیا ہے کہ ہزار تحقیق و تدقیق سے شاذ و نادر ہی کسی مقام کا پتا چلتا ہے کہ وہ کیا اور کہاں تھا۔ باقی حالات اسطرح کے اُنہوں نے لکھے ہیں کہ ہندو جب بوڑھے اور سخت علیل ہو جاتے ہیں تو اونکے عزیز اونکو ڈبو دیتے ہیں مردوں کو جلاتے ہیں بیویاں خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی ہیں۔ برہمن اونکے عالم اور ہادی ہوتے ہیں + انکے شاعر اپنے بادشاہوں کی ستایش کو اپنے کلام میں مبالغہ کے ساتھ بہر دیتے ہیں منجم و حکما و فال گو جانوروں سے شگون لینے والے موسموں کا حال بتانے والے بہت ہیں بارش اہل ہند کی جان ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر اونکی زیست حرام ہو جاتی ہے جوگی ہمیشہ ننگے رہتے ہیں بال اتنے بڑہا لیتے ہیں کہ سارا بدن اُنکا ڈھک جاتا ہے ناخن اتنے بڑہاتے ہیں کہ وہ شمشیر کی مانند تیز ہو جاتے ہیں۔ وہ خود تو اونکو کاٹتے نہیں مگر وہ ٹوٹ جاتے ہیں ان ناخن ہاتے کو وہ اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ ایک شخص سے ایک دفعہ وہ مانگتے ہیں دوبارہ سوال نہیں کرتے

دہرم سالے سڑکوں پر مسافروں کے آرام کے لئے بناتے ہیں وہاں کا دستور ہے کہ مسافر
اپنی ضرورتوں کی چیزوں کو خریدلے۔ بہت سے ہندو ایسے ہیں کہ ایک بتل میں دوسا تہہ نہیں کہاتے
اسطرح ساتہہ کھانے کو وہ پاپ گنتے ہیں اگر سو ہندو ہوں تو سو پتلیں ونکے لئے چاہئیں۔ وہ
کھاکر پتلوں اور بچے ہوئے کھانے کو پھینک دیتے ہیں وہ کانوں کو چھیدواتے ہیں اور اونکے
راجا کانوں میں بڑے بیش قیمت موتیوں کے سندر بالے پہنتے ہیں۔ کنٹھے زرد جواہر کے
گلے میں ڈالتے ہیں جواہرت میں موتیوں کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ ہر پیشہ آبائی ہوتا ہے۔
راجا کا بیٹا راجہ اور بڑھئی کا بیٹا بڑھئی ہوتا ہے مختلف پیشوں کے آدمی آپس میں ناتہ رشتہ
نہیں کرتے۔ اہل اسلام کے ساتہہ بعض راجہ موانست بعض عداوت رکہتے تھے ہندوؤں کے
ہاں بڑی سخت ریاضتیں ہوتی ہیں۔ فقیر صرف مرگ چھال یا شیر کی کھال اوڑھتے ہیں بہت
دیر تک چہرہ کو سورج کے سامنے رکھتے ہیں ہاتھ کو سکھاتے ہیں کثیر الازدواجی رائج ہے
ہتوں سے سوالوں کے جواب لیتے ہیں کھانے سے پہلے اشنان کرتے ہیں ہندوؤں کے راج
میں بہت سے سپاہی ہوتے ہیں کہ وہ تنخواہ نہیں پاتے اور راجہ کی طرف سے لڑنے جاتے ہیں وہ
وہ راجہ سے کچھہ نہیں لیتے۔

مول راج سولانکھی

اوپر بیان ہوا کہ چوراہنس کے سات راجاؤں نے ۱۹۶ سال اسطرح راج کیا کہ بیٹا باپ کے
بعد جانشین ہوا۔ آخری راجہ سامنت تھا جسنے سات برس راج کیا۔ وہ خفیف العقل تھا اوس کو
نیک و بدکی اور روز و شب کی دوست و دشمن کی تمیز نہ تھی۔ نہ اس میں استقلال تھا نہ زیر کی
اسکا حال فقط یہ لکھا ہے کہ وہ بے اولاد تھا جسکے سبب سے انہل وارہ سولنکھی بنس کا راج قائم ہوا۔
قنوج کے راجہ بھوج راج کی چوتھی پیڑہی میں بھونادیتا کے بیٹے راج و بیج اور ڈنڈک تھے
یہ سومنات کی جاترا کو گئے۔ رتن مالا میں لکھا ہے ان تینوں میں بڑے بھائی راج کا
رنگ گورا۔ قد متوسط تھا وہ دھنیہ تھا۔ مذہب کا پابند اور شو کا بڑا پجاری تہا۔ اسکا بیاہ راجہ
سامنت راجہ انہل وارہ کی بہن لیلا دیوی سے ہو گیا۔ یہ لڑکی حاملہ ہوئی مگر وضع حمل

قریب مرگئی۔ بچہ اوسکے پیٹ سے زندہ نکال لیا گیا۔ اور اسکا نام مول راج رکھا گیا۔ راجہ سامنت لے اوسکو متبنّی یعنے اپنا بیٹا بنایا رتن مالا میں اسکی خصلت یہ لکھی ہی کہ وہ مکار دغا باز بے رحم تھا اپنے تئیں بڑے بنانے کا شائق۔ اوسکا رنگ کالا تہا مگر وجیہ تھا عشق کی دیوی کا غلام تھا۔ وہ روپیہ کو زمین مین دبا دبا کے رکھتا تہا۔ فن سپہ گری میں اگرچہ بدسلیقہ تھا مگر دشمن مقابلہ کو آئے تو اپنے مکر وعیاری سے اُسے باز رکھتا تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو راجہ سامنت نے شراب کی مستی میں مول راج کی رسوم تخت نشینی کی ادا کین۔ مگر جب ہوش میں آیا تو وہ اپنے کئے سے پیشتا یا۔ پہر دیا ہوا راج واپس لینا چاہا۔ اسی زمانہ سے چور اسکے عطیہ کا ناچیز ہونا ایک ضرب المثل ہو گئی ہے۔ مول راج کو حکمرانی کا چسکا لگ گیا تہا بھلا وہ اب راج کو کیسے چھوڑ کر سامنت کو دیدیتا اسلئے اوسنے سپاہ کو جمع کیا اور ماموں پر حملہ کیا اور اوسکو مار ڈالا۔ اور خود تخت پر ہو بیٹھا۔ کو مارچہ ترکا قول ہے کہ یہ چھہ چیزیں کبھی حمند نہیں ہوتیں۔ بیٹی کا خاوند (داماد) بچھو۔ شیر۔ شراب۔ بیوقوف۔ بہن کا بیٹا (بھانجا) انہیں سے ہر ایک فائدوں کی قدر نہیں کرتا۔

مول راج نے اس خیال سے کہ سلطنت میں کوئی کانٹا چبھنے والا باقی نہ رہے اپنی ماں کے سارے رشتہ داروں کو مار ڈالا۔ اوسکی لڑائیاں گرد نواح کے راجاؤں سے ہوئیں جنمیں وہ فتحیاب ہوا۔ ۵۵ سال سلطنت سمت ۹۴۲ء سے ۹۹۷ء تک کی سولنکھی راجاؤں کی فہرست۔

نام راجہ	مدت سلطنت	نام راجہ	مدت سلطنت
(۱) مول راج	۵۶ سال	(۶) سدہ راج جے سنگہ دیو	۵۰ سال
(۲) چامند راج دیو	۱۴ سال	(۷) کمارپال دیو	۲۳ سال
(۳) وربھہ راج دیو	۱۱ سال ۶ ماہ	(۸) اجے پال دیو	۳ سال
(۴) بھیم دیو اول	۴۲ سال	(۹) بال مول راج دیو	۲ سال
(۵) کرن دیو	۳۱ سال	(۱۰) بھیم دیو دوم	۳۶ سال

سمت ۱۰۵۳ سے چامند راج دیو کا راج شروع ہوا ہی اوسنے تیرہ برس راج کیا ہے اسی کے عہد میں

سمت ۱۰۸۲ (۱۰۲۶ء) میں سلطان محمود غزنوی نے انہل وارہ پر غلبہ پایا اور ہندؤں کے سورج نے مسلمانوں کے ہلال کو جھک کر سلام کیا۔ لیکن سلطان نے اپنی طرف سے یہاں مرزبان مقرر کرنے میں اپنی بہبود نہ دیکھی یہیں کے راجاؤں کی نسل میں سے ایک کو راج دیدیا اور سالانہ پیشکش ٹھیرا کر سندھ کی راہ سے مراجعت کی۔ چامند راج دیو کی سلطنت کے بیان میں ہندؤں کی کتابوں میں سلطان محمود غزنوی کے حملہ کا بیان نہیں ہے جینیوں اور برہمنوں اور بھاٹوں و کبیشریوں و نبیوں کی (جو راجپوت راجاؤں کی نیک نامی کے لکھنے والے ہیں) عادت میں یہ امر داخل ہے کہ جن حالات کو وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ اونکے ممدوحوں کی کسر شان کرینگے اونکے بیان میں وہ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ گو یہ حالات کیسے ہی مشہور ہوں اور اونکی اثر و نتائج عظیم وقوع میں آئے ہوں جب کوئی راجہ گناہ گار نادان۔ بد اقبال ہوتا ہے تو وہ اوسکی تاریخ پر ایک کالا پردہ ڈال کر فقط اوسپر یہ لکھہ دیتے ہیں کہ وہ پیدا ہوا اور مر گیا

چامند راج ایک دفعہ بنارس کو جاترا کو گیا تو اپنے بڑے بیٹے بلبھہ راج کو اپنی جگہ تخت پر بٹھا گیا تھا راستہ میں اسکا چھتر اور گھوڑے کے بالوں کی پنکھی اور اور راج کی امارات یہ سب راجہ مالوہ نے چھین لئے جب وہ جاترا سے آیا تو اوسنے بلبھہ راج کو مالوہ کے راجہ سے لڑنے کے لئے بھیجا وہ راہ میں سیتلا سے مر گیا۔ تو اس صدمہ سے چامند ایسا دل شکستہ ہوا کہ اپنے دوسرے بیٹے درلبھہ کو تخت پر بٹھا کر تارک الدنیا ہوا۔

درلبھہ کا بھائی ناگ راج تھا اوسکا بیٹا بھیم دیو اول تھا جسکے پیدا ہونے کی چچا کو بڑی خوشی ہوئی اسی کو راج دیکر وہ جاتراؤں کو چلا گیا +

سلطان محمود کو اپنے ہی ملک میں ایسے فسادات پیش آئے کہ اوسنے پھر ہندوستان کی توجہ نہیں کی اوسکی اولاد کی سلطنت میں ہندؤں نے اپنے ملک پر قبضہ کر لیا جب سب راجا مسلمانوں سے لڑے ہیں تو انہیں راجہ بھیم دیو راجہ انہل وارہ بھی شریک تھا بھیم کا جانشین کرن ہوا ۱۰۷۲ء سے ۱۰۹۴ء تک سلطنت کی اسکا بیگانوں سے لڑنا نہیں پڑا کرن کے بعد سدہ راج راجہ ہوا اوسنے ۱۰۹۴ء سے ۱۱۴۳ء تک ۴۹ یا ۵۰ سال راج کیا۔ سدہ راج کے اولاد نہیں

اسلیئے راج بھیم راج کے خاندان میں منتقل ہوا جو بھیم دیو اول کا بیٹا تہا۔ اور بھیم راج کے پوتے
کے تین بیٹے تہے جنمیں سے ایک کمار پال تھا جسکو منجم کہتے تہے کہ راجہ ہوگا۔ مگر سدہ راج
اسکا راجہ ہونا پسند نہیں کرتا تہا۔ اسلیئے وہ جان آزاری کے بیم کے سبب دیس بدیس جوگی
بنا پڑا پہرا اور جابجا چھپتا رہا جب سدہ راج نے پرلوک گون کیا تو انہل وارہ میں آن کر راج گدی
پر بیٹھا۔ دشمن اسکے مارنے کے درپے ہوئے۔ مگر اوسنے سب مخالفوں کو زیر کیا اور بہت ملک
فتح کر لیا۔ اور ۳۱ برس سلطنت کی۔

کمار پال کے بیٹا نہ تھا اسلیئے اوسکے بہائی کا بیٹا اجی پال راجہ سمبت ۱۲۳۰ (۱۱۷۳ء) میں ہوا
اور تین سال فرمانروائی کی تہی کہ ایک دربان وائی جل دیو نے اوسکو خنجر مار کر مار ڈالا +
۱۱۷۶ء میں اجی پال کے بعد مول راج دوم تخت پر بیٹھا۔ دو برس راج کیا۔ اسکے بعد اجی پال
کا چہوٹا بہائی ۱۱۷۹ء میں بھیم دیو جسکو بہولا بہیم کہتے ہیں راجہ ہوا۔ اور ۶۳ سال سلطنت کی۔
بہولا انہل وارہ کا دیوانہ راجہ مشہور ہے۔ اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسکے مرنے کے وقت
گجرات میں کوئی بزرگ اور شائستہ سردار بیر دہول باگھیلہ کی برابر نہ تہا اسلیئے وہ بھیم کے بعد
گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ پھر باگھیلہ راجاؤں کا سلسلہ اسطرح پر ہے۔

نام راجہ	مدت سلطنت	نام راجہ	مدت سلطنت
(۱) بیر دہول باگھیلہ	۱۲ سال ۵ ماہ	(۴) ارجن دیو	۱۰ سال
(۲) وی سل دیو	۴۳ سال ۶ ماہ	(۵) سارنگ دیو	۲۱ سال
(۳) بھیم راو زادہ وی سل دیو	۳۴ سال	(۶) کیرن	۶ سال ۱۰ ماہ

بعض کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وی سل دیو یعنی ورسل دیو چندرو تی کا حاکم تھا اور اسکے پاس
اٹھارہ سو منڈل تہی۔ وہ سارنگ دیو مہاراجہ نہروالہ کا محکوم تہا دونو بھیم دیو اور سارنگ دیو جو
انہل وارہ یا نہروالہ یا پٹن میں راج کرتے تہے جین مت رکھتے تہے۔
اب ہم آگے یہ بیان کرتے ہیں کہ ان راجاؤں اور مسلمانوں کے درمیان ملک گجرات میں [illegible] تک
کہ مسلمانوں کا تسلط گجرات پر ہوا کیا معاملات پیش آئے +

سلطان محمود غزنوی

سنہ ۴۱۶ھ ۱۰۲۵ء محمود غزنوی نے سومنات کی طرف ملتان کی راہ سے کوچ کیا جب اوسنے ممالک نہروالہ پٹن پر حملہ کیا تو وہاں کا راجہ چامنڈ شہر چھوڑکر بھاگا سلطان بھی نہروالہ پر قبضہ کرکے سومنات کی فتح کو چلا اوسکو خبر لگی کہ راجہ چامنڈ راجہ نہروالہ قلعہ گندابہ میں چھپا ہوا ہے جو یہاں سے ۴۵ فرسنگ ہی تو اوسنے اوسکی فتح کا ارادہ کیا جب وہ یہاں آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ قلعہ چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا ہے۔ دو تیراکوں سے اوسنے پانی کی عمق کا حال پوچھا اونہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ ایک مقام پر رستہ نکل سکتا ہے لیکن پانی کی طغیانی ساری کوشش کو نقش برآب کردیگی۔ غرض سلطان محمود اس قلعہ کی دیواروں پاس جا پہنچا۔ راجہ چامنڈ سوا انکھی جلدی سے بھاگ گیا اور اہل اسلام کو بڑی غنیمت ہاتھ لگی اور اہل قلعہ کو اونہوں نے مار ڈالا سومنات کی فتح کا بیان مفصل سلطان محمود کے بیان میں جلد اول میں پڑھو۔ اس میں لکھا ہے کہ اوسنے داب شلیم کو یہاں حاکم مقرر کیا۔ لفظ داب شلیم کی اصل دیو شیل ہے جسکے معنی دھیانی راجہ کے ہیں دکن میں فاعل مفعول کے قاعدے کے موافق دیو شیل کو دیو شلیم کہتے ہیں جسکو مسلمانوں نے داب شلیم بنا لیا ہے وہ کسی راجہ کا نام نہیں ہے +

سلطان معزالدین سام عرف شہاب الدین غوری

جب نہروالہ میں بھیم دیو باگھیلہ راجہ ہوا تو شہاب الدین غوری اپنی سپاہ اجمیر میں سنہ ۵۷۴ھ ۱۱۷۸ء میں لے گیا۔ اور جب وہ غزنین کا بادشاہ ہوگیا تو سنہ ۵۹۳ھ میں پھر یہاں آیا اور مخالفوں سے اس ملک کو لے لیا۔ اس دفعہ بھی اوسنے ملتان کو فتح کرکے گجرات جانے کا ارادہ کیا۔ بھیم دیو باگھیلہ نے لڑکر اوسکو شکست دی جسکے بعد سلطان غزنین میں بہت مشکل سے پہنچا جس وقت سلطان یہاں آیا تھا تو رجپوتوں میں لڑائیاں ہو رہی تھیں تو اوسنے کہا تھا کہ ملک گجرات نہ راجپوتوں کا ہے نہ محمودوں کا بلکہ تلوار کا ہے +

سلطان قطب الدین ایبک

جب ہندوستان میں سلطان قطب الدین ایبک سلطان غوری کا نائب ہوا اور اوسنے

دہلی کو دار السلطنت بنایا تو ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء میں نہروالہ پٹن میں فوج بھیجکر اوسنے سلطان شہاب الدین غوری کی شکست کا انتقام لیا +

سلطان علاء الدین خلجی

سلطان علاء الدین دہلی کا بادشاہ ۶۹۶ھ ۱۲۹۶ء میں ہوا - اوسنے گجرات کو سپاہ بسر کردگی الف خاں (جسکو گجرات کے لوگ الپ خاں کہتے ہیں) اور نصرت خاں کے بھیجی اوسنے ملک کو نہروالہ کے گرد لوٹا - اور راجہ کرن باگھیلا جو گجرات کا آخر راجہ تھا لڑا - مگر مقابلہ میں اوسکے پاؤں نہ جمے وہ دکن میں دولت آباد میں چلا گیا تمام مستورات اور لڑکیاں اور خزانہ اور ہاتھی فتحمندوں کے ہاتھوں میں پڑے - دونو افسروں کی سپاہ نے کھنبائت کے سوداگروں کو لوٹا اور سومنات بت کو توڑا جو دوبارہ محمود غزنوی کے غارت کرنے کے بعد رکھ لیا تھا - تمام اسباب اور رانی کرن کی رانی دہلی کو بھیجی گئی - راجہ کرن کی بیٹی کا نام دیول دیی تھی جسکے ساتھ خضر خان پسر سلطان علاء الدین کو عشق پیدا ہوا - اسکا بیان ہم نے مفصل سلطان علاء الدین کی سلطنت کے بیان میں کر دیا ہے +

جب نہروالہ فتح ہو گیا اور راجہ کرن باگھیلہ شکست پا کر بھاگ گیا تو الف خاں ملک کا حاکم مقرر ہوا اور اس زمانہ سے سلاطین دہلی کی طرف سے یہاں حاکم مقرر ہونے شروع ہوئے الف خاں نے یہاں ایک جامع مسجد سفید سنگ مرمر کی بنائی - اسکے ستون اس تپھر کے اسقدر ہیں کہ اکثر اوسکے شمار میں غلطی ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ بت خانہ کو توڑکر مسجد بنائی بہرنہج وہ ایک عجیب و غریب عمارت ہے پہلے وہ شہر کے عین وسط میں تھی مگر اب شہر کے آباد حصّہ سے فاصلہ پر وہ ہے +

شہر پٹن کی عمارات عالیہ سے کے آثار ابتک موجود ہیں اب جو شہر کا حصہ آباد ہے اوسسے تین تین کوس کے فاصلہ پر جنگل میں اینٹیں اور تپھر اور چیزیں ایسی نکلتی ہیں جو شہادت دیتی ہیں کہ وہاں کسی زمانہ میں شاندار عمارتیں تھیں برجوں اور فصیلوں کے نشان ابتک موجود ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا وسیع شہر تھا - زمانہ کے انقلابات نے بہت سی

عمارات کے نشان مٹا بھی دئے ہیں +

جب یہاں راجہ با اختیار تھے تو اجمیر سے بہت سنگ مرمر یہاں آیا تھا اور ہندوؤں کے مندروں میں لگا تھا۔ اب بھی وہاں کھودنے سے وہ ملتا ہے۔ احمد آباد اور بھگتوں میں جو سنگ مرمر لگا ہے وہ یہیں سے آیا ہے +

الف خاں نے سلطان علاء الدین کی جانب سے بیس سال حکومت کی مگر اوسکے بعد وہ معزول اور قتل ہوا +

مسلمانوں کی سلطنت گجرات

اہل اسلام کے قبضہ مندوں نے دار السلطنت نہل پور اور بندرگاہوں کھنبائت اور بھروچ اور سورت پر اپنا قبضہ کر لیا مگر خاندان سدہ راج کی بہت سی دار الریاستیں اونکو فتح کرنی باقی رہیں بہت سی حصے ملک کے مدتوں تک انکے قبضہ میں نہیں آئے۔ وہ آزاد ہی گو وہ بتدریج سلاطین احمد آباد کے باج گذار ہوئے۔ مگر وہ بالکل اونکے مطیع نہیں ہوئے۔ اُنہوں نے وہی اپنا قدیمی تعلق جو انہل وارہ کے مہاراجہ کے ساتھ تھا مسلمان بادشاہوں کے ساتھ رکھا کہ کچھہ مطیع کچھہ آزاد۔ جب بادشاہ کا دباؤ پڑا خراج دیدیا نہیں اپنے تئیں آزاد رکھا۔ دریاء سابھر متی کے مغرب میں بہت سے اقطاع ملک پر باگھیلہ بنس کی ایک شاخ قابض تھی اور اسی بنس کے اور سیوندی تھیں ایدر کے راٹھور اور نرسنگھ کے پرمار تھے۔ وہ مختلف مقامات پر کوہستان میر پور کے قریب پانے ماہی کے کناروں پر پوسنیا تک مالک تھے۔ جو گجرات کی غایت شمالی سرحد پر تھی چھوٹی رن کچھہ اور خلیج کھمبایت کے درمیان جو میدانی ملک ہے او سپر جھالہ با اختیار تھے اپنی قوموں کی کولی شاخیں اور اصل باشندوں کی خالص اور مخلوط اولاد چھوٹی ریاستوں میں پھیلی ہوئی تھیں اور جنگل اور پہاڑوں کے دشوار گذر مقاموں پر مسلط تھیں بعض راجپوتوں کی حمایت سے مشرق میں چانپانیر گڑھ میں کالی کا پیر را اوڑ رہا تھا اور مغرب میں جونا گڑھ اپنے نامور قلعہ جوناگڈہ کو زور سے پکڑے ہوئے تھے اور اوسکی دیواروں کے اندر سے جزیرہ نما پر اپنا رعب رکھتے تھے جبہر وہ مدت سے بے شرکت غیرے فرمان روائی

کرر ہے تھے۔ گوگوا اور سیرم پر اور ضلع گوہل واڑ پر جو سمندر کے کنارہ پر ہے گوھیلہ حکومت
رکھتے تھے وہ اپنے تئیں بانگھیلہ کی نسل سے بتاتے ہیں۔ انھیں ہندو سرداروں کا ذکر
مسلمانوں کی تاریخ میں آتا ہے جبکو وہ کبھی کا فر باغی مفسدہ پرداز لکھتے ہیں ان تاریخوں
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا ملک سلطان علاء الدین کے نائبوں کے اختیار میں نہیں آیا۔
مسلمانوں کو بار بار انکو فتح کرنا پڑتا تھا۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ پسر سلطان علاء الدین ۱۳۱۷ء میں دہلی کا بادشاہ ہوا
اوسنے اول ہی سال سلطنت میں ملک کمال الدین کو بھیجا کہ گجرات میں جو فساد مچ رہے ہیں
اُنکو دور کرے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ہر طرف فساد مچ رہا تھا۔ اس ملک میں آتی ہی
اوسکو کافروں کے ساتھ لڑائی میں شہادت کا درجہ ملا۔ دوسرا سپاہ ایک مشہور افسر عین الملک
کی سپرد کی گئی ہے۔ وہ بڑا بہادر اور مدبر افسر تھا اوسنے ملک میں مفسدہ پردازوں
کو شکست دی اوسکے سرداروں کو قتل کیا ملک میں امن امان کر دیا۔ اوسکے بعد سلطان نے
گجرات کی حکومت اپنے خسر ملک دینار ظفر خان کو سپرد کی وہ سپاہ کے ساتھ انہل واڑہ
میں جلد چلا آیا۔ یہاں از سر نو فساد کھڑے ہوئے تھے اوسنے سب باغیوں کو خوار و ذلیل
کیا۔ اونکی جاگیروں کو ضبط کیا اور اونکا مال منقولہ سلطان پاس بھیجا۔ یہ حاکم اگرچہ بیگناہ
و قصور تھا اور سلطنت کا ایک رکن اعظم۔ مگر سلطان کی طمع سے وہ بلایا گیا اور قتل کیا گیا
اوسکی جگہہ حسام الدین مقرر ہوا۔ خسرو خاں کا بھائی تھا۔ یہ دونو بھائیوں کی قوم پرمارتھی
جو راجپوتوں کے ۳۶ شاہانہ فرقوں میں سے ایک تھا۔ تاریخ فرشتہ میں پرمار کی جگہہ پرواری
لکھا ہے پرواریوں کو ہندو اپنے سے خارج جانتے ہیں خسرو خاں سلطان کا
منظور نظر تھا اور سلطنت کے کاموں پر بڑا اختیار رکھتا تھا۔ حسام الدین پاس قوم پرمار جمع
ہوئی اور اوسکو بغاوت پر آمادہ کیا تو گجرات کے اور افسروں نے مسلح ہوکر اوسکو شکست دی
اور زندہ گرفتار کرکے سلطان پاس بھیجدیا۔ اوسکی جگہہ سلطان نے ملک وجیہ الدین کو بھیجا
جو بڑا دلیر و زیرک تھا۔ اوس نے ملک میں امن امان کر دیا جب وہ گجرات سے بلایا گیا تو

حسام الدین کا بھائی خسرو خاں گجرات میں مقرر ہوا بھلا وہ کب یہاں آتا تھا وہ سلطنت
دہلی کا داعیہ رکھتا تھا اوسنے مبارک خلجی کو مار ڈالا ۱۳۲۰ء میں خود بادشاہ ہو گیا - سلطان
غیاث الدین تغلق کی سلطنت میں گجرات کا حاکم تاج الملک مقرر ہوا تاکہ گجرات میں امن امان
رکھے محمد تغلق کے عہد میں ملک یاز میں صوبے کا حاکم مقرر ہوا - اور ملک مقبل اوسکا وزیر
مقرر ہوا بعض اور امرا نے بھی گجرات میں اقطاع پائیں انئیں سے ملک التجار کو نوساری جاگیر
میں ملی تھی - یہ سمندر کے کنارہ پر سورت سے نیچے تھی - ۱۳۲۷ء میں ایک مغل سپہ سالار ترمشیرین خاں
نے ہندوستان پر حملہ کیا محمد تغلق نے اوسکو روپیہ دیا اور سر سے بلا کو ٹالا - اوسنے مراجعت
کے وقت سندا اور گجرات کو خوب لوٹا - بہت آدمیوں کو پکڑ لے گیا +

بیس برس کے بعد ملک مقبل گجرات کا حاکم مقرر ہوا - ایک مغل سردار امیر صدہ نے یہ چاہا
کہ خزانہ شاہی کو چھین لے اس فساد کو دیکھہ کر ملک مقبل خزانہ شاہی اور شاہی اصطبل کے
کچھہ گھوڑے لیکر دہلی کو بڑودہ اور ڈبھوئی کی راہ سے چلا - مغل امیروں نے اوسکی راہ
روکی اور سارا مال چھین لیا اور اوسکو ایسا مجبور کیا کہ وہ انہل وارہ کو بھاگا - جب بادشاہ
نے اس غدر کی خبر پائی تو وہ خود گجرات کے سفر کے لئے تیار ہوا - مگر اوسنے مالوہ کے
حاکم ملک یاز کو بھیجا کہ وہ سرکشوں کا سر کاٹے - ملک یاز گجرات میں آیا مگر اوسنے شکست پائی
اور امیروں نے اوسے قتل کر ڈالا جب اس آفت سے سلطان کو خبر ہوئی تو وہ فوراً بے توقف
گجرات کو آگے بڑھا +

محمد تغلق شاہ کوہستان آبو گڈھ میں آیا اوسنے اپنے ایک سپہ سالار کو مغل امیروں سے
لڑنے بھیجا - ایک لڑائی دیوی (ڈبھوئی) کے قریب ہوئی - سرکشوں کو بالکل شکست ہوئی
اب سلطان آہستہ آہستہ سفر کرکے بروچ آگیا - ایک دوسری لڑائی دریائے نربدا کے کنارہ
ہوئی جسمیں بادشاہ کی سپاہ فتحیاب ہوئی سلطان نے کھنبایت اور سورت کو لوٹا - محمد تغلق
دیوگڈھ کے محاصرہ کے لئے چلا جسکا مسلمانی نام دولت آباد ہے جسکو دہلی کی جگہہ اپنا
دار السلطنت بنایا تھا جب وہ اسکا محاصرہ کر رہا تھا تو اوسکو خبر ہوئی کہ گجرات کے امیر

صدرہ نے بعض ہندو امیروں کو اپنے ساتھ متفق کر لیا اور اہل واڑہ بھی برقتیبہ ہنس گیا
ہے بلکہ اونے نائب شاہی کو بھی مار ڈالا ہے۔ اور وہاں حاکم کو قید کیا ہے اور
کھنبائت کو لوٹتا ہے اور بروچ کا محاصرہ کر رہا ہے۔ محمد تغلق دولت آباد کے سامنے اپنی
سپاہ کو چھوڑ کر بروچ پہنچا۔ باغی اوسکے آگے سے بھاگ کر کھنبائت میں پہونچے۔ بادشاہ نے
جو افسر اوسکے تعاقب میں بھیجے تھے اونکو اونہوں نے شکست دیدی سلطان محمد تغلق انتقام
کا دم بھرتا ہوا جلدی سے کھنبائت میں آیا۔ باغی مفسدہ پرداز بھر اوسکے سامنے سے
ٹل گئے۔ سڑکوں کی خرابی اور موسم کی ناسازی سے شاہ کو اساول میں ٹھیرنا پڑا۔ یہ شہر
وہ ہے جسکی جگہ احمد آباد آباد ہوا ہے۔ باغیوں نے اپنی سپاہ کو انہل واڑہ میں درست کیا
اور بادشاہ سے لڑنے آئے۔ کڑی میں لڑائی ہوئی جس میں بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی۔
باغی سندہ کو بھاگ گئے اور سلطان محمد تغلق نہرواڑہ کے شہر میں داخل ہوا۔ یہاں
انتظام کے لئے اوسنے مقام کیا +

خلیج کھنبائت میں ایک جزیرہ پیرم عجیب و غریب ہے اوسکے باب میں مسلمانوں کی تاریخ خاموش
ہے مگر ہندوؤں کی روایات میں اس جزیرہ کے حالات کے ساتھ محمد تغلق کا ذکر افسانہ کے
طور پر آتا ہے اوسکو ہم بیان کرتے ہیں۔ پیرم میں راجہ مکھی راجے کوہل راجہ تھا۔ اوس نے
ایک شہر پیرم بھا آباد کرکے اپنا دارالسلطنت اوسکو بنایا تھا۔ دہلی کے سوداگر سولہ جہاز زر
خاک آلودکے پیرم میں لائے تھے کہ راجہ مکھراج نے اونکو لوٹ لیا۔ باوجودیکہ اوس نے
اونکے محافظ ہونے کا وعدہ کیا تھا اور سمندر کے خدا کو بیچ میں ضامن دیا تھا۔ اس سبب سے
پیرم بھا و گھوگھا پر بہت سی سپاہ غزنیں سے چڑھ آئی دنہوسوں کی دھوں دھوں کل اور
نفیریوں کا وہ غل شور ہوا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر اپنی حدود کے باہر نکل گیا مسلمانوں کی
مختلف قومیں یہاں ہاتین پیادے۔ گھوڑے۔ ہاتھی مالک بحر سے لڑنے کو تیار تھے مسلمانوں
اپنے خیمے سمندر کے کنارے پر لگائے تھے۔ کوہل اپنے پیرم بھا کے بھٹ میں شیر کی طرح دبا ہوا
تھا۔ اسکا استقلال وہ تھا کہ ذرہ کی برابر خوف نہیں کرتا تھا۔ سپاہیں تیار ہوئیں۔ آسمان پر

مسلمانوں کے تیر اڑنے تھے مگر کھیر لے کے شہر کو ایک نہ لگتا تہا۔ بہت دنوں لڑائی رہی تغلق شاہ نے ہزاروں خدعے کئے مگر کوئی نہ چلا۔ بادشاہ محنت کرتے کرتے ہار گیا سمندر پرد یکہتے دیکہتے اوسکی آنکہیں تہک گئیں کھنگار نے تلوار پکڑکر راجاؤں کی عزت رکھہ لی۔ مسلمان آبنائے گذرکر پیرم میں کھیرا تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ محمد شاہ نے اپنی سپاہ کو ہٹایا اور خدعہ راجہ کو معلوم کرنا چاہا گھوگھا اور گنڈی کے درمیان مسلمان خوف زدہ پڑے ہوئے تہے۔ راجہ یہ خیال کرکے کہ بشیاک مصیبت کسی نہ کسی روز ضرور آئیگی ایک جہاز میں سوار ہوا اور رات کو پیرم سے گھوگھا میں آیا اور لڑنے کو تیار ہوا تلوار ہاتھہ میں لی اور لڑنے کے لئے تاج کو ماتھے سے باندھا۔ دروازہ کھول کر سپاہ کو باہر لے گیا سپاہیوں کو دلاسا دیا۔ بادشاہ کی سپاہ پر کھیرا اور مرو نے حملہ کیا اور اوسکو پامال کرکے کیچڑ دلدل میں پھنسایا نفیری و قرنا بجتا تھا علموں پر پھریرے ہوا او ڑا رہی تھی خون کی ندیاں چل رہی تہیں دونو لشکر کے سپاہی آپسمیں گتہہ رہے تھے۔ بادشاہ کی بہانجے کو کھیرا نے دیکھا اور اوسپر نشانہ ایسا لگایا کہ وہ ہاتھی سے نیچے گرا۔ راجہ نے مسلمانوں کو ایسا مارا کہ اونکو خدا یاد آگیا تغلق کی آدہی سپاہ کو راج کے بیٹے نے تہ تیغ کیا۔ اور اوسپر پھر یوں کا مینہ برسادیا راجہ کی تلوار مسلمانوں کی صفوں پر ایسی پڑتی ہوئی کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ پہاڑوں میں بجلی شگاف ڈال رہی ہے۔ پہر کھیرا گھوگھا کے دروازہ پر مارا گیا۔ اوسکا دہڑ تلوار ہلاتا ہوا آگے بڑہا اور سر اوسکا زمین پر یہ کہتا ہوا گرا کہ مارو مارو۔ دشمن کی سپاہ مجتمع معذور ہوئی سپاہ بھی مشکل سے فرار ہوا۔ ایک نیلے رنگ کی ریتی جادو کی زمین پر رکھی گئی تو راجہ کا دہڑ گرا اور اوسنے اپنی تلوار کی حرکت موقوف کی۔ تو اور جنگ نا امید آن بہاگے۔ پیرمہہ کا خداوند اپنی تمام منتیں پوری کرکے زمین پر گرا۔ سجوگ کے پوتے نے ثابت کیا کہ وہ دیوتاؤں کے خاندان میں تہا اوسکی روح کو سورج نے نگلا جب بادشاہ کی فوج بہاگی تو وہ بار بار یہ کہتی تہی کہ ہند و خویش سے مسلمانوں نے قلعہ پیرم کو باقی قلعہ کو ہلاک کرکے ایسا غارت کیا کہ پہر وہ کبھی آباد نہ ہوا سلطان تغلق سال اول میں گجرات میں بہت دنوں رہا اور اپنی سپاہ کی درستی اور اصلاح کرتا رہا دوسرے سال میں اوسنے جوناگڈہ کا محاصرہ کیا اور کچھہ کو مغلوب کیا۔ جوناگڈہ کے

ہمسایہ میں گنڈل میں وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہوا جسنے آخر کو جینا نہ چھوڑا۔ مگر وہ
دریاے سندھ کے کنارہ جا پہنچا اور سندھ کے راجہ سومری کی سرزنش اسلئے کی کہ اوسنے
مفرور مغل امیروں کو پناہ دی تھی +

سلطان فیروز شاہ تغلق نگرکوٹ کے فتح کرنے کے بعد سندھ کی فتح میں مشغول ہوا
اس کام میں برسات کے سبب سے التوا ہوا۔ وہ گجرات میں سپاہ لیکر آگیا۔ برسات کے ختم
ہونے تک وہیں رہا۔ کئی سالوں سے ۱۳۷۶ء میں گجرات کی آمدنی میں بہت کمی ہوتی تھی
سلطان سے شمس الدین افغانی نے عرض کیا کہ اگر حضور مجھے حاکم گجرات مقرر کریں تو میں
اوسکی آمدنی پر چالیس لاکھ ٹنکوں دس ہاتھیوں اور بائیس سو عربی گھوڑوں اور چار سو غلاموں
کا اضافہ کرتا ہوں تو سلطان نے ظفر خاں (دریائی خاں) کے نائب شمس الدین الوزخاں سے
پوچھا کہ اگر تو اسقدر محاصل ملکی ادا کرنے کا وعدہ کرے تو تجھکو اوروں پر ترجیح دیجائیگی۔
اوسنے جواب دیا کہ مجھ میں اسقدر محاصل دینے کی قدرت نہیں تو سلطان نے شمس الدین
دامغانی کو گجرات کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب وہ گجرات میں آیا تو ایک سال کا محاصل بھی اپنے
وعدہ کے موافق ادا نہ کر سکا تو بغاوت پر مستعد ہوا خلقت پر اوسنے بہت ظلم توڑا تھا
اپنا انتقام لینے کے لئے وہ اجنبی امیروں سے جا ملی اور ان کی متفق قوت نے
شمس الدین کو شکست دی اور اوسکی جان لی۔ اس وقت کے بعد سے فرحت الملک اس ملک
میں حکمراں رہا جب ایک دوسرا شخص حاکم اوسکی جگہ مقرر ہو کر آیا تو وہ بغاوت پر آمادہ ہوا
اور اجنبی امیروں سے ملکر اوسنے اس حاکم کو جو اوسکی جگہ مقرر ہو کر آیا تھا لڑکر مار ڈالا سلطان
غیاث الدین نے اوسکو گجرات کا حاکم مستقل مقرر کیا۔ مگر پھر ۱۳۹۱ء میں دوبارہ بغاوت
اس خیال سے کی کہ میں آزاد فرماں روا ہو جاؤں۔ اسلئے اوسنے ہندوؤں کے مذہب
کی تائید کی۔ اسکا بیان آگے آئیگا۔

جب مسلمانوں کی سلطنت دہلی سے علیحدہ ہو کر گجرات میں قائم ہوئی تو اسمیں جیسے تو میں جس
ریاست ہیں جیسے بڑ کا درخت ہوتا ہے کہ اوسکی شاخیں ہی نیچے جڑ پکڑ لیتی ہیں گو اسکی جڑ

کٹ جائے۔ ایسی ہی خاندان سولانکھی نے اپنی شاخوں کی جڑیں پہلے اسے قائم کرلی تھیں کہ اوسکی خود جڑ کٹ گئی ایک شاخ اوسکی باگھیلہ یا واگھیلہ تھی جسکے نام سے گونڈوانہ میں ایک دیس گھیل کھنڈ یا واگھیل کھنڈ آباد ہے۔ اول گجرات میں وہ ان اضلاع میں آباد ہوئے ہیں سابھر متی کے مغرب میں جسمیں بھال اور جھالاوار ہیں مگر یہاں انکا قبضہ نہیں رہا۔ احمد شاہ کے زمانہ میں وہ کلول و سانند میں رہتے تھے جو مسلمانوں کے ہتیاروں کے زیر مشق رہتا تھا۔ دوسری شاخ سولانکھی کے بنس کے وہ ہے کہ بیر بھدر اجی نے بیر پور میں دریاے ماہی کنارہ پر قائم کی۔ وہ ۱۴۳۴ئہ میں لوناوارا میں رہتے تھے +

پرمار بنس کی ایک شاخ سوڈا ہی اس سوڈا کی ایک شاخ گجرات میں داخل ہوئی اور دلی۔ عثمان۔ چونیلا۔ چوپری میں آباد ہوئی۔ ایک قوم کاٹی (کاٹھی) سند سے گجرات میں آئی اسکے نام پر کاٹھی وارکا دیس مشہور ہے +

بگھیلہ کے بعد انہل وارے جھالا قوم آئی۔ جسکے نام سے جھالاوار دیس آباد ہے مندڑو مارواڑ میں ہے پوربی مارراجپوت آئے اونہوں نے ایدر کو آباد کیا۔ کئی نسلوں تک راج کیا۔ پوربی مارراجپوتوں کو فارسی تاریخوں میں ربیہ راجپوت لکھا ہے۔ کولی اور بھیل کی قومیں بھی آباد ہیں +

ذکر سلطنت مظفر شاہ

تاریخ مبارکشاہی اور اور تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو جسکو نظام مفرح بھی کہتے ہیں گجرات کا سپہ سالار صاحب اختیار کیا سلطان فیروز کی وفات بعد اوسکے بیٹے سلطان محمد نے حکومت گجرات پر اُسے بدستور رکھا یہ ملک دہلی سے دور تھا اسلئے فرحت الملک نے اپنے تئیں مطلق العنان کرنا چاہا اور ہندؤں کو اپنا باجدار تا جانا۔ شعار کفر و رسوم بت پرستی کو رواج دیا اسلئے ۷۹۳ئہ میں گجرات کے علماء اور فضلاء نے سلطان محمد شاہ کو اس مضمون کا عریضہ بہیجا کہ وساوس شیطانی و ہوا و ہوس جسمانی کے سبب سے فرحت الملک اعمال ناشائستہ کا مرتکب ہوا روز بروز بت پرستی کو رونق او شعار

مسلمانی کو بے رونقی ہوتی جاتی ہے۔ نہ منبر کو عزت اور حرمت ہے اور نہ مسجد کو صوم صلوٰۃ سے
بہرہ۔ اگر اسوقت کوئی فکر ایسا کیا جائے کہ جس سے دین کی تقویت اور اسلام کا رواج ہو تو فہو المراد ورنہ
نہیں تو کام ہاتھ سے جا چکا ہے۔ بادشاہ کو اس بات کے سننے سے رنج ہوا اُسنے ملک گجرات کی
حکومت اعظم ہمایوں ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امرائے کبار میں سے تھا عطا کی اور اوسکی
توقیر کے واسطے چتر سفید و بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہوں کے ساتھ ہے مرحمت کیا اور ظفر خان کا خطاب مظفر خان دیا
مظفر خان دہلی میں ۲۵ محرم ۷۴۳ھ (۱۳۴۲ء) کو پیدا ہوا تھا۔ اسکا باپ سلطان فیروز تغلق کا شربدار
تھا جسنے اس ادنی عہدہ سے اوسکو درجہ امارت پر پہنچایا تھا۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانہ
میں ظفر خاں شرع محمدی کی پابندی میں اور امانت و دیانت میں مشہور تھا۔ اسلئے جب علماء
گجرات کی عرضی بادشاہ پاس آئی تو اوسے صوبہ گجرات کا صاحب صوبہ کر دیا۔ وہ ۷۹۴ھ (۱۳۹۱ء) کی
شروع میں دہلی سے متواتر کوچ بہ کوچ کرکے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اوسکو راہ میں خبر ملی کہ اوسکے
بیٹے تاتار خاں کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جسکا احمد خان نام رکھا گیا ہے۔ ظفر خاں اسکو اپنے
لئے نیک شگون سمجھا۔ بڑی خوشی منائی جب وہ ناگور میں آیا تو اُس پاس نظام مفرح کی شکایت
کرنے کے لئے اہل کھنبائت آئے ظفر خانے اس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط نظام مفرح
کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں یہ معروض ہوا کہ تونے محصول سلطانی چند سال اپنی
حوائج میں خرچ کیا اور خزانہ میں ایک دینار نہیں پہنچایا۔ اور باوجود اسکے ظلم و ستم کا ہاتھ دراز
کیا ہے اس جگہہ کے عام متوطن رنجیدہ ہو کر کئی دفعہ دہلی میں بادشاہ کی خدمت میں آئے
اب اس ناحیہ کا حل و عقد میرے سپرد ہوا ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ محصول خالصہ ہو
بہت جلد اپنے پاس سے دہلی بھیج اور مظلوموں کو تسلی دے خود دار الملک دہلی کی طرف متوجہ
ہو۔ نظام مفرح نے جواب میں لکھا کہ جہاں تم بہت دور چلکر آئے ہو وہیں ٹھیرے رہو اور
آگے قصد ایلغار نہ کرو کہ میں ایسی جگہہ آکر حساب کو پیش کرونگا بشرطیکہ آپ مجھے موکلوں کے
حوالہ کریں۔ اس جواب سے ظفر خاں کو اسکی بغاوت کا یقین ہوا وہ اساول میں گیا جسکی جگہہ
احمد آباد اب آباد ہے۔ نظام مفرح نے گجراتیوں اور کافروں سے خوب پیوند کر لیا تھا۔

بارہ ہزار سوار اور پیادے اس پاس جمع ہوئے اور جنگ کا ارادہ کیا ظفر خاں نے اول ایلچی نہر والہ میں کہ پٹن مشہور ہے بھیجا اور بطریق نصیحت و ملائمت کے پیغام دیا کہ اپنے کام کے بد انجامی کو سوچ اور اپنے ولی نعمت سے درست ہوا ور گجراتیوں اور کافروں کے استظہار سے فریب میں مت آوہ بہادروں اور ہمتوں کے مقابلہ میں نہیں ٹہیر سکینگے - تو سیدھا دہلی کے بادشاہ پاس جا اور میرے پاس آکر مسند امارت پر متمکن ہو اسکے سواء کچھ اور نہ سوچ اسے تو پشیمان اور گمراہ ہوگا - مگر نظام مفرح نے ایلچی پر درشتی کی اور نامناسب نالائق جواب بھیجا - ناچار ظفر خاں ۷۹۴ھ میں چار ہزار سوار لیکر نہر والہ کو روانہ ہوا نظام مفرح نے دس بارہ ہزار آدمیوں کو تنخواہ دیکر نہر والہ سے باہر نکالا اور موضع کانتھو اکمبھو اکہ نہر والہ سے بارہ کوس پر ہے ظفر خاں سے مقابلہ ہوا - اور خوب تلوار چلی اور نیزہ پر نیزہ چلا اور ظفر خاں کو فتح ہوئی - یہاں ایک شہر آباد کیا جسکا نام جیت پور رکھا - نظام مفرح کے سجھن قصد سے نہر والہ میں گیا ظفر خاں نے نہر والہ میں خوب اپنی سپاہ سے انتظام کر لیا - ۷۹۵ھ ۱۳۹۲ میں کھنبایت کہ مسافروں اور تاجروں کی منزل ہے وہ گیا اور رعایا کے حال پر توجہ کی کہ حدود اور احکام مقرر کیے اور اساول میں آیا - اب اوسنے ہندو رئیسوں کے باج گذار بنانے پر توجہ کی - ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ میں راجہ ایدر نے معمولی خراج نہیں بھیجا ظفر خاں لشکر لیکر وہاں گیا - اور قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند دفعہ سخت لڑائیاں ہوئیں جنمیں ظفر خاں کو فتح ہوئی تمام ولایت ایدر پر اوسنے قبضہ کر کے غارت اور تاراج کیا جس بتخانہ کو دیکھا خاک کے برابر کیا - لڑکے لڑکیوں کو لونڈی و غلام بنایا تھوڑی سی مدت میں اہل قلعہ میں غلہ کا قحط ہوا - کہ کتا بلی کو اور بلی کتے کو اور آدمی دونوں کو کھانے لگے - اسلئے رائے ایدر اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اپنے بڑے بیٹے کو بہت سی پیشکشیں دیکر ظفر خاں پاس بھیجا اور جان کی امان مانگی ظفر خاں نے صلح اور عفو میں مصلحت دیکھی اور نقود جواہر بہت پیشکش میں لئے اور محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا - یہاں سے شہر سومنات کی طرف جو جزیرہ دیو کے قریب ہے مظفر خاں کا جانے کا ارادہ تھا کہ ملک راجی المخاطب عادل خاں نے کہ سلاطین فاروقیہ برہان پور کا

جد تھا اعلام استقلال بلند کرکے اپنے اقطاع سے خارج قلعہ تھالنیر اور تمام ولایت خاندیس پر قبضہ کرلیا اور اسی پر اکتفا نہیں کی گجرات کے بعض پرگنات مثل سلطان پور نندر بار کو بھی نہ پہنچائی۔ ظفر خان نے اسکا علاج ضروری جانا اور اس طرف متوجہ ہوا۔ ملک راجا کہ مرد عاقل و دانا تھا اپنے تئیں مرد میدان نہ پایا قلعہ میں متحصن ہوا اور اتحاد در موافقت میں صلاح دیکھی۔ علما کی معرفت صلح کرلی۔ راجہ حضرت عمر فاروق کی اولاد ہونے کا دعوی کرتا تھا اسلئے ظفر خاں اسے مراسلات میں مریدانہ پیش آتا تھا اور القاب اعزاز کے ساتھ لکھتا تھا پھر ظفر خاں گجرات میں واپس آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ گجرات کے مغربی اضلاع میں راے جھندنے اسلام کی اطاعت سے انکار کیا ہے تو اوس نے سنہ ۷۹۷ھ ۱۳۹۴ء میں لشکرکشی کی اور ان حدود کے کفار کے قتل و غارت میں مشغول ہوا وہ نہایت متمرد و سرکش تھے۔ محبوب بدیع الجمال و پیران پری تمثال مسلمانوں نے اسیر کیے۔ اونکی کشتیاں لوٹ گئے اموال سے مالا مال ہوئے اوسکے بعد راے جھندنے عاجز ہوکر یکجہتی و فرمانبرداری اختیار کی بہت تحفے و ہدیے نذر میں گذرانے ظفر خاں یہانسے کوچ کرکے سومنات گیا۔ یہاں بتونکو نگونسار کیا اور بتخانوں کی جگہہ ایک مسجد جامع بنائی اور ارباب مناصب شرعیہ کو متعین کیا اور تھانے بٹھائے اور پٹن کی جانب متوجہ ہوا۔ سنہ ۸۰۰ھ ۱۳۹۷ء میں معلوم ہوا کہ منڈل گڈہ کے راجپوتوں نے ایسا تسلط پایا ہے کہ اس کے مسلمان اونکے ظلم سے اپنے وطنونکو چھوڑ کے چلے جاتے ہیں اور اونہوں نے مالگذاری بھی دینی چھوڑ دی ہے۔ ظفر خاں وہاں پہنچا اور منڈل گڈہ کا محاصرہ کیا۔ منجنیقوں کو لگا کے ہر روز راجپوتوں کو سنگسار کیا۔ مگر قلعہ ایسا مستحکم تھا کہ منجنیقوں سے کام نہ چلا تو ساباط تیار کیے۔ اونسے بھی کام نہ چلا۔ طول محاصرہ سے ظفر خاں ملول ہوا کہ ناگاہ لطائف غیبی سے قلعہ کے اندر وبا پھیلی اور بہت آدمی بیمار ہوے اور مر گئے۔ راے درگا نے دیکھا کہ اہل قلعہ کا حال تنگ ہوگیا ہے تو اوس نے ایک جماعت کو تیغ و کفن گردن میں ڈالے ظفر خاں پاس بھیجا اور عورتوں اور بچوں نے سر ننگے کرکے حصار اوپر سے عجز و زاری کرکے زنہار مانگی۔ ظفر خاں نے اوسکو تائید آسمانی جانا۔ اور پیشکش لیکر صلح کرلی اور اجمیر میں زیارت کے لئے گیا۔ زیارت کرکے جلوارہ و ملوجہ

کی طرف لواء غزا کو جلوہ دیا۔اس راج میں بت پرستی کا رواج بڑا تہا۔ یہاں آدمیوں کو قتل کیا۔ بت کدونکو خراب کیا۔ اس ولایت کے چند قلاع لیکر اپنے معتمدوں کے حوالہ کئے۔ تین سال بعد پٹن میں آیا۔ اوسنے حکم دیا کہ سپاہی ایک سال کی خدمت و ترددسے معاف ہوں۔

تاریخ الفی کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر سے مراجعت کرکے ظفرخاں نے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور مظفرشاہ اپنا خطاب رکہا +

آخر ۸۰۶ھ میں ظفرخاں کا بیٹا تاتارخاں کہ سلطان محمد بن فیروز کا وزیر تہا۔ ملوخاں کے غلبہ و استیلا سے بہاگ کر گجرات میں باپ پاس آیا جسکا بیان سلاطین دہلی کے حال میں ہوا تاتارخاں نے باپ کو دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریص کی مظفرخاں نے منظور کیا اور لشکر کے تیار کرنے میں لگا کہ یہ خبر آئی مرزا پیر محمد خاں نبیرہ امیر تیمور نے ملتان لے لیا مظفرشاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ مرزا پیر محمد خاں امیر تیمور کا مقدمہ ہے۔ اسلئے اوسنے اپنی عزیمت کو ملتوی کردیا ۷۹۸ھ میں اپنے بیٹے تاتارخاں سے اتفاق کرکے قلعہ ایدر کی تسخیر کا قصد کیا اور سفر کرکے نہب و غارت میں تقصیر نہیں کی قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کی جان السی ضیق میں کی کہ وہاں کے راجہ رن مل نے نہایت عاجزی کے ساتہہ ایلچیوں کو بہیجا اور پیشکش دینا قبول کیا۔ چونکہ ممالک دہلی فتنہ و شر سے پر تھے اسلئے اوسنے پیشکش پر اکتفا کی اور رمضان میں پٹن میں مراجعت کی۔ اس حال میں ایک خلق کثیر دہلی سے امیر تیمور کے خوف سے بہاگ کر پٹن میں آئی ہر ایک پر مظفرشاہ نے اوسکے حال کے مناسب شفقت کی۔ اس شہر میں صاحب قرآن سے بہاگ کر سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ گجرات میں آیا۔ مظفرشاہ نے اپنی صلاح دولت اوسکے آنے میں نہ دیکہی۔ ایسا اوسکے ساتہہ سلوک نالایق کیا کہ وہ تنگ آکر اور دل شکستہ ہوکر مالوہ چلا گیا۔ اسی سال میں مظفرشاہ نے پہر قلعہ ایدر کو جاکر محاصرہ کیا۔ راے رن مل کو سوائے فرار کے کوئی چارہ نہ تہا۔ رات کو قلعہ خالی کرکے وہ بیجانگر کو بہاگ گیا صبح کو مظفرشاہ قلعہ کے اندر آیا اور ایک سردار اور سپاہ کو یہاں مقرر کیا۔ ۸۰۳ھ میں وہ سومنات میں گیا۔ یہاں لڑائی میں بڑی خونریزی ہوئی مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اور دیو میں اسے بہاگ گیا مظفرخاں نے

دیو (دیپ) کو آن گہیرا۔ اور ایکدن میں جبر و قہر سے مفتوح کر لیا۔ اور اوسکے تمام بالغ مردوں کو قتل کیا۔ راجہ کو اور یہاں کے تمام روسا کو ہاتہیوں کے پیروں تلے مسلا۔ اور عورتوں و بچوں کو پکڑ کر مسلمان کیا۔ اور اونکے احمال و اثقال پر متصرف ہوئے۔ ایک بتخانہ بزرگ کو توڑا اور اوسکی جگہہ ایک مسجد عالی بنائی۔ امراء بزرگ میں سے ایک شخص کو مقرر کیا۔ او بہت لوٹ کا مال لیکر پٹن کو مراجعت کی۔

ایک موزخ بیان کرتا ہے کہ ۸۱۴ھ میں مظفر شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ لشکر لے جاکر دہلی مسخر کر لے اور اپنے بیٹے تاتار خاں کو تخت پر بٹھائے اوسکو خود خطاب غیاث الدولہ والدین محمد شاہ کا دیا جب اس مقصد کے لئے وہ سنت پور آیا تو تاتار خاں سخت بیمار ہو کر مر گیا۔ مظفر شاہ فسخ عزیمت کر کے اساول میں آیا۔ اصل صحیح روایت یہ ہے کہ تاتار خاں نے سال مذکور میں اساول میں باپ پر چڑہائی کی اور بدبختی سے باپ کو پکڑ کر قلعہ میں محبوس کیا اور اپنے چچا شمس خاں کو وکیل سلطنت کیا اور اپنا ناصر الدین شاہ لقب رکھا۔ صاحب سکہ و خطبہ گجرات میں ہو گیا اور تسخیر دہلی کا سامان سفر و استعداد لشکر درست کر کے کوچ کیا۔ سلطان مظفر شاہ نے اپنے معتمدوں میں سے ایک کو اپنے بھائی پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ مجھے خلاص کرے اور محمد شاہ کو ہلاک۔ شمس خاں نے بھائی کو جواب دیا کہ محمد شاہ تیرا فرزند رشید ہے تیر التعلق خاطر اوسکی طرف ہے میں اوسکو ہلاک کرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ پھر تیرے ہی تیر ملامت کا ہدف ہوں سوچ سمجھ کر جواب دے۔ مظفر خاں نے کہلا بھیجا کہ میں ایسے بیٹے کو جیسا کہ تاتار خاں ہے عاق کیا اور محبت کو منقطع۔ اب پدر و فرزندی کی نسبت مسلوب ہو گئی اسلئے اوسکو مار اور میری ضعیفی و پیری پر رحم کر۔ ناچار شمس خان نے بھتیجے کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اور بھائی کو محبس سے نکال کر مسند حکومت پر بٹھا دیا۔ دلاور خاں والی مالوہ فوت ہو گیا تھا۔ ہوشنگ شاہ اوسکا جانشین ہوا۔ مشہور یہ ہوا کہ ہوشنگ نے ملک کی طمع میں باپ کو زہر دیکر مار ڈالا۔ دلاور خاں اور مظفر شاہ میں بڑی دوستی تھی اسلئے ۸۱۰ھ میں وہ دیار میں دوست کا انتقام لینے گیا۔ ہوشنگ ایک جوان شوخ و شنگ تھا وہ ناعاقبت اندیشی سے لشکر گجرات سے لڑنے کھڑا ہو گیا۔ شکست پائی گرفتار ہوا۔ مظفر شاہ نے دہار میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا اور اپنے بھائی نصرت خاں کو وہ تفویض کیا۔ مظفر نے اساول میں مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کو

سپرد کیا اور حکم دیا کہ کسی قلعہ میں اسے محبوس کرے۔ احمد شاہ نے حکم کی تعمیل کی چند مہینے کے بعد اِس پوتے نے دادا کو عریضہ اپنے ہاتھہ سے لکھا اُس میں ہوشنگ کی رہائی کی درخواست کی دادا نے پوتے کی درخواست منظور کی اور نصرت خاں کو بلالیا۔ اور ہوشنگ کو چتر سفید و سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی دیکر مالوہ و منڈو بالکل اسے دیا اور احمد شاہ کے ہمراہ اوسکو روانہ کیا کہ وہاں جاکر اوسکو تخت پر بٹھا کے گجرات میں چلا آیا +

صفر ۸۱۳ھ (۱۴۱۰ء) میں مظفر شاہ بیمار ہوا جب اوسنے جانا کہ یہ مرض الموت ہے تو وصیت کی اور اپنے فرزندوں میں سے احمد شاہ میں زیادہ قابلیت دیکھی اوسکو اپنا ولیعہد کیا اور ربیع الاول کو اکھتر سال کی عمر میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اوسکی مدت ایالت ۲۰ سال سے کچھہ زیادہ تھی +

ذکر سلطنت احمد شاہ

دہلی میں ۷۹۳ھ (۱۳۹۱ء) میں پیدا ہوا تھا ۲۱ سال کی عمر میں دادا کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوگیا منتخبات التواریخ اور مرآۃ سکندری میں لکھا ہے کہ ظفر خاں کا بھائی شمس خاں تھا جو چتور کی لڑائی میں مارا گیا تھا اوسکا بیٹا فیروز خاں تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ مظفر خاں کا بیٹا تھا بھتیجا نہ تھا جب ۸۱۵ھ (۱۴۱۲ء) میں اوسنے احمد شاہ کے جلوس کی خبر سُنی تو علم بغاوت بلند کیا۔ اور حسام الملک و ملک شیر و ملک کریم خسرو و جیونداس و نبائک وغیرہ اس کیطرح کو اپنے ساتھہ متفق کیا یہ امرا مظفری میں مشاہیر میں سے تھے اور شرارت ذاتی و فتنہ انگیزی میں موصوف و معروف تھے اونکے ذریعے سے سپاہ جمع ہوگئی یہ سب کھنبائت میں گئے۔ امیر محمود ترک اور شاہزادہ ہیبت خاں بھی سلطان مظفر سورت میں آکر اونسے ملے ہیبت خاں کے ملنے کی خبر سنکر سعادت خان پسر خان بن سلطان مظفر کھنبایت میں گئے اور نربدہ کے کنارہ کو معسکر بنایا اور آپس میں مشورہ کرکے سات آٹھہ ہزار سوار کے ساتھہ بڑوچ میں گئے۔ فیروز خاں نے سر پر چتر رکھا اور سراپردہ سرخ لگا کر اوسکا اعلام کیا اور ہوشنگ کو بھی استعانت و امداد کے لئے خط لکھا۔ سلطان ہوشنگ نے اس شرط پر آنا منظور کیا کہ حصول مقصد کے بعد ہر منزل پر ہزار تنکہ دینے کا وعدہ کیا جاوے ہندوستان کے اس حصہ میں تنکہ آدہا یا دو تہائی روپیہ کی برابر ہوتا ہے تو سو ہزار تنکہ

برابر ۵۰۰۰۰ روپئے یا ۶۶۶۶۶۶ روپئے کے ہوئے) بیاک داس اور جیون داس کی رہنموئی سے
زمینداروں کو گھوڑے خلعت اور فرمان بھیجے گئے اور اطاعت پر دلالت کی گئی سلطان احمد شاہ
نے باوجود عنفوان شباب کے کام میں عجلت نہیں کی اور ایک جماعت کے ساتھہ ایک مکتوب نصیحت آمیز
فیروز خاں پاس بھیجا۔ مگر اس پند و وعظ کی تراب نے فیروز کے مزاج میں کوئی نشہ نہ پیدا کیا آدم
بھنگر کچھہ آدمیوں کے ساتھہ اونکے دفع کرنے کو مامور ہوا مگر اوسکو شکست فاحش ہوئی بنایک دس کے
نام فتح ہوئی جسنے اوس کو نہایت نخوت ہوئی۔ امرا کو اوسکے تسلط کی تاب نہیں ہوئی سب نے
اوسکو ملکر قتل کر ڈالا۔ اکثر آدمی فیروز خان سے جدا ہوکر احمد شاہ پاس چلے گئے فیروز قلعہ بروج
میں متحصن ہوا سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ خدا ئگان کبیر
مظفر شاہ نے اس دیار کے حل و عقد کی باگ مجھہ بے مقدار کے قبضہ اقتدار میں دی ہے الحمد للہ
امرا کی اطاعت و انقیاد سے اور موافقت ایام سے سلطنت کو استحکام لا کلام ہو گیا ہے تجھکو
چاہئے کہ عمرو زید کے جمع ہونے پر فریفتہ نہ ہو اور اپنے افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہو کر
اعتذار کا دامن پکڑ ۔ سرکشی کی بد انجامی سے خوف کر اور اقطاع جو مظفر شاہ نے ہر ایک
کو دی ہیں اوسپر قانع اور میرے الطاف کا مترصد ہو۔ اس ایلچی کے آنے اور پیغام سننے
کے بعد سب نے سوچا اور ہیبت خان کہ سلطان کا سگا چچا تھا بھتیجے پاس گیا اور اپنی ندامت کو
ظاہر کیا سلطان نے اوسپر نوازش کی۔ سب امرا کے جرائم معاف کر دئے اور اپنی اپنی جاگیروں
میں اون کو آباد کیا +

احمد شاہ کا ارادہ پٹن جانے کا تھا کہ اوسنے سنا سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خان نے
مدد کے لئے طلب کیا تھا۔ اپنے دار الملک سے چلکر گجرات کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان
احمد شاہ نے عماد الملک کو لشکر کثیر کے ساتھہ کارزار کے لئے بھیجا اور خود بھی پیچھے ایک جماعت
صوری و معنوی کے ساتھہ روبراہ ہوا۔ جب ہوشنگ کے نزدیک عماد الملک آیا تو اوس نے
کوچ بر کوچ بے توقف و درنگ نہایت خجالت و انفعال کے ساتھہ اپنے دیار کو گئے تو عماد الملک
چلا آیا تو سلطان احمد شاہ اساول میں آ گیا ۸۱۵ھ کے آخر میں شیخ احمد کنبوہ سے استخارہ

استشارہ لیکر سابرمتی کے کنارہ پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور اوسکا نام احمد آباد رکھا۔ وہ تھوڑی مدت میں آباد ہوگیا اور سلاطین گجرات کا دار الملک بن گیا۔ قصبہ اساول اس شہر کا ایک محلہ بن گیا۔ بلدہ کے سرے پر کہ دربار شاہی سے متصل ہے تین طاق کلاں خشت پختہ کے بنائے اور اوسکا نام ترپولیہ رکھا۔ بازار ایسا چوڑا بنایا کہ اس میں گاڑیاں پہلو بہ پہلو جا سکتی ہیں دکانیں پکی اینٹ کی بنائیں اور اونپر گچ کاری کی۔ قلعہ و جامع مسجد بنائی۔ شہر سے باہر تین سو ساٹھ پورے آباد کئے۔ ہر پورہ میں مسجد و بازار اور دیوار بند بنائے گئے۔ اس میں یہاں کے بادشاہوں اور بزرگوں کی عمارات گچ و خشت پختہ سے بنی ہوئی ہیں اور اکثر گھر مٹی کے ہیں غرض یہ شہر معمور ہے اور بعض خصوصیات میں ہندوستان میں بے نظیر ہے۔

۸۱۵ھ میں کچھ دن باقی تھے کہ فیروز خاں و ہیبت خاں نے ملک بدر علاء کے بہکانے سے بغاوت کے گھوڑے چمکائے۔ راجہ ایدر رنمل رائے پانچ چھ ہزار سوار اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اوسکو اپنے ساتھ اس وعدہ پر متفق کیا کہ قلعہ ایدر اوسکو عطا کیا جائیگا۔ سید ابراہیم المخاطب بہ رکن الدین خان جاگیردار مہراسہ کو بھی اپنے ساتھ یک جہت کرکے خوب جمعیت فیروز خاں نے بہم پہنچائی۔ سلطان احمد شاہ نے لشکر کو جمع کیا اور مہراسہ پر متوجہ ہوا۔ اثناء راہ میں رکن الدین خاں کے بہکانے سے فتح خان۔ احمد خاں سے برگشتہ ہوکر فیروز خاں سے مل گیا۔ احمد شاہ جب باغیوں کی حدود میں آیا تو اوسنے علماء کی ایک جماعت کو ملک بدر اور رکن الدین خان پاس بھیجا کہ پردہ غفلت کو اونکی نظر بصیرت سے اٹھا کر راہ راست پر ہدایت کریں۔ مگر ان علماء نے مدعا کے موافق جواب نہ پایا وہ دلگیر ہوکر سلطان احمد شاہ پاس آئے۔ وہ افواج و صفوف کو آراستہ کرکے قلعہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس طرف سلطان کے مقابلہ میں بڑے بڑے آدمی نکلے آئے ابھی سیف و سناں کی استعمال کی نوبت نہیں آئی تھی کہ احمد شاہ کی صولت پادشاہی اونکے دل میں ایسی بیٹھی کہ وہ قلعہ میں بھاگ گئے۔ احمد شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور چند دفعہ آدمی بھیجکر صلح کی ترغیب دیں ملک بدر اور انکس خانی مکر و غدر سے پیغام دیا کہ فلاں فلاں امیر قلعہ کے نزدیک آنکر عہد و قرار کریں تو ہماری خاطر جمع ہو کہ ہم باہر آنکر سلطان کی

کی ملازمت کریں سلطان احمد شاہ انکے مکر وحیلہ سے غافل تھا اوسنے اپنے امراء کبار کو حسب الالتماس
اونکے قلعہ کے دروازہ کے قریب بھیجدیا۔ فیروز خاں کے وکیل ملک بدر اور انکس خان آئے
ملائمت کی باتیں کیں اور دریچہ قلعہ کہولا امراء احمد شاہی سوار اونکے نزدیک گئے اور باتوں
میں مشغول ہوئے کہ ناگاہ ایک جمعیت خندق کی کمین سے نکلی اور اونکی طرف متوجہ ہوئی
اژدر خاں و عزیز الملک تو گہوڑے بہگا کر احمد شاہ پاس جا پہنچے۔ نظام الملک و سعید الملک گرفتار
ہوئے جب اونکو قلعہ میں لئے جاتے تھے تو وہ پکار پکار کہتے تھے کہ ہم خود گرفتار ہوئے ہیں —
سلطان ہمارے حال کا لحاظ کچھہ نہ کرے اور قلعہ پر تاخت کرے کہ وہ ایک حملہ میں ہاتھہ آجائیگا۔ ملک بدر
نے ان دونو کے پانوں میں زنجیر ڈال کر ایک اندھیرے گھر میں بند کیا وہ سمجھتا تھا کہ جبتک
یہ امیر قید میں رہینگے اہل قلعہ احمد شاہ کے ہاتھہ سے محفوظ رہینگے۔ احمد شاہ نے جنگ سلطانی کر کے
ایک دن میں قلعہ کو فتح کرلیا۔ ملک بدر و انکس خاں کو مار ڈالا۔ نظام الملک و سعید الملک دونو
سلامت نکلے اور احمد شاہ کی ملازمت میں سعادتمند ہوئے۔ فیروز خاں و رنمل دونو جنگل کوہ ایدر میں چلے گئے بعد
چندروز کے رنمل راجہ ایدر نے اپنے کام کا علاج یہ کیا کہ فیروز خان کے ساتھہ غدر کیا اور اوسکے
ہاتھیوں اور خزانہ کو لیکر سلطان احمد کی خدمت میں بھیجدیا۔ مال گذاری کے لئے عجز و زاری شروع
کی سلطان فتح پاکے احمد آباد میں آگیا فیروز خان بہاگ کر ناگور میں گیا۔ اور وہاں کے حاکم کے
ہاتھہ سے قتل ہوا +

سنہ ۸۱۶ھ ۱۴۱۳ع میں ملک شیر و ملک بھیکن و آدم خاں افغان و ملک عیسیٰ سالار نے فتنہ خوابیدہ کو
بیدار کیا اور متمرد زمینداروں کو اپنا یار بنایا اور ولایت گجرات میں تاخت و تاراج شروع کی
اس زمانہ میں راجہ منڈل و راجہ نادوت و بدہوا نے سلطان ہوشنگ پاس اپنے آدمی
بہیجکر گجرات کی تسخیر کے لئے تحریص کی۔ سلطان ہوشنگ نے احمد شاہ کے حقوق سابق کو بالائے
طاق رکھا۔ اور گجرات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اوسکی خرابی و تاراج میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی
سلطان احمد نے نوراجہ جلوارہ پر فوج کشی کی تھی اب اوسنے دیکھا کہ فتنہ و غبار دونو طرف سے اٹھا تو
اپنے ایک ایک امیر کو ہر جگہ کے امیر سے لڑنے کے لئے بہیجا اور خود سلطان ہوشنگ کے دفع کرنے کی

طرف متوجہ ہوا جب موضع باند ہو میں پہنچا جو نواحی چنپانیر کے نزدیک ہے تو اوس نے ملک عماد الملک سمرقندی کو ایک فوج بزرگ کے ساتھ اپنے سے پہلے سلطان ہوشنگ سے لڑنے کو بھیجا جب اپنے دشمن سلطان احمد کا غلام اوسے لڑنے آتا ہے تو اپنی شان کو ارفع سمجھ کر اپنی ولایت کو مراجعت کی عماد الملک نے اس جماعت کو مقید کیا جو اس فساد کی محرک اور باعث تھی اونکو بادشاہ کی خدمت میں لایا ہوشنگ نے مراجعت کے لئے ناحق کا بہانہ بنایا ورنہ وہ بھی کوئی اپنا غلام احمد شاہ کے غلام سے لڑنے کو بھیجدیتا اور جب احمد شاہ اپنے غلام کی مدد کو آتا تو یہ اپنے غلام کی کمک کو جاتا جب ہوشنگ بھاگ گیا تو اور امرا بھی اوسکے احمد شاہ کے امرا کے سامنے نہ ٹھیرے بھاگ گئے شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک نے شیر ملک اور احمد کھیجی کا تعاقب کیا وہ وساوس نفسانی و خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے۔ اونکے گھر پر جاکر انکے احمال و اثقال پر وہ متصرف ہوئے آخر ناچار ہوکر شیر ملک اور احمد کھیجی پھر کر لڑے اور شکست پائی ایک روایت یہ ہے کہ شیر ملک نے پیچھے سے دشمن پر شبخون مارا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ اور ایک جماعت کو ملا کر راجہ گرنال صحیح نام گرنار ہے پاس بھاگ گیا اور احمد شاہ اپنی دار السلطنت کو آیا +

سورٹھہ کا دیس ایسا ہے کہ وہ ہمیشہ ہندوں کو عزیز رہا ہے۔ اسکو دنیا میں وہ اپنا بہشت جانتے ہیں اس سرزمین میں صاف دریا بہتے ہیں اسمیں اچھی نسل کے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں خوبصورت پیاری پیاری شکل کی عورتیں ہوتی ہیں جین اس کو مقدس جانتے ہیں۔ اونکے دیناناتھہ اور ارشٹ نیمی کی سرزمین وہ ہے اور راور ہندو اوسکو متبرک اسلئے سمجھتے ہیں کہ وہ اونکے مہادیو اور سری کرشن کا دیس ہے۔ ترتھنکر کے پیرو یعنے جین مقدس پہاڑ گرنار اور شترنجائی کی جاترا کو آتے ہیں اور وشنو کے چیلے سورٹھہ کا خیال ایسا کہتے ہیں کہ ہر صبح کو ماتھے پر گوپی چندن کا تلک لگاتے ہیں شیو کی پوجا کرنے والے سورٹھہ کے سنگھہ میں محمد شنکر کی زمزمہ سرائی کرتے ہیں اور راجپوت اور بھاٹ راکھنگار کی بہادری کی تعریف کرتے ہیں اور رانک دیوی کی قسمت کے لئے روتے ہیں اور ہر شام کو دہات کے درختوں کے نیچے سورٹھہ کی ستایش میں یہ اشلوک پڑھتے ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے کہ سورٹھہ میں پانچ رتن ہیں گھوڑے۔ دریا۔ عورتیں۔ سومناتھہ ہری مسلمان بھی اوسکی تعریف میں

خاموش نہیں ہیں مرآۃ سکندری میں لکھا ہے کہ زرخیز و شاداب ملکوں مالوہ اور خاندیس اور گجرات کی بہ نسبت سورٹھ میں زیادہ دولت ہے۔ اس میں اُن ملکوں کی ساری عمدہ اور بیش قیمت چیزیں ہر جگہ نظر آتی ہیں وہ ان ممالک کی زمین کی ساری خوبیوں میں برابر ہے مگر یہ فضیلت و فخر اسی کو حاصل ہے کہ اس میں بندرگاہ ہیں جنسے تاجر دولت کماتے ہیں اور اونکی بدولت خشک ملکوں میں عیش و عشرت و آسایش و آرایش کا اسباب بہم پہنچتا ہے جسکی ضرورت اِس ملک کو ہی مسلمانوں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان احمد شاہ نے کوہ گرنار کے قلعہ کی بڑی تعریف سنی تھی وہ اوسکے دیکھنے کا کمال اشتیاق رکھتا تہا۔ ابتک یہاں کسی راجہ نے مسلمانوں کی اطاعت نہیں کی تھی۔ یہاں کے راجہ نے شیر ملک باغی کو پناہ دی تھی اسلئے احمد شاہ کو اس ملک پر حملہ کرنے کے لئے یہ خاصہ سبب ہاتھ آگیا تہا جب احمد شاہ کوہستان کے قریب آگیا تو اوسکا مقابلہ ہندو راجہ نے کیا۔ مگر مسلمانوں کی جنگ کے تند سیلاب میں کہیں اسکا پیر نہ جما۔ ابتک وہ مسلمانوں کی لڑائی کا صدمہ اوٹھایا نہ تھا اوسکو شکست ہوئی اور قلعہ گرنار (گرنال) تک اسکا تعاقب کیا گیا اب اس قلعہ کو جوناگڈہ کہتے ہیں سپاہ اسلام نے قلعہ کے نیچے آنکر اہل قلعہ کو ایسا تنگ کیا کہ راجہ نے تحفہ تحائف بھیجکر سالانہ خراج دینا قبول کیا سلطان نے دو سگے بھائی سید ابو الخیر و سید ابو القاسم کو تحصیل مال کے واسطے مقرر کیا۔ گجرات کے مختلف حصوں میں ہندو زمیندار پھیلے ہوئے تھے جنکے تہوڑے یا بہت دہات تھی اونکے مطیع کرنے پر احمد شاہ متوجہ ہوا بعض ان زمینداروں میں سے پہاڑوں اور جنگلوں میں قدرتی حصاروں میں رہتے تھے جو نہایت دشوار گذار تھے وہ خراج نہیں دیتے تھے جب تک اونکے سر پر لشکر نہ چڑھے بعض زمیندار جو ایسے مشکل مقامات میں نہیں رہتے تھے۔ وہ اپنی زمین کو چھوڑ کر ملک میں قزاقی و رہزنی کا کام کرتے تھے اونکے پیچھے سپاہ پھرتے پھرتے تھک جاتی تھی۔ آخر کو وہ مصالحت پر راضی ہو جاتی تھی اور اونکی منضبطہ جاگیریں اونکو پھر دی جاتی تھیں جب اونکے سر پر سے سپاہ اٹھ جاتی تو پھر وہی اپنا خودسری کا طریقہ اختیار کرتے تھے بعض زمیندار مسلمان ہو گئے تھے۔ اُن کا طریقہ کچھ شائستہ ہو گیا تہا۔ اونکے ساتھ ایسی زبردستی نہیں کرنی پڑتی تھی +

مراۃ احمدی میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں اُس ملک میں مذہب اسلام داخل ہوا
جو نہروالہ پٹن کے مغرب سے شروع ہو کے مشرق تک پھیلتا ہے مگر پھر بھی بہت سے مقامات میں کفر ہی
مروج تہا۔ سلاطین گجرات کی سعی سے بہ تدریج اس کفر کی ضلالت دور ہوئی اور
سلطان احمد شاہ کی عرق ریزی سے بہت کافر نور ایمان سے منور ہوئے ۸۱۴ھ (۱۴۱۱) میں ملک تحفہ کو
تاج الملک کا خطاب دیکر خاص حکم اوسکو یہ دیا کہ وہ کافروں کے بت خانوں کو ڈہا دے اور
اور گجرات میں اسلام کی حکومت و سطوت دکھا دے اُس نے اس اپنے فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے
ادا کیا کہ فرشتہ نے لکھا ہے کہ ممالک گجرات کا ضبط اوسنے ایسا کیا کہ کل مملکت میں گراس و میواس نام
کو باقی نہیں ہے گراس و میواس وہ فرقے زمینداروں کے تہے جنکا طریقہ یہ تھا کہ وہ رعیت اور متعلقین سمیت
اپنے گانوں کو چہوڑ کر اور ویران کر کے کسی ایسی پناہ گاہ میں چلے جاتے تھے کہ وہاں بیٹھے
غارتگری کرتے تھے اور اوسکی سزا سے بچے رہتے تھے جب انکو مسلمانوں کی سپاہ نہایت
تنگ کرتی تھی تو وہ خراج دیتے تھے +

احمد شاہ کے باب میں ہندو بھاٹوں اور کبیشروں نے ذیل قافیے بنا رکھے ہیں گو وہ سچی تاریخی
پیرایہ سے معرا ہیں مگر بعض خانگی امور انمیں ایسے لکھے ہیں کہ اونسے اس زمانہ کا حال معلوم
ہوتا ہے اونکو ہم نیچے لکھتے ہیں +

احمد شاہ کا ہندو رئیسوں کی لڑکیوں سے بیاہ کرنیکے لئے چاپلوسی کرنا

بھاٹ و کبیشروں کی بیان کی سند پر ہم لکھتے ہیں کہ جب بادشاہ نے مملکت باگھیلہ کو لے لیا
تو اس خاندان میں دو بھائی برہوجی اور جیتوجی نے سرکشی کے لئے سر اُٹھایا۔ انہلواڑا پٹن کے قریب
ایک ملک تھل کہلاتا تہا اسمیں اپنے کنبے کو خیر و عافیت سے رکھنے کے لئے ایک بھائی
نے بھیلڑی گڈھہ اور دوسرے بھائی نے سرو ہار کو پسند کیا اسی سبب سے ایک بھائی کی اولاد بھیلاریہ
اور دوسرے کے سرو ہار باگھیلہ کہلاتی تھی۔ یہ سردار اپنے کنبے کو چہوڑ کر اور ڈیڑھ سو سواروں
کے قریب ساتھ لیکر احمد آباد تک لوٹ مار کرتے تھے کبھی دن کو کبھی رات کو احمد آباد کے دیہات
لوٹتے تھے اور کبھی آدمیوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے۔ سلطان احمد شاہ اُن کی تنبیہ کے لئے

بہت کوشش کرتا تھا مگر کامیاب نہ ہوتا تھا آخر کو ان سرکشوں کی مایحتاج زندگی میں کمی ہوگئی جسسے اونکو بہت تکلیف ہوئی اور اونکے سوار بہی مرگئے - احمد آباد اور کری کے درمیان سڑک پر سانتج کے قریب ایک گاؤں ناش مد تہا اوسکے تال پر یہ دونو بہائی ایک رات پہونچے - بہت سویرے صبح کو ایک بھنڈاری اکہو راجپوت کہات کی گاڑی اپنے کہیت کو لئے جاتا تہا - باگھیلہ کے ایک نوکر نے جب گاڑی کو نزدیک آتے دیکہا تو وہ چھپ گیا - گاڑیبان نے اکہو سے کہا کہ یہاں لوٹیرے آئے ہوئے ہیں جلدی سے یہاں سے نکل جاؤ - اکھونے کہا کہ لوٹیرو نسے ڈر نہیں انمیں کوئی راجپوت میری مانند نہیں ہے اگر ہوتا تو تین دن میں اپنی گراس (زمین) کو پہر حاصل کر لیتا - ایک باگھیلہ کے نوکر نے یہ بات سن کر اپنے سرداروں سے جا کہی - اُنہوں نے اس راجپوت کو بلایا - اکھو بھنڈاری ان بہائیوں کے پاس آیا - اونہوں نے اسے پوچہا کہ تو نے کیا کہا تہا تو وہ اپنے دل میں سمجھا کہ میں نے تو ایک ہنسی سے بات کہی تھی مگر یہاں اب اوسکے کہنے سے انکار نہیں ہوسکتا - اوسنے کہا کہ اے میرے سوامی میں نے یہ کہا کہ اگر میری مانند کوئی راجپوت تم میں ہوتا تو اپنی زمینوں کو تین دن میں پہر لے لیتا - یہہ سنکر بہائیوں نے راجپوت سے کہا کہ ہم تجھکو ایک ہزار روپیہ کا گہوڑا دیتے ہیں اور جو کچھہ تو مانگے وہ دینگے تو ہمارے ساتھہ چل - وہ اوسکو لیکر احمد آباد کی طرف چلے +

جمعہ کے روز بادشاہ کے اہل حرم اور امیرزادیاں سرکہیج کے قریب ایک مقدس مزار کی زیارت کو آیا کرتی تہیں - پانچسو گاڑیوں میں وہ سوار ہوتی تہیں اور بڑا چوکی پہرا اونکے ساتھہ ہوتا تہا - ساری گاڑیوں سے کچھہ فاصلہ پر ملازم رہتے تھے - یہ مستورات مزار کی زیارت کو جاتی تہیں اکھو بھنڈاری نے ان بہائیوں سے کہا کہ اگر تم ان عورتوں کو نہیں گرفتار کروگے تو تم کو تمہاری زمین پہر نہ ملے گی - ان مستورات کی گاڑیاں مزار کے احاطہ میں داخل ہوگئیں تو راجپوت سواروں نے جاکر اونکو گھیر لیا - بادشاہ کی بیگم نے پوچہا کہ تم کون ہو تو اونہوں نے کہا کہ ہم در بدر اور جلاوطن ہیں ہماری آبا کی ریاستیں ضبط ہوگئی ہیں اب ہم نے مرنے کو جی میں ٹھان لیا ہے ہمارا ارادہ ہے کہ ان گاڑیوں کو پکڑ کے لے جائیں - بیگم نے کہا کہ اگر تم مجھہ کو

بے عزت کرو گے تو میں جاؤنگی نہیں تو میں شہر میں جاکر فوراً تمہاری زمینیں تمکو دلا دونگی۔ اونسنے اس بات پر قسم کھائی تو سوار چلے گئے جب بیگم کی سپاہ کو اوسکی خبر ہوئی تو وہ باگھیلوں پر حملہ کرنے کو تیار ہوئے مگر بیگم نے منع کردیا کہ راجپوتوں کو ستاؤ نہیں بیگم اپنے شہر میں گئی اور رات کو اپنے محل میں خفا خفا بیٹھی اور روشنی کو بھی منع کردیا۔ بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ اس پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ خیر تو ہے آج کیا ہوا۔ اوسنے اپنی ساری کہانی سنائی کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ ان بھائیوں کو اونکی زمینیں دلوا دونگی آپ اونکو ملوائیے اور اونکی زمینیں واگذاشت کیجئے۔ اگر وہ میری گاڑی کو لے جاتے تو پھر بادشاہ کی عزت کہاں قائم رہتی +

بادشاہ نے احمد آباد میں ان بھائیوں کو عزت کے ساتھ بلایا۔ اور انکو خلعت دینے کا وعدہ کیا۔ بیگم نے اونکو کہلا بھیجا کہ وہ بالری میں سفید چاہ کے قریب ٹھیریں صبح کو میں یا ندھیر لینے اول ان پاس بھیجوا ؤنگی۔ اونہوں نے یہی کیا۔ بادشاہ کے حکم سے اوسکے وزیر نانک چند اور موتی چند وہاں گئے اور ایک باغبان کی معرفت رہوجی اور جیتوجی کو اپنے پاس بلوایا باگھیلوں نے اُنسے پوچھا کہ اس بات کی کیا کفالت ہے کہ ہم گرفتار ہوکر قید خانہ میں ڈالے جائینگے وزرانے کہا کہ ہم خود کفالت ہیں کہ نہ آپ پکڑے جائینگے نہ قید خانہ میں ڈالے جائینگے۔ اونہوں نے قسم کھائی اور اونکو شہر کی طرف لائے شام کے وقت وہ شہر کے دروازہ میں آئے وہاں اونہوں نے سڑک کے ایک طرف ایک عورت کو بے پردہ بیٹھے دیکھا۔ باگھیلوں نے پوچھا کہ یہ کس قسم کی عورت ہے۔ وزرا نے جواب دیا کہ وہ برہمنی یا بنیئنی معلوم ہوتی ہے۔ تو راجپوتوں نے وزیروں سے پوچھا کہ آپ کی قوم کیا ہے تو اونہوں نے کہا کہ بنیا تو رہوتے جیتو سے کہا کہ بھائی یہ وزیر اس عورت کی اولاد میں سے ہیں کہ وہ کھلے دن میں اس طرح بے پردہ بیٹھی ہے اگر بادشاہ ہم کو پکڑکر بندی خانہ میں بند کردیگا تو انکو کیا شرم آئے گی اسلئے بہتر ہوگا کہ یہاں سے ہم اولٹے چلے جائیں اونہوں نے وزرا سے کہا کہ ہم تمہاری کفالت پر اعتماد نہیں کرتے اسلئے وہ پھر سفید چاہ پر آگئے۔ وزرا نے بادشاہ سے یہ سرگذشت بیان کی

بادشاہ نے ان بہائیوں پاس آدمی بہیجکر بے اعتمادی کی وجہ کو اونسے پوچہا۔ باگھیلوں نے
کہا کہ جب تک کفالت عمدہ نہ کی جائیگی ہم نہیں آئیں گے۔ بادشاہ نے اپنے بعض امیروں
کو کفالت میں بہیجدیا تو راجپوت شہر کی طرف آئے۔ شام کا وقت تہا اور رستہ بہی تنگ تہا
کہ ایک بہاٹی چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے چلی جاتی تہی جب وسنے سواروں کو دیکہا تو وسنے
چہپنے کی جگہہ تلاش کی مگر کوئی جگہ نہ ملی تو وسنے یہ خیال کیا کہ حیا کا مقتضا نہیں ہے کہ
غیر آدمی بہاٹن کی لڑکی کی صورت دیکہے وہ کنوئے میں گر پڑی اوسکے گرنے کی آواز سنکر
لوگ آئے اور اوسکو باہر نکالا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کون تہی اور کیوں کنوے میں گری تہی۔
تو ورہو اور جیتیو کو اعتماد ہوا کہ ایسی عورت کی اولاد کی کفالت پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ وہ
بادشاہ کے دربار میں آئے۔ اوسنے اونکے پرانے کپڑے اتروائے اور نئے کپڑے پہنائے
ان کے پرانے کپڑوں میں سے دو سیر جوئیں نکالی گئیں جنگل میں راجپوت ایسی مصیبت اٹہاتے تہے
یہ دونو بہائی جانتے تہے کہ بادشاہ اونسے کسطرح خوش ہوگا اسلئے اونہوں نے
اپنی بہن لالا کا بیاہ بادشاہ سے کردیا۔ بادشاہ نے اونکو کلول میں پانچسو دہات دیدئے
اور انسے پوچہا کہ ان دہات کو وہ کس طرح آپس میں تقسیم کرینگے تو ورہو اور جیتو نے کہا کہ رسم
کے موافق بڑا بہائی بڑا حصہ بہ نسبت چہوٹے بہائی کے لے گا۔ بادشاہ نے پوچہا کہ اس رسم
کی اصل کیا ہے تو چہوٹے بہائی نے جواب دیا کہ اوسکی وجہ زور ہے۔ احمد شاہ نے کہا کہ
دونو بہائیوں نے مصائب برابر اٹہائے ہیں اسلئے دونو کو برابر حصہ لینا چاہیئے۔ ورہو نے
ڈہائی سو دہات کلول میں لئے اور چہوٹے بہائی نے ڈہائی سو دہات سانند میں لئے۔ بہائیوں
نے ایسا انتظام کیا تہا کہ بڑے بہائی کے حصہ میں اچہی پیداوار کی زمین آئی مگر بہ تدریج چہوٹے
بہائی کی زمین میں گیہوں اچہی پیدا ہونے لگے اور بڑے بہائی کی زمین میں ادنیٰ اناج
بہی مشکل سے پیدا ہوتے بعد اسکے ایک ٹہاکر جسکے پاس تین سو چہپن دہات تہے اور
اسکا نام ہیولا سامنت سنگہ تہا۔ بادشاہ کے محل کے نیچے سڑک پر جاتا تہا۔ گرمی کا موسم تہا
دہوپ چلچلاتی پڑ رہی تہی اوسنے اپنے سر پر کپڑا ڈال لیا تہا ورہو اور جیتو ایک کہڑکی میں

بیٹھے ہوئے تہے اونہوں نے چھیڑ سے کہا کہ یہ کون منہ چھپائے جاتا ہے۔ سامنت سنگہ نے یہ سنکر کہا کہ میں کیوں اپنا منہ چھپاؤں۔ وہ اپنا منہ چھپائیں جنہوں نے مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں اور بیٹیوں کی شادیاں کردی ہیں۔ وہہد اور جبیتو یہ سنکر بڑے خفا ہوئے اور اونہوں نے قسم کہائی کہ اگر سامنت سنگہ کی بیٹی کسی مسلمان سے نہ بیاہی جائیگی تو ہم اپنا نام وریہد اور جبیتو نہ رکہینگے اور ذلیل ہوجاینگے۔ سامنت سنگہ اپنے گہر چلا گیا۔ باگھیلہ بہائیوں نے موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ بہولا کے سردار نے اونکو اسطرح طعنہ دیا ہے اور اوس کا علاج یہی ہے کہ بادشاہ اوسکی بیٹی سے شادی کرے۔ اوسکی عمر چودہ برس کی ہے اور خوبصورتی میں مشہور ہے۔ بادشاہ نے اونکی التماس کو قبول کرلیا۔ اور اپنے امیروں کو حکم دیا کہ سامنت سنگہ جب دربار میں آوے تو اوس سے درخواست کرنا کہ وہ اپنی بیٹی سے میرا بیاہ کردے۔ امیروں نے جواب دیا کہ حضور سامنت سنگہ جنگل کا رہنے والا ہے۔ وہ ہماری درخواست کو کب سنے گا ہمکو نہایت مشکل ہے کہ اوس سے یہ درخواست کریں تو بادشاہ نے کہا کہ اچہا جب وہ دربار میں آئے تو مجھے یہ بات یاد دلانا میں اوس سے خود کہونگا۔ ایکدن دربار میں سامنت سنگہ آیا۔ امرا نے بادشاہ کو امر مذکور یاد دلایا۔ اوسنے سامنت سنگہ سے پوچھا کہ تیرے کتنے بچے ہیں اوسنے جواب دیا کہ میرے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ پہر بادشاہ نے پوچھا کہ لڑکی کی عمر کتنی ہے ٹہاکر نے جواب دیا کہ سات برس کی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ راجپوت اپنی لڑکیوں کے بیاہنے میں بہت دیر کیوں لگاتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ لڑکی کے بیاہنے میں میرے دو تین ہزار روپیے خرچ ہونگے اسقدر روپیہ بچانا مجھے مشکل ہے۔ اور سواء اسکے اگر لڑکی کی چہوٹی عمر میں شادی کردی جاوے اور وہ مرجاوے تو ناحق روپیہ اکارت جاوے۔ بادشاہ نے کہا کہ اچہا سامنت سنگہ اپنی لڑکی تو مجھے بیاہ دے۔ تو ٹہاکر نے کہا کہ حضور نے خوب ارشاد کیا میں جانتا ہوں کہ ہندو راجاؤں کی بہت سی لڑکیاں حضور کی حرم میں ہیں جیسے کہ کلول کے راجہ کی اور ایدر کے راجہ کی اور اور راجاؤں کی اگر میری لڑکی بہی اونکے ساتہہ ہو تو اوسکی خوش نصیبی ہے مگر ابھی میری لڑکی عمر میں چہوٹی ہے اور اوسکی صورت بہی حضور کی پسند کے لائق نہیں

مگر میرے رشتہ مندوں میں بعض لڑکیاں بادشاہ کے لائق ہیں اُنمیں سے کسی کا بادشاہ سے بیاہ کرادونگا۔ بادشاہ نے کہا خواہ کچھہ ہی ہو تو اپنی لڑکی کو مجھہ سے بیاہ ٹھاکیفے ہر چند عذر لڑکی کی چھوٹی عمر ہونے کیے مگر بادشاہ نے ایک نمانا تو اوسنے قبول کرلیا ٹھاکر اپنے گھر گیا بادشاہ نے ورہو اور جیتو کو بلاکر کہا کہ تم کہتے تھے کہ سامنت سنگھہ بیٹی بیاہنے پر راضی ہوجائیگا وہ تو راضی ہو گیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اوسنے قبول تو کرلیا مگر راجپوتوں کے ایک رسم ہوتی ہے کہ دلہن کے لئے کچھہ کپڑے اور جواہر بھیجتے ہیں اوسکو لبسنت کہتے ہیں اگر سامنت سنگھہ اس بسنت کو لے لے تو ہم جانیں کہ بیاہ کا فیصلہ ہو گیا +

کچھہ دنوں کے بعد احمد شاہ پاس سامنت سنگھہ آیا تو بادشاہ نے اوسے کہا کہ اپنی لڑکی کے لئے لبسنت لے تو اوسنے کہا میں گھر جاکر لے لونگا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم اپنے گھر بسنت کو ساتھہ لیجاؤ ٹھاکر کو زبردستی لبسنت دیگئی۔ بادشاہ نے پھر بھائیونکو بلاکر کہا کہ تمہارا کہنا جیسے پہلی دفعہ جھوٹ ہوا تھا کہ سامنت سنگھہ اپنی بیٹی بیاہنے پر راضی نہوگا ایسی دوسری دفعہ جھوٹ ہوا کہ وہ بسنت نہیں لیگا اوسنے بسنت لیلی۔ پھر ان بھائیوں نے کہا کہ ابتک بیاہ کی تاریخ نہیں ٹھہرائیگا دوسری ملاقات میں بادشاہ نے سامنت سنگھہ سے کہا کہ بیاہ کی تاریخ مقرر کردے تو اوسنے عرض کیا کہ میں اس مہینے سے یہاں آیا ہوا ہوں میں گھر جاؤنگا اپنی آمدنی کو دیکھونگا ایک سال میں شادی کا سامان تیار کردونگا میرے پاس بالفعل بادشاہ کے ساتھہ لڑکی کی شادی کرنے کے لئے کچھہ نہیں ہے۔ کچھہ انتظار فرمائیے۔ بادشاہ نے کہا کہ خزانہ سے جسقدر روپیہ کی ضرورت شادی کے لئے ہو لیجا اور تاریخ مقرر کردے اوسنے جواب دیا کہ حضور اگر میں روپیہ اس کام کے لئے خزانہ سے لونگا تو میری ساکھہ میں فرق آئیگا۔ بادشاہ نے زبردستی اوسکے ساتھہ خزانہ کا ایک اونٹ کردیا۔ اس وجہہ سے سامنت سنگھہ نے بیول میں ایک قلعہ جنگی بنایا اور بارود گولی جمع کی اور اوسنے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ آؤ اور لڑکی کو بیاہ لے جاؤ +

بیول کے چودہ میل پر ایک پہاڑی نہایت خطرناک جگہہ میں تھی۔ وہاں ایک قلعہ تہا جس کو دہوری یا دتی کہتے تھے۔ اس میں ایک بڑا محل اوسنے بنایا اور زمین کے اندر ایک بڑا غار کہدوایا کہ اگر بیول میں زور اسپر پڑے تو وہ یہاں بھاگ کر آجائے +

بادشاہ سپاہ کے ساتھہ بیول میں آیا - اور اوسنے چار میل پر خیمہ لگایا - سامنت سنگہ نے اپنے بہائی اور بہتیجے کو بادشاہ پاس یہ دریافت کرنے کے لئے بہیجا کہ وہ بیاہ مسلمانوں کی رسم کے موافق کریگا یا ہندوؤں کی رسم کے مطابق - بادشاہ نے کہا کہ میں نے ہندوؤں کے رسم کے موافق کوئی بیاہ ہنیں دیکہا اسلئے میں ہندوؤں کی طرح بیاہ کرونگا - توانہوں نے کہا کہ بادشاہ ہمارے گہر بیاہ کرنے آیا ہے اسلئے ہم اپنی رسموں کو خوب ادا کرینگے - ہم بندوقیں چہوڑینگے اور ہوا میں سرخ بارود اڑائینگے یہ رسمیں ہماری ہنسی کے طور پر دولہا کے آدمیوں کے ساتھہ کی جاتی ہیں اور اونپر رنگ اور لون چہڑکتے ہیں - اسلئے اپنے آدمیوں کو سمجہا دیں کہ جب اونکے ساتھہ ہنسی کی جاے تو وہ کسی بیول کے باشندے کے ساتھہ جہگڑا نہ کریں - بادشاہ نے اپنے نوکروں کو اونکی عرض کے موافق حکم دیدیا - سامنت سنگہ کے بہائی نے یہ بہی عرض کیا کہ بیول کے قریب کوئی ایسی فراخ جا ہنیں ہے کہ حضور کی سپاہ وہاں اوتر سکے - اول حضور اپنے امرا کو بہیجدیں اور پہر خود تشریف فرما ہوں اور اوسکے بعد سپاہ آئے یہ اپنا کل پیغام دے کے دونوں اپنے شہر میں آئے - بادشاہ نے اگلے اپنے افسر بہیجے اور اونکے بعد خود روانہ ہوا سپاہ پیچہے آئی جب وہ بیول کے قریب آئے تو اونہوں نے دیکہا کہ پانچہزار راجپوت انکا انتظار کررہے ہتے اور ان پاس بندوقیں بہری ہوئی تہیں - اونہوں نے دروازہ بند کردیا اور فصیل پر سے گولیونکی بارماری - جس سے بہت آدمی بادشاہ کے لوٹ گئے - احمد شاہ بہت دیر تک یہ سمجہا کہ وہ یہ کام ہنسی سے کرتے ہیں جب بہت آدمی مرگئے تو وہ سمجہا کہ یہ فریب ہے - سات دن معرکہ جنگ برپا رہا - سامنت سنگہ کا بہت نقصان ہوا وہ اپنے کنبے سمیت دہوری پاوتی کو بہاگ گیا - بادشاہ کی سپاہ بیول میں داخل ہوئی - یہاں تین مہینے تک بادشاہ ٹہیرا زخمیوں کا علاج کیا - سپاہ کو جمع کیا اور سامان جنگ تیار کیا - پہر دہوری پاوتی کو گیا - دو مہینے تک اسپر حملہ کرتا رہا - لوگ کہتے ہیں کہ ٹہاکر نے مسلمانوں پر سونے چاندی کی گولیاں چلائیں - آخر کو وہ یہاں سے بہی بہاگا اور کوہستان گھون دومیں چلا گیا - اور اپنی بیٹی کی شادی راؤ ایدر سے کردی - بادشاہ نے اوس کے ساڑہے تین سو دیہات ضبط کرلئے -

سامنت سنگہ بارہ برس تک لوٹ مار کرتا رہا پھرا اور مسلمانوں کو بہت حیران و پریشان کیا آخر کو
بادشاہ نے اوسے صلح کا پیغام دیا اوسنے کہا کہ اگر میری جاگیر واپس دی جائے گی تو میں بچلا
بیٹھونگا۔ آخر بادشاہ نے اوسے وہ گام میں چوراسی دیہات دئے یہاں سامنت سنگہ بھول
میں آکر رہا۔ اوسکی اولاد پاس اب تک وہ گام میں وانٹا زمین ہے +

درسو اور جیتبو کی بہن لالا مر گئی گرم دودھ پینے سے اوسکے اندر چھالے پڑ گئے تھے۔ بادشاہ
اوسپر عاشق تہا۔ اوسکے حسن پر مرتا تھا۔ اوسکے مرنے سے بڑا آشفتہ ہوا۔ اوسنے چاروں طرف
اپنے امیرونکو بھیجا کہ کوئی مسلمان کی بیٹی یا ہندو کی لالا کی سی خوب صورت اوسکے بیاہنے
کے لئے پیدا کریں۔ بادشاہ احمد آباد میں آیا۔ اوسنے اس مضمون کا اشتہار دیا اور پہلے سے
اور زیادہ آزردہ خاطر اور حواس باختہ رہنے لگا۔ امیروں نے یہ سوچا کہ بادشاہ کا علاج
اسکے سوا کوئی نہیں ہے کہ اوسکے واسطے لالا کی مثل گھیلہ بیوی تلاش کیجائے ایک
برہمن ایسی حسین عورت کی تلاش کے لئے بھیجا گیا۔ برہمن بہت ملکوں میں پھرتا پھرتا ایدر
میں آیا جہاں چیتور کے خاندان کا راجہ سی سودیہ راجپوت ستر اسلجی تھا اسکا لقب راول
تہا۔ اُس پاس ۸۴ دیہات تھے اوسکی ایک لڑکی رانی با اور دو بیٹے تھے۔ رانی با بڑی خوبصورت
تھی۔ برہمن اسے دیکھ کر بہت خوش اسلئے ہوا کہ جب اوسکی خبر بادشاہ پاس جاویگا تو بڑا
خلعت و انعام پاویگا۔ وہ بادشاہ کے وزرا کے پاس گیا اور اونسے کہا کہ میں نے دوسری
باگھیلی لالا پائی ہے۔ وزرا نے اُسے خلعت دیا اور حال پوچھا اوسنے کہا کہ وہ راول ستر سلجی
کی بیٹی ہے جو ایدر میں رہتا ہے۔ وزرا نے آدمی بھیجکر راول کو بلوایا۔ اور اوس سے درخواست
کی کہ اپنی بیٹی کو بادشاہ کے تحت سے بیاہ دے۔ راول نے کہا۔ ہندو کی لڑکی اس طرح مسلمان سے
نہیں بیاہی جا سکتی۔ وزرا نے کہا کہ بہت سے ہندو راجاؤں کی بیٹیاں بادشاہ کی بیبیاں ہیں
راول نے جواب دیا کہ میں اور ہوں وہ اور ہیں تو پہر وزرا نے کہا کہ اگر یوں راضی نہ ہو گے
تو زبردستی اس کام کے کرنے پر مجبور کئے جاؤ گے۔ راول نے پہر انکار کیا اور وہ بندی خانہ
میں بند کیا گیا جب اوسکی رانی نے یہ خبر سنی تو وہ سوچی کہ میں لڑکی کو تو مرا ہوا سمجھ لوں

اورکسی تدبیر سے راول کی زندگی اور گراس زنت (؟) بچاؤں - اوسنے اپنی بیٹی کو احمد آباد بھیجدیا - جب یہ لڑکی زیور سے آراستہ بادشاہ پاس آئی تو وہ اوسکے حسن وجمال کو دیکھکر دنگ رہ گیا یا ششدر ہوگیا اور چلایا کہ لالا پھر آئی لڑکی نے کہا کہ لالا چلی گئی - بادشاہ ہوش میں آیا - دوسرے دن دربار کیا - راول ستراسلجی کی بیڑیوں کو کٹوایا اور دربار میں بلاکر خلعت عنایت کیا - راول نے کچھہ اپنی قید پر خیال نہ کیا اپنے تئیں مبارکباد دیتا تھا کہ میں نے اپنی بیٹی مسلمان سے نہیں بیاہی خوشی خوشی گھر آیا جب سونے کا وقت آیا تو اوسنے رانی باکو بلایا - رانی نے بہانہ بنایا کہ اوسکو ڈھونڈنے چلی گئی اور آکر کہا کہ رانی باہر کھیل رہی ہے وہ نہیں آتی - راول نے کہا کہ جب تک وہ آنے کی نہیں تو میں کھانا نہیں کھاؤنگا - تو رانی نے کہا کہ ہے سوامی جب انی با احمد آباد کے بادشاہ پاس بھیجی گئی تو قیدخانہ کا دروازہ تیرے لئے کھولا گیا ہے - اس بات کے سنتے ہی راول سکتے کے عالم میں ہوا - اوسنے کہا کہ اسکی کیا پرواتھی کہ میں قید میں مرجاتا - چیتوڑ کے گھرانے کا میں ہوں میں ابتک کلنکی (بے کلنک) تھا - اب یہی سودیہ کے گھرانے پر کلنک کا ٹیکا لگا - تف ہی تجھہ پر تونے یہ داغ لگایا - رانی نے کہا کہ تیری جان جاتی اب تو جان کہ بیٹی کی جان گئی - راول خیال کی طرح اوٹھا اور تلوار پکڑی - رانی نے اپنے ہاتھ اوسکے گلے میں ڈالے مگر اوسنے اوس کو زمین پر دے مارا اور تلوار سونت کر اپنے پیٹ میں گھسائی اور جان اپنی گنوائی +

راول کے بیٹوں بھانجے اور بھوجی نے بہت احتیاط سے باپ کا کریا کرم کیا - اور ماتم میں حکومت شروع کی جب احمد آباد میں اس کے مرنے کی خبر آئی تو رانی با نے انتقال کیا اور بہت روئی بیٹی جب بادشاہ نے اسے غمزدہ دیکھا تو اوسنے مہربانی سے رانی سے پوچھا کہ جب کوئی ہندو راجاؤں میں سے مرتا ہے اور اوسکے بیٹے راج گدی پر بیٹھتے ہیں تو کوئی اوسکا رشتہ دار اونکی مدد کیا کرتا ہے - رانی نے جواب دیا کہ دولت مند رشتہ دار ایک خلعت فاخرہ بھیجتا ہے جو سفید ماتمی کپڑوں کی جگہ پہنایا جاتا ہے پس بادشاہ نے ماتمی لباس اترواے کے لئے

خلعت فاخرہ بھیجا۔ احمد آباد میں یہ ٹھاٹھ کر آئے اور منزلوں میں اُترے۔ بادشاہ نے دانہ گھاس
اور اور ضروری چیزیں ان پاس بھیجیں اور رانی سے کہا کہ میں تیرے بھائیوں کو آج خلعت
فاخرہ دونگا۔ رانی نے کہا کہ کیسا بھائی اور کیسی بہن اب میرا کچھہ رشتہ اُنسے نہیں رہا۔
بادشاہ نے کہا کہ یہ کیسے ہوا کیا وہ تیرے بھائی نہیں ہیں۔ رانی نے کہا کہ میں اب
مسلمان ہون وہ ہندو ہیں — ہم ایک رکابی میں کہا نہیں سکتے۔ ایک پیالہ میں پانی
نہیں پی سکتے۔ پھر اب کس طرح سے بہن بھائی ہو سکتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ تو اونکے
لئے کہانا تیار کر۔ رانی یہ سنکر سوچی کہ جو بات میں نے بھلے کے لئے کہی تھی وہ اُلٹی بُری
ہوگئی۔ بادشاہ نے بھائیوں کو بلایا وہ خلعت فاخرہ کی امید میں آئے اور بہن کے
محل میں بیٹھے۔ جب بھائی اکیلے ہوئے تو بہن نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ میرا باپ
اس غم میں مر گیا کہ میں مسلمان سے بیاہی گئی اور تم یہاں ذات باہر ہونے کے لئے آئے ہو
پھر اوسنے جو بادشاہ کا ارادہ تہا بیان کیا۔ یہ سنکر چھوٹا بھائی بھوجی تو کھڑکی میں سے کود کر
بھاگ گیا۔ بڑا بھائی بھاسنجی ٹھیرا رہا۔ بادشاہ آیا اور اوسنے کہا کہ تیری بہن نے جو کھانا
تیار کیا ہے وہ کھا۔ بھاسنجی نے کہا کہ حضور میں اسے نہیں کہا سکتا۔ بادشاہ نے کہا کہ ایسا
پرہیز کیوں کرتے ہو بھاسنجی نے جواب دیا کہ اگر میں یہ کہانا کھاؤں گا تو پھر کوئی راجپوت
اپنی لڑکی کا بیاہ مجھسے نہیں کرنے کا۔ بادشاہ نے کہا کہ اسکا کچھہ خیال نہ کر جتنے راجپوت
تو چاہے گا اُنکو ابھی بلا کر تیرے ساتھہ کھانا کھلوا دونگا۔ اوسنے رانی کو بھائی کے ساتھہ
کہانا کھلوا دیا جس سے بھائی کو بہت رنج ہوا۔ بادشاہ نے اوسکے رنج کم کرنے کے لئے باون
دہات سے راجپوتوں کو احمد آباد میں بلایا۔ ان راجپوتوں میں سے بہت سے یہ سن کر کہ
بادشاہ انکو زبردستی اپنے مذہب میں ملائے گا اپنی زمین اور گاؤن کو چھوڑ چھوڑ کر
اور ملکوں میں چلے گئے مگر جو بادشاہ کے ہاتھہ آگئے اونکو یہ مجبوری اپنی ذات سے
خارج ہونا پڑا۔ بہت دنوں اس طرح مسلمان بنانے کا طریقہ جاری رہا بہت سی لڑائیاں
ہوئیں۔ بہت راجپوت مارے گئے +

چانپانیر کے پاس راج پیپلہ ہے وہ تین سو پچاس مربع ہات کا دارالریاست ہے۔ اسکا راجہ ٹھاکر ہری سنگھ جی گوہل تھا اُس کو ایک دفعہ بڑی بیش قیمت موتیوں کی لڑی کسی نے تحفہ دی اپنے ان موتیوں کا ہار رتنوا کے رانی کو دیا اور کہا کہ ان موتیوں میں سچ مچ آب (پانی) ہے جب بادشاہ سے لڑائی ہوئی تو راجہ پیپلہ اور راجاؤں کے ساتھ جنگل میں بھاگا۔ جب پیاس کے مارے بُرا حال ہوا تو رانی نے اپنے ہار کی طرف دیکھ کر کہا کہ ٹھاکر تم نے کہا تھا کہ اسمیں پانی ہے اب وہ نکال کر بلاؤ اسی موقع پر چارن نے شعر کہے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ۔

اے بادشاہ سلطان مہیبت جب تو غصہ میں آتا ہے تو شیس اپنا بوجھ نہیں سنبھال سکتا اور زمین لرزنے لگتی ہے تو نے جنگجو راجپوتوں کو مارا جو اپنی بہادری کا بڑا گھمنڈ رکھتے تھے جنمیں پیپلہ کے بھی راجپوت تھے سب طرف خاک خون سے تر ہوئی۔ اور سلطان تیرے خوف سے بھومیوں کی رانیاں سرگردان پھرتی ہیں اور اونکے پاؤں میں چھالے پڑے ہیں۔ وہ جڑیں کھاتی ہیں۔ اونکی صورت پریوں کی سی ہے۔ وہ اپنے ہاروں میں سے موتیوں کو توڑ کر خاوندوں کے منہ میں بھجوا کے چلاتی ہیں کہ ان[illegible] سے پانی نکالو تم نے کہا تھا کہ اسمیں آب ہے۔ ہری سنگھ گوہل بارہ برس تک لوٹ مار کرتا پھرا اوس کے بعد اوسکو گراس (زمین) ملی اب تک اوسکی اولاد پیپلہ میں راج کرتی ہے۔

۸۲۰ھ ۱۴۱۷ء میں احمد شاہ ناگور پر چڑھ گیا۔ راہ میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر بت خانوں کو ڈھاتا تھا بتوں کو توڑتا تھا۔ ناگور میں پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کیا اور حملہ کرنے گیا۔ مگر اس فتح کے ساتھ ہی اوسنے سُنا کہ خضر خاں والی دہلی اس طرف کا عازم ہے اس لئے وہ حوالی مالوہ میں گذرتا ہوا احمد آباد میں آگیا۔

۸۲۱ھ ۱۴۱۸ء میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک خضر والی آسیر و سلطان ہوشنگ حاکم مالوہ متحد ہو کر خطہ سلطان پور اور نذر بار میں فساد اوٹھاتے ہیں اور طرح طرح کی مزاحمتیں کرتے ہیں تو اوسنے اس نواح کی طرف کوچ کیا اور بڑی فوج قلعہ تنبول پر بھیجی یہ قلعہ سرحد گجرات اور خاندیس پر واقع ہے اس سپاہ نے راجہ کو مجبور کیا کہ وہ ہار گیا اور تحائف کے ساتھ سلطان کی پابوسی کو آیا

برسات کا موسم آگیا تھا۔ احمد شاہ احمد آباد میں چلا جانا چاہتا تھا کہ اس اثنا میں خبر اوس پاس آئی کہ راجہ ایدر و چنپانیر و منڈل و نادوت نے عرایض پے در پے بھیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات میں طلب کیا ہے۔ اسی زمانہ میں ایک شتر سوار خطہ ناگور سے نوروز میں تدربار میں پہنچا اور فیروز خان بن شمس خان دندانی کا نوشتہ بادشاہ کے نام کا لایا جسکا مضمون یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے یہ دیکھکر کہ آپ دور چلے گئے ہیں گجرات کی تسخیر کا آہنگ کیا۔ اوسکو گمان یہ تھا کہ مجھکو حضور کے ساتھ صفائی عقیدت نہیں ہے اسلئے اوس نے مجھے لکھا کہ گجرات کے زمینداروں نے عرایض اخلاص و یک جہتی بھیجکر مجھے طلب کیا ہے اور میں گجرات کا عازم ہوا ہوں تجھکو بھی چاہئے کہ جلد مستعد ہوکر میرے پاس آ کہ گجرات کی فتح کے بعد ولایت نہروالہ تجھے دیدونگا۔ آپ میرے قبلہ و کعبہ ہیں اسلئے یہ اطلاع واجب و لازم تھی۔ سلطان احمد شاہ نے باوجود بارش کے نربدا سے گذر کر مہندری ندی پر آیا اور ایلغار کر کے ایک ہفتہ میں حوالی مہراسہ میں آگیا۔ سلطان ہوشنگ اوسکی توجہ کو دیکھکر سراسیمہ ہوا۔ اور اپنی گدی بچا تا ہوا اپنے ملک کو چلا گیا۔ سلطان احمد سپاہ کے اجتماع کے لئے چند روز مہرہ سہ میں توقف کیا۔ راجہ سورت نے ہوشنگ کے حملہ کو سنکر اطاعت کے حلقہ سے سر باہر کیا اور مال مقرری کے ادا کرنے سے ابا کیا اور پاؤں اپنے اندازہ سے باہر رکھا۔ اور ملک نصیر نے فرصت پاکر قلعہ تال تیرہ کو اپنے بھائی ملک افتخار کے تصرف سے نکالنے میں کوشش کی۔ سلطان ہوشنگ نے اپنے بیٹے خضر خان کو ایک جماعت کے ساتھ اوسکی مدد کو بھیجا۔ اون سب نے سلطان پور میں لوگوں کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ سلطان پور کے صوبہ میں ملک احمد نے قلعہ میں آنکر عرایض شکایت آمیز احمد شاہ پاس بھیجیں۔ احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ راجہ سورت کے دفع کرنے کے لئے بھیجا اوس نے وہاں جاکر قتل و غارت کر کے مال مقرری لیا۔ ایسے ہی محمد ترک اور مخلص الملک کو کہ بڑے سردار تھے ملک نصیر و غزنین خان کی تادیب و گوشمالی کو بھیجا۔ اثنا راہ میں اونہوں نے نادوت کو تاخت و تاراج کیا۔ وہاں کے راجہ سے پیشکش لی جب حوالی سلطان پور میں پہنچے تو ملک نصیر تال تیر میں پناہ گزین ہوا اور اپنی عجز و انکسار سے عفو جرائم احمد شاہ سے کرا لیا

اوسکو نصیر خانی کا خطاب مل گیا۔ غرض ان امیروں نے اپنا کام جسکے لئے مقرر ہوئے تھے بادشاہ کی خاطر خواہ کیا۔ اور سب سرکشوں کو ٹھیک بنا دیا مگر سلطان احمد شاہ نے ہوشنگ کی تادیب کو اپنے لئے رکھا تھا و ۸۲۱ھ میں گجرات کو نظام الملک کے حوالہ کیا۔ اور راجہ منڈل گڈہ کی تادیب اوسکے سپرد کی اور خود مہروسہ مالوہ کی جانب لشکر آراستہ کر کے ہوشنگ کی تادیب کے قصد سے چلا با وجود حرارت ہوا اور تنگی و قلبی راہ اوسنے کوچ پر کوچ کیا۔ ہوشنگ بھی لڑنے آیا۔ کالیادہ میں پشت بدیوار کر کے ایک زمین قلب میں اُترا۔ اپنے آگے سے بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر خاربند بنایا۔ احمد شاہ ایک صحراء کشادہ میں کھڑا ہوا۔ اور اوسنے مقرر کیا کہ سردار میمنہ احمد ترک و میسرہ ملک بدر عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ عضد الدولہ ہوں۔ احمد شاہ جسوقت جنگگاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اتفاق سے اسکا گذر ملک فرید کے دائرہ پر ہوا اسکا خدمتگار کو بھیجکر اوسکو بلایا۔ اسکا ارادہ تھا کہ اوسکو عماد الملک اوسکے باپ کا خطاب عطا کر کے ہمراہ لیجائے خدمتگار نے آنکر کہا ملک فرید بدن پر تیل ملکر ایک گھڑی کے بعد حاضر ہوتا ہے سلطان نے کہا کہ آج روز جنگ ہے۔ تاخیر سے فرید کو حسرت و ندامت ہوگی۔ شاہ جنگگاہ میں آیا۔ دونو بادشاہ برابر لڑنے کھڑے ہوئے لشکر جوش و خروش میں آئے۔ سلطان احمد شاہ کی سپاہ میں سے ایک ہاتھی سلطان کی فوج میں گیا اور اوسنے سواروں کو ہر طرف بھگایا غزنین خاں ولد ہوشنگ نے ایک ہاتھی کے تیر ایسے لگائے کہ اوسکا منہ پھر گیا۔ پھر ہر طرف سے گجراتیوں کی فوج جنگ جو بہادروں نے حملہ کیا اور اوسمیں اضطراب پیدا کیا۔

ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے اسوقت آیا کہ دونو لشکر لڑائی میں چست رہے تھے اور یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کون غالب ہے اور کون مغلوب۔ حرب صعب اسوقت ہوئی ہوشنگ کے نصیبے نے یاوری نہیں کی اوسنے منڈو کی طرف باگ موڑی۔ گجراتی لشکر نے اسکا تعاقب منڈو سے ایک کروہ تک کیا۔ اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ چھوٹے بڑے متمول ہوگئے جوالی منڈو میں جو اشجار ثمر وغیرہ مثمر تھے وہ سب کاٹ ڈالے برسات کا موسم آگیا تھا۔ احمد شاہ مراجعت کا عازم ہوا اور ولایت چنپانیر و نادوت کو جو بر سر راہ تھے پامال کر کے احمد آباد آیا

میں آیا اور جشن پر جشن کئے مستحقین وعلماء و سادات کو بہت روپیہ دیا۔اس مہم میں جنہوں نے
کام کیا تہا اونکو بھی زیادہ انعام دیا۔اس سال کے آخر میں سلطان احمد شاہ نے حصار سنوگڑہ
کو تعمیر کرکے مسجد بنائی۔اور خود ایدر کو گیا اور مالوہ کی تاخت وتاراج کے لئے سپاہ کو روانہ
کیا ۸۲۱ھ میں سلطان ہوشنگ کے ایلچی آئے اور طالب صلح ہوئے سلطان احمد نے اوسے
قبول کیا۔ رائے جنپانیر کی سزا دینے کا ارادہ سلطان احمد نے اسلئے کیا کہ اسی نے
سلطان ہوشنگ کو گجرات پر حملہ کرنے کے لئے بلایا تہا۔

۸۲۳ھ میں اسکا محاصرہ کیا۔راجہ نے عجز ومسکنت کے ساتھ پیشکش دیکر سالانہ مالیہ مقرر
کردیا۔احمد شاہ دار الملک میں آیا۔اس سبب سے کہ سلطان ہوشنگ نے غائبانہ موحش باتوں سے
اپنی خاطر کو مکدر کیا سلطان احمد شاہ نے ۸۲۵ھ میں ولایت مالوہ پر لشکرکشی کی اور قلعہ
منڈو کے نیچے آیا اور سارنگ پور دروازہ کے سامنے اترا اور محاصرہ میں بقدر امکان سعی کی
سلطان ہوشنگ کو حصار کے استحکام پر ایسا اعتبار تہا کہ وہ چیدہ چہہ ہزار سوار لیکر جاج نگر ہاتھی پکڑنے کے
لئے چلا گیا اور تخت گاہ کو ارکان دولت میں سے ایک کے سپرد کر گیا۔چہہ مہینے بعد قوی ہیکل ہاتھی
پکڑ کر اپنی دار الملک منڈو میں آیا تو کنگروں پر علم بلند ہوئے اور شادیانہ کے دمامے بجے جب
سلطان احمد کو یہ حال معلوم ہوا تو تعجب ہوا اور اوسنے کہا کہ ایسے حصار کا کیا ہم کر سکتے ہیں
کہ باوجودیکہ اسقدر سپاہ حصار سے لگے ہوئے تہے پہر بہی ہوشنگ کے آجانے کی خبر نہ ہوئی۔ اسلئے
محاصرہ کو چہوڑا مالوہ کے ملک میں بہت خرابی مچائی کئی دفعہ ہوشنگ اور اوسکے درمیان
لڑائیاں ہوئیں ہر دفعہ احمد شاہ غالب ہوکر گجرات میں آیا۔تاریخ الفی میں ملا احمد نے
اس حکایت کو نہایت صحت وتوضیح سے بیان کیا ہے کہ۔

۸۲۵ھ میں سوداگروں کے لباس میں ہوشنگ جاج نگر کو گیا سلطان احمد شاہ کو یہ
خبر لگی کہ مدت سے دیار مالوہ سے ہوشنگ غائب ہے معلوم نہیں کہاں گیا ہے۔امرانے ولایت
مالوہ کو آپسمیں تقسیم کر لیا ہے اسلئے وہ متواتر کوچ کرکے گجرات سے مالوہ کو گیا۔قلعہ مہیشور کو کہ
ممالک مالوہ میں ہے صلح سے لے لیا اور منڈو کے نیچے جا پہونچا۔اور محاصرہ میں مصروف ہوا

اور اطراف مالوہ کی تاخت کے لئے لشکر بھیجا اُسنے بہر آبادی کو ویرانی بنایا ۔ برسات آگئی اسلئے اوسنے جانا کہ اوسکی فتح آسانی سے کیا مطلقاً میسر نہیں ہوگی اسلئے وہ احمدین کو چلا گیا ممالک کو سپاہیوں میں تقسیم کیا اور محصول پر متصرف ہوا ۔ گجرات سے اسباب قلعہ کشائی منجنیق وارابہ وغیرہ طلب کئے ۔ ملک مقرب کوتوال سارا اسباب جو منگایا تھا لیکر حاضر ہوا ۔ تو سلطان دوبارہ مندو کے قلعہ کے نیچے آیا ۔ ملک مقرب کو تارا پور کے ضبط کے لئے نامزد کیا اور خود لوازم محاصرہ میں نقصان نہیں کی اسوقت سلطان ہوشنگ کی معاودت کی خبر مشہور ہوئی ۔ سلطان احمد شاہ نے امراکو جو پر گنونکے لینے میں مصروف تھے بلا کر یکجا جمع کیا ۔ اور یہ قرار پایا کہ ولایت کے مرکز میں پہلی طرح سے مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہوں مندو سے وہ سارنگ پور کو روانہ ہوا سلطان ہوشنگ کو اوسکے ارادہ پر اطلاع ہوئی اور مکر و دغا سے رسولوں کو سلطان گجرات پاس بھیجا اور الیا تملق و الحاح کیا کہ سلطان جب سارنگ پور پہنچا تو اوسکا لشکر خندق کے کھودنے میں اور خار بند و شب بیداری میں متقاعد ہوا ۔ اسی شب میں کہ ۱۲ محرم ۸۲۶ھ تھی سلطان ہوشنگ نے احمد شاہ کے لشکر پر شب خون مارا اور بہت سے گجراتیوں کو کہ غافل تھے کشتہ کیا اور بقیۃ السیف کو متفرق کیا ۔ سلطان احمد شاہ بیدار ہوا ۔ اوسنے دولت خانہ میں سوا جونا رکابدار کے کسی شخص کو نہ دیکھا اور چوکی کے گھوڑے کہ حاضر تھے انمیں سے ایک پر سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کیا ۔ اور صحرا میں نکل گیا اور ایک کونہ میں کھڑا ہو گیا ۔ ایک ساعت کے بعد جونا کو لشکر میں بھیجکر حال دریافت کرایا ۔ وہ ملک مقرب و ملک فرید کو سلطان کے پاس لایا سلطان برہنہ تھا ۔ ملک مقرب نے اپنے سلاح اوسکو پہنائے ۔ ملک جونا کو بھیجکر ہوشنگ کی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ اوسکا لشکر لوٹ میں لگ رہا ہے اور سلطان ہوشنگ خاصہ کے گھوڑوں اور اور ہاتھیوں کے ول بہلا رہا ہے ۔ سلطان احمد شاہ نے صبح ہوتے ہی ایک ہزار سوار لیکر سلطان ہوشنگ سے لڑنا شروع کیا ۔ ایک جنگ عظیم ہوئی ۔ ان دونو سرداروں نے ایسی کوشش کی کہ خود زخمی ہوئے اس اثنا میں فیلبانان گجراتی کہ ہاتھیوں پر سوار تھے اور گرفتار ہوئے تھے ۔ انہوں نے اپنے صاحب کو پہچان کر اور آپس میں اتفاق کرکے ہوشنگ کے ہاتھیوں

ہاتھیوں کو پیلا سلطان ہوشنگ مقابلہ نہ کر سکا سارنگ پور چلا گیا گجراتیوں کا مال اسباب جو لٹا تہا وہ پھر اونکے ہاتھہ لگا اور علاوہ اسکے جاج نگر کے سات ہاتھی نامی اور احمد شاہ کی شان کے اضافہ کے لیئے حاصل ہوئے پہر شاہ نے سارنگ پور کا محاصرہ کیا۔ مگر اس محاصرہ سے ایسا تنگ ہوا کہ اُسے چھوڑکر معاودت کی سلطان ہوشنگ نے حصار سارنگ پور سے نکل سلطان احمد کا تعاقب کیا اور قتل و غارت میں تصور نہیں کیا اس دفعہ بھی سلطان احمد کو فتح ہوئی اور ایک جنگ نہایت صعوبت کے ساتھہ کی اور چار ہزار نوسو مالویوں کو مار ڈالا سلطان ہوشنگ پھر حصار سارنگ پور میں آیا۔ اور سلطان احمد آباد میں آیا لشکر گجرات نے اس سفر میں محنت بہت اٹھائی تھی چند سال استراحت میں مشغول ہوئی۔

۸۲۹ھ میں احمد شاہ ایدر کی طرف گیا اور ایدر کے پاس دریا سابرمتی کے کنارہ پر ایک شہر آباد کیا اور اسکا نام احمد نگر رکھا۔ اور اوسکے پہلو میں قلعہ تعمیر کیا۔ اور اس حدود کی تہایت ولایت سے افواج یہاں بھیجی تاکہ تر و خشک میں آگ لگا کر جلائیں اور جو کوئی ہاتھہ لگے اُسے ماریں۔ احمد نگر سے وہ ملک ایدر میں آیا اور ایک دن میں اس ملک کے تین قلعے فتح کیئے پونجا راے بھاگ کر کوہ بیجانگر دبیل نگر میں آیا۔ سلطان آباد میں چلا گیا۔ سنہ ۸۳۱ھ میں سلطان نے شہر و قلعہ کو تمام کیا اور ولایت ایدر کی طرف چلا۔ پونجا راے نے باپ دادا کے اندوختہ کو صرف کر کے سوار پیادے جمع کیئے۔ بقدر امکان ہاتھہ پاوں مارے۔ اور بیکار کی مانند اپنی ولایت کے گرد حرکت مذبوحی کی۔ مگر ناچار اپنی مملکت موروثی سے باہر جانا پڑا۔ ۸۳۱ھ کو دامن کوہ ایدر میں ایک جماعت علف لینے گئی تھی۔ پونجا نے فرصت پاکر اوس پر حملہ کیا۔ اور بعد جنگ کے شکست پائی اور مراجعت کی لیکن گجراتیوں کا نامی ہاتھی پکڑ کر وہ لیئے جاتا تہا کہ گجراتیوں نے اس ہاتھی کے لیئے تعاقب کیا۔ اور تنگی کوہ میں اس پاس پہنچے وہاں ایک ہی راہ تھی۔ پونجا لڑنے کو کھڑا ہوا۔ اور گجراتیوں کو مار لیا لیکن فیلبان بڑا جوانمرد تھا جب اوسنے دیکھا کہ عقب سے کمک پہونچی تو اوسنے نمک حلالی یہ کی کہ ہاتھی کو پونجا پر دوڑایا اوسکا گھوڑا بھاگ کر نیچے گرا۔ پونجا اپنے گھوڑے کے ساتھہ ہلاک ہوا۔ فیلبان فیل کو گجراتیوں کے لشکر میں لایا۔ اور ایدر کے آدمی شکست کھا کر پراگندہ حال ہو گئے

اور اپنی جگہ پر چلے گئے۔ پوبجا مردہ کی خبر نہ ملی۔ ایک شخص اُسکا سر کاٹ کے احمد شاہ پاس لایا۔ ایک شخص نے اس سر کو سلام کیا اور جب اوسسے پوچھا کہ سلام کیوں کیا تو اوسنے کہا کہ میں نے اسکا نمک کھایا تھا پھر اوسنے اس سر کو سجدہ کیا اور بتلایا کہ پوبجا کا سر یہ ہے۔ سلطان نے اُسکی وفاداری پسند کی اسکا درجہ بڑھایا۔ دوسرے دن سلطان ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور سپاہ بھیجکر اس ملک و بیجاپور (ابیل پور) کے ویران کرنے کا حکم دیا۔ اس عرصہ میں بیرا وسپر پوبجا باپ کا قایم مقام ہوا تھا اوسنے عہد کیا کہ ہر سال تین لاکھ ٹنکہ نقرہ خزانہ میں داخل کرونگا اب آیندہ دو سال میں سلطان کو فرصت ملی اور اس میں ملک کے انتظام کے سوا کوئی اور کام نہیں کیا۔ اپنے سپہ سالاروں اور وزیروں کی صلاح سے سپاہ کا یہ بندوبست کیا ہر سپاہی کو آدھی تنخواہ تو نقد ملا کرے اور آدھی تنخواہ کے عوض میں اوسکو زمین جاگیر میں دیجائے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ اگر کل تنخواہ میں زر نقد دیا جائیگا تو وہ سپاہی کے خرچ کو کافی نہیں ہوگا اور سپاہی پاس جب تک سامان نہیں ہوتا وہ ملک کے انتظام میں دلچسپ نہیں ہوتا۔ اگر آدھی تنخواہ میں اوسکو زمین کی معافی ملے گی تو اوسکو لکڑی گھاس مفت ملینگی اور وہ زراعت اور تجارت کو بڑھائیگا اور ضلع کے انتظام اور محافظت سے سروکار رکھیگا۔ اور دوسرا نصف حصہ نقد بے تکلف ہاتھ آئیگا سپاہی اپنی آیندہ ضرورتوں کے لئے اور حال کی حاجتوں کے واسطے قرضدار نہیں ہوگا اور آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے میں تامل کریگا۔ اور خزانہ سے وہ اپنی تنخواہ جب تک نہیں لے سکے گا کہ سپاہی کے لئے جتنی چیزیں ضروری ہیں اُنکا سرانجام نہیں کریگا اسطرح وہ قرض اور اوسکے سود سے زیر بار نہیں ہوگا۔ اور سارا گھر بار اس سے غرضمند ہوگا کہ وہ زمین کی آمدنی کو اپنے کاروبار میں لگائے +

یہ ایک اور قاعدہ اُسنے مقرر کیا کہ غلاموں میں صاحب اختیار و اقتدار ملازم ہوا کریں اور انہیں سے ہر ایک کے ساتھ ایک نجیب الطرفین محاسب ہا کرے۔ اسلئے کہ اگر دونو نجیب الطرفین ہونگے تو آپس میں رشتہ کرکے یا دوست ہوکر بادشاہ کی بدخواہی اور بداندیشی میں شریک ہو جاینگے اور اگر دونو غلام ہونگے تو اونسے بھی یہی اندیشہ ہے۔ اضلاع میں اکثر اس قاعدہ

موافق مقرر ہوتے اور سلطان مظفر شاہ ابن سلطان محمد بیگڑہ تک بہی قاعدہ جاری رہا۔ مگر جب سلطان بہادر شاہ کے عہد میں سپاہ بہت زیادہ ہوگئی اور وزرا نے زمین کی آمدنی کو بڑھانا چاہا تو نتیجہ اسمیں ٹھیکہ اور مستاجری کا قاعدہ جاری کیا جس سے زمین کے بہت سے حصوں میں ایک روپیہ کی جگہ سات آٹھ بلکہ دس روپئے حاصل ہوتے ہیں + اور جہاں کچھہ بھی افزایش نہ ہوئی وہاں بہی دو چند آمدنی ہو گئی۔ تو بہت سی تغیرات ہوئے اور قوانین کی پابندی کا لحاظ کرنے والے برخاست ہوگئے۔ اور گجرات میں بغاوت و بدانتظامی پہیل گئی جسکا بیان اپنی جگہہ پر کیا جائے گا +

سلطان احمد نے احمد نگر میں صفدر الملک کو حاکم مقرر کیا اور خود ولایت گلوار کو تاراج کر کے احمد آباد میں آیا۔ اہل شہر کو انعام اکرام سے بہرہ مند کیا۔ بعد چند روز کے ملک مقرب نے بندگان خاص کی ایک جماعت کی تنخواہ کی برات ہررائے پر لکھی جب یہ گروہ ایدر میں آیا تو ہررائے نے ادائے زر میں تعلل کیا اور حیلے حوالے بتلائے۔ اتفاقاً یہ خبر آئی کہ سلطان شہر سے باہر نکلا اور اس پاس لشکر بہت ہے اوسنے اس وہم و ہراس سے فرار کیا اور ایک گوشہ میں چلا گیا جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو ۲۳ صفر ۸۳۲ھ ۱۴۲۸ء میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا ہشتم صفر کو قلعہ ایدر میں آیا اور ایک مسجد جامع بنائی اور بہت فوج یہاں چہوڑ کر احمد نگر کو گیا ۸۳۳ھ ۱۴۲۹ء میں راجہ کانہا جہالاوار نے جب جانا کہ سلطان احمد نے ایدر کا کام تمام کیا اور اب وہ اور زمینداروں سے اونچے گا اسنے اپنی صلاح جلاء وطنی میں جانی جب احمد آباد میں یہ خبر پہونچی تو ایک فوج اوسکے تعاقب میں روانہ ہوئی۔ راجہ کانہا افتاں خیزاں ولایت آسیر و برہان پور میں پہنچا اور دو فیل یہاں کے فرماں روا نصیر خاں کی پیشکش میں دیے۔ بادشاہان دکن کے قرابتی ہونے کے استظہار پر سلطان گجرات کی تربیت کے حقوق کو عقوق سے مبدل کیا اور اوسکو اپنی ولایت میں رکھا چند روز بعد نصیر خاں کا سفارش نامہ لیکر سلطان احمد شاہ بہمنی پاس گیا اور اعانت کی التماس کی۔ اوسنے سپاہ اوسکے ساتہہ کی جسنے نذربار و سلطانپور کے مواضع تاخت و تاراج کیے اس مہم کی تدارک کے لئے سلطان احمد شاہ نے مقرب الملک کو لشکر کا سردار بنایا اور اوسکو اپنے بیٹے

بیٹے محمد خاں کے ساتھ کیا۔ اور بڑے بڑے سردار سید ابوالخیر و سید قاسم و سید عالم افتخار الملک کو ندربار بھیجا اونہوں نے لڑکر لشکر دکن پر فتح پائی۔ دکنیوں کی ایک جماعت کثیر قلیل و اسیر ہو کر بقیۃ السیف دولت آباد کو بھاگ گئی جب سلطان احمد بہمنی کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاء الدین اور میانی فرزند خان جہاں کو شہزادہ گجراتی سے لڑنے بھیجا۔ اور نذر خاں دکنی کو کہ دکن کے معتبر امرا میں تھا سپہ سالار کیا اور اہتمام سپاہ کا سرانجام اوسکو مفوض کیا شاہزادہ علاء الدین قلعہ دولت آباد کے باہر آیا اسی منزل میں نصیر خاں جو شاہزادہ علاء الدین کا پدر زن تھا راجہ کانہا در راجہ جہالاوارہ کے ساتھ آکر دکنیوں کے لشکر سے مل گیا۔ ابانک پنچ گہاٹی پر شہزادہ محمد خاں سے اونکی لڑائی شروع ہوئی اور اثناء کارزار میں بحسب اتفاق ملک مقرب قدر خاں دونو سپہ سالاروں کی لڑائی میں مٹ بھیڑ ہوئی۔ قدر خاں گھوڑے سے گرا اور اوسکے محاذی ملک افتخار الملک نے حملہ کرکے شہزادہ کے افواج خاصہ کو شکست دے کر بڑے بڑے ہاتھیوں کو لوٹ لیا شاہزادہ دکن سامنے نہ ٹھیر سکا دولت آباد کو بھاگ گیا نصیر خاں و کانہا دونو ولایت خاندیس میں کلند میں چلے گئے اور محمد خاں خدا کا شکر کرتا ہوا اپنی ولایت میں چلا آیا +

اسی سال میں گجراتیوں کی جانب سے قطب جزیرہ مہائم کا حاکم تہا وہ فوت ہوا احمد شاہ دکنی اپنی شکست سابق کی تلافی کی فکر میں رہتا تہا۔ اوسنے یہ فرصت کا وقت دیکھ کر حسن المخاطب ملک التجار کو بھیجا۔ اور اوسکی سعی سے اس ولایت کو دکنیوں نے لے لیا سلطان احمد شاہ گجراتی اوسکی استخلاصی کے درپے ہوا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے ظفر خاں کو اس خدمت پر مامور کیا اور افتخار الملک کو اتابک اسکا مقرر کیا بندر دیو کے کوتوال مخلص الملک کو لکہا کہ بندروں کے جہازوں کو مستعد کرے اور ظفر خاں کی ملازمت میں رہے۔ مخلص الملک نے جہازوں کا بیڑا بندر دیو اور بندر گھوگہ خطہ کھنبائت کے چھوٹے بڑے جہازوں سے مرتب کیا اور ولایت مہائم کے قریب ظفر خاں سے ملا۔ امرا کے ستصواب سے یہ امر قرار پایا کہ جہازات تو خطہ تھانہ کو جہاں دکنیوں کا تھانہ جم گیا تہا راہی ہوں اور مخلص الملک حضور میں رہے جب وہ خطہ تھانہ کے قریب پہنچے تو

تو شاہزادہ نے افتخار الملک سرلشکر کو ملک سہراب سلطانی کے ساتھ اپنے سے پہلے روانہ کیا کوتوال
اس بلدہ میں متحصن ہوا۔ امراء مذکور نے محاصرہ کیا۔ اوسی وقت جہاز جو مردم جنگی سے بھرے تھے
دریا پار سے پہنچے اور اونہوں نے رستہ بند کیا۔ ظفر خان جب اوسکی تسخیر کا عازم ہوا تو حاکم تھانہ
قلعہ سے نکلا اور مردانہ وار فرار کیا شہزادہ یہاں کے تھانہ میں سپاہ مقرر کرکے مہائم لینے کا
عازم ہوا۔ ملک التجار نے بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر ساحل مہائم کو خار بست کیا تھا۔
جب افواج گجرات پہنچی تو وہ خار بست سے نکلا او صفوف جنگ کو آراستہ کیا صبح سے
شام تک خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ بڑے بڑے بہادروں کے خون سے زمین رنگین ہوگئی
ظفر خاں کو ظفر ہوئی۔ ملک التجار شکست پا کر اس نواح میں کسی جزیرہ میں چلا گیا اور اوسکو
استحکام دیا۔ دریا میں جہاز کھڑے تھے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیر رکھا تھا۔ ملک التجار نے
سلطان احمد شاہ بہمنی کو عریضہ امداد کے لئے بھیجا۔ سلطان احمد نے دس ہزار سوار اور ساٹھ
ہاتھی اپنے چھوٹے بیٹے محمد خاں کے ساتھ بھیجے اور خواجہ جہاں وزیر کو اس لشکر میں صاحب
اختیار کیا جب لشکر دکن مہائم کے نزدیک آیا تو ملک التجار محاصرہ کی ضیق سے باہر آن کر
شاہزادہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ بعد گفت و شنید و رد و بدل سب کی رائے یہ قرار پائی
کہ اول تھانہ کے استخلاص میں کوشش کرنی چاہئے۔ وہ تھانہ کی طرف متوجہ ہوئے
ظفر خاں بھی مستعد ہوکر وہاں کی سپاہ کی کمک کو گیا۔ تھانہ میں فریقین ملاقی ہوگئے۔ پہلے دن
شام تک وہ لڑتے رہے آخر لشکر دکن کو شکست ہوئی۔ ملک التجار قصبہ چاکنہ میں اور شہزادہ
دولت آباد میں گیا ظفر خاں فتح حاصل کرکے جزیرہ مہائم میں آیا جہازوں کو بھیجکر ملک التجار کے
بعض عمال کو جو دریا کی راہ سے بھاگے تھے گرفتار کرایا طرح طرح کے قمشہ و زر سرخ اور بہت سی
غنائم چند کشتیوں میں بار کرکے باپ کی خدمت میں بھیجی اور تمام ولایت مہائم و تھانہ کو تصرف
میں لاکر اپنے امرا اور سرداران سپاہ میں تقسیم کیا (بمبئی جسکو اب کہتے ہیں وہ اس زمانہ میں ایک
جزیرہ تھا اور اوسکے دو حصے تھے۔ اسکے ایک کونے میں شمال مشرق میں ایک گاؤں مہائم
تھا اوسکے نام پر ایک حصہ مہائم کہلاتا تھا اور دوسرے حصہ کا نام ممبئی ممبئی دیوی کے نام پر تھا

دیو کی ممبئی کو فرنگیوں نے بگاڑ کر بمبئی بنالیا)

۸۳۵ھ ۱۴۳۱ء میں احمد شاہ نے گجرات کی حفاظت شہزادہ محمد خان کے حوالہ کی اور خود چنپانیر گیا۔
احمد شاہ بہمنی بھی انتقام کے لینے کے لئے لشکر کا سامان تیار کر کے بگلانہ کی طرف جو سورت سے
نزدیک ہی آیا۔ یہاں کا راجہ گجرات کا مالگذار تھا وہ متحصن ہوا۔ شاہ بہمنی نے اس ولایت کو بالتمام
تاراج کیا۔ جب احمد شاہ کو اس حملہ کی خبر ہوئی تو وہ چنپانیر سے ندربار میں آیا۔ اور رشتہ
میں نادوت کو غارت کیا۔ احمد شاہ بہمنی تنبول کے قلعہ کے نیچے بیٹھا تھا کہ اوسنے احمد شاہ
گجراتی کے آنے کی خبر سنکر اپنے دارالملک کی راہ لی اور اپنی سرحد پر ایک جماعت سپاہ
چھوڑی احمد آباد کی طرف سلطان گجرات پہرا اور متواتر کوچ کر کے ایک تپتی سے گذرا
تھا کہ پہر اوسکو یہ خبر آئی کہ سلطان احمد بہمنی نے پہر کر قلعہ تنبول کا محاصرہ کیا ہے ملک سعادت
سلطانی حاکم قلعہ جان سپاری میں کوئی تقصیر نہیں کرتا۔ سلطان نے اسمعیل فتحی کو سلطان
دکن پاس بطور رسالت کے بھیجا کہ اگر اس قلعہ کو آپ چھوڑیں اور وہاں کے رہنے والوں کے
متعرض نہ ہوں تو قواعد دوستی میں خلل کو راہ نہ ہوگی اور بنائے سودت استحکام پائے گی
سلطان دکنی نے اپنے امراو وزرا سے مشورہ کیا تو اس سبب سے کہ مردم دکن کا آئین سرکشی
ہے سب نے یک زبان و یکدل ہو کر کہا کہ قلعہ میں آب و غلہ کم ہے کومک پہنچنے تک اوسکو تسخیر
کر لینا چاہئے۔ ایلچی نے جب احمد شاہ کو دکنیوں کے اس ارادہ پر مطلع کیا تو وہ فوراً ایک تاپتی
سے گذرا جب سلطان دکن کو یہ حال معلوم ہوا تو اوسنے پائکوں کو خلعت و انعام دیکر اسپر سرگرم
کیا کہ کمک آنے سے پہلے قلعہ کو وہ لے لیں تو میں اونکو انعام اتنا دونگا کہ وہ غنی ہو جائینگے
کچھ رات گذری تھی کہ پائکوں نے دامن قلعہ میں اپنے تئیں پہنچایا اور آہستہ آہستہ پتھروں کی
پناہ میں دیوار قلعہ کے پاس آنکر قلعہ کے اندر گئے وہ چاہتے تھے کہ دروازہ کو کھول کر دکنیوں کے
قلعہ کے اندر بلائیں کہ ملک سعادت سلطانی نے حاضر ہو کر اس جماعت کو قتل کیا اور
بقیۃ السیف نے اپنے تئیں قلعہ سے گرا کر ہلاک کیا۔ اور ملک سعادت سلطانی نے اسی پر اکتفا
نہیں کی بلکہ دروازہ کے سامنے کے مورچل پر شب خون مارا اکثر سوتے آدمیوں کو مجروح

و پریشان کیا۔ اب سلطان گجرات بہت قریب آگیا تھا۔ سلطان دکن قلعہ کو چھوڑکر اُسسے لڑنے گیا
اور اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ چند مرتبہ گجرات کا لشکر دکن کے لشکر پر غالب ہو چکا ہے اور بھاگنے
پر متصرف ہوا اگر اس مرتبہ سُستی ہوگی تو ملک دکن ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ اونے صف بندی
کی اور معرکہ قتال آراستہ کیا۔ سلطان گجرات بھی فوجوں کو آراستہ کرکے مقابل ہوا حرب
صعب ہوئی۔ اژدر خاں کہ دکن کے امراء معتبر میں سے تھا میدان میں آیا اور اونے مبارزت
چاہی عضد الملک اُسکے مقابلہ میں آیا دونو سردار دو بدو لڑے اژدر مغلوب ہوکر گرفتار ہوا۔ پھر دونوں
لشکروں نے خوب داد مردانگی دی شام ہوگئی۔ بازگشت کا نقارہ بجا۔ ہر ایک لشکر اپنے مقام میں
سلطان احمد شاہ قلعہ تھنبول میں آیا۔ ملک سعادت پر نوازش کی۔ یہاں سپاہ کو کمک کے لئے چھوڑکر
وہ خود نال نیہر کو راہی ہوا اور قلعہ باگرنا دوت کو تاخت و تاراج کیا اور یہاں عین الملک کو
نگاہداشت کے لئے مقرر کیا خود احمد آباد میں آیا اور چند روز بعد راے مہائم کی دختر اپنے
بیٹے فتح خاں کا بیاہ دھوم دھام سے کیا۔

سراج التواریخ بہمنی ملا اس محاصرہ کے قصہ کو اور طور پر لکھا ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے
کہ جب محاصرہ پر دو سال کی مدت گذر گئی تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے بطریق رفق و مدارا
سلطان احمد دکنی سے استدعا کی کہ قلعہ اوسکو عنایت کرے مگر سلطان احمد بہمنی نے کہا
نہیں قبول کیا تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے اپنی ولایت کی سرحد سے کوچ کرکے ولایت دکن
میں آنکر بہت تاخت و تاراج شروع کی تو پھر سلطان احمد بہمنی کو محاصرہ کی فرصت نہ نصیب
ہوئی۔ مولف تاریخ بہمنی نے اس قصہ کو تصریح کے ساتھ نہیں لکھا وہ ایسا صحیح نہیں معلوم ہوتا
جیسا تواریخ گجرات کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے +

جب سنہ ۸۳۹ھ ۱۴۳۵ء میں سلطان احمد میواڑ اور ناگور کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا تاخت و
تاراج کرتا ہوا اور بتکدوں کو خاک میں ملاتا ہوا وہ چند روز میں ڈنگرپور آیا۔ یہاں کا راجہ اسکا مطیع ہوا
اور پیشکش لایق دی۔ سلطان احمد شاہ نے ولایت کیلواڑہ (دلواڑہ گہلوتوں کا ملک) کہ بہت اونچا
خوب لوٹا اور بتکدوں اور بتوں کو ویران کیا اور بعض مفسدوں کو ہاتھیوں کے پیروں تلے

مسلوایا اور بار ابھیلواڑہ (بھیلوں کے ملک) کو برباد کیا۔ یہاں تحصیل خراج کے لیئے ملک میر سلطانی کو مقرر کیا۔ یہ دونو ملک اسے جنوڑ سے متعلق تھے۔ پھر وہ ولایت راٹھور کی طرف متوجہ ہوا۔ راٹھوروں میں جو کلاں تر تھے اونھوں نے اطاعت کی اور پیشکش دیکر دولتخواہی اختیار کی۔ فیروز خاں بن شمس خان دندانی نے کہ سلطان مظفر کا برادرزادہ تھا اور ناگور کی حکومت رکھتا تھا کئی لاکھ تنکہ پیشکش میں سلطان کو پیش کیئے۔ مگر سلطان نے اس پیشکش کو بخشدیا اور وہاں ہواس میں ایک جماعت سپاہ کو بطریق تھانہ داری مقرر کرکے احمد آباد کو مراجعت کی۔ ۸۳۹ھ میں بلاد مالوہ سے خبر آئی کہ محمود خان خلجی بن ملک مغیث وزیر سلطان ہوشنگ نے غزنین خان شاہ مالوہ کو جو اپنے باپ ہوشنگ کے مرنیکے بعد جانشین ہوا تھا زہر دیکر مار ڈالا اور خود بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان محمود اپنا نام رکھا انہیں دنوں میں ہوشنگ کا پوتا مسعود مالوہ سے بھاگ کر سلطان پاس پناہ لایا ۸۴۰ھ میں سلطان احمد مالوہ کے تخت منڈو پر مسعود کے بٹھانے کے لیئے مالوہ روانہ ہوا نیسودہ میں پہنچکر اوسنے ایک سپاہ خان جہاں کی طرف روانہ کی خان جہان کا نام ملک مغیث خلجی تھا اور وہ محمود خلجی غاصب سلطنت کا باپ تھا وہ چندیری سے منڈو کو چلا گیا تھا۔ خان جہان اُسنے آگاہ ہوکر ایلغار کرکے اپنے بیٹے محمود خاں پاس پہنچ گیا سلطان احمد شاہ نے چلکر منڈو کا محاصرہ کیا ہر روز اندر کی جماعت باہر آنکر لڑتی تھی اور پھر قلعہ میں چلی جاتی تھی سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ قلعہ کے آدمیوں نے احمد شاہ کو اسکی خبر کردی سلطان محمود کو اس کی خبر نہ ہوئی جیوقت حصار سے نکلا تو گجراتی جنگ کے لیئے مستعد تھے۔ دونو فریقوں میں جنگ عظیم واقع ہوئی۔ بہت آدمی مارے گئے سلطان محمود نے صبح کے قریب قلعہ میں مراجعت کی۔ سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خاں کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ سارنگپور بھیجا وہ اس ولایت پر متصرف ہوا۔ اسی اثنا میں عمر خاں ولد سلطان ہوشنگ نے چندیری میں جمعیت عظیم بہم پہنچائی۔ باوجود اس حال کے سلطان محمود غایت تہور وکاردانی سے مضطرب ہوا اور قلعہ کی اس طرح کی حفاظت کی کہ کسیکو اسباب معیشت کی

تنگی نہ ہوئی اور لشکر گجرات میں ایسا قحط ہوا کہ حیوان ناطق و صامت کو آزار پہنچا جب محمود خاں نے
دیکھا کہ حصاری ہونے سے کام نہیں نکلتا تو اوسنے اپنے باپ خان جہاں کو قلعہ میں چھوڑا
اور خود تاراپور کے دروازہ سے نکل کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا - ملک حاجی علی گجراتی
کہ محافظ راہ چنبل کا تہا وہ محمود خاں سے لڑا ہزیمت پا کر سلطان احمد پاس چلا گیا - اور
اوسکو مطلع کیا کہ سلطان محمود فلاں راہ سے نکل کر سارنگ پور جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بیٹے کو سارنگ پور سے طلب کیا وہ آن کر باپ سے ملا - آگے اسکا حال خلجیوں میں
بیان ہوگا سلطان محمود نے قوی ہو کر عمر خان کو مارا اور اپنے تئیں مندو کے تخت پر مستقل کیا

ایک وبائے عظیم جو ہندوستان میں کمتر ہوتی ہے گجراتیوں کے لشکر میں ایسی پہیلی کہ
تجہیز و تکفین کی فرصت نہیں ہوتی تہی سلطان احمد شاہ نے اوسکو سلطان محمود کی
قوت اقبال جانا بیمار ہو کر وہ احمد آباد کو چلا - ۴ ربیع الاول ۸۴۶ھ ۱۴۴۲ع کو اعوذ احمد کے
موافق جہاں سے آیا تہا وہاں گیا - دار السلطنت دہلی میں ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۷۹۳ھ کو پیدا ہوا
اور ۲۰ برس کی عمر میں تخت شاہی پر بیٹھا - ۳۲ سال ۶ ماہ ۲۰ روز سلطنت کی اور
۵۲ برس کی عمر میں مر گیا احمد آباد کے عین وسط میں مدفون ہوا عمر بہر اوسکا کوئی فرض
قضا نہیں ہوا - وہ ایک نیک بادشاہ تہا اوسکی کمند دولت دشمنوں کی جان شکار
اور دست ہمت اوسکا مظلوموں کا چارہ ساز تہا خلق کے ساتہہ وہ اچہا سلوک کرتا تہا
مرنے کے بعد وہ خطوط و فرامین میں خدایگان مغفور لکہا جاتا تہا -

اوسکی یہ حکایت مشہور ہے کہ اوسکے داماد نے جوانی کی مستی اور غرور میں ناحق ایک
آدمی کا خون کیا - اوسنے اوسکو قید کر کے قاضی کے پاس بہیجا - قاضی نے مقتول کے وارث
کو راضی کر کے ۲۲ اشرفیوں کا خوں بہا تجویز کیا اور سلطان پاس وارث کو بہیجا سلطان نے
کہا کہ گو مقتول کا وارث راضی ہو گیا ہو لیکن اسطرح کے فیصلوں سے بد شعار دولت مند و نکو حوصلہ
ہوگا کہ وہ لوگوں کو قتل کیا کرینگے اسلئے اس مقدمہ میں خوں بہا کے بدلہ میں قصاص کرنا
چاہیئے - داماد کو دار پر چڑہایا - ایک دن رات تک اوسکی لاش کو لٹکایا - پہر کوئی اس طرح کا قتل

نہیں ہوا ۔ ایک اور حکایت ہی کہ وہ دریا کی سیر کو دیکھہ رہا تہا کہ پانی میں اوسکو ایک سیاہ چیز
دکہائی دی اوسکو نکلوا کر دیکہا تو ایک مٹکے میں ایک آدمی کی لاش تہی سارے شہر کے کمہاروں کو
بلا کر پوچہا کہ یہ مٹکا کسکا بنایا ہوا ہے ۔ ایک کمہار نے کہا کہ میرے ہاتہہ کا بنایا ہوا ہے اور
احمد آباد کے پاس رہنے ایک مقدم کے ہاتہہ بیچا تہا غرض تحقیقات کیے سب معلوم ہوا کہ اس مقدم نے
ایک تاجر کو مار کر مٹکے میں بند کرکے دریا میں بہا دیا تہا ۔ اوسکو دار پر چڑہوا دیا ۔ اوسکے کل عہد
سلطنت میں صرف یہی دو قتل ہوئے تہے +

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی

سلطان احمد شاہ کے بعد اسکا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا امیروں کو انعام دیکر اور احسان فرما
کرکے مطیع کیا اول سال جلوس میں ایدر پر لشکر کشی کی اس ملک کے رائے ہر رائے پسر پونجا
نے پیشکش میں اپنی لڑکی دی وہ کمال حسین تہی سلطان محمد شاہ اس حسن صوری کا معتقد ہوا
اس نے اسے نکاح کیا ۔ اوسکی استدعا سے ملک ایدر اوسکے پدر کو دیدیا ۔ اور پہر وہ ڈونگرپور گیا ۔ یہاں
راجہ نے پیشکش دیکر اور اطاعت مانکر اپنے ملک کی حفاظت کی محمد شاہ نے احمد آباد کو سعادت کی
سنہ ۸۴۵ھ میں قلعہ چنپانیر کی طرف سوار ہوا اور یہاں کا راجہ گنگاداس بعد جنگ و شکست کے حصاری ہوا
اور جب محاصرہ کو بہت امتداد ہوا تو اوس نے سلطان محمود خلجی پاس آدمی بہیجکر کمک اس شرط سے
طلب کی کہ ہر منزل پر ایک لاکہہ ٹنکہ دونگا اوس نے اسکی درخواست طمع مال میں آنکر قبول
کرلی وہ یہ چاہتا تہا کہ گجراتیوں سے جیسا حال مالوے کا کیا ہے ویسا ہی گجراتیوں کا حال کرے اور
اواخر سال میں چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا ۔ سلطان محمد شاہ کے لشکر کے اکثر بارکش جانور سفر کی
محنت سے مرگئے تہے اوسکے سوا وہ بیدل بہی ہو رہا تہا سلطان محمود کے لشکر کے نزدیک آنے کی
خبر سنکر اپنے زاید خیموں اور اسباب کو جلایا اور پیچہے ہٹا امرا نے ہر چند اوسکو دشمن سے لڑنیکی
تحریض و ترغیب دی اصلا اوس نے قبول نہ کی اور احمد آباد کی طرف بتعجیل روانہ ہوا ۔ جب دوبارہ
سلطان مالوہ ایک لاکہہ سوار کے ساتہہ منڈو سے گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے چلا تو امراء
گجرات نے باہم اتفاق کرکے کہا کہ سلطان محمود روز بروز مملکت کو زحمتیں پہنچاتا ہے مناسب ہے

سپاہ کا سامان تیار کرکے اُسنے لڑین اور اوسکے شر کو دفع کریں سلطان محمود اس بات کو کسی طرح سے قبول نہیں کرتا تھا وہ دیو کی طرف بھاگنا چاہتا تھا امرا و وزرا مضطرب ہوکر اوسکی بیوی پاس گئے اور اوسنے کہا کہ تو شوہر چاہتی ہے یا تیرا میل اس طرف ہے کہ اس خانوادہ میں بادشاہی نہ رہے۔ اس عورت نے کہا کہ اس کہنے سے تمہارا مطلب کیا ہے سب نے کہا کہ تیرا شوہر سلطان محمود کے ساتھ جنگ نہیں قبول کرتا اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہے۔ اب تو راضی ہوجا کہ ہم جسطرح چاہیں اسکو ٹھکانے لگائیں اور تیرے بڑے بیٹے قطب الدین کو کہ بیس سال کا نوجوان ہے بادشاہ بنائیں اس ضرورت کے سبب اس بڑھیا نے قبول کیا اور کھانے میں زہر ملا کر ۷ محرم ۸۵۵ھ کو دنیا سے رخصت کیا۔ اوسکی مدت سلطنت ۸ سال ۹ ماہ ۱۴ روز بتلاتے ہیں مرنے کے بعد اسکا لقب خدایگان کریم ہوا +

ذکر سلطنت سلطان قطب الدین بن محمد شاہ

قطب الدین ۸ جمادی اول ۸۳۵ھ کو پیدا ہوا تھا بیس برس کی عمر میں پدر کے بعد بے فاصلہ احمد آباد کے تخت پر جلوس کیا سلطان قطب الدین احمد شاہ خطاب پایا۔ نام اوسکا احمد ہے مگر بہت کم مشہور ہے سلطان محمد خلجی چنپانیر کی کمک کو آیا تھا۔ ابھی وہ سرحد گجرات میں تھا کہ قابو پاکر ولایت گجرات میں آگیا اسکا ہاتھی موضع برنامہ میں چھوٹ کر چلا گیا تھا تو گاؤں والوں نے اس ہاتھی اور فیلبان کو مار ڈالا سلطان محمود کو رعایا کی دلیری پر تعجب ہوا اور اوس نے برنامہ کو خاک میں ملادیا اور قلعہ سلطان پور کو قلعہ دار ملک علاء سہراب کو امان دیکے لے لیا۔ اور ملک کو اپنے لشکر کا مقدمہ بنایا۔ اور کوچ پر کوچ کرکے احمد آباد کو چلا سلطان قطب نے مالوہ بادشاہ کی عشمت و شوکت دیکھ کر ایک بقال سے جو شاہ مالوہ کی خدمت میں نہایت تقرب رکھتا تھا مشورہ لیا۔ بقال نے کہا کہ صلاح یہ ہے کہ سلطان خود ولایت ورتہ میں چلا جائے جب سلطان محمود بلاد گجرات میں تھانہ اور لشکر تعین کرے اور خود مندو میں چلا آئے تو سلطان آنکر تھانہ و لشکر کو اپنے ملک سے باآسانی اُٹھادے سلطان اس صلاح کو مانکر چاہتا تھا کہ عمل کرے کہ امرا و وزرا نے اوسکو ملامت کی کہ یہ تیری عقل ماری گئی ہے۔ اسکی رگ غیرت کو حرکت میں لاکر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے ارادہ کیا اور ایک لشکر کو آراستہ کرکے سلطان محمود سے لڑنے کے لئے پہنچا۔ خلا

علاءالدین سہراب فرصت پاکر اپنے لشکر سمیت مالویوں کے دائرہ سے باہر نکل کر قطب پاس آگیا۔ قطب نے ایک مجلس میں سات عربی گہوڑے اوسکو خلعت خاص اور علاءالملک کا خطاب دیا۔ سب چہوٹے بڑوں نے اوسکے آنے کا جشن کیا۔ دونو لشکروں میں تین کروہ (۶ میل) کا فاصلہ تہا سلطان محمود نے سلطان قطب الدین کو یہ بیت لکہہ کر بہیجی ؎

شنیدم گوی می بازی درون خانۂ چوگان + اگر داری سر دعوی بیا این گوی و این میدان

سلطان قطب الدین نے صدر جہاں سے اس شعر کے جواب میں یہ شعر لکہا یا ؎

اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوی بردارم + ولے ننگ است ازین کارم اسیر خود بر انجامم

اس بیت میں اشارہ یہ ہے۔ سلطان ہوشنگ کو مظفر شاہ نے قید کیا تہا اور سلطان احمد نے اسکو مالوہ میں بادشاہ بنایا تہا۔ الغرض سلخ صفر کو سلطان محمود خلجی شبخون مارنے کے قصد سے سوار ہوا۔ مگر راہ بہول گیا۔ دور کے ہتیوں میں جا پڑا جنکے گرد کانٹونکی دیوار تہی صبح تک مقصد پر نہ پہنچا۔ گہوڑے پر سوار رہا قطب الدین نے صورت حال معلوم کرکے اس روز صبح کو سپاہ کی صف بندی کرکے لڑائی شروع کی۔ گجراتیوں کا میسرہ شکست پاکر احمد آباد بہاگا اور میمنہ اونکا مالویوں کے میسرہ پر غالب آیا اور وہ شکست پاکر مالوہ کو بہاگا۔ دونو طرف کے بادشاہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔ مالویوں کا میمنہ اپنے گمان میں فتح سے خاطر جمع ہو کر گجراتیوں کے لشکر کی لوٹ میں مصروف ہوا۔ سلطان قطب الدین کا قول ہے قطب کی مانند قلبگاہ میں ثابت قدم تہا فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب پر حملہ آور ہوا اور اوسکو مستفرق کر دیا سلطان محمود شجاع تہا۔ وہ جبتک لڑتا رہا کہ نہ ایک آدمی اوس پاس تہا اور نہ اوسکے ترکش میں ایک تیر رہا۔ آخر ناچار ہوکر میدان جنگ سے باہر آیا ستر ہ آدمیوں کے ساتہہ سلطان قطب الدین کے لشکر میں جاکر سراپردہ خاص کے پاس پروانہ وار پہر کر دو تاج و کمر مرصع و بہت جواہر گرانمایہ لیکر اپنے لشکر میں آیا۔ پہر جو آدمی بہاگ گئے تہے اوس پاس جمع ہوئے اونسے مشہور کیا کہ آج رات کو میں پہر گجراتیوں پر شبخون مارونگا گجراتی یہ خبر سنکر گہوڑوں پر ہوشیار رہ کر لشکر کی محافظت کرتے رہے کہ سلطان محمود ایک پہر رات گئے خاطر جمع سوار ہوکر مالوہ کو روانہ ہوا اور اتنا دور چلا گیا کہ صبح کو گجراتیوں کے تعاقب کا خوف کچہہ نہ رہا

راہ میں کولیوں اور بھیلوں کے ہاتھ سے بہت آزار اوٹھایا قطب الدین نے اس فتح کو عطایائے الہی جانا وہ غنائم نفیسہ اور ہاتھیوں کو لیکر اپنے آبا و اجداد کے عیش آباد میں آیا اور بزم عشرت آراستہ کی اور سلطان پور کی طرف بہت لشکر بھیجا جسنے قلعہ کو مالویوں سے چھین لیا۔ پھر دونو خیرخواہوں کی سعی سے دونو بادشاہوں میں صلح ان شرائط پر ہوگئی کہ بلاد کفار سے طرفین جو حاصل کریں وہ او نکا ہی ہو اور اطراف و جوانب کے کی رایوں اور کافروں کی حمایت میں آپس میں لشکر کشی کریں اور رانا کہ بڑا کافر یا ہستا داد ہے اوسکے دفع کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھیں

سنہ ۸۶۱ھ میں خبر آئی کہ ناگور کا حاکم فیروز خاں وہ ذاتی فوت ہوا اور اوسکا بھائی مجاہد خان اپنی مردانگی سے اس ولایت پر متصرف ہوا اور چچا کے خوف سے شمس خاں پسر فیروز خاں بھاگ کر رانا کونبھا ولد رانا موکل سے ملتجی ہوا۔ رانا کونبھا نے یہ قرار دیا کہ مجاہد خاں کے تصرف سے ناگور نکال کر اس شرط اوسکے حوالہ کیا جائیگا کہ حصار ناگور کے تین کنگرے گرادے جائیں۔ اسے غرض اسکی یہ تھی کہ اسے پہلے فیروز خاں سے رانا موکل شکست پاکر نو ذلیل و خوار ہوکر بھاگا تھا اور اس معرکہ میں تین ہزار راجپوت مارے گئے تھے پس جب اسکا بیٹا اس حصار کے تین کنگرے ویران کریگا تو ساری خلق جانیگی کہ اگرچہ رانا موکل بھاگا تھا مگر اوسکے بیٹے نے اس حصار پر قبضہ پایا تھا۔ شمس خاں نے حالت اضطرار میں اس شرط کو قبول کر لیا رانا کونبھا سپاہ تیار کرکے ناگور پر متوجہ ہوا مجاہد خاں مقاومت کی طاقت نہیں رکھتا تھا سلطان محمود خلجی سے التجا کی شمس خان ناگور میں جاکر متصرف ہوا۔ رانا کونبھا نے پیغام بھیجا کہ ایفاء وعدہ ہو۔ شمس خان نے امرا اور سرخیلوں کو بلاکر اس بات کو بیان کیا۔ تو انمیں سے بعض نے کہا کہ کاشکے فیروز خاں کے لڑکی پیدا ہوتی کہ انکا حفظ ناموس کرتی دشمنوں کے ہاتھ سے قلعہ کے ویران کرنے کی اجازت نہ دیتی۔ اس بات نے شمس خاں پر بڑا اثر کیا اور اسی دن حصار کو مضبوط کیا اور رانا پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ جو لوازم امداد تھے وہ آپ بجا لائے لیکن اب حصار کا ویران کرنا ممکن نہیں اگر میں ایسا کروں تو اس ولایت اور قلعہ کے آدمی مجھکو جان سے مار ڈالنے کا قصد کرینگے۔ اب آپ ولایت کو تشریف لیجائیں

ورنہ سوار جنگ دوسرا اور مقصود نہیں ہے۔ رانا تاسف کرتا ہوا الٹا چلا گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کرکے پھر ناگور پر آیا۔ شمس خاں یہاں قلعہ کو سب طرح سے درست کرکے بہت جلد استمداد کے لئے احمد آباد گیا۔ سلطان قطب الدین نے اوس پر ایسی مہربانی کی کہ اوسکی بیٹی سے اپنا نکاح کیا۔ اور شمس خان کو اپنے پاس رکھا اور رائے رامچندر اور ملک گدی اور بعض امرا کو ناگور کی کمک کے لئے بھیجا۔ اونکو رانا نے لڑکر شکست دی۔ اور بہت گجراتی اور نامور آدمی مارے گئے۔ قطب الدین اس خبر کو سنکر بہت غصہ ہوا اور خود ولایت ناگور پر متوجہ ہوا۔ جب قلعہ آبو کی حوالی میں آیا۔ ایک فوج بسرکردگی عماد الملک کی اس ولایت کی تسخیر کے لئے بھیجی مگر اُس نے قلعہ پر بیہودہ طور سے لڑکر شکست کھائی۔ بہت آدمی مارے گئے۔ اور کچھ کام نہ بنا اور اوسنے مراجعت کی اسلئے سلطان خود رانا کے دفع کرنیکے لئے متوجہ ہوا اور سروہی میں آیا۔ یہاں راجپوتوں اور رانا کے نزدیک کی قرابتیوں سے جنگ عظیم ہوئی سلطان نے دلاوری سے مخالفوں کو منہزم کیا۔ اور وہاں کوہستان کونبل میر میں جو رانا کنبھا کا ملک تھا آیا۔ اکثر ولایت کو ویران کیا اور ہندوؤں کی عورات اور اطفال کو اسیر کیا اور قلعہ کونبلمیر میں جاکر محاصرہ کیا۔ اور کئی دفعہ رانا کے لشکر کو شکست دی اور مجمع کثیر کو قتل کیا۔ آخر کو رانا خود اُترکر لڑا اور شکست پاکر قلعہ میں گھسا اور طالب صلح ہوا۔ سلطان نے قلعہ کی محکمی کے سبب سے صلح کو منظور کرلیا۔ اور پیشکش لیکر گجرات میں آیا کہ تاج خان کہ سلطان محمود خاں کا وزیر کل تھا۔ گجرات میں آیا اور سلطان محمود کی طرف سے اوسنے کہا کہ گذشتہ حال میں صلح وعہد کو تازہ کرنا چاہئے کہ ہم اور آپ متفق ہوکر رانا کا جھگڑا اس طریق سے تمام کریں کہ رانا کی ولایت جو گجرات کے متصل ہے اوسکو لشکر قطب شاہ تاراج کرے اور بلاد میوار و اہیر دار کو لشکر منڈو تاخت کرے۔ عند الاحتیاج ایک دوسرے کی معاونت کریں چنپانیر میں علماء عصر نے آنکر اس عہد وپیمان کو موکد اپنی توقیع سے کیا۔

سنہ ۸۶۱ھ میں ولایت رانا پر سلطان قطب الدین بہت لشکر لیکر متوجہ ہوا اور اثناء راہ میں قلعہ آبو کو لیکر ایک اپنی امیر کو سپرد کیا۔ انہی اوقات میں سلطان محمود خلجی بھی اس ولایت کی اور اطراف میں آیا۔ رانا اول چاہتا تھا کہ مالوہ سے لڑے مگر گجراتی سروہی سے گذر کر کنبلمیر میں آگئے

بالضرورت مالویوں نے جنگ کو دوسرے وقت پر موقوف رکھ کر گجراتیوں سے اول لڑتا رہا اور ایسی شکست فاش پائی اور کسی جائے قلب میں کہ چتوڑ کے سر راہ تھی توقف کیا سلطان قطب الدین نے یہاں تک لڑائی شروع کی۔ رات ہو گئی طرفین نے اپنی جا و مقام میں جا کر آرام کیا۔ دوسرے روز علی الصباح معرکہ جنگ آراستہ ہوا سلطان قطب الدین نے خود اہتمام کیا اور غالب ہوا اور رانا کوہ میں جا کر چھپا اور ایلچیوں کو شفاعت کے لئے بھیجا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی اور نفائس بھیجکر عہد کیا کہ پھر ولایت ناگور کو مضرت نہ پہنچاؤنگا سلطان احمد آباد میں چلا آیا سلطان محمود کے رانا سے جو معاملات ہوئے وہ تاریخ مالوہ میں بیان ہونگے +

ابھی تین مہینے نہیں گذرے تھے کہ سنہ ۸۶۱ھ میں رانا نے نقض عہد کیا اور پچاس ہزار سوار لیکر ناگور کے قلعہ کی طرف گیا۔ وہاں کے حاکم نے عریضہ جسمیں یہاں کے حالات لکھے تھے بھیجا۔ قاصد عریضہ اس رات کو عماد الملک پاس لایا کہ سلطان شراب کی صحبت میں مشغول تھا۔ وزیر سلطان پاس گیا تو اوس کو مست و لا یعقل پایا اوسکے ہشیار ہونیکا انتظار نہ کیا اوسکو محفہ میں سوار کر کے شہر سے باہر لایا اور دوسرے دن ایک منزل چلکر ایک مہینہ لشکر کے جمع ہونے کے لئے توقف کیا جاسوسوں نے سلطان کے سفر کی خبر رانا کو پہنچائی تو وہ متنبہ ہو کر ولایت ناگور سے اپنی ولایت میں چلا گیا۔ سلطان قطب الدین یہ خبر سنکر اپنے شہر میں آیا عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

اسی سال کے آخر میں سلطان سروہی میں گیا۔ یہاں کا راجہ رانا کنبھا کا بڑا قریب کا رشتہ مند تھا وہ بھاگ کر کوہستان کنبل میر میں چلا گیا لشکر احمد آباد نے تاخت و تاراج کی انہی دنوں میں سلطان محمود نے قلعہ چیتوڑ پر تاخت کی تھی جب سلطان قطب الدین آنا کا جا سنا بھاگتا پھرتا تھا۔ یہانتک کہ قلعہ کنبل میر میں آیا۔ بادشاہ اسلام نے چند روز اسکا محاصرہ کیا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا تو وہ اس کو چھوڑ کر ولایت چیتوڑ اور اور ممالک کو خراب کرتا ہوا بہت سی غنیمت کے ساتھ اپنی دار السلطنت میں آیا۔ یہاں رہ کر سنہ ۸۶۳ھ میں بیمار ہوا۔ اس خیال سے ایک فقیر پاس گیا کہ خدا اسکو بیٹا دے مگر فقیر نے اپنی صفائی باطن سے دریافت کر کے کہا تمہارا چھوٹا بھائی فرزند کا حکم رکھتا ہے وہی خاندان مظفر شاہی کو زندہ رکھیگا

سلطان مایوس ہوا۔ اسکا مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ ۲۲ رجب ۸۶۳ھ ۱۴۵۹ء کو دنیا سے رخصت ہوا اور سلطان محمود شاہ کے مقبرہ میں مدفون ہوا۔ متاشیرو فرمانوں میں سلطان غازی لکھا گیا۔ سلطان کے زہر دینے کا اتہام شمس خاں بن فیروز خاں پر لگایا گیا جسکی بیٹی سے اوسنے نکاح کیا تھا۔ اسلئے دولتخانہ کے آدمیوں نے ہجوم کرکے اوسکو قتل کر ڈالا۔ سلطان قطب الدین کی ماں نے دختر شمس خاں کو اسی تہمت کی علت میں لونڈیوں کے حوالہ کرکے پارہ پارہ کرایا۔ کہتے ہیں کہ سلطان قطب الدین ایسا بادشاہ تھا کہ اوسکی وجود میں قہر کا زہر سرشتہ تھا خصوصاً شراب کے نشا میں مجرموں کو شمشیر آبدار کے سوا نہ پوچھتا عاصیوں پر بے تحاشا خنجر چلاتا اگر نہ نوازش کرتا کبھی عفو و اغماض اس پاس نہیں آتا عروس شفاعت کبھی اوسکے عہد میں جلوہ گر ہوتا۔ ایام سلطنت سات سال سات ماہ تھی۔ مستی میں جان گئی مگر پیالہ اوسکے لب سے نہ جدا ہوا+

ذکر سلطنت داؤد شاہ

جب قطب کی مراسم تعزیت ادا ہو چکیں تو قطب الدین کے چچا داؤد خان کو تخت سلطنت پر ارکان دولت نے بٹھایا۔ اسنے تخت پر بیٹھتے ہی ناشائستہ حرکات شروع کیں ایک فراش اوسکے ہمسایہ میں رہتا تھا اوسکو عماد الملکی کے خطاب دینے کا وعدہ کیا۔ غرض اسکی بدمعاشی و حرکات ناشائستہ سے امرا و بزرگ بیزار ہوگئے۔ اونھوں نے یہ ٹھیرائی کہ اوسکو حکومت سے معاف رکھیں اور ملک علاء الملک بن سہراب کو مخدومہ جہاں پاس بھیجا۔ وہ سلطان محمد شاہ کی منکوحہ تھی تاکہ شاہزادہ فتح خاں بن محمد شاہ کو لاکر بادشاہ بنائیں۔ مخدومہ جہاں نے کہا کہ میرے فرزند کو معاف رکھو وہ سلطنت کے بارگراں اٹھانے کی قوت نہیں رکھتا۔ اتفاقاً ملک عماد الدین شاہزادہ فتح خاں کو سوار کرکے دولت خانہ میں لے آیا اسی روز غرہ شعبان کو سال مذکور میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان محمود شاہ خطاب دیا۔ داؤد شاہ نے ستائیس روز سلطنت کرلی+

ذکر سلطنت فتح خان الملقب سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور

۷۔ سلطان محمود بیگڑہ

جب سلطان محمود شاہ بادشاہ ہوا تو عماد الملک کے زیر حل و عقد سلطنت قبض و بسط و داد و ستد سپرد ہوئے مہمات بادشاہی نے رونق پائی جمیع خلائق ادنی و اعلی اوسکی سلطنت پر دل و جان سے تیار ہوئے کسی طرح کا خلل و فساد درمیان نہ تہا لیکن جلوس پر چند ہی مہینے گذرے تھے کہ بعض کوتہ اندیشوں نے مثل برہان الملک و عقید الملک و صفی الملک و حسام الملک کہ بڑے صاحب اقتدار تھے اور ممالک گجرات کا خلاصہ اونکے اور اونکے رشتہ مندوں کی اقطاع میں تہا اسیر حسد میں گرفتار ہوئے کہ اتفاق کرکے اونہوں نے کہا کہ ہم عماد الملک کی تسلط و استیلا اور اوسکی سخت گیری سے بہ تنگ آرہے ہیں اگر سلطان اوسکو معزول کرے فہو المطلوب ورنہ سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اوسکے بھائی حسن خان کو بادشاہ بنائیں نظام الدین حسن روایت کرتا ہے کہ اونہوں نے معروض کیا کہ عماد الملک یہ چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے شہاب الدین احمد کو بادشاہ کرے اور ملک مغیث خلجی کی طرح سلطنت کو اپنے خاندان میں منتقل کرے۔ بالفعل سزاوار دولت یہ ہے کہ مکر و غدر کے شراروں کے مشتعل ہونے سے پہلے تدبیر کی بیداو سکے پاؤں میں رکھنی چاہیئے نہ رہا تہہ اوسکا مقصد تک نہ پہنچنے پائے سلطان محمود نے باوجود صغر سن کے فراست سے دریافت کیا کہ اونہوں نے یہ بہتان و افترا باندہا ہے اگر میں اون کی مجلس میں اونکے مدعا کے موافق عماد الملک کی قید کا حکم نہ دونگا تو وہ مجھے سلطنت سے معزول کر دینگے۔ اسلیئے اوسنے مناسب وقت خوش ہو کر یہ کہا کہ میں نے بہی ان ایام میں عماد الملک کی پیشانی میں خدعہ و فریب کی صورت دیکھی ہے اوسکی حرکات و سکنات سے فتنہ انگیزی کی بو آتی ہے لیکن اس سبب سے کہ سب لوگ میری بے مروتی و بیوفائی پر حمل کرینگے میں نے اوسکے علاج میں کوشش نہیں کی الحمد للہ والمنۃ کہ حقیقت حال تم دولت خواہوں اور خیر خواہوں نے کہی اب اگر اوسکو مقید کردوں تو خاص و عام میں ناسپاسی و حق ناشناسی سے منسوب ہونگا۔ اب جو تمہارے نزدیک صلاح ملک و دولت ہو اوس پر عمل کرو پس عماد الملک کو پابہ زنجیر کرکے اوسکے گہر کے دروازہ پر قید کیا اور پانسو آدمی اوسکی حراست کے لیئے مقرر کیے سلطان محمود نے اس تدبیر سے

اپنے تئیں دشمنون کے مکر سے بچایا اور عماد الملک کے استخلاص کے اور امرا اربعہ دفع تسلط کے
درپے ہوا۔ جانتا تہا کہ سب سردار و خاصہ خیل اونکے تابع ہیں کسی پر اپنی نیت کا اظہار نہ کرتا تہا
تدبیر پر مدار رکھتا او خلا ملا میں کہتا تہا کہ عماد الملک میرا جانی دشمن ہے ایسے آدمی کو زندہ
چہوڑنا حزم سے بعید ہے میں اپنے ہاتھ سے اوسکو قتل کرنا چاہتا ہون اگر امرا اوسکی شفاعت
چاہیں تو میں اونسے رنجیدہ ہو جاؤن یہ خبریں امراء اربعہ کو پہنچتیں تو وہ بڑے خوش ہوتے اور کہتے
کہ اگر سلطان عماد الملک کو قتل کرے تو ہم ہرگز اوسکی شفاعت نہ کریں سلطان اسی فکر میں ایک
رات نہ سویا صبح کو دریچہ میں بیٹہا ہوا ہر طرف دیکہہ رہا تہا۔ ناگاہ اوسنے فیل خانہ کے گماشتہ
ملک عبداللہ کو دیکہا کہ محل کے نیچے کھڑا ہے کچھہ عرض کرنا چاہتا ہے مگر اوسکی جرأت نہیں ہوتی
سلطان نے کہا کہ جو کچھہ عرض کرنا ہے عرض کر اوسنے کہا کہ سلطان کا کوئی دولت خواہ
عماد الملک سے زیادہ نہیں ہے جو کچھہ اوسکی نسبت عرض کیا گیا ہے محض بہتان ہے خود انکا
ارادہ ہے کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ بنائیں سلطان نے اوسکی تحسین و آفرین کی اور
فرمایا کہ خوب کیا جو تونے اس بات کو عرض کیا ورنہ صبح کو عماد الملک کے مارنے کا قصد میرا تھا۔
تو کسی سے اس بات کو نہ کہنا صبح ہوتے ہی تمام ہاتہیوں کو مکمل و مستعد کر کے دربار میں لانا
جب کچھہ دن چڑہا تو ملک اشرف و ملک حاجی و ملک بہار الدین و ملک کالو و ملک عین الدین جو سلطان کے
معتمد تہے بادشاہ پاس آئے سلطان نے ملک اشرف سے کہا کہ رات کو غصہ کے مارے مجھے نیند نہیں
آئی عماد الملک کو میرے پاس لاؤ کہ میں اوسکی گردن تلوار سے اڑاؤن ملک اشرف عماد الملک کو
لینے گیا تو نگاہ بانون نے کہا کہ عضد الملک کی اجازت بغیر ہم عماد الملک کو نہیں دے سکتے۔
اوسنے سلطان سے آنکر یہی عرض کیا تو سلطان نے خود برج پر آن کر پکار کے کہا کہ عماد الملک کو
بہت جلد بہیجو کہ میں اوسکو ہاتہی کے پاؤں تلے کچلواؤن یہ آواز سنکر پہرہ والوں نے عماد الملک
کو بہیجدیا جب وہ آیا تو سلطان نے کہا کہ اسکو اوپر میرے پاس لاؤ مجھے اس سے چند باتیں پوچھنی ہیں
جب وہ اوپر آیا تو سلطان کے حکم سے اوسکی بیڑیاں اتاری گئیں امرا کے متعلقین نے جب یہ دیکہا
تو وہ ڈر کر بہاگے سلطان محمود دربار میں آیا اور دہاک بنا عماد الملک کو دیکر اپنے پہلو میں کہڑا کیا

وہ مکھیاں ہلانے لگا۔ جب یہ خبر امراء اربعہ کو پہنچی تو وہ بیس ہزار سوار و پیادے لیکر کارزار پر مستعد
ہوئے اور دار الامارۃ پر چلے۔ حاجی محمد قندھاری روایت کرتا ہے کہ سلطان کی خدمت میں
کل تین سو آدمی بندہ و آزاد تھے سب زندگی سے مایوس ہوئے ایک جماعت نے کہا کہ فلاں
قصر میں جاکر دروازوں کو مضبوط کرکے جنگ کریں بعض نے کہا کہ جواہر و نقود بقدر مقدور
لیکر کسی طرف باہر چلے جائیں۔ مگر ان دونو رایوں کو سلطان محمود نے پسند نہیں کیا اوسنے
ہتیار لگائے اور ترکش کمر سے باندہا اور تین سو سوار اور دو سو ہاتھی لیکر دشمنوں سے لڑنے
کے لئے گھر سے باہر نکلا اس خوف سے کہ مبادا اس طرف سے مخالف زور نہ کریں بہت سے
کوچوں کو فیل بند کیا اور نہایت آہستگی کے ساتھ روانہ ہوا جب بادشاہ کے سوار ہونے کی
اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کی خبر پہیلی تو سب سرداروں و سرگروہوں و خاصہ خیل نے امراء
اربعہ کی رفاقت کو ترک کیا بعض سلطان کی خدمت میں آئے اور اکثر گوشوں میں چھپ گئے
منقول ہے کہ احمد آباد کے اکثر محلے غارت ہوگئے اور سیف و سناں کی تحریک بغیر سلطان
کی صولت سے کوچہ و بازار میں اس قدر جوشن و مغفر و اسباب و اشتر و گاؤ اوپر تلے ڈھیر ہوئے
کہ آمد و شد کی راہ مسدود ہوئی۔ امراء اربعہ شہر سے باہر چلے گئے۔ برہان الملک کا جسم سقیم
تہا تو وہ بھاگ نہیں سکتا تہا قصبہ سرکہیج کے نزدیک سابرمتی ندی کے نوروں اور گندہ آب میں
جاکر چہپا۔ ایک خواجہ سرا اوسکو پکڑ کر سلطان پاس لایا اوسنے ہاتہی کے پاؤں تلے اوسکو
کچلوایا۔ عضد الدولہ ایک نوکر کے ساتہہ گراسیوں میں گیا۔ اوسکی ایک جماعت کو اوسنے پہلے
قتل کرایا تہا۔ اوسکے وارثوں نے اوسے قتل کیا اور اوسکا سر سلطان پاس احمد آباد میں
بھجوایا۔ حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کوتوال پٹن پاس گیا۔ یہاں سے دونو بھائی مالوہ کو
بھاگ گئے۔ صفی الملک پکڑا گیا اوسکا گناہ بڑا نہ تہا اسلئے وہ قلعہ دیب (دیو) میں قید ہوا۔
جب یہ فتنہ فرو ہوا تو عماد الملک نے روزگار کی بدعہدی پر نظر کرکے وزارت کو ترک کیا۔ گوشہ
عافیت میں معبود حقیقی کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا۔ سلطان محمود نے اوسکی خدمات
شائستہ پر نظر کرکے اوسکے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرق دیکر بڑا امیر بنایا

خود وہ مستقل بادشاہ ہو کر عدل و داد میں مشغول ہوا +

سنہ ۸۶۶ھ میں سلطان محمود گجراتی پاس نظام شاہ بہمنی والی محمد آباد بیدر کا خط اس مضمون کا آیا کہ سلطان محمود خلجی نے ولایت دکن میں بہت ظلم برپا کر رکھا ہے اب مجھہ استعانت کیجئے سلطان محمود نے یہ مجرد اس اطلاع کے سراپردہ سرخ و بارگاہ کو باہر نکالا اور دکنیوں کی مدد اپنے ذمہ فرض جانی امرائے سلطنت نے عرض کیا کہ داؤد خاں ایک ہفتہ سلطنت کر کے کمیت فرصت میں بیٹھا ہے پایۂ تخت کو خالی چھوڑنا مصلحت نہیں ہے ابھی اپنے ملک کا انتظام اچھی طرح نہیں ہوا اوروں کی اصلاح امور کے لئے سوار ہونے میں تحمل ہونا چاہیئے سلطان محمود نے باوجود عنفوان جوانی کے بیان کیا کہ اگر افلاک عناصر ایسی ہیئت و روش سے باہم موافقت و آمیزش نہ کریں تو عالم کون و فساد کا نظام درہم برہم ہو جائے اور اگر بنی نوع انسان سلسلۂ مودت و مشارکت کو توڑیں تو قانون طبیعی کی اساس انہدام پذیر ہو میں دکن کے مسلمانوں کی امداد کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے حکم سے مجھے اس یورش میں ضرر نہیں پہنچے گا۔ ارکان دولت نے معروض کیا کہ اگر نظام شاہ کی معاونت میں سلطان بجد ہے تو مناسب یہ ہے کہ مالوہ کی جانب لشکر عظیم بھیجے کہ وہ اس ولایت میں خرابیاں پیدا کریں کہ جنکے سننے سے سلطان محمود خلجی سراسیمہ ہو کر دکن سے باہر چلا آئے اس التماس کو بھی اوسنے قبول نہیں کیا بے تامل و توقف بہت سی سپاہ اور پانسو ہاتھی لیکر دو منزلوں کی ایک منزل کرتا ہوا ندربار میں آیا۔ خواجہ جہاں گاواں کہ عمدہ اہل دکن تھا ایلغار کر کے اوسکے پاس آیا اوس سے مدد لیکر سلطان محمود خلجی کے ساتھہ قتال و جدال کرنے کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی متوہم ہو کر قلعہ محمد آباد بیدر کے باہر سے کوچ کر کے چاہتا کہ دولت آباد کے سر پر سے گذر کر اپنے ملک کو چلا جائے مگر یہ راہ لشکر گجرات نے بند کر رکھی تھی تو وہ برار کی جانب گیا اور راہ گونڈواڑہ میں گذر کر مالوہ میں چلا گیا نظام شاہ کی جانب سے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اوسنے اپنے ملک میں مراجعت کی۔

سنہ ۸۶۷ھ کو سلطان محمود خلجی نے دکن پر لشکر کشی کی اور سلطان بہمنی کی حسب الالتماس سلطان محمود گجراتی اوسکی اعانت کے قصد سے دکن کو روانہ ہوا اس خبر کو سنکر سلطان محمود خلجی

دولت آباد تک تاخت کرکے اور بہت سی غنیمت لیکر اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان محمود نے حوالی
گجرات کو معاودت کی اور دوستانہ سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بوجہ مسلمانوں کی ولایت پر جو ہمیشہ ہتا
آئین اسلام و مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور جب یہ امر وقوع میں آجائے تو پھر بے جنگ کئے چارا نہیں
قبیح ہے اگر اسکے بعد آپ متوطنان دکن کے آزار کے درپے ہونگے تو یقین جانئے کہ میں مالوہ کی
تخریب کے درپے ہونگا سلطان خلجی نے خط کا جواب لکھا کہ جب آپ کی ہمت عالی اہالی دکن کی امداد
پر مصروف ہو تو اب میں اس دیار کے متوطنوں کو آزار نہیں پہنچاؤنگا +
سنہ ۸۶۵ھ میں بادشاہ کی خدمت میں مذکور ہوا کہ دو سال سے باور بندر کے زمیندار جہازوں کی
مزاحمت کرتے ہیں سلاطین گجرات نے اونکی گوشمالی نہیں کی ہے اسلئے سرکشی و تمرد اونکی عادت
ہو گئی ہے۔ یہ ملک گجرات اور کوکن کے درمیان واقع ہے۔ باوجودیکہ دولتخواہ صعوبت راہ
و استحکام قلعہ کے سبب سے سلطان محمود کے جانے کو تجویز نہیں کرتے تھے مگر وہ اس ناحیہ کی
تسخیر کا عازم ہوا۔ نہایت صعوبت و دشواری سے حوالی قلعہ میں پہنچا۔ سردار قلعہ لڑنے کھڑا ہوا
چند روز تک معرکہ قتال آراستہ رہا اتفاقاً محمود شاہ اپنے لشکر کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا کہ قلعہ کے
آدمیوں نے چتر شاہی اور افزونی سپاہ کو دیکھا تو اس ولایت کے حاکم نے عاجزی کے ساتھ امان
مانگی پیشکش سالانہ دینی قرار دی۔ اور سلطان کی خدمت میں آیا۔ قلعہ و ولایت سپاہ اسلام
کو تسلیم کیں باور کا قلعہ بہت بلند اور نہایت مضبوط تھا۔ ابتک کسی سلطان نے اوسکو
فتح نہیں کیا تھا۔ ولایت دون کارلے ایک ہزار موضع کا ملک تھا اور اس قلعہ کا استظہار رکھتا تھا
سلطان نے قلعہ کے دفاین و خزائن پر متصرف ہوکر اس ولایت و حصار کو انہیں کو دیدیا۔
غنائم لیکر احمدآباد میں آیا تعمیر بلاد و تفتیش حال عباد میں مشغول ہوا۔
سنہ ۸۶۶ھ میں احمدنگر کی طرف شکار کو گیا اثناے راہ میں بہاءالملک بن الف خان نے
ایک سلاح دار کو مار ڈالا قصاص کے خوف سے ایدر کو بھاگ گیا۔ سلطان کو جب اطلاع ہوئی تو
ملک حاجی عضدالملک کو کہ مہمات بادشاہی کے ناظم تھے بہاءالملک کے پکڑنے کو بھیجا۔ یہ اوسکے
جانے پر تھے کسی قدر اوسکے تعاقب میں گئے مجال نہ دی کہ بہاءالملک کے درگذر کرنے کو

بجز وسی مال پر فریفتہ کرکے یہہ ٹہیرایا کہ حسب وقت پرسش ہو تو وہ اقرار کریں کہ قاتل ہم ہیں بادشاہ رحیم ہے وہ بخش دیگا اور قطع نظر اسکے سلطان نے مشورت ہمارے قتل کا حکم نہیں دیگا ہم سفارش کر دینگے قتل نہیں ہونے دینگے۔ ان اجل گرفتوں نے مال اور اپنے قدیم صاحب کی خیرخواہی پر نظر کرکے جیسا اونکو سکہایا تہا ویسا بادشاہ کے روبرو اقرار کیا سلطان نے علماء سے فتوی لیکر ان مزدور گناہگاروں کو قتل کیا۔ اس سفر سے مراجعت کرنے کے بعد اوسکو معلوم ہوا کہ عماد الملک اور عضد الملک نے ایسا کام کیا ہے کہ بے گناہونکو گناہگار کے عوض میں قتل کرایا ہے اُسیوقت ان دونو کو قتل کرایا باوجودیکہ اونسے عمدہ تر دولت خانہ میں کوئی نہ تہا اور اونکی کہالوں میں گہاس بہروا کے عبرت خلایق کے لئے احمدآباد کے چوپڑ کے بازار میں لٹکوایا۔

۸۷۴ھ میں سلطان محمود نے گرنال کی فتح کے ارادہ سے کوچ کیا۔ گرنال ایک بڑے اونچے پہاڑ پر قلعہ ہے اوسکے گرد اور پہاڑ بطریق دایرہ کے محیط ہیں اوسکے درے شکستہ بہت سے ہیں اور ہر درہ کا نام ہے اونمیں سے ایک درہ کا نام بوردی ہے جسکے آگے ایک حصار نہایت مستحکم ہے جسکو اس ملک میں جونہ گڈہ کہتے ہیں اور دوسرا درہ مہابلہ مشہور معروف ہے۔ ایک ہزار نوسو برس سے یہ ولایت راے منڈلک اور اوسکے آباو اجداد کے قبضہ میں چلی آتی ہے سواے سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے کسی نے اس ملک پر تاخت نہیں کی سو دہلی اور گجرات کے بادشاہ اوسکی تسخیر کی تمنا ہی میں رہے سلطان محمود خدا پر بہروسہ کرکے روانہ ہوا جب گرنال سے چالیس کوس (۸۰ میل) پر پہونچا تو اپنے خالو تغلق خان کو سترہ سو منتخب سوار دیکر روانہ کیا سترہ سو ہی گہوڑے عراقی و ترکی و عربی و سترہ سو خنجر غلاف طلائی و نقرہ ان سوارونکو دئے وہ ایلغار کرکے درہ مہابلہ میں خبر آن پہنچے راجپوتوں کی ایک جماعت جسکو رد کہتے ہیں اور درہ کی محافظت کرتی تہی واقف ہوئی۔ جنگ میں بہت کوشش کی مگر غافل تہی ہتیار بہی نہ لگائے تہے کہ سب کشتہ ہوگئے سلطان محمود اور لشکر اسکا تکبیر کہتا ہوا درہ مہابلہ میں داخل ہوا۔ راے گرنال واقف ہو کر بہت سی جمعیت کے ساتہہ قلعہ سے نیچے آیا لشکر کے بہاگنے سے درہ مہابلہ کی طرف چلا جب تہوڑے سے گجراتی آدمی اوسکو نظر آئے تو راجپوت دلیرانہ جنگ میں مشغول ہوئے۔ اس اثنا میں عقب سے لشکر

متواتر آنا شروع ہوا۔ بہت ہندو مارے گئے ہند لک اور بقیۃ السیف خستہ و بدحال قلعہ گرنال میں متحصن ہوئے۔ درہ بہابلہ کی عورتیں اور بچے اسیر ہوئے حوالی گرنال میں تجانوں کے اندر مسلمان گئے یہاں برہمنوں نے اونکا مقابلہ کیا انہوں نے انہیں قتل کیا اور غنیمت بہت ہاتھ لگا اور ہزوتین کافروں کو محمود نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ سلطان لشکر کو اطراف میں بھیجا چاہتا تھا کہ مندلک نے اپنے عزیزوں کی ایک جماعت بھیج کر شفاعت چاہی۔ سلطان محمود نے اس وجہ سے کہ اموال و جواہر و غلام اور غنائم زیادہ سے زیادہ سپاہ کے ہاتھ آئے تھے اور ہوا بھی گرم تھی اور اس کوہستان میں وہ ٹھیر نہیں سکتا تھا اس سال پیشکش لینے پر اکتفا کی اور احمد آباد کو مراجعت کی +

۸۷۴ھ میں سلطان محمود غازی نے کہ بہانہ طلب تھا سنا کہ سید لک حاکم گرنال چتر و دورباش و تمام لوازم بادشاہی کے ساتھ سوار ہوتا ہے اور جواہر گران بہا ہاتھوں اور گردن میں پہنتا ہے اور تخت پر بیٹھ کر دربار شاہانہ کرتا ہے۔ یہ بات اسکو نہایت ناگوار گذری چالیس ہزار سپاہ اوسکی ولایت پر نامزد کی اور کہا کہ اگر حاکم گرنال تمام بنا اسباب سلطنت چتر مرصع و تاج مرصع اور اور جواہر حوالہ کر دے تو اوسکی ولایت کے متعرض نہونا ورنہ اوسکی تسخیر میں کوشش کرنا۔ مندلک میں لشکر اسلام کی مقاومت کی طاقت نہ تھی جو کچھ اوسنے مانگا وہ اوسنے دیدیا اور اپنی ولایت کو نگاہ رکھا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ گرنال سے امرا جو غنیمت کا مال لائے تھے اوسکو سلطان نے مجلس عیش و محفل بزم میں گویوں کو انعام میں دیدیا

۸۷۵ھ میں سلطان محمود غازی شکار کرتا رہا اور اکثر اپنی ممالک کو دیکھتا رہا اور راوں کی معموری اور آبادی میں کوشش کی کہیں اپنے ملک کو جنگل و ویران نہ رہنے دیا +

۸۷۶ھ میں سلطان محمود خلجی والی مالوہ کے مرنے کی خبر آئی۔ امرا نے معروض کیا کہ جسوقت سلطان محمود شاہ بن احمد شاہ نے انتقال کیا تھا تو سلطان محمود خلجی ولایت گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے قصبہ کرنج تک آیا تھا اگر حضور بھی اس وقت ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوں تو آسانی سے وہ ہاتھ آجائیگا سلطان نے فرمایا کہ اسلام و مسلمانی میں جائز نہیں ہے کہ مسلمان

آپس میں ہاتھ اور خلائق کو پامال حوادث کریں ان ایام میں کہ سلطان محمود وفات پائے اور امور ملک میں انتظام نہ ہو اسکی والا بہت بہت آزمودہ تھا اور رسم فتوت سے دور رہے ہیشہ ولایت سورتھ کے تاخت و تاراج کے لیے بیباک ہیں وہ تہوڑے مدت میں لوٹ کا مال بہت سا لیے آئی۔ اس سال کے وقایع اعظم میں سے ہے ایک روز کہ ایک دن سلطان محمود ہاتھی پر سوار باغ ارم کو جاتا تھا اثنا راہ میں ایک مست ہاتھی زنجیر تڑا کر فوج کی طرف متوجہ ہوا اور ہاتھی اُسے دیکھکر بھاگ گئے جس ہاتھی پر سلطان سوار تہا وہ اوسکے سامنے آیا اور دو تین ٹکریں مار کر اوسکو بھگا دیا اور اوسکا پیچہا نہ چہوڑا ایک اور ٹکر اوسکے شانہ پر ایسی ماری کہ دانتوں کا صدمہ سلطان کے پاؤں پر پہنچا اور اوس سے خون رواں ہوا۔ بادشاہ نے کمال شجاعت کرکے ہاتہی کی پیشانی پر نیزہ مارا کہ خون جاری ہوگیا۔ ہاتھی نے پہر اور ٹکر ماری تو سلطان نے اوسکو دوسرا نیزہ پیشانی پر ایسا مارا کہ خون کا فوارہ چہوٹنے لگا۔ پہر اوسنے ٹکر لگائی تو تیسری دفعہ نیزہ اوسکے ایسا لگا کہ وہ بھاگ گیا سلطان خیریت سے گہر آیا اور بڑی خیرات کی +

چند روز بعد سلطان نے سرحد کے امرا کو بلا کر قلعہ گرنال کی فتح کا ارادہ کیا۔ ایک دن میں پانچ کروڑ روپیہ سپاہ میں تقسیم کیا منجملہ اوسکے دو ہزار پانسو ترکی عربی گہوڑے تہے جنمیں سے بعض کی قیمت دس ہزار تنکہ تہی کہ سب آدمیوں کو تقسیم کردئے۔ پانچ ہزار تلواریں سات سو کمربند مرصع اور سترہ سو خنجر جنکے غلاف طلائی تہے انعام دئے۔ اور متواتر کوچ کرکے روان ہوا جب ولایت سورتہ میں کہ گرنال سے قریب ہے پہنچا تو راجہ منڈلک نے عرض کیا کہ بندہ ایک مدت سے اطاعت و انقیاد میں زیست کرتا ہے۔ اور کوئی امر کہ جس سے نقض عہد و پیمان ہو مجہسے نہیں صادر ہوا۔ الحال جسقدر پیشکش کا حکم ہو دینے کو موجود ہوں سلطان نے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ولایت کو تصرف میں لاکر اعلام اسلام کو مرتفع کروں راجہ نے بموجب کلام سے جانا کہ اس دفعہ لشکر کا آنا اور دفع کرنا کسی طرح نہیں معلوم ہوتا وہ رات کو فرصت کے وقت قلعہ جونا گڑھ میں کہ برسر راہ تہا گیا اور اوسکو مضبوط کیا سلطان نے دوسرے روز حصار جونا گڑہ کے قریب آ پایا دو روز جیت قلعہ سے نکلکر مسلمانوں کی ایک جماعت سے لڑے جسمیں اسلام کو غلبہ ہوا

تیسرے روز سلطان خود قلعہ پر متوجہ ہوا صبح سے شام تک معرکہ جنگ گرم رہا چوتھے روز سلطان
کا بارگاہ قلعہ کے دروازہ کے نزدیک لگایا گیا ہر طرف ساباط تیار ہوئے۔ اکثر اوقات راجپوت
قلعہ سے نکل کر دست برد کرتے تھے اور آدمیوں کو ضائع کرتے چنانچہ ایک دن عالم خاں فاروقی کے
مورچل کو گرا کر اوسکو درجہ شہادت پر پہنچایا سلطان محمود نے محاصرہ کو تنگ کر کیا۔ یہاں تک
کہ بعض اوقات سنگ منجنیق سلطان محمود کے تخت کے پاس گرتے تھے۔ سال مذکور کے آخر تک
محاصرہ کا امتداد ہوا۔ راے منڈلک مضطر ہوا کئی دفعہ آدمیوں کو بھیجا تضرع و زاری کے
ساتھ صلح چاہی مگر وہ معرض قبول میں نہ آئی +

اوائل ۸۷۵ھ میں منڈلک اور سب راجپوت ایام محاصرہ کے طول سے اور ہر روز کی
جنگ سے عاجز ہو کر امان طلب ہوئے اور قلعہ کو حوالہ کر کے قلعہ گرنال میں چلے گئے۔ دوبارہ لڑائی
شروع کی سلطان نے جونہ گڈھ میں بڑی فوج چھوڑ کر گرنال کی طرف توجہ کی اور قلعہ پر لڑائی شروع
ہوئی۔ راے منڈلک کو یہاں بھی عاجز کیا حصار گرنال کو جو ایک ہزار نو سو سال سے اس خاندان
کے قبضہ میں تھا اسے راے منڈلک کے تصرف سے نکال لیا سلطان محمود غزنوی کے طریقہ کے
موافق سلطان نے چند بت اپنے ہاتھ سے توڑے اور بت پرستوں کو مارا۔ راے منڈلک اس دیار کی
حکومت سے دل برداشتہ ہوا۔ اپنے اور اپنے آدمیوں کے لئے زنہار مانگ کر نوکری کے قصد سے
سلطان کی خدمت میں آیا ایک دن اوسنے معروض کیا کہ شاہ شمس الدین درویش پنجاب میں تشریف
رکھتے ہیں انکی صحبت سے میرے دل میں اسلام کی محبت غالب ہوئی تھی اب سلطان کی صحبت سے
دین کی حقیقت سے آگاہی ہوئی تو محبت اور زیادہ ہو گئی۔ اب میں مسلمان ہوتا ہوں سلطان اس کے
مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوا کمال شوق سے اسکا ختنہ کرا کے توحید کی تلقین کی۔
خان جہان خطاب دیا اور امراے کبار میں سے بنا دیا جب تک سلاطین گجرات کی سلطنت رہی
اسکا خاندان بطناً بعد بطن معزز رہا اور خوب اقطاع اس پاس ہیں مرآة سکندری کے مصنف نے
اسکے مسلمان ہونے کی حقیقت یہ لکھی ہے کہ جب احمد آباد میں راے منڈلک کو سلطان لایا تو ایک
روز رسول آباد میں اسکا گذر ہوا جہاں موطن و مرقد شاہ عالم کا ہے۔ اوسنے دیکھا کہ شاہ عالم کے

دریا میں ہاتھی گھوڑوں اور آدمیوں کا ازدحام دیکھا تو اوسکو تعجب ہوا اوسنے پوچھا کہ یہہ کس امیر کا گھر ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت شاہ عالم کا گھر ہے۔ پھر اوسنے کہا کہ وہ کسکے نوکر ہیں اور کسنے تولا رکھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بجز خدا کے کسی سے تولا نہیں رکھتے۔ خدا اونکو روزی دیتا ہے۔ وہ بھی اونکی خدمت میں گیا جب اونکی مبارک صورت پر اوسکی نظر پڑی تو اوسنے کہا کہ مسلمانی کا جو لازمہ ہو وہ مجھے دکھاؤ۔ حضرت نے کلمہ طیبہ عرض کیا۔ راے منڈلک اسلامیوں کے زمرہ میں آیا اور شاہ عالم کا مرید ہوا۔ اسلئے کہ ان حدود میں شعار اسلام کا رواج ہو سلطان محمود نے بلدہ مصطفےٰ آباد کی تعمیر کی اینٹ رکھی مساجد و عمارات عالیہ و بازار و دکانیں بنائیں۔ کل امرا کو حکم دیا کہ اپنی سکونت کیلئے واسطے مکانات بنائیں۔ اُنہوں نے تھوڑی مدت میں شہر مصطفےٰ آباد میں توطن اختیار کیا جب امرا اور لشکریوں نے مصطفےٰ آباد میں توطن اختیار کیا تو احمد آباد کی اطراف میں ہر جا چوروں اور مفسدوں نے رہزنی شروع کی اور خلایق کی راہ آمد و شد کی مسدود ہوئی اسلئے سلطان محمود نے اُسکا انتظام یہ کیا کہ ملک جلال الدین کو لشکر کا کوتوال کیا اور سلاح خانہ اوسکو تفویض کیا۔ محافظ خان خطاب دیا علم و کرنا دیکر احمد آباد کی شحنگی و کوتوالی کا منصب اوسکو دیا۔ محافظ خان نے یہاں آکر سب طرح سے انتظام کر لیا۔ چوروں کے پانسو سرداروں کو مار ڈالا سلطان روز بروز اوسکے کام سے ایسا خوش ہوا کہ اوسکے منصب میں اضافہ کرتا گیا۔ سترہ سو گھوڑے اوسکے اصطبل میں جمع تھے۔ جو سپاہی عمدہ ہوتا وہ اوسکی نوکری کرتا۔ اوسکی قوت و شوکت اس حد پر بڑھی کہ اوسکے بیٹے ملک خضر نے راجہ باگرواڑا یدر و سروہی سے پیش کش لی۔

۸۷۹ھ میں سلطان محمود کو خبر ہوئی کہ سلطان غیاث الدین مالوی کی حمایت سے راجہ چنپانیر مغرور ہو گیا ہے اور مفسدوں کو اوسنے جمع کیا ہے۔ سرکشی کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مصطفےٰ آباد سے اوسکی سرزنش کے لئے چلا راہ میں محافظ خان ملا اوسکو منصب وزارت عنایت ہوا اوسنے کوتوالی میں اپنے گماشتے مقرر کئے۔ خود مہمات وزارت میں مشغول ہوا جب سلطان محمود کو خبر ہوئی کہ زمین کچھ میں کہ سند کی سرحد ہے مسلمانوں کو زمیندار ستاتے ہیں اور اونپر بہت غالب ہو گئے ہیں تو سلطان نے چنپانیر کی عزیمت کو فسخ کیا اور اس طائفہ کی تنبیہ و تادیب پر متوجہ ہوا

اور بہت جلد شورہ زار میں جسکو رن کہتے ہیں آیا۔ ایک رات دن میں ۶۰ کوس (۱۲۰ میل) ایلغار کرکے چھ سو آدمیوں کے ساتھہ حوالی غنیم میں پہنچا جنمیں چوبیس ہزار کماندار تھے۔ وہ آگاہ ہوکر میدان میں آئے۔ سلطان محمود بھی اونکی شکل دیکھہ کر غنیم کی جانب روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہہ سب آدمی شجاعت و مردانگی و کمانداری میں مشہور تھے لیکن لشکر اسلام کی صفوف کے آگے نہ ٹھیر سکے باوجودیکہ وہ بہت قلیل تھے وہ سب سراسیمہ پریشان ہو گئے۔ اونکے روسا تیغ و کفن لئے ہوئے اور رہزنی اور دزدی سے اپنی ندامت بیان کرتے ہوئے آئے کہ اب ہم ایسے اعمال ناشائستہ نہیں کرینگے۔ سلطان نے اونکا دین و مذہب پوچھا تو اونہوں نے کہا کہ ہم صحرائی آدمی ہیں کوئی دانشمند ہماری قوم میں نہیں ہے آسمان و خاک و باد و آتش و آب کو ہم پہچانتے ہیں بجز کہانے پینے کے ہم کو کچھہ اور کام نہیں ہے ہم کو آپ سے اُمید ہے کہ ہدایت فرمائینگے اور ہم قلادہ اسلام گلے میں ڈالینگے سلطان نے اونکی معذرت کو قبول کیا اور اونکے جرائم کو معاف۔ اونکے بزرگوں میں سے بعض کو شہر مصطفے آباد میں لیجاکر مسلمانوں کے حوالہ کیا کہ سنت نبوی بطریق مذہب امام اعظم تعلیم کریں۔ جب ان آدمیوں کی مصطفے آباد میں آمد و رفت زیادہ ہوئی تو اونکی زبانی سلطان نے سنا کہ شورہ زار (رن) کے پیچھے ایک مملکت ہے جسکا نام سندہ ہے وہ شاہ سندہ سے تعلق رکہتی ہے۔ چار ہزار خانہ وار قبیلہ بلوچ سے وہاں متوطن ہیں انہیں سے چار ہزار آدمی اس ملک کے باہر آتے ہیں اور تیراندازی میں وہ بال کو چیرتے ہیں اور سب بلوچوں کا مذہب شیعہ ہے۔ جاٹوں نے بھی انکی تبعیت میں شیعہ مذہب اختیار کیا ہے اس بیابان میں اس اوباش فرقہ کی اکتساب معاش راہزنی سے ہوتی ہے کبھی کبھی بادشاہ گجرات کی سرحد میں چلے آتے ہیں اور وہاں زحمتیں پہنچاتے ہیں سنہ ۸۸۲ھ (۱۴۷۷ء) میں سلطان محمود اس جماعت کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ولایت شورہ زار (رن) میں آیا تو ایک ہزار چالاک سوار دو اسپہ ہمراہ لئے آب و توشہ ایک ہفتہ کا ساتھہ لیا۔ شبانہ روز میں ۶۰ کوس (۱۲۰ میل) طی کرتا جب اس طریق سے ولایت سندہ میں آیا تو رات کے وقت صحرا میں اُترا۔ گھوڑوں اور آدمیوں کو آرام دیا۔ دوسرے روز قوم پر تاخت کی اتفاقاً اس نواح میں بلوچوں کی ایک جماعت اپنے اونٹوں کو چراتے آئی تھی۔ وہ واقف ہوگئی تو اونہوں نے جمازہ سوار بہیج دیا

پاس پہنچے اور حقیقت حال سے انکو مطلع کیا۔ وہ بمجرد سلطان محمود کے نام سننے سے متفرق ہو گئے اور ہر بلوچ کسی غار و مغاک میں چھپ گیا۔ دوسرے روز سلطان انکی مساکن کی طرف گیا اور ان کا نشان نہ پایا۔ اس نواح کے چند بہادروں کو ساتھ لیا۔ بلوچوں کو ان مواضع سے جہاں چھپے تھے نکال کر بری طرح سے مارا اور انکا مال چھین لیا۔ سلطان عازم مراجعت ہوا۔ بعض بزرگوں نے عرض کیا کہ ان حدود میں بہت مشقت سے آئے ہیں مناسب ہے کہ اس ملک میں حاکم و داروغہ مقرر کریں سلطان نے فرمایا کہ مخدومہ جہان (مادر سلطان محمود) کہ صدف سلطنت کی دُر ہیں سلاطین سندھ کی نسل سے ہیں حقوق صلہ رحم کر کے ملک سندھ پر دست درازی نہیں کرتا۔ پس اس نتیجہ میں پیکار کر کے مصطفےٰ آباد میں چلا آیا +

بندر جگت میں کفر و بت پرستی کی رواج کا اور اس دیار کے برہمنوں کے تعصب کا حال سلطان نے سنا تو وہاں و سکے جانے کا ارادہ ہوا۔ اتفاقاً ان ایام میں مولانا محمد سمرقندی کہ دانشمندان عصر سے تھا اور اپنی عمر سلاطین بہمنیہ دکن کی ملازمت میں بسر کی تھی وہ اب بڑہاپے میں رخصت لیکر وطن کو جاتا تھا۔ اہل و عیال اور چند سال کا اندوختہ ساتھ تھا دریا کی راہ ہرمز کو جاتا تھا جب اوسکی کشتی بندر جگت کے مقابل آئی تو برہمنوں کے کہنے سے وہاں کے آدمیوں نے کشتی کو روک کر سارا مال لے لیا۔ ملا محمد مع دو چھوٹے لڑکوں کے افتاں و خیزاں سر و پا برہنہ مصطفےٰ آباد میں آئے اور سارا حال عرض کیا کہ مجھے بندر جگت کے راجہ بہیم نے برہمنوں کے کہنے سے لوٹ لیا اور ان کے دو بیٹوں کی ماں کو قید کر لیا اور وہی حال سب مسلمانوں کا کرتے ہیں کہ مال اسباب لوٹ لیتے ہیں اور عورتوں و بچوں کو قید کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ تجھ جیسے دیندار بادشاہ کے عہد میں یہ ظلم و ستم مسلمانوں پر واقع ہو سلطان نے مولانا کو احمد آباد میں بھیجا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھہ تمہارا گیا ہے وہ تمکو پھر ملجائیگا سلطان نے سب امرا کی ایک انجمن جمع کی اور اون سے کہا کہ یہ کب روا ہے کہ سلاطین اسلام کے عہد میں کافر سنگین دل مسلمانوں پر جفا کرے معہذا بازخواست میں ہم سے پوچھا جائیگا کہ تمہارے جوار میں کفار اس قسم کا ستم کرتے تھے تم باوجود قدرت کے اونکے دفع کرنے میں مساہلہ کرتے تھے

تو ہم کیا جواب دینگے۔ اگرچہ ہر سال کے سفر سے سب آدمی متاذی و متنفر تھے لیکن کچھہ چارہ نہ تہا ناچار سب نے کہا کہ ہم سوار فرمانبرداری کے کچھہ چارہ نہیں رکھتے۔ اس طائفہ کا دفع کرنا ہمارے ذمہ واجب ہے۔ اب روانہ ہونا چاہیے سلطان سفر کا ساز و سامان کرکے جگت کی طرف متوجہ ہوا بہت محنت اٹھاکر قلعہ جگت پر پہنچا جس مین برہمن بہرے ہوئے تہے مسلمانون کی تکبیر نے ان برہمنون کو سراسیمہ کرکے جزیرہ بیت میں بہگایا سلطان نے قلعہ جگت میں خیمہ و خرگاہ کہڑا کیا اس جزیرہ میں شیر و پلنگ و بہیڑیے و سانپ بہت تہے۔ اور آدمیون کو مضرت پہنچاتے تہے اونمیں سے بہت سے مارے گئے جس جگہ سراپردہ شاہی لگایا گیا۔ ایک سو سات سانپ مارے گئے باقی کا قیاس اسی پر کرلینا چاہیئے سلطان نے جگت کے بتخانہ کو توڑکر اوسکی جگہ مسجد بنائی چار مہینے یہاں قیام کیا جب بہت سی کشتیاں تیار ہوگئیں تو اونمیں آلات کارزار بہرکر اور مردان کار کو بٹہاکر جزیرہ بیت کی طرف سلطان روانہ ہوا۔ بہت دیر تک اہل جزیرہ اور مسلمانون میں لڑائی رہی۔ آخر کو بہادروں نے جہازوں کو چہوڑا اور جزیرہ کے اندر داخل ہوئے اور حصار بیت کو فتح کرلیا۔ اور بہت رجپوتوں کو قتل کیا۔ راجہ بہیم فرصت پاکر کشتی میں بیٹہہ کر کسی طرف بہاگ گیا۔ سلطان نے اپنے سپاہیوں کو کشتی میں بٹہاکر اوسکے تعاقب میں بہیجا اور خود شہر بیت میں آنکر مسلمانوں کو قید کفار سے چہڑایا۔ بہت غنیمت لی اور ایک مسجد بنائے فرحت الملک کو یہاں مقرر کیا۔ چند روز بعد اس جماعت نے کہ بہیم کے تعاقب میں گئی تھی اوسکو گرفتار کیا اور لاکر سلطان کے روبرو کہڑا کیا۔ اوسنے خدا کا شکر ادا کیا مصطفےٰ آباد میں معاودت کی۔ ملا محمد آسے اوسکی بیوی بہیم نے پکڑلی تھی حوالہ کی اور راے بہیم کو بھی بلاکے سپرد کیا کہ جو چاہے اسکا حال کرے۔ مولانا نے اوسکے ہاتھہ سے بہت آزار اوٹہائے تھے اوسکو قتل کیا۔ نقل ہے کہ جن سنوات میں کہ سلطان محمود مصطفےٰ آباد کی تعمیر میں مصروف تھا تو خلائق گجرات ہر سال کی کشمکش سے عاجز آگئی تھی اور احمد آباد کے گہرون کے چہوڑنے سے اور کوہستان مصطفےٰ آباد میں مقام و مکان تلاش کرنے سے سب چہوٹے بڑے الامان مانگ رہے تہے سلطان ان کی اس تکلیف کو سمجہا اور احمد آباد میں آیا اور ممالک محروسہ کا انتظام امرا کو حوالہ کیا۔ ولایت سورٹہہ کو گرنال کا

ضبط اپنے ذمہ لیا۔ بہاء الدین عماد الملک کو سونگھڑ میں فرحت الملک کو بیت وجگت میں اپنے
نظام الملک کو تال نیر میں اور گودڑا میں قوام الملک کو حاکم مقرر کیا۔ خداوند خان کو کہ حما کے
وزیر تھا شہزادہ مظفر کا اتالیک مقرر کیا اور احمد آباد میں رکھا۔ اور سلطان خود مصطفےٰ آباد میں
گیا۔ اور وہاں باغون کی تیاری میں مصروف ہوا۔
کچھہ مدت گذری تھی کہ خداوند خان اور رائے رایان اور سرداروں نے داعیہ کیا کہ شہزادہ
احمد کو تخت پر بٹھائے۔ اور سلطان محمود کو معزول کیجے عید رمضان کا بہانہ کرکے عماد الملک
اور اور امرا کو احمد آباد میں بلایا۔ اونہون نے خلوت میں عماد الملک سے افشاء راز نہ کرنے
کے لئے قرآن اٹھوایا اور اپنے ارادہ پر مطلع کیا۔ اوسوقت عماد الملک کا لشکر تھانہ میں تھا۔
ناچار اس بات کو قبول کرلیا۔ اور احمد کے اجلاس کے لئے روز عید مقرر کیا۔ جلدی سے اپنے
آدمیونکو بھیجکر اپنے لشکر کو عید سے پہلے بلا لیا۔ عید کے دن عماد الملک اپنی فوج کو آراستہ کرکے
شہزادہ کے دربار میں گیا سعادت کے موافق اُسکو نماز پڑہنے کے لئے شہر سے باہر لے گیا اور
اور سارے شہر کی محافظت اپنے لشکر سے کرلی۔ خداوند خان اور اوسکے متابع جو اپنے ارادہ
کے اظہار پر مستعد تھے عماد الملک کے قصد کو سمجہہ گئے تو اونہون نے تغافل کیا اور اصلاً اپنے
اس معاملہ کی کوئی بات زبان پہ نہ لائے۔ قیصر خان نے اس حال سے سلطان کو اطلاع دی
سلطان نے دوست دشمن کے امتحان کرنے کے لئے آدمیون سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا ہے تاکہ جو کوئی
اسکو تصدیق کرے تو معلوم ہوجائے کہ وہ دشمن ہے۔ پس جہازون کو تیار کرکے چند لاکہہ ٹنکہ
عمال کو دئے کہ وہ اشیاء کو خریدین خود مصطفےٰ آباد سے بندر گہوگہ میں آیا کشتی میں بیٹھہ کر بندر
کھنبایت میں گیا جب یہ خبر احمد آباد میں آئی تو سب امرا شاہزادہ کے ہمراہ سلطان کی خدمت
میں پہونچے سلطان نے ایک دن کہ سب امرا حاضر تھے کہا کہ اب شہزادہ بڑا ہوگیا ہے اور اسکے
دلخواہ امرا نے تربیت پائی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ مہمات ملک و دولت اسکو سپرد کرکے
میں حج کی سعادت پاؤں عماد الملک نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور احمد آباد میں تشریف لائیں اسوقت
جو مناسب ہو وہ کام فرمائیں سلطان نے جانا کہ زیر کاسہ نیم کاسہ ہے وہ احمد آباد کو روانہ ہوا

جب یہان آیا تو امرا کو بلا کر کہا کہ جب تک تم مجھے حج کی اجازت نہ دوگے مین کھانا نہین کھاؤنگا امرا جانتے تھے کہ سلطان امتحان کرتا ہے سب خاموش رہے عماد الملک نے عرض کیا کہ بندہ زادہ بڑا ہوگیا ہے میری جگہ اوسکو دیجیے اور مجھے ملازمت سے دور کیجیے سلطان نے فرمایا کہ یہ ایک سعادت ہی جو میسر ہو لیکن مہمات ملکی بغیر تیرے انجام نہ ہونگین جب وہ یہہ ہو گئی سلطان ہیچ کا رہا تو نظام الملک نے کہ امرا کی ریش سفید تہا عماد الملک کی تعلیم سے کہا کہ سلطان اول قلعہ جینانیر کو خزانہ اور اہل حرم کی محافظت کے لئے فتح فرمائیں اور بعد بمقصد حاصل کرنے کے طواف کی سعادت حاصل کرین فرمایا انشاء اللہ۔ پہر وہ کھانا کھا کے سو رہا۔ عماد الملک سے چند روز بات نہ کی عماد الملک نے خلوت مین عرض کیا کہ مجھہ بیگناہ پر کم عنایتی کا سبب کیا ہے۔ سلطان نے کہا کہ جب تک حقیقت حال نہ بتلائیگا مین تجھہ سے بات نہین کرونگا عماد الملک نے کہا کہ اگرچہ مین نے قرآن اوٹھا کر قسم کہائی ہے مگر اب مجھہ بیچارہ کو کچھہ چارہ نہین ہے حقیقت حال بتلادی سلطان نے تحمل کیا اور خداوندخان کو کچھہ آزار سوا اوسکے نہ پہنچایا کہ اپنے خاصہ کبوترون مین سے ایک کبوتر یا دنی نوکر کا نام خداوندخان رکھا بعد ایک مدت کے پٹن مین گیا۔ اور وہان سے عماد الملک اور قیصر خان کو جالور وساچور (جھالرا وار و آبوگڈہ) کے فتح کرنے کے لئے بہیجا یہ امرا رخصت لیکر شیخ حاجی رجب کی تربت مین فروکش ہوئے کہ خداوندخان کے بیٹے مجاہد خان نے اپنی خالہ زاد بھائی صاحب خان کے ساتھہ اتفاق کر کے رات کو قیصر خان کو اوسکے خیمہ مین قتل کرڈالا۔ اپنی چغلی کھانے کا انتقام لیا سلطان نے اس گمان سے کہ قیصر خان کا دشمن اژدرخان تھا اوسکو پابزنجیر کیا اتفاقاً مجاہد خان بن خداوندخان اور صاحب خان خود بخود متوہم ہو کر مع اہل وعیال کہان کو گئے صبح ہوتے ہی حال معلوم ہوگیا کہ اژدرخان بیگناہ ہے مجاہد خان وصاحب خان اصل قاتل ہین تو سلطان نے حکم دیا کہ خداوندخان کے پاوں مین بیڑیاں ڈال کر محافظ خان کے حوالہ کرو اور اژدرخان کو خلاص کرو چند روز بعد سلطان نے احمد آباد مین مراجعت کی اسی زمانہ مین عماد الملک بیمار ہو کر مرگیا اور اوسکا بیٹا اختیار الملک باپ کا جانشین ہوا اور وزارت کا کام کرنے لگا سلطان محمود بعد ان واقعات کے مصطفے آباد مین آیا اور مدت تک وہاں رہا۔

رجب سنہ ۸۸۳ھ چنپانیر کی فتح کا عازم ہوا کہ اس اثنا میں یہ خبر پہنچی کہ ملیباریوں نے بہت سی کشتیاں جمع کر لی ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ دریا کے آنے جانے والوں کی مزاحمت کریں۔ سلطان عزیمت مذکور کو فسخ کر کے جہاز میں سوار ہوا اور کئی جہاز آراستہ ساتھ لئے اور اونمیں تو و تفنگ و تیر و کمان کے مردان کار اس جماعت کی دفع کے لئے سوار کئے جب ملیباریوں کے جہازوں کے قریب وہ آیا تو یہ جماعت اوسکی مقاومت کی تاب نہ لا سکی بھاگی۔ گجراتیوں نے اسکا تعاقب کیا اور چند کشتیاں اوسکی چھین لیں۔ اور بندر کھنبایت کو مراجعت کی۔ یہاں سے احمد آباد میں سلطان تشریف لایا +

اس سال میں اکثر بلاد گجرات میں امساک باراں ہوا اور قحط عظیم پڑا اور خلایق بہت سی بھوکی مر گئی۔ اور رعایا کے حال میں بہت خرابی آگئی۔ قلعہ چنپانیر کا حال یہ ہے کہ ایک پہاڑ بہت بلند ہے اور اس پہاڑ کی سطح پر ایک اور پہاڑ ہے اسمیں گچ اور سنگ کی دیوار کھنچی ہوئی ہے اور مضبوط و مرغوب برج بنے ہوئے ہیں۔ اسوقت یہ قلعہ راے بینی رائے رجپوت کے قبضہ میں تھا۔ اسکے باپ دادا معلوم نہیں کس زمانہ سے اس میں فرمانروائی کرتے چلے آتے تھے۔ اتفاقاً بعض مواضع چنپانیر کو لوٹنے گیا تھا۔ راے بینی رائے بن اودے سنگھ راجہ چنپانیر نے اسپر حملہ کر مار ڈالا۔ اور اوسکے دو ہاتھی اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ غرہ ذیقعدہ سنہ ۸۸۷ھ کو چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں راجوں کے نوکر ساٹھ ہزار راجپوت سوار اور پیادے تھے اسلئے وہ کسی کے آگے غرور کے مارے سر نیچا نہیں کرتے تھے۔ راے بینی نے رسول آباد کو کہ ملحقات گجرات سے ہے بہت زحمت پہنچائی اور بہت مسلمانوں کو ظلم و ستم کر کے تہ تیغ کیا۔ جب سلطان بڑودہ میں آیا تو راے بینی اپنے کئے سے پشیمان ہوا اور اوسنے اپنے ایلچیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ اور تقصیرات کی معافی کی درخواست کی اور معروض کیا اور جو دو ہاتھی ملک سدھا کے لینے پکڑے ہیں وہ زخمی تھے مر گئے اونکے عوض میں دو فیل بھیجتا ہوں۔ سلطان نے کہا کہ اسکا جواب کل زبان شمشیر دیگی اور ایلچیوں کو رخصت کیا۔ اپنے سے پہلے تاج خان و عضد الملک و بہرام خان کو روانہ کیا وہ ۷ صفر سنہ ۸۸۸ھ کو پائے کوہ میں آئے۔ ہر روز راجپوتوں نے آن کر جنگ

جنگ گرم کیا سلطان قصبہ بڑودہ سے کوچ کرکے کوہ چنپانیر کے پیچھے سے گذر کر موضع گرناری میں مالوہ کی سڑک پر فروکش ہوا۔ پھر راے بینی راے نے گناہ کی معافی کی درخواست کی مگر نامنظور ہوئی تو راے نے اپنا لشکر جمع کیا اور اطراف کے رایوں سے مدد چاہی اور قلعہ سے نیچے اوترا اور مورچلوں کو قایم کیا اور ساٹھہ ہزار سوار و پیادے لیکر سلطان کے مقابلہ میں صف آرا ہوا سلطان محمود سے اوسکی سخت لڑائی ہوئی اور اوسنے ہزیمت پائی۔ دس بارہ ہزار جنگی راجپوتوں کے ساتھہ وہ قلعہ میں آیا سلطان محمود بھی قلعہ کے نیچے آیا۔ اور اوسے گھیر لیا۔ اور ہر ایک سردار کو اپنے محل میں قایم کیا اور خود موضع گرناری کو معاودت کی اور سید مدن لنگ کو محافظت راہ اور رسد رسانی کے لئے مقرر کیا۔ ایک دن سید مدن لنگ جنگ سد لاتا تھا کہ راجپوتوں نے اوسکے بہت آدمی مار ڈالے اور رسد لوٹ کر لے گئے تو سلطان اس خبر کے سننے سے مغموم ہوا اور سلخ صفر سال مذکور تک وہ چنپانیر کے نیچے مقیم رہا اور لوازم محاصرہ میں مبالغہ کیا محافظ خان صبح کو سوار ہوتا اور مورچوں کا حال دوپہر تک دیکھہ بھال کر سلطان سے عرض کرتا جب محاصرہ بوجہ اتم ہوگیا تو حکم ہوا کہ چاروں طرف ساباط بنائیں ہر چوب کہ بالاے کوہ پر جاتی تو ایک لاکھہ تنکہ اوسکی اجرت ہوتی راے بینی راے نے اس حال کو مشاہدہ کرکے نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ ایلچی بھیجے اور معروض کیا کہ نو من طلا اور غلہ اسقدر کہ لشکر کے خرچ کو دس سال تک اکتفا کرے پیشکش میں دیتا ہوں سلطان نے کہا کہ جب تک قلعہ نہیں فتح ہوگا ممکن نہیں کہ میں اس سرزمین سے قدم اٹھاؤں ایلچی مایوس ہوکر راے پاس آئے اوسنے سنہ ۸۸۸ھ میں اپنے وکیل کارگزار سوراج کو سلطان غیاث الدین خلجی پاس مالوہ بھیجا اور استمداد چاہی اور ہر کوچ پر ایک لاکھہ تنکہ نقرہ مدد خرچ دینے کا اقرار کیا سلطان غیاث الدین لشکر تیار کرکے نعلچہ میں آیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اوسنے محاصرہ میں جا بجا امرا کو مقرر کیا اور خود رزم کے عزم سے قصبہ دہود تک آیا۔ یہاں اوس کو خبر آئی کہ سلطان غیاث الدین نے اپنے علماء کو طلب کرکے استفسار کیا کہ جسوقت کوئی مسلمانوں کا بادشاہ کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہو تو شرع اجازت دیتی ہے کہ ہم کفار کی کمک کو جائیں علماء نے کہا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ اسلئے وہ اوسی وقت الٹا منڈو کو چلا گیا سلطان اس مژدہ کو سنکر

خوش ہوا اور جنیا نیر کو گیا۔ ابھی قلعہ فتح نہ ہوا تھا کہ قصبہ جنیا نیر میں سلطان نے ایک جامع مسجد تعمیر
کرائی۔ اُسنے لشکر کے سب چھوٹے بڑوں کو یقین ہو گیا کہ جب تک قلعہ فتح نہیں ہو گا سلطان یہان
سے نہیں جائیگا۔ پس از حد ساباط بنانے اور اہل قلعہ کے تنگ کرنے میں اہتمام ہوا۔ سلطان کی
سپاہ ایسی قریب ہو گئی کہ اُسنے دیکھا کہ صبح کو رجپوت داتون کرنے اور طہارت کرنے جاتے ہیں
اور مورچلوں میں تھوڑے آدمی رہتے ہیں۔ اسلئے سلطان نے حکم دیا کہ ۳ ذی قعدہ سنہ ۸۸۹ھ (۱۴۸۴ء) کو صبح کے
وقت لشکریان خاصہ اپنے ساباط سے قلعہ کے اندر جائیں شاید فتح ہو جائے لشکریوں نے
حکم پر عمل کیا۔ اتفاق سے قوام الملک سرجاندار قلعہ میں چلا گیا۔ اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا
جب رجپوتوں کو خبر ہوئی تو وہ ہجوم کر کے مسلمانوں سے خوب لڑے۔ مسلمان غالب ہی رہے اور
حصار دوم کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ چند روز پہلے ایک توپ نے دیوار قلعہ میں دراڑ کی تھی محی الدین
ملک ایاز سلطانی اُس میں سے قلعہ کے اندر آگیا اور دروازہ پر چڑھ گیا۔ سلطان فوج برائے کمک
کے لئے ہتھیار بندہ رہا۔ رجپوت حیران و سراسیمہ ہو کر چھتے دروازہ کے باہم مارتے تھے۔ مگر جب
رجپوتوں نے دیکھا کہ سلطان صلح کو مانتا نہیں تو اونہوں نے آگ روشن کی اور سب عورتوں اور
بچوں کو ڈال کر جلا دیا۔ اور جان سے ہاتھ دہوئے اور طرح طرح کے آلات حرب لیکے جنگ
میں مشغول ہوئے۔ اور مغلوب ہوئے۔ سپاہ اسلام نے قلعہ کے بڑے دروازہ کو توڑا اور اندر
گھس گئے۔ اور جمع کثیر کو شمشیر سے قتل کیا۔ جب سلطان محمود خود اس دروازہ پر آیا۔ علم اوسکا نصب ہوا
اور بالائے حصار میں حوض پر سب رجپوت جمع ہو کر اشنان کیا اور شمشیر و نیزہ و جمدہر ہاتھ میں
لئے مسلمانوں کی فوج کے مقابل میں آئے۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی طرفین سے جمع کثیر کشتہ
ہوئی۔ اور بینی رائے اور ڈونگرسی و سورام وزیر زخمی ہو کر دستگیر ہوئے سلطان کے روبرو آئے
اوسنے ان قیدیوں کے زخموں کا علاج کرایا سلطان نے ایک دن بینی رائے سے پوچھا کہ کسلئے
اتنی مدت تک تو نے لڑائی لڑی۔ اوسنے کہا شاہا یہ مملکت موروثی تھی میں نے اسمیں
نشو و نما پایا تھا۔ میں نے یہ نہ چاہا کہ آبا و اجداد کے موروثی ملک کو رائگان و مفت برباد دوں
کہ میرا نام دنیا میں نامردوں کی فہرست میں ثبت ہو۔ سلطان نے اوسکی بہت تحسین کی

اور اوسکی تعظیم و تکریم میں کوشش کی - قلعہ کے نیچے ایک شہر آن حضرت کے نام پر محمد آباد آباد کیا مصطفےٰ آباد اپنے چہوٹے بیٹے خلیل خان کو دیدیا - خود اس بلدہ محمد آباد کی تعمیر میں اہتمام کیا اور جامع مسجد جو قبل از فتح بنائی تہی اسکو فراخ کیا سنہ ۹۱۴ھ ایک منبر نہایت پر تکلف اس مسجد کی محراب کے روبرو بنایا جسکی تاریخ یہ ہے ؎

سال تاریخ منبر و محراب　　قلمی شد بجنلعہ و منبر

جب بینی رائے کے زخم اچھے ہوگئے تو سلطان نے اوسکی اور اوسکے وزیر ڈونگرسی کی دعوت اسلام کی مگر اونہوں نے قبول نہ کیا علما کے فتوی کے موافق پانچ مہینے قید میں بخیر رہے اور ہر روز اونکو قتل کی تہدید ہوئی کہ مسلمان ہوجائیں مگر اونہوں نے کسی طرح دعوت اسلام نہ قبول کی تو وہ دار پر کہینچے گئے - اسی زمانہ میں احمد آباد کے گرد فصیل اور اوسکے برج بنائے ایک فاضل نے اوسکی تاریخ یہ کہی کہ مَن دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا

سنہ ۹۱۴ھ میں دہلی کے سوداگروں نے احمد آباد میں آنکر استغاثہ کیا کہ چار سو تین گہوڑے ہم لاتے تہے کہ کوہ آبو کے راجہ نے ظلم کرکے ہم سے لے لئے ہیں اور تمام قافلہ کو لوٹ لیا ہے سلطان نے اس بات کے سنتے ہی گہوڑونکی قیمت خزانہ سے سوداگروں کو دلوادی اور سب کو خلعت دئے - اور خود لشکر تیار کرکے ادہر چلا اور اپنے پہونچنے سے پہلے سوداگرون کے ہاتہہ ایک فرمان بہیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ سرکار خاصہ کے لئے سوداگر جو گہوڑے لاتے تہے اوسکو تونے ظلم کرکے لے لیا ہے چاہئے کہ جو کچھہ لیا ہے وہ اونکو واپس کرکے دیدے ورنہ قہر و غضب سلطانی کا مستوجب ہوگا جب فرمان بہیجا تو راجہ آبو نے ڈر کر تین سو ستر گہوڑے واپس کئے اور تینتیس ۳۳ گہوڑونکو کہا کہ مرگئے سو اونکی قیمت دی اور سوداگروں کے ہمراہ پیشکش بہی بہیجی - اور خود اپنے تئیں ملازموں کی سلک مین داخل کیا - بعد اسکے سلطان محمد آباد چنپانیر میں آگیا +

سنہ ۹۱۴ھ کو سلطان محمود بہمنی کے امراء میں سے بہادر گیلانی بغاوت کرکے بندر گوہ و دیبل اور ولایت دکن کے بہت سے حصے پر غالب ہوا - دس بارہ ہزار سوار بہم پہونچائے

دریا کی راہ سے کشتیوں میں بہت سے بہادروں کو گجرات بھیجا اور وہاں بڑی خرابی مچائی
سلطان محمود گجراتی کے چند جہاز خاصہ پر اپنے تصرف کیا بندر مہائم کو جلا کر
اور غارت کر کے اوسکی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان محمود نے صفدر الملک کو لشکر دیکر دریا کی راہ سے
اور قوام الملک سرگروہ خاصہ خیل کو کچھ فوج کے ساتھ خشکی سے مہائم کو روانہ کیا۔ وہاں صفدر الملک
کے اخبارات پہلے سے حوالی مہائم میں پہنچے۔ باد مخالف ایسی چلی کہ وہ متفرق ہوگئے۔ جہاز کشتیون
نے طوفان کے خوف سے دشمن سے امان مانگی اور کنارہ کی طرف چلے جب اوسکے نزدیک ہوئے
تو دشمن سے لڑائی ہوئی۔ پانی میں آتش حرب ایسی روشن ہوئی کہ پانی کا رنگ بدل گیا
آخر الامر لشکر گجرات مغلوب ہوا۔ صفدر الملک بعض اور معتبر آدمیوں کے ساتھ اسیر و دستگیر ہوا
سارا بیڑا دشمن کے ہاتھ پڑا جب قوام الملک سرحد مہائم میں آیا تو بہادر کے سپاہی سارا کام اپنا
کر کے اوسکے پاس چلے گئے تھے قوام الملک نے یہاں توقف کیا اور سلطان محمود کو عرضداشت بھیجی
کہ میں بہادر سے انتقام لینا چاہتا ہوں لیکن جب تک بادشاہ دکن کے ممالک کا بعض حصہ
خراب نہ کیا جائے بہادر کے مسکن تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اس باب میں حکم عالی کیا ہے۔
سلطان نے ایلچی اور نامہ والی دکن کو لکھا۔ اوسنے ہمسایہ کا حق ادا کیا۔ باوجود تسلط امرا
اور ارکان سلطنت کے تزلزل کے خود بہادر کے سر پر لشکر چڑھا کر لے گیا اور اوسکو مار ڈالا
صفدر الملک اور جہازوں کو مع تحائف کے گجرات کے بادشاہ پاس بھیجا جس سے یہ توقع تھی کہ
وہ اوسکی امداد کرکے ان آدمیوں کے ہاتھ سے بچائیگا جو اوسپر مسلط ہوگئے تھے مگر اسکا
کام اصلاح کے قابل نہ رہا تھا فرمانروائے گجرات نے اس میں تغافل کیا۔ تاریخ دکن میں اس کا
حال اور مفصل بیان ہوگا +

سنہ ۹۰۱ھ ۱۴۹۵ء سلطان محمود نے واگرا اور ایدر کی طرف کوچ کیا اور یہاں کے راجاؤں سے بڑی
بڑی پیشکشیں لیں اور خوب ولت سے لدا پھندا احمد آباد جنپانیر میں آیا۔ سنہ ۹۰۳ھ ۱۴۹۷ء میں اسنے
اپنے ممالک محروسہ کی سیر کی اور رعیت کے حق میں انصاف و عدل کیا +
سنہ ۹۰۴ھ ۱۴۹۸ء مخبروں نے سلطان کو اطلاع دی کہ الف خان شاہی نوکروں کے علوفہ کو اپنے متعلقات میں لایا

اور اس خوف سے بھاگ گیا کہ مبادا سپاہی وا دخواہ ہوں جسے بیحرمتی ہو سلطان نے شرف جہان کو اسکو دلاسے کے واسطے بھیجا۔ شرف جہان نے ہر چند اوسکو مواعظ و نصایح کین اصلا فائدہ نہوا۔ سو ہاتھی جو اوسکے ہمراہ تھے وہ شرف جہان کے ہاتھ بھیجکر منڈو کو چلا گیا۔ مگر اوسکے باپ نے سلطان محمود خلجی کے ساتھ بیوفائی کی تھی سلطان غیاث الدین نے اوسے اپنے ملک میں جگہ نہ دی تو الف خان پریشان حیران ہو کر سلطان پور میں آیا سلطان نے قاضی ببر اسحق کو الف خان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ وہ قاضی سے لڑا مگر نہایت سرگردان اور پریشان ہوا۔ بادشاہ کی خدمت میں عرایض بھیجکر اپنا قصور معاف کرایا اور سلطان محمود کی خدمت مین آیا تین مہینے بعد اپنے نائب عرض کو بے وجہ قتل کیا مقید ہوا۔ اسی قید میں اجل طبیعی سے یا زہر سے مرگیا۔

عادل خاں فاروقی نے کئی سال سے باج خراج کے ارسال میں اہمال کیا تھا۔ قاضی ببر سو۹۰۴ھ میں ولایت خاندیس میں آیا اور ملک کو غارت کرنا شروع کیا عادل خان میں تاب مقاومت نہ تہی۔ عماد الملک حاکم برار سے امداد چاہی جب اس پاس کمک نہ آئی تو چند سال کا مال لے کر محمد آباد چنپانیر میں آیا سلطان محمود کی لبساط بوسی سے مشرف ہو کر معزز و مکرم ہوا۔ اور معاودت کی رخصت اوس کو دی بعض روایت کرتے ہیں کہ سلطان محمود خود عادل خان کی گوشمالی پر متوجہ ہوا تھا جب آب تاپتی پر پہنچا تو عادل خان نے پیشکش بھیجی اور معذرت کی سلطان محمود نے حقوق خویشی کو مرعی رکھ کر رقم عفو اس کے افعال پر کھینچی +

انھیں دنوں میں دولت آباد کے تھانہ دار کو توال ملک مشرف و ملک جیو نے فرصت پاکر عرضداشت بھیجی کہ یہ قلعہ ہمارے پاس ہے۔ احمد نظام الملک اس حصار کی تسخیر کی فکر میں ہے ہر سال اسپر لشکر کشی کرتا ہے بالفعل قلعہ دولت آباد کا محاصرہ اوسنے کر رکھا ہے اگر آپ امداد و معاونت کریں تو یہ قلعہ آپ کا ہو جائے۔ ہم اپنی لیاقت کے موافق حضور کو پیشکش دیا کریں +

سلطان محمود نے پیش خانہ دکن کی جانب روانہ کیا تین منزل چلا تھا کہ احمد نظام الملک بحری جنیر کی طرف بھاگ گیا۔ دولت آباد کے آدمیون نے سلطان کو پیشکش دی سلطان نے ایک جشن مین دو کام کرکے محمد آباد چینپانیر میں معاودت کی۔

سلاطین بہمنیہ کے بزرگ غلامون اور نوکرون نے اپنے ولی نعمتون سے مخالفت کی اور سرداری کا دعوی کیا تہا سلطان کو بھی یہ حالت دیکھکر اپنے امرا کی طرف سے خوف پیدا ہوا۔ ۹۱۰ھ ۱۵۰۴ میں احمد آباد مین تشریف لایا۔ تدبیر و حکمت سے اونمیں سے جو صاحب اقتدار اور صاحب اعیہ تھے معزول و مقتول کیا اور ایک اور جماعت کو اونکی جگہ مقرر کیا۔ تاکہ وہ اونسے اور اونکی اولاد سے بغاوت نہ کرین +

۹۱۴ھ ۱۵۰۸ مین سلطان بڑے شوق سے محمد آباد مین گیا وہان دو تین مہینے نہ گذرے تھے کہ یہ خبر آئی کہ اس سال کفار فرنگ (پرتگیز) کے ساحل پر ہجوم کرکے قلعے بنانا اور متوطن ہونا چاہتے ہیں سلطان روم انکا دشمن تہا۔ اوسنے یہ خبر سنکر بہت سے جہاز ساحل ہند کی طرف شغل کی عوض سے بھیجے ہیں۔ اُنمین سے چند رومی جہاز بنادر گجرات مین آئے ہین سلطان محمود نے بھی دریافت عزا ہوا اور دمن اور مہائم کی طرف روانہ ہوا جب خطہ دمن میں آیا تو اپنے اونچے غلام خاص ایاز سلطان کو کہ امیر الامرا و سپہ سالار تھا بندر دیپ (دیو) میں چند جہاز کے ساتھ روانہ کیا جو آلات قتال اور جوانمردوں سے بھرے ہوئے تھے۔ کہ پرتگیزون کو دفع کرین۔ دس رومی بزرگ جہاز کہ خوانکار روم کی جانب سے غزا کے لئے دئے گئے تھے وہ ایاز کے ساتھ ہمراہ ہوئے ــــ ایاز نے بندر چیول تک جاکر عیسائیوں سے مقابلہ کیا اور فرنگیون کا ایک بزرگ جہاز جو ایک کروڑ روپیہ کا تہا سلمانون نے توپوں سے شکستہ کردیا سو وہ دریا میں غرق ہوگیا۔ ایاز نے ظفر پائی اور فرنگی بہت کشتہ ہوئے۔ لڑائیون میں رومیون سے چار سو آدمی اور فرنگیون کے قریب تین ہزار کے مارے گئے۔ رومیوں کے بیڑے کا سردار امیر حسین تھا جسکو بعض امیر ہاشم بھی لکھتے ہیں۔ اس جنگ کا حال پرتگیزی مورخ یون لکھتے ہیں کہ عرب میں تو ترک جہاز بنا نہیں سکتے تھے وہ اسکندریہ میں بنوا کے

قاہرہ میں لیجاتے تھے اور پندرہ سو سپاہی تھے امیر حسین اسکا سپہ سالار تہا اور ملک ایاز امیر البحر گجرات کا اسکے ساتھہ شریک ہو گیا تہا بندرگاہ چیول پر پرتگیزون نے حملہ کیا۔ پرتگیزون نے دو جہاز ترکون کے لے لئے۔ اور ترکون نے پرتگیزون کا ایک جہاز چہین لیا۔ پرتگیزون کے ایکاسی آدمی مارے گئے اور مسلمانون کے چہہ سو +

اس واقعہ کے بعد سلطان نے بنادر گجرات کا انتظام بوجہ اتم کر دیا۔ خاطر جمع سے محمد آباد میں آیا۔ اس سبب سے کہ آسیر مین داؤد فاروقی فوت ہوا۔ اس دیار میں غبار فتنہ بلند ہوا۔ عادل خاں ولد حسن خان کہ سلطان محمود گجراتی کا نواسہ تھا اپنے آدمیون کو بہیجکے اپنے نانا سے امداد طلب کی سلطان ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ء مین شعبان مین تہوڑے لشکر کے ساتھہ چلا اور نربدا کے کنارہ پر موضع چلکی میں رمضان بسر کیا۔ شوال میں ندربار کا عازم ہوا جب یہان آیا تو معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ نے عالم خان کو احمد نظام الملک بحری و عماد الملک نے اتفاق کر کے تخت سلطنت پر بٹھایا۔ نظام الملک برہانپور میں تہا سلطان محمود اس خبر کو سنکر تال نیر میں گیا۔ یہاں عادل خان اُس سے ملا۔ سلطان نے برہان پور لشکر گجرات بہیجا۔ جسکے سبب سے برار و احمد نگر کے لشکر نے مراجعت کی۔ عادل خاں کو مسند سلطنت پر بٹھایا۔ ملک لادن جو خاندیس کی سلطنت کا مدعی تہا اوسکو سلطان نے خان جہان کا خطاب دیا اور خلعہ اہیر اسس اوسکو جاگیر مین دیا۔ سلطان نے آسیر کے اور بہت افسرون کو خلعت دیئے عادل خان کے پاس امداد کے لئے گجرات کی سپاہ چہوڑی حسام الدین کو اس لئے کہ وہ آیندہ سلطنت حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کرے اوسکو ضلع سلطانپور میں قصبہ دہنور دیدیا۔ با وجود اس انتظام کے سال آیندہ میں آسیر مین اندرونی فساد برپا ہوئے مگر سلطان نے اپنے بیٹے کو آسیر میں بہیجکر عمدہ انتظام کر دیا اور عادل خان کو اپنی حکومت پر مستقل کر دیا +

۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء مین سلطان سکندر خان لودی نے محبت و اخلاص کے سبب سے کچھہ تحفے و سوغات سلطان محمود کے لئے بہیجے اس سے پہلے کبہی سلطان دہلی نے شاہ گجرات کے واسطے تحفے نہیں بہیجے تہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے بادشاہ نے گجرات کی بادشاہی کو تسلیم کر لیا

اس سال کے آخر میں سلطان نے اپنے ملک کا دورہ کیا۔ پہلے نہر والہ پٹن میں گیا علما و صلحاء فقرا کو انعام دیکر خوش دل کیا اور اپنے آنے کی غرض یہ بتلائی کہ میں تم سے آخری ملاقات کرنے آیا ہوں شاید اجل دوبارہ ملاقات نہ کرنے دے۔ انہیں سے ہر ایک نے اپنی طرز خاص کے ساتھ دعا دی پھر یہاں مزارات کی زیارت کی۔ احمد آباد میں گیا۔ شیخ احمد گیسو دراز کی درگاہ کی زیارت کی محمد آباد چنپانیر میں آیا۔ یہاں سخت بیمار ہوا شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کیا۔ اور نصائح دلپذیر کیں لیکن چار روز کے بعد اپنے میں آثار صحت نمودار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ رخصت کیا۔ پھر چند روز بعد مرض نے عود کیا۔ اور نہایت ضعیف و نزار ہو گیا۔ شاہزادہ مظفر خان کو پھر طلب کیا۔ اس میں فرحت الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمعیل بادشاہ ایران نے یادگار بیگ قزلباش کو بطریق رسالت بھیجا ہے۔ اور بہت نفیس تحفے ارسال کئے ہیں تو اوسنے کہا کہ خدا تعالی مجھے قزلباش کا منہ نہ دکھلائے کہ وہ اصحاب ثلاثہ پر تبرا کرتے ہیں غرض یہی ہوا کہ یادگار بیگ کے آنے سے پہلے اوسنے دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ/۱۵۱۱ کو سفر آخرت کیا ۹ برس ۱۱ ماہ عمر ہوئی۔ اس میں ۵۵ سال ایک ماہ دو روز سلطنت کی۔ مناشیر میں اوسکو خدایگان حلیم لکھتے ہیں اور اوسکو محمود بیگڑہ کہتے جس کی وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ بیگڑا ایسی گائے کو کہتے ہیں کہ جسکے سینگ دونوں طرف مڑے ہوئے اور حلقہ کئے ہوئے ہوں محمود شاہ کی مونچھیں اس شکل کی تھیں اسلئے اوسکو بیگڑہ کہتے تھے۔ شاہ جمال الدین حسینی اوسکی وجہ تسمیہ یہ بتلاتا ہے کہ دو نامی قلعے ایک گرنال دوسرا چنپانیر محمود شاہ نے تسخیر کئے اسلئے وہ بیگڑا یعنے صاحب دو قلعہ تھا۔ بی دو کو اور گڑا قلعہ کو کہتے ہیں۔ یہہ وجہ قریب القیاس ہے+

یہ بادشاہ شجاعت و سخاوت و مہربانی و بردباری کمال رکھتا تھا حیا و ادب و عقل و فراست میں غایت پر پہنچا ہوا تھا۔ راست گو ایسا تھا کہ اپنے قول کے خلاف کام نہیں کرتا تھا بغایت متشرع و خدا ترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا شکار کا شوق تھا۔ غایت حیا سے خلوت میں بھی نامحرموں سے پاؤں چھپاتا تھا۔ گالی کبھی نہیں دیتا تھا صاحب طبقات محمود شاہی

کہتا ہے کہ سلطان محمود کا جسم ضعیف و نازک تھا مگر ابتداء عمر سے آخر وفات تک ایام سفر میں
اور روز نبرد میں بھاری جوشن آہنی پہنتا تھا کہ جسکے لئے پیل تن آدمی چاہیئے ترکش میں
تین سو ساٹھ تیر رکھکر کمر میں باندھتا تھا۔ شمشیر وغیرہ کو اوسکا ضمیمہ کرتا تھا +

ذکر سلطنت مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی

جب سلطان محمود نے تنگنائے جسمانی سے وسعت آباد روحانی میں خرام کیا تو شاہزادہ
مظفر نے تخت پر جلوس کیا وہ ۲۰ شعبان ۸۷۵ھ کو پیدا ہوا تھا اور اکتالیس برس کی
عمر میں بادشاہ ہوا۔ اوسنے اپنے دو وزیر ملک خوش قدم اور ملک رشید مقرر کئے۔ شوال
سال مذکور میں یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمٰعیل نواحی محمدآباد میں عراق سے آیا۔
سب امیر وزیر اوسکے استقبال کو گئے محمود شاہ کے لئے جو تحفے یادگار بیگ لایا تھا وہ سلطان
مظفر کی نذر کئے۔ سلطان نے یادگار بیگ اور سب قزلباشوں کو خلعت بادشاہانہ انعام دیئے
سرائے خاص اونکی سکونت کے واسطے مقرر کی۔ چند روز بعد سلطان محمدآباد سے بڑودہ میں آیا
اور اوسکا نام دولت آباد بدلا (مگر اس نام کا رواج نہ ہوا) کہ اس اثناء میں خبر پہنچی کہ صاحب خان
ولد سلطان ناصرالدین جو خواجہ جہان خواجہ سرا کی دستیاری سے سلطان محمود پر غدر مچا کے
منڈو پر متصرف ہوا تھا اور سلطان محمود اپنا خطاب کہا تھا اور اکثر امرا کو اپنے ساتھ متفق
کیا تھا (یہ حال تاریخ مالوہ میں پڑھو) وہ بھائی کے خوف سے منڈو سے بھاگ کر بڑودہ کی
نواح میں آیا ہے۔ سلطان نے اوسکی دلجوئی و مہانداری خاطرخواہ کی سلطان محمودآباد میں آیا
اور قیصر خان کو قصبہ دہود میں بھیجا کہ وہ سلطان محمود خلجی اور مملکت مالوہ کی احوال اور امرا
کے اوضاع کی خبر لائے۔ برسات آگئی آدمی جابجا ٹھہر گئے۔ ایکدن صاحب خان نے سلطان پاس
پیغام بھیجا کہ فقیر کو آئے ہوئے ایک مدت گذر گئی میں اپنی مہم کو اصلا سرانجام نہیں دیکھتا سلطان نے
فرمایا کہ انشاء اللہ برسات کے بعد بضعف ولایت مالوہ طوعًا وکرہًا سلطان محمود کے تصرف سے نکال کر
تجھے دلا دونگا۔ مگر صاحب خان صاحب اقبال نہ تھا حسب اتفاق وہ اور یادگار بیگ قزلباش
خلو گجراتی شیخ کلاہ کہتے تھے ہمسایہ میں رہتے تھے۔ اوسکے نوکروں میں ایسی خصومت ہوئی کہ

کہ جنگ پر نوبت پہونچی۔ یادگار بیگ کی منزل غارت ہوئی قزلباشون نے تیر و کمان ہاتہہ مین لیکر اوسکے چند آدمیوں کو مار ڈالا لشکر گجرات میں یہ شہرت ہو گئی کہ ترکمانون نے صاحب خان کو پکڑ لیا یہ شہزادہ مالوہ اس واقعہ کی خجلت کے سبب سے سلطان مظفر کی اجازت بغیر آسیر کو چلا گیا اس کا حال تاریخ مالوہ مین تحریر ہوگا۔

صاحب خان کے جانے کے بعد سلطان پاس پوربیہ رجپوتوں کے غلبہ کی اور سلطان محمود خلجی کی مغلوبی کی خبر آئی۔ اس واقعہ کے سبب سے سلطان کو دہن ہو گیا کہ مالوہ کی مہم کا انصرام کرے۔ اس اثنا میں سنا کہ ملک عین الملک حاکم پٹن اپنی جمعیت سمیت سلطان کی ملازمت کے لئے آتا تہا کہ اسکو راہ مین خبر لگی کہ ایدر کے راجہ بہیم نے فرصت کو غنیمت جانکر سابرمتی کے حدود تک لوٹ مچا دی اسلئے عین الملک ان حدود مین آیا کہ راجہ کی گوشمالی کر کے سلطان کی خدمت میں جائے۔ راجہ اوس سے مقابلہ و مقاتلہ کے ساتہہ پیش آیا۔ دونو کے لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی اور عبد الکریم ایک سردار مع دوسو آدمیونکے مارا گیا۔ ہاتہی جو اوسکے ساتہہ تہا اوسکے ٹکڑے اڑائے جب عین الملک نے یہ حال دیکہا تو وہ میدان معرکہ سے بہاگ گیا مظفر شاہ ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔ مہراسہ مین پہونچکر اوسنے ملک کے تاخت و تاراج کے لئے آدمی بہیجے۔ راجہ ایدر نے قلعہ ایدر کو خالی کیا اور کوہ بیجانگر (بہیل نگر) میں جا چہپا۔ جب مظفر ایدر میں آیا تو دس رجپوتوں نے مقابلہ کیا اور جان گنوائی سلطان نے یہان عمارت و بتخانہ و درخت و باغ کا نشان نہ چہوڑا۔ راجہ ایدر نے عاجز ہو کر ایک برہمن کو سلطان کی خدمت مین بہیجا اور معذرت کی کہ ملک عین الملک میرے ساتہہ کمال عناد رکہتا تہا اس ولایت کو اوسنے تاراج کیا۔ مجہسے از روئے اضطرار یہ حرکت وقوع میں آئی۔ اگر بندہ کی جانب سے تقصیر کی ابتدا ہوتی تو میں غضب سلطانی کا مستحق ہوتا۔ اب مین مبلغ بیس لاکہہ ٹنکہ اور سو راس اسپ بطریق پیشکش وکلاء عالی کو سپرد کرتا ہون سلطان مظفر نے اس سبب سے عذر قبول کر لیا کہ اسکے خیال مین مالوہ کی مہم پیش نہاد تہی۔ اوسنے یہ روپیہ اور گہوڑے عین الملک کو دئے کہ وہ لشکر کا سامان کرے اور موضع کودہرہ سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت کے لئے رخصت کیا۔ قیصر خان کو موضع دیپالپور قبضہ کے لئے حکم دیا۔ وہ سلطان محمود خلجی کے تصرف میں تہا۔ پہر سلطان دہار مین آیا۔

یہان کے آدمیون نے اوس سے امان مانگی اونکو امان دی قوام الملک اختیار الملک بن عماد الملک کو اہل و عیال کی حراست کے لئے پہلے روانہ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ سلطان محمود خلجی اُن امرائے چندیری کے دفع کرنے کے لئے نکلا ہے جو اسپر چڑھ آئے تھے تو سلطان مظفر نے اپنے امرا واپس بلا لئے اور اوسنے فرمایا کہ اس یورش کی اصلی غرض یہ تھی کہ پوربیہ راجپوت برطرف کئے جائیں اور سلطان محمود اور صاحب خان کے درمیان ملک تقسیم کیا جائے۔ اب سلطان محمود چندیری کے امرا کے دفع کرنے کے لئے گیا ہے اور ظالم رجپوتون کو اپنے ہمراہ لے گیا ہے ایسے وقت مین اوسکے ملک مین آنا آئین مروت و مردانگی سے دور معلوم ہوتا ہے سلطان خود شکار کو گیا۔ اور قوام الملک کو لشکر کی حراست سپرد کی۔ دو ہزار سوار اور ڈیڑھ سو ہاتھی لیکر دہار میں آیا۔ یہان شیخ عبد اللہ جنگال و شیخ کمال الدین مالوی کے مزار کی زیارت کو گیا۔ منقول ہے کہ شیخ عبد اللہ راجہ بھوج پانڈے کے زمانہ مین راجہ کی وزارت کرتا تھا اور برج اسکا نام تھا وہ کسی تقریب سے مسلمان ہوا۔ اور کمال ریاضت و مجاہدے سے کمالات نفسانی کو پہنچا۔ نظام الملک لاورہ سے نعلچہ کو جاتا تھا کہ پوربیہ رجپوتون کی ایک جماعت نے اوسکی مزاحمت کی مگر اوسنے اونکو سزا دیا۔ ایک اور معاملہ پیش آگیا کہ یہ لڑائی آگے نہ بڑھی سلطان نے نظام الملک کو محمد آباد مین بھیجدیا۔ ان دنون مین بھیم رائے راجہ ایدر فوت ہوا اور اوسکا بیٹا راجہ بہارمل اوسکا جانشین ہوا جسکو رانا سنگا چیتوڑ نے تخت سے اوتار کر اپنے داماد رائمل بن سورج مل کو راجہ بنایا۔ بہارمل سلطان سے ملتجی ہوا۔ سلطان نے غرۂ شوال ۹۲۱ھ ۱۵۱۵ع کو نظام الملک کو مقرر کیا کہ ولایت ایدر کو رائے مل کے تصرف سے نکال کر بہارمل کو تفویض کرے۔ خود احمد نگر کو چلا گیا۔ پٹن کی سیر کر کے پھر لشکر مین چلا آیا۔ نظام الملک نے ایدر کو لیکر بہارمل کے سپرد کیا۔ رائمل کوہ بیجانگر (بیسل نگر) میں چلا گیا۔ نظام الملک نے یہان آنکر جنگ کی طرفین کے آدمی بہت مارے گئے جب سلطان مظفر کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے حکم بھیجا کہ جب ولایت ایدر تصرف مین آگئی تھی تو بیجانگر میں جانا اور لڑنا لشکر کو بے سبب ضایع کرنا تھا اسلئے مناسب ہے کہ وہ جلد مراجعت کرے جب نظام الملک حکم کے بموجب احمد نگر میں آیا اوسکو یہان حاکم مقرر کیا خود احمد آباد مین وڑا اور جشن عظیم کیا۔ اور شاہزادہ سکندر کا بیاہ کیا۔ برسات کے بعد وہ

ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔

۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء میں ایدر میں اسکا ملک آیا۔ ظہیر الملک اوسکے مقابلہ میں آیا۔ مگر وہ ستائیس آدمیوں کے ساتھ مارا گیا جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اوسنے نصرت الملک کو حکم بھیجا کہ بیجا نگر کو کہ مفسدوں کی پناہ اور متمردوں کی ماوا ہے تاخت کرے۔ اسی سال میں کھنبایت سے شیخ چاند اور مولی مشہور سکے قاضی حبیب ربیہ راجپوتوں کے ظلم سے بھاگ کر سلطان کی خدمت میں آئے۔ چند روز بعد داروغہ دھور کی عرضی آئی کہ پورببہ راجپوتوں کے استیلا سے سلطان محمود خلجی متوہم ہو کر منڈو سے بھاگا ہے اور یہاں سرحد گجرات پر آیا ہے۔ سلطان نے یہ خبر سنکر قیصر خاں کے ہاتھ بارگاہ سرخ اور چیزیں جو بادشاہوں کے ساتھ مخصوص ہیں شاہ مالوہ پاس بھیجیں اور خود بھی موضع دیوالہ میں آکر اوسنے ملاقات کی۔ مظفر نے اوسکی دلجوئی کی اور خود لشکر لیکر مالوہ پر متوجہ ہوا۔ جب میدنی رائے کو سلطان مظفر کے آنے کی خبر ہوئی تو اوس نے بھیوراے کو راجپوتوں کی جماعت کے ساتھ قلعہ منڈو میں چھوڑا اور خود دس ہزار رجپوت سوار اور فیلان محمود لیکر دبار کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں سے رانا سنگا پاس گیا کہ اوس کو اپنی مدد کے لیئے لائے۔ سلطان مظفر نے قلعہ منڈو کا محاصرہ کیا۔ رجپوتوں سے لڑائیاں ہوئیں جنمیں سلطان کا پلہ بھاری رہا۔ میدنی رائے ایک خط اپنے بیٹے بھیوراے کو لکھا کہ میں رانا کے پاس گیا تھا وہ کل ولایت مارواڑ کے رجپوتوں کو جمع کرکے کومک کو آئیگا تو ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو باتوں میں لگا رکھئیے۔ بھیوراے نے یہ مکر کیا کہ ایلچیوں کو سلطان پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ایک مدت سے قلعہ منڈو راجپوتوں کے تصرف میں ہے اور اونکے اہل و عیال قلعہ میں ہیں اگر سلطان ایک منزل پیچھے ہٹ جائے تو ایک مہینہ کے عرصہ میں اہل و عیال کو نکال کر میں قلعہ کو خالی کرکے آپکے حوالہ کر دونگا۔ اور خود آکر دولتخواہوں کے زمرہ میں داخل ہونگا۔ سلطان مظفر اگرچہ جانتا تھا کہ یہ جماعت کمک کا انتظام کر رہی ہے لیکن سلطان محمود کے متعلقین و فرزند قلعہ میں تھے اس ضرورت کے سبب سے اوسکی ملتمس کو قبول کرکے اپنے قرار سے تین کروہ دو میل پیچھے اس امید میں چلا گیا کہ شاید بھیو باہر آئے تو بے جنگ کام بن جائے

بیس روز گذر گئے تو معلوم ہوا امید نی رائے نے چند فیل اور بہت سا زر رانا سنگا کو دیکر اپنی
کمک کے لئے بلایا ہے سلطان مظفر نے عادل خان فاروقی حاکم آسیر و برہانپور کو جو دو تین روز
ہوئے کہ قوی لشکر کے ساتھہ سلطان کے لشکر میں آیا تھا سپاہ کا سردار بنا کے قوام الملک کو
اوس کے ہمراہ کیا اور رانا سنگا سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ خود قلعہ منڈو پر برابر چار روز
رات دن حملہ کیا اور اہل قلعہ کو ذرا آرام نہ لینے دیا پانچوین شب کو لڑائی موقوف کی
اہل قلعہ کو غفلت میں ڈالا آدہی رات کو ایک جماعت حصار کے نیچے گئی اہل حصار سوتے تہے اور
قلعہ کے کنگروں پر نردبان لگا کر دروازہ کے محافظوں کو قتل کیا اور دروازہ کو کہولا پہر ساری
فوج قلعہ میں داخل ہوئی۔ راجپوتوں کو اوسوقت خبر ہوئی کہ کچھہ اختیار ہاتھہ میں باقی نہ تھا
اونہوں نے اپنے قدیم قاعدہ کے موافق جوہر کی رسم کی یعنی معہ اسباب اور عورتوں بچوں کو
آگ میں جلایا۔ سلطان مظفر نے صبح ہونے کے وقت تک ۲۴ صفر ۹۲۴ھ کو انیس ہزار راجپوتوں کو
قتل کیا۔ اور اونکے فرزندوں کو اسیر کیا جب سلطان مظفر کو راجپوتوں کے قتل سے فرصت
ہوئی تو سلطان محمود نے آکر سلطان کو فتح کی مبارکباد دی اور پوچھا کہ بندہ کے لئے کیا حکم
ہے سلطان مظفر نے ازرو مروت کے کہ کمتر بادشاہوں سے وقوع میں آتی ہے سلطان محمود کو دلاسا دیا
اور کہا کہ یہ ساری مشقت اسلئے اٹھائی گئی کہ تجھکو حکومت دلاؤں اب منڈو کی بادشاہی اور مملکت
مالوہ خدا تجھکو مبارک کرے سلطان یہاں سے چلکر جب رانا سنگا کی جنگ پر متوجہ ہوا اس اثنا میں منڈو
سے ایک نامی زخمی راجپوت نے بھاگ کر سلطان مظفر کی قتل عام کی بابت رانا سنگا سے عرض
کی اور اوسی وقت مرگیا۔ اس سے رانا کا رنگ زرد ہوگیا وہ بادشاہ کی خبر اس طرف کے آنے کی سنکر
سراسیمہ چتوڑ کو روانہ ہوا۔ عادل خان اسکے پیچھے جاتا۔ اسکے پسماندوں کے قتل و غارت میں تقصیر
نہیں کرتا۔ وہ رانا کو پکڑنے نہ پایا تہا کہ سلطان مظفر نے اسے واپس بلالیا۔ سلطان محمود نے سلطان مظفر
کو منڈو میں بلاکر بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی اور پیشکش سلطان اور شاہزادہ کو دی سلطان
مظفر نے سلطان محمود کو رخصت کیا اور اوسکی کمک کے لئے آصف خان کو دو ہزار سپاہ کے ساتھہ
مقرر کیا۔ خود اپنی دارالسلطنت کو روانہ ہوا۔ سلطان مظفر چند روز محمد آباد چانپانیر میں ٹہیرا تھا کہ

[illegible] سلطان نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تھا رائے مل صاحب ایدر [illegible] بیجانگر سے نکلا اور اوس نے پٹن کے نیچے چھتہ کو اور قصبہ کلوارہ کو لوٹ لیا اور جب نصرت الملک جنگ آہنگ سے ایدر سے باہر آیا اور اونکی طرف متوجہ ہوا تو وہ بیجانگر کے مقاموں میں چھپا سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی اوس برسات رائے مل کا علاج کیا جائیگا ۔

۹۱۸ھ شروع ۹۱۸ھ میں سلطان رائے مل اور بہندری کی گوشمالی کے ارادہ سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا چونکہ رائے مل کا ملاذ اور معاون راجہ بال (وڈیوہ) کا ملک تھا اوسکو برباد کر کر خاک کی برابر کیا۔ چند روز ایدر میں توقف کیا وہاں سے محمد آباد میں آیا۔

چند روز کے بعد خبر پہنچی کہ سلطان محمود خلجی اور آصف خان متفق ہو کر راناسنگا اور میدنی رائے سے سخت لڑائی لڑے اکثر امرا مالوہ کشتہ ہوئے پسر صفخان بھی ایک جماعت کے ساتھ قتل ہوا سلطان محمود خلجی زخمی ہو کر دستگیر ہوا۔ راناسنگا نے اوسکے حال پر مہربانی کر اپنی سپاہ کے ساتھ مندو اوسے بھیجدیا سلطان مظفر اس حال کو سنکر ملول ہوا۔ باقی سرداروں میں سے چند گجرات کی فوج کی کمک کے لئے بھیجے۔ اور مکتوب محبت اسلوب اوسکو خرسند کیا۔ خود ایدر میں شکار کے لئے گیا اور وہاں عمارات تعمیر کرائیں۔ ایدر کی حکومت مبارز الملک کو حوالہ کی احمد آباد میں قوام الملک کو چھوڑ کر خود چنپانیر میں آیا۔ ایکدن مبارز الملک کی خدمت میں ایک یاوہ فروش نے کچھ حال راناسنگا کی مردی و مردانگی کا مذکور کیا مبارز الملک نے راناسنگا کو برا کہا اور ایک کتے کا نام راناسنگا رکھہ ایدر کے دروازہ کے آگے باندہ دیا۔ اس یاوہ فروش نے یہ قصہ راناسنگا سے جا کر کہا اوسکو ایسی غیرت آئی کہ وہ ایدر کی طرف آیا اور سروہی کا ملک تخت و تاراج کیا۔ رانا باگری میں آیا۔ یہاں کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا تابع تھا مگر مضطر ہو کر وہ رانا سے مل گیا رانا ڈونگرپور میں آیا۔ ملک مبارز الملک نے حقیقت حال شاہ کو لکہے۔ وزرائے سلطانی مبارز الملک سے دلوں میں صفائی نہیں رکھتے تھے اونہوں نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک کو یہ کیا لائق تھا کہ اوس نے کتے کا نام راناسنگا رکھکے اوسکو غیرت دلائی اور اب ڈر کر کمک مانگتا ہے سلطان نے کمک نہ بھیجی۔ وہ لشکر کہ ایدر کی کمک کو گیا تھا برسات کی کثرت کے سبب سے

اوسکے سپاہی احمدآباد میں اپنے گھروں میں چلے گئے تھے تھوڑے سے مبازرالملک پاس رہے تھے اس سبب سے وہ مشوش تھا۔ راناسنگا نے یہاں کے سب حالات معلوم کئے اور ایدر کی طرف متوجہ ہوا مبازرالملک اس سے لڑنے آیا۔ مگر پہلے اس سے کہ لشکر آپس میں ایک دوسرے کے مقابل ہوں وہ بہاگ کر ایدر میں آیا۔ سرداروں نے کہا کہ قلت دولت و کثرت دشمن سب پر عیاں ہو گئی مناسب ہے کہ احمدنگر کے قلعہ میں جب تک متحصن ہوں کہ کمک آئے یہ قرار دیکر مبازرالملک کو خواہ مخواہ بصرف لیکر قلعۂ احمدنگر میں لے گئے دوسرے روز راناسنگا ایدر میں آیا۔ مبازرالملک کا حال پوچھا قوم گراسیہ آدمی گجرات سے قوام الملک کے خوف سے بہاگ کر راناسنگا سے ملے تھے اونہوں نے کہا کہ مبازرالملک کا ارادہ تھا مرد نہیں ہے کہ بہاگے۔ امرا اوسکو زبردستی احمدنگر میں لے گئے ہیں اور کمک کا انتظار کر رہے ہیں۔ رانا جلد احمدنگر میں آیا تو اس بادفروش نے کہ مبازرالملک سے رانا کی تعریف کی تھی کہا کہ رانا بہت لشکر لیکر آیا ہے حیف ہو کہ تم جیسے جوانمرد بیفائدہ کشتہ ہوں مناسب ہے کہ قلعہ (احمدآباد) میں متحصن ہو۔ رانا اپنے گھوڑے کو قلعہ کے نیچے پانی پلائے گا مبازرالملک نے کہا کہ یہ محال ہے کہ میرا سکے گھوڑے کو اس دریا کا پانی پینے دوں۔ وہ اتنا لشکر لیکر کہ رانا کے لشکر کا دسواں حصہ تھا لڑنے کھڑا ہو گیا سخت لڑائی ہوئی۔ اسدخان کہ سردار تہا اور سرداروں سمیت مارا گیا۔ مبازرالملک اور صفدرخان دونوں زخمی ہو کر بہاگے اور احمدآباد میں آئے۔ رانا احمدنگر کو غارت کرکے بدنگر میں آیا۔ یہان کے باشندے اکثر برہمن تھے اس لئے اونکو نہیں لوٹا وڈنیل نگر میں آیا یہاں کے تہانہ دار حاتم نے مرنے کا قصد کرکے اوس کا مقابلہ کیا اور مارا گیا۔

رانا نے بیل نگر کو تاخت کرکے چتوڑ کو مراجعت کی سلطان قوام الملک نے ایک فوج مبازرالملک و صفدرخان کے ہمراہ کرکے احمدنگر بہیجی اونہوں نے مقتولوں کو خاک کے نیچے سپرد کیا اور گوالی اور گراسیوں نے نواحی ایدر میں مبازرالملک کو کم جمعیت دیکھکر احمدنگر پر چڑہائی کی

مبارز الملک نے قلعہ سے نکل کر اکثر آدمی اونکے مارے اور احمد نگر میں مراجعت کی ساحمد نگر ویران ہو گیا تہا اسلئے غلہ اور احتیاج محنت سے ہاتہہ لگتا تہا وہ قصبہ ربیع میں آگئے سلطان نے یہ خبر سنکر عماد الملک قیصر خان کو بہت سے لشکر اور ایک سو ہاتہیوں کے ساتہہ رانا سنگا کے دفع کرنے کے لئے بہیجا عماد الملک قیصر خان احمد آباد میں آئے اور قوام الملک کے ساتہہ بیج میں گئے رانا سنگا کی مراجعت کا حال سلطان کو لکہا اور اُس نے درخواست چتوڑ میں جانے کی کی سلطان نے جواب لکہا کہ برسات گذرنے کے بعد میں چتوڑ کی عزیمت کرونگا اور رانا سنگا کی گوشمالی کرونگا اس اثناء میں ایاز سلطانی کہ سلطان کے باپ کے غلاموں میں تہا اور بلاد بندر سورت اور سمندر کے کنارہ پر بالکل اقطاع رکہتا تہا تیس ہزار سوار و پیادے اور آتش بازی بہت سی لیکر سلطان کی خدمت میں آیا اور اوسنے معروض کیا کہ سلطان کا جلال ایسا رفیع ہے کہ رانا سنگا کی گوشمالی اور تادیب خود حضرت متوجہ ہوں ہم جیسے بندوں کی تربیت اسلئے ہوتی ہے کہ اگر اس قسم کے کام پیش آئیں تو شاہ کو تصدیع نہ کرنی پڑے۔ بادشاہ نے کچھہ جواب نہ دیا ۹۲۳ھ میں احمد نگر گیا جب لشکر جمع ہوا تو ملک ایاز نے پہر رانا سنگا کی گوشمالی کی درخواست کی سلطان نے ایک لاکہہ سوار و سو ہاتھی اوسکے ہمراہ کئے اور رانا کی تادیب کے لئے رخصت کیا جب ملک ایاز اور قوام الملک منزل مہراسہ میں آئے تو سلطان نے کمال حزم و نہایت دور اندیشی سے تاج خان و نظام الملک شلبی کے ساتہہ بیس ہزار سوار ان حدود میں بہیجے۔ ملک ایاز نے ایک عریضہ بہیجا کہ رانا سنگا کے تادیب کیلئے اتنے امراء معتبر کا بہیجنا میرے اعتبار اور افتخار کا سبب ہے۔ مگر اسقدر فوج اور ہاتہیوں کی ضرورت نہیں ہے - یہ بندہ باقبال خداوند اس خدمت کو پسندیدہ طور پر بجا لائیگا اکثر ہاتہیوں کو واپس بہیجدیا صفدر خان کو لکہا کوٹ کے رجپوتوں کو لوٹنے کیلئے بہیجا صفدر خان اس موضع میں جو نہایت قلب جا تہی گیا۔ بہت راجپوت قتل کئے اور بقیۃ السیف کو بردہ بنایا۔ ملک ایاز نے آن ملا۔ ملک ایاز نے یہان سے چلکر ڈونگر پور اور بانسوالہ کو جلا کر خاک کی برابر کیا۔ اور چتوڑ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاقاً ملک شجیع الملک اور صفدر خان کو ایک شخص نے اطلاع دی کہ اودے سنگہ و راجہ پال رانا سنگا کی رجپوتنی

ایک جماعت کے ساتھہ اور راجہ اگرسین پوربیہ پہاڑ کے پیچھے اس ارادہ سے چھپے ہوئے ہیں کہ آپ پر
شبخون ماریں صفدر خان بغیر اسکے کہ ملک ایاز کو خبر کرے دو سو سوار لیکر اس طرف گیا جنگ
عظیم واقع ہوئی اور اگرسین زخمی ہوا۔ اسی رجپوت قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ ملک ایاز
سلطانی آراستہ لشکر کے ساتھہ ملک اشجع الملک و صفدر خان کی کمک کو چلا جب جنگگاہ پر پہنچا تو
اوسکو اونکی فتح پر حیرت ہوئی اور بہت اونکی تعریف کی۔ دوسرے روز ملک قوام الدین کی گرد مغرور
کی جستجو ہوئی کہ وہ بانسوالہ میں گیا اور کوئی آبادانی کا اثر نہ چھوڑا۔ اگرسین مجروح نے جاکر سارا حال
رانا سے کہا جب ایاز خاص سلطانی مندسور میں آیا تو اوسکا محاصرہ کیا۔ رانا سنگا اپنے تہانہ دار
کی کمک کو آیا اور مندسور سے ۱۲ کروہ (۲۴ میل) پر ٹہیرا۔ اور ملک ایاز کو پیغام بہیجا کہ میں ایلچیوں
کو سلطان کی خدمت میں بہیجتا ہوں اور دولتخواہوں میں داخل ہوتا ہوں تم محاصرہ سے
ہاتھہ اوٹھاؤ۔ مگر شرائط صلح میں ایسے تکلفات تھے کہ اونکا صورت پذیر ہونا مشکل تہا اسلئے
ملک ایاز نے تسخیر قلعہ پر ہمت کی اور نقب یہاں تک بڑہایا کہ آجکل میں وہ تمام ہونے والی تھی
اسی اثناء میں سلطان محمود خلجی کے پاس سے شرزہ خان شروانی آیا اور اوسکا پیغام لایا کہ
اگر آپ کو کمک و امداد کی احتیاج ہو تو میں بھی ان حدود میں چلا آؤں ایاز خاں نے متردد ہوکر
اوسکو آنے کی تحریص دی مظفر کے احسان کا سلطان محمود خلجی مرہون تہا وہ سلہدی پوربیہ
کو ہمراہ لیکر مندسور میں آگیا۔ رانا سنگا اوسکے آنے سے سراسیمہ ہوا۔ اوسنے میدنی رائے کو سلہدی کے
پاس بہیجا اور پیغام دیا کہ مجالست کی رعایت محاسن اخلاق کے لوازم میں سے ہے چاہیے کہ
اوسکے حقوق کے ادا سے اپنے تئیں معاف نہ رکھے اور بالفعل صلح کے کرانے میں توجہ کرے
سلہدی نے ہر چند سعی کی مگر صلح میسر نہ ہوئی چند روز گذرے بعد قوام الملک نے اپنے مورچال پر
جاکر چاہا کہ قلعہ کے اندر داخل ہو ملک ایاز کو یہ اندیشہ تہا کہ کہیں قوام الملک کے نام پر
فتح نہ ہو جائے اسکو جنگ سے باز رکھا۔ امرائے گجرات ملک ایاز کے ارادہ سے آگاہ ہوکر
اوسسے آزردہ ہو گئے۔ دوسرے روز مبارز الملک اور چند اور سردار ملک ایاز کی اجازت بغیر
رانا سنگا کے ساتھہ جنگ پر مستعد ہوئے۔ ملک تغلق خوبلادی مبارز الملک کو اثناء راہ میں

پھیر کر لے آیا۔ ایاز کا مقصود یہ تہا کہ اوسنے جو نقب تیار کی تہی اوسمیں صبح کو آگ لگا کے قلعہ لے لیا جاے اور فتح اوسکے نام ہو اسلئے اسکے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہوا لیکن سیاست شاہی کا ملاحظہ اتنا تہا کہ ایاز کے بے اجازت کوئی کام نہیں کرسکتے تہے۔ ملک ایاز نے باوجود امرا کی نااتفاقی کے اپنے لشکر کو مستعد کر کے نقب میں آگ لگائی جب برج پاش پاش ہوا تو ظاہر ہوا کہ راجپوتوں نے صورت واقعہ سے آگاہ ہوکر برج کے محاذی ایک دردیوار بنائی تہی۔ دوسرے روز رانا سنگا کی طرف سے اونہوں نے آکر یہ پیغام دیا کہ دولت خواہوں کی سلک میں منسلک ہوتا ہوں اور احمد نگر کی لڑائی میں جتنے ہاتھی میرے ہاتہہ لگے ہیں اونکو اپنے بیٹے کے ہمراہ سلطان پاس بہیجتا ہوں۔ آپ مجہپر کیوں سخت گیری کرکے بے لطفی کو بڑہاتے ہیں۔ قوام الملک کی مخالفت کے سبب سے ملک ایاز صلح پر راضی ہوگیا اور لوازم صلح کی تمہید میں کوشش کی اور امرا نے اپنی ناراضمندی لشتے ظاہر کی سلطان محمود خلجی کی خدمت میں گئے اور اوس کو جنگ کی تحریص کی اور یہ قرار دیا کہ چارشنبہ کو جنگ کریں۔ ملک ایاز کو جب اس سے اطلاع ہوئی تو اوسنے سلطان محمود خلجی پاس آدمی بہیجکر پیغام دیا کہ سلطان مظفر نے لشکر کا اختیار بندہ کو دیا ہے میں راناسنگا کے ساتہہ لڑنے پر راضی نہیں اسلئے ظن غالب ہے کہ نفاق کی شامت سے دامن مقصود پر ہاتہہ نہ پہنچے۔ ملک ایاز نے چارشنبہ کی صبح کو جو امرا نے جنگ کے لئے ٹہرائی تہی کوچ کیا اور راناسنگا کے ایلچیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا سلطان محمود خلجی نے بھی منڈو کے قصد سے کوچ کیا۔ ایاز چنپانیر میں آیا تو سلطان نے اوسکو دیومیں بہیجدیا کہ وہ اپنے آدمیوں کا سامان کرے۔ برسات کے بعد خدمت میں آئے اور یہ امر قرار پایا کہ برسات کے بعد رانا سنگا کی گوشمالی کے لئے خود متوجہ ہو تو ملک ایاز نے اپنے معتمدوں میں سے راناسنگا کے پاس ایک آدمی بہیجکر یہ پیغام دیا کہ چونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان محبت ہوگئی ہے اسلئے ہم کو ایک دوسرے کی نیک اندیشی اور خیرخواہی میں کوشش کرنی لازم ہے چونکہ امرا کا بے نیل مراد پہرنا بادشاہ کی خاطر کو ناگوار گذرا ہے تو اوسنے خود ارادہ کیا ہے کہ آپکی حدود میں آکر سرکشوں کو گوشمالی دے اس امر سے ان حدود میں بہت خرابی ہوگی مناسب ہے کہ بہت جلد اپنے بیٹے کو

تحفے اور پیشکش لایق دیکر سلطان پاس بھیجو کہ غضب سلطانی کی صورت سے وہانکا متوطن محفوظ رہے
محرم ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء میں سلطان مظفر چنپانیر سے احمد آباد میں آیا کہ لشکر کا سامان درست کر کے
چتوڑ کو جائے۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیکر سلطان کی خدمت میں آیا
جب بیٹے نے پیشکش پیش کیں تو سلطان نے باپ کی تقصیر معاف کردی اور بیٹے کو خلعت دیا
لشکر کشی کی عزیمت کو فسخ کیا۔
اس سال میں ملک ایاز مر گیا سلطان مظفر کو سخت افسوس ہوا اوسکی جاگیر اوسکے بیٹے کو
دیدی۔ سنہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء میں سلطان نے چنپانیر کے مفسدوں کی گوشمالی کیلئے کوچ کیا حصار مہر سہ کو
از سر نو تعمیر کیا۔ اور احمد آباد چلا گیا +
عالم خان بن سکندر خان لودہی فرمان روائے دہلی نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے
امرائے بزرگ کو قتل کیا بقیۃ السیف خطوط و عرایض بھیجکر بندہ کو بلاتے ہیں فقیر مدتوں سے
اس امید میں آپکے خاندان کی خدمت کر رہا ہے کہ اپنے مقصد پر پہنچوں اب اس کا وقت آیا ہے
کہ میر الضیب جھک جائے۔ اب آپ ایسی عنایت کیجے کہ ملک موروثی بندہ کو ہاتھہ لگ جائے سلطان مظفر
نے ایک جماعت اور زر نقد دیکر اوسکو رخصت کیا وہ ابراہیم شاہ دہلی سے لڑنے گیا جسکا بیان
شاہان دہلی کی تاریخ میں ہوا۔
سنہ ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں سلطان ایدر کو گیا۔ اثناء راہ میں شاہزادہ بہادر خان نے قلت دخل و کثرت
خرچ کی شکایت کی بڑے بھائی شاہزادہ سکندر کی برابر اوسنے مواجب و علوفہ کی درخواست
کی سلطان نے اوسکو ٹال دیا وہ خفا ہو کر رائے سنگہ راجہ ڈونگر پور کے ملک میں چلا گیا۔ اور پھر چتوڑ میں
رانا سنگا پاس آیا۔ دونو جگہ اوسکی بڑی خاطر داری ہوئی۔ پھر وہ اجمیر ہو کر میوات میں گیا۔
حسن خان میواتی نے اوسکی خوب مہمانداری کی۔ یہاں سے وہ دہلی گیا۔ ان دنوں میں بابر بادشاہ
دہلی کی تسخیر کو آیا تہا بادشاہ ابراہیم نے اس شاہزادہ کے آنے کو غنیمت جانا سو وہ مغلوں سے
بہادرانہ لڑا۔ ابراہیم بادشاہ دہلی سے افغان متنفر تہے۔ اونہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو بادشاہ
بنائیں۔ ابراہیم کو ٹھکانے لگائیں ابراہیم کو جب یہ خبر ہوئی تو شاہزادہ بہادر خان کو امرا کے

سو بمرو پیشی کرکے خود جونپور چلا گیا جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہنچی کہ شہزادہ دہلی میں گیا ہی اور بابر بادشاہ مغلوں کی فوج لیکر حدود دہلی میں آتا ہے تو وہ بیٹے کی مفارقت سے نہایت مغموم ہوا تو خداوند کو حکم دیا کہ بہادر خان کو لائے۔ انہیں دنوں میں گجرات میں قحط عظیم پڑا۔ اور سلطان مریض ہوا۔ اور ہر روز مرض بڑہتا گیا۔ ایکدن سلطان مظفر نے رقت کرکے بہادر خان کو یاد فرمایا ایک شخص نے فرصت پاکر عرض کیا کہ لشکر کے دو فرقے ہو گئے ہیں ایک گروہ شاہزادہ سکندر خان کو چاہتا ہے اور دوسرا لطیف خاں کی طرف مائل ہے سلطان نے کہا کہ شاہزادہ بہادر خان کی بھی خبر آئی یا نہیں عقلمندوں نے اسے یہ گمان کیا کہ وہ بہادر خاں کو اپنا ولیعہد کرنا چاہتا ہے۔ مگر وقت کی ضرورت کے سبب دوم جمادی الاول ۹۳۲ھ میں سکندر خاں کو بلاکر ولیعہد کیا اور بھائیوں کے حق میں اوسکو وصیت کی اور اوسکو رخصت کیا پھر جمعہ کو دنیا سے انتقال کیا۔ ۱۴ سال ۹ ماہ سلطنت کی ۵۶ سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا۔ کہتے ہیں سلطان مظفر نہایت متشرع و متورع تھا اور احادیث نبوی کا تتبع کرتا تھا خط نسخ و ثلث و رقاع خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قران مجید لکھکر حرمین الشریفین کو بھیجا کرتا تھا۔ ایران و توران و روم و عربستان کے اکابر و اشراف اُسکے عہد میں گجرات میں آئے۔ اون کے حال پر نوازش کی محمود سیاوش کہ خوشنویسوں میں امتیاز رکھتا تھا شیراز سے گجرات میں آیا۔

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ

جب سلطان مظفر کی بیماری کو اشتداد ہوا تو اوسکے بیٹوں سکندر خان و لطیف خان میں مخالفت ہوئی سکندر خان ولیعہد ہوا۔ و عماد الملک و خداوند خاں و فتح خاں سکندر شاہ کے جانبدار ہوئے لطیف خاں ناچار اپنے اقطاع ندربار سلطان پور کو چلا گیا جب شاہ مظفر کو امر ناگزیر پیش آیا تو سکندر شاہ سریر شاہی پر بیٹھا۔ نعش پدر کو سرخیج میں بھیجا۔ وہ وہاں دفن ہوئی۔ وہ چینپانیر میں آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ شیخ چھو ایک بزرگ فرما گئے ہیں کہ سلطنت شاہزادہ بہادر کے ہاتھ میں منتقل ہو گی۔ اوسنے شیخ جی کو بڑے بھوگ سنائے۔ شاہ نے اپنی شاہزادگی کے ایام کے نوکروں کی رعایتیں کیں اور دلاتیں دیں اور اپنے باپ کے اداکے

نوکروں کی دلجوئی نہ کی اس سبب سے سب امرا اُس سے دلگیر شکستہ خاطر ہوئے خصوصاً عماد الملک حبشی بہت آزردہ خاطر ہوا وہ سلطان سکندر کے باپ کا غلام تھا اور مظفر شاہ کو بڑا عزیز تھا سلطان سکندر کے بعض تربیت یافتوں سے ایسی نا ملائم حرکات صادر ہوئیں کہ فتنہ سپاہ و رعیت کو اُسے نفرت ہوگئی اور زوال دولت اُن کا خدا سے چاہنے لگے سلطان نے ایک مجلس آراستہ کر کے سو گھوڑے اور خلعت اعیان مملکت کو انعام دئیے - اکثر یہ انعام بے موقع تھا خلائق اور زیادہ متاذی ہوئی شہزادہ بہادر کے آنے کی خواہاں ہوئی سلطان اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہوا اور انجام کار کے تفکر میں ترسان و ہراساں ہوا - اس اثناء میں معلوم ہوا کہ ندر بار اور سلطان پور کی نواح میں لطیف خاں بادشاہی کا خیال رکھتا ہے اور وقت کا منتظر ہے اس لئے سلطان سکندر نے شرزہ خاں کو لطیف خاں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا جب وہ ندر بار کی حد میں آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ملک لطیف سرداروں کی جماعت کے ساتھ کوہستان مولکا ہم جنگل چتوڑ میں چلا گیا ہے - شرزہ خاں بھی اس جنگل میں آیا راجہ چتوڑ جنگل اور قلبی مکان پر اعتماد کر کے جنگ کے ساتھ پیش آیا شیرزہ خاں اور اوس کے سرداروں کو مار ڈالا - فرار کی راہ مسدود تھی - راجپوتوں نے پیچھے سے آن کر ستر و سو آدمیوں کو مار ڈالا - اہل گجرات شکست کو زوال سکندر کی فال سمجھے - سلطان سکندر نے قیصر خان کو اس جماعت کی تادیب کے لئے بہت سا لشکر دیکر بھیجا - اس حال میں امرائے مظفری نے کہ شرارت سے موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر تیرا مارنا چاہتا ہے ہمیں تیرے ساتھ اخلاص ہے - اسلئے ہم نے تجھکو مطلع کر دیا ہے عماد الملک نے اسکا یقین کر لیا اور سلطان کی جان کے درپے ہوا چنانچہ ایک دن شاہ سکندر سوار جاتا تھا کہ عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کر کے سکندر کے مارنے کے قصد سے لے گیا مگر کامیاب نہ ہوا - ایک متعلق نے شاہ سکندر سے جب یہ حال کہا تو وہ مغموم ہوا - مگر اس سادہ لوح نے جواب میں کہا کہ خلائق چاہتی ہے کہ میں امراء و غلامان شاہی کو آزار پہنچاؤں عماد الملک بندہ ہائے موروثی میں سے ہی کیونکر وہ اس امر قبیح کو اختیار کریگا - بہادر خاں کے آنے کی خبر سننے سے بھی وہ پریشان تھا رات کو خواب میں دیکھا کہ بعض بزرگوں نے اور اوس کے باپ نے آکر اسے کہا کہ تو تخت سے اوٹھ

وہ دوسرے آدمی کی جگہ ہے مظفر شاہ کے تخت کا وارث بہادر خان ہے ۔ ۱۹ شعبان ۹۳۲ھ امرانے
اتفاق کرکے اوسکو مارڈالا وہ نو مہینے ۷ روز سلطنت کرگیا۔

ذکر شاہی سلطان محمود بن سلطان مظفر گجراتی

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے اوسکے چھوٹے بھائی نصیر خان کو حرم سرا سے نکال کر
تخت شاہی پر بٹھایا شاہ محمود خطاب دے یا سلطان سکندر کے امرا بیم وہراس سے بھاگ کر اطراف میں
چلے گئے ۔ یہاں اونکے گھر غارت ہوئے سکندر کی لغش موضع نامول نواح چنپانیر میں دفن ہوئی ۔
امرانے بادشاہ کو تہنیت دی عماد الملک نے دستور کے موافق امرا اور اعیان کو خلعت اور ایک سو اسی
خطاب دئے لیکن کسی کا علوفہ و مواجب نہیں زیادہ کیا ۔ ایکن اکثر سلطان بہادر کے آنے کے
منتظر تھے ۔ امرا اوسکی طلب میں رسل و رسائل میں سعی کرتے تھے خصوصًا اس باب میں خداوند خان
و تاج خان اوروں پر سبقت لے گئے تھے ۔ بہادر خاں بھی باپ کے مرنے کی خبر سنتے ہی گجرات کو
دوڑا چلا آتا تھا عماد الملک نے مضطر ہوکر برہان نظام شاہ بحری کو خط کے ساتھ بہت روپیہ بھیجا
اور اوس کو سلطان پور و ندربار کی سرحد پر بلایا ۔ راجہ مالیور (راجہ پوہ) کو خط بھیجا کہ سرحد گجرات
چنپانیر پر آجائے ۔ غایت حزم و دور اندیشی سے بابر بادشاہ کو لکھا ۔ کہ اگر اپنی افواج قاہرہ میں سے
ایک فوج بندر دیو میں بھیج دی جائے تو ایک کروڑ تنکہ نقد حضور کے خدمتگار وں کو مدد خرچ کے لئے
دونگا ۔ برہان نظام شاہ نے تحفہ تحائف لے لئے اور یوں ہی ٹالم ٹولے بتلائے ۔ راجہ مالیور
بہ سبب قرب جوار کے لشکر تیار کرکے نواحی چنپانیر میں آگیا ۔ تھانہ دار ڈونگر پور کو عماد الملک کے
اس عریضہ کا حال معلوم ہوگیا تھا جو بابر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا ۔ امرا گجرات
کے قاصد دہلی میں شاہزادہ پاس اوسکے بلانے کے لئے پہونچ گئے تھے ۔ اسی مادہ میں پایندہ خان
افغانان جونپور کی طرف سے بھی بہادر خان کے پاس آدمی لایا تھا کہ اوسکو جونپور لیجا کر وہاں
بادشاہ بنائیں جیسے وہ گجرات اور جونپور کی طرف سے بہادر خان کی طلب میں تقاضا
ہورہا تھا تو اوسنے کہا کہ میں جنگل میں جاکر اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ دیتا ہوں جس طرف
جائیگا میں جاونگا ۔ گھوڑا گجرات کی طرف روان ہوا ۔ تو بہادر اسی طرف چلا اور چتوڑ میں آکر

گجرات سے سپاہیوں نے متواتر بادشاہ سکندر کے مارے جانے کی اور نصیرخاں کے بادشاہ ہونیکی
خبر دی۔ شاہزادہ چاند خاں و شاہزادہ ابراہیم بن مظفر شاہ کہ رانا کے پاس تھے وہ اس پاس آئے
وہ بھائیوں کی ملاقات سے مسرور ہوا۔ چاند خاں رخصت ہو کر دہلی آیا ابراہیم ہمراہ ہوا تھوڑے
دنوں میں چتوڑ سے گذر ہوا تو اودے سنگھ راے مال پور (ڈونگر پور) اور بعض سکندر کے متعلقات
مثل ملک سرور و ملک یوسف و لطیف خاں کے اوسکی خدمت میں آئے سلطان بہادر نے
ملک تاج جمال کے ہاتھ فرمان استمالت تاج خان اور اپنے ہوا خواہ امیروں کو بھیجا اور اپنے آنیکی
اطلاع دی۔ تاج خان عماد الملک سے ڈرا ہوا دندوقہ میں بیٹھا ہوا تھا وہ اپنی قوم اور قبیلہ کی
آراستہ فوج لیکر سلطان بہادر کی خدمت میں آیا اور شاہزادہ لطیف خاں بن سلطان مظفر کو
جو اس پاس تھا مدد خرچ دیکر اپنے پاس سے رخصت کیا اور کہا کہ اب نے ارث مظفری و محمودی
آگیا تمہارا یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے لطیف خاں وتا وہوتل فتح خاں پاس کہ سلطان بہادر
کا چچا زاد بھائی تھا ملتجی ہو کر گیا جب سلطان بہادر ڈونگر پور میں آیا تو سید خرم خاں اور خرامین
استقبال کو گئے ہر طرف سے امرا اور سردار اس پاس آئے۔ اس خبر کے سننے سے عماد الملک کے
ہوش اڑ گئے۔ لشکر کے جمع کرنے میں اور خزانہ کے خالی کرنے میں کوشش کی اور لشکر کو
آمادہ کر کے اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ قصبہ مہرسہ میں بھیجے کہ وہ جا کر خلایق کی آمد
رفت کی راہ کو روکے اور کسی کو بہادر پاس نہ جانے دے جب بہادر قصبہ احمد نگر میں آیا تو
امراے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے ہوئے تھے اس پاس آئے عضد الملک کے آدمی
قصبہ مہرسہ چھوڑ کر بھاگے اور عضد الملک محمد آباد میں اعتماد الملک پاس پہنچا جب شاہزادہ
بہادر قصبہ مہرسہ میں آیا تو تاج خان چتر و امارات شاہی لیکر اس پاس آیا۔ ۲۶ رمضان
سنہ ۹۳۲ھ (۱۵۲۶ء) کو شاہزادہ نہروالہ پٹن میں آیا۔ یہاں سے امارات بادشاہ کا اعلام کر کے احمد آباد
میں آیا عماد الملک نے ایک سال کی تنخواہ سپاہ کو دیکر جنگ پر مستعد کیا لیکن اکثر امرا عماد الملک
سے ڈر لیکر سلطان سے مل گئے۔ بہاء الملک و داور الملک جنہوں نے سلطان سکندر کو قتل کیا تھا
وہ عماد الملک سے بگڑ کر سلطان بہادر کی خدمت میں آئے سلطان بہادر نے بمقتضاے وقت

اُن کی دل جوئی کی اور تالیف قلوب میں کوشش کی۔ نصیر خاں المخاطب محمود خاں کی سلطنت چار مہینے سے زیادہ نہ ہوئی +

ذکر شاہی سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی

روز عید رمضان ۹۳۲ھ ۱۵۲۶ء کو بہادر شاہ نے امراء اور اعیان مملکت کی سعی سے بلدہ احمد آباد میں مسند آبائی پر تکیہ لگایا۔ اوائل شوال میں وہ محمد آباد و چنپانیر کو روانہ ہوا۔

بارش کی ایسی کثرت ہوئی کہ اوسکو راہ میں کئی جگہ ٹھیرنا پڑا۔ سابرمتی ندی کے کنارہ پر ٹھیر کر وہ آب مہندری کے کنارہ پر آیا۔ عماد الملک نے بہادر شاہ کے آنے کی خبر سُن کر نواح بڑودہ میں اپنا لشکر پھیلایا کہ بادشاہ کی توجہ کو ہٹائے مگر بادشاہ نے چنپانیر کو سیدھا سفر کیا۔ یہاں تاج خاں نے عماد الملک اور اور سازش کرنے والوں کو گرفتار کر لیا۔ عماد الملک اور اوسکا بیٹا اور سیف خاں اور بعض اور سرکش دار پر کھینچے گئے اور اونکا مال قرق ہوا۔ نعمت الملک کو عماد الملک کا خطاب ملا۔ وہ مظفر شاہ کا قدیمی ملازم تھا۔ جب عضد الملک نے اپنے ساتھیوں کا یہ حال دیکھا تو وہ بڑودہ سے بھاگا۔ راہ میں اوسکا تمام مال اسباب کولیوں نے لوٹ لیا۔ شمس الملک اسکے پکڑنے کے لیے بھیجا گیا۔ اور محافظ خاں کے پیچھے نظام الملک بھیجا گیا۔ یہ دونو مفرور راو دسنگہ راجہ ایدر کے پاس چلے گئے مگر بادشاہ کی سپاہ ایسی اونکے تعاقب میں گئی تھی کہ اوسنے اونکا سب مال اسباب لوٹ لیا۔ غرض جو امرا کہ عماد الملک کے ساتھ سازش میں شریک تھے انمیں سے اکثر پکڑے گئے۔ اُنمیں سے بعض دار پر کھینچے گئے۔ بعض توپوں سے ہوا میں اُڑائے گئے۔ سب کا مال اسباب ضبط ہوا۔ لطیف خاں بن شاہ مظفر کہ عماد الملک اور اور امرا کی طلب سے ان حدود میں آیا تھا وہ شہر میں آیا چند روز مخفی رہا۔ قیصر خاں اور الغ خاں اور بعض اور امرا نے لطیف خاں پاس پیغام بھیجا کہ اب یہاں زیادہ رہنا نہیں چاہیے۔ وہ مایوس ہوکر ولایت پال پور میں چلا گیا۔ عضد الملک و محافظ خاں ولایت موسنگا یعنی مٹ وار کو چلے گئے۔ اس ملک کے شمال جنوب میں دریا تاپتی اور نربدا ہیں اور مشرق مغرب میں چھوٹا اودے پور اور چول مہیشور۔ اب سلطان بہادر بفراغ خاطر رعیت پروری اور سرانجام لشکر میں مشغول ہوا۔ جمہور خلائق عموم طوائف کو انعام سے بہرہ مند کیا۔ اس زمانہ میں گجرات کا دار الملک

قلعہ محمد آباد چنپانیر سمجھا جاتا تھا اور وہیں تخت پر بادشاہوں کا جلوس ہوتا تھا اسلئے ذیقعدہ ۹۳۲ھ کو یہاں بادشاہ نے سر پر تاج رکھا اور معمولی مراسم جلوس ادا کی گئیں اور غازی خاں کو ندربار اور سلطان پور کی حکومت عنایت ہوئی انہیں ایام میں خبر آئی کہ عضد الدولہ و محافظ خاں کے بہکانے سے شاہزادہ لطیف خاں کوہ اس اس میں نواحی ندربار اور سلطانپور میں آیا ہے اور فتنہ و فساد کا ارادہ رکھتا ہے غازی خاں اوسکی رفع دفع کے لئے مقرر ہوا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں قحط پڑا عماد الملک ہوشیار خزانچی بہادر شاہ کے ساتھ تھا اوسکو حکم بادشاہ نے دیا کہ جو شخص سوال کرے ایک مظفری اوسکو دیدو اور شہروں میں جابجا لنگر خانے جاری کئے غرض رعایا کی ترفیہ حال میں کوشش کی کہ بلاد گجرات میں تازہ رونق ہوگئی۔ ابھی مدت نہ گذری تھی کہ ارباب فتنہ نے حرکت کی شجاع الملک بھاگ کر لطیف خاں سے ملا سلطان نے الغ خاں کو دولت خواہ جان کر بہت سے لشکر کے ساتھ لطیف خاں کے لئے مقرر کیا وہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ دولتخواہوں نے معروض کیا کہ قیصر خاں والغ خاں دونو سلطان سکندر کے قتل میں عماد الملک کے ساتھ شریک تھے اب بھی مخفی طرح سے لطیف خاں کی مدد کرتے ہیں۔ تاج خاں نے عرض کیا کہ ان دونو نے لطیف خاں کو غیر متعارف راہ سے تادوت میں طلب کیا ہے۔ اور کلام اللہ پر قسم کھا کر کہا کہ اس میں کچھ خلاف نہیں ہے دوسرے روز قیصر خاں اور الغ خاں محبوس ہوئے چند روز بعد عماد الملک اور جو بہانہ بنا کے باہر چلا گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک خواجہ ابو کہ اس جماعت کی مصاحبت سے متہم تھے انکو پابرہنہ دست بستہ دربار عام میں حاضر کیا۔ اہل شہر نے ہجوم کر کے ان کے گھروں کو تاراج کر لیا ضیاء الملک نے گلے میں ستی ڈال کر عجز وزاری کی باتیں کہیں پچاس لاکھ تنکہ خون بہا کے دیکر عفو کی درخواست کی۔ غرض ان دونو کی یوں جان بچی اور مملکت فتنہ و فساد کی خاشاک سے پاک ہوئی اور کوئی دغدغہ نہیں رہا۔

۹۳۳ھ میں سلاحدار خاصہ کی دو ہزار آدمیوں کی جماعت جامع مسجد میں داد خواہ آئی کہ ہم کو تنخواہ نہیں ملی ہے اور خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ ان سرکشوں کا ارادہ شاہزادہ لطیف خاں پاس جانیکا ہے مگر اوسنے انکا تنخواہ علوفہ دیدیا

انہیں ایام میں غازی خان کی عرضداشت آئی کہ لطیف خاں نے اپنی کل جمعیت کے ساتہہ سلطانپور
میں آکر مخالفت کا علم بلند کیا میں اوسکے مقابلہ کو گیا۔ کارزار کے بعد عضد الملک و محافظ خاں بہاگ گئے
راے بہیم مع اپنے بہائیوں کے لڑائی میں مارا گیا۔ اور شاہزادہ لطیف خاں زخمی ہوکر گرفتار ہوا
سلطان نے یہ سنتے ہی لطیف خاں کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکے زخموں کی مرہم پٹی شروع
کی وہ ایسے کاری تہے کہ اچھے نہ ہوئے اور شہزادہ مرگیا +

انہیں دنوں میں اودے سنگہ راے پولوہ نے قیصر خان کے قتل ہونے کی خبر سنکر قصبہ دہوید
(دہوید) کو غارت کیا۔ اور بہت سا مال ضیاء الملک پسر قیصر خاں سے لے لیا۔ اور ملک کو خراب کرنا
شروع کیا۔ اس خبر کو سنکر سلطان ایسا مضطر ہوا کہ وہ خود عزیمت کرنی چاہتا تہا کہ تاج خان نے
عرض کیا کہ ابتداء سلطنت میں اس قسم کے بہت حادثات واقع ہوتے ہیں کچھہ تردد کا مقام نہیں
ہے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور کریں تو اللہ کی عنایت سے اور ظل اللہ کے اقبال کی برکت سے
مفسد کی گوشمالی کردونگا سلطان نے فی الفور اوسکو خلعت دیکر ایک لاکہہ سوار کا سپہ سالار بناکر
راے اودے سنگہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ تاج خاں نے راے کی ولایت میں جاکر اس کو ویران
کرنا شروع کیا۔ راے نے اپنی معافی تقصیر کے لئے ایلچی بہیجے مگر بادشاہ نے اوسکے قصور نہیں
معاف کئے اسلئے تاج خان نے پہلے سے زیادہ اوسکی مملکت کی خرابی میں کوشش کی ناچار راے
اودے سنگہ نے ایک قلب جگہہ کو اختیار کیا اور تاج خان سے لڑا۔ راے کی ایک جماعت کثیر قتل
ہوئی اور مسلمانوں میں سے ایک آدمی مارا گیا چند روز ولایت راے میں تاج خان رہا اور پہر بادشاہ
کے حکم سے وہ اس پاس آیا +

سنہ ۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء میں سلطان بہادر باگر اور ایدر کے ملکوں میں گیا اور یہاں سے چنپانیر میں مراجعت کی
اور بہروچ گیا کہ قلعہ کی مرمت کرائے۔ یہاں سے کہمبایت میں آیا۔ یہاں سمندر کی سیر کو ایک دن
آیا تہا کہ ناگاہ ایک جہاز بندر دیو سے آیا اور اہل جہاز نے یہ خبر سنائی کہ فرنگیوں کا جہاز باد مخالف
بندر دیو میں لائی ہے قوام الملک نے فرنگیوں کو پکڑ کر غلام بنالیا۔ بادشاہ اس خبر کو سنکر خشکی کی
راہ سے بندر دیو میں گیا قوام الملک نے فرنگیوں کو سلطان کے روبرو لایا سلطان نے ان کی

ایک مجمع کثیر کو مسلمان بنایا۔ پرتگیزی مورخ اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فرنگیوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور آخر کو وہ رہا ہو گئے۔ افسر جہاز کا نام جمیس ڈی میکو اسٹ تھا اور سو آدمی جہاز میں تھے۔ یہ تحقیق ہے کہ یہی افسر چتوڑ کے حملہ میں سلطان کے ساتھ شریک تھا اور وہی سفیر بنا کے نیونو دی کنہا پاس اُس سال میں بھیجا گیا تھا کہ بادشاہ کی جان گئی تھی +

جب بہادر اپنی دار الخلافت میں آیا تو میراں محمد شاہ حاکم آسیر خواہر زادہ سلطان بہادر کا نوشتہ آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بحری و قاسم ترک بیدری از روے تعدی برار میں داخل ہوئے۔ علاء الدین عماد شاہ کے ملتجی ہوتے کسے میں اوسکی مدد کو گیا اور سخت لڑائی ہوئی۔ فقیر نے ایک جماعت کو اپنے آگے سے ہٹایا۔ اسی حال میں برہان نظام شاہ بحری کہ کمیں میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر حملہ کر کے شکست دی چھ یا تین سو ہاتھی فقیر کے لوٹ لئے۔ اور قلعہ ماہور پر کہ اس بلاد کے اعظم قلعوں میں سے ہے بہ تعدی وہ متصرف ہوا۔ اب جو حضور کا فرمان معلی ہو نفاذ پائے میں اسکو اپنی عین بہبود جانوں گا۔ بہادر شاہ نے جواب میں یہ فرمان صادر کیا کہ سال گذشتہ میں علاء الدین عماد شاہ کا عریضہ آیا تھا۔ ملک عین الملک حاکم نہر والہ نے حسب الحکم جا کر فریقین میں صلح کرا دی تھی۔ اب برہان نظام کی طرف سے بیدستی کی ہوئی ہے مظلوم کی اعانت کریم کی ہمت پر فرض اور واجب ہوتی ہے وہ میں کرونگا +

محرم ۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء میں ولایت نظام شاہ کی تسخیر میں سلطان مع لشکر گراں متوجہ ہوا قصبہ بڑودہ میں سپاہ کے سامان میں ایک مدت لگی۔ اواسط سال مذکور میں جام فیروز حاکم ٹھٹھہ مغلوں کے استیلا سے جلاء وطن ہو کر سلطان بہادر پاس التجا لایا۔ سلطان نے اوسکی دلجوئی کے لئے دس لاکھ ٹنکہ اوسکو خرچ کے دیکر وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا ملک موروثی مغلوں کے ہاتھ سے نکال کر تجھے دیدونگا۔ اس فیاضی سے بہادر شاہ کی شہرت ایسی ہو گئی تھی۔ اسکے درگاہ میں قریب و بعید کی راے آتے۔ برادر زادہ راجہ گوالیار پور بیہ رجپوتوں کی جماعت کے ساتھ بہردن میں بھی راج برادر زادہ رانا سنگا اور بعض اور معتبر آن کر سلطان کے نوکر ہوئے بعض امیران دکن بھی سعادت حضور سے بہرہ یاب ہوئے۔ چونکہ شاہ نے نواحی محمد آباد چنپانیر میں بہت توقف

گیا تہا تو علاء الدین عماد شاہ نے بیتاب ہوکر اپنے بیٹے خضر خاں کو اس پاس بہیجا اور معروض کیا کہ برہان نظام شاہ بحری کا غرور و تکبر اس حد پر بڑہ گیا ہے کہ اوسکو صلح کا خیال ہی نہیں ہا اگر آپ ایکدفعہ دکن میں سواری فرمائیں تو میرا مقصود حاصل ہوجائیگا۔ سلطان بہادر نے اسکی التماس پر خیال کرکے دکن کی طرف کوچ کیا۔ دریاء نربدا کے کنارہ پر میران محمد فاروقی آن ملا وہ منت کرکے شاہ کو برہانپور لیگیا وہاں اوسکی دعوت بڑی دہوم دہام سے کی پیشکش میں ہاتھی گھوڑے دئیے یہاں عماد شاہ جریدہ کاویل سے آنکر اوسکی ملازمت میں آیا۔ اب گجرات اور خاندیس اور برار کی سپاہیں ملکر بہادر شاہ کے ماتحت برار میں ماہور کی طرف چلیں جسکی حوالی میں برہان نظام شاہ تہا جب وہ جالنہ پور میں آئے اور چند روز مقام کیا اور بہادر شاہ نے اس ملک کی طمع کی تو عماد الملک نے مضطرب ہوکر برار میں سلطان بہادر کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ میران محمد شاہ فاروقی کو اپنا وسیلہ بنایا۔ سلطان وہاں سے کوچ کرکے آگے گیا (اسکا حال وقائع نظام شاہیہ میں لکہا ہے) احمد نگر میں پہنچا یہاں ایک مہیب خواب دیکہا تو دولت آباد میں چلا گیا اور بالاگھاٹ میں قلعو کے حوض پر اوترا عماد الملک کو بہت سے امراء گجرات کے ساتھ اس قلعہ کے محاصرہ کے لئے متعین کیا۔ کچھہ دنون بعد علاء الدین عماد شاہ نے دکنیوں سے موافقت کی اور سلطان بہادر کے بلانے سے نادم و پشیمان ہوا وقت شب خیمہ و خرگاہ سے قطع نظر کرکے بہاگ گیا۔ دکنیوں نے گجراتیوں کی راہیں بند کر رکھی تہیں اور غلہ و آذوقہ پہنچنے نہ دیتے تہے برہان نظام شاہ بہی تہوڑے فاصلہ پر مقابلہ کے لئے آگیا تہا قلت غلہ کے قحط کے آثار ظاہر ہوئے اسوقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو یہ نوید دی کہ میران محمد شاہ کے جو ہاتہی میں نے لوٹے تہے انکو واپس کرکے اوسکو میں نے راضی کرلیا ہے اور احمد نگر میں سلطان کے نام کا خطبہ پڑہوایا ہے۔ سلطان ۹۳۶ھ میں گجرات میں آگیا اور محمد آباد میں برسات گزاری ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء میں بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع خانپور میں خداوند خان ورفیع الملک الملقب بعماد الملک کو آراستہ لشکر اور بہت ہاتہیوں کے ساتہ بہیجا اور خود کہنبایت میں گیا ایک روز وہاں رہا پہر بندر دیو میں گیا۔ بنادر کے لئے جہاز وہاں آئے ہوئے تہے اونسے قماش و زر اور اجناس خریدیں منجملہ اونکے ۱۶ سو من پیتے وموبزہ تہے مصطفے خان رومی کے ساتہ

ایک جماعت برسم تجارت آئی تہی انکا تفقد احوال کرکے انکو ایک منزل مناسب میں اتارا اور ملک ایاز کو ان مسافروں کی خاطرداری کے لئے چھوڑکر خود ولایت بانسوالہ وڈونگرپور میں گیا وہاں ہیبت کی آتش روشن کرکے رائیوں سے پیشکش لی اور محمدآباد چنپانیر کو معاودت کی۔ عمرخان و قطب خان اور ایک جماعت امرا یہ سب بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات میں آئے تھے اونکو طلب کرکے تین سو قباء زربفت اور پچاس گھوڑے اور چند لاکھ تنگہ نقد انعام میں دئے اور اگر نہروالہ میں رہ گیا اور واگر میں آیا۔ یہاں انکا عمدہ انتظام کیا۔ ہر جگہ تھانہ مقرر کیا۔ پرسرام راجہ (باگر) لاعلاج ہوکر بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اسکا بیٹا بادشاہ کے سامنے مسلمان ہوگیا اور بادشاہ کے مقربوں میں داخل۔ پرسرام کا بھائی جگت رائے۔ اپنی جماعت کے ساتھ کوہ و بیابان میں پھرتا تھا۔ اوسوقت جان کے خوف سے رائے رتن بن رانا سنگا سے ملتجی ہوا کہ اسکو اپنی ملازمت میں لے لے۔ اتفاقاً سلطان بہادر شکار کھیلتا ہوا بانسوالہ میں آیا۔ رانا رتن کی سفارش سے جگت کے قصور سلطان نے معاف کردئے۔ سلطان نے موضع گھاٹے کرجی میں ایک مسجد عالی بنائی اور یہ قصبہ پرتھی راج کو دیا اور ولایت واگر کو پرتھی راج اور جگت کے درمیان برابر تقسیم کردیا۔ چند روز شکار کے لئے یہاں مقام کیا کہ مخبروں نے خبر پہنچائی کہ سلطان محمود خلجی کہ سلطان مظفر شاہ کا ممنون احسان اور مرہون امتنان ہوا تھا اوسنے شرزہ خان حاکم منڈو کو اسلئے بھیجا کہ ولایت چیتور کے قصبات کو غارت کرے۔ اجین میں سلطان کا دولت رائے حاکم تہا اوسنے سلطان خلجی کا مقابلہ کیا۔ اسی حال میں رائے رتن کے ایلچی یہ استدعا کرتے ہوئے آئے کہ سلطان محمود خلجی کا سلطان بہادر مانع ہو کہ اوسنے بوجہ سلسلہ عداوت کی تحریک کی ہے اوسیوقت خبر آئی کہ سلطان محمود اجین سے سارنگ پور میں آیا ہے سلہدی پوربیہ کو مارنے کے قصد سے ہمراہ لے گیا ہے۔ سلہدی اوسکے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر معین خان ولد سکندر خان میواتی سے اتفاق کرکے ولایت چیتوڑ میں آیا۔ پہر سکندر خان اور بہوپت بن سلہدی سلطان بہادر کی ملازمت میں آئے سلطان نے سات سو زربفت کے خلعت اور ستر گھوڑے ان کو

الغام میں دیے اور دلجوئی کی اس اثنا میں سلطان محمود خلجی کا نوشتہ دریا خاں کے ہاتہہ اس مضمون کا پہنچا کہ میں بہی شرف حضور حاصل کرنا چاہتا تہا لیکن چند مواقع ایسے پیش آئے کہ ہمیں التوا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ اب میں ملاقات گرامی سے مسرور ہونگا سلطان بہادر نے دریا خاں سے کہا کہ چند مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ سلطان محمود کی ملاقات کی نوید کان میں آئی ہے اگر وہ ملاقات کو اویگا تو اوسکے پاس سے جو امرا بہاگے ہیں اونکو اپنے پاس جگہ نہ دونگا دریا خاں کو رخصت کرکے سلطان بالنسواڑہ میں آیا چند روز بعد سلطان کی خدمت مین رانا رتن سی اور سلہدی آئے سلطان نے تیس ہاتہی اور پندرہ سو خلعت زربفت کے اونکو دئے چند روز بعد رتن کو چیتور رخصت کیا اور سلہدی کو اپنے پاس رکہا سلطان محمود خلجی کے وعدہ پر ملاقات کیلئے سلطان بہادر ٹاندلہ میں آیا۔ اور یہ قرار پایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آئے تو اوسکی مہمانداری بیان کی جائے اور پہر وہ اوسکے ساتہہ گہاٹ دیولہ تک جا اور یہاں سے اپنے دار الملک کو مراجعت کرے۔ یہاں ٹاندلہ میں دس روز تک سلطان محمود کے آنے کا انتظار کیا گیا کہ دریا خاں اوسکے پاس سے آیا اور اوسنے کہا کہ سلطان محمود خلجی شکار میں گہوڑے پر سے گر پڑا اوسکا ایک بازو ٹوٹ گیا اس وضع سے آنا مناسب نہیں سلطان بہادر نے دریا خاں سے کہا کہ سلطان بارہا خلاف وعدہ کرچکا ہے اگر اوسکی مرضی ہو تو ہم اُس پاس جائیں۔ دریا خاں نے کہا کہ شاہزادہ چاند خاں بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود خلجی کے پاس ہے۔ اگر شاہ وہاں جائے اور اوسکو طلب کرے تو اوسکا دینا بہی مشکل ہوگا اور نگاہ رکہنا نہایت متعذر ہوگا اور فی الحقیقت یہ امر آنیکا مانع ہے۔ بہادر شاہ نے کہا کہ میں شاہزادہ چاند خاں کو نہیں طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہدو کہ وہ جلدی ہمارے پاس آئے۔ سلطان محمود خلجی کے ایلچی نے سلطان بہادر کا ارشاد اوسکو سُنا دیا۔ بہادر شاہ پیلپے منزلیں طے کرتا تہا اور سلطان محمود خلجی کی راہ دیکہتا تہا جب وہ دیبالپور میں آیا تو معلوم ہوا کہ سلطان محمود خلجی کا ارادہ یہ ہے کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین کا خطاب دیکر قلعہ منڈو میں رہنے دے اور خود قلعہ سے جدا ہوکر ایک گوشہ میں بیٹھے اور کسی سے ملاقات نہ کرے

اسی اثناء میں سلطان محمود خلجی کے بعض امراء اوسکی بدسلوکی سے آزردہ ہوکر سلطان بہادر کی خدمت میں آئے اور اونہوں نے عرض کیا کہ سلطان محمود خلجی بہ لطائف الحیل ٹالتا ہے اور اصلا وہ اختیار سے نہیں آئیگا۔ سلطان بہادر کوچ پر کوچ کرکے شادی آباد منڈو کی جانب چلا جب نعلچہ میں آیا تو منڈو کے محاصرہ کے واسطے لشکر معین کیا۔ محمد خاں آسیری غربی جانب میں سورجل شاہ پول میں مقرر ہوا لقمان کو پل بہول میں مقرر کیا اور پوربیہ جماعت کو سہلد انہ میں تعین کیا۔ خود موضع محمود پول کے محلوں میں قیام کیا۔ ۹ شعبان ۹۳۷ھ ۱۵۳۱ء کی شب کو سلطان بہادر نے بہادروں کی جماعت لیکر منڈو کے دو آدمیونکی رہنمونی سے قلعہ میں آنکر فصیل پر اتنی دیر توقف کیا کہ بہت سے آدمی قلعہ کے اندر آگئے اور صبح کی نماز کے وقت وہ سلطان محمود خلجی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اہل قلعہ اس طرف سے کہ نہایت مرتفع تھے خاطر جمع رکھتے تھے وہ اسوقت واقف ہوئے کہ قلعہ بیگانوں سے بہر گیا۔ اب اہل قلعہ ہر طرف بھاگتے پھرتے تھے شہزادہ چاند خاں بہی قلعہ سے اترکر فرار ہوا۔ سلطان محمود خلجی ایک جماعت قلیل کو مسلح کرکے مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر اپنے میں قوت مقاومت نہیں دیکھی تو شہر سے باہر گیا اور پہر مقربوں میں سے ایک کی رہنمونی سے اپنے اہل وعیال کے لحاظ سے اپنے محل میں آیا۔ سلطان بہادر نے اطراف محل کو گھیر رکھا تھا اور لشکریوں سے کہہ دیا تھا کہ یہ سلطان اور امیروں کی حرم سرائے ہے وہ امان میں ہے کوئی شخص ایمن سے کسی ایک شخص کے مال اور عرض کا متعرض نہ ہو اسواسطے سلطان محمود خلجی کے بعض ہوا خواہوں نے کہا کہ شاہ گجرات ہر چند بے مروتی کرے مگر اس حال میں بہی اوسکی مروت اوروں کی مروت سے زیادہ ہوگی وہ ناموس سلطان کی حفظ میں کوشش کریگا۔ اور ظن غالب ہے کہ رسم پدری کو اختیار کرکے ولایت مالوہ آپ ہی کو دیدے گا۔ سلطان بہادر نے لعل محل کے بام پر آکر ایک شخص کو سلطان محمود خلجی پاس بھیجکر اوس کو بلایا۔ وہ سات امیروں کے ساتھ آیا۔ سلطان بہادر اوسے عفو کرنا چاہتا تھا اوسنے متکلم ہوکر پوچھا کہ نہ آنے کا سبب کیا تھا۔ محمود نے اسکا درشت جواب دیا جس سے بہادر شاہ نے مکدر ہوکر اوس کو مع فرزندوں کے الف خاں آصف خاں کو

سپرد کرکے محمود آباد و چنپانیر میں بھیجدیا۔ خود منڈو میں ٹھیرا اور امراء مالوہ کو گجرات میں اقطاع دیں اور امراء گجرات کو مالوہ میں جاگیریں عنایت فرمائیں میراں محمد شاہ فاروقی کو معزز و مکرم برہانپور روانہ کیا ۹۳۷ھ میں بہادر شاہ برہانپور و آسیر کی سیر کو گیا اور برہان نظام شاہ نے بخلاف اسمعیل عادل شاہ کے لفظ شاہی کو اپنی اسم کا جز بنایا تھا اور میراں محمد شاہ فاروقی کی دلالت سے وہ برہانپور میں آیا تھا۔ شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے بہادر شاہ نے سلطان محمود خلجی کا چتر سفید و آفتاب گیر و سراپردہ سرخ برہان نظام شاہ بحری کو دیا۔ اور اوس سے کہا کہ میں نے تجھکو نظام شاہ بحری کا خطاب دیا جسکے معنی یہ ہیں کہ دشمنوں کو بادشاہی سے معزول کیا اور دوستونکو بادشاہی پر پہنچایا۔ سلطان بہادر شاہ کی غرض نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر و برہانپور کے ساتھ اوسکو بادشاہ دہلی کی جنگ کے لئے بھیجے اوس نے دہلی کی فتح کا ارادہ دل میں ٹھان لیا تھا۔ حالانکہ اسکے برخلاف وقوع میں آیا کیونکہ نظام شاہ بحری جب بہادر شاہ کی لڑائی ہمایوں بادشاہ سے ہوئی تو بہادر شاہ کے ہمراہ نہیں ہوا۔ بلکہ کئی سال پیشتر اوس نے ہمایوں بادشاہ کی بارگاہ میں اپنی حاجب بھیجکر ولایت گجرات کی تسخیر کی تحریص کی۔ کہتے ہیں کہ برہان نظام شاہ کے وزیر شاہ طاہر سے بہادر شاہ ایسا خوش ہوا تہا کہ وہ اپنا وکیل السلطنت کرنا چاہتا تہا۔ شاہ طاہر نے اوسکے نہ قبول کرنے کا بہانہ یہ بنایا کہ میں مکہ جاتا ہوں۔ حالانکہ وہ مدتوں احمد نگر میں رہا اور برہان نظام شاہ دوم کو شیعہ مذہب میں لایا چتر و سراپردہ کا سرخ رنگ سبز رنگ سے اسلئے بدلوایا کہ یہ رنگ بارہ اماموں کی نشانی ہے اسکا کلی و جزوی حال تاریخ نظام شاہیہ میں بیان ہوگا نظام شاہ نے خوش دل و کامیاب ہو کر احمد نگر میں مراجعت کی اور بہادر شاہ منڈو سے دہار میں آگیا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ نے سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بلکہ سلطان ناصر الدین کی بعض حرمیں اپنے گھر میں ڈال لیں تھیں اور اب بھی اوسکے گھر میں تھیں اس سبب سے وہ بہادر شاہ پاس آنا نہیں چاہتا تہا سلطان بہادر نے کہا کہ خواہ وہ آئے یا نہ آئے ہم پر فرض عین اور عین فرض ہے

کہ مسلمہ عورات کو کفار کی عبودیت سے خلاص دلائیں اور اوسکو تادیب بلیغ کریں اوسنے مقبل خان کو محمدآباد چانپانیر کو رخصت کیا کہ وہان جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو لشکر و توپخانہ و خزانہ سمیت اس پاس بھیجدے۔ اختیار خان لشکر گران کے ساتھہ ۱۳ ربیع الاول سال مذکور کو قصبہ دہار میں سلطان بہادر سے ملا۔ بادشاہ نے گجرات جانیکی شہرت دی اور وہ منڈو میں آیا اور اختیار خان کو یہان کی حکومت دیکر ۲۰ جمادی الثانی کو نعلچہ میں آیا اس نے ناہر بہوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ اوسکے ہمراہ تہا عرض کیا کہ حضور گجرات جاتے ہیں اگر بندہ کو اُجین جانے کی رخصت ہو تو سلہدی کو حضور کی ملازمت میں لے آؤن سلطان بہادر نے اوسکو رخصت دی اور متواتر کوچ کرکے غرہ اجین میں ۱۵ ماہ مذکور کو قصبہ دہار میں آیا۔ لشکر کو یہان چہوڑکر برسم شکار شجعل پور میں گیا۔ اس خبر کو سلہدی نے سنکر اپنے بیٹے بہوپت کو اجین میں چہوڑا اور خود بادشاہ کی ملازمت میں آیا۔ امیر نفیر سلہدی پوربیہ کو بلانے گیا تہا۔ اوسنے سلطان سے خلوت میں عرض کیا کہ سلہدی کو اطاعت کا خیال نہیں فقیر اسکو نہایت وا ایک کروڑ ٹنکہ نقد دینے کا فریب دیکر یہان لایا ہے ورنہ وہ یہ چاہتا تہا کہ قلعہ کو چہوڑکر ولایت میوات کو چلا اب اگر چلا جائیگا تو پہر اسکا دیکہنا محال ہوگا۔ بادشاہ شجعال پور سے دہار کو روانہ ہوا۔ لشکر کو باہر چہوڑکر قلعہ دہار میں آیا اور سلہدی کو بھی ساتھہ لایا۔ جوہیں بادشاہ قلعہ میں داخل ہوا میں موکلوں نے آکر سلہدی کو دو خواصوں کے ساتھہ گرفتار کیا ایک خواص نے غل مچاکر خنجر نکالی - سلہدی نے کہا کہ یہ خنجر تونے میرے مارنیکے واسطے نکالا ہے تو اوسنے کہا کہ میں نے تمہارے ہی لئے ایسا کیا ہے۔ جب تمکو اسنے آسیب پہنچتا تو میں اپنے تئیں مارتا ہون مجہسے یہ صدمہ نہیں دیکہا جاتا خنجر شکم پر مارکر وہ مرگیا جب سلہدی کی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو اہل شہر نے اسکا گہر لوٹ لیا اور بہت آدمیوں کو مار ڈالا۔ بقیۃ السیف بھاگ کر اوسکے بیٹے بہوپت پاس گئے اوسکے ہاتہی گہوڑے اور اسباب سرکار شاہی میں ضبط ہوئے اور سلطان نے رفیع الملک کو بہوپت کے سر پر بہیجا اور لشکر کے ساتھہ خداوندخان کو چہوڑکر خود اجین گیا۔ دریا خاں مالوہی کو اجین کی حکومت

ارزانی کی اور خود سارنگپور میں گیا اور سارنگپور ملو خاں بن ملو خان کو سپرد کیا ملو خان
منڈو سے بہاگ کر سلطان مظفر کا نوکر ہوا تہا شیر شاہ سور کی عہد میں اوسنے اپنا لقب قادر شاہ
کہا تہا اس دیار میں ویسکے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا اور سکہ چلتا تہا اسکا حال عنقریب بیان
ہوگا حبیب خان والی اشتہ کو اشتہ روانہ کیا خود بہیلسہ اور رائسین کا عازم ہوا حبیب خاں
نے پوربیہ کی ایک جماعت کثیر کو مارا اور اشتہ پر قابض ہوا جب بہیلسہ میں شاہ آیا تو معلوم
ہوا کہ یہاں اٹہارہ سال سے آثار اسلام منقطع ہوئے ہیں اور علامات کفر شایع اس منزل میں
مخبروں نے یہ خبر دی کہ بہوپت ولد سلہدی باپ کی گرفتاری کی اور اپنے واسطے رفیع الملک کے
معین ہونے کی خبر سنکر کمک کیواسطے چتوڑ گیا ہے اور لکہمن برادر سلہدی حصار رائسین کو
استوار کرتا ہے اور معرکہ آرائی کے لئے سعی کرتا ہے اور چتوڑ کی کمک کا منتظر بیٹہا ہے۔
سلطان بہادر نے یہاں دو تین روز اسلئے قیام کیا کہ مسجدونکی تعمیر کا انتظام کرے۔ پہر
۷۔ جمادی الاولی کو رائسین کی طرف چلا۔ ابہی اسکا لشکر نہ آیا تہا کہ راجپوت پوربیہ کی ف
فوجیں قلعہ سے اتریں سلطان بہادر تہوڑے آدمیوں سے اونپر تاخت کی اور دو تین آدمیونکو
مار ڈالا۔ پہر گجرات کی سپاہ پہونچی آئی اور اوسنے مخالفوں کو مارا۔ پوربیہ بہاگ کر قلعہ میں چلے
گئے دوسرے روز حصار کو مرکز دار سب طرف سے درمیان میں کر لیا مورچلوں کو تقسیم کیا ساباط
ایسے بنائے کہ چند روز سے وہ قلعہ پر مشرف ہوگئے سلطان نے رومی خان کو اہل توپخانہ
حوالہ کئے اور خود اپنی منزل میں چلا آیا۔ رومی خان نے توپوں کے زور سے قلعہ کی برجوں
کو اڑایا اور دوسری طرف سے نقب لگائی کہ کئی گز دیوار گر پڑی سلہدی نے احوال قلعہ اور
پوربیہ کی زبونی اور توقف خصم پر نظر کرکے پیغام دیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اگر مجہے اجازت
ہوگی تو میں قلعہ میں جاکر اوسکو خالی کراکے حضور کے حوالہ کر دونگا سلطان اس خبر سے
مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے حضور میں طلب کیا کلمہ توحید سکہایا۔ اپنے ساتہ طرح طرح
کا کہانا کہلایا اور خاص خلعت دیا اور اپنے ہمراہ قلعہ کے نیچے لایا سلہدی نے اپنے بہائی
لکہمن کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اب میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ بہادر شاہ اپنی علو ہمت سے

مجھے مراتب عالی پر پہنچائیگا لائق یہ ہے کہ قلعہ ملازمان شاہی کو حوالہ کیا جائے۔ اور ہم تم بادشاہ کی خدمت میں رہیں لکھمن نے خفیہ بھائی سے کہا کہ اب تیرا خون کرنا تو مسلمانوں کے مذہب میں روا نہیں ہے۔ رانا کو چالیس ہزار سواروں کے ساتھ کمک کے لئے بھوپت لیکر آتا ہے۔ چاہیے کہ قلعہ کے لینے میں چند روز توقف کیا جائے سلہدی نے سلطان سے کہا کہ آج مہلت دیجائے کل دوپہر کے بعد قلعہ خالی کر کے سلطان کے ملازموں کو حوالہ کیا جائیگا سلطان بہادر مراجعت کر کے اپنی منزل میں آیا۔ دوسرے روز دوپہر تک انتظار کیا جب میعاد وقت پر ایک ساعت گذری سلہدی نے عرض کیا کہ اگر بندہ کو قلعہ کے نزدیک جانے کی اجازت ہو تو استکشاف کر کے صورت حال کو عرض کروں یہ امر سلطان کی عنایت سے دور نہیں معلوم ہوتا سلطان بہادر نے سلہدی کو اپنے معتبروں کے ساتھ قلعہ کے نزدیک بھیجا سلہدی افتادہ شکستہ برج کے پاس گیا اور نصیحت کرنی شروع کی کہ اے راجپوتان غافل اور اے خویشان جاہل مسلمانوں سے حذر مانگو کہ سلطان بہادر اس ہور چل سے آنکر تمکو ماریگا۔ اسکے غرض یہ تھی کہ فی الفور برجون کو وہ تیار کرلیں۔ لکھمن نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر سمجھ گیا سلہدی ظاہر میں پھر آیا۔ لکھمن استحکام قلعہ میں مصروف ہوا اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ بھوپت کے بلانے کو روانہ کئے۔ یہ پسر سلہدی باہر آیا تو بضیبوتکی شامت سے بادشاہی لشکر سے دوچار ہوا اور لڑائی ہوئی۔ فوج گجرات نے بہت راجپوت مارے اور پسر سلہدی کا سر کاٹ کے اور راجپوتوں کے سروں کے ساتھ سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جب سلہدی نے بیٹے کے مرنے کی خبر سنی تو اوسکے ہوش اڑے اور سلطان نے سلہدی کے خدعہ پر اطلاع پاکے اوسکو برہان الملک کے حوالہ کیا کہ قلعہ شادی آباد منڈو میں محبوس رکھے۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ بھوپت جانتا ہے کہ سلطان جریدہ ہے رانا کو ہمراہ لیکر متواتر کوچ کرتا ہوا چلا آتا ہے اس خبر کے سننے سے سلطان کی قوت غضبی جوش میں آئی اوسنے کہا کہ اگرچہ میں جریدہ ہوں مقتضائے نصوص قرآنی ایک مسلمان دس کافروں کو کافی ہے فی الفور میران محمد شاہ

فاروقی فرمان روا سے برہانپور اور رفیع الملک الملخاطب عماد الملک کو اونکی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ کھیرار میں پہنچے پورن مل کہ سلہدی پوربیہ کا بیٹا تہا دس ہزار راجپوت پوربیہ کے ساتھہ وہاں آیا میران محمد شاہ فاروقی نے عرضداشت بہیجی کہ پورنمل ولد سلہدی رانا سے ملا ہے اور رانا بھی قریب آگیا ہے اسکی جمعیت اندازہ سے باہر ہے سلطان نے اس عرضداشت آنے کے بعد اختیار خان اور اور امرا کو محاصرہ میں چھوڑا اور خود ایلغار کرکے رات دن میں ستر کروہ مالوہ طے کرکے کھیرار کی نواح میں پہنچا۔ اس اثنا میں رانا اور بھوپت کو جاسوسوں نے آنکر خبر دی کہ رات کو بہادر شاہ لشکر سے آنکر مل گیا اور پیچھے سے سپاہ مور و ملخ سے زیادہ بفاصلہ چلی آتی ہے۔ رانا اس خبر کو سنکر ایک منزل پیچھے اور سلطان کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑہا۔ اس منزل میں دو نفر راجپوت ایلچی کے لباس میں تحقیق اخبار کے لئے سلطان کے لشکر میں آئے۔ اور رانا کا زبانی پیغام یہ لائے کہ درگاہ شاہی کے ملازموں میں سے رانا ہے ان حدود میں آنے سے اوسکی غرض یہ تھی کہ سلہدی پوربیہ کی تقصیرات کو معاف کرائے سلطان نے اوسکے جواب میں کہا کہ بالفعل رانا کی جمعیت و شوکت ہم سے زیادہ ہے اگر اول ہم جنگ کا ارادہ نہ کرتے تو تمہارا الحاح سنتے۔ ان راجپوتوں نے جاکر کہا کہ سلطان کو ہم نے جاکر بچشم خود دیکھا ہے۔ رانا اور بھوپت باوجود اس شوکت و جمعیت کے تین چار منزلوں کی ایک منزل کرکے بہاگ گئے۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ الغ خان بیس ہزار سواروں اور توپخانہ گجرات کو لیکر آن پہنچا ہے سلطان نے اپنی شجاعت سے الغ خان کے ملنے کا انتظار نہیں کیا جو لشکر اوسکے ہمراہ تہا اوسے لیکر ستر کروہ تک تعاقب کیا۔ رانا چتوڑ میں داخل ہوا۔ اسکی تادیب دوسرے سال پر سلطان نے چہوڑا خود آنکر رائسین کے محاصرہ کو تنگ کیا۔ آخر ماہ رمضان میں لکہمن کمک سے مایوس ہوا اور ہلاکت کی صورت اپنی آنکہوں کے سامنے دیکھنے لگا تو عجز و انکسار سے عرضداشت بہیجی کہ اگر جناب سلہدی کو حضور میں طلب کرکے اوس کے جرائم کو معاف کریں تو میں قلعہ رائسین کو خالی کرکے حضور کے ملازموں کے حوالہ کردوں

شاہ نے تامل وافی کے بعد یہ خیال کیا کہ اس یورش سے غرض یہ تھی کہ مسلمہ عورات کو کافروں کی قید سے رہائی دلاؤں اگر میں اونکی ملتمس کو نہ قبول کروں تو احتمال ہے کہ یہ رجپوت جوہر کریں اور مسلمان ضعیف عورتیں اونکی عورتوں کے ساتھہ ہلاک ہوں اسلئے لکھمن کی ملتمس کو منظور کیا۔ سلہدی کو منڈو سے طلب کیا لکھمن فرمان امان حاصل کرکے قلعہ کے اوپر گیا اور کل راجپوتوں کو اہل وعیال سمیت قلعہ سے نیچے لکھمن لایا اور پھر گیا اور بادشاہ پاس عرضی پہنچائی کہ سلہدی پوربیہ کے چار سو عورتیں متعلق ہیں اور رانی درگاوتی مادر بھوپت کی التماس یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ بندہائے خاص میں داخل ہوکر یہاں آئے اور اپنے عیال کو لیجائے تو غیروں کے طعنے سے ہم بچ جائیں شاہ نے سلہدی پوربیہ کو قلعہ میں بھیجا اور ملک علی شیر کو ہمراہ کیا سلہدی پوربیہ جب وہاں آیا تو لکھمن و تاج خان نے اوس سے پوچھا کہ سلطان کی غرض قلعہ رائسین کے لینے سے کیا ہے سلہدی نے کہا کہ اب مقبوضہ مع مضافات کے ہمارے لئے مقرر ہوا ہے عنقریب ہے کہ سلطان اپنی علو ہمت سے ہمکو اور غیروں سے بھی سرافراز کرے ستانی درگاوتی اور لکھمن اور تاج خان نے کہا اگرچہ سلطان ہماری خوبی کریگا مگر ہم عمروں سے اس زمین میں شاہی کرتے ہیں اور کامرانی کی داد دیتے ہیں اب ہم یکجا جمع ہوئے ہیں مردانگی کا طریق یہ ہے کہ اپنے عیال کا جوہر (جیوہر) کرکے جلادیں اور پھر خود جنگ کرکے کشتہ ہوں کہ پھر کوئی آرزو باقی نہ رہے۔

غرض رانی درگاوتی کی باتوں میں سلہدی آگیا اور اوس نے تمرد اختیار کیا۔ ملک علی شیر نے ہرچند نصایح مشفقانہ دلیں اصلا مفید نہ ہوئیں اوس نے سلہدی نے کہا کہ ہر روز میرے حرم میں ایک کروڑ پان و چند سیر کافور خرچ ہوتا ہے اور تین سو عورتیں ہر روز نیا جامہ پہنتی ہیں معلوم نہیں کہ یہ باتیں ہم کو میسر ہوں یا نہ ہوں اگر ہم مع فرزندان وعیال کے کشتہ ہوں تو عزت کے ساتھہ مرتے ہیں ہم کو عجب عزو شرف حاصل ہو سلہدی پوربیہ نے جوہر کا سامان تیار کیا اور رانی درگاوتی کہ راناسنگا کی بیٹی تھی بچوں کو ہمراہ لیکر جوہر میں آئی۔ اور سات سو عورتیں پری پیکر جلکر خاکستر ہوگئیں۔ سلہدی پوربیہ تاج خاں

ولکھمن اور خویش و برادر قریب سو نفر کے ہتیار لیکر نکلے اور مسلمان پیادے جو قلعہ کے اوپر چلے گئے تھے اونسے لڑے جب یہ خبر لشکر میں آئی تو اور سپاہ قلعہ میں آئی اونسے اس گروہ کو مار کر کام تمام کیا۔ بادشاہ کے لشکر میں سے چند نفر پیادے مارے گئے۔ انہیں دنوں میں افواج ہمایون بادشاہ کی صدمہ سے سلطان عالم حاکم کالپی بھاگ کر سلطان بہادر پاس التجا لایا تھا سلطان نے قلعہ رائسین اور چندیری و بھلیسہ اوسکو جاگیر میں دئے سلطان بہادر نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ گاگروں کی تسخیر کا حکم دیا۔ سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں چتوڑ کے رانا کے تصرف میں وہ آگیا تہا جو دہانی کے شکار میں مصروف ہوا۔ کوہ کالو کے سرکشونکو سزا دے کے الغ خان کے حوالہ کیا اسلام آباد اور ہوشنگ آباد اور تمام بلاد مالوہ جو زمیندار دبا بیٹھے تہے متصرف ہوا اور اسکو امراے گجرات اور اپنے معتمدوں کو جاگیر میں دیا۔ میران محمد شاہ فاروقی گاگروں کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر بھی بہت جلد نواحی گاگروں میں آیا یہاں رانا کی جانب سے راجی حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا سلطان نے یہاں چار روز جشن کیا اور رفیع الملک المخاطب بعماد الملک اختیار خاں کو کہ امراء کبار میں تھے قلعہ تھنبور کی تسخیر کے لئے بھیجا اور خود شادی آباد منڈو کو گیا۔ رانا کی طرف سے جو اس قلعہ میں حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا۔ ایک مہینے میں قلعہ گاگروں اور تھنبور دونو سلطان کے ہاتھ آگئے۔ اب منڈو سے سلطان فرنگیوں کی طرف متوجہ ہوا جب بندر دیو کے قریب وہ آیا تو فرنگیوں نے فرار کیا اور ایک ایسی بڑی توپ جسکی برابر ہندوستان میں کوئی توپ نہ تھی چھوڑ گئے۔ شاہ بہادر نے اوسکو جر ثقیل سے محمد آباد چنپانیر میں بھجوایا۔ بہادر شاہ کی اس فتح کو مسلمان مورخ حقیقی طور پر بیان کرتے ہیں۔ مگر فیر اسوزا پرتگیزی مورخ بیان کرتا ہے کہ اوسکے ملک کے آدمیوں نے کبھی ایسی بڑی کوشش نہیں کی جسمیں وہ بالکل ناکام رہے ہوں بمبئی کے بندرگاہ میں جو بیڑا پرتگیزوں کا تھا اوسمیں چار سو جہاز تھے اور ان میں تین ہزار چھ سو فرنگی سپاہی اور دس ہزار ہندوستانی سپاہی علاوہ ملاحوں اور لاسکاروں کے مصطفے خان حاکم دیو نے اس بیڑے کے حملوں کو بالکل ہٹا دیا اور پرتگیزوں کو گوہ

جانے کے لئے مجبور کیا۔

سنہ ۹۴۱ھ میں محمد زمان میرزا کہ قلعہ بیانہ میں محبوس تھا وہ بھاگ گیا۔ اور سلطان بہادر پاس التجا لایا۔ ہمایوں بادشاہ نے بہادر شاہ پاس آدمی بھیجکر محمد زمان میرزا کو اوس سے طلب کیا سلطان بہادر اپنے تکبر کے سبب سے جواب کا مقید نہ ہوا۔ ہمایون بادشاہ نے پہر اوسکو خط لکھا اگر تم محمد زمان میرزا کو حضور میں نہیں بھیجو گے تو اپنی ولایت سے نکل جاؤ۔ سلطان بہادر کا اقبال معکوس ہو کر لابقا ہو گیا تھا وہ اس خط کے جواب پر متوجہ نہ ہوا اور باتیں اپنے اندازہ سے بڑھ کر بانے لگا۔ یہی حرکت اوسکی خرابی کا سبب ہوئی۔ اوس نے ہمایون بادشاہ کی مرضی کے برعکس محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ اب سلطان چتوڑ کی عزیمت سے بندر دیو سے کہنبایت میں آیا اور یہاں سے احمد آباد میں آنکر لشکر جمع کیا اور توپخانہ لیکر بندر دیو و گجرات سے چتوڑ میں گیا۔ رانا حصاری ہوا۔ ایام محاصرہ کو تین مہینے کا امتداد ہوا۔ اکثر طرفین نے ہنگامہ جنگ و نبرد کو گرم کیا جنمیں گجراتیوں کو غلبہ ہوا آخر الامر رانا نے عجز و انکسار کے ساتھ پیشکش قبول کی۔ تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے سرکیچ کی لڑائی میں لیا تھا وہ اور بہت سے نفایس پیشکش میں دئے۔ سلطان الٹا اپنی دار السلطنت کو چلا آیا اس فتح سے اور محمد زمان میرزا اور بادشاہ بہلول لودہی کی اولاد کے جمع ہونے سے بہادر شاہ کا غرور بہت زیادہ ہو گیا۔ اور یہ سبب ہمایوں بادشاہ سے لڑنے کا اور بادشاہی دہلی پر قبضہ کرنے کا محرک ہوا۔ بہادر شاہ پاس بہلول لودہی بادشاہ کی اولاد میں سے علاء الدین آیا۔ اس کا اعزاز و اکرام ہوا اسکا بیٹا تاتار خاں امرا میں داخل ہوا۔ ابھی مملکت دہلی بہادر شاہ کے ہاتھ نہ آئی تھی کہ اوسکو تقسیم بھی کر دیا۔ تاتار خاں کو کہ شجاعت و شہامت میں اپنے اقران میں ممتاز تہا ترسیت کیا۔ بتیس کروڑ مظفری برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کو دے گئے کہ تاتار خاں کے اتفاق و استصواب سے لشکر کی تیاری میں صرف ہوں۔ ایام معدودہ میں تاتار خاں پاس چالیس ہزار سوار جمع ہو گئے اوس نے ہمایوں بادشاہ کی سلطنت کی اطراف میں مزاحمت شروع کی سنہ ۹۴۱ھ میں قلعہ بیانہ پر کہ نواحی آگرہ میں ہے وہ متصرف ہوا ہمایوں بادشاہ نے اپنے چھوٹے بھائی

ہندال مرزا کو اوسکے دفع کرنے کے واسطے بھیجا جب وہ بیانہ کی حدود کے قریب آیا تو شیخی باز
ڈینگئے افغان جو تاتار خان کے گرد جمع ہوئے تھے متفرق ہوگئے۔ دو ہزار سوار وں سے زیادہ
اس پاس نہ رہے۔ تاتار خان کو کمال تشویر و خجالت تھی کہ افغانوں کے بے وفا لشکر میں
زر کثیر صرف ہوا نہ بہادر شاہ پاس جا سکتا تھا نہ اوس سے کمک طلب کر سکتا تھا ناچار جنگ پر مستعد ہوا
اور لڑائی میں وہ مع تین سو آدمیوں کے مارا گیا اور قلعہ بیانہ ہندال مرزا کو ہاتھ آگیا۔ ہمایوں
بادشاہ اوسکو نیک فال سمجھ کر بہادر شاہ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا اور اوسپر لشکرکشی کی۔
اسوقت بہادر شاہ نے پھر رانا پر لشکرکشی کی تھی اور قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب اوسکو
تاتار خاں کے کشتہ ہونے کی اور اوسپر ہمایوں بادشاہ کی لشکرکشی کی خبر معلوم ہوئی تو وہ نہایت
مضطرب ہوا۔ اور مشورہ کیا تو اکثر امرا کی راے یہ ہوئی کہ محاصرہ چھوڑ کر ہمایوں بادشاہ سے
لڑنا چاہیئے۔ صدر خاں جو سب میں زیادہ بزرگ تھا اوسنے معروض کیا کہ ہم کفار کا محاصرہ
کئے ہوئے ہیں اگر اسوقت مسلمان بادشاہ ہم سے جنگ کرنے لگے تو وہ کافروں کی امداد
اور حمایت کریگا اور یہ بات حشر تک اہل اسلام میں مشہور رہے گی لایق دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ
سے نہ دیں ظن غالب ہے کہ ہمایوں بادشاہ ہمارے سر پر نہیں چڑھے گا۔ جب ہمایوں سارنگپور
میں آیا اوسکو اس مشورہ کا حال معلوم ہوا تو اوسنے غایت مروت سے سلطان بہادر کی
ولایت کو مزاحمت نہ پہنچائی۔ یہاں اتنا توقف کیا کہ بہادر شاہ نے ساباط بنا کر سال مذکور
میں قہراً و جبراً قلعہ چتوڑ کو لے لیا۔ اور بہت راجپوت قتل کئے۔ پس اس طرف سے سلطان بہادر
خاطر جمع کرکے ہمایوں بادشاہ کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔ لشکر کو بہت زر تقسیم کیا۔
جنت آشیانی اوسکے استیصال کے درپے ہوا اور قلعہ مندسور کی نواح میں آیا۔ یہاں دونو
لشکر آنکر ملے۔ ابھی خیمے بھی نہ لگے تھے کہ سید علی خاں خراسانی بہادر شاہ پاس سے بھاگ کر
ہمایوں کے لشکر سے آن ملا جسسے گجراتیوں کا دل شکستہ ہوا۔ بہادر شاہ نے اپنے کارکردہ
آدمیوں سے طریق جنگ کے باب میں مشورہ کیا۔ صدر خان نے کہا کہ کل جنگ کرنی چاہیئے
اسلئے کہ ہمارے لشکریوں نے ابھی فتح چتوڑ سے استظہار پایا ہے ابھی اُن کی آنکھیں

سپاہ مغل کی صولت سے ڈری نہیں ہین رومی خاں کہ توپخانہ کا صاحب اختیار تہا اوسنے معروض کیا کہ سرکار میں سامان توپ و تفنگ اتنا جمع ہی کہ معلوم نہیں قیصر روم کے بعد کسی او رپاس بہی ایسا سامان ہو صلاح یہ ہے کہ لشکر کے گرد خندق کہودی جائے اور ہر روز لڑائی کا ڈول ڈالا جائے کہ مغل کے شوخ جوان برابر میں آنکر توپ و تفنگ سے ہلاک ہوں۔ بہادر شاہ نے یہ رائے پسند کی کہ لشکر کے گرد خندق کہودیں ان ایام میں سلطان عالم جسکو جاگیر میں اسیں اور چندیری ملے تہے وہ ایک جمعیت کے ساتھ آن ملا۔ دو مہینے تک دونوں لشکر ایک دوسرے کی برابر پڑے رہے اکثر ایام میں جوان جنگ کی عاشق اور نام و ننگ کے طالب باہر آنکر مردانہ وار رستمانہ جنگ سے دیر و دار رنگ کرتے مغلوں کے سپاہی حکم کے موافق کمتر توپ و تفنگ کی برابر جاتے تھے۔ اونکے تین ہزار سوار تیر انداز اطراف لشکر پر تاخت کرتے تھے غلہ و روغن کی آمد و رفت کو بند رکہتے تھے جب اس طور پر کچھ دن گذرے تو گجراتیوں کے لشکر میں قحط عظیم پڑا اور جو غلہ و کاہ پاس ملتا تہا وہ تمام ہوا مغلوں کے تیر انداز کسی کو دور جانے نہ دیتے تھے کہ وہاں سے سامان رسد بہم پہنچتا۔ سلطان بہادر نے دیکہا کہ اب یہاں ٹہیرنا گرفتاری کا سبب ہوگا۔ ایک رات کو پانچ آدمی اپنے معتبر ساتھ لئے جنمیں سے ایک برہانپور کا فرمان دہ تہا۔ دوسرا مالوہ کا حاکم ملو خاں تہا۔ اور شادی آباد منڈو کو راہ لی۔ ہمایوں بادشاہ قلعہ مندسور کے نیچے تک تعاقب کیا۔ راہ میں بہت آدمی قتل کئے حیدر خاں جو لشکر سے پیچہے جاتا تہا سخت لڑائی لڑکر زخمی ہوا اور بہاگ گیا سلطان بہادر شادی آباد منڈو میں حصاری ہوا۔ ایک مدت کے بعد ہندو بیگ اور اور امرا اہل سات سو آدمیوں کے ساتھ قلعہ میں آئے سلطان بہادر سوتا تہا سراسیمہ اوٹہا اوسنے گجراتیونکو مضطرب و پریشان دیکہا خود بہی بہاگا۔ پانچ چھ سواروں کے ساتھ چینپانیر میں پہنچا حیدر خاں و سلطان عالم حاکم رائسین نے زینہار مانگی ہمایوں بادشاہ کے روبرو آئے حیدر خاں امرا بادشاہی میں داخل ہوا اور عالم خاں کی اس سبب سے کہ بہت دفعہ حرکات ناشائستہ کر چکا تہا۔ کونچیں کاٹی گئیں سلطان بہادر نے اس خبر کو سنکر اپنے خزانہ اور جواہر کو جو قلعہ چینپانیر میں تہا بندر دیو میں بہجوا دیا خود کہنبایت میں آیا۔ ہمایوں بادشاہ منڈو کو اپنے امیر کے سپرد کرکے

حوالہ کر کے قلعہ محمد آباد چینپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ بلدہ محمد آباد کو تاراج کیا غنیمت بے حد و قیاس سپاہ کے ہاتھہ آئی۔ اور وہ بہت جلد کہنبایت کو پہنچا وہان سیر کر کے محمد آباد چینپانیر کا محاصرہ کیا جسطرح اس قلعہ کو فتح کیا وہ تاریخ ہمایوں میں مذکور ہے۔ اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد چینپانیر بھاگا قلعہ ارک میں جسکو مولیا کہتے تہے پناہ گزین ہوا۔ آخر زنہار مانگ کر ہمایوں کی خدمت میں آیا۔ وہ فضائل وکمالات میں تمام امرائے گجرات سے بڑہا ہوا تہا۔ مجلس خاص کے ملازموں میں داخل ہوا سلطان گجرات کے خزینے کہ دراز عمروں میں جمع ہوئے تہے ہمایوں کے تصرف میں آئے وہ لشکر میں تقسیم ہوئے +

سنہ ۹۴۲ھ میں باوجودیکہ ہمایوں بادشاہ محمد آباد چینپانیر میں موجود تھا کہ سلطان بہادر پاس رعایائے گجرات کی عرایض متواتر آئیں کہ اگر جناب اپنے ملازموں میں سے ایک شخص کو تحصیل مال کے لئے مقرر فرمائیں تو خزانہ میں واجب الادا مال پہنچا دیا جائیگا سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو بہت سے لشکر کے ساتہہ ولایت کی مالیات کی محاصل کے لئے بہیجا عماد الملک نے سپاہ جمع کرنے میں کوشش کی احمد آباد کے باہر اس پاس پچاس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ اوس نے عمال اطراف میں بہیجکر مال کی تحصیل شروع کی جب ہمایوں بادشاہ کو یہ خبر ہوئی کہ اوسنے تردی بیگ کو خزانہ کی محافظت سپرد کی اور خود محمد آباد چینپانیر سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا عسکری مرزا اور یادگار ناصر مرزا و میرزا ہندو بیگ کو ایک منزل اپنے سے پہلے بہیجا۔ انکی محمود آباد کی نواحی میں جو احمد آباد سے بارہ کروہ پر ہے عماد الملک سے سخت لڑائی ہوئی عماد الملک نے شکست پائی۔ گجراتی بہتیار قتل ہوگئے۔ ہمایوں بادشاہ نے احمد آباد سے پاس ٹہیر کر یہاں کی حکومت مرزا عسکری کو اور پٹن اور گجرات یادگار ناصر مرزا کو بہروچ قاسم حسین مرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ کو اور احمد آباد چینپانیر تردی بیگ کو حوالہ کیے۔ خود برہانپور میں تشریف لیگیا۔ اور وہاں بمقتضائے وقت توقف نہ کر کے شادی آباد منڈو کو گیا اس اثناء میں خان جہان شیرازی نے سپاہ جمع کی قصبہ نوساری پر متصرف ہوا اور امرا بہادر شاہی میں سے ایک تہارومی خان بندر سورت سے آکر خان جہان سے ملا دونو متفق ہوکر

بھروچ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قاسم حسین مرزا میں مقاومت نہ تھی۔ محمد آباد میں تردی بیگ پاس چلا گیا۔ کل گجرات میں خلل اور فتور پیدا ہوئے مغلیہ تھانے جا بجا سے برخاست ہوئے اسوقت غضنفر بیگ کہ امراء عسکری مرزا میں سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر پاس گیا۔ اوس کو احمد آباد میں آنے کی ترغیب دی جسکا بیان اپنے محل پر ہو چکا ہے۔ جب کل امراء سواء تردی بیگ کے احمد آباد میں جمع ہوئے تھے اور سلطان بہادر شاہ گجرات کا عازم ہوا تو عسکری مرزا اور تمام امراء نے یہ تجویز کی کہ سلطان بہادر سے مقاومت متعذر بلکہ متعسر ہے اور ہمایوں بادشاہ مندو میں ٹھیرا ہوا ہے اور شیر خان نے بھی بنگالہ میں آتش فتنہ کو بھڑکا رکھا ہے صلاح یہ ہے کہ محمد آباد چنپا نیر کا جوار قبضہ میں لا کر آگرہ روانہ ہوں اور ان حدود کو تصرف میں لا کر خطبہ مرزا عسکری کے نام کا پڑہوائیں۔ اور ہندو بیگ کو منصب وزارت دیں اور اور مرزا جہاں ہیں وہاں متصرف ہوں یہ قرار دیکر گجرات جسکو اس مشقت و تردد سے تسخیر کیا تہا مفت ہاتھ سے دیکر محمد آباد چنپانیر پر متوجہ ہوئے۔ تردی بیگ مرزاؤں کے فاسد ارادوں سے آگاہ تھا۔ اوسنے حصار کی استواری میں کوشش کی ناچار مرزاؤں کو آگرہ جانا پڑا۔ سلطان بہادر نے جب گجرات کو خالی دیکھا تو تردی بیگ کے دفع کرنے کے لئے محمد آباد چنپانیر کا عازم ہوا تردی بیگ نے اپنے میں لڑنے کی قوت نہ دیکھی۔ خزانہ جتنا اٹھا سکتا تھا لیکر آگرہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان بہادر نے چند روز محمد آباد چنپانیر میں توقف کیا اور اپنی مہمات کے ضبط و ربط میں مصروف ہوا۔

سنہ ۹۴۳ھ / ۱۵۳۶ء میں فرنگیوں نے ساحل بحر ہند پر اپنی بستیاں بسالی تہیں اور بنگاڑا زور گوہ اور چیول میں تھا جب ہمایوں بادشاہ کا تسلط گجرات میں تھا تو سلطان بہادر نے اس سے نہایت عجز و انکسار سے مدد مانگی تہی اوسکو یقین تھا کہ وہ گجرات کو خالی دیکھکر اوس پر متصرف ہونگے اس سبب سے وہ محمد آباد چنپانیر سے سورت و جوناگڈہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس گروہ کو آنے کے بعد حسب طریقہ سے جانے نہ لگے یہاں چند روز سلطان سیر و شکار میں مصروف رہا کہ پانچ چھ ہزار فرنگی جہازوں میں بیٹھکر بندر دیو میں پہنچے سلطان بہت جلد یہاں آیا فرنگیوں

سبب تھا کہ سلطان بہادر کو استقلال و استیلاء حاصل ہوگیا اور ہمایوں بادشاہ چلا گیا تو وہ اپنے آنے سے پشیمان و نادم ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ بندر دیو پر جسطرح ہوسکے متصرف ہوں پس او سکے سردار نے بمقتضائے مصلحت تمارض کیا اور اپنی بیماری کی خبر شائع کی سلطان نے مکرر آدمی اوسکے بلانے کو بہیجے تو یہی جواب آیا کہ بیمار ہوں قوت رفتار نہیں کہ آؤں سلطان بہادر نے اس سبب سے کہ فرنگی اسکا ملاحظہ کرتے ہیں کچھہ تھوڑے آدمی لیکر اونکی تسلی کے واسطے غراب میں سوار ہوا۔ جہان جہاز لنگر انداز تھے وہاں پہنچا اور پرتگیزوں کے بڑے جہاز میں گیا وہاں غدر کے آثار اوسنے دیکھے تو مراجعت کا ارادہ کیا وہ فرنگیوں کے جہاز سے اپنے جہاز میں آتا تھا کہ فرنگیوں نے چالاکی کرکے اپنے جہاز کو جدا کیا سلطان اپنے جہاز میں نہ پہنچ سکا سمندر میں گرا ایک غوطہ کھاکے سر باہر نکالا تھا کہ ایک فرنگی نے اپنے جہاز میں سے ایک نیزہ اوسکے سر پر ایسا مارا کہ اوسکا سر مجروح ہوا اور بحر عدم میں ایسا نیچے گیا کہ پھر نہ اوبھرا۔ لشکر گجرات یہ احوال دیکھہ کر احمد آباد بھاگا اور بندر دیو۔ رمضان ۹۴۳ھ میں فرنگیوں کے تصرف میں آیا۔ بہادر شاہ کی مدت شاہی ۱۵ سال ۳ روز تھی۔ تاریخ بہادر شاہی اس بادشاہ کے نام پر لکھی گئی ہے مصنف کو توفیق اصلاح نہ ہوئی۔ اس لئے اس کتاب میں بہت غلطاں رہ گئیں

اور پرتگیزی تاریخوں سے ان واقعات کا بیان جو بہادر شاہ اور پرتگیزوں کے درمیان واقع ہوئے

بہادر شاہ کو جو پرتگیزوں نے مار ڈالا یہ ایک واقعہ عجیب ہے اور وہ اس سبب سے عجیب تر ہوگیا ہے کہ اوسکو مسلمان مورخوں اور پرتگیزی مورخوں نے طرح طرح سے لکھا ہے اور اپنے اپنے گروہ کی طرفداری کی ہے۔ فرشتہ کا بیان تو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اب ابو الفضل کے بیان کو لکھتے ہیں کہ جب بہادر دیپ میں آیا۔ و دریں پرتگیزوں کا دگورنر) جہازوں اور جنگی آدمیوں کو دریائی راہ سے لیکر بندر دیپ میں آیا۔ اوسکو سب احوال معلوم ہوا تو اوسنے سوچا کہ اس وقت

سلطان ہماری مدد سے مستغنی ہے مبادا ملاقات میں وہ عذر کرے اپنے تئیں مریض بنایا۔ اپنے آدمیونکو سلطان پاس بھیجا کہ آپ کی طلب کے موافق آیا تہا جب صحت ہوگی تو خدمت میں حاضر ہونگا۔ سلطان نے شاہراہ احتیاط سے باہر قدم رکھا کہ ۳۔ رمضان ۹۴۳ھ کو اواخر روز میں معدود آدمیون کے ساتھ غراب میں سوار ہو کر ورزی کی عیادت کو گیا۔ جاتے ہی اوس کو تمارض معلوم ہوا آنے سے پشیمان ہوا۔ فی الحال پھرا۔ فرنگیون نے سوچا کہ ایسا صید ہماری قید میں آنکر پھنسا ہے اگر اوسے چند بہادر لے لیں تو بجا ہے۔ ورزی نے سر راہ آنکر کہا کہ اس قدر توقف فرمائیے کہ بعض تحالف آپکو دکھائے جائیں سلطان نے کہا کہ آپ انکو پیچھے بھیج دیجئے یہہ کہہ کر وہ بہت جلد اپنے غراب کی طرف متوجہ ہوا۔ قاضی فرنگ نے سلطان کا رستہ روک کر توقف کے لئے تحکم کیا سلطان نے بے تحملی سے تلوار کھینچ کر اوسکے دو ٹکڑے کرے اونکے غراب سے اپنے غراب مین کود اغرابہاء فرنگ کہ دور دور کھڑے تھے نزدیک آئے اور سلطان کو گھیر لیا جنگ ہوئی سلطان ورومی خان دونو پانی میں کودے رومی خان کو ایک فرنگی آشنا نے ہاتھ پکڑ کر نکال لیا سلطان دریاء فنا میں غرق ہوا اوس کے ہمراہی بھی ضایع ہوئے۔ اس واقع کی تاریخ فرنگیان بہادر کش ہوئی بعض کہتے ہیں کہ وہ دریا سے نکل کر زندہ رہا۔ گجرات اور دکن میں کئی دفعہ اوسکے ظہور کا آوازہ آدمیوں میں ہوا چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص دکن میں پیدا ہوا نظام الملک نے قبول کیا وہ بہادر شاہ ہی ہے اسے چوگان کہیلا۔ اوسکے گرد ایک ازدحام ہوا۔ اس ہجوم کا ملاحظہ کر کے نظام الملک نے اوسکے مارنے کا قصد کیا۔ وہ اسی رات اوسکے سراپردہ سے غائب ہو گیا۔ لوگوں نے تحقیق جانا کہ نظام الملک نے اوسے ضایع کیا۔ ایک روز مرزا ابو تراب کہ اکابر گجرات سے تھا نقل کرتا تھا کہ ملا قطب الدین شیرازی جو بہادر شاہ کا اوستاد تھا اور ان دنوں میں دکن میں تھا قسم کھا کر کہتا تھا کہ وہ یقینی سلطان بہادر تھا بعض باتیں کہ اوسکے اور میرے درمیان ہوئی تھیں اور سوا اوسکے کوئی نہیں جانتا تھا میں نے اسے ذکر کیں وسنے اونکے پتے بتائے۔ وسعت آباد قدرت ایزدی میں ایسے امور کا وقوع محال نہیں ہو سکتا۔

مراۃ سکندری میں یہ لکھا ہے کہ جب بہادر شاہ پر بلاؤں کا آسمان ٹوٹا جنکا اوپر بیان ہوا
تو وہ بندر دیپ (دیو) میں آیا۔ پرتگیزوں نے اوسکی تسلی کی اور کہا کہ ہم مدد کرنے کو موجود
ہیں۔ ساحل پر بہت بندرگاہ ہمارے قبضہ میں ہیں جس بندر کو آپ پسند کریں اسمیں آپ
سکونت اختیار کیجیے ہم آپ کی حفاظت کرینگے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہوتا ہے
اسلیئے پرتگیزوں کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ ایک وقت پرتگیزوں نے سلطان بہادر سے
عرض کیا کہ اونکے سوداگر جو دیو میں تجارت کرنے کے عادی ہو گئے ہیں وہ اپنے اسباب
تجارت کو دور دور مختلف مقاموں میں رکھتے ہیں اگر حضور ہم کو چرسہ کی برابر زمین دیں تو
اوسمیں ہم ایک احاطہ بنالیں کہ جسمیں اسباب رکھنے کا آرام ملے سلطان نے یہ درخواست
اونکی قبول کر لی۔ سلطان دیو سے اپنے دشمنوں کو سزا دینے چلا گیا۔ پرتگیزوں نے
چرسہ کے باریک تسمے کترے اور اوسکے طول کی برابر زمین لیکر ایک مضبوط سنگین حصار
بنا لیا اور اوسپر توپیں لگا دیں اور سپاہی مقرر کر دیے جب سلطان بہادر نے یہ
حال سنا تو وہ بہت متردد ہوا اور اس فکر میں لگا کہ ان کافروں کو کسی حیلہ و حکمت سے
نکالوں تا کہ آسانی سے مقصد حاصل ہو جائے۔ اسواسطے وہ احمد آباد سے کہنبایت میں
ہوتا ہوا دیو میں آیا۔ پرتگیزوں نے خیال کیا کہ اسکا یہاں آنا دغا سے خالی نہیں ہے
منتہی المقدور سلطان بہادر نے بہت حکمتیں کیں کہ پرتگیزوں کی یہ بدگمانی دور ہو جائے مگر وہ
اسکے اوسکو اور زیادہ مکار اور دغا باز جاننے لگے۔ کہتے ہیں جب سلطان بہادر ساحل دیو پر آیا
تو اوسنے اپنے ایک معتمد امیر نور محمد خلیل کو پرتگیزی افسر پاس بھیجا کہ وہاں جا کر ایسی چالیں
چلے کہ یہ افسر بہادر شاہ کی ملاقات کرنے آئے جب ایلچی کپتان سے ملا تو اوسنے پہرہ اٹھایا
اوسنے بہت اخلاق و تواضع سے ملا جب ان دونوں نے شراب پی تو کپتان نے نور محمد خلیل سے
پوچھا کہ بہادر شاہ کا اصل ارادہ کیا ہے تو اوسنے اپنے بادشاہ کا ارادہ جو اوسکو بتلانا
نہ چاہیے تھا بتلا دیا اور افشاء راز کر دیا۔ رات گذر گئی صبح کو کپتان نے کہا کہ میں سلطان بہادر کا
دل سے شکر گذار ہوں مگر بیماری سے مجبور ہوں کہ اوسکی خدمت میں خود نہیں حاضر ہو سکتا نور محمد

آنکر یہ بات سلطان بہادر سے کہدی سلطان بہادر نے جانا کہ کپتان خوف کے مارے نہیں آتا تو اوسکے
اوس کے جہاز میں ملاقات کرنیکا ارادہ کیا کہ وہاں جاکر اوسکی عیادت کرے مگر اصل مطلب
یہ تھا کہ اوسکی بدگمانی کو دفع کرے اُسنے اپنے غراب کو تیار کرایا اور ان افسروں کو اپنے ساتھ
لیا امیر فاروقی شجاع خاں - لنگرخان - قادر شاہ منڈوی - الپ خاں پسر شجاع سکندر خاں گلہر
حاکم ستواس او گنیش یہ کا پسر میدنی رائے اُوسنے اپنے نوکروں کو ہدایت کی کہ کوئی ہتیار
ساتھ نہ لے اسپر امیروں نے عرض کیا کہ اس وضع سے جانا بادشاہی شان کو زیبا نہیں ہے
مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا - قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ ایک ساعت
توقف نہیں کرتی وہ چلنے میں ایک قدم نہیں ٹہیرتی ہے - وہ غراب میں بیٹھکر چلا -
کپتان نے بادشاہ کی گرفتاری کی تدابیر درست کیں وہ ساحل کی طرف اوسکے استقبال
کو آیا اور اوسکو اپنے جہاز پر لایا - وہاں اوسکو بہت سے بندر کے سے تماشے دکھائے اور
حد سے زیادہ ظاہری تپاک کیا مگر باطن میں اوسکے دغا و فریب تھا - بادشاہ بھی اسی قسم
کی تدابیر کرتا تھا مگر اوسکا اقبال یاور نہ تھا اوسکی ساری تدبیریں اُلٹی ہوئیں +

جب بات چیتوں میں کچھ توقف ہوا - تو پرتگیزی کپتوں نے وہ اشارے کئے کہ
جو پہلے سے ٹہیرا رکھے تھے تو سلطان نے جانا کہ میں اب جال میں پھنس گیا اور میری قسمت
پلٹ گئی - اوسکو افسروں نے یاد دلایا کہ حضور سے پہلے سے یہ نہ کہتے تہے کہ ہم سب یہاں جاکر
ہم فنا ہو جائینگے سلطان نے کہا کہ اگر تقدیر یہی ہے تو یہی ہوگا - اب بادشاہ اٹھا پرتگیزوں نے
اوسپر حملہ کیا کہتے ہیں کہ وہ اپنے جہاز کے قریب تھا کہ ایک پرتگیز نے اوسکے تلوار ماری اور
اوسکو پانی میں پہینک دیا جو امرا اوسکے ساتھ تھے وہ بھی شہید ہوئے - یہ واقعہ ۳ - رمضان سنہ ۹۴۳ھ
ہوا + سلطان البر شہید البحر + اوسکی تاریخ ہوئی - بہادر شاہ بیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور
۱۱ سال سلطنت کی - اس حساب سے وہ ۳۱ اکتیس برس کی عمر میں فنا ہوا -

مراۃ اسکندری کے بیان سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پرتگیزوں کے افسر اور سلطان بہادر
ایک دوسرے کو گرفتار کرنا چاہتے تھے اور اونکے تابعین اس ارادہ سے خوب واقف تھے

اور ہر ایک جانب کو دوسری جانب سے بدگمانی تھی۔ اس اتفاقی فساد سے بدگمانی اور بے اعتباری کی چنگاریاں بھڑک گئیں جنسے یہ غمگین واقعہ پیش آیا۔ ایک پرتگیزی مورخ لکھتا ہے کہ شاہ گجرات کے بیڑوں سے پرتگیز برسوں سے لڑ رہے تھے۔ نیونو دی کنہا گورنر جنرل پرتگیزوں کا ہندوستان میں ۱۵۲۹ء میں آیا۔ اوسکو پرتگال کی طرف سے بتاکید ہدایت ہوئی تھی کہ وہ جزیرہ دیو پر جو ساحل کھنبایت پر گجرات کی عملداری میں ہے قبضہ کرے اسلئے اوسنے دوسرے سال میں اس مہم کے لئے یہ ہولناک سامان تیار کیا کہ پندرہ ہزار چھ سو سپاہیونکو سب قسم کے چار سو جہازوں میں بٹھا کے بمبئی میں لایا۔ ۷۔ فروری ۱۵۳۱ء میں کئی دفعہ اوسنے دیو پر حملہ کئے مگر وہ سب خالی گئے۔ اس تاریخ سے پرتگیزوں کی بڑی کوشش یہ تھی کہ دیو میں کس طرح قدم جمیں جب اونکو معلوم ہوا کہ یہ بات صلح سے نہیں حاصل ہو سکتی تو اونہوں نے اوسکو قوت و زور سے حاصل کرنا چاہا۔ اونہوں نے گجرات کے اور اوسکے دوستوں کے جہازوں کا گرفتار کرنا شروع کیا۔ اونہوں نے قصبات تارا پور۔ بلسر۔ سورت کو لوٹ لیا۔ آخر کو اونکی حمایت میں شاہزادہ چاند آگیا وہ بہادر شاہ کا بھائی تھا جب وہ سلطنت کے حاصل کرنے میں سب طرح ناکام رہا تو پرتگیزوں کی حمایت میں آیا۔ پرتگیزوں کے افسر کو خیال تھا کہ اس سے بہت کام نکلینگے۔ سال آئندہ میں پرتگیزوں نے جمیس دی سلویرا کے ماتحت ہیں۔ سورت۔ سینٹ۔ بنگلور۔ ٹانا۔ تولا جا۔ مظفر آباد کو جلا دیا اور ان مقامات سے چار ہزار غلام بنا کے لیگئے اور بہت آدمی قتل کئے۔

ان سب باتوں کے سبب سے نیونو دی کنہا کی ہمت اسپر بلند ہوائی کہ دیو کو تنگ کرے اور سلطان گجرات کو مجبور کرے کہ وہ اس شہر میں قلعہ بنانے کی اجازت دے۔ اس اپنے مطلب حاصل کرنے کے لئے پرتگیزوں نے بیسن کو غارت کر دیا۔ یہاں انکو چار سو توپیں ہاتھ لگیں اور بہت سا اسباب جنگ ہاتھ آیا۔

اسوقت بہادر شاہ ہمایوں سے لڑ رہا تھا کہ پرتگیزوں کے گورنر جنرل نے اپنا ایلچی بھیجا کہ سلطان سے دیو دینے کا اقرار کرائے۔ وہ جانتا تھا کہ بہادر اپنی مصیبت میں گرفتار ہے وہ ایسی حالت میں اوسکی درخواست کو مان لیگا اور اگر وہ پھر اپنی حالت اصلی پر آگیا تو نہیں ماننے گا آخر کو

سنہ ۱۵۳۴ء میں سلطان بہادر نے ان شرائط پر صلح منظور کرلی۔

اول ہمیشہ کے لئے قصبہ بسین شاہ پرتگال کو دیتا ہوں۔

دوم۔ اپنے کسی بندرگاہ میں جنگی جہاز نہیں بناؤنگا +

سوم۔ اگر بحر قلزم یا خلیج فارس سے ترکی بیڑے پرتگیزوں پر حملہ کرنے آئینگے۔ تو اون کے ساتھہ نہیں شریک ہونگا +

مورخ لکھتے ہیں کہ بعض شرائط ایسی بھی تھیں کہ وہ سلطان کے حق میں مفید تھیں اور ان شرائط کی سختی کو نرم کرتی تھیں +

جب سلطان بہادر سے ساری سلطنت سوا ضلع سورت کے چھن گئی اور وہ نہایت سراسیمہ و پریشان دیو میں آیا تو اوسنے پرتگیزوں کو جزیرہ دیو میں کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ مگر پرتگیزوں نے کوٹھی ایک قلعہ کی صورت کی بنائی۔ اوسکے عوض میں پانچسو فرنگیوں نے جنمیں پچاس فرنگی نامور تھے۔ بہادر شاہ کی کمک کی۔ یہ گروہ بادشاہ کے ساتھہ احمد آباد گیا اور مغلوں کو اوسنے نکالا یا۔ پرتگیزی مورخوں کا بیان ہے کہ بہادر شاہ کو دوبارہ سلطنت ہماری مدد سے حاصل ہوئی +

غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہادر شاہ نے پرتگیزونکو ایک کوٹھی بنانے کی اجازت دی تھی جسکی جگہ اونہوں نے نہایت استوار قلعہ بنالیا۔ اب بہادر اُسکو چھیننا چاہتا تھا دیو کے مسلمان حاکم نے ایک فصیل بنانی چاہی جسپر توپیں لگائی جائیں اور وہ گجراتیوں اور پرتگیزوں کو علیحدہ علیحدہ کردے اور شہر کو قلعہ کے حملہ سے بچائے اور اگر ضرورت ہو تو قلعہ پر حملہ کیا جائے اس فصیل بنانے پر بڑا مباحثہ ہوا اور طرفین کے دلوں میں عداوت و مخالفت پیدا ہوئی۔ سلطان فصیل کے پورا بنانے سے باز رکھا گیا +

فرائی سوزا کی تاریخ سے بہادر شاہ کے مارے جانیکا بیان

بہادر شاہ بادشاہ کہ نہایت عمدہ صرف پرتگیزوں کی مدد سے اپنی سلطنت کو دوبارہ حاصل کیا تھا۔ مگر اب شہ پرتگیزوں کی بربادی کے درپے ہوا اور اوسنے جو دیو میں قلعہ بنانیکی اجازت

دیدی تھی اوسکا بڑا تعلق اوسکو تھا وہ اوسکو چھینا اور حاکم کو اور تمام اہل قلعہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ کے اس فساد آمیز ارادہ پر نیونو دی کنہا مطلع ہوا اور اوسکے انسداد کی تدبیر کرنے لگا

دیو میں بہادر جوانمرد ایمے نیوا ایل دی سوزا حاکم تھا۔ اوسکے مارنے کا ارادہ بہادرشاہ نے کیا۔ ۸۔ اکتوبر کی رات کو ایک مسلمان دیوار پر آیا اور اوسنے کہا کہ سوزا بہادرشاہ کل تجھے مارنے کے لئے بلائیگا میں اپنا نام اسلئے نہیں بتاتا شاید یہ خیال کیا جائے کہ یہ انعام پانے کا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ اب ایمی نیوا ایل بر می دیر تک سوچتا رہا کہ میں بہادرشاہ پاس جاؤں یا نہ جاؤں آخر کو اوسنے جانیکا ارادہ کیا جس گھنٹے میں اوسکو یہ آگاہی ہوئی تھی بہادرشاہ کا آدمی اوسے بلانے آیا۔ وہ پہلے تو بہت مسلح نوکروں کو اپنے ساتھ لیجاتا تھا مگر اکی دفعہ وہ تنہا گیا۔ بہادرشاہ نے اوسے بے فکر دیکھ کر اپنے کینہ کو ظاہری اخلاق سے بدلا۔

ایمی نیوا ایل قلعہ کو واپس چلا آیا۔ بادشاہ کی ماں نے بیٹے کو سمجھایا کہ یہ شرارت آمیز ارادہ نہ کرے۔ بادشاہ نے یہ بہتر جانا کہ میں قلعہ میں کپتیان سے اکثر ملنے جاؤں جسمیں بدگمانی بالکل مٹ جائے پھر اوسکو وہاں ماروں یا پکڑ لوں۔ بادشاہ بڑا درشت طینت تھا وہ اول دفعہ ملاقات کرنے ناوقت آیا۔ یہ ناوقت آنا بدگمانی کے لئے کافی تھا۔ سوزا نے اپنی حفاظت کر کے ملاقات کی۔ اونکی بیچیں باتیں بے سروپا ہوئیں بہادرشاہ چلا گیا اوسنے اپنے نزدیک چاہا کہ اوسنے سوزا کو پھندے میں پھنسا لیا مگر وہ اور زیادہ اپنی حفاظت کرنے لگا نیونو دی کنہا کو جب خبر ہوئی کہ دیو میں یہ معاملہ پیش آیا تو اوسکو تعجب ہوا کہ سوزا نے بادشاہ کو جب وہ اوسکے قابو میں آگیا تھا گرفتار کیوں نہ کر لیا۔ غرض اسکے بھی بڑے ارادے مشہور ہوگئے تھے اوسنے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ پرتگال سے جہاز بڑے سازو سامان کے ساتھ آتے ہیں یہ منصوبہ نیونو کو معرض خطر میں لایا۔ بہادرشاہ نے اول اوسکے مارنے کا قصد کیا تا کہ سوزا کے مارنے کے بعد وہ دیو کی کمک کو نہ آسکے۔ بہادرشاہ نے اوسکو لکھا کہ تم دیو میں آؤ بعض معاملات عظیم کا فیصلہ کرنا ہے نیونو گو اوسکی بدنیتی سے واقف تھا مگر اوسنے جانے میں کچھہ تامل نہیں کیا۔ وہ ۔ وسمبر کو گوا میں جتنے جہاز تھے اونکو ساتھ لے گیا

ادراوسکے پیچھے اور جہاز آئے - غرض تین سو جہاز اس پاس ہو گئے - وہ چول میں آیا - یہاں اوسنے دیکھا کہ بہادر شاہ کی ترغیب سے نظام الملک آٹھ ہزار سپاہ کے ساتھ موجود ہے اور کہتا یہ ہے کہ عورتوں کی تفریح بحری کے لئے میں یہاں آیا ہوں مگر وہ اس جگہہ فساد کی نیت سے آیا تھا - یہاں کے حاکم سانتی من گیو ویرا نے ایسی ہوشیاری کی کہ نظام اپنے کام میں ناکام رہا - نیونو نے لسبن سے اپنے بہنوئی این تھو نے دی سل ویرا کو ساتھ لیا وہ بڑا صاحب لیاقت تھا اور اوسکی جگہ روئی دار پر یرکو مقرر کیا - بہادر شاہ اسوقت پہاڑوں میں شکار کھیل رہا تھا بہادر فرنگی جام پہلے عیسائی تھا اور اب مسلمان ہو کر بہادر شاہ کے منہ بہت لگ گیا تھا اوسکو بہادر شاہ نے نیونو پاس بھیجا کہ وہ اوسے بلا لائے - نیونو کچھہ بیمار تھا اور زیادہ اپنے تئیں بیمار بنا لیا تھا یعنے تمارض کیا تھا اوس نے عذر کیا کہ میں بیماری کے سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا دوستی جتانے کے لئے جو حقیقت جھوٹی تھی بہادر شاہ فوراً اس غراب میں بیٹھا جس میں اوسنے نیونو کو شکاری گوشت بھیجا تھا - اوسکے ساتھہ تیرہ امیر ہو لئے اور اوسکے ساتھہ سوزا بھی تھا جو نیونو کا پیغام لیکر بہادر پاس گیا تھا نیونو بہادر شاہ کو اپنے جہاز پر لے گیا اور بڑی خاطرداری کی - دونو نے بیٹھکر آپس میں خوب باتیں کیں مگر بہادر شاہ کو یہ دیکھہ کر تعجب ہوا کہ ایک نوکر نیونو سے سرگوشی کر رہا ہے - یہ ملازم سوزا کا یہ پیغام لایا تھا کہ بعض کپتان آپکے حکم کے منتظر ہیں اوسکو یقین تھا کہ بہادر شاہ مارا گیا ہو گا یا پکڑا گیا ہو اب بہادر شاہ ششدر خاموش تہا کہ نیونو نے کچھہ ملازم کی بات پر خیال نہیں کیا اور اٹھکر چلا گیا -

نیونا نے تمام افسروں کو حکم دیا کہ وہ اول بہادر شاہ کے ہمراہ میر محل میں جائیں اور پھر سوزا قلعہ میں جائے اور جب بہادر شاہ اوسکی ملاقات کو آئے تو اوسکو پکڑ لیں بہادر شاہ نے یہ سوچا تھا کہ اوسکو ڈنر پر بلائے اور پکڑ لے سوزا بہادر شاہ کو قلعہ میں بلانے کے لئے گیا اور کہنا قلعہ میں چلا گیا - بہادر شاہ کے غراب میں سوزا آیا اور رومی جام کی معرفت پیغام بھیجا کہ قلعہ میں تشریف لے چلئے - مگر رومی جام نے بہادر شاہ سے کہا کہ آپ نہ جائیے وہاں گرفتار ہو جائیگا

مگر بہادر شاہ نے اس کہنے کی پروا نہیں کی اور سوزا کو اپنے غراب میں بلا لیا۔ آنے میں اسکا پانوں پہسل گیا جس سے وہ سمندر میں گر پڑا اوسکو آدمیوں نے نکال لیا اور بہادر شاہ پاس امراوسکو لے گئے۔ اس اثنا میں پرتگیزوں کا ایک جہاز اور بعض ڈونگے اور سردار یہہ دیکھکر آئے کہ سوزا جلد ہی بہادر شاہ پاس چلا گیا۔ جب ومی جام نے اسکی اطلاع دی تو بہادر شاہ نے امرا کو حکم دیکر سوزا کو مار ڈالا جیمیس دی سیکوینٹ کو اس قتل کا ہونا معلوم ہوگیا وہ اندر گیا اور بہادر شاہ کو زخمی کیا جسنے پرتگیزوں کے بہادر کپتان کو مارا تہا غرض ایک خون ریز فساد برپا ہوا جس میں چار پرتگیزی افسر اور سات بہادر شاہ کے امیر مارے گئے۔ پرتگیزوں کے اور جہاز آگئے جنمیں سے بہادر شاہ کے ایک نوکر نے اوسکی کمان سے بعض پرتگیزوں کو تیر لگاکے مارا اور خود گولی سے مارا گیا۔ بہادر شاہ کو اوسکے تین جہاز بچانیکے لئے آئے بہادر شاہ خوف زدہ ہو کر بہاگا جاتا تہا کہ توپ کے گولے نے اوسے ٹہیرایا اور اُس کے جہاز چلانے والے تین مار ڈالے یہ دیکھکر بہادر شاہ پانی میں اس رادہ سے کودا کہ تیر کر بچ جاؤنگا۔ مگر وہ ڈوبنے لگا تو چلایا۔ آواز سے لوگوں نے پہچانا کہ یہ بہادر شاہ ہے۔ ایک پرتگیز نے چپو کے سہارے سے اوس کو پانی سے کچہہ اوپر اوٹہایا تہا کہ دوسرے پرتگیز نے اوسکے سر پر برچھی ماری جس سے وہ ڈوب کر مر گیا ہر چند اوسکی اور سوزا کی لاش کی تلاش ہوئی مگر کچہہ پتا نہ لگا کہ تجہیز و تکفین ہوتی۔

ایک ترکی مورخ فیردی بیان کرتا ہے کہ جب بہادر شاہ مجبور کیا گیا کہ وہ دیو کو جائے تو اوسنے اپنے اہل و عیال اور جواہر مدینہ بہیجے۔ تین سو آہنی صندوق تہے اور اونمیں وہ ساری دولت بہری ہوئی تہی جو اوسنے جوناگدہ۔ چنپانیر۔ آلوگدہ۔ چتوڑ کے ہندو راجاؤں سے اور نیز مالوہ کے مسلمان بادشاہ سے چہینی تہی۔ اس دولت عظیم کے خزانے پہر ہندوستان میں نہیں آئے بلکہ وہ سلطان قسطنطنیہ کے ہاتہہ آئے اسی دولت کی وجہ سے وہ سلیمان اعظم بنا۔ سلطان بہادر نے سلطان قسطنطنیہ سے درخواست کی تہی کہ وہ اوسکی کمک بہمایو کی لڑائی کیلئے کرے اور اوسکو پٹکا تحفہ بہیجا تہا جسکی قیمت بہت بڑی تہی +

ذکر سلطنت میران محمد شاہ فاروقی

جب بہادر شاہ دنیا سے رخصت ہوا تو اوسکی والدہ مخدومہ جہاں مع امرا کے بندر دیب سے احمد آباد کو روانہ ہوئی۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ محمد زماں مرزا سے جسکو بہادر نے دہلی و لاہور کی جانب بھیجا تھا کہ وہ مغلوں کو پریشان کرے حدود لاہور سے احمد آباد کی طرف آتا ہے جسوقت اوسنے سلطان بہادر کے واقعہ ناگریز کی خبر سنی تو بہت رویا پیٹا اور ماتمی لباس پہنا اور تعزیت کے لئے آیا۔ مخدومہ جہاں نے اسباب تعزیت اُس پاس بھیجا اوس کا لباس ماتمی اُتروایا لیکن مرزا کا مطلب کچھہ اور تہا اوسنے کسی وقت خزانہ گجرات پر ہاتھہ ڈالا اور سات سو صندوق سونے سے بہر لے گیا اور بارہ ہزار آدمی مغل اور ہندوستانی جمع کئے امراء گجراتی اس حال دیکھنے سے مضطرب ہوئے۔ اونہوں نے بادشاہ کے مقرر کرنے میں مصلحت دیکھی۔ سلطان بہادر اپنے بہانجے محمد شاہ فاروقی پر ولیعہدی کا اشارہ کرچکا تھا اس لئے کل امراء اور مخدومہ جہاں اوسکی بادشاہی پر راضی ہوئے غائبانہ اسکا خطبہ و سکہ عمل میں آیا آدمی اوس کو بلانے گیا عماد الملک بہت سا لشکر لیکر محمد زماں مرزا کے دفع کرنے کے لئے گیا مرزا عیاش اور فراغت طلب تہا کچھہ لڑکر سندہ کو بہاگ گیا۔ پہر اوسکی مہم کی کوئی صورت نہ ہوئی میراں محمد شاہ فاروقی جسکو بہادر شاہ نے لشکر چغتائی کے تعاقب میں مالوہ تک بہیجا تہا وہ تخت پر بیٹھا اور ڈیڑھ مہینہ سلطنت کرکے اجل طبعی سے سنہ ۹۴۳ھ میں مرگیا۔

ذکر سلطنت سلطان محمود گجراتی بن لطیف خاں بن سلطان مظفر

جب میراں محمد شاہ فاروقی دنیا سے چل بسا تو کوئی وارث سلطنت سواء محمد خاں بن شاہزادہ لطیف خاں بن مظفر شاہ کے کوئی اور نظر نہ آتا تہا۔ وہ سلطنت کا مدعی ہوا تھا اسلئے سلطان بہادر نے اوسکو برہان پور میں میراں محمد شاہ پاس قید کر رکہا تہا۔ اختیار خاں اوسکے بلانے کو گیا۔ میراں مبارک شاہ برادر میراں محمد شاہ نے اوسکے بہیجنے میں مضائقہ کیا۔ امراء گجرات نے لشکر تیار کرکے برہان پور جانے کا ارادہ کیا۔ میراں مبارک کو جب یہ حال معلوم ہوا تو محمود خاں کو گجرات میں بہیجدیا ۹۴۴ھ ۱۵۳۸ء میں وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اسکی خلاف

سلطان محمود ہوا اختیار خان صاحب اختیار رہا۔ مہام مملکت گجرات کی زمام اوسکے اقتدار کے ہاتھہ میں آئی ۹۴۵ھ میں امرا میں آپس میں مخالفت ہوئی۔ دریا خاں و عماد الملک نے اتفاق کرکے اختیار خان کو قتل کیا عماد الملک امیر الامرا اور دریا خاں غوری وزیر کل ہوا۔ آخر سال میں ان دونوں میں مخالفت ہوئی۔ دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ سے محمد آباد چنپانیر لے گیا عماد الملک نے بہت لشکر جمع کیا اور محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ دو تین کوچوں کے بعد سپاہی جنہوں نے اوسنے خوب و سپہ لیا تہا جدا ہوکر بادشاہ سے مل گئے عماد الملک نے ناچار صلح کرلی جسمیں یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانو کو چلا جائے سلطان محمود احمد آباد میں مراجعت کرے ۹۴۶ھ میں دریا خاں غوری نے عماد الملک کی استیصال کا ارادہ کیا محمود شاہ کو آراستہ لشکر کے ساتھہ ولایت سورت میں لے گیا عماد الملک گہبرا کر بہاگا۔ میراں مبارک شاہ حاکم آسیر و برہانپور پاس التجا کی۔ وہ حمیت و غیرت کے سبب سے اوسکی مدد کو تیار ہوا اوسنے لشکر گجرات سے جنگ کی اور شکست پائی اور آسیر کی طرف بہاگا عماد الملک ملو خان المخاطب قادر شاہ حاکم مالوہ پاس گیا سلطان محمود خاندیس میں پہنچکر تاخت و تاراج میں مشغول ہوا میراں مبارک شاہ نے اکابر کے واسطے سے صلح کرلی اور محمود شاہ کی خدمت میں آیا۔ دریا خان غوری نے عماد الملک کے خارج ہوجانے سے قوت و استظہار پایا۔ کل مہمات ملکی اور مالی کا مالک ہوا کوئی اوسکے کام میں دخل نہیں دے سکتا تہا رفتہ رفتہ اوس کے اختیار کی نوبت یہانتک پہونچی کہ وہ شاہی کرنے لگا اور محمود شاہ ایک بت رہ گیا سلطان محمود نے جب اپنی یہ حالت دیکہی تو وہ ایک رات کو جرجیو کبوتر باز کی معرفت قلعہ ارک احمد آباد میں عالم خان لودھی پاس گیا وہ دولقہ و دندوقہ میں جاگیر رکہتا تہا۔ لودھی نے بادشاہ کے آنے کو غنیمت جانکر چار ہزار لشکر مرتب کیا۔ دریا خاں غوری نے محافظ خان اور اپنے خویشوں کے بہکانے سے ایک طفل مجہول النسب کو شاہ مظفر نام رکھہ کر بادشاہ بنایا۔ کل امرا کی جاگیر اور خطاب میں اضافہ کرکے اپنے ساتھہ متفق کیا۔ دولقہ کی طرف متوجہ ہوا سلطان محمود کو تہوڑی سپاہ کے ساتھہ بنگاہ میں چہوڑا اور آپ خود لڑنے آیا حملہ اول میں دریا خان غوری

کے ہراول کو شکست دی اور جب اوسکی فوج خاصہ سے لڑا اور داد مردانگی دی مگر جب میدان جنگ سے نکلا تو پانچ
سوار اوسکے پاس تھے بہت سراسیمہ تھا کہ دریاخاں کے ہراول سپاہی احمد آباد میں گئے ہونگے اور اوسکی شکست کی خبر
مشہور ہوئی ہوگی اسلئے احمد آباد جانا چاہیئے وہ پانچ سواروں کے ساتھ بہت ہی جلد شہر میں آیا اور دولتخانہ شاہی میں داخل
ہوا اور فتح کی منادی اہل شہر دریاخان کے ہراول شکست یافتہ کو دیکھ چکے تھے اونکو دریاخاں کی شکست کا
یقین ہوا ایک جماعت اس پاس آئی اوسنے حکم دیا کہ دریاخان کا گھر غارت کیا جائے اور شہر کے دروازے محکم
کئے جائیں عالم خان نے تیز قاصد بھیجکر سلطان محمود کو طلب کیا۔ دریاخان جب فتح کرکے اپنی منزل
میں آیا تو احمد آباد سے اس پاس قاصد پہنچے اور حقیقت حال پر اوسکو اطلاع دی ۔ وہ بہت جلد
احمد آباد کی طرف آیا ۔ اہل و عیال امرا کے شہر میں تھے اکثر آدمی اوسے جدا ہوکر عالم خاں
کو بھی پاس آئے ۔ اور اسی عرصہ میں سلطان محمود بھی شہر میں آگیا اس خبر کے سننے سے
دریاخاں غوری نے فرار کیا برہانپور گیا یہاں بھی قرار نہ پایا تو وہ شیر شاہ پاس چلا گیا جسنے
اوسکے ساتھ بڑی رعایتیں کیں ۔ دریاخان کے جانے کے بعد عالم خان وزیر ہوا ۔
وزارت پاکر اوسکو بھی دریاخاں کا سا گھمنڈ ہوا اسی کی چالوں پر چلنے لگے سلطان محمود نے
امرا کو اپنے ساتھ متفق کرکے اوسکے پکڑنے کا قصد کیا اوسکو خبر ہوگئی وہ بھی شیر شاہ پاس
چلا گیا ۔ اوسنے بہت اوسکے حال پر نوازش کی ۔ سبب باغی امرا کی طرف سے سلطان محمود کی
خاطر جمع ہوئی تو وہ تنسیق ممالک اور تکثیر زراعت اور دلاسائے سپاہ میں مشغول ہوا ۔
تھوڑے دنوں میں گجرات کو پھر اپنی اصلی حالت پر لے آیا ۔ اعیان و اکابر و اشراف سے
مستحسن سلوک کیا احمد آباد سے بارہ کروہ (۲۴ میل) پر ایک نیا شہر بنایا اوسکا نام محمود آباد
رکھا لیکن وہ اس کے عہد میں پورا نہ تیار ہوا ۔ اسی بادشاہ کے عہد میں ۹۴۹ھ میں بحر عمان کے
ساحل پر قلعہ سورت تعمیر ہوا سورت کے مسلمانوں کی طرح طرح کی مزاحمتیں فرنگی کرتے تھے ۔
اسلئے سلطان محمود نے غضنفر آقا غلام ترک الملقب خداوند خان کو اس جگہ کا حاکم مقرر کیا
اور حکم دیا کہ قلعہ یہاں بنائے جب خداوند خان نے قلعہ بنانا شروع کیا تو فرنگی جہازوں
میں چند دفعہ سوار ہوکر ممانعت کے لئے آئے ۔ اور سخت لڑائیاں لڑے ۔ مگر ہر دفعہ شکست پائی

خداوندخان نے یہ قلعہ بنواکے تمام کیا۔ یہ حصار ایک نہایت متین اور استوار ہے۔ اوسکی
دو طرفین خشکی سے متصل ان میں خندق بیس گز عرض کی ایسی کھنچی بنائی کہ پانی نکل آیا
خندق کی دیوار کو سنگ و آہک سے بنایا ہے عرض اسکا ۲۵ گز ہے اور ارتفاع ۲۰ گز۔ اور
عجیب بات یہ ہے کہ پتھروںکو لوہے سے جوڑکر سیسہ اونمیں ایسا پلایا ہے کہ کوئی درز
و دراڑ باقی نہیں رہی شنگ انداز ایسے بنائے ہیں کہ دیدہ بینا انہیں دیکھکر متحیر ہوتا ہے جب
عیسائی جنگ و جدل سے اپنا کام نہ بنا سکے تو رفق و مدارا سے پیش آئے اور خداوندخان
کو بہت روپیہ رشوت کا دینے لگے کہ وہ قلعہ نہ بنائے ۔ مگر اوسنے رشوت پر تھوکا بھی
نہیں تو فرنگیوں نے کہا کہ اگر یہ بات تو قبول نہیں کرتا تو ہم تجھکو اتنا ہی روپیہ دیتے ہیں
جو قلعہ کے نہ بنانے کے لئے دیتے تھے کہ تو بنگال کی طرح کی چوکندی نہ بنائے
خداوندخان نے کہا کہ سلطان کے دولت کی وجہ سے میں کسی چیز کی پروا نہیں رکھتا
اور میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مرضی کے برعکس اس قسم کی چوکندی بناؤں اور اپنے
لئے ثواب عظیم حاصل کروں ۔ توپ و ضرب زن کہ رومیوں نے جوناگڈھ میں چھوڑے تھے
اور اونکو سلیمانی کہتے تھے منگاکر قلعہ سورت پر جابجا لگائے اور خوب اوسکو مضبوط کیا۔ ملا محمد
استرآبادی نے اس قلعہ کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

این بنا آمد عجیب بہر تاریخش بگوش — سد بود بر سینۂ دجال فرنگی این بنا

سلطان محمود نے سنہ ۹۶۱ھ تک باستقلال حکومت کی اور کسی طرف کوئی اسکا منازع
و مخالف نہ تھا۔ مگر سال مذکور میں برہان نے اس کے قتل کا ارادہ کیا جسکی تفصیل یہ ہے
کہ محمود شاہ کا ایک ملازم برہان تھا کہ لوگوں کو صالح اپنے تئیں دکھاتا تھا اور اکثر اوقات
طاعات و عبادات میں مصروف رہتا تھا۔ شکار میں بادشاہ کا پیش نماز وہی ہوتا تھا۔
ایک دفعہ اوسنے بادشاہ کی خدمت میں ایسی تقصیر کی کہ سلطان نے اوسکو کچی دیوار میں
چنوادیا مگر سر اوسکا دیوار سے باہر رہا۔ کچھ تھوڑی دیر بعد بادشاہ کا گذر اوسکی طرف
ہوا تو برہان زندہ تھا۔ بادشاہ کی طرف نگاہ کرتا تھا چشم و ابرو کے اشارہ سے

سلطان کو دیتا تھا۔ بادشاہ نے تحقیق کرکے اوسکے گناہ سے درگذر کی اور خلاص کیا۔ زخموں
کے درد سے [illegible] اوسکے اعضائے قبیحہ [illegible] تھے اونپر درد شکم [illegible] کہا گیا اور کئی روز
[illegible] صحت ہوئی تو پہر بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مگر اپنے ولی نعمت
سے کینہ سینہ میں رکھتا تھا۔ قضا را پہر ایک گناہ شکارگاہ میں اوسسے صادر ہوا سلطان نے
اوسکو گالیاں دیکر تہدید کی۔ شام کے قریب بادشاہ شکارگاہ سے پہرا۔ اور بہایا مسکرات
زیادہ کہاکر پلنگ پر سو رہا۔ کہتے ہیں کہ سلطان پاس دو سو آدمی ایسے تھے کہ جو شیر سے
لڑکر اوسپر غالب آتے تھے۔ اونکو شیرکش کہتے تھے وہ برہان کے حوالہ تھے کہ شکارگاہ
اور نازک جا میں ساتھ رہیں۔ برہان نے اونسے امارت و مناصب کا وعدہ کرکے اپنے
ساتھ موافق کرلیا تھا۔ وہ گھات لگائے بیٹھے تھے۔ اس روز کہ جب برہان کو بادشاہ
ایسے غافل سونے کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے بہانجے دولت سے جو بادشاہ سے زیادہ
نزدیکی رکہتا تھا شاہ کے قتل میں ہمزبانی کی اور اوسنے قبول کیا۔ بادشاہ کے سر کے
بالوں کے خشک کرنے کا بہانہ بناکے وہ گیا۔ بادشاہ کے بال بہت دراز تھے اون کو
ہاتھوں میں لیکر کہینچا تو بادشاہ کو نہایت بے خبر پایا۔ بالوں کو پلنگ کی پٹی سے مضبوط
باندہ دیا۔ اور بادشاہ کی شمشیر خاصہ کو غلاف سے کھینچکر بادشاہ کے حلق پر رکھی۔ بادشاہ
ہوشیار ہوا۔ اوٹھنے کا ارادہ کیا مگر بال ایسے پٹی سے مضبوط بندہے ہوئے تھے
کہ اوٹھ نہ سکا۔ دفع مضرت کے لئے دونو ہاتھ تلوار کی دہار پر رکھے کہ گلا اور ہاتھ دونو
بریدہ ہوگئے۔ اس دولت بیدولت نے اپنا کام کیا تو برہان نے کہ دروازہ کے نزدیک تھا
شعبدہ بازی شروع کی وہ یہ سمجھا کہ اگر بعض امراء اعظم کو مار ڈالوں گا تو میں ہی بادشاہ
ہوجاؤنگا۔ لحظہ بلحظہ باہر جاکر سلطان کے احکام سنانے لگا۔ بادشاہ کی زبانی پہلا حکم یہ
سنایا کہ مطرب و مغنی بلند آوازی سے گائیں۔ حکم دوم یہ کہ شیرکشوں میں سے دس آدمی
حضور کی خدمت میں رہیں۔ انکو اس بہانہ سے اندر لے گیا۔ ہتیار اونکو دئے اور معین
جاؤں پر کہڑا کردیا۔ امیروں وزیروں کی طلب میں آدمی بھیجے آدہی رات آئی تھی کہ

خداوند خان بانی قلعہ سورت و آصفخان وزیر حاضر ہوئے اور قتل کئے گئے اونکے بعد دو آدمی اور امرار کبار کی طلب میں بھیجے جب اعتماد خان کی طلب میں آدمی گئے تو اوسنے کہا کہ اسوقت سلطان ہرگز ہماری قسم کے آدمیوں کو طلب نہیں کرتا۔ اسمیں کوئی فیہ ہے اتنے میں اور آدمی اسکی طلب میں آیا تو اوسکو وغدغہ اور زیادہ ہوا۔ پھر برہان نے عبدالصمد شیرازی الملخاطب افضل خان کو طلب کرکے کہا کہ بادشاہ خداوند خاں و آصف خان سے رنجیدہ ہو گیا ہے تیرے لئے خلعت وزارت بھیجا ہے افضل خان نے کہا کہ جب تک بادشاہ کو نہ دیکھونگا ایسے امر خطیر کا خلعت نہیں پہنوں گا۔ اوسنے آستین میں ایک ہاتھ ڈال کر کہا کہ بادشاہ کے سر کی قسم دوسرا ہاتھ میں ہنیں ڈالوں گا مگر بادشاہ کے روبرو تو برہان اوسکو وہاں لایا جہاں سلطان کی لاش پڑی تھی۔ اور کہا کہ بادشاہ اور عمدہ وزرا اور امرا کا کام تمام کرچکا ہوں تجھے وزیر کرکے کلی و جزوی امور کا اختیار دیتا ہوں افضل خان نے اسکو بکار بکار کر گالیاں دیں تو اس ناپاک نے اس پیر ہفتاد سالہ کو قتل کر ڈالا۔ سرکشوں و سپاہیوں اور اوباش آدمیوں کو جو رات کو جمع تھے اونمیں سے ہر ایک کو خطاب دیا اور امارت کا امیدوار کیا۔ اور تخت پر بیٹھا صبح تک ندبخشی کرتا رہا۔ بادشاہ کے طویلہ کے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو اوباش آدمیوں کو تقسیم کرتا رہا اور اونکو اپنا مایۂ استظہار بنایا جب بادشاہ کی شہادت کی خبر پھیلی تو عماد الملک ترک بعد جنگیز خان اور الغ خان حبشی اور امرا جمعیت کرکے برہان کے سر پر جا چڑھے اور کا مقتضا د مصرعہ + سلطنت گرہمہ یک لحظہ بود مغتنم است + چتر سر پر رکھے ہوئے اپنی جمعیت کے ساتھ برابر میں آیا۔ اول ہی حملہ میں خاک میں لوٹا۔ شیروان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پاؤں میں اوسکے رسی باندہ کر تمام بازار و محلہ میں پھرایا۔ سلطان محمود کی مدت سلطنت ۱۸ سال ۲ ماہ اور چند روز تھی۔ بحسب اتفاق سلیم شاہ بن شیر شاہ دہلی کا بادشاہ اور نظام الملک بحری احمد نگر کا حاکم اسی ۹۶۱ھ میں اجل طبعی سے مرے جنکی تاریخ وفات مولانا غلام علی ہندوشاہ نے یہ کہی۔ قطعہ تاریخ ۵

سہ خسرو را زوال آمد بیک بار	زہے ہند از عدل شان دار الامان بود

یکے محمود شہ سلطان گجرات	کہ ہم چون دولت خود نوجوان بود
دگر اسلام شاہ سلطان دہلی	کہ اندر عہد خود صاحبقران بود
سیم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
ز تاریخ وفات این سہ خسرو	چہ می پرسی زوال خسروان بود

سلطان محمود نیک نہاد پسندیدہ اطوار تھا اکثر اوقات علما و فضلا کی صحبت میں رہتا۔ نفلی روزے رکھتا۔ اپنے آبا و اجداد کی وفات کے دن روزہ رکھتا متبرک دنوں میں فقرا و مساکین و مستحقین کو کھانا کھلاتا اور خود طشت و آفتابہ ہاتھ میں لے کر آدمیوں کے ہاتھ دھلواتا اور پارچہا سرمی صاف وغیرہ کہ اوسکی پوشش کے لئے مقرر تھے اون میں سے اول درویشوں کا جامہ و دستار بناتا۔ بعد ازاں اپنے کپڑے بناتا۔ اوسنے کھاری ندی کے کنارے ایک آہو خانہ بنایا تھا سات کروہ (۱۴ میل) اوسکی دیوار طول میں تھی۔ اس آہو خانہ میں عمارات دل کشا و باغ روح افزا بنائے تھے صاحب جمال مالنین باغ کی آراستگی کے واسطے نوکر رکھی تھیں اس آہو خانہ میں طرح طرح کے جانور تھے کہ اونکی توالد و تناسل کی کثرت سے تمام آہو خانہ پر تھا سلطان عورتوں کی صحبت پر مرتا تھا۔ اپنی حرموں کو وہاں رکھتا اور اونکو ساتھ لیکے شکار کھیلتا چوگان بازی کرتا۔ اس چار دیواری میں جو درخت تھے انپر سرخ و سبز مخمل لپٹی ہوئی تھی۔ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے حرموں میں سے کوئی حاملہ ہوتی تو اسقاط حمل کا حکم دیتا۔ اسکا ایک ہندی غلام اعتماد خاں تھا سلطان اسپر کلی اعتماد رکھتا تھا اپنی حرم میں اوسکو محرم بنایا تھا عورتوں کی آرائش اوسکے سپرد تھی۔ اوسنے بادشاہ کے ملاحظہ اور احتیاط کے سبب سے کافور کھا کر اپنی رجولیت کو دور کر دیا تھا چونکہ گجرات میں [illegible] عورتوں کے جانے کی اور لوگوں کے گھروں پر بہر بہانہ سے اونکے ہجوم ہونے کا رواج ہو گیا تھا تو فسق و فجور بمنزلہ رسم و عادات کے ہو گیا تھا کہ وہ برا نہیں معلوم ہوتا تھا سلطان محمود نے اوسکو منع کر دیا۔ امتحان کے واسطے مجہول آدمیوں کی ایک جماعت کو اونکی طلب میں بھیجتا جب وہ آجاتیں تو اونکی سیاست کرتا اس سبب سے اس بات کا حسن انسداد ہو گیا تھا +

ذکر سلطنت احمد شاہ گجراتی

گرفتہ وفنا

جب سلطان محمود نے شہادت پائی اور اوسکے کوئی فرزند نہ تھا تو اعتماد خان اس سبب سے بہ پانہ ہو خرد سال سلطان صفی الملک کو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد میں سے تبلا کر میران سید مبارک بخاری اور امرا کے اتفاق سے تخت شاہی پر بٹھادیا اور اوسکو سلطان احمد شاہ خطاب دیا شاہی کے اختیارات خود لے لئے اوسکو گہر میں برائے نام بادشاہ بنائے رکھا۔ جب پانچ سال اس حال سے گذرے تو احمد شاہ کو ایسی حالت کی تاب نہ رہی وہ احمد آباد سے نکل کر محمود آباد میں سید مبارک بخاری پاس چلا گیا۔ یہ بھی امرائے کبار میں سے تہا۔ اس پاس موسی خاں فولادی و سادات خان و عالم خاں لودہی و اعظم خان مالوی امرا اور آدمی جمع ہوگئے۔ اعتماد خاں نے عماد الملک پدر چنگیز و الغ خاں و جہجہار خان حبشی و ختیار الملک اور امرائے گجرات سے اتفاق کیا اور بدو بخانہ لے کر سید مبارک کے سر پہ جا چڑہا۔ اگرچہ سید مبارک پاس جمعیت بہ نسبت اعتماد خان کے جمعیت کے کمتر تھی مگر معرکہ جنگ گرم ہوا سید مبارک کو تو ایک توپ کے گولہ نے دوسرے عالم میں لڑکایا۔ سلطان احمد کو شکست ہوئی وہ چند روز صحرا و جنگل میں سرگردان پہر کر اعتماد خاں پاس گیا اوسنے اوس کے ساتھ پہلا ہی سا سلوک کیا۔ اوس کو گہر میں بٹھادیا اور کسی کو اوس پاس جانے نہ دیا اس صورت میں عماد الملک و تاتار خاں غوری اعتماد خان کے گہر پہ چڑہ گئے اور اوسکے ڈہانے کے لئے توپیں لگادیں اعتماد خان اونکے آگے نہ ٹہیر سکا پال (دیوہ) کی جانب کہ محمد آباد چنپانیر کی توابع میں ہے چلا گیا اور جمعیت بہم پہنچائی۔ قریب تہا کہ جنگ واقع ہو کہ آدمیوں نے درمیان میں پڑ کر اونکے درمیان صلح کرادی۔ موافق سابق کے اعتماد خان کو وکالت سلطنت پیسر ہوئی اور ولایت بہروچ و محمد آباد چنپانیر و ناعوت اور راور پر گنے آب مہندری و نربدا کے درمیان عماد الملک کو جاگیر میں ملے۔ اور ایک ہزار پانسو سوار و نکی جاگیر سلطان احمد کے لئے مقرر ہوئی۔ اس دفعہ کبھی کبھی اپنی بے عقلی سے اپنے ہمدموں میں اعتماد خان کے قتل کا مشورہ علانیہ کیا کرتا تہا۔ اور بمقتضائے خرد سالی کیلے کے ٹکڑے تلوار سے کرتا اور کہتا کہ اعتماد خاں کے

بہی ایسے دو ٹکڑے کرو نگا۔ اعتماد خاں اس حال سے آگاہ ہوا اور اوسنے بپوشیدہ ستی کی کہ ایک
رات کو احمد شاہ کو قتل کر ڈالا۔ اوسکے جسم کو قلعہ کی دیوار سے نیچے وجیہ الملک کے گہر کے محاذی دریا میں
پہینک دیا اور شہرت دی کہ سلطان احمد بسبب لوندی کے وجیہ الملک کے گہر میں آیا تہا بادشاہ
وہ قتل ہوگیا۔ اوسکی سلطنت کے ایام آٹھہ سال تہے +

بادشاہی سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی

۹۶۹ھ کے آخر میں اعتماد خان نتوا ایک لڑکے کو مجلس امرائے گجرات میں لایا اور قسم
کھا کر کہا کہ یہ لڑکا شاہ محمود کا بیٹا ہے۔ اوسکی ماں شاہ کی لونڈی تھی جب وہ حاملہ ہوئی تو
اوسکو مجھے سپرد کیا کہ اسکا اسقاط حمل کراؤں حمل پر پانچ مہینے گذر گئے تہے میں نے اوسکو ساقط
نہ کرایا۔ اوس سے یہ لڑکا پیدا ہوا جسکی پرورش مینے ابتک کی ہے۔ اس شہادت پر اوسکو تخت سلطنت
پر دستور کے موافق بٹہا دیا مظفر شاہ خطاب دیا۔ اعتماد خاں وکیل سلطنت رہا اور مسند عالی اوسکے
خطاب ملا۔ باقی امرانے مملکت کو اپنے درمیان اس طرح تقسیم کیا کہ موسیٰ خان و شیر خان کے
تصرف میں پٹن تا پرگنہ کری آیا۔ اور فتح خان بلوچ کے قبضہ میں راد ہن پور و تروارہ
تہراد و موسج پور اور چند پرگنے اور ہوئے۔ اعتماد خاں کی جاگیر میں سابرمتی اور مہندری
کے درمیان کا ملک ملا۔ اور چنگیز خاں کو سورت و نادوت و محمد آباد چنپانیر ملے رستم خاں
خواہر زادہ چنگیز خاں کے تصرف میں بہروچ آیا۔ سید میراں ولد سید مبارک بخاری کو دندوقہ
و دولقہ ملے اور قلعہ جونا گدہ و سورت کو امین خان غوری قبضہ میں لایا اور اوسنے امرائے
گجرات سے کنارہ کیا۔ سلطان مظفر کو اعتماد خان اپنا محبوس جانتا تھا۔ ان کو آدمیوں کے
دکھانے کے لئے تخت پر بٹہا دیتا اور خود اوسکے پیچھے بیٹہتا۔ امرا سلام کو حاضر ہوتے جب
چند روز اس طرح گذرے تو چنگیز خان و شیر خان فولادی سلطنت کی مبارکباد دینے کے لئے
احمد آباد میں آئے۔ بعد ایک سال کے فتح خان کو بسبب قرب جوار جاگیر کے فولادیوں سے
عداوت ہوئی اور اونکے درمیان جنگ ہوئی فتح خان نے شکست پائی وہ اعتماد خاں پاس
گیا۔ اعتماد خاں لشکر جمع کر کے فولادیوں کے سر ہوا۔ فولادی پٹن میں متحصن ہوئے اور [illegible]

و ندامت ظاہر کرنے لگے۔ اعتماد خان نے اونکے عجز کو مانا نہیں محاصرہ میں کوشش کی جب فولادی افغان تنگ ہو گئے تو اون کے جوانان خردسال جمع ہوئے اور اونہوں نے موسیٰ خان و شیر خان سے کہا کہ جس حال میں ہمارا عجز و انکسار قبول نہیں ہوتا تو بجز جنگ کرنے اور جان دینے کے چارہ نہیں ہے پس پانسو جوانوں کے قریب ایک ہی دفعہ میں قلعہ سے باہر آئے اور موسیٰ خان و شیر خان بھی تین ہزار سپاہ لیکر ناچار باہر نکلے۔ اعتماد خان پاس لشکر گجرات تیس ہزار سے زیادہ تھا مگر فولادیان کی فوج نے اوسکے لشکر کو منہزم کیا۔ حاجی خان جو سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام تھا وہ اعتماد خان کے لشکر میں سے بھاگ کر فولادیوں سے مل گیا۔ فولادیوں نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آگیا ہے اوسکی جاگیر چھوڑ دو اعتماد خان نے اوسے قبول نہیں لیا۔ اور کہا کہ وہ ہمارا نوکر تھا جب وہ بھاگ گیا تو اوس کو جاگیر ایسے مل سکتی ہے۔ موسیٰ خان و شیر خان جمعیت کے ساتھ حاجی خان کی [illegible] پھر اعتماد خان لشکر جمع کرکے اونسے لڑنے گیا چار مہینے تک مقابلے میں رہے آخر کو جنگ ہوئی۔ اعتماد خان کو اس دفعہ شکست ہوئی جسکے سبب فولادی اسے نامرد جاننے لگے بہروچ میں وہ چنگیز خان پاس گیا۔ اوسکو کمک مدد کے لئے لایا لیکن جنگ میں صلاح نہیں دیکھی صلح کی حاجی خان کی جاگیر چھوڑ دی۔ وہ احمد آباد میں آیا چنگیز خاں نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ اس درگاہ کے ہم بھی خانہ زاد ہیں اور حرم کے کل امور سے اطلاع رکھتے ہیں محمود شاہ ثالث کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ یہ لڑکا جسکو محمود شاہ کا بیٹا ٹھیرا کر بادشاہ بنایا ہے اوسکے کیا معنی ہیں کہ تو اوسکی مجلس میں بیٹھتا ہے اور تیرے آدمی اوسکی نگہبانی کرتے ہیں اور جب تک تو نہیں حاضر ہوتا کوئی اوسکے سلام کو نہیں جا سکتا اگر فی الواقع وہ سلطان محمود شاہ کا بیٹا ہے تو تو بھی کل امرا اور خاصہ خیل کی طرح خدمت کر اور جب اور امرا مجلس میں بیٹھیں تو تو بھی بیٹھ اعتماد خاں نے جواب دیا کہ مین نے روز جلوس مین بزرگوں کے آگے قسم کھا کر کہا تھا کہ یہ طفل شاہ محمود کا بیٹا ہے بزرگون نے میری بات کا یقین کرکے تاج شاہی اوسکے سر پر رکھا تھا اور بیعت اوس سے کی تھی یہ جو تو کہتا ہے کہ مجلس میں تو کیوں بیٹھتا ہے میری قدر

و منزلت بہ نسبت اور امرا کے سلطان جنت آشیان کے زمانہ میں زیادہ تہی تو اس زمانہ میں لڑکا تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا تو میرے سخن کی تصدیق کرتا - یہ جوان جو اب تخت سلطنت پر بیٹھا ہے میرا اور تیرا ولی نعمت ہے تیری خیر اسی میں ہے کہ اوس کی خدمت گذاری سے سرتابی نہ کرے جیسے تیرے باپ نے اس بادشاہ کے باپ کی خدمت کی ہے ایسی ہی تو اوسکی خدمت کر تو پھولے پھلے گا - شیر خان فولادی نے اس سوال وجواب سے واقف ہو کر ایک خط چنگیز خاں کو لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ تم چند روز صبر کئے بیٹھے رہو اور مدار اکو ہاتھہ سے نہ دو بے تقریب مسند عالی سے مخالفت کا اظہار نہ کرو - مگر چنگیز خان نے بڑودہ و بروندان طمع دراز کئے بیٹھا تھا اس بات کو قبول نہیں کیا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس آدمی بہت جمع ہو گئے ہیں اور یہ ولایت مختصر جو میرے تصرف میں ہے اس جماعت کو کفایت نہیں کرتی چونکہ سلطنت کے تمام کام مسند عالی کے سپرد ہیں آپ اس باب میں فکر فرمائیں - اعتماد خان نے اپنے سر پر سے بلا ٹالنے کے لئے اوسکو برہانپور کیطرف یوں پھیرا دیا کہ اوسکو جواب لکھا کہ قصبہ نذربار ہمیشہ سے امراے گجرات کے تصرف میں رہا ہے - ان ایام میں کہ قلعہ آسیر میں سلطان محمود میراں مبارک شاہ کے ساتھہ تھا تو میراں مبارک سے وعدہ کیا تہا کہ اگر خدا تعالی مجھے گجرات کی بادشاہی دیگا تو قصبہ نذربار تجھے دونگا جب اس سلطان نے اورنگ جہانبانی کو زینت دی تو اپنے ایفاے وعدہ کے سبب سے قصبہ نذربار کو میراں مبارک شاہ کو دیا - اب حال ہی سلطان شہید ہو گیا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہے کہ اپنی جمعیت کو ساتھہ لے جا کر فوراً قصبہ نذربار پر اپنے اضافہ علوفہ کے لئے قبضہ کرو - بالفعل تم یہ کرو بعد ازاں اصل معاملہ پر نظر کیجائے گی اعتماد خاں کے دم میں چنگیز خاں آگیا اور ۹۶۹ھ میں متواتر کوچ کرکے قصبہ نذربار پر متصرف ہوا - قدم حرص اور آگے بڑہایا تال نیر گیا - اس اثنا میں خبر آئی کہ چنگیز خان سے لڑنے محمد میراں شاہ فاروقی ولد میراں مبارک شاہ و تفال خاں حاکم برار آتے ہیں چنگیز خان اپنے لشکر کو ایسی زمین میں لایا کہ شکستگی اور ناہمواری بہت رکھتی تہی اور جس طرف کہ زمین ہموار تھی

ارابوں کا زنجیرہ باندھا محمد شاہ مدد تغال خان اوسکی برابر صف کھینچی ہوئی شام تک کھڑے رہے۔ چنگیز خان اپنے دائرہ سے باہر نہیں آیا۔ اور غرور ونخوت کی شامت سے اوس کو خوف و خطر ایسا ہوا کہ رات کو سارا لشکر لیکر بھاگ گیا اور بھروچ میں آیا۔ محمد شاہ فاروقی کو غنیمت ہاتھ لگی اور نندربار تک اُسکا تعاقب کیا اور اوسپر وہ پھر متصرف ہو گیا۔ اس اثنا میں اکبر شاہ کے خوف سے ابناء سلطان میرزا کہ چھہ نفر تھے اور اونکے نام یہ تھے محمد حسین مرزا الغ مرزا حسین مرزا مسعود حسین مرزا شاہ مرزا۔ جلال الدین مرزا سنبل سے بھاگ کر مالوہ کی جانب آئے جب لشکر اکبر شاہی ۹۷۳ھ میں مالوہ میں آیا۔ تو یہ مرزا بھاگ کر چنگیز خان سے ملے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے لئے اونکو غائبانہ سلطان مظفر کی امراء میں منسلک کیا چند پرگنے اپنی ولایت میں سے اونکو دیدئے۔ اسی سال میں چنگیز خان نے مرزاؤں سے اتفاق کر کے اعتماد خان پر لشکر کشی کی اور قصبہ بڑودہ پر بے جنگ متصرف ہوا جب محمود آباد میں آیا تو اعتماد خان پاس پیغام بھیجا کہ سب عالم اور عالمیوں پر ظاہر ہے کہ تال نیر میں شکست کا سبب اصلی اور حقیقی باعث تیرا نفاق تھا۔ اسلئے کہ اگر تو میری کمک کو خود آتا یا کسی جماعت کو بھیجتا تو اصلا غبار فرار میرے دامن عار پر نہیں بیٹھتا اب فقیر بادشاہ کے حضور میں اور مبارکبادی شاہی کے لئے احمد آباد میں آتا ہے یقین ہے کہ تو اگر شہر میں ہوا تو مخالفت اور نزاع کا ظہور ہوگا بہتر ہوگا کہ شہر سے باہر جا کر مثل اور امرا اپنی جاگیر میں سکونت اختیار کرے اور سلطان کا دست تصرف قوی کر کہ مملکت موروثی ہو جس طور سے وہ چاہے اپنا تصرف کرے اعتماد خان نے اس پیغام کے پہنچنے سے پہلے سامان لشکر کیا تھا جب یہ پیغام آیا تو وہ اوسکا مطلب سمجھہ گیا کہ کیا ہے۔ القصہ اوسنے مظفر شاہ کے سر پر چتر رکھا اور سادات خان بخاری و اختیار الملک و ملک شرف الغ خان و جھجار حبشی و سیف الملک کو ساتھہ لیا موضع کا وری میں کہ محمود آباد سے ۶ کروہ (۱۲ میل) ہے طرفین کا تقارب ہوا۔ صفوں کے مقابلہ میں اعتماد خان کی نظر چنگیز خان کے لشکر پر پڑی اور وہ پہلے سے مرزاؤں کی شجاعت اور مردانگی کا حال سن چکا تھا اونمیں سے ہر ایک کو

معرکہ نبرد میں قابض ارواح جانکر بغیر اسکے کہ غلاف سے شمشیر کھینچے۔ ڈونگرپور کی طرف متوجہ ہوا
اور امرا نے اس طریقہ پر آفریں کی اور اوس کو خود اختیار کیا اور اطراف میں وہ چلے گئے
چند امیر سلطان کے ساتھہ رہے اور اوس کو احمد آباد میں لے آئے چنگیز خان اس فتح
غیبی سے مسرور و خوشحال ہوکر بٹوہ میں آیا۔ دوسرے روز صباح کو الغ خان حبشی اور جہجار خان
اور اور حبشی مظفر شاہ کو لیکر ببرپور اور معمور آباد کی طرف چلے تھے کہ چنگیز خان احمد آباد میں
آ گیا۔ اور اعتماد خان کی حویلی میں اُترا شیر خاں فولادی نے کہ ان دنوں قصبہ کری میں یہ خبر پہنچی تو
چنگیز خاں کو پیغام بھیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خان کو سلطان کے خرچ کے لئے دی گئی تھی
بالفعل تنہا اُسپر متصرف ہونا آئین مروت و فتوت سے دور ہے۔ میں خود بہت سی جمعیت
کے ساتھہ احمد آباد کی طرف متوجہ ہوں چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت شیر خاں سے
جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسلئے اوسنے قرار دیا کہ آب سابرمتی سے اِس طرف شیر خان کے
تعلق میں ملک رہے۔ اس سبب سے احمد آباد کے بعض پورے مثل عثمان پور وخان پور شیر خاں کے
متعلق رہے چنگیز خان مرزاؤں کی نیکو خدمتی کے سبب سے اونکی بڑی عزت وحرمت کرتا تھا
میراں محمد شاہ ولد میراں مبارک شاہ فتح اول میں دلیر ہوگیا تھا مملکت گجرات کو بادشاہ سے
خالی پایا امرا کی مخالفت و منازعت کو بڑی نعمت سمجھا۔ اس مملکت کی تسخیر کی نیت سے حرکت کی
احمد آباد کے باہر آگیا چنگیز خاں مرزایوں کو ساتھہ لیکر جنگ کے آہنگ سے شہر سے باہر آیا جنگ کے
بعد میراں محمد شاہ نے شکست پائی۔ پریشان و بے سامان آسیر کو بھاگا۔ یہ فتح مرزاؤں کے حسن تردد
سے حاصل ہوئی تھی چنگیز خان نے اونکی دلجوئی کرکے چند معمور اور آباد پرگنے سرکار بھروچ میں
انکی جاگیر میں دیدیے۔ اور ساز و سامان کرنے کے لئے جاگیر میں بھیجدیا جب یہ مرزا اپنی جاگیر
میں آئے تو اوباش اور واقعہ طلب اونکے گرد جمع ہوئے اور شرف الدین حسین مرزا کہ خواجہ
عبید اللہ احرار کی اولاد میں اور ہمایوں بادشاہ کا داماد تھا۔ شہنشاہ اکبر سے روگرداں ہوکر
مرزاؤں سے آن ملا۔ ان مرزاؤں کے خرچ کو جاگیر کی آمدنی کفایت نہیں کرتی تھی وہ چنگیز خاں
کی بے اجازت بعض اور محال پر متصرف ہوئے جب چنگیز خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے تین ہزار

حبشی اور پانچ چھ ہزار گجراتی مرزاؤں کے سر پر شہ پر گئے ہمراہ آئے چنگیز خان کے لشکر کو شکست دی
اور اونکا ایک حصہ قتل کیا اور تعاقب کیا حبشیوں اور گجراتیوں میں سے جو لوگ اونکے ساتھ آئے
انمیں سے چند سال بے ریشوں کو اپنی خدمت کیلئے رکہا اور جو ریش دار تہے انکی ناک میں
تیر ڈالا ہاتھوں کو پیچھے پر باندھا۔ لکڑی کے گہیرے قسم کے اونکے گلے میں ڈالے غرض بڑی اہانت کرکے
اونکی جان لی جب یہ حال آدمیوں کا مرزاؤں نے کیا تو وہ جانتے تہے کہ چنگیز خان خود اپنے
چڑھ کر آئیگا بالضرور علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد۔ ابہی چنگیز خان اپنی جگہ سے نہیں ہلا
تہا کہ مرزاؤں نے برہانپور کی طرف رخ کیا اور وہاں دست اندازی کرکے مالوہ گئے ان کے
باقی حالات شہنشاہ اکبر کی تاریخ میں پڑہو۔ الغ خان وجہجار خان نے مظفر شاہ کو بیجا
ڈونگر پور میں اعتماد خان کے حوالہ کیا۔ بعد چند روز کے اونہوں نے اپنی سپاہ کا خرچ
اعتماد خان سے طلب کیا اسنے اونکو جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہے
کہ وہ کس مقدار کا ہے اور ہر سال کیا خرچ ہوتا ہے سوا اسکے یہ شہر نہیں ہے کہ آدمیوں سے
قرض لیکر دیا جائے اس سبب سے الغ خان حبشی اور اور امرا نے اعتماد خان سے آزار پایا
چنگیز خان کو جب اسیر علم ہوا تو ان امرا میں سے ہر ایک کو خطوط استمالت لکہے اور اپنے پاس بلایا
وہ احمد آباد میں اُس سے جا ملے۔ الغ خان وجہجار خان نے کہا کہ سب جانتے ہیں
کہ ہم سب سلطان کے خانہ زاد غلام ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی کو دولت ملجائے تو
نسبت میں اصلا تفاوت نہیں ہے ملاقات میں اس کی رعایت کرنی چاہیئے
جب ہم ملاقات کو آئیں تو دربان ہم کو روکیں نہیں چنگیز خان نے اُسے قبول کیا
شہر میں امرا کو ہمراہ لیکر خالی منازل میں جو داد اترو ایا۔ بعد ایک مدت
کے ایک دن جاسوس نے آنکر الغ خان سے کہا کہ چنگیز خان کا ارادہ ہے کہ تجہے
اور جہجار خان کو قتل کر ڈالے اسلئے یہ قرار دیا ہے کہ صبح تم کو میدان چوگان میں
بلائے گا اور قتل کر ڈالے گا۔ یہ وہ کہہ ہی رہا تہا کہ چنگیز خان کے آدمی نے یہہ
پیغام دیا کہ کل میں چوگان بازی کو جاؤنگا صبح تم بہی آنا۔ الغ خان اور امیرن

نے آپس میں صلاح مشورہ کرکے یہ ٹہیرایا کہ کل چوگان بازی میں چنگیز خان حبشی کا کام تمام کرنا چاہیئے - چنانچہ دوسرے روز چوگان بازی میں الغ خان نے چنگیز خان کا سر تلوار سے بہٹّا سا اوڑا دیا - پہر سب امرا نے اعتماد الملک کو خط لکھ کر احمد آباد میں بلایا وہ چند روز بعد سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد میں آیا - اور اپنی منزل میں اوترا اس عرصہ میں مخبر یہ خبر لائے کہ مالوہ سے مرزاؤں نے فرار کیا - اور جب چنگیز خان کے کشتہ ہونے کی خبر سُنی تو وہ خوش ہوئے ولایت سورت وبہروچ پر متوجہ ہوئے تاکہ اس صوبہ پر متصرف ہوں - اختیار الملک والغ خان نے اعتماد خان سے کہا کہ ولایت بہروچ بے صاحب ہے اور کہتے ہیں کہ مرزاؤں نے اس طرف توجہ کی ہے بہتر یہ ہے کہ سب امرا جمعیت کرکے بہروچ پر متوجہ ہوں اور اوس پر متصرف ہوں اور اس ارادہ میں تاخیر نہ کریں اگر بہروچ مرزاؤں کے تصرف میں آگیا تو بہت خون جگر پینا پڑیگا تو یہہ ملک اونکے تصرف سے نکلے گا غرض آپس میں مشورہ ہو کر یہہ قرار پایا کہ کل لشکر کے تین توپ ہوں - اول الغ خان حبشیوں کو ساتھ لے کر ایک منزل آگے جائے اور جب یہہ اس منزل سے کوچ کریں تو اعتماد خان واختیار الملک اور اور امرا کہ توپ دوم ہے منزل اول میں آئیں اور جب توپ ثانی اس منزل سے کوچ کرے تو توپ سوم میں شیر خان اور اور امرا ہیں اول منزل میں جائے سادات خان بخاری اپنی جگہہ پر رہے جب یہ امر طے ہو گیا تو الغ خان وجہجار خان وسیف الملک اور اور حبشی محمود آباد میں آئے اعتماد خان کو ایسا وہم ہوا کہ اوس نے شہر سے باہر جا کر فسخ عزیمت کی - الغ خان اور اوسکے یاروں نے اُسکی اس حرکت کو ظرافت پر حمل کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے اوس کے دشمن چنگیز خان حبشی کو مار ڈالا اور وہ ہم سے نفاق رکھتا ہے صلاح یہہ ہے کہ اس کی ولایت کو آپس میں تقسیم کرکے متصرف ہوں اس قرار داد پر عزیمت مصمم کرکے پرگنہ کہنبایت وپرگنہ پلاد اور بعض اور پرگنات پر متصرف ہوئے مرزاؤں کو فرصت ملی وہ قلعہ چنپانیر وقلعہ بندر سورت اور اور مواضع پر متصرف ہوئے

رستم خاں کہ قلعہ بہروچ میں متحصن تھا اوسنے مرزاؤں سے جنگ کی۔ آخر کو امان مانگ کر
قلعہ اون کو سپرد کیا چونکہ سپاہی بے جاگیر گجرات شہر سے باہر آنکر الغ خاں سے ملے تھے
اسلئے الغ خان نے جہجار خاں سے کہا کہ اعتماد خاں کے پرگنات میں سے ایک پرگنہ انکی
جاگیر میں دیدو۔ جہجار خاں نے کہا کہ جو جاگیر اس جماعت کو دو مجھے دو کہ اس گروہ سے
جس بات کے تم متوقع ہو وہ مجھہ سے ظہور میں آئے۔ ان باتوں میں الغ خاں اور
جہجار خان میں رنجش ہو گئی۔ اعتماد خان کی بن آئی اوس نے جہجار خان کو مکر و فریب
سے فریفتہ کرکے احمد آباد میں لایا اور الغ خان کو شیر خاں فولادی سے ملنے دیا ان
جھگڑوں میں مظفر شاہ احمد آباد سے بھاگ کر غیاث پور میں سرکیج کے قریب الغ خاں کے
دائرہ میں آئے۔ الغ بغیر اس سے ملے شیر خاں پاس آ گیا۔ اور اوس سے کہا کہ شاہ مظفر
بغیر اسکے کہ مجھے پہلے سے اطلاع دی ہو میری منزل میں آ گیا ہے میں ابھی تک اوس سے
نہیں ملا ہوں شیر خاں فولادی نے کہا کہ مہمان عزیز ہوتا ہے تم جاؤ اور حقوق خدمتگاری
بجا لاؤ۔ علی الصباح عماد خاں کا خط شیر خاں فولادی پاس آیا کہ شاہ محمود شاہ ثالث
کا فرزند شاہ مظفر نہ تھا اسواسطے اوسکو خارج کرکے میں نے مرزاؤں کو طلب کیا ہے کہ انکو
بادشاہ بناکر ملک گجرات اُن کو حوالہ کروں شیر خان اس خط کو پڑھ کر سید حامد پاس گیا اور
اُس سے پوچھا کہ جلوس کے وقت اعتماد خاں نے مظفر شاہ کی بابت کیا کہا تھا تو سید حامد
اور اور سادات نے کہا کہ اعتماد خان نے قرآن اوٹھا کر اور قسم کھا کر کہا تھا کہ یہ طفل
سلطان محمود شاہ ثالث کا بیٹا ہے اب اوس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہے۔ تو
الغ خاں کی منزل میں شیر خان گیا اور کمان ہاتھہ میں لے کر اس طور سے کہ نوکر
اپنے صاحب کی ملازمت کرتا ہے وہ سلطان مظفر کی ملازمت میں کمربستہ ہوا
اور الغ خان حبشی کی منزل سے سلطان کو سوار کراکے اپنی منزل میں لایا اور اسکی
خدمت گذاری میں قیام کیا۔ اعتماد خان نے مرزاؤں کو حدود بہروچ سے احمد آباد
میں بلایا وہ پانچ چھہ ہزار سواروں کے ساتھہ احمد آباد میں آئے ہر روز مرزاؤں کی

سپاہ میں سے ایک جماعت اور اختیار الملک کے سپاہی حبشیوں سے جنگ کرنے کے لئے جاتے۔ رفتہ رفتہ مخالفت ومنازعت کا طول اتنا کھینچا کہ اعتماد خان نے ایک عرضداشت شہنشاہ اکبر کو بھیجکر اوسکو گجرات کی فتح کی ترغیب دی۔ حسب اتفاق ۹۸۰ھ ۱۵۷۲ء میں شہنشاہ اکبر ناگور میں تشریف لایا تھا۔ اوس نے پیر محمد خان کو کہ خان کلاں مشہور تھا۔ سروہی کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ پیر محمد خاں راجہ سروہی کے ایلچی کے ہاتھہ سے زخمی ہوا تو وہ لشکرگاہ پیر محمد خاں کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت خواینن گجرات کی عرایض آئیں۔ یہاں اکبر نے گجرات کی عزیمت کی جسکا اقبال نامہ اکبری میں اپنے محل پر مذکور ہے ۹۸۰ھ میں شہنشاہ اکبر کی ممالک محروسہ میں گجرات داخل ہوئی۔ ایام سلطنت مظفر شاہ تا ہنگام تنزل ۱۳ سال چند ماہ تھی فقط

تمت

تاریخ مالوہ

ہندو راجاؤں کی فہرست

بلاد مالوہ ایک وسیع مملکت ہے اس دیار میں ہندوؤں کے عہد میں بڑے بڑے نامی راجہ گذرے ہیں راجاؤں کی فہرست ذیل میں لکھی جاتی ہے بعض نامور راجاؤں کا نہایت مختصر حال بھی تحریر کیا جاتا ہے

نام فرماں روا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۱) دھن جی	۱۰۰ سال	(۳) سالباھن	۱ سال
(۲) جیت چندر	۸۶ سال ماہ ۳ روز	(۴) نرباھن	۱۰۰ سال
		(۵) ہتراج	۱۰۰ سال
پانچ راجہ اسطرح ہوئے کہ باپ کے بعد بیٹا اور اونکی مدت سلطنت ۳۸۷ سال ۷ ماہ ۳ روز			
(۱) آدت پنوار	۸۶ سال ماہ ۳ روز	(۱۰) چیتر کوٹ	ایک سال
(۲) برہمراج	۳۰ سال ۵ ماہ ۲ روز	(۱۱) گنگ سین	۸۴ سال
(۳) آدت برمہ	۹۰ سال	(۱۲) چندرپال از قوم (۱۱)	۱۰۰ سال
(۴) سدہیروشنگھ	۸۰ سال	(۱۳) مہندرپال	۷ سال
(۵) ہمرتہ	۱۰۰ سال	(۱۴) کرم چند از قوم ۱۳	ایک سال ایک روز
(۶) گندہرپ	۳۵ سال	(۱۵) بجے نند	۱۰ سال
(۷) بکرماجیت	۱۰۰ سال ۷ ماہ ۲ روز	(۱۶) سنج	×
(۸) چندرسین از قوم (۷)	۸۰ سال ۳ ماہ ۲ روز	(۱۷) بھوج	۱۰۰ سال
(۹) کھرک سین	۸۵ سال	(۱۸) بجے چند	۱۰ سال ۲ روز
پنوار کی قوم میں سے ۱۸ راجاؤں نے ۱۰۶۲ سال ۱۱ ماہ ۱۸ روز راج کیا			

نام فرماں روا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۱) جیت پال تونور	۵ سال	(۷) رائے ابھل از قوم (۶)	۵ سال
(۲) رانا راجو از قوم (۱)	۵ سال	(۸) رائے سکن پال	۵ سال
(۳) رانا باجو	۱ سال ۳ روز	(۹) رائے کرت پال	۵ سال
(۴) رانا جاجو	۲۰ سال	(۱۰) رائے اینک پال	۶۰ سال
(۵) جیندر از قوم (۴)	۳۰ سال	(۱۱) کنور پال	ایک سال
(۶) رانا بہادر	۵ سال		
قوم تونور میں سے گیارہ راجاؤں نے ۱۴۲ سال ۳ روز راج کیا۔			
(۱) راجہ جگدیو چوہان	۱۰ سال	(۷) بھلدیو	۱۰ سال
(۲) جگناتھ برادرزادہ (۱)	۱۰ سال	(۸) مانک دیو	۹ سال
(۳) ہردیو	۱۵ سال	(۹) کیرت دیو	۱۱ سال
(۴) باسدیو	۱۶ سال	(۱۰) چھوا از قوم (۹)	۱۲ سال
(۵) سری دیو	۱۵ سال	(۱۱) مالدیو	۹ سال
(۶) دہرم دیو	۱۴ سال		
چوہان کی قوم میں سے ۱۱ راجاوں نے ۱۴۰ سال سلطنت کی			
(۱) شیخ شاہ	۷۰ سال	(۶) ہرچند	۲۰ سال
(۲) دہرم راج سود	۲۰ سال	(۷) کیرت چند	۲ سال
(۳) علاء الدین پسر شیخ شاہ	۲۰ سال	(۸) اگرسین	۱۳ سال
(۴) کمال الدین	۱۲ برس	(۹) سورج نند	۱۲ سال
(۵) جیت پال چوہان	۲۰ سال	(۱۰) تیترسین	۱۰ سال
دس فرمانرواؤں نے ۱۹۹ سال سلطنت کی			
(۱) جلال الدین	۲۲ سال	(۵) بیر سال	۱۶ سال

نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۲) عالم شاہ	۴۳ سال	(۶) پورنمل	۷۹ سال
(۳) ٹھکر سین پسر ہرسین	۸ سال	(۷) ہر نند	۶۴ سال
(۴) نرباہن	۲۰ سال	(۸) سکت سنگہ	۶۰ سال
(۵) بیسیر سال	۸ حکمرانوں نے ۱۴۲ سال (۱۹ سال) سلطنت کی		

شجرہ مسلمان بادشاہوں کا ۷۸۹ھ سے ۹۴۱ھ تک
۱۳۸۷ – ۱۵۳۴

(۱) دلاور خان غوری — ہمشیرہ مجہول — موسیٰ

(۲) ہوشنگ

احمد — عثمان — (۳) احمد شاہ — [illegible]

محمد — مسعود

ہمشیرہ مجہول النام — ملک — ملک خلجی

ملک مغیث

(۴) سلطان محمود اول

(۵) غیاث الدین — فدائی

علاء الدین — (۶) ناصر الدین

شہاب الدین — سلطان محمود — صاحب خان

مخصوص

نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۱) بہادر شاہ	چند ماہ	(۷) سلطان ناصر الدین	۱۱ سال ۴ ماہ ۳ روز
(۲) دلاور خان غوری	۲۰ سال	(۸) سلطان محمود	۲۶ سال ۶ ماہ ۱۱ روز
(۳) ہوشنگ شاہ	۳۰ سال	(۹) قادر شاہ	۶ سال
(۴) محمد شاہ	ایک سال چند ماہ	(۱۰) شجاعت خان عرف [illegible]	۱۲ سال
(۵) سلطان محمود خلجی	۳۴ سال	(۱۱) باز بہادر	
(۶) سلطان غیاث الدین	۳۲ سال		

۱۱ بادشاہوں نے ۷۸۱ سال ۳ ماہ ۴ روز فرمانروائی کی

کہتے ہیں کہ سنہ ہجری سے دو ہزار ۳ سو ۵ سال ۵ ماہ ۲۷ روز پہلے ایک ریاضت گر مہاباہ نے آتشکدہ روشن کیا اور خدا کی پرستش کی۔ نفس کہ ہزاروں طرح کے فتنے برپا کرتا ہے اوسکی گدازش پر وہ بڑی ہمت کرتا بہت آدمی سعادت کے تلاش کرنے والے اوسکے گرد جمع ہوئے وہ اپنے گھلانے میں گرم رو تھے اس عرصہ میں گروہ بودھ کی جان کو درد ہوا اور اونہوں نے حاکم وقت سے فریاد کی کہ اس آتشکدہ میں ہزاروں جانیں سیلاب آتش میں جاتی ہیں یہ بہتر ہوگا کہ برہمنوں کی مت کا ناش کیا جائے اور جانداری میں جہانبانی کی جائے۔ حاکم نے اونکی گدازش کو مان لیا۔ اور آدمیوں کو اسکے کام ونا کام روک دیا سوختگان آتشیں نفس چارہ سازی کی تدبیر میں لگے ایک زبردست کے طلبگار ہوئے کہ وہ بودھ والوں کو زیر کرے اور برہمنوں کے مذہب کو رواج دے خدا تعالی نے اس دیرین افسردہ آتشکدہ سے ایک آدم پیکر پیدا کی جہرہ پر فرہ ایزدی تہا اور ہاتہہ میں شمشیر آبدار رکھی۔ تہوڑے دنوں میں فرمانروا ہوگیا اور آئین برہمن کو از سر نو رواج دیا (۱) دھن جی اسکا نام تہا اوس نے دکھن سے آکر مالوہ کو تخت گاہ بنایا بہت دنوں جیا۔ پانچویں نسل میں (۵) بیزراج کے کوئی بیٹا نہ تہا بزرگوں نے (۱) آدت پنوار کو جانشین کیا اس طرح اس قوم کی مرزبانی کا آغاز ہوا عمر تہ کی جان لڑائی میں گئی تو گندہرب کو راجہ بنایا کہتے ہیں کہ یہ وہی عمرتہ ہے کہ جسکو داد ار بے ہمال نے پیکر گندہرب میں دیو تہا کا اوتار بنایا اور پہر اوسکو قالب انسانی پہنچایا اور اس نام سے وہ شہرہ آفاق ہوا اور داد دہش سے اوسنے عالم کو آباد کیا اسکا بیٹا (۲) بکرماجیت ہوا جسنے بزرگوںکا نام روشن کیا اور بہت سا ملک فتح کیا ہندو اسکی جلوس کی تاریخ سے سمبت کا آغاز کرتے ہیں۔ اور عجیب عجیب داستانیں اوسکی بناتے ہیں۔ غرض وہ نیرنج اور علم طلسم سے واقف تہا سادہ دلوں کو دام میں پہنسانا جانتا تہا (۲) چندرپال نے سلطنت کا والا پایہ پایا اور سارے ہندوستان کو اپنے ہاتہہ میں لیا (۱۰) بیجے نند شکار دوست تہا ایک درخت کے نزدیک اوسکو ایک لڑکا جسکو ابہی ماں جنا تہا

مل گیا۔ اوسنے اوسکو حقیقی بیٹا بنایا "منج" نام رکھا جب اوسکا وقت ناگزیر آیا تو اوسکا سگا بیٹا
بھوج خردسال تھا اوسکا جانشین منج کو کر دیا۔ دکھن کی لڑائی میں اوسکی جان گئی +
سمت ۱۰۹۰ھ میں بھوج اورنگ آرا ہوا اور بہت ملک فتح کئے اور داد و دہش سے روزگار آباد کیا
علم کی قدر بڑہائی۔ پنڈتوں کی رونق کا بازار گرم ہوا انہیں کو سب پر غلبہ ہوا۔ پانچ سو
نیک مرد حکمت شناس اوسکی سبھا میں ودیا کا چرچا رکھتے تھے۔ ان سب میں سرآمد بیج
تھا قوم دہن پال و بھونی بڑی دلاویز سخن لکھے ہیں اور حقیقت جویوں کے لیے دانائی کا
ارمغان چھوڑا ہے جب بھوج پیدا ہوا تو جوتشیوں نے بڑی غلطی کی بالوگونکو اوسکی جنم کی
گھڑی بتانے میں بھول ہوئی جوتشیون نے جمع ہوکر مولود کو منحوس بتلایا۔ اوسکے غمخوار کو
گزند جانی کا خوف دلایا جان دوستی کے سبب سے اس نوبادہ اقبال کو خاکستان بیکسی اور
زمین ناشناسائی میں ڈالا۔ اوسنے یہیں دست امکان کی وساطت بغیر پرورش پائی۔
بریج نے جو اس زمانہ میں دانشمندوں میں شمار کیا جاتا تہا اوسنے بھوج کا زائچہ طالع بہت
غور کرکے لکھا۔ اسکی بزرگ فرمانروائی۔ اور درازی عمر کی نوید سنائی۔ اس جنم پترے کو راجہ
کی رہ گذر میں ڈالدیا۔ اسکے پڑہنے سے مہر پدری جوش میں آئی۔ اوسنے اپنی انجمن کے
پنڈتوں سے پوچھا کہ غلطی کہاں ہوئی جب وہ معلوم ہوگئی تو وہ خود رفتہ ہوکر بیٹے کو اوٹھا لایا
کہتے ہیں کہ جب بھوج آٹھ سال کا ہوا تو اس بے گناہ کی جان کے درپے منج ہوا۔ اوس نے
اپنے رازدارونکو حوالہ کیا کہ پوشیدہ اسکو ہستی سرا کو روانہ کریں جان کرایوں کو اوس پر
رحم آیا اور اوسکو چھپایا۔ بھوج نے رخصت کے وقت ایک نوشتہ منج کو دیا جسکے مضمون کا خلاصہ
یہ تھا کہ کیونکر آدمی زاد اپنی طبیعت کی تیرگی سے خرد کے نور سے دور ہوجاتا ہے کہ بیگناہوں کے
خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کرتا ہے کوئی فرمانروا ملک و مال کو اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتا
کیا میرے مارنے سے تو یہ سمجھا ہے کہ تیری دولت جاوید ہو جائیگی اور تجھہ کو گزند نہیں پہنچیگی
جب راجہ نے یہ نامہ سنا تو شاہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے فعل سے جانگداز پچھتانے
لگا فرمانبرداروں نے اس میں آثار راستی دیکھے تو سرگذشت کو بتلا دیا۔ راجہ نے سجدۂ شکر ادا کیا

اور بہوج کی بزرگ داشت کی اور اپنی جانشینی کے لئے نامزد کیا۔ جب بہوج کے بیٹے (۴)
جے چند کی فرمانروائی کا زمانہ ختم ہوا اور قوم پنوار میں کوئی تاجداری کے لائق نہ رہا تب
تو تونور زمینداروں میں تہا مرزبان بنایا۔ اور نیرنگی تقدیر سے فرمانروائی اس خاندان سے
حصہ میں آئی۔ جب کنورپال کی باری ہو چکی تو گروہ چوہان کے سر پر افسر سلطنت گذاری
رکھا گیا (۱۱) مالدیو کی فرمانروائی کے زمانہ میں غزنین سے شیخ شاہ آیا اور مالوہ لے لیا اور ایک
مدت دراز تک جیا جب اسکی عمر پوری ہوئی تو اسکا بیٹا علاء الدین خرد سال تہا اس کا
وزیر (۲) دہیرم راج سو اسکا جانشین ہوا۔ جب علاء الدین بڑا ہوا تو وہ لڑا اور ناسپاس
وزیر کو مارا۔ جیسے پال جو مانک دیو چوہان کی نسل سے تہا وہ کمال الدین کا نوکر تھا۔ اسنے
بدگوہری اور زبردستی سے اپنے خداوند کی جان گزائی کی اور سود مندی کے خیال سے
زیان جاوید خریدا۔ بیتر سین راج کی نوبت آئی تو ایک افغان نے چند بدذات اپنے
یار بنائے اور فرصت پاکر راجہ کو شکار میں مارڈالا۔ اور اپنا لقب جلال الدین رکھا۔ پتر سین
نے اپنے بیٹے طرک سین کی شادی کامرد کے خاندان میں کی تہی۔ یہاں کے راجہ نے نیک
خدمتی کے سبب سے اوسکو اپنا ولی عہد کیا تہا جب وہ مر گیا تو طرک سین مسند آرا ہوا۔
کیں توزی کے سبب سے لشکر مالوہ میں لے گیا نبردگاہ میں عالم شاہ کی موت آئی۔ (۸)
سکت سنگہ کے زمانہ میں بہادر شاہ ایک فرمانروا دکہن سے آیا۔ مگر اسکا طومار زندگی یوں لپیٹا
کہ وہ دہلی میں لشکر لے گیا اور سلطان شہاب الدین سے لڑا اور گرفتار ہوا۔ ۱۴۰۱ھ میں سلاطین
دہلی میں سے اول سلطان غیاث الدین نے ملک مالوہ فتح کیا تہا ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ میں سلطان محمد بن فیروز شاہ
تک بادشاہان دہلی کے تصرف میں رہا۔ دلاور خان غوری جسکا اصلی نام حسین ہے سلطان
شہاب الدین غوری کی اولاد میں سے تہا وہ سلطان محمد کی طرف سے اس ملک میں حکومت کرتا
تہا اوسکے مرنے کے بعد وہ خود سر ہو گیا۔ اوسکے بعد گیارہ فرمانرواؤں نے ۹۷۹ھ ۱۵۶۱ تک
آزادانہ یہاں حکومت کی۔ اس مدت میں کچھ دنوں بہادر شاہ اور ہمایوں بادشاہ مالوہ
کی حکومت پر فائز ہوئے۔ کہتے ہیں کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ جب فرار ہوا تہا تو جس جماعت نے

اس حال میں اوسکی ہمراہی کی تہی اور حق وفا اسکا ادا کیا تہا۔ اوسنے اپنے بادشاہ ہونے پر اسمیں سے ہر ایک آدمی کے حق میں رعایت کی چنانچہ خواجہ سرور کو خواجہ جہاں کا خطاب دیکر وزیر کل کیا ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خاں کو حاکم ملتان اور دلاور خاں کو حاکم مالوہ مقرر کیا۔ آخر الامر یہ چاروں آدمی شاہی کے مرتبہ پہنچے۔

دلاور خان غوری کا ذکر

سنہ ۷۹۰ھ میں دلاور خان مالوہ میں آیا اور اپنی رائے صائب کی قوت سے اور بازو شجاعت سے ملک مالوہ کا انتظام کیا حشم و خدم کو فراہم کیا اور اس ملک کی اطراف میں جو لوگ غلبہ رکھتے تھے اونکو مغلوب کیا جب سلطان محمد کا انتقال ہوا اور دہلی کی سلطنت پراگندہ ہوئی اور ہندوستان میں ملوک طوائف کا ظہور ہوا تو اوس نے والی دہلی کی اطاعت سے سر نکالا اور استقلال کا دعوی کیا اور آداب ملکداری کو بادشاہوں کے طور پر اختیار کیا۔ اپنا خطبہ پڑہوایا اور سکہ چلایا مدتوں کامیاب رہا۔ اوسکو شوق تھا کہ منڈو کو دار الملک بنائے اسلیئے کبھی کبھی اوسمیں عمارتیں بنواتا ۸۰۱ھ میں ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی صاحبقران سے بہاگکر گجرات گیا اور وہاں سے مالوہ میں آیا تو دہار میں دلاور خاں نے اوسکی بڑی خاطرداری کی تمام نقود و جواہر سلطان کے روبرو لایا اور کہا کہ یہ سب حضور کے ہیں بندہ آپ کا غلام اور جمیع میرے اہل حرم آپ کی کنیزیں ہیں۔ ناصر الدین محمود نے بقدر احتیاج لے لیا باقی کو واپس کیا بادشاہ محمود کو امراء دہلی نے بلایا تو وہ ۸۰۴ھ میں دلاور خان سے رخصت ہوا۔ الپ خان اسکے بیٹے کو بادشاہ محمود کی اس قدر خاطرداری پسند نہ تھی اسلیئے وہ منڈو چلا گیا تہا۔ جب بادشاہ چلا گیا تو وہ باپ پاس آگیا۔ اس تین برس کے عرصہ میں منڈو میں الپ خان نے ایک حصار نہایت مستحکم سنگ اور گچ سے تعمیر کرایا ۸۰۸ھ میں دلاور خاں نے ودیعت حیات سپرد کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ الپ خاں نے اوسکو زہر دلوایا تھا ایام حکومت اس کے ۲۰ سال تھے جنمیں مدت سلطنت چار سال کچھہ زائد تہی +

ذکر سلطنت سلطان ہوشنگ بن دلاور خان

باپ کے مرنے کے بعد الپ خاں حکومت مالوہ کا علم بلند کیا۔ اور اپنے تئیں سلطان ہوشنگ لقب کیا امرا اور بزرگون نے اوس سے بیعت کی اور اوسکی اطاعت قبول کی لیکن ابھی مہمات سلطنت اور اساس دولت نے استحکام نہیں پایا تھا کہ مخبرون نے خبر دی کہ شاہ مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خاں نے اپنے باپ دلاور خان کو دنیا کے لالچ سے زہر دیدیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا سلطان ہوشنگ اپنا لقب رکھا اس سبب سے کہ دلاور خان غنیم تھی اور شاہ مظفر گجراتی میں بھائی چارا تھا سلطان مظفر لشکر لیکر اس طرف متوجہ ہوئے ور سلطان ہوشنگ بھی جنگ کے آہنگ سے قلعہ دھار سے برآمد ہوا سنہ ۸۱۰ھ میں طرفین سے صفیں آراستہ ہوئیں گھمسان لڑائی ہوئی سلطان مظفر زخمی ہوا۔ سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا۔ مگر اسپر بھی دونون میں سے کوئی متزلزل نہیں ہوا کہ لڑائی سے ہاتھ اوٹھاتا۔ مگر آخر کو سلطان مظفر کو فتح و ظفر ہوئی ہوشنگ مقید ہوا۔ موکلون کے حوالہ ہوا سلطان مظفر نے اپنے بھائی خان اعظم نصرت خاں کو قلعہ دھار میں حاکم بنایا۔ سپاہ مالوہ کو اپنا مطیع کیا۔ اور گجرات کو چلا گیا۔ نصرت خان ناکردہ کار تھا۔ رعایا کے مقدور سے زیادہ محصول مانگا اور بدسلوکی اختیار کی۔ پہلے اس سے کہ سلطان مظفر گجرات میں پہونچے لشکر مالوہ نے نصرت خان کو دہار سے باہر نکال دیا اس سبب سے کہ نصرت خان نے انتظام میں توقف کیا تھا ور ولایت مالوہ سے باہر نہیں جاتا تھا اسکا تعاقب ہوا اور اوسکے پس ماندون کو آزار پہونچایا شاہ مظفر کے خوف کے مارے نصرت خان نے قلعہ مندو میں اقامت اختیار کی۔ اور اونہوں نے سلطان ہوشنگ کے چچا کے بیٹے موسی کو سردار بنالیا۔ اس خبر کے آنے کے بعد سلطان ہوشنگ نے عریضہ اپنے قلم سے لکھکر سلطان کی خدمت میں بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ خداوند جہان فقیر کے باپ اور چچا کی جگہ ہیں آپ سے اہل غرض نے بعض باتیں میری طرف سے لگادی ہیں خدا خوب جانتا ہے کہ وہ خلاف واقعہ ہیں۔ ان ایام میں سُنا گیا کہ امراء مالوہ نے خان اعظم کی نسبت اعتدائی کی ہے موسی کو سردار بنایا ہے۔ ولایت مالوہ پر جو متصرف ہوئے ہیں اور استقلال کا دم بہر رہے ہیں۔ اگر فقیر کو قید سے نکال کر احسان کی

قید میں ڈالیں تو ممکن ہے کہ یہ ملک ہاتھ میں آ جائے ۔ سلطان نے ایک سال کے بعد ہوشنگ کو
قید سے نکال کر اُس سے عہد لیا اور سب سامان سرانجام کرکے ۸۱۰ھ میں اوسکو روانہ کیا اور احمد شاہ
کو اوسکی کمک کے لئے روانہ کیا ۔ احمد شاہ نے دہار اور اوسکی نواح کو تصرف میں لاکر ہوشنگ کو
تفویض کیا اور خود مراجعت کی سلطان ہوشنگ کچھ دنوں دہار میں ٹھہرا جب خاصہ خیلو نکی جماعت
اس پاس جمع ہوئی تو اوسنے قلعہ منڈو سے بھی امراکو ان کی استمالت کرکے بلایا مگر وہ
اس سبب نہ آسکے کہ سارے اہل وعیال اونکے قلعہ منڈو میں تھے ۔ سلطان ہوشنگ نصفیہ
دہار سے قصبہ منڈو میں گیا ۔ اوسکا محاصرہ کیا ۔ ہر روز اوسکے آدمی مجروح ہر گے اور کچھ
کام نہ بنتا اسواسطے سلطان ہوشنگ کی صلاح یہ ہوئی کہ وسط ولایت میں جاکر قیام کرے
اور قصبوں اور پرگنوں میں اپنے آدمی بھیجکر متصرف ہو اس درمیان میں ملک مغیث نے کہ
سلطان ہوشنگ کا پھوپھی زاد بھائی تھا ۔ ملک خضر عرف میان آغا سے مشورہ کیا کہ اگرچہ
موسیٰ خان شائستہ جوان ہو اور ہمارے ماموں کا بیٹا ہے لیکن سلطان ہوشنگ دانائی
اور فرزانگی اور دانشوری اور بردباری میں سب پر سبقت لے گیا ہے اور یہ مملکت ارثاً اور
اکتساباً اوسکو پہنچتی ہے اور سوا اسکے اسنے لڑکپن میں میری ماں کی گود میں پرورش پائی ہے
صلاح یہ ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اوسکے اقتدار کے ہاتھ میں دی جائے ۔ میان آغانے اوسکی
رائے سے اتفاق کیا وہ قلعہ منڈو سے نکلکر سلطان ہوشنگ سے ملے ۔ سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث
سے اپنی نیابت دینے کا وعدہ کیا جس سے وہ مسرور خوشحال ہوا موسیٰ خان نے مایوس ہوکر
قلعہ منڈو خالی کر دیا اور خود باہر چلا گیا سلطان ہوشنگ اپنی دارالامارت منڈو میں آکر ٹھہرا
ملک مغیث کو ملک شرف کا خطاب دیا اور وزارت اوسکو تفویض کی اور کل امور میں اپنا
نائب و قائم مقام کیا +

۸۱۳ھ سنہ ۱۴۱۰ء شاہ مظفر نے رحلت کی ۔ احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ کو شاہی ملی ۔ ہوشنگ نے
حقوق تربیت مظفر شاہی کو اور اعانت احمد شاہی کو بالائے طاق رکھا ۔ کینہ دیرینہ نے اوس کو
اسپر آمادہ کیا کہ دیار گجرات میں جاکر مملکت میں خلل پیدا کرے ۔ سلطان احمد شاہ اس خبر کو سنکر

لشکر گراں کے ساتھہ بہروچ میں گیا اوسکو محاصرہ کیا فیروز خان وہیبت خاں سپاہ احمد شاہی کی ہیبت وکثرت وسطوت کے خوف سے احمد شاہ سے جا ملے سلطان ہوشنگ مراجعت کرکے وہاں سے چلا آیا۔ ابھی عرق تشویر وخجالت اسکی پیشانی پر خشک نہیں ہوا تھا کہ پھر اعمال شنیعہ شروع کئے سنہ ۸۲۳ھ میں اوسنے سُنا کہ احمد شاہ گجراتی راجہ جالوارہ سے لڑنے گیا ہے اور اوسکے محاصرہ میں لگ رہا ہے اسی حال میں جلوارہ کا خط استعانت کی درخواست میں آیا اور راجہ کے ایلچی نے کمک کے باب میں مبالغہ حد سے زیادہ کیا سلطان ہوشنگ نے مقدمات سابق کو فراموش کرکے لشکر کا سامان درست کیا اور پھر گجرات کی طرف چلا اور ان ممالک میں بہت خرابی مچائی سلطان احمد شاہ بمجرد اس خبر کے سننے کے ہوشنگ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا جب دونو قریب ہوئے اور راجہ جالوارہ سے کوئی مدد نہیں پہنچی تو سلطان ہوشنگ نے بے اختیار اپنے ملک کو مراجعت کی اور اس مدت میں نصیر خان فاروقی پسر کلاں حاکم خاندیس کا قصد یہ تہا کہ قصبہ تال نیر کو کہ اوسکے باپ نے اپنے چہوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تہا اوسسے چہین لے ہوشنگ سے نصیر خان کمک کا طالب ہوا۔ اوسنے اپنے بیٹے غزنین خاں کو پندرہ ہزار سوار کے ساتھہ اوسکی مدد کو بہیجا۔ اس مدد کے سبب سے نصیر خان فاروقی نے قلعہ تال نیر کو لے لیا اور حوالی سلطان پور میں گیا سلطان احمد شاہ اونکی تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ زمینداران گجرات خصوصًا راجہ جالوارہ وراجہ محمد آباد چنپانیر وراجہ نادوت وایدر نے فرصت پاکر پے در پے عرائض سلطان ہوشنگ کی خدمت میں بہیجیں کہ اول مرتبہ خدمت گزاری میں تساہل وتجاہل ہوا مگر اس مرتبہ جانسپاری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہوگا۔ اگر جناب گجرات کی طرف متوجہ ہوں تو چند رہبر بہیجے جائیں کہ آپ کو اور آپکے لشکر کو اس راہ سے لے جائیں کہ ملک گجرات تک ہیں آپ کے پہنچ جانے کی خبر سلطان احمد شاہ کو نہ ہو چونکہ خجالت لاحق علاوہ عداوت سابق کے تھی سلطان ہوشنگ نے لشکر تیار کرکے سنہ ۸۲۶ھ میں بڑی شان وشوکت سے مہراسہ کی راہ سے گجرات جانے کا ارادہ کیا۔ اتفاقًا انہیں ایام میں سلطان پور ونذربار کی حوالی میں سلطان احمد آیا ہوا تہا غزنین خاں مالوہ کو بہاگا نصیر خاں فاروقی آسیر کو گیا جب سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ

سلطان ہوشنگ مہروسہ میں ہے تو اوسکے فساد مٹانے کو مقدم جانتا اور بہت جلد وہ مہروسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور باوجود بارش کی کثرت کے ایلغار کرکے وہ پہنچا جب جاسوسوں نے ہوشنگ کو احمد شاہ کے آنے کی اطلاع دی تو مضطرب ہوا جن زمینداروں نے عریضے بھیجکر فتنہ و فساد اُٹھایا تھا اونکو اپنے پاس طلب کیا جب لوگ وہیں ہوئے خیر نہ دیکھی تو اونکو ناسزا باتیں کہیں اور لعنت ملامت کی اور جس راہ سے گیا تھا اوسی راہ سے گڈھی کہیا تا ہوا چلا آیا سلطان احمد شاہ نے مہروسہ میں چند روز لشکر کے جمع کرنے کے لئے قیام کیا۔ ماہ صفر ۸۲۱ھ کو مالوہ کی طرف متوجہ ہوا متواتر کوچ کرکے کالیادہ کی نواح میں آیا سلطان ہوشنگ جنگ کا آہنگ کرکے چند منزل آگے آیا مگر آخر کار مندو کو بھاگا سلطان کی سپاہ نے اوسکا تعاقب قلعہ مندو کے دروازہ تک کیا اوسکو بہت غنیمت ہاتھ لگی خود ظفر آباد نعلچہ تک آیا چند روز یہاں توقف کیا۔ اطراف ولایت میں افواج بھیجی چونکہ قلعہ مندو نہایت مستحکم تہا تو وہ دہار کی طرف چلا گیا وہاں سے اوجین جانا چاہتا تہا کہ برسات کا موسم آگیا۔ امرا و وزرا نے سلطان کو صلاح دی کہ بالفعل گجرات چلئے سال آئندہ میں مفسدوں کو سزا دے کر مالوہ کی تسخیر میں مصروف ہوجئے سلطان احمد شاہ گجرات میں آیا اسی سال میں ملک محمود فرزند ملک مغیث کی پیشانی میں نجابت و کاردانی کے آثار ہوشنگ نے دیکھے تو اوسکو محمود خان کا خطاب دیا اور باپ کے ساتھ مہمات ملکی میں شریک کیا جب سلطان کہیں جاتا تو ملک مغیث کو قلعہ میں چھوڑ جاتا اور محمود خان کو ہمراہ لے جاتا۔ آخر سال میں سلطان احمد نے چاہا کہ ولایت مالوہ میں آنکر جو کچھہ کر سکوں اسمیں تقصیر نہ کروں سلطان ہوشنگ نے اوسکے ارادہ سے آگاہ ہوکر تحفے و ہدیئے بھیجے اور صلح کا طالب ہوا سلطان احمد نے پیشکش لے لی اور صلح قبول کرلی۔ سنہ ۸۲۲ھ میں سلطان ہوشنگ سرحد برار میں قلعہ کھیرلہ پر لشکر لے گیا۔ یہاں کے حاکم نرسنگ راے نے پچاس ہزار پیادے اور سوار جمع کرکے لڑنے بھیجے۔ سخت لڑائی کے بعد سلطان ہوشنگ نے فتح پائی۔ نرسنگ راے نے شکست پائی سلطان نے قلعہ سارنگ گڈھ کو کہ نرسنگ راے سے تعلق رکھتا تہا احاطہ کیا اور مفتوح کیا خزانہ و ہم ہاتھی ہاتھی لئے قلعہ کھیرلہ میں نرسنگ راے کا بیٹا تہا اوسکو مطیع و باج گزار کیا اور خود مندو میں چلا آیا +

۸۲۵ھ میں سلطان نے ایک ہزار سوار اپنے لشکر میں سے لئے اور سوداگروں کے لباس میں ولایت جاج نگر کو کہ ایک مہینے کے رستہ پر تھی روانہ ہوا۔ نقرہ رنگ کے گھوڑے جو یہاں کے راجہ کو بہت پسند تہے اور کچھہ متاع جو اس ملک میں لوگ پسند کرتے ساتہہ لیں سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ ان گھوڑوں اور متاع کے عوض میں منتخب ہاتھی ہاتہہ آجائیں تو اون کی قوت سے سلطان احمد گجراتی سے انتقام لیا جائے وہ جاج نگر کی حوالی میں پہنچا اور راجہ پاس آدمی بہیجکر اطلاع دی کہ ایک بڑا سوداگر ہاتہی خریدنے اور گھوڑے نقرہ رنگ و سبزہ رنگ کے اور اور قماش و متاع بیچنے لایا ہے۔ راجہ جاج نگر نے پوچھا کہ یہ سوداگر دور کیوں پڑا ہے۔ اسکا جواب آیا کہ بہت سے سوداگر اوسکے ساتہہ ہیں آپ صحرا دیکہکر اوسنے یہ منزل پسند کی ہے۔ اِس ملک کی رسم تھی کہ اگر کوئی سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب لاتا تو راجہ آدمی پہلے سے اس پاس بہیجتا کہ فلان دن وہ گھوڑوں کے زین لگائے اور اسباب کو روے زمین پر لگائے۔ راجہ سوار ہوکر گھوڑوں اور اسباب کو دیکھے گا۔ وہ وقت موعود پر آتا جو کچھہ پسند کرتا۔ اوس کو ہاتہیوں سے معاوضہ کرتا۔ یا نقد قیمت دیتا۔ اس قاعدہ کے موافق راجہ نے ہوشنگ کو اطلاع دی کہ فلان روز قافلہ میں آؤنگا گھوڑے تیار رہیں اسباب زمین پر لگایا جائے سیں ملاحظہ کرکے اوس کے عوض ہاتھی یا نقد قیمت دونگا سلطان نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ جو راجہ کہے وہ کرنا چاہیے راجہ نے آنے کا دن مقرر کیا۔ اور قافلہ میں چالیس ہاتہی ہیں تاکید کہ اونکو اچھی طرح دیکھہ بہال لیں اور اپنے گھوڑون کو تیار رکھیں اور اسباب کو کہول کر زمین پر رکھیں۔ برسات کا موسم تہا سلطان ہوشنگ نے عذر کیا کہ ہوا اور ابر ہے مبادا ہمارے اقمشہ ضایع ہوں مگر راجہ کے آدمیوں نے محصلی کرکے اسباب کہلوایا۔ اس اثنا میں راجہ پانچسو آدمیوں کے ساتہہ آیا اور اور اشیا کے دیکھنے میں مشغول ہوا۔ مینہ موسلا دہار برسنے لگا اور بادل کی گرج و بجلی کی کڑک سے ہاتھی بھاگے اسباب جو زمین پر تھا وہ ہاتہیون کے پاؤں تلے آگر سب خراب ہوگیا لشکریوں نے کہ سوداگرون کے لباس میں تھے غل مچایا سلطان ہوشنگ نے اپنی ڈاڑہی کے کچھہ بال نوچ کر کہا کہ جس حال میں ہماری متاع خراب ہوگئی ہو ہم زندہ رہنا نہیں چاہتے

بس اپنی جماعت کے ساتھہ گھوڑوں پر سوار ہوکر راجہ کی طرف متوجہ ہوا - راجہ کے اوسان اڑ گئے
کہ یہ کیا بلا سر پر آئی - لڑائی ہوئی راجہ کے کچھہ آدمی مارے گئے کچھہ بھاگ گئے راجہ زندہ گرفتار ہوا
سلطان ہوشنگ نے راجہ سے کہا کہ میں سلطان مالوہ ہوں ہاتھیوں کے خریدنے کے لئے آیا تھا
اب میرا اسباب ضایع ہوا ناچار تجھے گرفتار کیا - راجہ نے ہوشنگ کی جرأت پر تعجب کیا - اوس نے
آدمی کو بھیجکر کل اپنے ہاتھی منگائے - ۷۵ ہاتھی سلطان ہوشنگ پاس آئے - وہ راجہ کو اوسکے
راج کی سرحد تک لے گیا - اور پھر اوسکو رخصت کیا - راجہ کو ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی اس لئے
اوس نے چند فیل اور تحفے پاس بھیجے - سلطان ہوشنگ نے سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو
خالی دیکھہ کر مالوہ میں آیا ہے - منڈو کو محاصرہ کر رکھا ہے - جب ہوشنگ کھیرلہ پر متصرف ہوا
اور وہاں کے راجہ کو مقید کیا اور معتبر آدمیوں کے سپرد کیا تو لشکر جو مالوہ سے آیا تھا اوسکے
ساتھہ منڈو کو روانہ ہوا - جب وہ اسکے نزدیک آیا تو سلطان گجراتی نے امرا و سپاہ کو موچلوں
سے لڑنے کو بلایا مگر ہوشنگ لڑائی کی طرف متوجہ نہوا قلعہ میں چلا آیا - قلعہ منڈو کا حال یہ ہے
کہ وہ ایک بہت اونچے پہاڑ پر بنا ہوا ہے جسکا ۱۹ کروہ احاطہ ہے بلکہ اسنے ہی کچھہ زیادہ
سوائے خندق کے اوسکے گرد مغاک ہے - قلعہ کے اندر آب و علف
بہت ہے اسقدر زمین میں گنجایش کہ وہاں کھیتی بھی ہوسکتی ہے - کوئی لشکر اسکا محاصرہ
تمام و کمال نہیں کرسکتا - اکثر مواضع نواحی اس لائق نہیں ہیں کہ ان میں کوئی اتر سکے
دکھنی دروازہ اسکا تاراپور کا دروازہ مشہور ہے - ایسا دشوار گذار ہے کہ سوار بھی مشکل سے
جاسکتا ہے - اسکی جس طرف سے جانا چاہو ایک کروہ بلندی کو طے کرنا پڑتا ہے آدمی جو راہوں
کی حفاظت کرتے ہیں اونکے درمیان پہاڑوں کے حائل ہونے کے سبب سے ایسی ہی دوری
رہتی ہے کہ اونکو آپس میں ایک دوسرے کی خبر نہیں ہوتی - دہلی دروازہ اسکا بہ نسبت اور راہوں
کے آسان گذار ہے - سلطان احمد نے محاصرہ میں کچھہ فائدہ نہ دیکھا وہ ملک کی تاخت و
تاراج میں مشغول ہوا - اجین میں ہوکر سارنگ پور میں آیا - سلطان ہوشنگ بھی ایک اور
راہ سے سارنگ پور میں آیا - اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ اسلام کا

حق ہمارے اور تمہارے درمیان ہے۔ ہماری ولایت کا تاراج کرنا اور اہل ولایت کا خون گردن
و بال بہت رکھتا ہے۔ جنگ صف میں جماعت جماعت و فوج فوج مسلمان زخمی ہوتے ہیں
لائق و انسب یہ ہے کہ اب آگے آپ خرابی کے درپے نہ ہوں اور اپنے دار الملک کو تشریف
لے جائیں متعاقب ایلچی اور پیشکش بھیجی جائے گی سلطان احمد شاہ نے اوسکی باتوں کا
اعتماد کر لیا اور اس رات کو اپنے لشکر کی محافظت و حزم و احتیاط میں کاہلی کی۔ اس لئے
سلطان ہوشنگ نے فرصت پا کر ۱۲ ماہ محرم کو سنہ ۸۲۶ھ کو شب خون مارا گجراتی غافل تھے اونکے
بہت آدمی مارے گئے۔ سلطان احمد کی بارگاہ کے قریب اسے سامت راجہ ونڈہ عرف
کری پانسو راجپوتوں کے ساتھ مارا گیا جب سلطان احمد شاہ سراپردہ سے نکلا تو اوسنے ایک اور
ہی عالم دیکھا لشکر میں سے ایک آدمی کو ساتھ لیکر وہ صحرا میں ٹھیرا صبح کو آدمی اس پاس
جمع ہوئے تو اوسنے ہوشنگ کی فوج پر تاخت کی معرکہ جدال و قتال کیا گرم ہوا کہ دونو
بادشاہ زخمی ہوئے آخر کو ہوشنگ کہ فیروز جنگ تھا قلعہ سارنگپور میں آیا گجراتیوں کے
سات جنگی فیل اور اور غنایم ہاتھ لگیں بعد اس فتح کے ۸ ربیع الاول کو سلطان عازم گجرات
ہوا جب ہوشنگ کو یہ خبر ہوئی تو غرور و دلیری سے تعاقب کیا بہت پس ماندوں کو
ہلاک کیا سلطان احمد نے ناچار پہر کر لڑائی شروع کی صدمہ اول میں سلطان ہوشنگ کے مقدمہ
کے بہت آدمی غنیم نے ہلاک کئے سلطان احمد نے خود میدان جنگ میں جا کر فتح حاصل کی
سلطان ہوشنگ کا بازوے شجاعت شکستہ ہوا قلعہ سارنگپور میں پناہ لی۔ اس لڑائی
میں چار ہزار نوسو مالوی مارے گئے۔ ان سب کا اسباب گجراتیوں کو ہاتھ لگا سلطان احمد
اپنی سرحد میں گیا سلطان ہوشنگ منڈو میں آیا شکست و ریخت کو درست کیا۔
سلطان ہوشنگ کے جاجنگر جانے کی اور بلائے حصار میں آنے کی اور اور روایات جو ضعف سے
خالی نہیں وہ تاریخ گجرات میں بیان ہوئیں یہاں اونکے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں۔
اسی سال میں سلطان ہوشنگ نے قلعہ گاگرون تھوڑی مدت میں فتح کر لیا اور یہاں
سے قلعہ گوالیار کی طرف تسخیر کے عزم سے کوچ کیا اور ایک مہینہ چند روز تک اوسنے محاصرہ کیا

کہ اوسنے یہ سنا کہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خاں راجہ کی مدد کو بیانہ کی راہ سے آتا ہے تو سلطان ہوشنگ محاصرہ کو چھوڑ کر دھولپور نکلا وسے لڑنے گیا۔ مگر چند روز کے بعد حرف صلح درمیان آیا آپس میں ایکدوسرے نے تحفے دئے اور اپنے اپنے دار الملک کو روانہ ہوئے۔ سنہ ۸۳۲ھ کو احمد شاہ بہمنی والی دکن نے کہیرلہ کی تسخیر کے لئے کوچ کیا۔ یہاں آکر اوسکو احاطہ کیا۔ نرسنگ راے مقتول نے جو سلطان ہوشنگ کے حکم سے یہاں کا حاکم تہا اپنا آدمی بہیجکر سلطان ہوشنگ سے امداد طلب کی سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا کہیرلہ کے نزدیک آیا تو دکہنیوں نے اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان ہوشنگ نے اوسکو دکنیوں کی عجز پر حمل کیا۔ راے کہیرلہ نے اوسکو اغوا کیا وہ دکنیوں کے تعاقب میں گیا۔ دکنیوں نے لڑکر اسکو شکست دی اور سارا اسباب اوسکا چہین لیا وہ بہاگا اوسکی کل عورتیں اور لڑکیاں دکنیوں کے ہاتہہ میں اسیر ہوئیں سلطان احمد شاہ دکنی نے ان عورتوں کی بڑی بہاداری کی اور ہر ایک کو زریں جامے دئے اونکے ساتہہ اپنے پانچ سو سوار اور ایک امین ہمراہ کیا اور سلطان ہوشنگ پاس بہجوادیا۔

سنہ ۸۳۳ھ میں کالپی کی تسخیر کے قصد سے سلطان ہوشنگ منڈو سے روانہ ہوا۔ کالپی میں سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کی طرف عبد القادر حاکم تھا جب اس نواحی میں آیا تو اوسنے سنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بہی اپنے دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے کوچ بہ کوچ کئے چلا آتا ہے سلطان ہوشنگ نے اسکے دفع کرنے کو کالپی کی تسخیر مقدم جانا جب دونوں لشکر نزدیک پہنچے اور آج کل میں لڑائی ہونیوالی تہی کہ شاہ ابراہیم شرقی کو خبر ہوئی سلطان مبارک شاہ فرمانرواے دہلی جونپور کا عازم ہے اسلئے سلطان ابراہیم جونپور تو واپس چلا گیا۔ سلطان ہوشنگ نے بے نزاع کالپی پر قبضہ کیا اور وہاں اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ چند روز یہاں رہکر عبد القادر ہی کو جو سابق میں ضابط کالپی تہا اپنی طرف سے یہاں حاکم مقرر کیا۔ مالوہ کو مراجعت کی اثناء راہ میں تہانہ داروں کی عرایض آئیں کہ کوہ چانپانیر کی جانب سے متردد آنکر مالوہ میں بعض مواضع اور قریات کو حوض ہیم تک بنیاد

ملجا و ماوا بنا رکھا ہے - ان عرایض کے آنے کے وقت میں سلطان ہوشنگ کی اولاد میں نزاع ہوا سلطان کے سات بیٹے اور تین لڑکیاں تہیں - تین بیٹے دختر عالم خاں حاکم اسیر سے پیدا ہوئے جنکے نام عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان ہے یہ باہم متفق تہے اور بیٹے احمد خان و عمر خان و ابو اسحاق خان سب سے بڑے بیٹے غزنیں خان کے ساتھ متفق تہے عثمان خان و غزنیں خان ہمیشہ متنازع رہتے اور امرا اور سپاہ کی جماعتیں جدا جدا اونمیں سے ہر ایک کی طرفدار تہیں سلطان ہوشنگ کو اس مخالفت سے کلفت تہی - ملک مغیث اور اوسکا بیٹا محمود خان کہ نہایت عادل و کاردان تہے سلطان کی استرضا میں کوشش کرتے تہے - چنانچہ مکرر سلطان ہوشنگ کی زبان پر یہ بات آئی تہی کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکہتا ہے - ملک مغیث نے عرض کیا کہ شاہزادوں کو بقا ہو ہم بندے ہیں سواء جاں سپاری اور خدمت گاری کے ہمارا کام اور نہیں ہے - ایکدن کالپی کی راہ میں عثمان خان نے برادر بزرگ غزنیں خان سے بڑی بے ادبی کی - اوسنے اپنے ایک نوکر کو شہزادہ غزنیں خان کے حرم میں بہیجا جسنے جاکر غزنیں خان کو خوب گالیاں سنائیں جسکے سبب سے نوکروں میں خوب لکد کوب ہوئی عثمان خان باپ کے خوف سے بہاگ گیا - امرا نے وعدے دلخواہ کرکے فریفتہ کیا اور عذر بہجایا - سلطان ہوشنگ اور زیادہ خفا ہوا سلطان نے ملک مغیث سے اس باب میں مشورہ کیا تو اوسنے کہہ دیا کہ اس قسم کی حرکتیں شہزادوں سے مکرر وقوع میں آئی ہیں اور معاف کی گئی ہیں - ایکدفعہ بہی اغماض کیا جائے سلطان ہوشنگ نے تغافل کیا عثمان لشکر میں آگیا - اسی دن میں سلطان نے بار عام کیا - عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان کو خطاب عتاب سے سخت ایذا پہنچائی اور اونکو پا بزنجیر کرکے ملک مغیث کے حوالہ کیا کہ منڈو میں اونکی تادیب کرے - یہ کام کرکے وہ کوہ جابیہ کی طرف آیا - متواتر کوچ کرکے حوض بہیم کو توڑا - راجہ کو جنگل میں بہگایا - اہل و عیال و مال و منال سب سرکشوں کا لے لیا - عورتوں بچوں کو اسیر کیا اور ہوشنگ آباد میں آیا - ایکدن وہ شکار کے لئے سوار ہوا - اثناء سیر میں تاج سلطان سے لعل بدخشانی جدا ہوکر گر پڑا - دوسرے دن ایک پیادہ نے اوسکو لاکر سلطان کو دیا اور پانسو تنکہ انعام پایا - سلطان ہوشنگ نے اس تقریب میں ایک حکایت بیان کی کہ ایکدن سلطان فیروز شاہ کے تاج کا لعل گر پڑا - پیادہ اوسکو لایا

اور بانچسو تنکہ اوسکو انعام ملا فیروز شاہ نے کہا کہ یہ تشبیہ آفتاب عمر کے غروب ہونے کی ہے چند روز
بعد وہ مر گیا میں بھی جانتا ہوں کہ میری عمر تمام ہوئی چند نفس باقی ہیں حضار مجلس نے دعا و ثنا
کے بعد عرض کیا کہ جس روز سلطان فیروز نے یہ بات کہی تہی اوسکی عمر نوے برس کی تہی حضرت
سلطان کا زمانہ عنفوان جوانی اور کامرانی کا ہے۔ ہوشنگ نے کہا کہ انفاس عمر زیادتی
نقصان کے قابل نہیں ہیں پس چند روز بعد سلطان کو سلسل بول کا مرض ہوا جب اوسنے
اپنے مرنے کے آثار دیکھے تو ہوشنگ آباد سے منڈو میں چلا آیا۔ ایک دن دربار عام میں اپنے
سب سے بڑے بیٹے غزنین خان کو انگشتر مملکت دی اور اپنا ولی عہد کیا۔ اسکا ہاتھ محمود خان
کے ہاتھ میں دیا محمود خاں نے معروض کیا کہ جب تک زندگانی رمق باقی ہے بندہ
خدمت گزاری اور جاں سپاری کے لئے حاضر ہے پھر امیر اور وزیر کو وصیت فرمائی
کہ ساحت مملکت نفاق و مخاصمت کے غبار سے مکدر نہ کرنا۔ اوسنے اپنی فراست سے دریافت
کر لیا تہا کہ محمود خاں خود سلطنت کو چاہتا ہے اسلئے اوسکو مکرر نصایح و مواعظ کیے اور
حقوق تربیت یاد دلائے اور کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت و صاحب شمشیر ہے
ہر وقت وہ مالوہ کی تسخیر کا ارادہ رکہتا ہے وقت فرصت کا منتظر رہتا ہے اگر مہام مملکت
کے سرانجام میں اور سپاہ و رعیت کے احوال کے پرداخت میں تساہل و تغافل ہوگا۔ اور
شاہزادہ کی مراعات میں تہاون ہوگا تو وہ اس ولایت کی تسخیر کا عزم مصمم کریگا تمہاری
جمعیت میں تفرقہ ڈال دیگا۔ دوسری منزل میں محمود خان نے شاہزادہ کے ساتہ عہد
بیعت کو سوگند سے موکد کیا عثمان کے ہوا خواہوں نے سلطان سے عرض کیا کہ سلطان
عثمان خان بہی شائستہ فرزند ہے اگر قید سے خلاص ہو اور مالوہ کا ایک حصہ اوسکی جاگیر میں
دیا جائے تو انسب و لایق ہے سلطان ہوشنگ نے کہا کہ یہ بات میرے دل میں بہی آئی
تہی مگر عثمان خان کو چھوڑ دوں تو سلطنت میں فتنہ عظیم برپا ہو جائیگا جب غزنین خان نے
سنا کہ بعض امرا عثمان خان کی استخلاص میں سعی کرتے ہیں تو اوسنے پہر عمدۃ الملک کو محمود خان
پاس بہیجا کہ مری حضور میں آن کر قسم کہائے تو مجھے اطمینان زیادہ ہو محمود خان نے شاہزادہ پاس

قسم کھائی کہ جب تک میری حیات میں رمق باقی ہے میں شاہزادہ کی طرفداری نہیں چھوڑونگا
جب امراکو ان امور پر وقوف ہوا تو ملک مبارک غازی نے محمود خاں سے جاکر کہا کہ جب سے
سلطنت و وزارت ہوئی ہے کوئی آپ جیسا وزیر مسند وزارت پر نہیں بیٹھا لیکن تعجب ہے کہ
باوجودیکہ عثمان خان زیور سخاوت و شجاعت و دادگری و رعیت پروری سے آراستہ ہے ولیعہدی
سلطان اوغزنین خاں کے لئے تجویز کی جائے شہزادہ عثمان خان ملک مغیث کا داماد بہی
ہے اوسکے فرزند آپ ہی کے فرزند ہیں اگر سلطان پر ضعف نہ طاری ہوتا اور قوی میں فتور
نہ ہوتا تو وہ غزنین خان کو ولیعہد نہ مقرر کرتا اب سب امراخوانین کی استدعا ہے کہ آپ شاہزادہ
عثمان خان کے حال پر متوجہ ہوں اُسکے سرپر دست مرحمت رکہیں محمود خاں جانتا تہا کہ
فی الواقع عثمان خان رشید و شائستہ سلطنت ہے اسلئے اوسکے نہ ہونے کو اپنے حق میں
بہتر جانتا تہا اوسنے یہ جواب دیا کہ بندہ کو بندگی سے کام ہے خواجگی و خداوندی بادشاہ جانے
اتفاق سے عمدۃ الملک بہی خیمہ کے پاس یہ باتیں سنتا تہا اوسنے غزنین خان سے جاکر
کہیں تو اوسکو محمود خان کی جانب سے اطمینان ہوگیا جب سلطان ہوشنگ کی حیات
سے امرا مایوس ہوئے تو ظفر خان نے ارادہ کیا کہ شہزادہ عثمان خان کو قید خانہ سے نکالکر
اوسکو اپنے ساتہہ متفق کرے اس ارادہ سے وہ اردو سے بہاگ گیا جب یہ خبر محمود خان کو
ہوئی تو اوسنے غزنین خان کو خبر دی وہ تدارک کے درپے ہوا ملک حسن و ملک برخوردار کو
تعین فرمایا کہ اصطبل میں پچاس گہوڑے تیار رکہے میر آخور عثمان خان کا ہوا خواہ تہا
اوسنے کہا کہ ابہی سلطان زندہ ہے اوسکے حکم بغیر ایک گہوڑا نہ دونگا اور فی الفور جاکر ایک
خواجہ سرا سے جو عثمان خان کا معتبر تہا یہ بات کہی خواجہ سرا جانتا تہا کہ اس بات سے سلطان
غضب ہوگا میر آخور کو تعلیم کی کہ سلطان کے تکیہ گاہ کے قریب جاکر اس بات کو بلند آواز سے
کہہ کہ بادشاہ بہی سن لے جسسے اوسکے دل میں آئے کہ ابہی میں زندہ ہوں اور غزنین خان
میرے مال میں تصرف کرتا ہے میر آخور نے اس بات کو بہت آب و تاب سے کہا سلطان نے سنکر کہا
کہ میرا ترکش کہاں ہے اور امرا کو طلب کیا امرا کو خوف ہوا کہ اس تزویر سے کہیں سلطان غزنین خان

کو نہ تلف کر دے وہ نہ گئے۔ جانتے تھے کہ تھوڑی دیر کا وہ مہمان ہے۔ جب غزنین خان کو یہ خبر پہنچی
تو وہ خفیف العقل ہونے کے سبب سے تین منزل پر گاگرون کو چلا گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خاں
پاس بھیجا کہ امرا تو عثمان خان کے طرفدار ہو گئے ہیں میں تیرے سوا کوئی خیر خواہ نہیں رکھتا
سلطان نے ترکش طلب کیا تھا مجھے خوف ہوا کہ مبادا امرا مجھے مقید کر کے اور بھائیوں کا
ساتھی بنائیں اسلئے اردو سے باہر چلا آیا ہوں محمود خان نے جواب بھیجا کہ آپ نے
سلطان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا میں پچاس گھوڑوں کے طلب کرنے کا سبب
سلطان سے عرض کر دوں گا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو محمود خاں پاس بھیجا کہ خواجہ سرا
نا ملائم باتیں سلطان سے عرض کرتے ہیں مجھے خوف لگ رہا ہے محمود خان نے جواب دیا
کہ کچھ قصہ نہیں ہے جلد لشکر میں آ جاؤ کہ وقت تنگ ہے اور آفتاب غروب ہونے کو ہے اور
عمدۃ الملک کی موجودگی میں ملک مغیث کو خط لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ حضرت سلطان نے
غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ بیماری سے سلطان کا حال زبون ہے
سب کو اوسکی زندگی سے مایوسی ہے چاہیئے کہ شہزادہ عثمان خان کی حفاظت میں زیادہ
اہتمام کرو۔ عمدۃ الملک نے جاکر جب غزنین خان سے اس خط کا مضمون عرض کیا تو وہ نہایت
مسرور ہوا اور اردو میں آگیا۔ خان جہان عارض ممالک اور خواجہ سراؤں نے جو عثمان خان
کے ہوا خواہ تھے یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح محمود خاں کی اطلاع بغیر سلطان کو پالکی میں منڈو کو
لیجائیں اور عثمان کو قید سے نکال کر بادشاہ بنائیں دوسرے روز وہ سلطان کو پالکی میں
منڈو کو لیجاتے تھے کہ سلطان کا دم نکل گیا محمود خاں و شہزادہ غزنین خان بھی یہاں
آگئے محمود خان نے بارگاہ سلطانی کھڑا کیا اور تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا۔ امرا اپنے اپنے
کونے میں چلے گئے۔ بعد تجہیز و تکفین کے محمود خان نے باواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ
نے خدا کے حکم سے وفات پائی اور غزنین خان کو کہ خلف الصدق اسکا ہے اپنا ولیعہد
اور قائم مقام مقرر کیا تھا۔ اب جو کوئی اوسکے موافق ہے بیعت کرے اور جو مخالف ہے وہ لشکر
سے جدا ہو جائے اور اپنا فکر کرے یہ کہہ کر غزنین خان کے ہاتھ پر اوسنے بوسہ دیا اور بیعت کی

اور بہت رویا اسوقت امرا ایک بیک غزنین خان کے پاؤں کو چومتے تھے اور ہائے ہائے کرکے
روتے تھے جب غزنین نے امرا اور بزرگوں کی سعیت سے اپنا استحکام دیکہا تو وہ سلطان ہوشنگ
کی نعش لیکر منڈو چلا - ۹ - ذی الحجہ کو یہاں اوسکو خاک کو سونپا - سلطان ہوشنگ کی مدت
سلطنت ۳۰ سال تہی تاریخ وفات اوسکی آہ شاہ ہوشنگ ہے - اوسکا مقبرہ گچ و سنگ
سے بنایا ہے ہمیشہ اوسکے اندر کی طرف پانی ٹپکتا ہے مگر برسات میں نہیں - غالبًا پتہروں
کی درزوں میں جو ہوا گذرتی ہے اوسکا استحالہ پانی میں ہو جاتا ہے لیکن اہل ہند اسکو
سلطان ہوشنگ کی کرامات جانتے ہیں کہ اوسکے غم میں پتہر بہی روتے ہیں

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ

۱۱ - ذی الحجہ ۸۳۸ھ کو ملک اشرف اور محمود خان کی سعی سے غزنین خان کے سر پر تاج
فرماندہی رکہا گیا - سلطان محمد شاہ خطاب ہوا - امرا نے طوعًا و کرہًا اس سبب سے بیعت کی کہ
سلطان ہوشنگ کا مختار اسکا طرفدار تہا - سب امرا کے وظیفے و جاگیرین قرار رہیں انہیں تبدیل
نہیں ہوئی - ملک اشرف و محمود خان کی حسن کاروانی سے ملک نے رواج و رونق تازہ پائی
جمہور خلائق اوسکی سلطنت کو چاہنے اور اوسسے دلی محبت کرنے لگے - ملک مغیث المخاطب
ملک اشرف کو مسند عالی کا خطاب ملا - اور وزارت ملی اور محمود خان میر الامرا ہوا - مگر
کچہہ دنوں کے بعد غزنین خان نے اپنے بہائیوں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیا اور
نظام خان برادر زادہ اور داماد کی اور اوسکے تین فرزندوں کی آنکھوں میں سلائی
پہروائی تو لوگوں کے دل اوسسے متنفر ہوگئے اور اونکو محبت کی جگہ عداوت ہوگئی - اُس کو
اپنے مظلوم برادر زادوں کا خون کرنا مبارک نہ ہوا - تہوڑی سی مدت میں اوس کی
مملکت میں ارباب فساد نے علم طغیان بلند کیا اور فتنے کے غبار کو اُٹہایا - سنان دولی
رجپوتوں نے اطاعت سے باہر قدم رکہا - کچہہ ملک پر تاخت کی جب سلطان محمد کو یہ خبر
ہوئی تو ۱۵ - ربیع الاول ۸۳۹ھ کو سید خان جہان کو دس ہاتہی اور خلعت خاص دیکے اور
اس جماعت کی تنبیہ کے لئے معین کیا - اب اوسنے سرانجام مہام سپاہ اور ولایت کو تو

طاق نسیان پہ رکھا اور شرب مدام کی عادت کی۔ اس سبب سے قدیمی دولت خواہوں کو انتقال سلطنت و زوال دولت غوریہ کا وہم ہوا۔ انہوں نے ایک حرم کو پیغام بھیجا۔ کہ محمود خان کے دماغ میں زاغ حرص نے عجب پندار کا بیضہ دیا ہے۔ اوسکو یہ فکر ہے کہ سلطان کو درمیان سے اٹھا کے خود سریر سلطنت پر بیٹھ جائے۔ تو سلطان محمد نے آدمیوں کے ساتھہ اتفاق کرکے یہ چاہا کہ پہلے اسکے کہ اوسکا خیال فاسد وقوع میں آئے اسکا کام تمام کیا جائے۔ جب محمود خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے کہا کہ الحمد للہ علی کل حال کہ نقض عہد میری جانب سے نہیں ہوا وہ اپنے کار کے فکر میں تیاری میں ہر وقت رہنے لگا۔ حزم و احتیاط کے ساتھہ سلطان محمد کے سامنے آمد و شد کرتا۔ جب سلطان محمد نے یہ محمود خان کی ہوشیاری دیکھی تو اوسکو خوف و ہراس اور زیادہ ہوا۔ ایک دن وہ محمود خان کا ہاتھہ پکڑ کے حرم میں لے گیا اور اپنی بیوی کو کہ محمود خان کی بہن تھی حاضر کیا۔ اور کہا کہ میں محمود خان سے کہتا ہوں کہ میرے گناہ کو بخش اور مجھے توقع ہے کہ تو مجھے آزار جانی نہیں پہنچائیگا۔ امور سلطنت بے نزاع و مخالفت تجھے مبارک ہوں محمود خان نے کہا کہ سلطان جو اس طرح کی باتیں کہتا ہے اوسسے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاطر سے عہد و سوگند فراموش ہوگئے۔ اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسد کے سبب سے جناب سے کچھہ معروض کیا ہے تو آخر میں وہ خجل و شرمسار ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کی خاطر میں کوئی دغدغہ ہے میں اب تنہا ہوں کوئی نہیں ہے کہ میری طرف سے مزاحمت و ممانعت کرے ؎

اگر سر بہر واری اینک سرم ۔۔۔ در سر قہر واری اینک جان

طرفین سے ملائمت و چاپلوسی کی باتیں ہوئیں مگر سلطان پر خفیف العقل ہونے کے سبب سے واہمہ غالب تھا۔ ہر لحظہ ایسی ادائیں کرتا جس سے نا اعتمادی صادر ہوتی محمود خان نے سلطان کے ساقی کو بہت سا روپیہ دیکر شراب میں زہر ملوا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا جب امرا کو اس پر اطلاع ہوئی تو انہوں نے مسعود خان بن سلطان محمد کو کہ تیرہ سال کا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان کی وفات کو چھپایا۔ اور محمود خان کو ملک بایزید شحنا کی زبانی کہلا بھیجا کہ سلطان کو

ایلچی گری کے لئے طلب کرتا ہے اونکو یہ خیال تھا کہ وہ آجائیگا تو ہم سب ملکر اوسکو مار ڈالیں گے مگر
سلطان کی وفات سے محمود خان آگاہ تھا۔ اوسنے کہا کہ میں نے شغل دنیا چھوڑا اب میں یہ چاہتا
ہوں کہ جب تک زندہ رہوں سلطان ہوشنگ کے مزار کی جاروب کشی کرتا رہوں سباوجود اس ارادہ
کے اس سبب سے کہ میرے مغز و استخوان نے دولت سلطان ہوشنگ سے پرورش پائی ہے اگر امرا
میرے گھر آئینگے اور تمام شقوق و تدابیر کو بیان کرینگے تو جو قرار پائیگا اُسے سلطان سے عرض
کر دونگا۔ ملک بایزید شیخا نے کہا کہ محمود خان کو ابھی سلطان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی ہے اگر
سب امرا اوسکے گھر چلینگے تو اوسکو دولت خانہ میں سانہلے آئینگے پھر اوسکا دم نکال لینگے
ملک شیخا کے کہنے سے محمود خان کے گھر امرا گئے۔ اوسنے اُنسے پوچھا کہ سلطان مست ہی یا ہشیار
اوسنے اپنے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا دفعتہ ان امرا پر آن گرے اور اونکو قید کرکے موکلوں کے
حوالہ کیا۔ اس واقعہ سے جو امرا مسعود خان کے [illegible] تہے اونکو غیرت آئی۔ اونہوں نے چتر
ہوشنگ شاہ کی قبر پر سے لاکر مسعود خاں کے سر پر رکھا محمود خاں یہ حال سنکر سوار ہوا اور
دولت خانہ کی طرف آیا کہ شاہزادہ مسعود کو گرفتار کرکے اپنی کارسازی کرے جب وہ دولت خانہ
کے قریب آیا تو تیر و نیزہ سے شام تک لڑائی رہی جب آفتاب غروب ہوا تو شاہزادہ مسعود خان
و شاہزادہ عمر خان اور امرا بھاگ گئے دولت خانہ خالی ہوا محمود خان اسمیں گیا۔ باپ کے
بلانے کے لئے خان جہان کو بھیجا کہ سلطنت آپکا حق ہے جلد آئیے۔ اور تخت سلطانی پر
جلوس فرمائیے جہان خالی ن کا ہوتا جہان میں ضرر دیتا ہے اگر تخت بادشاہ خالی رہا تو ایسے
فتنے پیدا ہونگے کہ اونکا تدارک مشکل سے ہوگا مملکت مالوہ وسیع ہی ابھی مفسد و متمرد خواب
سے بیدار نہیں ہوئے کہ ہر طرف فتنہ برپا نہیں ہوا۔ باپ نے جواب دیا کہ بادشاہ وہ ہوتا ہی
جو علو نژاد و کمال سخاوت و شجاعت و زیادتی عقل سے موصوف ہو۔ وسنے مہمات سلطنت کو
رونق ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ یہ صفات کہ سلاطین ہیں ہونی ہیں تجھ فرزند میں موجود ہیں تو
بساط سلطنت پر قدم رکھ۔ غرض وہ نیک ساعت میں تخت پر بیٹھا سب امرا اور بزرگوں نے اوسکو تہنیت
پر بیٹھ کر سلطنت کی مبارکباد دی۔ ایام سلطنت سلطان محمد شاہ غوری کی ایک سال اور چند ماہ تھی +

ذکر سلطنت سلطان محمود خلجی

کتب تاریخ اور خصوصاً تاریخ الفی میں لکھا ہی کہ غزنین خان کے مرنے کے بعد اولاد غوریہ مستاصل ہو گئی اور دوشنبہ ۲۹ شوال ۸۳۹ھ ۱۴۳۵ء میں سلطان محمود خلجی نے اورنگ سلطنت مالوہ پر جلوس کیا اسوقت اسکا سن ۳۴ سال کا تہا کل بلاد مالوہ میں اوسکا خطبہ پڑہا گیا کل امرا کو اوسنے عنایت و شفقت سے خوشدل کیا۔ ہر ایک کا علاقہ اور مرتبہ زیادہ کیا۔ باپ کو اعظم ہمایوں کا خطاب دیا چتر و ترکش سفید کہ شان سلاطین سے مخصوص تہا عطا فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ اوسکے نقیب لباول چوب طلا و نقرہ ہاتہہ میں رکہیں جسوقت وہ سوار ہو یا اترے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیں اس زمانہ میں یہ امر سلاطین کے ساتہہ مخصوص تہا جب سلطنت نے اوسپر قرار پایا اور تربیت علما و فضلا کی تربیت میں مصروف ہوا۔ جہاں ارباب کمال کو سنتا اونکو روپیہ بہیجکر طلب کرتا اپنے ملک میں ایک مدرسہ بنایا علما و فضلا و طلاب کے وظیفے مقرر کیے افادہ و استفادہ میں اونکو مشغول کیا غرض اسکے زمانہ میں ولایت مالوہ پر شیراز و سمرقند حسد کرنے لگے جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے التیام پایا۔ ملک قطب الدین سمنانی و ملک نصیر الدین جرجانی اور امراء ہوشنگ کی ایک جماعت نے حسد کے سبب سے ملک یوسف قوام خان سے اتفاق کرکے غدر کا ارادہ کیا اور اس سبب سے ایک رات کو بام مسجد پر کہ دولت خانہ سے متصل تہا سیڑہیاں لگا کے اوپر چڑہے اور وہاں سے صحن سرا میں اترے اور متردد تہے کہ کیا کریں اس اثناء میں محمود شاہ نے اپنے ترکش سے کئی آدمیوں کو زخمی کیا تو یہ جماعت جس راہ سے آئی تہی اسی راہ سے چلی گئی۔ ایک زخمی کو جو بہاگ نہیں سکتا تہا چہوڑ گئی۔ اوسنے ہر ایک کا نام جو اس غدر میں شریک تہے بتلا دیا سلطان نے ان سب کی سیاست کی اگرچہ سلطان زادہ احمد بن سلطان ہوشنگ و ملک یوسف قوام الملک و ملک نصیر الدین وغیرہ اس غدر کے سرغنہ تہے مگر اعظم ہمایوں نے اونکی تقصیرات کا استعفا کیا شاہزادہ احمد خان غوری بن سلطان ہوشنگ کو اسلام آباد اور ملک یوسف قوام خان کو بہیلسہ اور ملک جہاد کو ہوشنگ آباد اور ملک نصیر الدین المخاطب نصرت خان کو چندیری اقطاع میں دیئے گئے شاہزادہ احمد خان نے اسلام آباد میں پہنچکر فتنہ

فساد برپا کیا۔ روز بروز اوسکی جمعیت اور قوت بڑہتی گئی اور وہ فتنہ انگیزی بڑہاتا گیا۔ اعظم ہمایوں
نے اوسکو پند و نصیحت کی جب کچھہ اثر نہ ہوا تو تاج خان کو اوسکے دفع کے لئے بہیجا۔ یہ مدت تک
قلعہ اسلام آباد پر جہولا کیا کچھہ کام نہ کرسکا تو محمود خان سے کمک کی التماس کی۔ اسی حال
میں مخبر خبر لائے کہ ملک جہاد نے ہوشنگ آباد میں اور نصرت خان نے چندیری میں علم مخالفت
بلند کیا۔ محمود خان نے باپ ملک مغیث المخاطب اعظم ہمایوں خان جہان کو اس باغی گروہ
کی تادیب کے لئے اور مہام ملکی کے سرانجام کے لئے رخصت کیا۔ اوسنے تاج خان سے ملکر
اطراف اسلام آباد کو گہیر لیا۔ احمد خان کو پہر سمجہایا کہ فتنہ سے باز آئے مگر وہ نہ سمجہا قوام خان
نے بہی شاہزادہ احمد خان کی کمک بہیجی جب محاصرہ کو طول ہوا تو اعظم ہمایوں نے ایک مطرب
سے سازش کرکے یا کسی اور طرح سے احمد خان کو شراب میں زہر دلوا کر مارا۔ قلعہ اسیکو روز
مسخر ہو گیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد گیا۔ راستہ میں اعظم ہمایوں کے لشکر سے قوام خان بہیلسہ کو
بہاگ گیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد پہنچا ملک جہاد میں مقاومت کی قوت نہ تہی تمام اسباب
و اشیا چہوڑ کر کوہ پایہ گونڈوارہ میں چلا گیا۔ گونڈوں کو جب معلوم ہوا کہ وہ اپنے خداوند سے
روگردان ہوا ہے تو ہجوم عام کرکے اوسکی راہ کو روکا اسباب و اموال اسکا لوٹا اور اوسکو
قتل کیا۔ اعظم ہمایوں اس خبر کو سنکر بہت مسرور ہوا قلعہ ہوشنگ آباد میں آیا۔ یہاں ایک اپنا
معتمد مقرر کیا نصرت خان کی گوشمالی کے لئے چندیری کو چلا گیا جب دو منزل پر آیا تو نصرت خان
اوسکے استقبال کو آیا اور اپنے اعمال ناپسندیدہ سے چشم پوشی کا خواستگار ہوا۔ اوس کے
جرائم کی تحقیقات کے بعد اعظم ہمایوں نے نصرت خاں سے چندیری لیکر ملک الامرا حاجی کالو
کو سپرد کی اور بہیلسہ کو روانہ ہوا معتبر آدمیوں کو بہیجا کہ قوام خاں کو راہ راست پر دلالت کریں
مگر اوسے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوا جب وہ نہایت تنگ ہوا تو بہیلسہ سے بہاگ گیا اعظم ہمایوں
اس طرف کی مہمات سے خاطر جمع کرکے منڈو کی طرف متوجہ ہوا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان
احمد شاہ گجراتی مالوہ کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے شاہزادہ مسعود خان جو سلطان محمود غوری سے
امان پاکر گجرات میں گیا تہا۔ ایک بزرگ فوج اور ۳۰ ہاتہی سے لئے چلا آتا ہے۔ اعظم ہمایوں جلدی سے

قلعہ منڈو میں آگیا سلطان گجرات نے قلعہ منڈو کا محاصرہ کیا محمود شاہ باپ کے آنے سے خوش ہوا۔
ہر روز ایک جماعت کو قلعہ سے باہر لڑنے کے لئے بھیجا۔ اسکا ارادہ ہوا کہ قلعہ سے باہر نکل کر غنیم سے
لڑے مگر امراء ہوشنگ کے نفاق کا خار دامن گیر ہوتا۔ اوسکے دل میں اپنے خویشوں اور اپنے
تربیت یافتوں کی طرف سے خطرہ تہا اونکو اپنا اعدا جانتا تہا مگر اپنے بذل وعطا وجود وسخا سے
تنگنا محاصرہ میں سب آدمیوں کو آسودہ رکہتا تہا اور انبارخانہ سلطانی سے فقیر وغریب کو
غلہ دیتا فقرا اور مساکین کے لئے لنگر خانے جاری تھے۔ طعام پختہ وخام اونکو پہنچتا تھا۔
اس سبب سے آدمی اوسکے دوست ہوگئے تھے اسکی سخاوت کے سبب سے اوسکے لشکر میں نسبت
سلطان احمد کے اردو کے غلہ ارزاں بکتا تھا بعض امرا مثل سید احمد وصوفی خان ولد
عماد الملک وملک شرف وملک محمود بن احمد سلاحدار وملک قاسم وملک قیام الملک کو
جو سلطان احمد سے نفاق رکھتے تھے اون کو روپئے اور جاگیروں کا وعدہ کرکے
محمود خان نے اپنے پاس بلالیا۔ اس سبب سے سلطان گجرات کے کام میں شکستگی آگئی
سلطان احمد شاہ گجراتی کے لشکر کی ایک جماعت کی صلاح سے سلطان محمود نے شبخون مارنے کا
ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان نے کہ سلطان ہوشنگ کا دوات دار تھا سلطان احمد کو خبر کردی
جب سلطان محمود خلجی کی افواج قلعہ سے نیچے آئیں تو اونہوں نے غنیم کے لشکر کو ہوشیار
پایا۔ تمام راہیں مسدود دیکہیں باوجود اسکے زور بازو سے جنگ میں مشغول ہوا صبح صادق
تک لڑائی رہی طرفین سے بازار محاربہ گرم رہا۔ ایک خلق کثیر کشتہ ہوئی صبح کو شاہ خلجی قلعہ
میں آیا اسی زمانہ میں مخبر خبر لائے کہ شہزادہ عمر خان کہ منڈو سے گجرات اور گجرات سے
رانا پاس گیا تہا۔ مالوہ کے فساد کی خبر سنکر چندیری میں آیا۔ اہل چندیری اور سپاہ نے
ملک الامرا حاجی کالو کے ساتھ غدر مچایا اور عمر خان کو سردار بنایا۔ اس سبب سے احمد شاہ
گجراتی نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد خاں کو پانچ ہزار سوار اور بیس ہاتھی دیکر سارنگپور بھیجا
کا حاکم بہی مخالف سے مل گیا سلطان محمود خلجی نے جب یہ سنا تو مجلس مشورہ جنگ کو جمع کیا
اسمیں یہ قرار پایا کہ یہاں قلعہ میں اعظم ہمایون رہے اور حصار کے ضبط وربط میں مصروف رہے

اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے باہر جاکر ملک کی محافظت کرے - وہ سارنگپور کی طرف روانہ ہوا تاج خان اور منصور خان کو اپنے سے پہلے روانہ کیا سلطان احمد شاہ نے ملک حاجی علی کو محافظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا حاجی خان سے تاج خان اور منصور خان کی لڑائی ہوئی ملک حاجی بھاگ کر احمد شاہ پاس خبر لیگیا کہ سلطان محمود خلجی سارنگپور کو جاتا ہے شاہ احمد شاہ نے سارنگپور قاصد بھیجا کہ شاہزادہ محمد خان پہلے اس سے کہ سلطان محمود سارنگپور پہنچے اس سے اجین میں ملے وہ باپ سے اجین میں ملا -
ملک اسحاق بن قطب الملک مقطع سارنگپور نے سلطان محمود خلجی کو عریضہ بھیجا - اول اپنے اس جرم کی معافی چاہی کہ اوسنے شاہزادہ محمد کو سارنگپور حوالہ کر دیا تھا - اور پھر یہ لکھا کہ محمد خان حضور کے آنے کی خبر سنکر سارنگپور سے اجین کو چلا گیا لیکن شاہزادہ عمر خان نے سارنگپور کی تسخیر کے قصد سے اپنے سے آگے ایک فوج بھیجی ہے اور پیچھے اوسکے وہ چندیری خود جائیگا سلطان محمود نے عریضہ کو پڑھ کر ملک اسحاق کی تقصیرات کو معاف کیا اور تاج خان کو فوج کے ساتھ آگے بھیجا کہ سارنگپور پر جلد جاکر قبضہ کرے اور پھر خود لشکر گراں کے ساتھ آیا یہاں آن کر اوسنے ملک اسحاق کو دولت خان کا لقب دیا اور خزانہ شاہی سے دس ہزار ٹنکہ دئے اور علم و ستطاس اور زردوزی قبائیں دیں اور اوسکی تنخواہ دوچند کر دی اور اہل شہر نے سرداروں کو کچھ گھوڑے اور پچاس ہزار ٹنکہ انعام دئیے - اب سارنگپور میں اس پاس جاسوس خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان بھیلسہ کو جلا کر سارنگپور کی سرحد میں آیا - اور سلطان احمد شاہ گجراتی بتیس ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لیکر اجین سے چلا ہے اور سارنگپور کو آتا ہے سلطان محمود نے عمر خان کے دفع کرنے کو مقدم جانا - آخر شب کو عازم ہوا جب دونو لشکروں میں ۶ کروہ (۱۲ میل) کا فاصلہ رہا - نظام الملک اور ملک احمد سلحدار کو بھیجا کہ وہ جنگ گاہ کا ملاحظہ کریں علی الصباح چار فوجوں کو ترتیب دیکر سلطان زادہ عمر خان کی طرف راہی ہوا عمر خان بھی محمود خان کی نہضت سے خبردار ہوا اور اوسنے ایک لشکر مقابلہ کے لئے بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ کے پیچھے گھات میں بیٹھا - اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود کو اطلاع دی کہ عمر خان پہاڑ کے پیچھے چھپا بیٹھا ہے - محمود خلجی اوسکی طرف

متوجہ ہوا عمر خان نے اپنے ہمراہی سپاہیوں سے کہا کہ نوکر کی کسر ناموس بھاگنے سے ہوتی ہے۔ اور بھاگنے سے مرنا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر اوسنے سلطان محمود خلجی کی سپاہ پر حملہ کیا اور دستگیر ہوا سلطان محمود نے اوسے قتل کرایا۔ اوسکا سر نیزہ پر لگا کے چندیری کے لشکر کو دکہایا ہے بس اوسکے سرداروں کے ہوش اڑ گئے اونہوں نے پیغام دیا کہ آج نہیں کل علی الصباح خدمت میں حاضر ہو کر تجدید بیعت کرینگے اس قرارداد پر دونو فوجیں اپنے اپنے مقاموں میں گئیں۔ رات کو لشکر چندیری کا لشکر اپنی ولایت کو روانہ ہوا۔ اوسنے ملک سلیمان بن مشیر الملک غوری کہ سلطان زادہ عمر خان کا نزدیک کا رشتہ دار تھا سلطان شہاب الدین خطاب دیکر سلطان بنایا سلطان محمود نے اوسکے دفع کے واسطے فوج متعین کی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کا عازم ہوا ابھی مقابلہ نہ ہوا تھا کہ لشکر احمد آباد کے بعض صالحین نے خواب میں آنحضرت کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بلائے آسمانی نازل ہوئی ہے سلطان احمد سے کہدو کہ وہ اس دیار سے خیر سے سلامت چلا جائے جب احمد شاہ سے یہ خواب بیان کیا گیا تو اوسنے اوسپر التفات نہیں کیا۔ دو تین روز میں احمد شاہ کے لشکر میں ایسی وبا آئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ احمد شاہ گجراتی ناچار و بیمار ہو کر گجرات کو روانہ ہوا۔ اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ لیا کہ سال آیندہ میں یہ دیار لیکر تجھ کو تفویض کیا جائیگا سلطان محمود قلعہ مندو میں آیا اور سترہ روز میں لشکر کا سامان تیار کرکے چندیری کے فتنہ کو دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا سلطان شہاب الدین امرا کے ساتھ حصار چندیری سے باہر آیا۔ مگر طاقت مقاومت نہیں رکھتا تھا بھاگ کر حصار میں گیا اور دو تین روز میں مرگ مفاجات سے مر گیا۔ امراء چندیری نے ایک اور کو سلطان شہاب الدین بنایا اور جنگ کرنے حصار سے باہر آئے مگر پھر بھاگ کر حصار میں گئے۔ محاصرہ پر آٹھ مہینے گذر گئے تو سلطان محمود خود ایک رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور اوسکے بعد اور لوگ چڑھے تو حصار فتح ہو گیا۔ ایک جماعت کثیر قتل ہوئی ایک گروہ اس قلعہ میں متحصن ہوا کہ بالائے کوہ تھا بعد چند روز کے اوسنے امان مانگی سلطان محمود نے اوس شرط پر امان دی کہ وہ زن و فرزند

ومال و اسباب سمیت اردو بازار میں گذریں کہ آدمیوں پر اوسکی راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہو دیا اونکی طاعت) اونہوں نے یہی عمل کیا اور سلامت باہر چلے گئے۔ سلطان محمود ان حدود کا انتظام کرکے مراجعت کرنی چاہتا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ ڈونگر سین اور راجہ گوالیار نے جنوب کی طرف کوچ کرکے قلعہ نرور کا محاصرہ کیا ہے سلطان محمود اس سبب سے پریشان تھا کہ برسات کا موسم تھا اور محاصرہ پر بھی ایک مدت گذر گئی تھی۔ مگر وہ متواتر کوچ کرکے گوالیار کا عازم ہوا۔ وہاں پہنچکر نہب و تاراج شروع کی۔ قلعہ سے راجپوت باہر آنکر لڑے مگر محمود شاہی فوج کے صدمہ سے بھاگ کر قلعہ کے سوراخوں میں گھسے۔ ڈونگر سین گوالیار بھاگ گیا قلعہ نرور کو خلاصی ہوئی سلطان منڈو کو چلا۔ ۸۴۴ھ میں روضہ سلطان ہوشنگ کی عمارت کو اور مسجد جامع کو رام پول دروازہ کے قریب تعمیر کرایا۔ اس میں دو سو تیس مینار اور تین سو ساٹھ محرابیں تھیں +

۸۴۴ھ میں امراء میوات اور اکابر و معارف دار الملک دہلی کی متواتر عرائض آئیں کہ سلطان محمد مبارک شاہ اپنی سلطنت کے کاموں کو نہیں کر سکتا اسلئے ظالموں اور غالبوں کا ہاتھہ دراز ہو رہا ہے اور انکے جور و ستم برپا ہیں امن و امان نام کو نہیں خلعت سلطنت قضا و قدر کے خیاط نے آپکے قد پر سیا ہے اسلئے یہان کے رہنے والے چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی رغبت سے بیعت کریں سنہ مذکور کے آخر میں سلطان لشکر آراستہ کرکے دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ ہنڈون کے قریب یوسف خان ہنڈولی اوسکی خدمت میں آیا۔ یہاں سے آگے کوچ کیا سلطان محمد شاہ لڑنے آیا جب دو لشکر نزدیک آئے تو باوجودیکہ اس پاس لشکر بہت تھا مگر ایسا ہراسان ہوا کہ اوسنے محمود خلجی کی لڑائی سے اجتناب کیا اور دہلی سے پنجاب جانے کا ارادہ کیا پھر امرا کی شرما شرمی سے اونکو کہا کہ میری سواری کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خود لشکر آراستہ کرکے شاہزادہ کو ہمراہ لے جاؤ اور ہنگامہ کارزار گرم کرو۔ حسب الحکم امرا لڑنے کے لئے باہر آئے اور ملک بہلول لودہی کہ سلطان محمد شاہ کے نوکروں میں تھا اور تیر اندازو نکی جمعیت اس پاس خوب تھی مقدمہ لشکر میں روانہ ہوا جب سلطان محمود خلجی نے

کہ بادشاہ خود لڑنے نہیں آیا تو اوسنے بھی چند ہزار منتخب سوار مہیا کرکے سارے لشکر کو اپنے بیٹوں سلطان غیاث الدین اور فدائی خان کے ہمراہ لڑنے کے لئے بھیجا۔ ظہر سے شام تک طرفین سے لڑنے والون نے داد مردانگی دی اور آخر کو جانبین نے طبل بازگشت بجایا اور اپنی منازل میں گئے اِس شب سلطان محمود نے خواب میں دیکھا کہ چند اوباش و بیباک قلعہ منڈو سے نکلے ہیں اور ہوشنگ کی قبر پر سے چتر لائے ہیں کسی مجہول النسب شخص کے سر پر رکہا ہے جب صبح ہوئی تو اوسمیں تردد اور بے مزگی کا اثر ظاہر ہوا اور اس اندیشہ میں ہوا کہ کیا کرے جو واپس جانے کی تقریب ہو اور مالوہ میں سلامت پہنچ جائے کہ ناگاہ بادشاہ محمد شاہ نے جو عدم شجاعت اور قلت عقل سے موصوف تہا صلحا و علما کی ایک جماعت کو صلح کے واسطے بھیجا سلطان محمود خلجی فی الحال جاہر مین او نہ منت رکہکر مالوہ کو روانہ ہوا بحسب اتفاق شب مذکور کو اوباشوں کی جماعت نے منڈو میں فتنہ و فساد برپا کیا تہا بعض علم تا یوسف تیغ اوسے مٹا دیا تہا بعض تواریخ میں یہ لکہا ہے کہ سلطان محمود پاس خبر آئی تہی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی عزیمت رکہتا ہے اسلئے اوسنے مراجعت کی یہ روایت صحت سے اقرب ہے

القصہ ۸۴۵ھ میں سلطان محمود خلجی منڈو میں پہنچ گیا اور اسی سال میں ظفر آباد نعلچہ میں ایک باغ بنایا اور اوس میں بلند گنبد اور چند قصر بنائے پہر اوسنے اپنے لشکر کا سامان درست کیا اور ۸۴۶ھ میں راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے چتوڑ روانہ ہوا۔ اوسی وقت اوس کو نصیر ولد عبد القادر ضابط کالپی کی بے اعتدالی کی اطلاع ہوئی کہ اوسنے اپنا لقب نصیر شاہ رکہا اور استقلال کا دم بہرا اعیان اکابر و اہالی ولایت کے خطوط آئے کہ نصیر شاہ نے شریعت کے صراط مستقیم سے قدم باہر رکہا۔ زندقہ و الحاد کی راہ پر چلا اور اوہون نے اسکے ظلم و تعدی کی فریاد کی سلطان محمود کالپی کو روانہ ہوا نصیر شاہ نے اوسکی خبر پاکر اپنے معلم علی خان کو تحف و ہدایا کے ساتہہ سلطان کی خدمت میں بہیجا اور عرض کیا کہ جو کچہہ میرے حق میں لوگون نے کہا ہے سراپا کذب و افترا ہے اسلئے مین نے ایک صادق القول آدمی کو بہیجا ہے اوسے دریافت کر لیجئے اگر یہ امر سچ ہو تو مجہے جو چاہئے سزا جزا دیجئے۔ پہر دونون سلطان محمود نے

اوسکے آدمی کو پوچہا نہیں جب سارنگپور کی نواح میں آیا تو اعظم ہمایون کی التماس سے نصیر شاہ کے قصور معاف کرکے اوسکے ایلچی کو بلایا اور پیشکش لی۔ نصایح و مواعظ لکھہ کر بہیجے۔ سارنگپور سے حوالی چیتوڑ کو روانہ ہوا۔ جب دریاے بناس سے عبور کیا تو ہر روز افواج کو بہیجکر ولایت چیتوڑ کو ویران کیا آدمیون کو قید کیا۔ بتخانون کو ڈہایا اونکی جگہ مساجد کو بنایا۔ ہر منزل میں تین چار روز توقف کرتا تہا۔ جب حوالی کومبل میر میں کہ اس دیار کے اعظم قلعون میں سے ہے آیا وہان رانا کنبہا کا وکیل بینی راے (دیپا) متحصن تہا اوسنے کارزار میں ہاتہہ ہلایے قلعہ کے محاذی ایک بتخانہ بنا ہوا تہا اوسکے گرد حصار تہا وہ ذخیرہ و آلات حرب سے بہرا ہوا تہا۔ سلطان نے اوسکو ایک ہفتہ میں فتح کرلیا اور بہت رجپوتون کو لوٹا اور مارا اور اسیر کیا۔ بتخانہ میں لکڑیاں بہرکر آگ لگائی اور پہر اوسکی دیوارون پر ٹہنڈا پانی ڈالا تو طرفۃ العین میں وہ عمارت کہ چند سال میں بنی تہی شکستہ ہوگئی اور بتوں کو قصابون کے حوالہ کیا کہ گوشت فروشی کی ترازو کے باٹ بنائیں بہت بزرگ گوکہ بصورت گوسفند سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا اوسکا چونہ بناکے پانون میں رجپوتون کو کہلایا کہ وہ اپنے معبود کو آپ ہی کہائیں۔ اب وہ چیتوڑ کی طرف چلا کوہ چیتوڑ کے دامن میں ایک قلعہ تہا اوسکو لڑکر فتح کیا۔ بہت راجپوتوں کو قتل کیا۔ وہ چیتوڑ کے محاصرہ کی تیاری کررہا تہا کہ رانا کنبہا قلعہ سے بہاگ کر کوہ پایہ میں کہ اس نواح میں ہے چلا گیا۔ سلطان اوسکے تعاقب پر متوجہ ہوا۔ چند فوجیں ہر طرف اوس کے پکڑنے کے واسطے جدا جدا بہیجیں۔ بحسب اتفاق ایک فوج سے سخت لڑائی ہوئی۔ رانا شکست پاکر قلعہ چیتوڑ میں آیا۔ سلطان محمود نے قلعہ کے محاصرہ کے لئے ایک فوج کو نامزد کیا خود ولایت کے سرے پر مقیم ہوا۔ ہر روز باج و تاراج کے لئے سپاہ بہیجتا تہا۔ اعظم ہمایون کو طلب کیا کہ وہ واجبتوں تک کہ اطراف مندسور میں واقع ہے متصرف ہو۔ مگر اعظم ہمایون مندسور میں آکر بیمار ہوا اور مرگیا۔ سلطان باپکے مرنے سے بہت غمزدہ ہوا اور بہت رویا۔ اور اضطراب و اضطرار کے سبب سے اپنے تئیں مجروح کیا۔ قلعہ مندسور میں جاکر باپ کی نعش روانہ کی۔ تاج خان کو کہ خویش و عارض لشکر تہا اعظم ہمایون کا خطاب دیا اور مراجعت کی

برسات کا موسم آگیا تہا بلند زمین پر قیام کیا اور چتوڑ کے محاصرہ کو برسات کے بعد موقوف رکہا
رائے کنبہا نے شب جمعہ ذی الحجہ سنہ ۸۴۶ہجری ۱۴۴۲ء کو دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادوں سے شبخون مارا
سلطان نے حزم و احتیاط سے لشکر کی ایسی محافظت کی تہی کہ رائے کنبہا اوس کا کچہہ نہ کر سکا
اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے رائے کنبہا پر شب خون مارا رائے رانا
زخمی ہو کر چتوڑ کو بہاگا۔ راجپوت بہت مارے گئے اور لشکر محمودی کو بہت غنیمت ہاتھ آئی سلطان محمود نے
چتوڑ کی فتح کو دوسرے سال پر ٹالا اور خود منڈو کو چلا آیا آخر ذی الحجہ سنہ مذکور میں مدرسہ اور
منارہ ہفت منظری کے محاذی جامع مسجد ہوشنگ شاہی کی بنیاد ڈالی +

سنہ ۸۴۷ہ میں سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور کا رسول تحف و ہدایا لیکر
منڈو میں آیا اور بعد سوغات دینے کے زبانی پیغام دیا کہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے شریعت کو
ترک کیا اور روزہ نماز چھوڑا۔ الحاد و زندقہ کا مذہب اختیار کیا مسلمان عورتوں کو رباہیوں کے
حوالہ کیا کہ انکو گانا ناچنا سکہائیں چونکہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے کالپی کے حکام مالوہ کے
منتسبوں میں سے ہوتے ہیں اسلئے لازم و واجب معلوم ہوا کہ اوسکے احوال پر آپ کو اطلاع
دیجائے اگر اوسکی تادیب و گوشمالی کی فرصت آپ کو نہ ہو تو اینجانب کو ارشاد ہو کہ اوسکی گوشمالی
ایسی کی جائے کہ اوروں کو عبرت ہو سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ زیادہ تر لشکر ہمارا ان
مفسدوں کی تادیب کے لئے گیا ہوا ہے آپنے نصرت دین کو پیش نہاد ہمت کیا آپکو مبارک ہو
قاصد و رسول کو خلعت و زر دیکر رخصت کیا۔ پہر بیٹیوں کی شادی بڑی دہوم دہام سے کی ایلچی
نے سلطان شرقی جونپور کو سلطان خلجی کا پیغام پہنچایا تو وہ بہت خوش ہوا اور بیس ہاتہی
اور اشیا سلطان خلجی پاس بہجوائے اور آراستہ لشکر لے کر کالپی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور خواجہ
نصیر عبد القادر کو اس دیار سے نکال دیا۔ نصیر نے محمود شاہ کو عریضہ لکہا جسکا مضمون یہ تہا
کہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے آجتک آپکے ہم مطیع و خیر خواہ تہے۔ اب سلطان محمود شرقی
اپنے تسلط و غلبہ سے کالپی پر متصرف ہوا میں ہمیشہ آپ سے ملتجی رہا ہوں اب بہی آپ کو قبلہ
آمال و امانی جانکر حدود چندیری کو جاتا ہوں سلطان محمود نے علی خان کو شاہ محمود شرقی پاس بہیجکر

یہ استدعا کی کہ نصیر خان آپ کی مرضی کے موافق افعال ذمیمہ سے تائب ہوا۔ طریق شریعت پر چلنے لگا اور سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے وہ مالوہ سے ملتجی رہا ہے۔ توقع یہ ہے کہ مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (جو گناہ سے توبہ کرتا ہے تو ایسا ہوجاتا ہے کہ گناہ نہیں کیا تھا) کو ملحوظ و منظور رکھکر اوسکے جرایم پر قلم عفو کھینچکر اوسکی ولایت اسی کو دیدیجیے سلطان محمود پاس علی خان آیا۔ مگر سلطان شرقی نے اوسکو جواب شافی نہیں دیا لیت و لعل کیا۔ محمود شاہ خلجی نے حمیت و مردانگی کے سبب نصیر کی حمایت اپنی ہمت پر لازم جانی ۳ شوال ۸۴۵ھ کو چندیری کو روانہ ہوا۔ یہان نصیر شاہ اوسے آنکر ملا سلطان ایرچ و تھاندیر کی طرف چلا جب سلطان محمود شرقی کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی ایرچ میں آیا مبارک خان کو جو باپ اوسکے وقت سے یہان حکومت کرتا تھا مقید کرکے ہمراہ لے گیا اور یہان سے دریا جمن کی تنگیون میں اترا جنکی راہ ایسی تنگ تھی کہ وہان آنا غنیم کی قدرت سے باہر تھا اور اپنے لشکر کے گرد خوب استحکام کیا۔ محمود خلجی اوسے چھوڑکر کالپی کا عازم ہوا سلطان شرقی بھی کالپی کو چلا اس اثناء میں فوج خلجی کے بہادرون نے سلطان شرقی کی شبگاہ کو لوٹا وہ پھر کر اپنے آدمیون کی حمایت کے لئے لڑا شام تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا سورج ڈوبنے کے بعد لشکر اپنے مقامون میں گئے۔ برسات کا موسم قریب تھا سلطان خلجی فتح آباد میں آیا۔ یہان ہفت منزلہ قصر بنایا۔ اس اثناء میں قصبہ ایرچ کے آدمی مبارک خان کے ظلم و تعدی کے فریادی ہوئے وہ پھر یہان حاکم مقرر ہوگیا تھا سلطان خلجی نے ملک اشرف مظفر ابراہیم حاکم چندیری کو ایرج بھیجا۔ سلطان شرقی نے ملک کالو کو اوسکے مقابلہ کے لئے بھیجا راتہ (راتھہ) میں دونو کی لڑائی ہوئی ملک کالو بھاگ گیا۔ پھر ان دونو میں لڑائی نے طول کھینچا۔ طرفین سے مسلمان کشتہ ہوئے شیخ چاند جو اکابر وقت سے تھا کشف و کرامات میں مشہور تھا سلطان شرقی کے استصواب سے صلح کے باب میں ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا ان شرائط پر صلح قرار پائی اول یہ کہ سلطان شرقی قصبہ راتہ (راٹھہ) و مہوبہ نصیر خان کے حوالہ کرے دوم جب سلطان خلجی کی مراجعت مانڈو پر چار مہینے گذر جائیں تو خطہ کالپی بھی

نصیر خان کو دی جائے چار مہینے کی میعاد اس سبب سے مقرر ہوئی کہ اس مدت میں نصیر خان کے دین وملت کا حال معلوم ہو جائے۔ سوم دونوں لشکر اپنے مقاموں کو چلے جائیں۔ اس قرارداد سلطان محمود خلجی نے منڈو میں مراجعت کی۔

سنہ ۸۴۹ھ (۱۴۴۵ء) میں سلطان خلجی نے ایک دار الشفا بنائی جس میں ہر قسم کے مریضوں کے لئے مکانات جدا جدا تھے اور پاگل خانہ بھی تھا چند موضعے اوسکے خرچ ادویہ دیا محتاج کی بیگی مقرر کئے۔

۴- رجب سنہ ۸۵۰ھ (۱۴۴۶ء) کو سلطان محمود منڈل گڈھ کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور متواتر کوچ کرکے بناس کے کنارہ پر آیا۔ راناکنبھا میں طاقت مقاومت نہ تھی اس لئے وہ منڈل گڈھ میں متحصن ہوا۔ دوسرے تیسرے روز راجپوتوں نے قلعہ سے نکلکر مردانگی کا حق ادا کیا۔ مگر آخر کو عجز وانکسار کے ساتھ پیشکش دینا قبول کیا۔ سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کرکے مراجعت کی۔ تھوڑی مدت میں لشکر تازہ دم کرکے قلعہ بیانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوا جب اس سے دو فرسخ (۴ میل) پر پہنچا محمد خان اس جگہ کے ضابطہ نے اپنے بیٹے واحد خان کو سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ اور سو گھوڑے اور ایک لاکھ ٹنکہ نقد برسم پیشکش ارسال کئے سلطان محمود نے اوسکو خلعت خاص نوازش فرماکر رخصت کیا۔ اور محمد خان کو قبا بزردوزی وتاج مکلل بجواہر وکمر زرہ اسپان تازی زین ولجام زریں سمیت بھیجے۔ محمد خان نے اس خلعت کو پہن کر سلطان محمود کی حمد وثنا کی اور بادشاہ دہلی کی بجائے سلطان خلجی کے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔ سلطان محمود نے اپنی دار السلطنت کی مراجعت میں قلعہ انندپور کو فتح کیا جو رنتھنبور کے پاس ہے اور تاج خان کو آٹھ ہزار سوار اور پچیس ہاتھی دیکر قلعہ چتوڑ کی فتح کے لئے بھیجا۔ خود راجہ کوٹہ وبوندی سے ایک لاکھ پچیس ہزار ٹنکہ پیشکش لی اور منڈو کا عازم ہوا

سنہ ۸۵۴ھ (۱۴۵۰ء) میں گنگا داس راجہ قلعہ چنپانیر نے پیشکش بھیجی اور عرضداشت لکھی کہ سلطان محمد شاہ ابن احمد شاہ گجراتی نے قلعہ چنپانیر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں آپ ہی سے التجا کرتا رہا ہوں اسلئے امداد اور دستگیری کا امیدوار ہوں سلطان محمود خلجی گنگا داس کی امداد پر متوجہ ہوا۔ راہ میں خبر لگی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی احمد آباد کی طرف پیشکش لیکے گیا ہے

سلطان محمود خلجی نے اوسکو عاجز و ضعیف جانکر اپنا سفر جاری رکھا سلطان محمد نے اس خبر کو سُن کر اس سبب سے کہ اوسکے چار دا ہے بہت مر گئے تھے خیموں اور کارخانوں کو آگ لگا کر احمد آباد کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی اس واقعہ پر مطلع ہو کر راہ سے پھرا اور آب مہندری کے کنارہ پر آیا گنگا داس نے تیرہ لاکھہ تنکہ نقد و چند راس اسپ پیش کش میں دئے اور سلطان محمود کی خدمت میں آیا خلعت پاکر رخصت ہوا سلطان اپنی دار السلطنت کو چلا راہ میں رائے سمبر راجہ ایدر کو پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھہ تنکہ نقد انعام دیکر رخصت کیا۔ پھر وہ منڈو میں آگیا یہاں ولایت اورسیاہ کا انتظام کیا۔

۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء میں ایک لاکھہ سے زیادہ لشکر سلطان محمود لیکر گجرات کی فتح کے ارادہ سے چلا قصبہ سلطان پور کا جاکر محاصرہ کیا۔ ملک علاء الدین سہراب کہ شاہ محمد شاہ گجراتی کا گماشتہ تھا اوس نے کئی روز تک بہادری قلعہ سے نکل کر جنگ کو گرم کیا جب کمک کے پہنچنے سے مایوس ہوا امان طلب کر کے سلطان محمود خلجی سے ملا سلطان نے اوسکے اہل و عیال کو منڈو بھیجدیا گویا اوسکو اوُل بنا لیا اور اوسکو قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگرداں نہ ہوئے اور خطاب مبارز خانی کا دیا اور اپنے لشکر کا مقدمہ بنایا۔ احمد آباد کی طرف کوچ بر کوچ کرتا ہوا چلا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی نے انتقال کیا اوسکا بیٹا قطب الدین اوسکا قایم مقام ہوا سلطان محمود نے باوجودیکہ تخت گجرات چھیننے کا ارادہ تھا مگر کمال مروت سے سلطان قطب الدین گجراتی کو خط لکھا اس میں باپ کی تعزیت کی اور سلطنت کی مبارکباد دی۔ باوجود اس حال کے سلطان نے قصبہ بڑودہ کو خراب کیا اسیر و غارت کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا کئی ہزار مومن و کافر گرفتار کئے قصبۂ مذکور میں چند روز توقف کر کے احمد آباد پر متوجہ ہوا ملک علاء الدین وقت فرصت کا منتظر تھا اب اسکو فرصت ملی کہ سلطان قطب الدین سے جا ملا بھاگ گیا۔ اوسنے سوگند کے وقت عہد کیا تھا کہ میں اپنے صاحب سے حرام نمکی نہیں کروں گا اوسکو پورا کیا اور اوسنے کمال حلال نمکی کے سبب سے اپنے عیال و اطفال کو ترک کیا (وہ بطور راول کے منڈو میں تھے) سلطان محمود سرکھیج میں آیا جو احمد آباد سے دس میل پر ہے

قطب الدین گجراتی موضع خان پور میں جو قصبہ مذکور سے ۳۰ کروہ (۶۰ میل) ہے آیا۔ پھر دونوں
بادشاہوں کے لشکر برابر میں آئے سلطان محمود شب خون مارنے کے لئے سوار ہو کر اپنے
لشکر سے باہر آیا۔ راہ بر نے راہ بتانے میں خطا کی۔ تمام رات صحرا میں وہ کھڑا رہا صبح کو میمنہ
میں لشکر سارنگ پور کو رکھا اور اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو اس فوج کا
سردار بنایا میسرہ میں امرائے چندیری کو رکھا اور اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خاں کو اس سپاہ
کا افسر بنایا خود قلب لشکر میں قرار کیا۔ کارزار پر متوجہ ہوا سلطان قطب الدین خان نے
بھی لشکر گجرات کو آراستہ ترتیب صفوف سے کیا اور میدان جنگ میں آیا۔ مقدمہ فوج گجراتی
سلطان مالوہ کے مقدمہ سے شکست پا کر بھاگا اور سلطان قطب الدین گجراتی کے پاس چلا گیا
ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امرار کبار سے تھا فوج میسرہ مالوہ سے جدا ہوا اور شاہ
گجرات کے میمنہ پر حملہ آور ہوا۔ اوسکے سامنے گجرات کی فوج کے پاؤں نہ جمے ملک شرف نے
اوسکا تعاقب سلطان قطب کے لشکر تک کیا اور غارت و تاراج کا ہاتھہ دراز کیا سلطان
قطب الدین کے خزانہ میں داخل ہو کر اپنے تمام ہاتھیوں پر خزانہ کو بار کر کے اپنے لشکر کو
ایک بار روانہ کیا۔ ہاتھی جب خزانہ پہنچا کر آئے اونپر دوبارہ خزانہ لادتا تھا کہ اوس پاس
یہ خبر آئی کہ شہزادہ فدائی خاں کو لشکر قطب الدین خان نے ایسا تنگ کیا کہ فقط وہ جان بچا کر
بھاگا۔ ملک شرف مظفر ابراہیم نے لوٹ کر چھوڑا اور ایک گوشہ میں گیا سلطان محمود خلجی تفرقہ
لشکر اور میسرہ فوج کی شکست سے متحیر ہو کر دو سو سواروں کے ساتھہ میدان جنگ میں بہادرانہ کھڑا
رہا جب تک ترکش میں تیر رہے کمانداری کرتا رہا اوسوقت شاہ قطب الدین گجراتی کہ
ایک گوشہ میں آراستہ فوج کے ساتھہ چھپا ہوا تھا نکلا سلطان خلجی کی طرف متوجہ ہوا تو وہ
تیرہ آدمیوں کے ساتھہ میدان جنگ سے باہر نکل گیا اور اظہار شجاعت کی وجہ سے تیرہ آدمیوں کو
شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ کے پاس کہ جنگ گاہ کے پیچھے تھا لے گیا تاج و کمر مرصع
شاہ گجرات کا کہ کرسی پر رکھا تھا اوٹھا کر بجلی کی طرح اپنے لشکر میں چلا آیا۔ پانچ چھہ ہزار
سوار جمع کر کے مشہور کیا کہ آج رات میں شب خون مارونگا مگر جب کچھہ رات گئی شب خون کا

بہانہ بناکے منڈو کا سید ہا رستہ لیا۔ راہ میں کونیوں اور بھیلوں نے اوسکے لشکر کو بہت مضرت پہنچائی۔ الغرض سلطان نے اپنی ابتداء دولت سے آخر سلطنت تک صرف یہی ایک شکست پائی ع عیب نبود شکست مردان ہنرمند منڈو میں اپنے لشکر کو درست کیا۔ شہزادہ غیاث الدین بندر سورت کے دیہات کو غارت کرکے آگیا سلطان کو نظام الملک وزیر اور اوسکے بیٹوں کے مکر وغدر ونفاق کی خبر پہنچی اونکی سیاست کی گئی +

سنہ ۸۵۷ھ سنہ ۱۴۵۳ع میں سلطان محمود خلجی نے مارواڑ کی ولایت کی عزیمت مصمم کی۔ مگر سلطان قطب الدین گجراتی کی طرف سے جمعیت خاطر نہ تہی اسلئے اوسنے صلاح یہ دیکہی کہ اول اوس سے مصالحت کرنی چاہیئے۔ پہر ولایت رانا کنبہا کی تسخیر میں مشغول ہونا چاہیئے۔ اس بات کو دلپر رکہا اور ستعدادی لشکر کا حکم دیا اور منڈو سے دہار گیا۔ اور وہاں سے تاج خان کو آراستہ لشکر کے ساتھہ سرحد گجرات میں بہیجا کہ مقدمہ صلح کی تمہید کی جائے تاج خان نے وزراے سلطان قطب الدین کو خطوط لکہکر چرب زبان ایلچیوں کے ہاتہہ بہجوائے اور پیغام دیا کہ طرفین کی عداوت اور نزاع سے خلایق کی پریشانی ہوتی ہے اور صلح اتحاد سے امنیت و رفاہ ہوتی ہے پس اس قیل وقال سے سلطان قطب الدین صلح پر راضی ہوگیا طرفین سے اکابر و معارف درمیان میں آئے عہد وسوگند کے ساتہہ مصالحت نے استحکام پایا اور یہ قرار پایا کہ طرفین رانا کنبہا کے ملک پر جاکر حملہ کریں اور تمام ملک جو جنوب کی طرف متصل گجرات کے ہو اسکو عساکر قطبی تاخت وتاراج کرے اور اوسپر متصرف ہو اور بلاد اجمیر و میوات اور جو ملک مشرق وشمال میں ہو اوسپر لشکر مالوہ حملہ کرکے متصرف ہو اور احتیاج کی صورت میں امداد اور معاونت ایکدوسرے سے دریغ نہ رکہیں +

سنہ ۸۵۸ھ سنہ ۱۴۵۴ع میں نواحی ہاروتی کے راجپوتوں نے سرکشی کا علم بلند کیا تہا اونکی تنبیہ وتادیب پر سلطان محمود خلجی متوجہ ہوا اور قصبہ سہوتی میں بہت راجپوتوں کو مارا اور اونکے اطفال و عیال اسیر کرکے منڈو بہجوادئے وہاں سے گوالیار ہوتا ہوا بیانہ کا عازم ہوا جب اوس کے قریب آیا تو داؤد خان ضابطہ بیانہ نے بڑی پیشکش بہیجی اور اخلاص ظاہر کیا سلطان نے

یہ عہدہ اسی پر مستقیم رکھیں یوسف خان ہندولی اور ضابطہ بیانہ کے درمیان موافقت نہیں تھی سیا
وونکو اپنی سعی و کوشش سے محبت و مودت سے بدل دیا۔ اور مراجعت کے وقت بارونق و
تجمیز قلعہ رنتھنبور رقیداتی خان کو مفوض کئے اور خود منڈو میں آیا۔ اسی سال میں سکندر خان و
جلال خان بخاری نے کہ سلطان علاء الدین بہمنی کے امراء کبار میں سے تھے سلطان محمود
خلجی کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں اور قلعہ ماہور کی تسخیر کی تحریص کی وہ بارہ کے اعظم
قلعوں میں سے تھا۔ سلطان محمود ہوشنگ آباد کی راہ سے ماہور کی طرف گیا اور اس کا
محاصرہ کیا۔ سلطان علاء الدین بہمنی نے اہل قلعہ کی مدد کے لئے بہت بڑا لشکر بھیجا محمود خلجی
نے اپنے میں طاقت مقاومت نہ دیکھی خود مراجعت کی اور تاج خان کو سکندر خان بخاری
کی امداد کے لئے چھوڑا۔ اسکا حال طبقہ سلاطین بہمنیہ کی تاریخ میں پڑہو +

اثناء مراجعت میں سلطان محمود خلجی کے پاس خبر آئی کہ مبارک خان حاکم آسیر نے ولایت بگلانہ
پر تاخت کی یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع تھا اور وہاں کا حاکم محمود شاہ کا مطیع
تھا سلطان نے حمایت رعایت کو واجب و لازم جانکر بگلانہ کو روانہ ہوا اور اپنے سے
پہلے اقبال خان و یوسف خان کو بھیجا میران مبارک شاہ فاروقی بڑا لشکر لیکر مقابلہ میں آیا
اور بعد مقابلہ کے بھاگ گیا اور آسیر تک کہیں نہیں ٹھیرا سلطان محمود نے آسیر کے بعض مواضع
کو غارت کر کے منڈو میں مراجعت کی۔ اسی سال میں اوسکو خبر پہونچی کہ ولایت بگلانہ کے
راجہ رائے بالو کا بیٹا اس پاس آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میران مبارک خان فاروقی
حاکم آسیر نے اوسکی ولایت میں آنکر خرابی مچائی ہے اور اوسکو آنے نہیں دیتا سلطان محمود نے
اپنے بیٹے غیاث الدین کو بہت جلد بھیجا مبارک خان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ الٹا اپنے
ملک میں چلا گیا پسر بالو رائے پیش کش لایا اوسپر نوازش ہوئی اور اوس کو اپنے ملک کو
رخصت کیا۔ شہزادہ غیاث الدین رنتھنبور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی چتوڑ کو
روانہ ہوا۔ رانا کنبھا مدارا و مواسا کے ساتھ پیش آیا کچھ زر و نقرہ مسکوک پیشکش میں بھیجا۔
یہ زر مسکوک رانا کنبھا کے نام کا تھا اسنے غضب محمودی کو ازدیاد ہوا اور پیشکش کو واپس بھیجا

پہر اوسکے لشکر کے آدمیوں نے ملک کو بے چراغ کیا۔ منصور الملک کو مندسور کی تاخت و تاراج
کے لئے بہیجا اس ولایت میں اپنے تہانہ داروں کو مقرر کرنا چاہتا تہا اسلئے اوسنے چاہا کہ
قصبہ اپنے نام پر خلجی پور آباد کرے۔ رانا کنبہا نے اس خبر کے سننے سے بہت عجز و انکسار اختیار
کیا اوسنے سلطان محمود سے کہا کہ جسقدر پیشکش کا حکم ہو وہ مجہے قبول ہے اور میں عہد (اعمال حسن)
و دولت خواہی کے جادہ سے تجاوز نہیں کرونگا بشرطیکہ خلجی پور کے آباد کرنے کے قصد سلطان
ترک کرے۔ برسات قریب تہی سلطان نے رانا سے دلخواہ پیشکش لیکر مندو کو معاودت
کی اور بہت دنوں یہاں ٹہیرا +

سنہ ۸۵۹ھ میں سلطان محمود ولایت مندسور کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اس ناحیہ میں آکر
اطراف و جوانب میں افواج بہیجیں اور خود وسط ولایت میں مقیم ہوا۔ اس پاس ہر روز تازہ
فتح کی خبر آتی تہی۔ بارہ رتی کی طرف جو فوج مقرر ہوئی تہی اوسکا عریضہ آیا کہ ممالک ہندوستان
میں آفتاب اسلام کے طلوع کی ابتدا اجمیر کے افق پر ہوئی تہی اور شیخ معین سنجری یہاں آسودہ ہیں
اب وہ کفار کے قبضہ میں ہے کوئی اسلام و مسلمانی کا اثر باقی نہیں رہا جب اس عریضہ کے
مضمون پر سلطان مطلع ہوا تو صوبہ اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر کوچ کر کے مزار
فائض الانوار پر پہنچا اور لشکر کو حکم دیا کہ سب امرا متفق ہو کر قلعہ کا ملاحظہ کریں اور مورچلوں
کی تقسیم اس اثنا میں گجادہر جو اہل قلعہ کا سردار تہا نامی رجپوتوں کی فوج لیکر لڑنے آیا
مگر وہ افواج محمودی کے صدمہ کی برداشت نہ کر سکے۔ چار روز تک معرکہ جدال و قتال
گرم رہا۔ پانچویں روز گجادہر سارا لشکر لیکر جنگ کرنے آیا اس میں مغلوب ہوکر کشتہ ہوا
اور منہزمون کے ساتہہ سپاہ محمودی کی ایک جماعت قلعہ کے اندر گہس گئی اور قلعہ کی فتح
نصیب ہوئی۔ ہر کوچہ میں رجپوتوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ سلطان محمود شکر الٰہی
بجا لایا اور مزار کی زیارت کی اور مسجد عالی کی بنیاد ڈالی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان
کا خطاب دیکر اس جگہ کی حکومت سپرد کی۔ قلعہ مندل گڈہ کی طرف کوچ کیا۔ بناس کنارے
آیا۔ امرا کو اطراف قلعہ پر معین کیا۔ رانا کنبہا بہی آراستہ لشکر کے ساتہہ لڑنے آیا۔ جنگ

عظیم ہوئی۔ لشکر محمودی کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ اور بہت راجپوت مارے گئے۔ صبح امرا
وزرا سلطان کو سمجھایا کہ لشکر کشی ہوئی ہے اور برسات آگئی ہے۔ منڈو میں لے گئے
وہاں کچھ دنوں وہ ٹھیرا +

۸۶۱ھ ۱۴۵۶ء میں وہ مندل گڈہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ راہ میں جو بتخانہ نظر آیا خاک کی
برابر کیا۔ درختوں کو جڑ سے اکھڑ دایا۔ عمارتوں کو ڈہا کر مٹوایا۔ آبادانی کی نشانی باقی نہ رکھی
محاصرہ میں خندقوں سے پار قلعہ کی دیواروں کے متصل مورچلوں کو پہنچایا۔ تہوڑی مدت
میں حصار کو فتح کیا خلق کثیر کو اسیر اور قتل کیا۔ راجپوتوں نے ایک در قلعہ میں کہ قلہ کوہ پر تھا
پناہ لی۔ اس اوپر کے قلعہ میں حوضوں کا پانی توپوں کی آوازوں سے نیچے چلا گیا تھا (حوضوں
میں توپوں کی آواز کے صدمہ سے دراڑ و درزیں پڑجاتی ہیں اونمیں پانی نکل جاتا ہے)
قلعہ اول لشکر محمودی کے ہاتھہ میں تھا اسلیئے راجپوتوں نے بے آبی سے نالۂ افغاں کیا
العطش گویاں امان مانگی سلطان نے دس لاکھ تنکہ پیش کش قبول کرکے پناہ دی۔
قلعہ اونکے حوالے ہوا۔ یہ فتح ۲۵ ذی الحجہ ۸۶۱ھ ۱۴۵۷ء کو ہوئی۔ محمود قلعہ میں آیا بتخانوں کو
توڑا۔ اونکے بتوں اور مالیوں کو مسجدوں کی عمارت میں صرف کیا۔ قاضی و محتسب و خطیب
و موذن متعین کیئے +

۱۵ محرم ۸۶۳ھ ۱۴۵۸ء کو چیتوڑ کا عازم ہوا۔ اس ناحیہ میں آکر سلطان زادہ غیاث الدین کو کیلواڑہ
کی ولایت کو تباہ کرنے کے لئے بہیجا۔ اوسنے ملک ویران کرکے بہت آدمی قید کیئے اور مراجعت کی
چند روز بعد سلطان زادہ فدائی خان اور تاج خان کو قلعہ بوندی کی تسخیر کو بہیجا۔ راجپوتوں نے
قلعہ سے نکلکر جنگ میں بہت کوشش کی آخر کو ہزیمت پائی۔ بہت مارے گئے اول ہی
دن میں قلعہ فتح ہو گیا۔ بعد فتح کے شاہزادہ منڈو چلا گیا +

۸۶۳ھ ۱۴۵۸ء میں سلطان محمود نے راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے سواری کی جب موضع اہار
میں آیا تو تاج خان اور سلطان زادہ غیاث الدین ملک کے تاراج و تاخت کے لئے مقرر کیئے۔ وہ ولایت
کو خاک کی برابر کرتے ہوئے کونبل میر کے اطراف میں لوٹتے مارتے آگئے جب سلطان بھی

گئے تو قلعہ کو سنبل میر کی تعریف بہت کی ــــ سلطان اس قلعہ کا عازم ہوا۔ راہ میں بتخانوں کو
خراب کیا حوالی قلعہ میں نزول کیا۔ ایکدن سوار ہوکر اوسنے پہاڑ پر سے جو قلعہ کے مشرق میں تھا
شہر کا ملاحظہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس قلعہ کی فتح چند سال کے محاصرہ بغیر میسر نہیں ہوگی۔ اسلئے
وہ دوسرے روز کوچ کرکے ڈونگر پور چلا گیا۔ راے شام داس راجہ ڈونگر پور کرتھیانہ کو
بھاگ گیا تھا۔ دو لاکھ تنکہ اور بیس گھوڑے پیش کش میں بھیجے سلطان منڈو میں چلا آیا +
محرم ۸۶۶ھ میں ایک طفل صغیر السن نظام شاہ نام تخت دکن پر بیٹھا اور امراء درگاہ نے
جیسی اوسکی اطاعت کرنی چاہیئے تھی کی تو نظام الملک غوری کے اغوا سے سلطان محمود خلجی
بلاد دکن کی تسخیر کا عازم ہوا جب آب نربدا سے گذرا تو مخبروں نے خبر دی کہ مبارک خان
ضابط آسیر نے ودیعت حیات تسلیم کی اور اوس کا بیٹا غازی خان ملقب عادل خان قایم مقام
ہوا اوسنے اپنی ابتداء دولت میں ظلم کا ہاتھ دراز کیا اور دو بے گناہ سید کمال الدین اور
سید سلطان کو ناحق مار ڈالا اینکے مظلومون کے گھر کو غارت کیا۔ چند روز بعد اونکا بھائی سید
جلال سلطان محمود پاس دادخواہی کو آیا سلطان کی حمیت نے چاہا کہ عادل خان کو گوشمالی
دے اس ارادہ سے آسیر کو راہی ہوا عادل خان نے عجز و بیچارگی سے سلطان پاس پیشکش
بھجوائی اور اپنی تقصیرات کے استغفار کی سلطان محمود جانتا تھا۔ آسیر کے مضبوط برج کسی تدبیر سے
فتح نہ ہونگے۔ اور سواء اسکے اس سفر سے مقصود اصلی دکن کی فتح ہے اوسنے عادل خان کے
جرایم کو عفو کیا۔ اور کچھ نصیحت کی۔ برار و ایلچپور کی طرف چلا قصبہ بالاپور میں وہ پہنچا تھا کہ
جاسوس خبر لائے کہ نظام شاہ کے وزرا سرحدوں سے لشکروں کو طلب کرکے سپاہ جمع کر رہے
ہیں خزانہ سے دو کروڑ تنکہ باہر نکالا ہے۔ اوسکو مدد خرچ کے طور پر امراء اور لشکریوں کو دیا
ہے۔ ڈیڑھ سو ہاتھی شہر سے باہر نکالے ہیں سلطان محمود اس خبر کو سنکر اپنے آراستہ لشکر کے
ساتھ نظام شاہ بہمنی سے تین کروہ (۶ میل) پر جا پہنچا۔ وزراء دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ
سال کا لڑکا تھا سوار کیا۔ اور اوسکے سر پر سفید چتر رکھا۔ اور اوسکی سواری کی باگ کو خواجہ جہان
ملک شاہ ترکی کے ہاتھ میں دیا۔ میسرہ کا اہتمام ملک نظام الملک ترک کو اور میمنہ خواجہ محمود گیلانی کو

جسکا خطاب ملک التجار تھا حوالہ کیا جب وہ نوبادشاہوں کے لشکر برابر ہوئے تو ملک التجار نے پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت کی۔ مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ میسرہ کے سردار تھے مارے گئے میمنہ بھی پراگندہ ہوا۔ لشکر منڈو کی شکست عظیم ہوئی دس کروہ تک اسکا تعاقب ہوا سلطان محمود کا لشکر تاراج ہوا اس اثناء میں سلطان محمود ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا منتظر فرصت تھا جب اکثر آدمی تاراج میں مصروف ہوئے اور نظام شاہ چند آدمیوں کے ساتھ کھڑا تھا تو سلطان دو ہزار سوار کے ساتھ نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔ مشہور روایت یہ ہے کہ خواجہ جہان ترک کہ عمدۂ قلب تھا اوسنے یہ کھوٹ پن کیا کہ نظام شاہ بہمنی کی باگ پکڑکر احمد آباد بیدر کی طرف لے چلا۔ اب قضیہ منعکس ہوا جو آدمی لوٹنے گئے تھے اونہوں نے تندگانی کے متاع نفیس کو غارت کیا۔ ملکہ جہان والدہ نظام شاہ کو امرا کے مکروغدر کا خوف تہا اوسنے شہر بید کی محافظت ملوخان کو حوالہ کی خود نظام شاہ کو ساتھ لے کر فیروزآباد گئی اور سلطان محمود گجراتی کو امداد کی طلب میں خط بھیجا سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے شہر بیدر کا محاصرہ کیا۔ آدمی بھاگ کر فیروزآباد میں نظام شاہ پاس جمع ہوئے یہ خبر آئی کہ لشکر عظیم کے ساتھ ملک التجار سرلشکر نظام شاہ کی مدد کو جلد آنے والا ہے۔ سلطان محمود نے ترعہ گنگاش ڈالا۔ اور آخر کو یہ قرار دیا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان بھی آگیا ہے اولی یہ ہے کہ اس بلاد کی تسخیر دوسرے سال پر موقوف رکھی جائے۔ اب مراجعت کی جائے غرض یہ بہانہ بنا کے اپنی ولایت کو کوچ کیا۔ راہ میں بڑا دق ہوا مگر منڈو پہونچ گیا +

۸۶۶ھ میں ولایت دکن کی تسخیر کا خیال سلطان کو ہوا اور ملک التجار سے وہ اپنا عوض لینا چاہتا تھا پھر لشکر کا سامان کرکے ظفرآباد نعلچہ میں آیا۔ ابھی وہ یہیں تھا کہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا عریضہ پہنچا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو بہت لشکر کے ساتھ کھیرلہ کے تہانہ کو بھیجا ہے۔ وہ چند روز میں یہاں آجائیگا سلطان یہ خبر سن کر تہانہ دار کھیرلہ کی حمایت کے لئے جلد چلا۔ اثناء راہ میں اوسنے سنا کہ جب نظام الملک

نے قلعہ کھیرلہ کا محاصرہ کیا تو اوسوقت سراج الملک تہانہ دار شراب پینے میں مشغول تھا۔ اوسکو اپنی خبر نہ تھی اوسکے بیٹے نے قلعہ سے نکل کر جنگ کی اور بھاگا نظام الملک وسکے پیچھے ایسا لگا گیا کہ قلعہ پر متصرف ہوا۔ قلعہ کے تصرف کے بعد رجپوت پیادوں نے نکلکے نظام الملک کو مار ڈالا۔ سلطان نے اس خبر کو سنکر مقبول خاں کو چار ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے لئے دولت آباد کا عازم ہوا۔ راہ میں اسے سرکھیہ کے متعلقوں نے اور رائے جاج نگر کے وکیلوں نے پانسو تیس ہاتھی پیشکش دئے۔ جب سلطان خلیفہ آباد میں آیا تو امیر المومنین یوسف بن محمد عباسی کا ایک خادم مصر سے سلطان کے لئے منشور سلطنت و خلعت ایالت لایا جس سے سلطان بہت مسرور ہوا پھر وہ ولایت دولت آباد میں آیا اوسکو خبر لگی کہ بادشاہ دکن کی مدد کے واسطے سلطان محمود گجراتی اپنے دار الملک سے نکلا ہے اور ان حدود میں آتا ہے سلطان محمود بال کندہ کی طرف متوجہ ہوا اور گوندوارہ کی راہ سے منڈو میں چلا آیا۔ مگر صحیح روایت یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو ۸۷۵ھ میں قلعہ کھیرلہ کی تسخیر کے لئے بھیجا تھا۔ اوسنے یہ قلعہ فتح کر لیا۔ اس اجمال کی تفصیل شاہان بہمنیہ کی تاریخ میں دیکھو سلطان محمود خلجی چند روز ٹھیرا۔ ربیع الاول ۸۷۶ھ میں مقبول خان کو ایک فوج کے ساتھ ایلچ پور کی تاخت کے لئے بھیجا۔ اوسنے ایلچ پور کی نواحی پر قبضہ کیا اور شہر کو غارت کیا پھر رات کے یہاں کے حاکم نے اپنے ہمسایوں کو مثل قاضی خان و پیر خاں کو جمع کیا اور پندرہ سو سوار اور پیادے بے شمار لیکر جنگ کے قصد سے آیا۔ یہ خبر مقبول خان کو پہنچی غنائم و اسباب و سامان اپنا ایک فوج کے ساتھ کیا اور اچھے کارآمد مرد انتخاب کئے اور اون کو اپنے ساتھ لیا چند جماعتوں کو جنگ کے لئے مقرر کیا اور خود معدودے چند لیکر کمین گاہ میں بیٹھا۔ جنگ میں طرفین گتھ گئے تو مقبول خان نے گھات سے نکل کر قاضی خاں کو ایلچ پور بھگا دیا مقبول خاں نے ایلچپور تک تعاقب کیا۔ راہ میں بیس معتبر افسر قتل ہوئے اور تیس نفر اور گرفتار ہوئے مقبول خان مظفر و منصور محمود آباد میں آیا +

جمادی الاولیٰ ۸۷۷ھ میں والی دکن اور والی مالوہ نے ایک دوسرے کے پاس ایلچی بھیجکر

بعد بہت سی ردوبدل کے مصالحہ کو یوں قرار دیا ایلچ پور ولایت گوندوارہ کو بعض کے قول کے
موافق قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کو والی دکن دیدے اور سلطان محمود من بعد دیار دکن کو
مضرت نہ پہنچائے۔ اس سال میں سلطان محمود خلجی نے حکم دیدیا کہ محاسبات دفتر سے تاریخ شمسی
خارج ہو اور تاریخ قمری مقرر ہو۔

سنہ مذکور میں شیخ علاء الدین کہ اس زمانہ کے بڑے عالموں میں تھا۔ نواحی منڈو میں آیا
سلطان اوسکی نہایت تعظیم واحترام بجالایا۔ مولانا عماد الدین رسول سید محمد نوربخش سلطان
کی خدمت میں آیا خرقہ شیخ ہمراہ لایا سلطان خرقہ کو پہن کر بہت خوش ہوا۔

۸۶۴ھ میں سرعان بادیہ پیما نے عرض کیا کہ مقبول خان نے محمود آباد کو جسکو اب کھیرلہ
کہتے ہیں تاراج کیا اور والی دکن سے ملتجی ہوا اور چند ہاتھی جو مصالحہ ملکی کی جہت سے اوسکے
ہمراہ کئے گئے تھے وہ راے زادہ کھیرلہ کو حوالہ کئے۔ یہ راے زادہ قصبہ محمود آباد پر متصرف ہوا
اور قلعہ میں جو مسلمان متوطن تھے سب کو مار ڈالا اور اوسنے طائفہ گونڈوں کو اپنے ساتھ متفق
کرکے راہ کو مسدود کردیا سلطان نے فوراً تاج خان واحمد خان کو اس فتنہ کے دفع کرنے
کے لئے رخصت کیا اور خود ۸۔ ربیع الاول کو ظفر آباد نعلچہ میں آیا اور چند روز بعد محمود آباد
اس طرف روانہ ہوا اثنا، راہ میں خبر آئی کہ دسہرہ کے دن کہ ہندوؤں کا بڑا تہوار ہوتا ہے
تاج خان ستر کروہ ایلغار کرکے یہاں آیا۔ اوس کو معلوم ہوا کہ راے زادہ اسوقت کھانا کھا رہا
ہے تو تاج خان نے کہا کہ غافل دشمن کے سر پر چڑھنا مردانگی نہیں ہے اوسنے باگ روک لی
اور ایک شخص کو اپنے سے پہلے بھیجکر راے زادہ کو اطلاع دی۔ وہ کھانا چھوڑ کر مسلح آدمیوں
کے ساتھ لڑنے آیا۔ دونوں نے ایسی کوشش کی کہ اوس سے زیادہ متصور نہیں ہے مگر راے زادہ
سروپا برہنہ بھاگا اور گونڈ زمینداروں سے ملتجی ہوا۔ ہاتھی اور اور غنائم اور قصبہ محمود آباد مقبول خان
کو ہاتھ لگا جب اس حال کا عریضہ سلطان محمود کے پاس پہنچا تو وہ بہت مسرور ہوا۔ اوسنے
ملک الامرا ملک داور کو اس فرقہ کی تادیب کے لئے مقرر کیا جب اس گروہ کو یہ خبر ہوئی تو اونسے
راے زادہ کو مقید کرکے تاج خان پاس بھیجدیا۔ اس فتح کے بعد سلطان محمود نے محمود آباد

جانے کا ارادہ کیا سارنگ پور میں وہ آیا سعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی رسم ایلچی گری کے مرزا سلطان ابوسعید شاہ بخارا کے پاس تحفہ و سوغات لیکر آیا۔ اوسکو نوازش خسروانہ سے خوشدل کیا اور رخصت کیا طرح طرح کی ہندوستان کی سوغاتیں پارچہ و قماش چند کنیز رقاصہ و گوئیہ و چند فیل چند خواجہ سرا شارک و طوطی سخن گو اور عربی گھوڑے شیخ زادہ علاءالدین کے ہاتھ خواجہ جلال الدین نے ہمراہ بھیجے۔ ایک قصیدہ بھی ابوسعید کی مدح میں ہندی زبان میں کہہ کر بھیجا۔ جو شاہ بخارا کے سامنے مع ترجمہ کے پڑھا گیا شاہ اس قصیدے سے ایسا محظوظ ہوا کہ اور تحائف سے ایسا خوشحال نہیں ہوا۔ اسی سال میں جب راجہ گوالیار نے سنا کہ مرزا سلطان ابوسعید کو علم موسیقی و گیت سے بہت رغبت ہی تو اوسنے عالموں اور کتاب خوانوں کے ساتھ اس فن کی دو تین معتبر کتابیں ارسال کیں اسکے بعد اسکے بیٹے راجہ کوپ منے اخلاص موروثی کو قائم رکھا اور تحفہ تحائف بھیجتا رہا +

۸۷۲ھ میں غازی خاں کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ کچھواڑہ کے زمینداروں نے شاہراہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہے۔ اس عریضہ کے پہنچتے ہی سلطان محمود اس جماعت کی تادیب کا عازم ہوا اور لشکر عظیم اس دیار میں بھیجا خود اس ملک کی مداخل و مخارج کی صعوبت کو ملاحظہ کیا اور ولایت میں مقیم ہوا اور ایک حصار کی بنیاد ڈالی۔ چھ روز میں اوس کو تیار کرایا۔ اوسکا نام جلال پور رکھا مرزا خان کو یہاں چھوڑا۔ شعبان سنہ مذکور میں شیخ محمد ملی و کہیو رچند پیر راجہ گوالیار رسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی کی طرف سے نواحی فتح آباد میں سلطان محمود کی خدمت میں آئے اور تحفے ہدیے لائے اور زبانی یہ معروض کیا سلطان محمود شرقی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتا اگر حضرت سلطانی ہماری امداد و اعانت فرمائیں اور نواحی دہلی میں آئیں تو اسکا فتنہ و فساد سب جاتا رہے گا اور مراجعت کے وقت قلعہ بیانہ آپ کی نذر کیا جائے گا جس وقت سلطان سوار ہو گا تو چھ ہزار سوار آپ کی خدمت میں بھیجے جائینگے سلطان محمود نے فرمایا کہ سلطان شرقی جسوقت دہلی کی طرف جائیگا میں سلطان بہلول کی کمک اور امداد کے لئے آؤں گا۔ ایلچیوں کی دلجوئی کرکے رخصت کیا

اور خود منڈو کی طرف چلا ہوا نہایت گرم تھی حرارت کی شدت سے اوسکا مزاج اعتدال سے باہر ہوا۔ روز بروز مرض بڑھتا گیا یہانتک کہ ۱۹ ذیقعدہ ۸۷۳ھ کو ولایت کھیواڑہ مین خرابۂ دنیا سے دار الملک عقبیٰ کو گیا۔ ۳۴ سال سلطنت کی سلطان محمود ایک بادشاہ عادل و شجاع و نیک خلاق و با سخاوت تھا جسمیں مدت تک اوسکے ہاتھ میں مالوہ کی سلطنت رہی چاروں طرف سے کیا مسلمان کیا ہندو اوسکے ساتھ گرویدہ رہے۔ فاتحہ خاتمہ سلطنت سے تک بہت ہی کم سال ایسے ہونگے جنمین اوسنے سفر نہ کیا ہو سو وہ اپنی فراغت اور آسایش لشکر کشی اور جنگ و جدل میں جانتا تہا اور ہمیشہ کہن سال مورخوں اور جہان گشتوں سے بادشاہوں بزرگوں کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ ذرا ذرا سی باتوں سے آگاہ ہوتا تہا۔ قواعد جہانداری کا کسب کرتا شاہوں کے اخلاق و روش جو خوش کرنے والی ہوتیں اون کی نگہداشت کرتا اور اپنی مجلسوں میں ونکی نقل کرتا اور جو زوال دولت کے موجب اور خرابی خاندان کے باعث سنتا اون سے احتراز لازم جانتا اوس کی مملکت میں چور کا نام کوئی نہ سنتا۔ اگر کبھی کسی تاجر کا مال باہر کا چوری جاتا تو اس وقت بعد تحقیقات کے اپنے خزانہ سے زر دلوا دیتا۔ بعد ازاں اس موضع کے نگہبانوں سے جہان مال تلف ہوتا باز یافت کرتا۔ اِس سبب سے اوس کے ملک میں درویش غنی آتے اور صحرا میں اُترتے اور اپنی جان و مال کی پاسبانی خود نہیں کرتے۔ ایک دن کسی شہر یا بھیڑیے نے آنے جانے والوں میں سے کسی ایک آدمی کو پہاڑ ڈالا۔ اوسکی ماں کھڑی نیچے سلطان کی درگاہ میں آئے اور سبع وحشی کی شکایت کی سلطان محمود نے مملکت کی چاروں جانب میں حکم بھیجا کہ کل سباع و درندوں کو قتل کرڈالیں من بعد جس جگہ کوئی سبع یا درندہ نظر آئے تو وہاں کے حاکم کو ماریں۔ اس سبب سے اُن کی سلطنت میں اور بعد اس کے مدتوں تک ولایت مالوہ میں شیر و گرگ اور سباع نظر نہ آئے۔ دنیا کا بھی کیا انقلاب ہے کہ اس زمانہ میں منڈو ویران پڑا ہے اور جتنے شیر یہاں ملتے ہیں ایسے اور کہیں نہیں ملتے۔ انگریز بڑے شوق سے یہاں شیروں کا شکار کرنے آتے ہیں کیا یہ شہر عیش گاہ تہا یا اب شیر گاہ ہے +

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی

جب سلطان محمود خلجی اس جہان سے وداع ہوا اوسکے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین نے وصیت پدری کے موافق مسند حکومت پر قدم رکھا اور عموم طبقات انام کو اپنے سے راضی کیا اور شاکر بنایا۔ اور فدائی خاں اپنے بھائی کو رنتھنبور اور چند اور پرگنے دئے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں اسکے پاس تھے۔ اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین سلطان کا خطاب دیا۔ ولی عہدی سے منسوب کیا شغل وزارت سپرد کیا۔ چتر و پالکی اور بارہ ہزار سوار کی جاگیر دی اوسنے ایک بڑا جشن کیا۔ اسمیں کاروان امیروں کو مناصب دیئے اور اوسنے کہا کہ سلطان مرحوم کے عہد میں ۳۴ سال تک لشکر کشی رہی۔ اب وقت آسایش ہے۔ میرا کام یہ ہے کہ اس مملکت کو جو باپ سے میراث میں ملی ہے اوسکی محافظت میں کوشش کروں اور قناعت کر کے زیادہ طلبی سے اپنے تئیں تصدیع نہ دوں۔ امن و آسائش و عیش و عشرت کا دروازہ اپنے اوپر اور اپنے تابعین پر کھولوں کہ اوروں کی ولایت پر ہاتھ مارنے سے اپنے ملک میں امن امان رکھنا بہتر ہے۔ اب وسنے اپنے مقصود کا آغاز کیا منڈو کا نام شادی آباد رکھا اور حکم دیا کہ قلمرو میں جو کچھ اسباب عیش و طرب بہم پہنچ سکے وہ موجود کیا جائے اور ممالک دور میں مثل ایران و توران و روم کے آدمی بھیجے جائیں کہ وہ جسطرح ہو سکے وہاں سے اسباب عشرت کو اس پاس لائیں اسکی حرم سرے میں سازندے و رقاص صاحب جمال عورتیں جمع ہوا کرتی۔ وہ ہر روز عورتوں کے جمع کرنے کے درپے رہتا تھا اوسکے شبستان میں آزاد و کنیز اور راجاؤں کی لڑکیاں اور اور عورتیں دس ہزار کے قریب تھیں وہ لکھتا تھا سلاطین میں عورتوں کے بھی منصب ہوتے ہیں وہ اوسنے راجاؤں اور بزرگوں کی لڑکیوں کو دئے جو دربار کے عہدے و عمل و منصب تھے وہی اندر تھے بعض وکیل و وزیر و عارض و خزانچی و سرجاندار و امیر الامرا و دبیر و جبردار و مشرف و نوبت دار منجم تھیں اور بعض صدر و حکیم و مدرس و ندیم و محتسب و مفتی و موذن و حافظ و معرفت تھیں۔ اوسنے عورتوں کو صنائع و ہنر جو دنیا میں شائع و متعارف ہیں سکھلائے بعض کو رقاصی و خوانندگی و سازندگی و زرگری کی تعلیم کی

بعض کو زرگری و آہنگری و مخمل بافی و تیرگری و کمان گری و کوزہ گری و جامہ بافی و خیاطی و
و ترکش دوزی و کفش دوزی و نجاری و کشتی گری و شعبدہ بازی اور اور اقسام کے ہنر جنکی
شرح تطویل سے خالی نہیں سکھائے - اونکے چند فرقے بنائے اور ہر ایک فرقہ کو ایک افسر کے سپرد کیا
پانچسو ترک کنیزوں کو مردانہ لباس پنہایا - تیر اندازی وغیرہ ورزی سکھائی اونکا نام سپاہ
ترک رکھا - اپنے میمنہ میں اونکو جگہ دی کہ تیرون کو ہاتھہ میں لیکر اور ترکش کو کمر میں باندھ
کھڑی رہیں - پانچسو حبشی عورتوں کو زنانہ لباس پنہایا تفنگ بازی اور شمشیر بازی سکھائی
میسرہ میں اونکو جگہہ دی - اپنی حرم سرا میں ایک بازار لگایا شہر کے بازاروں میں جو چیزیں
بکتی تہیں اُس میں بھی فروخت ہوتی تہیں خدمت گاروں میں کوئی عورت بڑھیا اور بیقاعدہ
نہ تہی - اگر ایسی عورت کسی تقریب سے وہاں ہوتی تو وہ مجلس سلطانی میں حاضر نہوتی تہی عجیب
بات یہ ہی کہ سب کنیزوں اور عورتوں کا سوا سرداروں اور منصب داروں کے وظیفہ و علوفہ
یکسان مقرر تھا - ہر روز دو ٹنکہ نقد و دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو دیا جاتا - اوس کے
گھر میں جو جاندار تھا اوسکا دو ٹنکہ و دو من غلہ اوسکا مقرر تہا - چنانچہ ہر طوطی و سارک و کبوتر کو
بہی دو ٹنکہ و دو من غلہ ملتا تہا - ایک دن گھر میں چوہا نکل آیا - اوسکا بہی دو ٹنکہ و دو من غلہ روز
مقرر ہوا - وہ اوسکے بل کے مُنہ پر رکھہ دیا جاتا جن عورتوں اور کنیزوں کی طرف زیادہ توجہ
تھی اونکو آلات طلا و جواہر بہت دیئے جاتے لیکن علوفہ میں سب برابر تہیں - اوسنے یہ مقرر
کیا تہا کہ ہر شب سو مہر طلا اوسکے سرہانے رکھی جائیں اور علی الصباح اہل استحقاق کو دی جائیں
یہ بہی مقرر تہا کہ عیال و اطفال و اسباب و ادوات سلطنت پر جب اوسکی نظر پڑے اور وہ شکر
کرے بلکہ جسوقت لفظ شکر اوسکی زبان پر آئے پچاس ٹنکہ مستحقیں کو دئے جائیں اور سب سے
زیادہ خوشتر یہ امر تہا کہ دربار و سواری کے روز جس کسی سے خواہ بہنگ ہو یا خود وہ بات کرے ایک
ہزار ٹنکہ دئے جائیں - اوسکی حرم میں ہزار کنیزیں حافظ قرآن تہیں اوسنے یہ کہہ رکہا تہا کہ جسوقت
وہ کپڑے پہنے سب متفق ہوکر قرآن کا ختم پڑھکے اوسپر دم کریں جب ایک پہر رات باقی رہتی
تو وہ خدا کی عبادت کرتا اور نہایت عجز و انکسار سے زمین نیاز پر سر رگڑ کر اپنے مطالب و مآرب

درگاہ احدیت سے دریوزہ کرنا۔ اور اہل حرم سے اوسنے مبالغہ سے کہہ رکھا تھا کہ تہجد کی نماز کے لئے اوسکو بیدار کریں اگر ضرورت ہو تو منہ پر پانی چھڑک کر جگائیں اور غفلت کی نیند ہو تو زور سے اوسکو ہلائیں اگر یون بھی بیدار نہ ہو تو اسکا ہاتھ پکڑکر اوٹھائیں۔ اوسنے اپنے مقربون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت وہ دنیا کی عیش و عشرت کی باتوں میں مشغول ہو تو ایک پارچہ جسکا نام کفن رکھا تھا اوسکی نظر کے سامنے لائیں تاکہ متنبہ ہو کر عبرت پکڑے اوسے دیکھکر مجلس سے وہ اوٹھتا اور تجدید وضو کرکے استغفار اور توبہ و انابت کرتا اور مجلس میں اصلا کوئی بات نامشروع اور بے فحش آور نہیں کہی جاتی وہ مسکرات پر ہرگز رغبت نہ کرتا۔ اوسکو شکار کی طرف بڑی رغبت تھی اسلئے اوسنے ایک آہو خانہ بنایا تھا۔ اس میں طرح طرح کے جانور اور قسم قسم کے طیور جمع کرئے تھے عورتوں کے ساتھہ سوار ہوتا اور آہو خانہ میں شکار کرتا۔ وہ صاحب جمال نغمہ ساز عورتوں کی صحبت پر بہت مائل تھا۔ اکثر دن ایک دفعہ وہ باہر آتا اور تخت پر بیٹھکر سلام لیتا۔ اور معظم امور سلطنت پر توجہ کرتا اور باقی مہمات وکلا وزرا کے سپرد کر دیتا کبھی یہ بھی ہوتا کہ ایک ہفتہ دو ہفتہ تک وہ باہر نہیں آتا مگر ارکان دولت کو حکم دے رکھا تھا کہ مملکت میں جو جو عمدہ امور شایع ہون یا کوئی عریضہ سرحد سے آئے اوسکو حرم کے اندر فلان شخص کے پاس بھیجدو تاکہ وہ غور کرکے اسکا جواب لکھائے اور لوازم جہانبانی کی مانع عشرت نہ ہو اوسکے عہد میں مملکت کے اندر کوئی خلل نہیں واقع ہوا مگر سنہ ۸۸۴ھ میں سلطان بہلول لودی بادشاہ دہلی نے بالنپور میں کہ مضافات رنتھنبور سے تھا بڑی خرابی پھیلائی جب یہ خبر شادی آباد منڈو میں آئی تو کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ اس مضمون کو سلطان سے عرض کرتا۔ مگر وزرا کی مصلحت و صوابدید سے حسن خان نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول ہمیشہ سلطان محمود شاہ خلجی کو بہت روپئے بہ رسم پیشکش بھیجتا تھا۔ ان ایام میں ایسا سنا گیا کہ اوسنے دلیری کرکے قصبہ بالنپور پر دست درازی کی ہے۔ اس خبر کو سنکر اوسنے شیر خان ابن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھا کہ لشکر بھیلسہ و سارنگپور کو ہمراہ لیکر سلطان بہلول کی گوشمالی کرے۔ شیر خان فرمان پہنچنے پر بیاد کا

عازم ہوا۔ سلطان بہلول میں مقاومت کی طاقت نہ تہی وہ دہلی چلا گیا اور شیر خاں اُسکے تعاقب میں دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان بہلول نے شیر خان کو ہدیہ دیا اور اس سے مصالحہ کی وہ اولٹا چلا گیا۔ شیر خان نے قصبہ پالنپور کی ازسرنو تعمیر کی اور چندیری چلا گیا۔

اسی سال میں راجہ چنپانیر کی درخواست پر اوسنے سراپردہ سرخ تلنچہ میں بہیجا۔ اور خود بھی باہر آیا۔ گو چپان نامیں علما کو طلب کرکے اوسنے اپنے سفر کے باب میں استفسار کیا سب نے باتفاق کہا کہ حمایت کفار جائز نہیں ہے اوسنے پشیمان ہوکر بازگشت کی۔

سنہ ۹۰۵ھ میں سلطان غیاث الدین پیر فرتوت ہوگیا تہا اوسکے دو بیٹے ناصر الدین شجاعت خان عرف علاء الدین اعیانی برادر تہے اونمیں منازعت ہوئی۔ اونکی والدہ رانی خورشید جو دختر راجہ بگلانہ تہی وہ چہوٹے بیٹے علاء الدین کے ساتہہ ہوئی اور اوسنے امرا کو بھی اپنے ساتہہ متفق کیا۔ ناصر الدین کو پدر کی نظر سے دور کیا۔ ایک دن ایک جماعت کو اوسکی گرفتاری کے لئے مامور کیا۔ ناصر الدین خبردار ہوکر سنہ ۹۰۵ھ (۱۴۹۹ء) میں شادی آباد منڈو سے بہاگ گیا۔ اوسکا اسباب علاء الدین کے تصرف میں آیا وہ ناصر الدین کی جان کے درپے ہوا۔ یہ اوسے مطلع ہوکر وسط ولایت میں بیٹھ گیا۔ اطراف کے امرا و سپاہ آکر اس پاس جمع ہوئے۔ یہانتک اوسکی نوبت پہونچی کہ وہ سر پر چتر رکہہ کر قلعہ شادی آباد کے نیچے آیا اور اوسکو محاصرہ کیا وہ مدتوں تک وزارت کر چکا تہا اسلئے اوسکے سب آدمی ہم زبان ہوئے ناگاہ قلعہ کا دروازہ کہول دیا وہ بے خبر چلا آیا۔ علاء الدین کہ قلعہ کی محافظت کرتا تہا بہاگ کر باپ کے گہر میں آیا۔ ناصر الدین نے علاء الدین اور رانی خورشید کو گہر کے اندر سے باہر پکڑوا بلایا۔ اور ناصر الدین کے حکم سے علاء الدین اور اوسکے بچے بہیڑ بکری کی طرح ذبح ہوئے۔ اوسنے تاج سلطنت سر پر رکہا۔

سلطان غیاث الدین چند روز میں فوت ہوگیا۔ سلطان ناصر الدین باپ کو زہر دینے سے عالم میں بدنام ہوگیا۔ سلطان غیاث الدین نے ۳۳ سال سلطنت کی اوسکی سادہ لوحی کی یا مالیخولیا کی دو ایک حکایتیں لکہتے ہیں اوسکی ایک حکایت یہ مشہور ہے کہ ایک دن ایک شخص گدہے کا سم لایا اور اوسنے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ کے گدہے کا سم ہے سلطان کے حکم سے پچاس ہزار تنکہ سیاہ دیکر

وہ سم خرید اگیا بعد اسکے تین آدمیون نے خر عیسیٰ کے سم کو اسی قیمت پر بیچا۔ اتفاقاً ایک اور پانچوان شخص سم لایا اور اوسنے بھی یہ دعویٰ کیا کہ یہ سم خر عیسیٰ کا ہے سلطان نے اوسے خریدنیکا حکم دیا کہ پچاس ہزار تنکہ سیاہ اوسے دیجائیں۔ مقربوں میں سے ایک نے کہا کہ کیا خر عیسیٰ پانچ پاؤں رکھتا تھا کہ پانچویں سم کی قیمت میں یہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ سلطان نے کہا کہ شاید یہ سچ ہو یا بیچنے والوں میں سے ایک نے غلطی کی ہو۔ دوسری حکایت

سلطان نے اپنی خواصوں سے کہا کہ میں نے کئی ہزار صاحب جمال حرم جمع کیں لیکن جیسی صورت کو میرا دل چاہتا ویسی کوئی ہاتھ نہ آئی تو ایک خواص نے کہا کہ شاید اس خدمت کے موکل تمیز شکل میں کامل نہ ہونگے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور فرمائیں تو میں کسی نہ کسی طرح حضور کی طبع سلیم کے موافق اوسکو بہم پہنچاؤں تو سلطان نے کہا کہ خوبصورت کو کس طور سے پہچانتا ہے اوسنے کہا کہ خوبصورت وہ ہے کہ اوسکے کسی عضو کو آدمی دیکھے تو پھر دیکھنے والے کو دوسرے عضو کے دیکھنے سے مستغنی کر دے مثلاً اگر کوئی شخص اسکا قامت دیکھے تو اوسپر ایسا فریفتہ ہوجائے کہ منہ دیکھنے کا نیاز مند نہ ہو سلطان کو یہ حسن تمیز اسکا پسند آیا۔ اوسکو سلطان نے اس تلاش کے لئے بھیجا اوسنے ایک موضع میں ایک لڑکی دیکھی کہ جسکی کیفیت رفتار اور حسن قامت نے اوسکو مفتون کیا اور منہ کے سامنے آنکر اوسکے جمال پر نظر ڈالی تو جیسا وہ چاہتا تھا اوسے بہتر پایا غرض یہاں چند روز رہ کر کسی حیلہ سے اس لڑکی کو سلطان پاس لے گیا اور کہہ دیا کہ میں نے اتنے ہزار تنکہ کو خریدی ہے۔ سلطان اوسے دیکھکر نہایت خوش ہوا جب اس لڑکی کے خویشوں اور قرابتیوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسکا سراغ لگایا کہ ایک شخص یہاں چند روز رہا تھا وہ لڑکی کو بہکا کر لے گیا ہے۔ اوسکے ماں باپ سلطان کے پاس داد خواہی کو شادی آباد منڈو میں آئے کے سلطان سے سر راہ اپنی داد چاہی وہ سمجھ گیا کہ قضیہ کیا ہے اوسنے وہان سے قدم نہ اوٹھایا علما کو بلایا اور اونسے کہا کہ مجھ پر حکم شرع اجرا کرو جب حقیقت حال پر داد خواہ مطلع ہوئے تو اونہوں نے عرض کیا یہ داد خواہی اسلئے تھی کہ اس شخص نے لڑکی بہکائی تھی اب وہ حرم سلطان میں ہے یہ ہماری عین سعادت ہے اب ہمکو کچھ دعویٰ نہیں۔

سلطان نے علماسے کہا کہ اب وہ مجھہ پر مباح ہے مگر ایام گذشتہ کے سبب سے جو کچھہ مجھہ پر حکم شرع لگے وہ لگاؤ علما نے کہا کہ جو کام نادانستگی مین ہو وہ شریعت میں معاف ہے کفارہ سے اوسکی تلافی ہوسکتی ہے۔ باوجود اس حال کے سلطان ایسا پشیمان ہوا کہ اوسنے حکم دیا کہ من جلہ ہیوہ کے لئے عورتون کی تلاش نہ کی جائے +

ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین

۶۔ ربیع الثانی ۹۰۶ھ؁ کو سلطان ناصر الدین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ مشہور تہا کہ اوسنے باپ کو زہر دیا۔ مگر جب اس بات پر خیال کیا جائے کہ کتنے آدمی اوسکے ذاتی دشمن تہے اور بہائی کا گروہ اوسکے مخالف تھا اوسنے یہ تہمت لگائی ہوگی ورنہ کوئی سبب باپ کے زہر دینے کا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ باپ نے اوسکو تاجدار بنایا۔ مدتون سے وہ کاروبار سلطنت باپ کے حکم سے کرتا تہا مگر اوسکی تخت نشینی سے خانگی فسادونکا ایک انبار لگ گیا جسکے سبب سے بہت امراان فسادون کی شرکت مین بٹ گئے۔ اور اس وجہ سے کاروبار سلطنت میں فتور آیا۔ اول شیر خان حاکم چندیری نے سر اوٹھایا اور اسکے ساتھہ بہت سے امرا شریک ہوگئے مندسور کا حاکم ہیبت خان اوس سے مل گیا۔ وہ دیپال پور کی راہ سے دار السلطنت کی طرف آئے سلطان ناصر الدین نے اونپر حملہ کیا تو عین الملک اور بعض اور سردار اوس سے آنکر مل گئے۔ شیر خان بہاگا سلطان نے اوسکا تعاقب کیا۔ سارنگ پور کی نواحی میں شیر خان پہرکر سلطان سے لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرچہ میں گیا سلطان چندیری میں گیا اور چندروز قیام کیا یہاں کے شیخ زادون نے شیر خان کو خط لکہا کہ اکثر سپاہی اور امرا اپنی جاگیرون پر چلے گئے ہیں اور برسات کے سبب سے لشکر جلد جمع نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ یہان آتے ہیں تو ہمارے آدمیوں کے ساتہہ متفق ہوکر آپ سلطان کو گرفتار کرسکتے ہیں۔ سلطان ناصر الدین ان شیخ زادون کے منصوبے سے واقف ہوا اوسنے اقبال خان و ملو خان کو ایک جنگجو لشکر و ہاتھیون کے ساتہہ شیر خان کے دفع کرنے کے لئے بہیجا۔ وہ چندیری سے تہیل کے فاصلہ پر شیر خان سے لڑا۔ اور اثنا، دار و گیر میں شیر خاں کے زخم لگا اور سکندر خان بڑا سردار مارا گیا شیر خان کو

جہابت خان ہاتھی کے حوضہ میں ڈال کر بھاگ گیا۔ راہ میں شیر خان نے وفات پائی۔ جہابت خان اوسکی نعش کو خاک میں سپرد کر کے اقصائے ممالک کو بھاگ گیا۔ سلطان ناصر الدین نے جنگ گاہ میں جا کر شیر خان کے جسم کو خاک سے نکال کر چندیری میں دار پر چڑھایا اور اس دیار کی حکومت بہجت خان کے حوالہ کی اور سعدل پور میں آیا۔ یہاں شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان غدر کا ارادہ رکھتا تھا اوسکو مقید کر کے منڈو بھیجا اور خود بھی یہاں آیا۔ اپنے بھائی کے قدیم نوکروں کے نفاق سے متوہم ہو کر رنجیدہ ہوا اور آدمیوں کو تربیت کیا اور اپنی والدہ رانی [illegible] کی بے عزتی کر کے باپ کا خزانہ جو اس پاس تھا زبردستی لے لیا۔ بعد اسکے وہ اپنی اوقات شراب خواری و خونریزی میں صرف کرنے لگا۔ پرانے نوکر ذرا ذرا بہانہ پر قتل کرتا۔ نہایت ہی ظالم طبیعت ہو گیا۔ آدمیوں کے گھر غارت کرتا۔ کوئی دن نہ گذرتا تہا کہ وہ جور و جفا نہ کرتا ہو۔ ایک دن حرم سرا میں حوض کے کنارہ پر مست ہو کر سو گیا اور لڑھک کر پانی میں جا پڑا۔ کنیزوں نے جو حاضر تھیں ملکر اوسکو اس طرح نکالا کہ کسی نے اوسکے ہاتھ پکڑے کسی نے سر۔ گیلے کپڑے اوسکے اتار کر اور کپڑے پہنائے۔ جب ہشیار ہوا تو درد سر کی شکایت کی۔ لونڈیوں نے عرض حال کیا تو وہ آگ بگولا ہو گیا۔ بے تامل تلوار کھینچ کر ان نامراد عاجز دلسوز چار کنیزوں کو مار ڈالا +

سنہ ۹۰۸ھ (۱۵۰۲ء) میں ولایت کچھوارہ کی تاخت کے لئے سلطان روانہ ہوا۔ قصبہ اگر میں آیا یہاں کی آب و ہوا پسند آئی۔ ایک قصر رفیع و عمارت عالی تعمیر کرائی جو عجوبہ روزگار سے تہی۔ ولایت کچھوارہ کو لوٹ مار کر مراجعت کی۔

سنہ ۹۰۹ھ (۱۵۰۳ء) میں چتوڑ کی طرف حرکت کی۔ رانا رئمل اور زمینداروں نے پیشکش دی۔ جیونداس نے جو رانا سے قرابت قریبہ رکہتا تہا اپنی لڑکی کو پیشکش میں دیا۔ سلطان نے اوس کا نام رانی چتوڑی رکہا۔ اور مراجعت کا عازم ہوا۔ اثناء راہ میں سنا کہ احمد نظام شاہ بحری نے بعض مقدمات کے سبب سے خشونت کی اور ولایت برہان پور کو تاخت و تاراج کیا ہے۔ داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر میں چھپ گیا ہے وہ اپنے حوصلہ میں تاب مقاومت نہیں رکھتا تہا

چونکہ حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصر الدین خلجی کا ملتجی رہتا تہا اسلئے مذہب مروت و فتوت میں اوسکی حمایت کو فرض سمجھہ کر اقبال خان خواجہ جہان کو لشکر گران کے ساتھہ اس طرف بھیجا جب احمد شاہ نظام نے لشکر مالوہ کے آنے کی خبر سنی تو اوس نے احمد نگر کو مراجعت کی۔ اقبال خان نے برہان پور میں خطبہ شاہی پڑھوایا اور چلا آیا +

سلطان ناصر الدین نے اپنے باپ سے سرکشی کی تہی اسلئے وہ اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تہا بیٹا بہی باپ کی بیبا کی و ظلم طبیعی کو خوب جانتا تہا تو وہ آمد و شد سمجھہ کر کرتا تہا۔ ۹۱۴ھ مطابق ۱۵۱۲ میں باپ بیٹوں میں جنگ ہوئی بیٹے کو شکست ہوئی وہ دہلی کی طرف بہاگ گیا سلطان کو افراط شراب نے یا عفونت اخلاط و تصرف ہوا نے تپ محرق عارض ہوئی جب اوس نے اپنا حال دگرگوں دیکہا اوسنے امرا اور اعیان کو بلاکر محمود کو کہ فرزند سوم تہا اور موضع بہشت پور میں اوسکو ولیعہد کیا تہا بلاکر وصیت کی اور سب شاہی سے توبہ کی پہر اوسکی جان نکل گئی۔ مدت سلطنت اسکی ۱۱ سال ۴ ماہ تھی +

ذکر سلطنت سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی

جب سلطان شہاب الدین کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اوسنے دہلی جانے کا ارادہ ترک کیا ایلغار کرکے نعلچہ میں آیا۔ محافظ خان خواجہ سرا و خواص خان نے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور اوسکو اندر نہ آنے دیا تو اوسنے اپنے مقربوں کی زبانی کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھہ موافقت کرو گے تو امور مملکت کا حل و عقد تمہاری رائے کو مفوض کرونگا محافظ خان و خواص نے جواب دیا کہ دیوان قضا و قدر سے منشور سلطنت محمود شاہ کے نام نامی پر لکہا گیا۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ آس ملک خشونت و بیگانگی کی کدورت کو یگانگی کی صفائی سے مبدل کرو سلطان شہاب الدین مایوس ہو کر کندوبہ کی طرف چلا گیا سلطان محمود کو جب خبر ہوئی کہ سلطان شہاب الدین مندو میں گیا ہے تو وہ متواتر کوچ کرکے ۳ ربیع الاول کو قصبہ نعلچہ میں آیا۔ وہاں سے جادو ن خان کو فوج اور ہاتہی دیکر شہاب الدین خان کے دفع کرنے کے لئے بہیجا ۲۰ ربیع الاول ۹۱۶ھ مطابق ۱۵۱۲ کو تخت شاہی پر بڑی شان و شکوہ و کر و فر سے جلوس فرمایا۔ دربار میں سات سو ہاتہی موجود تہے

جنپر زربفت و مخمل کی جھولین پڑی ہوئی ہیں۔ کئی روز بعد جادوش خان کا خط آیا کہ سلطان شہاب الدین کو ہرچند نصائح مشفقانہ اور مواعظ حکیمانہ کی گئیں مگر اوس نے نہ سنیں بندہ اوسے لڑنے گیا وہ اول ہی صدمہ مین ولایت آسیر کو بہاگ گیا۔ اوسکا چتر میرے ہاتھ لگا موسم برسات آگیا تہا اسلئے جادوش خان کو سلطان نے طلب کرلیا۔ اور سلطان قلعہ میں آیا۔ سلطان محمود نے سلطان شہاب الدین سے خاطر جمع کرکے مہمات ملکی بسنت رائے سے متعلق کیا وہ ناصرالدین شاہ کا وزیر تہا بسنت رائے نے کمال غرور نادانی سے سپاہ کی مراعات نہ کی سلوک نالائم وہ کرتا۔ امرا و سرداروں کا احترام جیسا کہ چاہئے وہ نہیں کرتا امرانے اتفاق کرکے۔ ربیع الثانی کو اسے مار ڈالا نقدالملک جو اوسکا ہم مذہب اور شریک خدمت تہا بہاگ کر حرم سرا میں آیا۔ اقبال خان و مختص خان نے کہا کہ اگر اوسکے ناپاک وجود سے مملکت نصاف ہوگی تو وہ بسنت رائے کا عوض نکالے گا صدر خان و افضل خان کی زبانی سلطان پاس پیام بہیجا کہ ہم بندے مخلص سوا دولت خواہی کے کوئی امر نہیں وقوع میں آئے گا اور رائے انور پر ظاہر ہے کہ ابہی مملکت نے انتظام نہیں پایا ہی جہانبانی کے سررشتہ مہمات کو ایسے طائفہ کے قبضہ میں دینا کہ دین و مذہب مین بیگانہ ہوں قواعد سلطنت کے اختلال کا موجب ہی بعض ہوا خواہوں نے آپ سے عرض کیا ہوگا کہ امراے وو تنخواہ سے بسنت رائے کسی قسم کا سلوک کرتا تہا اوسکا بڑا مطلب تہا کہ بندگان قدیم دل شکستہ ہوں اور اونکی جمیعت میں تفرقہ پیدا ہو یہ نادولت خواہی تہی۔ دولت خواہوں نے اوسے مار ڈالا۔ نقدالملک قدم بقدم اوسکے چلتا ہے اگر حکم ہو تو دینا اوسکے ناپاک وجود سے پاک کی جائے سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقدالملک کو حوالہ کیا اور حکم دیا کہ اوسکو یہاں سے خارج کردیں اور اوسکے جان و مال کو مضرت نہ پہنچائیں امرانے اوسکو اخراج کیا۔ امرا کی اس گستاخی اور تسلط سے سلطان محمود آزردہ ہوا۔ اور دل میں اوسکے خشونت پیدا ہوئی محافظ خان خواجہ سرا جسکی طبیعت کی معجون نے نفاق و شرارت سے خمیر پایا تہا وزارت پر راغب تہا امرا کی طرف سے غیر واقع باتیں خلوت میں سلطان کے وہ کہہ دیتا تہا۔ ایک دن اوس نے سلطان سے کہا کہ اقبال خان یہ چاہتا ہے کہ ناصر شاہ کی اولاد میں سے کسی کو تخت سلطنت پر

بٹھائے سلطان اوسکی تفتیش کرنے لگا۔ تو محافظ خان نے دیکھا کہ میرے سخن کا اثر نہ ہوا تو بیہودہ گوئی
اور نا ملائم باتین کرنے لگا۔ ایکدن سلطان محمود نے ایک جماعت کے روبرو کہا کہ مخصص خان
و اقبال خان اپنے دستور کے موافق جب سلام کو آئیں تو وہ قتل کئے جائیں اقبال خان مخصص خان
کو اس ارادہ کی خبر ہوگئی وہ سو سوار اور پیادے لیکر نواحی سراہ میں پہنچے اور ۵ - ربیع الثانی کو نصرت خان
بن اقبال خان آسیر سے سلطان شہاب الدین کو لانے کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان نے محافظ خان
کو عہدہ وزارت دیدیا۔ فضل خان کو مجلس کریم اور شجاعت خان کو دستور خان کا خطاب دیکر
مخصص خان و اقبال خان کے رفع کرنے کے لئے بھیجا ——— شہاب الدین خان پاس
نصرت خان پہنچا وہ اوسکے ساتھ خوش خوش روانہ ہوا مگر راہ میں بیمار ہوکر مر گیا بعض کہتے ہیں
کہ سلطان محمود خان کے اشارہ سے وہ مسموم ہوا۔ مخصص خان اور اقبال خان نے اوس کے
بیٹے کو ہوشنگ خان کا خطاب دیکر چتر اوسکے سر پر رکھا۔ وہ وسط مالوہ میں آیا سلطان نے
نظام خان کو دستور خان کی کمک کو بھیجا۔ ان دونو نے ملکر ہوشنگ سے جنگ کی وہ بھاگ گیا
اس احوال کے درمیان اقبال خان و مخصص خان کی عرایض آئیں کہ ہم بندگان موروثی سے
سوا خیر خواہی کے کوئی امر ظہور میں نہیں آئے گا محافظ خان نے حقد و حسد کے سبب سے حضور
غرض آمیز باتیں لگائی ہیں اور خاطر اشرف کو ہم بندگان کی طرف سے متغیر کردیا ہے امید ہے
کہ محافظ خان کی نادولت خواہی اور حرامزدگی کی تحقیقات کی جائے جس سے اصل حال
حضور پر منکشف ہو جائیگا احتمال ہے کہ بعض بے غرض دولت خواہوں نے ہمارے بیان
کی تصدیق کی ہو جب یہ عرایض آئیں تو بعض خدمتگاروں نے کہا کہ محافظ خان کی غرض
اس افترا سے یہ تھی کہ وہ خود مستقل مہمات ملکی میں مشغول ہو۔ اگر مخصص خان و اقبال خان
یہاں ہوتے تو وزارت کی نوبت اس تک نہ پہنچتی بلکہ اسکی سعی یہ ہے کہ طرح جدید کو بروئے کار
لائے اور اولاد ناصر شاہی میں سے جو محبوس ہیں سلطنت اونکے نام کرے۔ اور خود مہمات کا ناظم ہو
سلطان محمود حزم و دور بینی نہیں رکھتا تھا اوسنے حکم دیا کہ جب محافظ خان سلام کو آئے اوسکو
پکڑلو بعد تحقیق کے اوسکو سزا دی جائیگی۔ محافظ خان کے ہوا خواہوں نے حقیقت حال اوسکے اجزا سے

مطلع کیا۔ تو وہ اپنی جمعیت کے ساتھہ دیوان مین حاضر ہوا۔ بعد ایک ساعت کے سلطان محمود
نے اوسکو خلوت مین طلب کیا۔ وہ نہ گیا اور درشت جواب دیے۔ سلطان محمود غضب مین آیا
اور چند حبشی خواصون کے ساتھہ باہر آیا محافظ خان دولت خانہ سے بھاگ کر باہر چلا گیا
اور دربند بیرونی مین اوسنے علم بغاوت بلند کیا شاہزادہ صاحب خان بن ناصر الدین کو
قید سے نکال کر چتر اوس کے سر پر رکھا سلطان محمود خلجی وسط مملکت مین قیام کر کے لشکر
کے جمع کرنے مین مشغول ہوا۔ امرا مین سے اول شخص جو اوس کے پاس آیا وہ میدنی رائے
تہا کہ اپنے خویش و قوم کو لیکر پابوس ہوا۔ بعد ازان شرزہ خان پسر بہجت خان حاکم چندیری
ملازمت سے سرافراز ہوا۔ پہر اوسکے پاس فوج فوج آدمی جمع ہونے شروع ہوئے۔ سلطان محمود خلجی
قوی ہو گیا صاحب خان کے بعض طرفدار امرا کو خسروانہ وعدے کر کے اپنی طرف محمود نے
کر لیا۔ صاحب خان و محافظ خان نے خزانہ خرچ کر کے بہت آدمی اپنی طرفدار کر لیے
سلطان محمود خلجی شوکت و استعداد کے ساتھہ شادی آباد منڈو کی طرف روانہ ہوا طرفین سے
معرکہ رزم آراستہ ہوا۔ صاحب خان نے جرأت کر کے افواج سلطان پر بہت حملے کیے
میدنی رائے کی ایک جماعت رجپوتون نے صاحب خان کی فوج کو مار کر بھگا دیا۔ صاحب خان
قلعہ منڈو مین متحصن ہوا۔ سلطان محمود نے حوض حسین تک تعاقب کیا۔ یہان اوتر کر اوس نے
صاحب خان پاس پیغام بہیجا کہ صلہ رحم درمیان ہے جسقدر مال کی تجہے خواہش ہو اور جس
ملک کے لینے کی خوشی ہو وہ تجھکو دیتا ہون تو قلعہ داری سے باز آ۔ صاحب خان قلعہ کے
استحکام پر مغرور تہا۔ اوس نے سلطان کی بات کو قبول نہ کیا تو سلطان محمود محاصرہ مین مشغول ہوا
اہل قلعہ کو تضییق مین کیا۔ بعض امرا نے جو قلعہ کے اندر تہے اور محافظ خان سے مخالفت انہانے
کی تہی سلطان محمود کو کہلا بہیجا کہ ہم فلان موضع سے تجہے قلعہ مین داخل کر دینگے محافظ خان
و صاحب خان اس خبر کو سن کر اپنے جواہر قیمتی اور بہت نقود لیکر ۹۱۷ھ مین گجرات چلے گئے
یہان صاحب خان اور شاہ اسمعیل ایلچی شاہ ایران سے جہگڑا ہوا جسکی تفصیل تاریخ گجرات مین
لکہی ہے تو وہ اسیر گیا اور یہان سے کاویل مین عماد الملک پاس گیا عماد الملک اور سلطان محمود سے

درمیان مین دوستی تہی اوسنے چند دہات اوسکی جاگیر مین مقرر کردئے اور امداد و فتح مصلی کی
کہتے ہین کہ صاحب خان کے بہاگنے کے بعد سلطان محمود منڈو میں آن کر امور سلطنت مین مشغول ہوا
میدنی راے چاہتا تہا کہ علم استقلال بلند کرے اسلئے اوسنے عرض کیا کہ اقبال خان
و مخصوص خان شاہزادہ صاحب خان پاس کئی مکاتیب بہیجتے ہیں اور ایسے حرف و حکایت
کو درمیان لاتے ہیں کہ فتنہ خفتہ کو بیدار کریں سلطان محمود نے ان غرض آمیز سخنون کو بسنکر
جانکر حکم دیدیا کہ جسوقت وہ دونو سلام کرنے آئیں قتل کئے جائیں - وہ بدستور قدیم دوسرے
روز سلام کو آئے تو دونو کے بند سے بند جدا کئے گئے - میدنی راے کی تحریک سے
سلطان محمود خلجی نے بہجت خان حاکم چندیری اور اور امرا کو بلایا بہجت خان نے باوجود نسبت
خانہ داری کے میدنی راے کے خوف سے اور اس قتل کی ہیبت سے برسات کا عذر
کیا - سلطان نے اوس سے اغماض کیا - سکندر خان حاکم بہیلسہ نے فساد مچا رکہا تہا اور
کہنڈوہ سے شاہ آباد تک تصرف کر لیا تہا - اوسکے دفع کرنے کے لئے منصور خان کو بہیجا
راجہائے گونڈوانہ اور اطراف کے لشکر سکندر خان پاس جمع ہو رہے تہے اس لئے
منصور خان نے اسکا مقابلہ اپنی قوت سے باہر دیکہا تو سلطان سے حقیقت حال کو
عرض کیا - میدنی راے جو قدیمی ملازمون کی تخریب و تقبیح کے درپے تہا جواب میں لکہا
کہ اقبال شاہی دشمن کی دفع کے لئے کافی ہے قدم آگے رکہنا چاہیے - منصور خان
اپنے کام میں حیران تہا - ناچار بختیار خان کے ساتہ اتفاق کرکے وہ بہجت خان پاس
چندیری گیا - بختیار خان بہی امرائے کبار میں سے تہا - سلطان اس خبر کو سنکر دہار میں آیا
میدنی راے کو لشکر انبوہ اور پچاس ہاتہیون کے ساتہ سکندر خان کی مدافعت کے لئے
مقرر کیا - میدنی راے کے ساتہ دس ہزار راجپوت تہے - اوسنے سکندر عیش خان کو
کو مکدر کیا - ناچار اوسنے صلح کی اور استمالت نامہ حاصل کیا - اور میدنی راے کے
پاس آیا - جاگیر قدیم اوسکو ملی - میدنی راے کے اختیارات حد سے زیادہ گذر گئے تہے
اسوقت کہ سلطان محمود باہر گیا تہا - اونہون نے شادی آباد منڈو میں

ایک مجہول النسب کو بادشاہ بنایا۔ سلطان غیاث الدین کی قبر پر سے چتر لاکر اوسکے سر پر کہا دار و غہ نے مردانگی کرکے اونکے شر کو دفع کیا۔ بہجت خان میدنی رائے کے اختیارات سے اور سلطان کی بے لسبی سے بہت خائف ہوا۔ ایک جماعت کو کاویل میں بہیجا اور صاحب خان کو طلب کیا اور ایک عریضہ سلطان سکندر لودی کو لکہہ کر دہلی بہیجا کہ کفار راجپوتوں نے مسلمانوں پر تسلط تام پیدا کیا ہے۔ میدنی رائے اس طریقہ کا بزرگ ہے وہ ملک و مال کا صاحب اختیار ہو گیا ہے اوسنے بہت سے نوکروں کو قتل کیا ہے کچہہ اونمیں سے بہاگ کر ادہر اودہر پراگندہ ہو گئے ہیں سلطان محمود بادشاہ ہے اگرچہ اپنے دست کوتہی سے میدنی رائے کے بزرگ کرنے سے پشیمان ہے لیکن وہ وہم میں ایسا گرفتار ہے کہ ہم پر اعتماد نہیں کرتا اور نہ ہمارے پاس آتا ہے بلکہ میدنی رائے کے کہنے میں ایسا ہے کہ اس بقیۃ السیف جماعت کے قتل کے در پے ہے۔ اس دیار میں احکام شریعت مصطفوی کا رواج نہیں ہے مساجد و مدارس بے دینوں کے نشیمن ہو گئے ہیں قریب ہے کہ میدنی رائے کا بیٹا رائے رایان سلطان کو ہٹکانے لگاکے خود اس مملکت میں فرمانروائی کرے۔ اگر عساکر منصورہ میں سے ایک فوج حضور بہیجیں کہ وہ صاحب خان کو تخت پر بٹہاوے تو البتہ چندیری اور اور مقامات میں آپ کے نام کا خطبہ پڑہا جائے۔ گجرات سے دکن میں صاحب خان گیا تہا۔ محافظ خان اسسے جدا ہوکر دہلی چلا گیا تہا۔ اوسکی سعی سے سلطان سکندر لودہی نے بارہ ہزار سوار بسر کردگی عماد الملک لودہی اور سعید خان کے صاحب خان کی مدد کے لئے بہیجے اور اوسکو خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد عنایت کیا۔ اسوقت شاہ مظفر گجراتی بہی لشکر و فیل کے ساتہہ دہار میں آیا تہا۔ سکندر خان نے بہی علم بغاوت بلند کرکے مملکت میں خلل ڈالا تہا غرض ایک عجب عالم تہا۔ میدنی رائے سب کے دفع کرنے کے لئے مستعد ہوا۔ سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے باہر لایا اور ایک راجپوتوں کی فوج کو لشکر کے مقابل بہیجا۔ حاکم کہنڈوسے و ملک لودہ کو سکندر خان سے لڑنے کو روانہ کیا۔ نواحی دار الملک میں فوج گجرات جو آئی تہی اوسکو راجپوتوں کی فوج نے شکست دی۔ سلطان مظفر

اوسکو بد فالی سمجہا اور الٹا اپنے ملک کو چلا گیا ملک لودہ نے بہی مقابلہ کرکے سکندر خان کو
شکست دی لیکن لوٹ کے وقت سکندر خان کے لشکر یون سے ایک شخص جسکے عیال اسیر تہے
ملک لودہ پاس آیا اور پابوسی کے بہانہ سے آگے ہوکر ایک خنجر آبدار ایسا اوسکے پہلو میں مارا
کہ متاع زندگی اوسکی برباد ہوئی۔ اس واقعہ کو سکندر خان نے سنکر لشکر سلطانی کو پراگندہ
کیا اور چہہ سے نامی ہاتہی پکڑے سلطان محمود نے میدنی راے کے استصواب سے اس مہم کا فیصلہ
اور وقت پر ٹالا اور بہجت خان کے دفع کرنے کے لئے چندیری کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں
سُنا کہ صاحب خان نزدیک آگیا ہے منصور خان نے استقبال کرکے اوسکے سر پر چتر رکہا ہے
اور لشکر دہلی بہی عماد الملک لودہی وسعید خان ومحافظ خان خواجہ سرا کے ساتہہ صاحب خان
کی کومک کو آگیا ہے سلطان اس خبر کے سننے سے پریشان خاطر تہا کہ دفعۃً صدر خان و
مخصوص خان اوسکے لشکر سے جدا ہوکر صاحب خان سے جا ملے۔ صاحب خان نے ایک
شخص محمود نام کو سارنگ پور بہیجا وہ افواج سلطان سے مغلوب ہوکر بری طرح سے بہاگا
اسی وقت میں محافظ خان کی حسن تدبیر سے عماد الملک لودہی اور سعید خان نے بہجت خان
کو پیغام دیا کہ تم سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑہواؤ اور درہم و دینار کو اوسکے سکّے سے
مشرف کرو۔ بہجت خان نے اونکے مدعا کے موافق جواب نہ دیا تو اونہوں نے اوس کو بہانہ
بناکے کوچ کیا۔ اور چیدہ کرو چیچہ بیٹہے سلطان سکندر کے حکم کے موافق وہ دہلی چلے گئے ایک
روایت یہ ہے کہ چندیری میں سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑہا گیا مگر جب سلطان محمود
پاس چالیس ہزار راجپوتوں کا لشکر جمع ہوگیا تو سلطان سکندر نے اسیر خیال کرکے
اپنے لشکر کو بلا لیا بہر تقدیر سلطان محمود شکر الٰہی بجا لایا اور شکار میں مصروف ہوا۔
چند روز بعد اوسکو خبر لگی کہ بہجت خان وصاحب خان کے حکم سے محافظ خان مع افواج
بزرگ شادی آباد منڈو کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان نے حبیب خان و فخر الملک
کو بہت سے راجپوت امیروں کے ساتہہ اونکے دفع کرنے کے لئے بہیجا۔ حوالی ظفر آباد
میں فریقین میں جنگ عظیم ہوئی اور لشکر سلطان غالب آیا۔ محافظ خان قتل ہوا۔ دہلی کے

لشکر کے چلے جانے اور محافظ خان کے کشتہ ہونے کے بعد بہجت خان و مخصوص خان اپنے کئے سے پشیمان ہوے اور صاحب خان سے صلح کے لئے کہا۔ اوسنے قبول کیا۔ شیخ اولیا نے سلطان سے عرض کیا۔ سلطان نے اوس کو لطائف غیبی و عنایات لاریبی سے تصور کیا صاحب خان کو قلعۂ اسین و قصبہ بھیل و ہامونی تفویض کیا اور فوراً دس لاکھ ٹنکہ سپاہ کے خرچ کے واسطے اور بارہ ہاتھی انعام دئے۔ بہجت خان اور امیرون کو فرمان بھیجے استمالت نامے لکھے۔ بہجت خان نے دو لاکھ ٹنکہ اور بارہ ہاتھی اپنے پاس رکھے۔ باقی صاحب خان کو حوالہ کئے۔ فتنہ انگیزون نے صاحب خان کو خبر پہنچائی کہ بہجت خان تجھے مقید کرنا چاہتا ہے تو صاحب خان سلطان سکندر لودھی پاس کہ قریب تھا چلا گیا اور بہجت خان اور اور امرا استمالت نامے لکھ کر سلطان محمود پاس چلے آئے۔ سلطان نے خلعت دیکر اونکو اقطاع قدیم عنایت کیں۔ سلطان محمود مظفر و منصور اپنی دار الملکت میں آیا۔ میدنی راے کی استصواب سے سلطان امیروں اور سپاہ کے سرداروں میں سے ہر روز ایک بے گناہ کو ناحق متہم و مطعون کرکے سیاست کرتا رفتہ رفتہ یہ نوبت آئی کہ سلطان کا دل کل امرا سے بلکہ تمام مسلمانوں سے پھر گیا۔ وہ عمال قدیم کہ سرکار غیاثی و ناصر شاہی مین مہمات دیوانی کے مقتدی و متکفل تھے وہ معزول ہوئے اور میدنی راے کے اعوان و انصار اونپر مقرر ہوئے۔ اس عمل سے اکثر امیر اور سردار اور نوکر شکستہ خاطر ہوئے اور اونہون نے اپنے عیال کا ہاتھ پکڑ کے وطنوں سے ہجرت کی۔ اس قلمرو مین قلعۂ شادی آباد مندو کہ دار العلم اور فضلا و مشایخ کا مہبط تھا وہ اب کافروں کا مسکن ہو گیا اور یہان تک نوبت آئی کہ فیلبانی اور دربانی بھی راجپوتون کو حوالہ ہوئی اور مسلمانون کی کنواری لڑکیوں پر راجپوت متصرف ہوئے۔ علی خان امراے قدیم مین سے حاکم شہر تھا۔ راجپوتون کے تسلط سے دلگیر ہوا اور راہ مخالفت کی جس وقت کہ سلطان محمود راجپوتون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا وہ قلعہ مندو پر متصرف ہوا۔ اہل مندو کو بھی راجپوتون کے استیلا سے آزردہ تھے اونہون نے علی خان سے موافقت کی۔ سلطان محمود اس خبر کو سنکر تعجیل کے ساتھ واپس آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور محصورین کو تنگ کیا۔ علی خان اپنے اعوان کے ساتھ قلعہ سے

نکل کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے قلعہ میں آن کر رجپوتوں کو علی خان کے تعاقب میں بھیجا۔
کہ اوس کو پکڑ کر قتل کریں بعد اس واقعہ کے میدنی رائے مطلق العنان ہوا۔ مالوہ میں تمام
امرا منصبدار اپنی جانب سے مقرر کیے سلطان کے خاصہ نوکروں میں سوا دو سو مسلمان
سواروں کے کوئی اور نہ تھا۔ راجپوتوں کے تسلط و استیلا سے سلطان محمود کو اپنی فکر ہوئی
اہل ہند کی رسم ہے کہ جس وقت نوکر کو رخصت کرتے ہیں یا مہمان کو وداع تو انکو پان دیتے
ہیں سلطان نے ایک ظرف میں پانوں کے بیڑے بھرے اور آرایش خان کے ہاتھ میدنی رائے
کے پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ اب آپ کو رخصت ہے میری ولایت سے باہر چلے جائیے۔ راجپوتوں
نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار راجپوتوں نے آج تک ہوا خواہی اور جان سپاری میں کوئی
تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کہ ہم سے کیا خطا
سرزد ہوئی۔ اس جواب دینے کے بعد راجپوتوں نے یہ ارادہ کیا کہ سلطان محمود کو ٹھکانے لگائیں
میدنی رائے نے کہا کہ الحال حقیقت میں سلطنت مالوہ ہماری ہے اگر سلطان نہ ہوگا تو سلطان
مظفر گجراتی اس ولایت پر متصرف ہوگا۔ پس جس طرح ہو سکے اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی
میں سعی کرنی چاہیئے۔ پس وہ سلطان کی خدمت میں آیا استعفا اور استغفار کی سلطان کو
سوا قبول کرنے کے چارہ نہ تھا مگر اوس نے یہ شرطیں ٹھیرائیں کہ کارخانوں میں جو پہلے قدیمی
مسلمان نوکر تھے اونہیں کو وہ خدمتیں حوالہ کرے اور اصلاحات ملکی میں دخل نہ دے اور
مسلمان عورتوں کو راجپوت اپنے گھروں سے باہر کریں اور دست تعدی کو کوتاہ کریں میدنی رائے
نے ان سب شرائط کو قبول کیا اور سلطان کی دلجوئی کی لیکن سالباہن پوربیہ جو اخراج
کلان میں سے تھا بغاوت کی سلطان محمود نے باوجودیکہ دو سو مسلمان سواروں سے زیادہ
اوس پاس سپاہ نہ تھی اپنے مخصوصوں کے ساتھ یہ امر قرار دیا کہ جب میں شکار سے مراجعت
کروں تو میدنی رائے اور سالباہن جس وقت وہ اپنے گھروں کو رخصت ہوں پارہ پارہ کیے جائیں
سلطان نے دوسرے روز جماعت موعود کو جا بجا بٹھا دیا اور خود شکار کو گیا اور مراجعت
کر کے خلوت خانہ میں آیا۔ میدنی رائے اور سالباہن کو رخصت کیا اس جماعت نے کمین گاہ سے

سالباہن اور میدنی راے کو زخمی کیا سالباہن تو وہیں مرگیا میدنی راے کو کاری زخم نہیں
لگے تہے۔ اوسکے نوکر اوٹھا کر لے گئے۔ میدنی راے کے گھر میں راجپوت جمع ہوے اور اونکے
بے اجازت لڑنے کے لئے دربار کو چلے سلطان محمود میں گو عقل نہ تہی مگر تہوّر اور مردانگی
میں اسکا کوئی نظیر نہ تھا سولہ سوار اور چند پیادے سلمان ساتھ لیکر شہادت کی نیت سے
دولت خانہ سے باہر نکل کر ہزاروں راجپوتوں سے لڑنا شروع کیا ایک بڑے جوانمرد
راجپوت نے سلطان پر ایک ضرب لگائی سلطان نے اس ضرب کو رد کرکے اوسکے ایک
شمشیر ایسی لگائی کہ اوسکے دو ٹکڑے کر دئے۔ دوسرے راجپوت نے سلطان کے ایک برچھا مارا
مگر سلطان نے تلوار سے برچھے کو چھین لیا اور راجپوت کے کمر پر دو ٹکڑے کر دئے۔ راجپوتوں
نے جب یہ شجاعت دیکھی تو وہ بہاگ کر میدنی رائے کے گہر گئے اور اوس سے جنگ کی اجازت
چاہی میدنی راے نے کہا کہ سلطان نے گو میرے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ میرا صاحب اور
ولی نعمت ہے اوسکا کچھہ قصور نہیں ہے تم اپنے گھر جاؤ اور میری حمایت نہ کرو۔ وہ یہ جانتا تھا
کہ اگر سلطان محمود کشتہ ہو جائیگا تو سلاطین اطراف خصوصاً گجرات و برار و خاندیس اوسکے
انتقام لینے کے لئے قیام کرینگے۔ اوسنے راجپوتوں کی یوں تسلی کی سلطان محمود خلجی
پاس پیغام بہیجا کہ اتنی مدت تک میں نے سلطان کی نمک حلالی سے خدمت کی تہی
اسلئے زخموں سے سلامت و زندہ رہا۔ اگر فی الواقع میرے مارنے سے امور سلطنت انتظام
پائیں تو مضایقہ نہیں مصرع سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم + سلطان محمود نے جانا
کہ ان زخموں سے وہ مریگا نہیں اگر اوسے صلح و ملائمت کرتا ہے تو اوسنے فرمایا کہ اب
مجھے تحقیق ہوا کہ میدنی راے میرا خیرخواہ ہے اور اوسنے کمال خیرخواہی سے بے اعتدال
راجپوتوں کو فتنہ و فساد سے باز رکھا اور سالباہن کہ مادہ خشونت تہا اوسکا شر دفع ہوا۔
انشاء اللہ تعالیٰ اب سے آگے امور سلطنت میں خیر و خوبی کے ساتھ مشغولی ہوگی اوسکے
بعد کوئی اور امر نہ ہوگا میدنی راے نے ظاہر میں اخلاص و انقیاد قبول کیا اور گذشتہ کا کچھہ مذکور
نہیں کیا مگر اپنے حال سے وہ خوب واقف ہوا جب سلطان کی درگاہ میں ملازمت کے لئے آیا تو

پانچسو مسلح آدمیوں کو ساتھہ لایا۔ اس وضع سے سلطان محمود خلجی ایسا تنگ آیا کہ شکار کے بہانے اپنی محبوبہ رانی کنیا اور ایک اور سوار اور چند پیادوں کو لیکر سرحد گجرات میں پہنچا۔ سرحد گجرات کے حاکم اوس سے یہ تواضع پیش آ ئے اور سلطان مظفر کو اوسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو اوسنے قیصر خان و تاج خان و قوام الملک اور امراکو استقبال کے لئے بہیجا۔ اور خود چند منزل استقبال کو آیا۔ ایک مجلس میں ایک تخت پر دونو بادشاہ بیٹھے۔

۔ ۹۲۳ھ میں سلطان محمود کے ساتھہ سلطان مظفر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ ارادہ مصمم کر لیا تہا کہ راجپوتوں کے دفع کرنیکے لئے سلطان کو تخت پر بٹھا دیں۔ اسکا حال کہ سلطان مظفر نے کیونکر سلطان کو تخت منڈو پر بٹہا دیا۔ تاریخ گجرات میں مظفر شاہ کی تاریخ میں پڑہو۔ اب سلطان محمود امور جہانبانی میں مصروف ہوا اور ضبط سلطنت میں بقدر مقدور کوشش کرنے لگا چندیری و گاگرون میدنی راے کے تصرف میں تہے قلعہ رائسین و بھیلسہ سارنگپور سلہدی راجپوت کے قبضہ میں تہی سلطان محمود اونکی دفع کے فکر میں ہوا۔ اول وہ قلعہ گاگرون کے گاگرون پر لشکر لے گیا۔ میدنی راے اس دفعہ رانا سنگا سے ملتجی ہوا اور اوسکو بہت لشکر ساتھہ اپنی مدد کے لئے لایا۔ جب وہ جنگ ہوئی سلطان محمود نے بہت راہ طے کی تہی اور رانا سے سات کروہ (ہوا سل) اترا تہا جب رانا کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے یہ سمجھہ کر کہ وہ تہکا ماندا ہوگا اپنے لشکر کو لیکر مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا سلطان محمود خلجی بے خبر تہا سوار ہو کر لشکر سے باہر آیا۔ امرا و سپاہ اُس کی ملازمت میں آئے۔ ہر چند آصف خان گجراتی اور امرا نے عرض کیا کہ آج لڑنے کا دن نہیں ہے مگر اوسکو عقل سے بہرہ نہ تہا اس بات کو قبول نہیں کیا۔ بے ترتیب لڑا۔ ایک لحظہ میں ۳۲ سردار اور بہت سے سپاہی مارے گئے آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اسکی کمک کے لئے بہیجا تہا پانسو آدمیوں کے ساتھہ مارا گیا لشکر مالوہ میں سوا سلطان خلجی اور دس سوار احدی کے معرکہ میں کوئی باقی نہیں رہا۔ سلطان ان دس سواروں سے غنیم سے جا بہڑا۔ سوار مارے گئے اور خود زخمی ہو کر اور مقید ہو کر رانا سنگا کے پاس آیا۔ راجپوتوں نے بہی اوسکی بہادری کی تعریف کی۔ رانا سنگا نے سلطان کی بڑی عزت کی

اوسکے زخموں کا علاج کیا سلطان سے اسکا تاج لے لیا۔ اب رانا سنگا نے کمال مروت و فتوت یہ کی کہ سلطان کو ہزار راجپوتوں کے ساتھ قلعہ مانڈو میں بھیجکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔
سلطان اپنی شکست و رعیت کی مرمت میں مصروف ہوا۔ ممالک مالوہ کا بڑا حصہ امرا اور باغیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اور رعایا کما حقہ اطاعت نہیں کرتی تھی۔ بادشاہی میں خلل عظیم وقوع میں آیا سکندر خان سیواس اور بہت پرگنوں پر متصرف تہا چندیری اور گاگروں اور اوراقطاع میدنی راے نے جنگ میں غالب ہو کر نے لئے تھے۔ یہ اطاعت نہیں کرتے تھے اور ایسی ہی سرحدوں و اطراف میں اور امیر تھے جنہوں نے اپنے اندازہ سے باہر قدم رکھا تھا اسلئے سلطنت میں ضعف آگیا تھا سلطان محمود خلجی برخلاف سلطان محمود ماضی کے شمشیر پر مدار رکھتا تھا عقل و تدبیر کو اپنے پاس راہ نہ دیتا تھا۔
۹۲۶ھ ۱۵۱۹ء میں سلہدی پوربیہ کے دفع کے لئے سلطان روانہ ہوا۔ اوسنے راجپوتوں کو جمع کر کے میدنی راے سے کمک لی سارنگ پور کی نواحی میں جنگ ہوئی۔ اول لشکر اسلام شکست پاکر پراگندہ ہوا مگر سلطان خلجی نے قطب کی مانند کچھہ سپاہ کے ساتھ پائے ثبات برقرار رکھا اور فرصت پاکر سلہدی پوربیہ کو بڑی شکست دی۔ اور تعاقب کر کے اوس کے ۴۴ ہاتھی چھین لئے۔ سارنگ پور کو اوسکے تصرف سے نکال لیا۔ سلہدی راجپوت نے اپنے اقطاع قدیم پر قناعت کر کے اطاعت اختیار کی۔ سلطان محمود نے اوسکو مغتنم جانکر دار السلطنت کو مراجعت کی۔ ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء میں گجرات میں سلطان بہادر شاہ گجراتی بادشاہ ہوا۔ شاہزادہ چاند خان بن شاہ مظفر گجرات سے بھاگ کر شادی آباد منڈو میں آیا۔ شاہ مظفر کے احسان کا سلطان محمود مرہون تھا اسلئے اوسنے چاند خان کی تعظیم و تکریم کی۔ رضی الملک گجرات کے امرا معتبر سے تھا وہ بھی بہادر شاہ کی صولت خوف سے بھاگ کر آیا وہ یہ چاہتا تھا کہ بہادر شاہ کو معزول کر کے چاند خان کو اس کا قائم مقام بنا دے۔ اس نیت سے وہ آگرہ سے منڈو میں آیا اور چاند خان سے مشورہ کر کے پھر آگرہ گیا جب بہادر شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ یہ آپ کی محبت و اخلاص سے عجب تھا کہ اس حرام خوارہ کو چھوڑ دیا کہ چاند خان سے مشورہ کرے

فتنہ انگیزی بھی ارادہ سے بہرا گرہ گیا ہے اس دفعہ بہادر شاہ کو کوئی بات زبان پر نہ لایا مگر سلطان محمود خلجی کی تادیب در پے ہوا دولت خلجیہ کے زوال کا وقت آگیا تہا سلطان محمود خلجی نے کچھہ اسکا علاج نہ کیا جسوقت اس سے خبر آئی کہ اثنا اس ساتھ سارے سے چل لیا اور اوسکا بیٹا رتن سی قایم مقام ہوا تو اوسنے شرزہ خان کو بہیجا جسنے جاکر بعض قصبات تاراج کیا - رتن سی واقف تہا کہ بہادر شاہ اور سلطان محمود کے درمیان رنجش ہے تو وہ لشکر فراہم کرکے مالوہ پر بڑہا جب یہ خبر سلطان محمود کو ہوئی تو وہ اسے لڑنے چلا اجین میں ہوکر سارنگپور میں گیا سکندر خان فوت ہو گیا تہا اوسکا بیٹے نے معین خان کو کہ اصل میں روغن فروش کا بیٹا تہا مدد کے لئے طلب کیا اور مسند عالی اوسکو خطاب دیا - سراپردہ سرخ کہ سلاطین کے ساتھہ مخصوص ہے عطا کیا سلہدی پوربیہ کو بھی رائسین سے طلب کیا اور اوسکے اقطاع قدیم پر اور پرگنوں کا اضافہ کیا - سلہدی پوربیہ سلطان خلجی سے متوہم ہوا وہ معین خان کے ساتھ اتفاق کرکے رتن سی رانا پاس گیا - یہاں سے بھوپت ولد سلہدی کے ساتھہ معین خان بہادر شاہ گجراتی پاس گیا اور اپنے ولی نعمت کی شکایت کو تحفہ مجلس بنایا - سلطان محمود نے مضطرب ہوکر دریا خان لودہی کو سلطان بہادر شاہ گجراتی پاس بہیجکر پیغام دیا کہ آپ کے سلسلہ کے حقوق مجھہ پر بہت ہیں - اب ساقیت تہوڑی رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ حضور میں پہنچکر مبارکباد سلطنت دوں سلطان بہادر نے جیسا کہ اوسکے وقایع میں لکھا گیا ہے جواب آدمیانہ دیا - رتن سی سلہدی پوربیہ سلطان بہادر سے ملے اور سلطان محمود کی شکایت کی - رتن سی اپنی منزل کو مرخص ہوا اور سلہدی سلطان بہادر کے لشکر میں رہا وہاں سلطان محمود کے آنے کی توقع تھی سلطان محمود نے اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری کہ ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکروں کے دفع کرنے کا بہانہ بنا کے سیواس کو روانہ ہوا - اثنای راہ میں شکار میں مشغول تہا کہ گھوڑے سے گرا اور وہاں ہاتھہ اوسکا ٹوٹ گیا اوسکو فال بد سمجھہ کر فسخ عزیمت کی اور اپنے دارالملک میں چلا آیا اور قلعہ داری کی تیاری کی - سلطان بہادر نے اوسکی ملاقات سے قطع نظر کرکے شادی آباد منڈو کو روانہ ہوا - ہر منزل میں سلطان محمود خلجی کے نوکر فوج فوج آکر بہادر شاہ سے ملتے

شرزہ خان حاکم دہار بھی اسے مل گیا۔ ظفرآباد نعلچہ میں بہادر شاہ آیا قلعہ کا محاصرہ کیا۔
مورچل تقسیم ہوئے سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمیوں کے ساتھہ قلعہ میں متحصن تہا ہر شب ایک وقت
سب مورچلوں کو دیکھتا اور مدرسہ سلطان غیاث الدین میں سوتا جب اہل قلعہ کا نفاق اسپر
کہلا تو وہ مدرسہ سے اپنے محلات میں چلا گیا اور عیش وعشرت میں مشغول ہوا جب بعض
نیک اندیشوں نے اس باب میں کہا کہ عیش وعشرت کا وقت یہ کیا ہے۔ تو وہ کہتا کہ یہ
انفاس واپسیں ہیں انکو عیش وعشرت میں کاٹتا ہوں شعبان سنہ ۹۳۷ھ میں علامت دولت بہادر شاہ
افق قلعہ سے طالع ہوئے اسوقت چاند خان کہ مایہ فساد تہا دکن کو بہاگا سلطان محمود خلجی
مسلح ہو کر جمع قلیل کے ساتھہ روبرو آیا۔ طاقت مقاومت نہ دیکھی پہر گیا۔ ہزار سوار لیکر
اہل حرم کے مارنے کے لئے دوڑا ؎

چو تخت کسی رو نہادہ زوال بچیزے گراید کہ گردد وبال

جب وہ محلوں میں آیا تو ایک جماعت مانع ہوئی اور اوسے کہا کہ شاہ بہادر گجراتی آپ کی
ضبط ناموس میں خوب کوشش کرے گا بہتر یہ ہے کہ قلعہ سے باہر چلے جائیں اور لشکر کو
جمع کریں اور دشمن کی دفع کرنے میں مشغول ہوں۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تہیں کہ لعل محل کے
بام پر سلطان بہادر چڑہا اور اوسنے سلطان محمود خلجی کو بلایا سلطان اپنے سرداروں کو
چہوڑ کر سات سواروں کی ساتھہ سلطان بہادر کے پاس آیا اوسنے اوسے معانقہ کیا بیٹھنے
کے بعد سلطان بہادر تہوڑی درشتی کرکے ساکت ہوا لیکن اوسکا چہرہ متغیر ہوا اور اوس نے
یہ کہا کہ ہم نے امراکو امن دیا وہ اپنے گہروں میں جائیں بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ
سلطان محمود نے تکلم میں درشتی کی شاہ گجراتی عفو کرنے کو تہا کہ اوسنے حبس کا حکم دیا۔ روز جمعہ کو
شادی آباد مندو میں سلطان بہادر کا خطبہ پڑہا گیا شب شنبہ کو سلطان محمود کو پا بزنجیر کیا
اور اوسکو مع سات بیٹوں کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ چینپانیر جا کر اوسکو مقید کریں
اثناء راہ میں دو ہزار بہیل وکولی نے منزل دہور میں آصف خان کے لشکر پر شب خون مارا ایک وقت
سلطان محمود نماز سے فارغ ہو کر سویا تہا جب اوسنے یہ غوغا سنا تو بیدار ہوا بہاگنے کے ارادہ سے

اپنے پاؤں کی بیڑی توڑنا چاہتا تھا کہ نگہبانوں کو خبر ہوگئی۔ اونہوں نے اس خیال سے کہ اسی کے ہواخواہوں نے شب خون مارا ہوا اُسے مار ڈالا۔ آصف خان نے اوسکی تجہیز و تکفین کی اور اوسکے بیٹوں کو محمد آباد چینپانیر میں محبوس کیا۔ تھوڑے زمانہ میں سوا محمد شاہ بن سلطان ناصر الدین کے کہ بابر شاہ کی خدمت میں تھا کوئی اس خاندان سلطنت خلجیہ مالوہ کا وارث نہ رہا اور اوس کی دولت سلسلہ حکام گجرات میں منتقل ہوئی سنہ ۹۳۷ھ اس دیار کی فرماندہی گجراتیوں کے اختیار میں رہی پھر دست بدست امیروں کے ہاتھ میں گئی سنہ ۹۶۸ھ میں اکبر شہنشاہ کے ہاتھ میں آئی۔ بزرگوں نے سچ کہا ہے کہ دنیا ایک مکارہ

سیاہ چشم اور بدکارہ ہے۔ سفید چشم گندم نما جو فروش ہے

زوال دولت خلجیہ مالوہ و استیلا سلطان بہادر گجراتی اور اور باتین

اوپر ہم نے بیان کر دیا کہ سلطان محمود کے بعد سلطان بہادر نے مملکت خلجیہ پر استیلا پایا۔ امراء مالوہ کو جنہوں نے اطاعت کی الطاف خسروانہ سے خوشدل و مستمال کیا۔ سلہدی پوربیہ کو اس سبب سے کہ سب سرداروں سے پہلے ملازمت میں آیا تھا اجین و سارنگ پور و رائسین اقطاع میں دیئے۔ طبقہ گجراتیوں کی تاریخ میں بیان ہوا کہ وہ سلطان بہادر کے غضب میں گرفتار ہوا اور قلعہ رائسین میں اوسنے اپنے تئیں مار ڈالا اوسکا بیٹا بھوپت بھاگ گیا۔ بہادر شاہ نے اوجین دریاخان لودہی کو اور رائسین قائم خاں حاکم کالپی کو دیا۔ اور سادی آباد اختیار خاں کو دے کر خود محمد آباد چینپانیر کو چلا گیا۔ بعد ازاں ہمایوں بادشاہ نے جب گجرات کو تسخیر کیا سلطان بہادر بندر دیپ کو بھاگا تو ہمایوں نے اپنے نام کا خطبہ شادی آباد منڈو میں پڑھایا۔ اور اپنے متعلقوں کو سپرد کیا جسکا ذکر اپنے محل پر مذکور ہوا جب ہمایوں آگرہ تشریف فرما ہوا تو ملوخان کہ خلجیوں کے غلاموں و امراء کبار میں سے تھا۔ اوسنے ایک سال میں لشکر چغتائی کے قبضہ سے قصبہ بھیلسہ سے دریا نربدا تک ملک نکال لیا اور اپنا نام سلطان قادر شاہ رکھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ بھوپت و پورنمل پسران سلہدی پوربیہ نے قلعہ چتوڑ سے نکل کر رائسین اور اوسکی نواح کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سلطان قادر شاہ کی اطاعت اختیار کر کے اوسکو پیشکش بھیجی۔ رفتہ رفتہ اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ شیر شاہ نے ایک فرمان پیشانی پر مہر لگا کے اس مضمون کا اوسکی نام بھیجا

کہ جب سپاہ مغل دیار بنگالہ میں آئی تو طریقہ اخلاص مستدعی اس امر کا ہے کہ وہ عزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہو اس نواحی میں فوج بھیج کر خلل ڈالے تاکہ مغل مضطرب ہوکر اس دیار سے باز رہیں ۔ اور ہم کو کشورستانی کی فرصت ملے ۔سلطان قادر شاہ شیر شاہ کے فرمان بھیجنے سے برآشفتہ ہوا ۔ اوس نے اپنے منشی سے کہا کہ اس کے جواب میں فرمان لکھہ اور اوسکی پیشانی پر مہر کر۔ منشی نے یہی کیا ۔سیف خان دہلوی نے کہ اوس کا ندیم تھا اور ہمیشہ گستاخانہ سچی باتیں کہا کرتا تھا اوس نے معروض کیا کہ شیر شاہ بالفعل بنگالہ و جونپور کا بادشاہ ہے اور اسقدر سپاہ و شوکت رکھتا ہے کہ بادشاہ دہلی کا مقابلہ کر رہا ہے ۔اگر وہ تجھے فرمان لکھے اور اوسکی پیشانی پر مہر کرے تو سزاوار ہے ۔قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بنگالہ و جونپور کا بادشاہ ہے تو میں بھی خدا کی عنایت سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہوں ۔جب اوس نے طریق ادب سلوک نہیں رکھا تو مجھے کیا ضرور ہے کہ میں فروتنی کروں اور اوس کی حرمت مرعی رکھوں جب قادر شاہ کا فرمان شیر شاہ کی نظر سے گذرا تو وہ پیچ و تاب کھا کر آزردہ ہوا اور مہر کے نشان کو کتر کر یادآوری کے لئے خنجر کے غلاف میں رکھا ۔ اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اوس کی حاضری کے وقت اسکا سبب پوچھا جائیگا ۔ ۹۴۹ھ میں شیر شاہ نے مملکت مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا ۔حوالی سارنگ پور میں قادر شاہ اس سبب سے کہ اوس سے لڑ نہیں سکتا تھا شیر شاہ پاس گیا اور پھر اوس کے پاس سے بھاگا تو شیر شاہ نے کہا ع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی اس مصرعہ پر یہ دوسرا مصرعہ ایک شاعر نے کہا ع قول نبیست مصطفےٰ را لاخیر فی العبیدی شیر شاہ نے مالوہ کو فتح کرکے اوجین و سارنگ پور اور اور پرگنے شجاع خان کو اقطاع میں دیئے اور اس مملکت کا سپہ سالار بنایا ۔شجاعت خان نے جو کام وہاں ملک میں کئے وہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کی تاریخ میں مذکور ہوئے ہیں ۔جب سلطنت دہلی میں خلل پڑا تو شجاع خان نے ارادہ کیا کہ خطبہ و سکہ اپنے نام پر

جاری کرے مگر موت نے فرصت نہ دی ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ میں انتقال کیا۔ اوسکا بڑا بیٹا بایزید جسکا لقب باز بہادر تھا اوسکا قائم مقام ہوا۔ اسکی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ سال تھی۔ قصبہ شجاول پور کہ اوجین کے پاس ہے اوسی کا آباد کیا ہوا ہے +

باز بہادر کا تخت مالوہ پہ فایز ہونا اور امرا اکبری کے ہاتھہ گرفتار ہونا +

شجاعت خان کے بعد حشمت و سلطنت پدر پر اسکا بڑا بیٹا بایزید مخاطب باز بہادر متصرف ہوا۔ دولت خان اوسنے برسر مقابلہ ہوا۔ یہ بھی سلیم شاہ کے نزدیک معزز و محترم تھا مالوہ کے سب لشکری اوسکے خواہان ہوئے میاں بایزید نے اپنی والدہ کو اپنے عزیزوں کی ایک جماعت کے ساتھہ دولت خاں پاس بھیجا کہ مصالحت ہو جائے۔ بعد بہت گفت و شنید کے یہ امر مقرر ہوا کہ سرکار اجین مندو اور بعض اور محال پر دولت خان متصرف ہو اور سارنگ پور و سیواس و سروہی و بھیلواڑہ و محال خالصہ شجاع خان میان بایزید سے متعلق ہوں و سرکار رایسین و بھیلسہ اور محال پر کہ اس نواحی میں واقع ہیں ملک مصطفے قابض ہو۔ بعد صلح کے مقرر ہونے کے بایزید اجین کی طرف غدر کے ارادہ سے متوجہ ہوا۔ آدمیوں سے یہ کہا کہ میاں دولت خان پاس اوس کے باپ کی تعزیت کرنے جاتا ہوں۔ دولت خان غافل تھا وہ اوسکے ہاتھہ سے مارا گیا اسکا سر سارنگپور کے دروازہ پر لٹکایا۔ اور اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ کو سر پر چتر رکھا اور خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا۔ باز بہادر شاہ اپنا نام رکھا۔ ان مہمات کے بعد رایسین کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک مصطفے خان اوسکے مقابلہ میں آیا اور چند لڑائیوں کے بعد منہزم ہوا۔ رایسین اور بھیلسہ باز بہادر کے آدمیوں کے ہاتھہ لگ گیا۔ بعض سرداروں نے اسنے سلوک ناہموار کیا تھا اوسنے اونکو گرفتار کر کے کنوئیں میں ڈالدیا کہ وہ ڈوب کر مرجائیں یا بھوک کے مارے ہلاک ہوں اور خود گونڈوانہ پر متوجہ ہوا بہت سا حصہ اوسکا اپنے سعی و کوشش سے مسخر کیا۔ محاصرہ و محاربہ میں لی وسکا ماموں فتح خان مارا گیا

اوسکے بعد وہ سارنگپور میں آیا۔ یہاں اوسنے قلعہ گراکی یا گڑھا کی تیاری کی۔ جب وہ اس نواحی میں آیا تو اوس کا مقابلہ رانی درگاوتی بیوہ راجہ کرشن سنگہ نے کیا۔ وہ اپنے شوہر کے مرنے کے بعد یہاں حکومت کرتی تہی۔ اوسنے گونڈوں کو جمع کیا۔ گھاٹی کے سرے پر لڑائی لڑی۔ رانی کے پیادے موروملخ سے زیادہ تھے اونہوں نے جوانب و اطراف سے آنکر باز بہادر کے لشکر کو گھیر لیا۔ باز بہادر نے حیران ہو کر فرار کیا۔ اوسکا تمام حشم اور اچھے آدمی رانی کے ہاتہ آئے اکثر قتل ہوئے۔ باز بہادر ہزار محنت و جانکاہی سے سارنگ پور میں آیا۔ بجاے اوسکے کہ اپنی شکست کی صلاح کرتا عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ ہندوستان میں وہ فن موسیقی میں بڑی مہارت رکہتا تہا تعلق و تعشق پیدا کیا۔ عشق و عاشقی میں نام اوسکا مشہور ہوا۔ جب اوسکی غفلت کی خبر شہنشاہ اکبر کو پہونچی تو اوسنے جو اوس کا حال کیا وہ اقبال نامہ اکبری میں پڑہو۔ ۹۶۹ھ سے مالوہ ایک صوبہ سلطنت اکبری ہو گیا فقط

تاریخ خاندیس

ولایت خاندیس میں جو شخص اول فرمانروا ہوا ملک اجی فاروقی تہا۔ اوس کے باپ کا نام
خان جہاں فاروقی تھا جسکے باپ دادا سلطان علاء الدین خلجی و سلطان محمد تغلق کے
زمانہ میں صاحب اعتبار امرا میں تھے جب خانجہان فوت ہوا تو اوسکا بیٹا ملک اجی گردش
روزگار سے کسی امارت پر نہ پہنچا۔ کمال پریشانی اور افلاس میں زندگی بسر کرتا تہا۔
آخر میں تہرا زحیلہ وجہ تقلیل شدہ وہ سلطان فیروز شاہ بار بک کے خاصہ خیل میں داخل ہوا۔
ایک گھوڑا خدمت کرنے کے لئے ملا تنخواہ تہوڑی تھی مشکل سے گذرتی تھی۔ مگر اس حال میں
بہی وہ نشاط و شکار سے شغل رکہتا تھا۔ سلطان فیروز شاہ منڈو میں گذر کر گجرات میں آیا۔
تو وہ ایکدن شکار کے پیچھے اپنے لشکر سے تین چالیس میل دور چلا گیا۔ بھوکا پیاسا ہوا۔
آبادی دور تہی۔ بیتاب ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دور سے اوسکی نظر ایک سوار پر پڑی
کہ دو تازی سگ تھے۔ اور چند شکاری جانور ہمراہ رکہتا ہے اور صحرا میں شکار کے پیچھے پڑا پہرتا
ہے سلطان نے اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو بھی ہے اوسنے کہا کہ ہاں نتیجہ جو کچھ
موجود تہا درویشانہ آگے لاکر رکھ دیا اور ادب سے کہڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے کھانا تناول فرمایا۔
سوار کی حسن گفتار و ادب خدمت بادشاہ کو پسند آیا۔ اوس سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں رہتا ہے
اوسنے معروض کیا کہ میں خواجہ جہاں فاروقی کا بیٹا ہوں اور میرا نام ملک اجی فاروقی ہے
بادشاہ کے نوکران خاصہ میں سے ہوں۔ بادشاہ خواجہ جہاں فاروقی کو اچھی طرح جانتا تہا۔
اوسنے اپنے کسی مقرب سے کہا کہ اسکو دربار عام میں میرے روبرو پیش کرو۔ وہ ایکدن پیش ہوا
تو بادشاہ نے فرمایا کہ اوسکے دو حق مجھ پر ہیں اول حق آشنائی سابق دوم حق خدمت لاحق
شکارگاہ میں اسلئے میں اسکو منصب دو ہزاری دیتا ہوں اور اقطاع تھالنیر (تالنیر)
وکروند کہ مملکت خاندیس میں سرحد دکن میں۔ عطا کرتا ہوں وہ ۷۸۴ھ میں اس سرحد میں آیا

اور یہان کے انتظام مین ساعی ہوا - راجہ بہارجی جو ابتک سلطان فیروز کا مطیع نہین ہوا تہا
اوسکو ضرب شمشیر سے باجگزار بنایا - پانچ بڑے اور دس چہوٹے ہاتہی اور اجناس نفیسہ اور بہت سا
نقود اوسنے پیشکش مین لئے دکن کی روش پر ہاتہیونکو زنجیر طلا و نقرہ سے مزین کیا اور مخمل
اور زربفت کی جہولین اونپر ڈالین اور نقود و اقمشہ کو اونٹون پر لادا اور اونپر بھی زربفت
و مخمل کے بالاپوش ڈالے اور اس طرح یہ پیشکش بادشاہ پاس روانہ کی جب بادشاہ کی نظر
کے روبرو بہارجی کی پیشکش اس رنگینی اور آراستگی سے پیش ہوئی تو وہ بہت خوش حال ہوا
اور اوسنے کہا کہ جو خدمت کہ حکام دکن سے متعلق رکہتی تہی اوسپر ملک اجی نے تقدیم کی بیس
سہ ہزاری کا منصب اور خاندیس کی سپہ سالاری کا لقب اوسکو عنایت کیا - تہوڑے دنون مین اوسنے
بارہ ہزار سوار منتخب کارگزار بہم پہنچائے - اونکے خرچ کو ولایت خاندیس کا محصول کفایت نہین کرتا تہا
اسلئے وہ ہمیشہ گونڈوارہ اور راجاؤں کی ولایتون پر تاخت کرتا تہا - اور اون سے پیشکش
لیتا تہا - یہانتک اوسکی قدر بڑہی کہ راجہ جاج نگر باوجودیکہ اوس سے بعد مسافت رکہتا تہا مگر
اوس سے محبت و اخلاص کا طریقہ برتتا تہا - ملک اجی نے اپنی حسن تدبیر و قوت بازو سے
سلطنت کی دستگاہ بہم پہونچائی - سلطان کی وفات کے بعد دلاور خان نے ولایت مالوہ
سے اختصاص پایا - تو ان دونو کے درمیان نہایت صداقت سے اخلاص تہا اور آپس مین
یارانہ و برادرانہ سلوک کرتے تہے اور آپس مین اونہون نے یہ رشتے کئے کہ ملک اجی کی بیٹی
کا نکاح ہوشنگ سے ہوا اور دلاور خان کی بیٹی کا نکاح ملک اجی کے بیٹے سے ہوا - جب
گجرات کا بادشاہ سلطان مظفر ہوا تو مملکت مین کچھہ تہوڑا خلل پڑا - ملک اجی نے دلاور خان
کو پشت پناہ سمجھہ کر سلطانپور اور ندربار کی مزاحمت کی - اور مظفر شاہ گجراتی کا تہانہ اٹھا دیا -
سلطان مظفر اس وقت غزاء کفار مین مشغول تہا - اوس کو چہوڑکر وہ سلطانپور کی حوالی مین آیا
ملک اجی مین لڑنے کی سکت نہ تہی - اسلئے وہ تہالنیر مین متحصن ہوا - علما و صلحا نے
ان دونو کے درمیان صلح کرادی - سلطان مظفر اس وقت سلطنت چاہتا تہا وہ سلاطین مالوہ
اور خاندیس سے بصلح رہنے کا آرزو مند تہا دونوں مین اتحاد و صداقت پر عہد و سوگند ہوئے

مظفر شاہ گجرات کو چلا گیا۔ ملک راجی فاروقی نے تعمیر ملک و تکثیر زراعت میں کوشش کی آخر عمر تک کہیں سوار نہیں ہوا جب مرض موت میں گرفتار ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو وصیت کیا اور خرقہ ارادت و اجازت کہ اوسکو اپنے پیر شیخ زین الدین سے ملا تھا اوسکو دیا اور قلعہ تہال نیر مع مضافات کے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو مفوض کئے۔ روز جمعہ شعبان ۸۰۱ھ کو رحمت ایزدی میں داخل ہوا اور تھال نیر میں مدفون ہوا۔

صاحب فرشتہ لکھتا ہے کہ ملک راجی فاروقی اپنے تئیں خلیفہ دوم حضرت فاروق کی نسل میں جانتا تھا اور اس طرح اپنے نسب کو اونسے ملاتا تھا ملک راجی بن خان جہان بن علی خان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن اینال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمنا شاہ بن ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد احمد بن محمد بن عبد اللہ بن فاروق ابن الخطاب شیخ الاسلام شیخ زین دولت آبادی کا ملک راجی مرید تھا اوسنے خرقہ ارادت پیر سے پایا تھا۔ دو سو سال کے قریب اس خاندان میں حکومت رہی اس میں یہ خرقہ ارادت بطناً بعد بطن ہر ولیعہد پاس رہا چنانچہ آخر تک بہادر خان فاروقی نے کہ ختم الملوک تہا خرقہ پایا۔ ملک راجی کی مدت حکومت ۲۹ سال تھی +

ذکر سلطنت نصیر خان فاروقی بن ملک راجی فاروقی

نصیر خان کے عہد میں اس خاندان کی رونق ہی اور ہو گئی۔ جیسا طریقہ سلاطین کبار کا ہے اوس نے ارباب فضل و کمال کو خاندیس میں جمع کیا اونمیں سے ہر کسی کو بقدر مقدور وظائف و اقطاع دئے اوسنے سلطان احمد شاہ گجراتی سے اثاثہ سلطنت و خطاب نصیر خانی پایا باپ یہ آرزو اپنے ساتھ قبر میں لے گیا مگر بیٹا اسمیں کامیاب ہوا۔ اوسنے سراپردہ سرخ لگایا اور چتر سر پر رکھا قلعہ آسیر کو آسا اہیر سے لے لیا۔ شہر برہان پور آباد کیا قلعہ آسیر کی کہانی بڑی دلچسپ اسطرح بیان کی جاتی ہے۔ کہ خاندیس میں ایک اونچے پہاڑ پر آسا اہیر ایک معتبر زمیندار بستا تہا۔ سات سو سال سے اوس کے باپ دادا اہیں

اپنی گائیں بھینسیں چراتے تھے چوروں سے اموال کے بچانے کے لئے پتھر مٹی کا ایک حصار بنا رکھا تھا
جب آسا اہیر کی نوبت آئی اور اوس کے مقدور کا سامان بہت بڑھ گیا پانچہزار گائیں اور
پانچہزار بھینسیں اور بیس ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریں اوسکی سرکار میں ہوگئیں اور ان
مویشیوں کی نگہبانی کے لئے اوسکے نوکروں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہوگئی گونڈوارہ اور
خاندیس کے آدمی جب محتاج ہوتے تھے تو اوسکے پاس جاتے تھے نقد وغلہ جسقدر اُن کو
درکار ہوتا تھا اوسے قرض لیتے تھے اور ایسے ہی ان حدود کے امرا کو قرض یا اچھے
پاسبان کی ضرورت ہوتی تو اس پاس جاکر اپنا مقصود حاصل کرتے اس تقریب سے آسا
کہ جماعت اہیر بھینسے گاو چرا میں سے تھا مشاہیر وقت میں داخل ہوا اسکا اعتبار یہانتک بڑھا
کہ جب ہندوں و مسلمانوں کے دو گروہوں میں نزاع واقع ہوتا یا کوئی عقدہ مشکل پیش آتا تو
اُسسے رجوع کرتے تاکہ وہ اپنی عقل و گیاست سے اونکو فارغ کردے۔ ملک راجی فاروقی کے
آنے سے یہاں تھوڑے دنوں پہلے مملکت خاندیس و مالوہ و برار و سلطانپور و ندر بار میں
قحط عظیم پڑا بڑی خلقت بھوکی مرگئی گونڈوارہ وغیرہ میں دو تین ہزار سے زیادہ کولی اور
بھیل زندہ نہ رہے۔ خاندیس کی رعایا بھی بڑی ہلاک ہوئی جو زندہ رہے وہ آسا اہیر
کی پناہ میں گئے آسا اہیر پاس گونڈوارہ میں غلہ کے دو ہزار انبار تھے اوسکے موکلوں نے
غلہ کا بیچنا اور اوسکی قیمت کا آسا اہیر پاس بھیجنا شروع کیا۔ اوسکی بیوی بڑی صاحب خیر
تھی۔ اوسنے شوہر سے کہا کہ خدا تعالی نے ہمکو مال دنیوی سے مستغنی کیا ہے غلہ کی قیمت کی
احتیاج نہیں ہے ایسا کام کرنا چاہئے کہ دنیا و آخرت میں وہ استحکام پائے آسا اہیر نے پوچھا
ایسا کونسا کام ہے۔ بیوی نے کہا کہ دنیا کا استحکام اسپر منحصر ہے کہ اس کوہ پر ایک حصار
گچ و سنگ کا بنائیے اور استحکام آخرت اس میں ہے کہ ملک میں جسقدر غلہ ہے اُسکے لنگر خانے جاری
کرکے فقرا و مساکین کو پختہ طعام پہنچائیے۔ آسا نے دونوں باتوں کو قبول کیا ممالک و
اطراف خاندیس میں لنگر خانے جاری کئے۔ قدیمی چار دیواری کو توڑ کر گچ و سنگ سے
ایک حصار بنایا جسکا نام قلعہ آسا اہیر مشہور ہوا کثرت استعمال سے مخفف ہو کر آسیر ہوگیا

جب یہ خبر سلطان فیروز کو پہنچی تو اوسنے اس توہم سے کہ بہادر آسا ہیر اس قلعہ کے استحکام پر علم مخالفت بلند کرے خاندیس کے حاکم کو فرمان لکھا اور سرزنش و ملامت کی کہ تو نے آسا اہیر کو ایسا بے نظیر قلعہ پہاڑ پر کیوں بنانے دیا جب خاندیس کی حکومت ملک راجی فاروقی کو ملی تو آسا اہیر اسکے ساتھ مریدانہ زندگی بسر کرتا تھا اور اوسکا مطیع و منقاد تھا۔ اگرچہ ملک راجی فاروقی قلعہ آسیر کی تسخیر میں رہتا تھا لیکن اسکا مرہون احسان تھا اور بسبب ظاہر اسکی تسخیر محالات سے معلوم ہوتی تہی وہ اپنے ارادہ کو قوت سے فعل میں نہیں لایا نصیر خان نے اوسکی تسخیر میں اپنی ساری ہمت لگائی۔ اور ابتداء حکومت میں اوسنے یہ تدبیر سوچی کہ آسا کو پیغام دیا کہ راجہ بگلانہ و انتور نے جمعیت بہم پہنچائی ہے اور اب میرے ساتھ وہ سلوک نہیں برتتے ہیں جو میرے باپ کے ساتھ برتتے تہے اور راجہ کہیرلہ کی تحریک سے میری ولایت میں تاخت و تاراج کرتے ہیں باپ کی وصیت کے موافق قلعہ تہالنیر پر ملک افتخار متصرف ہے اور قلعہ تلنگ دشمنوں کے نزدیک ہے اسلئے مجھے اوسپر اعتماد نہیں ہے اسواسطے میں چاہتا ہوں کہ تو میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ میں جگہہ دے تاکہ میں بخاطر جمع سے دشمن کے دفع کرنے میں مشغول ہوں اور تیرا ممنون ہوں۔ آسا نے خوشی سے اس بات کو قبول کر لیا۔ قلعہ میں ایک مکان اونکے رہنے کے واسطے تجویز کر دیا۔ نصیر خان نے اول روز چند ڈولیوں میں عورتوں کو بہیجا اور اونکو سکہا دیا کہ اگر آسا کی عورتیں تم سے ملنے آئیں تو تم اونکی تعظیم و تکریم کرنا دوسرے روز دو سو ڈولیاں تیار کرکے دو سو شجاع و جیبہ پوش جوان بٹھا کے اور اونکو برقع پہنا دیا اور مشہور کر دیا کہ قلعہ آسیر کو نصیر خان کی والدہ اور حرم اور بزرگ خاتون جاتی ہیں۔ جب ڈولیاں قلعہ کے نیچے آئیں تو آسا نے حکم دیا کہ دروازہ کھول کر دربان ہٹ جائیں جب ڈولیاں قلعہ کے اوپر حوطہ مقررہ میں آئیں تو ڈولیوں سے بہادر نکل پڑے اور تلواریں میان سے نکال کر آسا اہیر کے گہر پہ گئے۔ آسا اہیر اور اوسکے فرزند اپنے مہمانوں کو مبارکباد دینے آتے تہے جب اس احاطہ کے قریب ملاقات ہوئی تو بے خبر سب قتل ہو گئے اہل قلعہ نے جب آسا اہیر اور اوسکے فرزندوں کو کشتہ ہوتے دیکھا عجز و زاری کرکے امان کی

اور اپنے جورو بچوں کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ کے باہر چلے آئے نصیر خان نے قلعہ تلنگ میں خبر سنی تو وہ ایلغار کرکے یہاں قلعہ میں آیا۔ اور از سر نو قلعہ کی تعمیر میں مشغول ہوا شکست و ریخت کو درست کیا۔ اسکے ایک سو تیس سال کے بعد شیر خاں افغان سور بادشاہ دہلی سے نے قلعہ رہتاس کو اسی طریقہ سے فتح کیا تھا مشہور ہیکہ حکام فاروقیہ آسیر نے آسا کے اموال میں کچھہ تصرف نہیں کیا۔ امانت کا امانت رہنے دیا شہنشاہ اکبر اس حصار کی فتح کے بعد امانت کو مع کو اپنے تصرف میں لایا جب نصیر خاں کو یہ فتح بزرگ حاصل ہوئی تو شیخ زین الدین دولت آباد سے نصیر خان کی مبارکباد پر متوجہ ہوئے نصیر خان نے ملک و دولت اونکی نذر کرنا چاہا مگر اونہوں نے انکار کیا۔ مگر اونکے کہنے سے شیخ برہان الدین کے نام پر آب تاپتی کے کنارہ پر شہر برہان پور آباد کیا۔ اور جہاں شاہ صاحب اترے تھے وہاں زین پور آباد کیا تھوڑے دنوں ان شہروں میں بڑی رونق ہوگئی سلاطین فاروقیہ کا دار السلطنت برہانپور ہوگیا +

مثل مشہور ہے کہ وہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند۔ نصیر خاں نے ارادہ کیا کہ قلعہ تہال نیر کہ اوسکے چھوٹے بھائی ملک افتخار کے تصرف میں تھا چھین کر اپنے ملک میں دعوی انا لا غیری کا کرے مگر یہ امر سلطان مالوہ کی صوابدید و مشورہ بغیر انجام نہیں ہو سکتا تھا اسلئے اوسنے برادر زن سلطان ہوشنگ پر اپنا ما فی الضمیر ظاہر کیا۔ اوسکی تجویز سے اپنا کام شروع کیا۔ سنہ ۸۲۰ھ میں قلعہ تھال نیر کا محاصرہ کیا۔ ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سے ملتجی ہوکر معاونت کا طالب ہوا۔ شاہ احمد شاہ سفر کی تیاری کرکے روانہ ہونے کی فکر میں تھا کہ غزنیں خاں ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار سوار لے کر نصیر خاں کی کمک کو آیا۔ ابھی سلطان احمد شاہ آیا نہ تھا کہ اون دونوں نے قلعہ تہال نیر کو فتح کر لیا اور ملک افتخار کو قید کیا اور قلعہ آسیر میں بھیجدیا اب انکا مغز ایسا چلا کہ سلطانپور اور ندربار کو گجرات حکام سے چھین کر مالوہ کے ماتحت کرنا چاہا۔ اس قصد و نیت سے وہ سلطان پور پہنچے اس قصبہ کا اقطاع دار احمد حبیب جاری ہوا اور عرضداشت احمد شاہ بادشاہ گجرات پاس بھیجی جسمیں ساری حقیقت احوال لکھی۔ اس بات کے سنتے ہی احمد شاہ آگ بگولا ہوگیا اور

بڑی سپاہ لیکر کوچ بر کوچ کرکے رواں ہوا۔ ملک محمود ترک کو ایک بڑے لشکر کے ساتھہ اپنے سے پہلے روانہ کیا جب دشمنوں کو اس لشکر کے قریب آنے کی خبر ہوئی تو غزنین خان اسی شب کو منڈو بھاگ گیا اور نصیر خان بھاگ کر تھالنیر میں آیا ملک محمود نے کہیں باگ نہ موڑی سیدہا آیا اور تھالنیر کا محاصرہ کیا سلطان پور میں احمد شاہ آیا نصیر خان محاصرہ میں پڑا اور اپنے تئیں دیکھا کہ چڑیا کی طرح شہباز کے چنگل میں آگیا ہوں۔ احمد شاہ کے مقربوں سے ملتجی ہوا بہت روپیہ دیکر راضی کیا۔ اونہوں نے مناسب وقت میں سلطان سے عرض کرکے نصیر خان کی تقصیرات معاف کرادیں اور نصیر خان کو خطاب دلوایا اور چتر اور سراپردہ عنایت ہوا۔ نصیر خان نے پیشکش دی +

چند سال کے بعد احمد شاہ بہمنی نے معتمد آدمیوں کی جماعت برہان پور میں بھیجی اور اپنے بیٹے علاء الدین کو نصیر خان کی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام دیا اس سے نصیر خان کو تقویت ہوئی تھی اوس نے قبول کیا اور اپنی بیٹی زینب کو برہانپور سے احمد آباد بیدر میں بھیجدیا + سنہ ۸۲۹ھ میں راجہ کانہا رائے جالوارہ گجرات کے لشکر سے بھاگ کر آسیر میں آیا نصیر خان سے امداد کی درخواست کی اوس نے کہا کہ مجھ میں لشکر گجرات سے لڑنے کی طاقت نہیں تو سلطان احمد شاہ بہمنی سے درخواست کر میں بھی تیری سفارش کا خط لکھے دیتا ہوں۔ راجہ کانہا وہاں گیا سلطان احمد شاہ نے نصیر خان کی دلجوئی کے لحاظ سے بعض اپنے امرا کو کانہا کے ہمراہ کیا اور وہ جالوارہ کو روانہ ہوا گجرات کی فوج بھی اوس سے لڑنے آئی جنگ عظیم ہوئی افواج بہمنیہ کو شکست ہوئی اکثر سپاہی بھاگ گئے احمد شاہ بہمنی اوسکے تدارک کے درپے ہوا شہزادہ علاء الدین کو بڑی فوج کے ساتھہ روانہ کیا جب شہزادہ دولت آباد میں آیا نصیر خان فاروقی اور راجہ کانہا اوس کے پاس گئے۔ پہلے ہم لکھہ چکے ہیں کہ اس دفعہ بھی لشکر بہمنیہ نے شکست پائی نصیر خان اور کانہا کوہستان کلندہ میں کہ خاندیس کی ولایت میں ہے بھاگ گئے۔ جب لشکر گجرات خاندیس کو ویران کرتا ہوا اولٹا چلا گیا تو نصیر خان نے برہان پور میں آکر اپنی ولایت کا بندوبست کیا سنہ ۸۳۴ھ میں نصیر خان کی بیٹی نے اپنے شوہر سلطان علاء الدین کی بدسلوکی

اعلام کیا۔ اس وجہ سے نصیر خان اور سلطان بہمنی کے درمیان عداوت ہو گئی سلطان احمد گجراتی
کی صوابدید سے ۸۴۱ھ میں نصیر خان برار کی تسخیر کا عازم ہوا۔ امراء برار میں آپسمیں نفاق تھا
اونہوں نے نصیر خان کے آنے کی تمنا کی اور کہا کہ تو اولاد فاروقی سے ہے ہماری سعادت
کہ ہم تیری خدمت میں شہید ہوں خان جہان جو برار و دکن کا سپہ سالار تہا اور رکن اعظم سلطنت
بہمنیہ کا تھا وہ سرداروں کے نفاق پر مطلع ہوا قلعہ برنالہ میں متحصن ہوا۔ اور عرضداشت
یہاں کا سارا حال سلطان علاء الدین کو لکھا۔ امراء مخالف نے برار میں نصیر خان کے نام کا
خطبہ پڑہوایا۔ اور نصیر خان برنالہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ سلطان علاء الدین نے سنکے
بہت سی قیل و قال کے بعد ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سرلشکر بنا کر امراء مغل کے ساتھ
نصیر خاں کے مقابلہ کے لئے بہیجا۔ نصیر خان نے اپنے میں ملک التجار سے لڑنے کی طاقت نہ دیکہی
تو وہ مع امراء مخالف برار کے باہر چلا گیا۔ ملک التجار نے تعاقب کیا اور برہان پور کی
طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خان فاروقی قلعہ تلنگ میں چلا گیا اور اوس نے سلطان گجرات سے
مدد مانگی۔ ملک التجار عرب نے برہان پور میں آ کر ان کی عمارتوں کو اکھیڑ ڈالا اور جلا دیا جب
اوسنے سنا کہ لشکر سلطان پور و نذربار و سپاہ مالوہ آنے کو ہے تو وہ ایلغار کرکے تلنگ
کی جانب روانہ ہوا کہ کمکیوں کے آنے سے پہلے نصیر خان سے لڑے۔ چونکہ ملک التجار عرب
حوالی تلنگ میں بہت مسافت طی کرکے تین ہزار تیر انداز سوار مغل کے ساتھ خستہ و ماندہ
آیا تھا نصیر خان نے کمک کا انتظار نہیں کیا بارہ ہزار سوار لیکر میدان جنگ میں گیا اور شکست
پائی بیس نامی فیل و دیگر اثاثہ حکومت اوسکے چہن گئے۔ بہت مشقت سے قلعہ تلنگ میں آیا
غم و غصہ سے بستر رنجوری پر پڑا رہا۔ روزمیں ۳ ربیع الاول سال مذکور کو مرغ روح اس کا بہشت
کو اڑ گیا۔ اوسکے بڑے بیٹے عادل خان نے باپکے تابوت کو دادا کی بغل میں تہال نیر میں
دفن کیا۔ اسکی مدت سلطنت ۴۰ سال و ۶ ماہ ۲۶ روز تہی +

ذکر سلطنت میراں عادل فاروقی

میراں عادل خاں فاروقی سلطان ہوشنگ کی بہن کا بیٹا تہا۔ باپ کے مرنے کے بعد

خاندیس کی حکومت اوسکو ہاتھ لگی - اوسنے ملک التجار کے دفع کرنے میں توجہ کی - امرا گجرات پاس آدمی بھیجکر اونکو جلدی بلایا - ملک التجار نے قلعہ تلنگ کو محاصرہ کر لیا تھا جب اوسنے سنا کہ لشکر گجرات سلطانپور میں آگیا تو وہ دکن کو چلا گیا - میران عادل خاں سلطنت کے کاموں میں مشغول ہوا ۳۲ سال ۸ ماہ ۲۳ روز تک وہ سلطنت کرتا رہا کہ ۸ - ذی الحجہ ۸۴۴ھ میں بلدہ برہان میں شہید ہوا - شہید ہونے کا سبب تاریخوں میں نہیں لکھا - وہ تہالنیر میں اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہوا +

ذکر حکومت مبارک خاں فاروقی بن عادل خاں فاروقی

بعد باپ کے مبارک خان نے ۱۷ سال ۱۱ مہینے بغیر کسی منازعت و معاندت خلائق خاندیس پر ریاست کی - ۱۲ - رجب ۸۶۱ھ کو اس جہان بے بقا سے سفر کیا اسکا بیٹا میران مبارک خان الملخاطب عادل خان فاروقی جانشین ہوا - اوسنے قصبہ تھالنیر میں دادا پردادا کے مقبرہ میں باپ کو دفن کیا +

ذکر حکومت میران عینا الملخاطب بہ عادل خاں فاروقی

میران مبارک خان کے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا عادل خاں جانشین ہوا - خاندیس میں جیسی اوسنے فرمان روائی کی ایسی کسی اور حاکم نے پہلے حکومت نہیں کی اوسنے اطراف کے رایوں سے باج لیا گونڈواڑہ اور گڈھ منڈل کے راجاؤں کو مطیع کیا - کولی اور بھیل کی قوموں کو چوری اور راہ زنی سے باز رکھا آسا اہیر کے قلعہ سے خارج کوہ آسیر کے اوپر ایک اور حصار بنایا اور اوسکا نام مالی گڑہ رکھا اور شہر برہانپور کے پہلو میں آب تاپتی کے کنارہ پر قلعہ بنایا اور اس میں عمارات عالیہ بنائیں اکثر اوقات یہاں رہتا تھا - اپنے تئیں جھارکندی سلطان یعنے شاہ کوہستان جھارکند کہتا تھا - جھارکھنڈ ہندی زبان میں اس جنگل کو کہتے ہیں کہ بہت دشوار گذار ہو چونکہ اوسکو اثاثہ شاہی باپ دادا سے زیادہ حاصل ہوا تو اوسنے غرور میں آنکر پہلے طریقہ کے خلاف سلطان گجرات کی خدمت میں پیشکش نہ بھجوائی اور اعلام تکبر کو بلند کیا سلطان محمود کو اس سرکشی پر آگاہی ہوئی

تو اوسنے ۹۱۴ھ میں گجرات کا ایک بڑا لشکر خاندیس میں بہیجا۔ امراء خاندیس بھی اول مقابلہ
ومقاتلہ کے قصد سے گئے مگر بے جنگ وجدال دشمنوں کے سامنے سے ہٹ کر قلعہ تھالنیر
وآسیر میں چلے آئے۔ سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس میں بے حد خرابی پھیلائی عادل خان
لڑائی اور اپنی سرکشی سے پشیمان ہوا۔ اوسنے شاہ گجرات کی اطاعت اختیار کی
اور کبھی چند سالہ پیشکش دی تو لشکر گجرات اوسکی ولایت کو چھوڑ کر چلا گیا عادل خان
نے ۴۶ سال ۸ ماہ ۳ روز خوب فراغت وعشرت کے ساتھہ سلطنت کی۔ پھر
۱۴ ربیع الاول ۹۰۸ھ ۱۵۰۳ء میں خداکو جان سونپی اور وصیت کے موافق ملبہ برہان پور کے
دولت میدان میں مدفون ہوا یہ دولت میدان کسی زمانہ میں برہان پور سے ایک میل
پر بادشاہوں کی تیر اندازی کا میدان تھا۔ وہاں باغ پر فضا تھا یا اب جہاڑ جھنکار آگے
ہوئے ویران پڑا ہے اور ایک کونہ میں عادل خان کی قبر ٹوٹی پہوٹی پڑی ہے +
عادل خان کی اولاد پسری نہ تہی اوس کا بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان
فاروقی مسند آرا ہوا +

ذکر حکومت داؤد خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی

داؤد خان بعد بھائی کی وفات کے بھائی کے تخت پر بیٹھا۔ حسام علی اور یار علی مغل دو سگے
بھائی تھے اونہوں نے سلطان کے مزاج میں بڑا دخل پیدا کیا حسام علی کو ملک
حسام الدین کا خطاب ملا۔ مہمات ملک ومال میں وہی معتمد علیہ ہوا +
۹۰۹ھ ۱۵۰۴ء میں داؤد خان نے چاہا کہ سرحد احمد نظام شاہ بہمنی بحری کے بعض پرگنات
پر متصرف ہو۔ اس معنی پر نظام شاہ مطلع ہوکر کوچ بر کوچ کرتا ہوا احمد نگر سے خاندیس
کی طرف آیا۔ داؤد خان قلعہ آسیر میں تہا۔ احمد نظام شاہ تاراج وتخریب جتنی کر سکا
اوسنے کی۔ داؤد خان نے مضطر وعاجز ہوکر سلطان ناصر الدین خلجی سے استمداد اور
اعانت چاہی۔ اوسنے حق ہمسائگی کے سبب سے منظور کیا اور اقبال خان کو ایک فوج بزرگ
کے ساتھہ کمک کے لئے برہان پور بہیجا جب یہ سپاہ حوالی آسیر میں آئی تو نظام شاہ لشکر

مالوہ کا مقابلہ نہ کر سکا احمد نگر کو چلا گیا۔ برہانپور میں اقبال خاں چند روز مقیم رہا اور داؤد خاں کو مجبور کر کے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ پڑھوایا داؤد خان نے پیشکش دیکر اقبال خان کو واپس کیا۔ داؤد خان آٹھ سال ایک ماہ و دس روز سلطنت کر کے ۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء میں فوت ہوا۔ ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے اتفاق کر کے اوسکے بیٹے غزنیں خان کو بادشاہ بنایا۔ دس روز بعد ملک حسام الدین نے اوسکو زہر دیکر مار ڈالا جسکا سبب خدا ہی جانتا ہے +

داؤد خان فاروقی کا کوئی اور بیٹا نہ تھا۔ احمد نگر میں احمد نظام شاہ بحری پاس سلاطین فاروقیہ کی اولاد میں عالم خان تھا آدمی بھیجکر اوسکو طلب کیا۔ نظام شاہ بحری اور اعتماد الملک بادشاہ برار کے مشورہ سے عالم خان خاندیس کا بادشاہ قرار پایا اکثر امرا و سردار اوسکی خدمت میں کمر بستہ ہوگئے۔ ملک لاڈن اوسکی بادشاہی پر راضی نہ ہوا وہ بھی اس سلطنت کے اعیان تھرگ میں تھا اوسنے ملک حسام الدین سے مخالفت کی اور قلعہ آسیر پر متصرف تھا اوسمیں متحصن ہوا۔ اس وقت میں غزنیں خان وہ رھزرہ حکومت کے گناہ کی سزا میں تھیدی زندان میں گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی کہ دختر زادہ شاہ محمود تھا سرحد تھال نیر میں اقامت رکھتا تھا۔ اوسنے اور اوسکی ماں نے ایک عریضہ شاہ محمود شاہ کو لکھکر گجرات بھیجا اوسکا مضمون یہ تھا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا۔ جہات ملکی میں اختلال کلی آیا۔ اگر اس صورت میں باپ دادا کی جائے مجھہ فقیر کو مرحمت ہو تو نہایت ذرہ پروری ہوگی۔ سلطان محمود شاہ نے اس عریضہ کو پڑھا اور خود آپ خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین نے مضطرب ہو کر بہت جلد آدمی احمد نظام شاہ بحری و فتح اللہ عماد شاہ پاس بھیجا اور ایسی تضرع کی کہ وہ اپنی جمعیت کے ساتھہ بقصد اعانت برہان پور میں آئے اثناء راہ میں شاہ محمود بیکرنے عالم خان کے اجلاس کی اور ملک لاڈن کی مخالفت کی خبر سُنی۔ نظام شاہ و عماد الملک نے لشکر خاندیس کی دورنگی پر اور سپاہ گجرات کی شوکت پر خیال کر کے ہر ایک نے چار چار ہزار سوار عالم خان و حسام الدین کے لئے بھیجے۔ اور خود

کاویل کو چلے گئے سلطان محمود نے آصف خان اور عزیز الملک آراستہ لشکر کے ساتھہ ملک
حسام الدین اور عالم خان کی تادیب کے لیے روانہ کیے۔ افواج دکن اس لشکر گجرات کا حال سنکر
بے اجازت ملک حسام الدین کے دکن کو روانہ ہوئی۔ ملک لادن اور ملک حسام الدین دونو سلطان
گجرات سے مل گئے۔ اور عالم خان کو دکن روانہ کر دیا۔ سلطان محمود شاہ نے عادل خان کو
اعظم ہمایون کا خطاب دیکر برہان پور کے تخت پر بیٹھایا۔ اور مظفر شاہ کی بیٹی کا نکاح اوسنے کیا
اور تین لاکھہ ٹنکہ اوس کو سعہ خرچ کے لیے دیے جو اس زمانہ میں ۰۰۰۰ ۴ روپیئے ہوتے
ہیں اور ملک لادن کو خان جہان کا خطاب دیا اور جاگیر اسوا اس دی اور حسام الدین کو
شہریار خان کا خطاب دیا۔ اور ان کو خلعت جاگیریں دیکر سلطان پور کو چلا گیا +

ذکر حکومت عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایون

جب عادل خان اپنے جد مادری سلطان محمود شاہ کی امداد سے سلطنت خاندیس کا
مالک ہوا تو وہ تھالنیر سے برہان پور میں آیا۔ مہمات جہانداری میں مصروف ہوا۔ ملک
حسام الدین بھی یہاں آگیا چند روز میں خبر آئی کہ ملک حسام الدین نے پھر نظام شاہ سے
اخلاص پیدا کیا ہے اور چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا حاکم بنائے۔ عادل خان
نے حسام الدین خان کو بلایا۔ وہ اس بلانے کے بھید سے واقف تھا۔ چار ہزار سوار لیکر برہان پور
کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ اس بلدہ کی نواحی میں آیا۔ عادل خان تین سو سواروں سے
اوسکے استقبال کو گیا اور اپنی منزل میں اتارا اور خلعت دیکر رخصت کیا کہ اپنے دائرہ کو جائے
پھر ملک حسام الدین کو بلایا وہ اپنے غرور و نخوت کے سبب سے جمعیت تمام کے ساتھہ آیا۔ بعد
ملاقات کے مشورہ کرنے کے لئے عادل خان اس کا ہاتھہ پکڑ کر خلوت خانہ میں لایا۔ اور چند
پان کھلا کے رخصت کیا۔ جب وہ کھڑا ہوا تو دریا خان نے اوسکے ایسی تلوار ماری کہ اوسکے
دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ مشورہ قتل پہلے سے تجویز ہو چکا تھا۔ پھر ملک برہان عطاء اللہ گجراتی
نے کہ اعظم ہمایوں کا وزیر تھا گجراتیوں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ حرام زادوں کو مارو
گجراتیوں نے تلواریں سونت کر ملک یا کھا المخاطب غازی خان اور اوسکے سرداروں کو سر کا

حسام الدین کے ہمراہ تھے مار ڈالا۔ آدہی ولایت ان امیروں کے تصرف میں تہی وہ سب عادل خاں کے ہاتھ آئی۔ مملکت خاندیس گجرات کے لشکر آنے سے پہلے مخالفوں کے خس وخاشاک سے پاک صاف ہوئی۔ عادل خان ایک دن آسیر میں جاکر فوراً پھر باہر چلا آیا اور سلطان محمود گجراتی کو خط لکھا کہ میں ایک دفعہ قلعہ آسیر کی سیر کو گیا تہا۔ وہاں شیر خان و یوسف خان کو جنکے تصرف میں قلعہ ہے شیطنت و نفاق سے خالی نہیں دیکھا۔ باوجودیکہ ملک حسام الدین قتل ہوا مگر اونہوں نے اپنا نفاق نہیں چھوڑا۔ احمد شاہ بحری کو لکھا ہے کہ وہ عالم خاں کو ساتھ لیکر چلا آئے۔ یہ دونوں مع لشکر کے سرحد پر آگئے ہیں۔ بندہ نے غازی خان جہان و مجاہد الملک و امرا کے ساتھ قلعہ آسیر کا محاصرہ کر رکھا ہے اگر نظام شاہ میری ولایت میں آیا تو میں مہمات قلعہ موقوف کرکے اُسے لڑنے جاؤنگا۔ سلطان محمود نے مضمون مکتوب سے اطلاع پاتے ہی بارہ لاکھ تنکہ نقد عادل خاں پاس بہیجا اور دلاور خاں و صفدر خاں اور اور امرا کو سامان دیکر روانہ کیا۔ اور خط کے جواب میں لکھا کہ خاطر فرزند جمع رہے جسوقت احتیاج ہوگی میں خود متوجہ ہونگا۔ احمد نظام شاہ بحری شاہان دکن کے غلاموں میں سے ہے اوسکو اسقدر زور کہاں سے حاصل ہوا کہ اوس فرزند کی ولایت میں آئے اور مضرت پہنچائے۔ نظام شاہ بحری کا ایلچی گجرات میں آیا ہوا تہا اوس کو بہی ڈرایا۔ غرض احمد نظام شاہ بحری یہ احوال دیکہکر اپنے دار الملک کو چلا گیا۔ شیر خاں و ملک یوسف سیف خاں عہد و امان لیکر قلعہ سے باہر آئے اور کاویل میں چلے گئے۔ عادل خاں پاس جب لشکر گجرات آگیا تو وہ راجہ کالنہ کی جانب متوجہ ہوا۔ وہ نظام شاہ بحری کا مطیع تہا اوس کے بعض مواضعات و قریات تاخت و تاراج کئے۔ راجہ کالنہ نے عجز و انکسار کے ساتھ پیشکش دی۔ عادل خاں نے لشکر گجرات کو رخصت کیا۔ آسیر میں مراجعت کی ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء میں وہ اپنے خالو کے ساتھ شادی آباد منڈو میں گیا۔ خدمات شائستہ بجا لایا۔ اس کا حال بتفصیل ظفر الوالہ گجرات میں لکھا ہے۔ ۹۲۶ھ ۱۵۲۰ء میں عادل خان مریض ہوا اور ۱۴ رمضان کو دنیا سے انتقال کیا ۱۹ سال سلطنت کی۔ اوسکا بیٹا میراں محمد فاروقی جانشین پدر ہوا یہ بہادر شاہ گجراتی کا

بہا نجا بھی تھا۔

ذکر حکومت میران محمد شاہ فاروقی بن عادل شاہ فاروقی

باپ کے مرنے کے بعد برہانپور کے تخت کا مالک ہوا۔ ان برسوں میں احمدنگر کے بادشاہ نظام شاہ۔ اور برار کے بادشاہ عماد الملک میں آپس میں قلعہ ماہور اور بعض پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوا۔ میران محمد شاہ کی وساطت سے عماد الملک سلطان بہادر سے ملتجی ہو کر طالب اصلاح ہوا۔ شاہ بہادر شاہ گجرات نے عین الملک حاکم پٹن کو سرحد دکن پر بھیجا کہ وہاں کے احوال پر غور کر کے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرادی۔ شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے نظام شاہ بحری نے عماد الملک سے آشتی کر لی۔ جب عین الملک نے مراجعت کی۔ برہان نظام شاہ بحری دوبارہ قلعہ ماہور اور برار کے بعض قصبات و پرگنات پر متصرف ہوا عماد الملک نے عاجز ہو کر میران محمد شاہ فاروقی سے مدد طلب کی ۔ ۱۵۱۹ھ میں میران محمد شاہ جمعیت و ہاتھیوں کو لیکر علاء الدین عماد شاہ کی مدد کو دکن میں آیا۔ یہ دونو گوداوری کے کنارہ پر ملے۔ یہاں برہان نظام شاہ سے لڑائی ہوئی جسمیں نظام کو شکست ہوئی اور اوسکا لشکر پراگندہ ہوا۔ عماد الملک یہ سمجھ کر کہ مجھے فتح ہوگی بے پروا معرکہ میں کھڑا ہوا۔ اور سب سپاہ لوٹ پر جھکی کچھ تعاقب میں گئی تو برہان نظام شاہ تین ہزار سواروں سے میدان جنگ میں آیا۔ اور غنیم کو لشکر جمع کرنے کی فرصت نہ دی اور دونو کو بھگا دیا۔ عماد الملک کاویل کو چلا گیا اور میران محمد شاہ فاروقی آسیر میں آیا سلطان بہادر گجراتی کو مکاتیب لکھے۔ اور امداد کی درخواست میں مبالغہ کیا تو سلطان بہادر گجراتی مع رزم خواہ سپاہ کے برہانپور میں آیا۔ میران محمد شاہ کو ساتھ لیکر ولایت برار میں گیا۔ جب جالنہ پور میں آیا تو اس ملک کی طمع میں آن کر اوسنے یہ قصد کیا کہ عماد الملک کے ہاتھ سے ملک برار کو نکال کر اپنے متعلقین کے سپرد کرے اور خود احمدنگر کو جائے اور اوسکو برہان نظام شاہ سے لیکر اپنے خطبہ اور سکہ کو اس نواحی میں رواج دے عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت پشیمان تھا اوسنے میران محمد شاہ سے سلطان بہادر

کی شکایت کی میران محمد شاہ نے کہا کہ خود کردہ را علاجے نیست جو کام نہیں کرنا چاہیے وہ کیا
کیا۔ اب سوا صبر و تحمل کے چارہ نہیں ہے۔ اتفاقاً ایسی تقریب ہوئی کہ سلطان بہادر شاہ
سے میران محمد شاہ نے کہا کہ مملکت برار سلطان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس مملکت میں زیادہ
توقف کی ضرورت نہیں ہے صلاح دولت یہ ہے کہ اس مملکت میں خطبہ شاہ کے نام کا پڑھا جائے
عماد الملک شاہ کا ملازم ہو اور شاہ اوس کو احمد نگر لے جائے۔ اور اوس کو مسخر کرے سلطان کو
یہ رائے خوش آئی۔ برار میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوا کے اور عماد الملک کو ملازم بنا کے احمد نگر
میں آیا۔ یہاں سے دولت آباد گیا جسکا حال پہلے اپنی جگہہ پر ہو چکا ہے۔ میران محمد شاہ کی حسن تدبیر
سے سلطان بہادر شاہ نے نظام شاہ اور عماد الملک کی مملکت کی تسخیر سے درگذر کرکے
مراجعت کی۔ بسنہ ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ء میں سلطان بہادر شاہ نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ
کو اوسکی تسخیر میں اپنا شریک کیا۔ بعد فتح مالوہ کے سلطان نے اوس کو رخصت کیا وہ برہانپور
میں آ گیا برہان نظام شاہ نے جب سنا کہ بہادر شاہ نے مالوہ تسخیر کر لیا تو وہ نہایت مضطر ہوا
اور شاہ طاہر کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ دونو مصادقت کے طریقہ پر چلیں۔ اسکا ذکر وقائع دکن
اور گجرات میں کیا گیا ہے کہ میران محمد شاہ کی سعی سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر شاہ
کے درمیان صداقت غائبانہ ہو گئی اور میران محمد شاہ کے کہنے سے برہان نظام شاہ برہانپور
میں سلطان بہادر سے ملاقات کرنے آیا۔ بہادر شاہ نے اوسکو چتر و سراپردہ سرخ و خطاب نظام شاہی
عنایت کیا جب ہمایون بادشاہ نے گجرات فتح کر لیا تو اوسنے اپنے ایک معتمد آصف خان کو
احمد نگر میں برہان نظام شاہ بحری پاس استمالت کے لئے بھیجا اور پیشکش کا طالب ہوا اور اوسکے
بعد وہ ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہانپور گیا۔ مگر شیر شاہ کا دہلی کی طرف جانا ہمایون
بادشاہ کو مالوہ سے آگرہ کی طرف الٹا لے گیا۔ اس زمانہ میں بہادر شاہ نے گجرات کے دوبارہ
لینے کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ وہ دہلی کے افسروں کو مالوہ سے نکال دے۔ اوسنے
یہی کیا اور ملو خان کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ یہ گجرات کی طرف سے مالوہ میں حاکم تھا اوسنے مندو کو
لے لیا۔ جب بہادر شاہ نے پرتگیزوں کے ہاتھ سے شربت شہادت پیا اور اوسکے کوئی بیٹا

نہ تنہا اوسنے اور اوسکی ماں نے میراں محمد شاہ فاروقی کو گجرات کا بادشاہ بنایا۔ غائبانہ اوسکے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ اوسکا نام محمد خان تھا اب وسکے نام میں لفظ شاہ داخل ہوا۔ اس خاندان میں اول یہی شخص تھا جسنے خطاب شاہی پایا۔ امرائے گجرات نے چتر و تاج مرصع بہادر شاہی گجراتی کا مالوہ میں اُس پاس بہیجا اور اوسکو آنے کے لیے لکھا۔ میراں محمد فاروقی نے تاج شاہی سر پر رکھکر گجرات کے جانے کا تہیہ کیا کہ ناگاہ مریض ہوا ۱۲۔ ذیقعدہ ۹۴۳ھ ۱۵۳۵ء میں دار القرار کو خراماں ہوا۔ ارکان دولت نے برہان پور میں دفن کیا۔

ذکر حکومت میراں مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

برہان پور میں میراں مبارک شاہ نے بڑے بہائی میراں محمد شاہ کے مرنے کی خبر سنی۔ میراں محمد شاہ کے کسی بیٹے کی عمر اس قابل نہ تہی کہ حکومت کے لائق ہوتا۔ اسلئے امرا و اعیان مملکت نے اوسکو حکمراں بنایا۔ اوسنے خلقت کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ بہادر شاہ گجراتی نے اپنے برادرزادہ سلطان محمود شاہ کو میراں محمد شاہ کو حوالہ کیا تہا کہ اوسکو کسی قلعہ میں محبوس کرے اور اوسکے حال سے خبردار رہے۔ اب امرائے گجرات نے اوسکو اپنا بادشاہ بنانا چاہا۔ اختیار خاں اوسکے بلانے کے لئے بہیجا۔ میراں مبارک خاں نے اس امید میں کہ امرائے گجرات مضطر ہو کر ناچار اسکی بادشاہی اختیار کریں سلطان محمود شاہ کی آزاد ہونے میں مضائقہ کیا۔ اعیان گجرات اس معنی کو سمجھکر خاندیس کی طرف جنگ کے لئے جانے کا ارادہ کیا میراں مبارک خاں نے خیر اندیشوں کی التماس سے سلطان محمود کو گجرات بھجدیا۔ انہی سنوات میں عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلاموں میں سے تھا بھاگ کر برہان پور میں آیا۔ میراں مبارک خاں سلطنت گجرات کی امید میں اوس کا معاون ہوا۔ عماد الملک نے دس بارہ ہزار سوار گجراتی جمع کئے۔ دریا خاں سلطان محمود کو لیکر میراں مبارک خاں و عماد الملک کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ سرحد گجرات و خاندیس پر فریقین میں جنگ عظیم ہوئی۔ میراں مبارک خاں شکست پاکر قلعہ آسیر میں آیا۔ عماد الملک منڈو کو بہاگا قادر شاہ کی پناہ میں آیا۔ سلطان محمود نے خاندیس کو تاراج و غارت کرنا شروع کیا تو مبارک خاں نے ناچار پیشکش بہیجکر صلح کرلی

سلطان محمود اپنی ولایت کو چلا گیا۔ بعد ایک مدت کے وہ صاحب اقتدار ہو گیا۔ اور اوس نے سلطان پور اور ندربار میراں مبارک خاں کو واسطے دئیے کہ جب قلعہ آسیر میں سلطان محمود اور میراں مبارک قید تھے تو سلطان محمود نے وعدہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ کی عنایت سے میں گجرات کا بادشاہ ہو جاؤنگا تو ندربار تجھکو دیدونگا۔ اوسنے اپنے عہد و قول کو پورا کیا ندربار اوس کے تصرف میں کر دیا +

سنہ ۹۶۹ھ (۱۵۶۱ء) میں باز بہادر والی مالوہ لشکر چغتائی سے مغلوب ہو کر اور اپنی مملکت سے محروم ہو کر میراں مبارک شاہ کی پناہ میں آیا۔ پیر محمد خاں حاکم مالوہ اوسکے استیصال کے قصد سے ولایت خاندیس میں آیا۔ برہان پور تک تاخت کر کے قتل و اسیر میں کوئی تقصیر نہیں کی خاندیس کے دختر و پسر و وضیع و شریف مغلوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ تصور میں آسکتے ہیں وہ یہاں وقوع میں آئے۔ میراں مبارک شاہ آسیر میں آیا اور تفال خاں حاکم ولایت برار کو کمک کے لئے طلب کیا۔ وہ بہت جلد خاندیس میں آ گیا میراں مبارک شاہ و باز بہادر دونوں اسکے ملے اور پیر محمد خاں کے دفع پر متوجہ ہوئے امرا و سپاہ مغل پاس اسباب بہت تہا وہ خاندیس کے محبوبوں کے ساتھہ عیش و عشرت میں مشغول تھے محاربہ و مقابلہ پر رغبت نہیں کرتے تھے مراجعت پر مائل تھے۔ پیر محمد خاں کو کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ امرا و سران سپاہ کے ساتھہ موافقت کرے وہ مالوہ کا عازم ہوا۔ ان سلاطین ثلاثہ نے اتفاق کر کے اس کا تعاقب کیا۔ تمام سپاہ مغل نے غنائم کے باہر لے جانے کے سبب سے پیر محمد خاں کی پیروی نہ کی اونہوں نے روز و شب مسافت طے کر کے اپنے سپہ سالار سے پہلے دریائے نربدہ سے عبور کیا تفال خاں نے حوالی نربدہ میں مغلوں کے لشکر پر ایلغار کی۔ پیر محمد خاں ڈوب گیا جس کا بیان اقبال نامہ میں کیا گیا ہے۔ مغلوں کا سارا اسباب لٹ گیا۔ باز بہادر کی مدد سے میراں مبارک خاں و تفال خاں مالوہ میں آئے اور اسے مغل کو اس ناحیہ سے باہر کیا۔ باز بہادر کو تخت مالوہ پر بٹہایا اور پہر وہ اپنے ملکوں کو چلے گئے میراں مبارک شاہ نے سنہ ۹۷۴ھ (۱۵۶۶ء) میں ۲۔ جمادی الآخر کو وفات پائی بعد ۳۲ سال حکومت کی میراں محمد خاں اوسکا بیٹا جانشین ہوا۔

ذکر ریاست میراں محمد شاہ بن مبارک شاہ فاروقی

مبارک شاہ نے اس سپنجی سرائے سے کوچ کیا اسکا بیٹا محمد شاہ جانشین ہوا۔ جہات سلطنت کو بے رونق نہیں کیا۔ اوسکے اول سال جلوس میں چنگیز خاں گجراتی اعتماد خاں وکیل سلطنت کی تحریک سے سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے نکال کر ندربار میں آیا۔ اور اوس نے میراں محمد شاہ کے تھانہ کو یہاں سے اوٹھا دیا۔ کوئی اسکا معترض حال نہیں ہوا۔ اوس نے آگے قدم اُٹھایا۔ قلعہ تھال نیر تک پہنچا اور اوس پر متصرف ہوا۔ بقدر امکان اوس نے میراں محمد کے ممالک کی مزاحمت کی میراں محمد نے تفال خاں حاکم برار کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور اوس سے اتفاق کر کے چنگیز خاں کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے دوڑا۔ حوالی تھال نیر میں چنگیز خان کے قریب آیا چنگیز خان باوجود بہادری او رشجاعت کے ایسا خوف و رعب میں آیا کہ ایک جائے قائب میں آیا اور ارابہا و توپ و تفنگ کو آپ نے آگے لگایا۔ اور سارا اسباب چھوڑ کر گجرات کو بھروچ کی طرف بھاگ گیا۔ دکنیوں اور خاندیسیوں نے اوسکا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکے تعاقب میں گئے۔ ارابہائے آتشبازی و فیلہاء بزرگ کو تصرف میں لاکر پھر آئے۔ کچھ مدت تک مملکت گجرات میں خلل کلی رہا خلائق گجرات عموماً یہ جانتی تھی کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان میں سے نہیں ہے تو میراں محمد شاہ فاروقی اپنے اوپر گجرات کی شاہی منحصر کہتا تھا روپیہ خرچ کر کے بہت لشکر جمع کر لیا تھا۔ گجرات کے سردار بھی اوس سے مل گئے تھے تیس ہزار سوار لیکر وہ دارالسلطنت احمد آباد پر متوجہ ہوا۔ ان دنوں میں احمد آباد پر چنگیز خاں متصرف تھا۔ اوس کے ساتھ نامی مرزا آن ملے تھے وہ آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے باہر آیا اور لڑا اور مرزاؤں کے استظہار سے میراں محمد شاہ کو چنگیز خان نے شکست دی اور اوسکا حال ابتر کر کے آسیر کی طرف بھگا یا اور اوسکا اسباب بے رہا تھی واثاثہ شوکت لیکر اپنے اسباب حشمت میں داخل کیا پھر مرزا چنگیز خان سے بگڑ کر خاندیس کو لوٹنے آئے۔ میراں محمد شاہ لشکر جمع کرتا ہی رہا کہ وہ اپنا

کام بنا کے چلتے بنے سنہ ۹۸۳ھ مرتضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے ولایت برار کو مسخر کیا اور تفال خاں کو دستگیر اور مراجعت کا عزم کیا۔ اس مملکت میں سے ایک شخص نے اپنے تئیں عماد شاہیہ خاندان سے منسوب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی کی پناہ میں آیا وہ اسکے فریب میں آگیا اور چھہ سات ہزار سپاہ اوسکے ہمراہ کی اور اوسکو ولایت برار کو بھیجا اور وہاں ایک خلل عظیم پیدا ہوا۔ آخر مرتضی نظام شاہ بحری نے خواجہ میر دبیر اصفہانی المخاطب چنگیز خاں (یہ تعجب ہے کہ اسوقت میں احمد نگر اور گجرات دونو کے وزیر اعظم کا ایک ہی نام چنگیز خاں تہا) کی صوابدید سے میران محمد فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کردیا اور وہ برہان پور میں آیا۔ میران محمد اس کا مقابلہ نہ کرسکا قلعہ آسیر میں آیا۔ مرتضے نظام شاہ نے آسیر کا محاصرہ کیا اور دکنیوں نے ملک خاندیس کو لوٹنا شروع کیا۔ میران محمد نے صلح کرلی اور چھہ لاکھہ مظفری کہ قریب تین لاکھہ ٹنکہ کے ہوتی ہیں مخالف کو دئے اور لشکریوں کو راضی کیا تو اونہوں نے محاصرہ چھوڑا اور احمد نگر کو مراجعت کی سنہ ۹۸۴ھ میں میراں محمد بیمار ہوکر مرگیا۔ اوس کا بیٹا حسن خاں فاروقی نابالغ طفل تہا حکمراں ہوا۔ اوسکا چچا راجہ علی خاں فاروقی ابن میران مبارک خاں جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت میں تھا۔ جب اوس نے بھائی کے مریض ہونے کی خبر سُنی تو وہ آگرہ سے خاندیس کو روانہ ہوا۔ یہاں حسن خاں کو معزول کرکے خود بادشاہ ہوا +

ذکر راجہ میراں علی خاں بن مبارک خاں

جب خاندیس کے تخت حکومت پر راجہ علی خاں نے جلوس کیا تو ہندوستان کے معظم بلاد بنگالہ و سندھ و مالوہ و گجرات جلال الدین اکبر شاہ کے تصرف میں گئے تہے۔ اس سبب سے راجہ علی خاں نے ملاحظہ کرکے اپنے نام کے ساتھہ شاہ کا لفظ نہیں لگایا۔ اور اپنے تئیں شہنشاہ اکبر کا باج گزار سمجھا اور تحفے اور ہدیئے بھیجکر اپنا اخلاص اکبر کے ساتھہ ظاہر کرتا رہا۔ اوس کے ساتھہ ہی بادشاہان دکن سے بھی

رابطہ آشنائی وخصوصیت رکھتا تھا اور ان کی خاطر کی استمداد سے باہر ہند جاتا تھا وہ ایک حاکم عادل وعاقل عالم وشجاع تھا۔ کل منہیات سے اجتناب کرتا تھا۔ اکثر اوقات حنفی مذہب کے علما وفضلا کے ساتھہ مجالست رکھتا تھا۔ اور ملک کی امنیت وتعمیر میں کوشش کرتا تھا اور امور جہانبانی میں فراغ بالی سے اشتغال رکھتا تھا۔ ۹۹۵ھ میں مرتضے نظام شاہ پردہ نشین ہوا۔ اوسکے وکیل السلطنت صلابت خان اور اوسکے سپہ سالار برار سید مرتضے میں نزاع ہوا اور احمد نگر سے چہہ کروہ پر ایک جنگ ہوئی۔ صلابت خان کو فتح ہوئی سید مرتضے وخداوندخان دس بارہ امرا کے ساتھہ بہاگ کر برہانپور میں آئے۔ راجہ علی خاں جانتا تھا کہ یہ دادخواہوں کے طور پر اکبر بادشاہ کے روبرو جائینگے۔ اور انتقام لینے کے لئے لشکر مغل لائینگے۔ تو وہ اونکے ممانعت کے اندیشہ میں ہوا۔ مرتضے خان اوسکی بات کو سمجہہ گیا وہ برہانپور سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ راجہ علی خان نے لشکر اوسکے تعاقب میں بہیجا کہ وہ اوسکو رستہ سے پہیر لائے خواہ اس میں وہ خوش ہو یا ناخوش۔ جب خاندیسی سید مرتضے کے پاس پہنچے اور اوسے مراجعت کی استدعا کی اوسنے قبول نہیں کی تو صف جنگ آراستہ ہوئی جس میں خاندیسیون کو شکست ہوئی۔ سید مرتضے سبزواری اور خداوندخان حبشی مظفر ومنصور آب نربدہ سے پار چلے گئے اور جب شہنشاہ اکبر کی خدمت میں پہنچے تو اونہوں نے صلابت خان کی شکایت کا ضمیمہ راجہ علی خاں کی شکایت کو بنایا۔ اکبر بادشاہ ہمیشہ دکن کی تسخیر کی کمین میں رہتا تھا اوسنے سید مرتضے وخداوندخاں اور امراء دکنی کو اقطاع لایق ومناصب شایق سے سرافراز کرکے امیدوار کیا۔ راجہ علی خان نے شہنشاہ کے خوف سے پیشکش بہیجکر اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے فعل کی معذرت کی +

۹۹۶ھ میں برہان نظام شاہ بحری ثانی وسید مرتضے وخداوندخان حبشی اور تمام امراء دکن کو شہنشاہ اکبر کا حکم ہوا کہ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ حاکم مالوہ پاس جائیں اور مرزا کو حکم ہوا کہ جماعت مذکور کے ساتھہ اتفاق کرکے دکن کو تسخیر کرے +

مرزا کوکہ اس جماعت دکنی کو اور سپاہ مالوہ کو لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا اور مرتضےٰ
نظام شاہ کی طرف سے مرزا محمد تقی نظیری سرلشکر ہوکر مرزا کوکہ کی مدافعت کے لئے خاندیس
کی سرحد پر آیا۔ مرزا کوکہ نے فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خاں پاس بھیجا کہ اکبر بادشاہ کی سوافقت
پر دلالت کرے اسی زمانہ میں مرزا محمد تقی بھی آسیر میں آیا کہ راجہ علی خان کو نظام شاہ
کی طرف لے چلے۔ اب راجہ علی خاں متحیر تھا کہ اب کیا کروں۔ فتح اللہ سے معذرت کرکے
اپنی جمعیت کے ساتھ لشکر نظام شاہ سے ملا۔ ایک مہینے کے بعد مرزا محمد تقی و راجہ علی خان
تیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ لیکر ہنڈیہ کی طرف چلے یہیں معسکر مغلوں کا تھا۔ دوسرے روز
یہاں لڑنے کا ارادہ تھا کہ مرزا کوکہ دوسری راہ سے برار کی طرف روانہ ہوا سپاہ مغل
بالا پور و ایلچپور کو غارت کرکے مقیم ہوئی اوس کے تعاقب میں مرزا محمد تقی و راجہ علی خاں
آن پہنچے۔ مرزا کوکہ نے مقابلہ و مقاتلہ میں صلاح نہ دیکھی وہ ندربار کی راہ سے اپنے لشکر سے
جا ملا۔ راجہ علی خاں نے مغلوں کی سپاہ کے چلے جانے سے مرزا محمد تقی کی خاطر جمع کرکے
برہان پور کو مراجعت کی اور اوسکے شکرانہ میں بہت روپیہ فقرا اور مستحقین کو تقسیم کیا۔

۱۰۰۵ھ؁ ۱۵۹۵ء میں برہان نظام شاہ دوم کے مرنے کے بعد شاہزادہ مراد و خان خانان
اون کے ہمراہ ہوا۔ جنگ عظیم جو خان خاناں اور سہیل خان کے درمیان ہوئی دکنیوں
کی آتش باری سے راجہ علی خاں مع اور افسروں کے سوختہ ہوا وہ برہان پور میں دفن ہوا
اوس نے ۱۲ سال سے کچھ زیادہ حکومت کی +

ذکر حکومت بہادر خاں فاروقی بن راجہ علی خان اور خاتمہ حکومت خاندان فاروقی

۱۰۰۶ھ؁ ۱۵۹۶ء میں راجہ علی خاں فاروقی مرگیا تو مرزا عبد الرحیم خان خانان کی تجویز سے
اور اکبر شہنشاہ کے فرمان سے بہادر خاں کو خاندیس کی حکومت ملی یہ خفیف العقل و
نا تجربہ کار تھا شراب افیون کے نشوں میں ڈوبا عورتوں کی صحبت میں رات دن رہتا گانے
ناچ گانے کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ ملک و دولت سے غافل ہوا۔ جب سلطان مراد بادشاہ ہوئے

مرگیا۔ شاہزادہ دانیال کو صوبہ دکن ملا۔ اور وہ یہاں تشریف لایا تو بہادر خان نے برخلاف
باپ کے طریقہ کے کوتاہ اندیشی یہ کی کہ اسے ملنے نہ گیا اور جب اکبر بادشاہ خود تسخیر دکن کے
لئے شادی آباد منڈو میں آیا۔ تو بہادر شاہ اوسکے استقبال کو نہ گیا قلعہ آسیر میں متحصن ہوا
اور قلعہ داری کی تیاری کی۔ کمال سفاہت و بے تمیزی سے سواء سپاہ و شاگرد پیشہ و
مردم ضروری کے کہ قلعہ کی محافظت و خدمت کے لئے کام میں آئیں اٹھارہ ہزار آدمی رعیت
و بقال وغیرہ قلعہ کے اندر جمع کئے گھوڑے ہاتھی بھینسیں و بزو گوسفند و مرغ و کبوتر کو بھی
قلعہ کے اوپر لے گیا۔ آصف خاں بیان کرتا ہے کہ جب قلعہ فتح ہوگیا تو اسّی ہزار مرد و
زن قلعہ سے باہر آئے۔ اور چالیس ہزار آدمی عفونت و وبا سے ایام قلعہ بندی میں مرگئے
اسی قدر حیوانات ہر جنس کے مردوں میں شمار کرنے چاہئیں۔ جب موکب شاہی برہانپور
میں آیا۔ بہادر خاں کا احوال بادشاہ نے سوچا تو خود احمد نگر نہ گیا۔ خان خاناں و شاہزادہ
دانیال کو وہاں بھیجا اور خود شہر میں اقامت کی اور امراء سے آسیر کا محاصرہ کرایا۔ ایام
محاصرہ کو امتداد ہوا دس مہینے لگ گئے۔ آدمیوں اور حیوانوں کی کثرت سے قلعہ میں ہوا
بگڑی۔ جانور اور آدمی مرنے شروع ہوئے جس سے اہل قلعہ نہایت مضطر و مضطرب
ہوئے۔ اس اثناء میں اہل قلعہ کو خبر لگی کہ بادشاہ کے ساتھ ایک جماعت ہے جو طلسمات
و افسون کو جانتی ہے اوسکو حکم ہوا ہے کہ تسخیر قلعہ کا عمل شروع کرے۔ اور خود بادشاہ
بھی اسم اعظم کا عمل جانتا ہے وہ اوسنے شروع کیا ہے۔ یہ وباء مرگ اسی کے سبب سے ہے
اس خبر سے اہل قلعہ کے ہوش حواس اُڑے بید ست و پا ہوئے۔ اونہوں نے جانوروں
اور آدمیوں کو قلعہ سے باہر کر کے عفونت کے اسباب کو کم نہیں کیا۔ ہر چند محافظان قلعہ
نے افلاس و پریشانی و کمی غلہ و آذوقہ کی شکایت کی مگر بہادر خاں اونکے احوال پر
متوجہ نہوا۔ کار آمد و جنگی آدمی پریشان ہوئے۔ امراء اکبری نے قلعہ مالی گڈھ کو فتح
کر لیا۔ وہ قلعہ آسیر سے متصل تھا۔ بہادر خان باوجودیکہ ذخیرہ دہ سالہ رکھتا تھا اور خزانہ
نقود و اجناس سے پر تہا مگر اوسنے آدمیوں کو کچھہ نہ دیا۔ اسلئے اہل قلعہ نے اتفاق کر کے

یہ ارادہ کیا کہ بہادر خاں کو مع مقربوں کے گرفتار کرکے اکبر بادشاہ کے حوالہ کریں بہادر خاں کو جب اوسکی اطلاع ہوئی تو اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ سبنے بالاتفاق یہ کہا کہ روز بروز بیماری و مردگی کی شدت ہوتی ہے۔ جانیں تلف ہوتی ہیں اسوقت غلہ و ذخیرہ وخرچ کا سپاہیوں کو دینا وباکو دور نہ کرے گا اس طرح اس بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے خلاصی نہیں ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ جان ومال کی امان مانگ کر بادشاہ کی خدمت میں جائیں قلعہ حوالہ کریں۔ بہادر خاں نے اس رائے کو پسند کیا۔ خان اعظم مرزا کوکہ کی معرفت امان کا طلبگار ہوا۔ بادشاہ نے اوسکو جان کی امان دی اور مال کے باب میں ساکت ہوا۔ بہادر خاں نے اوسکو غنیمت جانا وہ بادشاہ کی خدمت میں گیا۔ قلعہ آسیر اور دہ سالہ ذخیرہ واذوقہ خزانہ وغیرہ بادشاہ کے نوکروں کو حوالہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب اکبر آسیر کو فتح کرکے آگرہ گیا تو اوسنے فرمان بھیجا کہ قلعہ آسیر میں مسجد جامع جسکی مثل عظیم شہروں میں بھی کم ہے ڈہائی جاوے اور اوسکی جگہ بتخانہ بنایا جائے مگر شاہزادہ دانیال نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی غرض یہ قلعہ آسیر جسکی برابر ہندوستان میں کوئی قلعہ مستحکم ومضبوط نہ تہا آسانی سے اکبر شہنشاہ کے ہاتھ آگیا اور سنہ ۱۰۰۹ھ میں سلاطین فاروقیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ بادشاہ نے بہادر خاں کو لاہور میں بھیجدیا۔ پہر اوسکو حکومت کا منہ دیکھنا نصیب نہوا۔ اوسکے فرزندوں کو سرکار بادشاہی سے علوفہ ملتا تہا وہ سنہ ۱۰۳۳ھ دار الخلافہ آگرہ میں اجل طبعی سے مرگیا۔ اوسکی مدت حکومت ۳ سال کچھ زائد تھی۔ اوسنے دریاء تاپتی کے کنارہ پہ برہانپور کے مقابل ایک شہر بہادر پور آباد کیا تہا فقط

ختم شد

تاریخ
سلاطین پوربی جنکو سلاطین بنگال بھی کہتے ہیں

ملک بنگال جو اہل یورپ کے تاجران کے لئے تو فردوس بن گیا مگر اور قدیم زمانہ میں اہل دنیا کو اسکا حال معلوم نہ ہوا۔ یونانی یہاں کبھی نہ آئے۔ رومی آئے ہوں مگر اونہوں نے اس ملک کا حال کچھ نہیں لکھا۔ استرابو جو علم جغرافیہ کا باپ کہلاتا ہے وہ شکایت کرتا ہے کہ مصر سے بہت تھوڑے سوداگر گنگا تک آئے اور جو آئے وہ ملک اور اہل ملک کے حال سے جاہل رہے۔

ہندوؤں کی کتابوں میں اس ملک کے قدیمی راجاؤنکی فہرستیں موجود ہیں اور اونکی کہانیاں افسانے لکھے ہیں۔ آئین اکبری میں فہرستیں ان راجاؤن کے ناموں کی غلط صحیح لکھی ہوئی ہیں۔ اوسمیں لکھا ہے کہ ۴۴ کہتری راجاؤں نے نسلاً بعد نسل ۴۱۸۰ سال سلطنت کی جسسے معلوم ہوتا ہے کہ بحساب اوسط سو سال ہر ایک راجہ نے راج کیا جو بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے۔ بعد اسکے ۹ کایتھ راجاؤں نے پسر بر پسر ۵۴۰ سال سلطنت کی پھر کوئی اور فرقہ کایتھ کا راج کرنے لگا۔ اوسکے ۴ اور راجاؤں نے ۲۱۴ سال پسر بر پسر سلطنت کی بعد ازاں کایتوں کے ایک اور خاندان میں سلطنت منتقل ہوئی جسکے دس راجاؤں نے ۶۹۸ سال راج کیا۔ پھر ایک قوم کایتھ فرمان دہی کرنے لگی جسکے ۱۱ راجاؤن نے ۱۰۶ سال راج کیا غرض ان راجاؤں کی ۴۳۵۴ سال فرمانروائی کی بعد ازاں سلاطین دہلی کے ہاتھ سلطنت آئی۔ جرجودہن کے ساتھ پہلا راجہ یہاں کا مہابہارت کی لڑائی میں شریک ہوا تھا اور مارا گیا تھا۔ پہلے اس ملک کی دارالسلطنت شہر ندیا تھا یہ ہندوؤں کا دارالعلوم تھا۔ انگریزی تاریخوں میں لکھا ہے کہ

دسویں صدی میں راجہ ادے سور سین ویدکوں کے خاندان کا تھا اوسنے پانچ برہمن قنوج سے بلاکر آباد کئے ان برہمنوں کے ساتھ پانچ کایتھ یا محرر آئے تھے۔ وہی یہاں کے برہمنوں اور کایتھوں کے باپ دادا ہیں۔ ادے سور کا جانشین بلال سین ہوا۔ اسکی ماں ادے سور کی بیوی تھی مگر اسکا باپ دریا برہم پترا اوتار برہما کا تھا۔ مدتوں کے بعد ہندوؤں کی سلطنت کی شمع بجھ گئی اور اوسکی جگہہ ترکوں کی سلطنت کا چراغ روشن ہوا+

ذکر استیلاے محمد بختیار خلجی ولایت بہار ولکھنوتی بنگال

جب شہاب الدین بن سام نے ہندوستان میں اپنی سلطنت کی مستقل کرنیکا ارادہ کیا تو اوسنے دہلی میں اپنا قائم مقام اور سپہ سالار سلطان قطب الدین ایبک کو مقرر کیا اور اپنا دارالسلطنت غزنین میں رکہا جب جابجا ہند میں مسلمان حاکم مقرر ہوئے تو اونہوں نے اپنے علاقوں کی حدوں کو بڑہاکر اسلام کو شایع کرنا چاہا محمد بختیار خلجی سپہ سالار اودہ نے ۵۹۹ھ میں اپنی قوت کا زور جنوب کی طرف لگایا محمد بختیار بلاد غور وگرم سیر کے اکابر میں سے ہی اول وہ غزنین اور پہر ہندوستان میں آیا اور سلطان شہاب الدین کے امراء کبار میں سے ملک معظم حسام الدین بعلبک تھا اوسکی خدمت میں وہ گیا۔ اور مساعی جمیلہ کے سبب سے اوسکو بعض پرگنات میان دوآب اور گنگا پار کے جاگیر میں ملے اوسکی شجاعت کے سبب سے کنبلہ اور بتیالی بھی اوسکو سپرد ہوئے۔ وہ نہایت شجاع وسخی وعاقل تہا اور اوسکی ہیئت بھی خالی غرابت سے نہ تھی۔ اوسکے ہاتہ ایسے لنبے تہے کہ اگر وہ اونکو چھوڑتا تو اوسکی اونگلیاں گھٹنوں سے نیچے جاتیں۔ وہ ہمیشہ ولایت بہار پر دست درازی کرتا۔ لوٹ میں بہت مال اوسکو ہاتہ لگتا۔ تھوڑے دنوں میں اوسنے اپنا اسباب شوکت بہت بڑہالیا۔ ہندوستان میں جو غور وغزنین وخراسان کی جماعتیں آکر پراگندہ پڑی پہرتی تہیں اوسکی سخاوت کی شہرت سنکر اس پاس جمع ہوگئیں جب سلطان قطب الدین ایبک کو اسکا حال کچھہ معلوم ہوا۔ تو اوسکی تربیت میں کوشش کی خلعت وتشریف شاہانہ اوسکے لئے بہیجا محمد بختیار کو اس التفات سے بڑا استظہار ہوا۔ مملکت بہار کہ باغ وبستان کی مانند

تھا اوسکو بہیبت غارت کی صرصر خزاں سے بے برگ و بار کیا حصار بہار کو فتح کیا یہاں کے باشندے
برہمنوں کے پیرو تھے ڈاڑھی موچھہ منڈاتے تھے اونکی مدرسیں یہاں بہت رہتے تھے سنسکرت میں بہار کے معنی مدرسے
ہیں اسیلئے اس ملک کا نام بہار تہا کہ وہ موضع معدن علم تہا بعد ازان دہلی میں قطب الدین ایبک کی خدمت میں
محمد بختیار بہت اموال غنائم لیکر گیا اور عنایت و خلعت شاہانہ سے سرافراز ہوا اور اوس کا مرتبہ
ایسا بلند ہوا کہ اقران اور امثال کا محسود ہوا۔ ایکدن سلطان سے انہوں نے کہا کہ محمد بختیار
کو یہ دعوی ہے کہ وہ فیل مست سے لڑسکتا ہے اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ وہ مست کیا
فیل سفید سے لڑا سلطان قطب الدین نے اس خوف سے کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہوجائے انکار
کہ میں اوسکو ہاتھی سے نہیں لڑاونگا۔ مگر مقربوں نے مبالغہ سے کہا تو وہ بھی اون کا
ہمداستان ہوا۔ دربار عام میں ایکدن امرا ہاتھی کو لائے اور عرض کیا کہ سارے
ہندوستان میں کوئی ہاتھی ایسا نہیں ہے کہ وہ محمد بختیار کے حملہ کی تاب لاسکے سلطان
قطب الدین نے محمد بختیار سے کہا کہ این گوے این میدان اگر جنگ کا ارادہ ہو تو بسم اللہ
جب محمد بختیار نے یہ سنا تو غیرت و جرأت کے سبب سے انکار نہ کرسکا۔ اس مست ہاتھی کو
اپنے آگے فیل شطرنج سمجھا اور جاکر ایک گرز ہاتھی کے دانتوں پر ایسا جڑا کہ ہاتھی نوک دم
بھاگ گیا۔ حاسدوں کے منہ سے بھی تحسین و آفریں کا آوازہ بلند ہوا سلطان قطب الدین
نے اس مجلس میں اوسکو بہت کچھہ نقد و جنس دئے محمد بختیار خلجی نے باہر آنکر جو کچھہ اوسکو
ملا تھا وہ بادشاہ کے ملازموں کو دیدیا۔ دوسرے روز بہار و لکھنوتی اور سراپردہ سرخ و
طبل و علم اوسکو ملے لکھنوتی اصل لکشمن وتی ہے لکشمن زبان زد خلایق پر چھن ہے کاف
سے چ بدل کر اور ہم اگر کر لکھنوتی بن گیا۔ طبقات ناصری میں لکھا ہے کہ چون محمد بختیار
آن مملکت را ضبط کرد شہر نودیہ (ندیا) را خراب بگذاشت و بر موضعے کہ لکھنوتی است
دار الملک ساخت۔ اسکا نام گو ہی ہے جو قدیمی کتابوں میں آتا نہیں اسلئے اس کی
وجہ تسمیہ تباقی مشکل ہے۔ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ لکھنوتی زبان زد آفاق و بعض زبان
پر گوہ۔ بدایونی اوسکو غوری سے مشتق بتاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ محمد بختیار معابد و بتخانہائے

کفار را ویران ساختہ مساجد و خوانق و مدارس کردہ دار الملک بنام خویش تعمیر فرمود کہ
کرگور نام دارد۔ بعض نے یہ وجہ تسمیہ گھڑی ہے کہ ملک غیر آباد پانی اور درختوں سے بھرا ہوا تھا
وہ قبر سے مشابہت رکھتا ہے اسلئے گور نام رکھا ہے۔ مگر البرونی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ وسط بنگال کا قدیمی نام گوڑ ہے اسلئے ملک کی نام پر اوسکی دار السلطنت کا نام گوڑ ہوا
جسکو مسلمانوں نے اپنی زبان میں گور بنایا۔ فرشتہ میں لکھا ہے کہ لکھنوتی عبارت گور اور
بنگالہ سے دریائے گنگ تک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ گور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہے اور گور
کے اس طرف سے بنارس تک اور دریائے گنگ کی کنارہ تک بنگالہ ہے جسکو بنگ بھی کہتے
ہیں۔ یہ ملک لکھمنہ ولد لکھمن پاس تھا اور اوسکا پایہ تخت نودیا تھا۔ لکھمن کی ایک عفیفہ
منکوحہ تھی جب اوسکے بچہ پیدا ہونے کو ہوا منجموں نے بالاتفاق کہا کہ اگر اس ساعت میں بچہ
پیدا ہوگا تو ادبار میں اسکا زمانہ گذریگا اور اگر دو ساعت بعد پیدا ہوگا تو ایک مدت مسند شاہی
پر متمکن ہوگا تو اس عورت نے کہا کہ جب تک نیک ساعت آئے میری دونوں ٹانگیں باندھ کر
الٹا لٹکا دو۔ اوسکو لٹکا دیا پھر ساعت مذکور میں اوسکو کھولا بیٹا پیدا ہوا مگر وہ اوسی وقت
مر گئی۔ اس لڑکے کا نام لکھمنہ رکھا گیا جب وہ بڑا ہوا تو باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا
اور اوسنے مدتوں عدالت سے سلطنت کی۔ قاضی منہاج السراج یہ لکھتا ہے کہ منجم پنڈت
اس زمانہ کے حکما ہوتے تھے اونہوں نے اس سے معروض کیا کہ پرانی کتابوں میں لکھا ہے
کہ فلاں تاریخ ترکوں یعنے مسلمانوں کے ہاتھ میں یہ سلطنت چلی جائیگی۔ اور ایک شخص
جسکے ہاتھ ایسے لمبے ہونگے کہ گھٹنوں سے نیچے لٹکتے ہونگے وہ یہ ملک لیگا۔ ایسا شخص
محمد بختیار خلجی موجود تھا اس خوف سے بعض برہمن کامرود اور جگناتھ کی طرف بھاگ
راجہ لکھمنہ مملکت موروثی کے ترک کرنے اور وطن اصلی سے نقل کرنے پر راضی نہیں ہوا
مگر جب محمد بختیار بہار سے ندیا کے سر پر آگیا تو وہ کشتی میں سوار ہوا اور جگناتھ و کامرود
کی طرف چلا گیا اور مر گیا۔ محمد بختیار نے ندیا کو جو مابین لکھنوتی اور بنگالہ کے ہے ویران کیا
اور لکھنوتی اور بنگالہ کے بہت سے حصے پر متصرف ہوا۔ اور اوسنے خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا

سرحد بنگالہ پر ندیا کے عوض میں ایک شہر رنگپور آباد کیا اور اوسکو دار الملک بنایا مساجد و خوانقاہ و مدارس اس شہر میں اور ولایت میں بجائے معابد کفار شعار اسلام کے موافق بنائے اور اس زمانہ میں جو غنائم اوسکو ہاتھہ لگیں وہ سلطان قطب الدین پاس بھیجکر اپنے حسن اعتقاد اور نیک ذاتی کو عالم پر ظاہر کیا جب اس ملک کا اسکا کماحقہ قبضہ ہو گیا تو تبت و ترکستان کی تسخیر کا سودا ہوا محمد شیر خان خلجی کہ اوسکا سپہ سالار تہا اوسکو اس ملک میں اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے بھائی کو اسکا مددگار بنایا۔ اور انتخابی بارہ ہزار سوار لے کر ان پہاڑوں پر گیا جو لکھنوتی اور تبت کے درمیان ہیں یہاں کی خلقت تین قسم کی ہے ایک منج دوم کوچ سوم تہار سب کے چہرے ترکوں کے سے ہتے اور اونکی زبان ترکی و ہندی کے درمیان تھی۔ زمیندار منج کہ ہندوستان کا سرحد نشین تہا محمد بختیار نے اوسکو گرفتار کیا۔ وہ اوسکے ہاتھہ پر مسلمان ہوا۔ وہ علی منج مشہور ہوا۔ اس کوہستان کی راہ جان ستان تہی۔ سوم ایک شہر ایردھن پر پہنچا اوس کے سامنے دریاے تکمری بہتا تہا علی منج کی ہدایت سے وہ قدیمی پل پر پہنچا اور اوسنے اس پل کے حفاظت کے لیئے ایک ترک امیر اور دوسرا خلج امیر مقرر کیا اور پل کو عبور کر کے تبت میں آیا۔ راے کامرود نے محمد بختیار کی دستبرد کو سنا تہا تو وہ اوسکے ساتھہ رفق و مدارا سے پیش آیا تہا جب اوسکو محمد بختیار کے عبور کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے معتمدوں کو بھیجکر خاطر نشان کیا کہ تبت کی راہ بڑی دشوار گذار اور سرحد پر قلعے نہایت استوار ہیں اس سال ولایت تبت کی تسخیر کو موقوف کیجیے دوسرے سال میں سپاہ اسلام کا پیشوا میں خود ہونگا۔ مگر محمد بختیار کا بخت برگشتہ ہو گیا تہا اوس نے اوسکے کہنے پر ذرا خیال نہ کیا اور تبت کی طرف روانہ ہوا۔ پندرہ روز تک پہاڑوں میں سفر کیا پہر سولہویں روز ایک مسطحہ صحرا میں آیا تو ایک مملکت اوسنے آباد دیکھی لشکر اسلام نے قلعہ و شہر کو جو نزدیک اور سامنے تھے چھوڑ کر غارت کرنا شروع کیا۔ اہل تبت نے جمع ہوکر مسلمانوں کو شہر اور قلعہ سے باہر نکال دیا اور لڑکر بہت مسلمانوں کو مجروح اور خستہ کیا وہ جوشن و برگستوان و سپر و خود لگائے ہوئے ہتے سب تیر انداز تھے اور بڑی بڑی

کمانیں رکھتے تھے - بہت ہی کم انمیں نیزہ دار تھے - محمد بختیار کو معلوم ہوا کہ یہاں سے بیدو کرو
پر ایک شہر کرم سین ہے کہ پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز اُس میں موجود ہیں اور ہر روز اوسکے
بازار میں پندرہ سو گھوڑے فروخت ہوتے ہیں اور دریا رکھنوتی میں جو گھوڑے آتے ہیں
وہ اوسی شہر سے جاتے ہیں غرض ساکرا سا تمام راہ کا تھکا ہوا اور لڑائی سے ہارا ہوا تھا اسقدر
آدمیوں سے لڑائی کی جان نہیں رکھتا تھا اسلئے مراجعت کا عازم ہوا - اہل تبت نے راہوں کو
بند کر رکھا تھا - آذوقہ کمتر پہنچتا تھا - بہت محنت و مشقت اٹھا کر رائے کمرود میں لشکر آیا -
اتفاق کی بات ہے کہ پل کی محافظت کے لئے جو دو امیر چھوڑے تھے اونمیں کچھ جھگڑا ہوا
وہ چلدئے - اب دریا کے عبور کے سامان کی تیاری میں بہت کوشش کی کشتیوں کی تیاری کی -
ایک بتخانہ میں رہنے کا ارادہ کیا - مگر اہل تبت نے یہ چاہا کہ مسلمانوں کو بتخانہ میں بند کرکے
بے آب و دانہ ہلاک کرنا چاہئے محمد بختیار کو جب یہ خبر ہوئی تو نہایت حیران و پریشان
تھا تدبیر کر رہا تھا کہ اوسنے دیکھا کہ ایک سوار دریا سے عبور کر گیا جسے مسلمانوں نے جانا کہ
دریا پایاب ہے اہل تبت کے ہول کے مارے اس دریا میں چل پڑے وہ پایاب تھا اسلئے
محمد بختیار اور سو آدمیوں کے سوا سب سوار بحر فنا میں غرق ہوئے محمد بختیار جب اپنے
ملک میں دیوکوٹ میں آیا تو رنج و غم کے مارے بیمار ہوا جب پریشانی کی خبر ملک میں پھیلی
تو خلجیوں کے فرزند اور عورتیں اپنے عزیزوں کا حال دریافت کرنے کے لئے دیوکوٹ میں
آئے جب عورتوں کو اپنے عزیزوں کے ڈوبنے کا حال معلوم ہوا تو سر راہ اور گلی کوچوں
میں محمد بختیار کو وہ کوستی تھیں اور گالیاں دیتی تھیں - وہ اس حال کو دیکھ کر اور زیادہ
رنجیدہ ہوا - سنہ ۶۰۲ھ میں اوسنے روح پر سے جسم کا پشتارہ اتار کر پھینکا - طبقات ناصری
میں لکھا ہے کہ علی مرداں خلج نے دیوکوٹ میں جا کر محمد بختیار کو خنجر مار کر کام تمام کیا -
جنازہ اوسکا بہار میں گیا اور وہاں وہ دفن ہوا - اوسکے بعد امرا اور بادشاہان دہلی
نے یہاں حکومت کی جسکا ذکر بادشاہوں کے حال میں مذکور ہوا +

سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر سرفراز ہونا

دہلی کے بادشاہ محمد تغلق کی طرف سے بنگالہ کا حاکم قدر خان تہا اسکا ایک سلاحدار ملک فخرالدین
تہا - قدر خان سنارگانو میں فوت ہوا - ۷۳۹ھ میں فخرالدین ملک پر متصرف ہوا اور اپنا
خطاب فخرالدین سلطان رکہا اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور خیل وحشم کے جمع کرنے میں
کوشش کی جب سلطان محمد تغلق کو اوسکی خبر ہوئی تو اُسنے قدر خان حاکم لکہنوتی کو ایک
امرا کی جماعت کے ساتہہ ملک فخرالدین کی تنبیہ کے لیے بہیجا جب مقابلہ ہوا تو فخرالدین
منہزم ہوا - اور جنگل میں دور بہاگ گیا - اوس کے سب ہاتہی گہوڑے قدر خان کے
ہاتہہ آئے - قدر خان یہاں آیا اور باقی اور امرا اپنی جاگیروں میں گئے - برسات کا موسم
آگیا - قدر خان - روپیہ جمع کرنے میں مشاغل اور سپاہ کے جمع کرنے سے غافل ہوا - اسکا
ارادہ یہ تہا کہ برسات کے ختم ہونے کے بعد سلطان پاس جاکر روپئے اشرفیوں کے ڈہیر اسکے
سامنے لگادونگا - فخرالدین کو بہی اس ارادہ کی خبر لگ گئی تہی - اوسنے مخفی آدمیوں کو سپاہیوں کے
پاس بہیجکر اس وعدہ پر سب کو اپنا بنالیا تہا کہ جب قدر خاں پر فتح پاؤنگا تو سارا خزانہ
اوسکے تم میں تقسیم کردونگا - جب فخرالدین اپنے لشکر سمیت جنگل سے سنارگانو میں آیا تو لشکر
عاصی اور امیران باغی اوسکے ساتہہ ہوئے اور اونہوں نے قدر خان کو مارڈالا اور خزانہ
چہین لیا - فخرالدین نے وعدہ پورا کیا کہ سارا خزانہ سپاہ کو دیدیا - سنارگانو کو تخت گاہ
بنایا اور اس دیار کی حکومت میں مشغول ہوا - اور اپنے غلام مخلص خان کو بہت سا لشکر
دیکر لکہنوتی کے انتظام کے لیئے بہیجا علی مبارک کہ قدر خان کے لشکر کا عارض (میر بخشی)
تہا اوسنے ہمت و مردانگی کرکے اخلاص و دولت خواہی کی وجہ سے ایک جماعت کو اپنا یار
و یاور بنایا اور مخلص خان کو شکست دی اور سلطان محمد تغلق پاس فتحنامہ اور عریضہ
بہیجا کہ اگر حکم ہو تو میں ضابط لکہنوتی بنون سلطان اوس کو جانتا نہ تہا اسلیئے جواب سے
ملتفت نہ ہوا - یوسف شحنہ دہلی کو لکہنوتی کا ضابط مقرر کرکے روانہ کیا - وہ وہاں
نہ پہنچنے پایا تہا کہ موت نے اوسکو آخر منزل میں پہنچا دیا - علی مبارک کے قبضہ میں لکہنوتی
آئی اسباب بادشاہی مہیا تہا اپنے تئیں سلطان علاءالدین کا خطاب دیا - اسی طرح سے

ملک الیاس ... مستعد لشکر رکھتا تھا سلطان علاء الدین کو قتل کیا اور خود اپنا خطاب سلطان شمس الدین
کہا اور سنہ ... میں ... اسکے فخر الدین کو بھی گرفتار کیا اور لکھنوتی میں لاکر
درپے ... خطبہ ... تمام ... کرایا ... یہ لکھا ہے کہ قدر خان کا
سلاحدار فخر الدین تھا ... قدر خان کو مار ڈالا اور خود سلطنت کرنے لگا مخلص
نامی اپنے غلام کو آراستہ لشکر کے ساتھ اقطاع بنگالہ میں بھیجا۔ علی مبارک عارض لشکر قدر خان نے
مخلص سے جنگ کرکے اوسکو شکست دی اسباب و حشم جو اوس پاس تھا اوسپر متصرف ہوا فخر الدین
کو دولت تھا آدمیوں سے اطمینان خاطر نہ رکھتا تھا۔ وہ علی مبارک سے لڑنے نہ گیا۔
علی مبارک نے سامان کرکے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا۔ سنہ ۷۴۳ھ میں فخر الدین لکھنوتی
میں گیا جنگ میں علی مبارک کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ فخر الدین کا زمان سلطنت دو سال
اور کئی مہینے تھی +

ذکر ایالت علی مبارک المخاطب سلطان علاء الدین

علاء الدین فخر الدین کو قتل کرکے اور لکھنوتی میں تھانہ مقرر کرکے بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا ملک حاجی
الیاس نے سلطان علاء الدین کے لشکر کو اپنے ساتھ متفق کر لیا اور لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے
اختیار میں کر لیا اور علاء الدین کو مار ڈالا اور خود شاہ شمس الدین بن بیٹھا سلطان علاء الدین
کی مدت سلطنت یک سال و پانچ مہینے تھی +

سلطنت حاجی الیاس المشہور سلطان شمس الدین بھنگرہ

جب علاء الدین شاہ مارا گیا تو تمام لکھنوتی اور بنگالہ حاجی الیاس کے تصرف میں آیا سلاطین نے
اتفاق کرکے اوسکو شاہ شمس الدین شاہ بھنگرہ کا خطاب دیا۔ اوسنے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا
اسکا لقب بھنگرہ ہے مگر وجہ تسمیہ اوسکی معلوم نہیں محمد بختیار خلجی کے بعد مسلمانوں کی عملداری
سے ولایت حاجی نگر نکل گئی تھی ـــ افسر اور سپاہ کی دل جوئی کرکے شمس الدین نے
اودیسہ پر لشکر کشی کی اور اس حدود میں بڑے بڑے ہاتھی اوسکے ہاتھ آگئے اور اپنے
دار الملک کو مراجعت کی تیرہ سال کئی مہینہ تک شاہان دہلی میں سے ایک ہی اس کا

متعرض ہوا۔ وہ کمال استقلال سے بادشاہی کرتا رہا۔ دہم شوال ۷۵۴ھ میں دہلی سے
فیروز شاہ ایک لشکر گراں کے ساتھ لکھنوتی پر متوجہ ہوا۔ شاہ شمس الدین تمام ولایت بنگالہ
کو خالی چھوڑ کر اکدالہ میں چلا گیا جو اکدالہ میں سلطان فیروز شاہ آیا۔ جنگ سخت ہوئی
طرفین سے آدمی کشتہ ہوئے شاہ شمس الدین بھاگ کر اکدالہ میں متحصن ہوا۔ جاج نگر سے جو
بڑے بڑے ہاتھی شمس الدین لایا تھا۔ وہ فیروز شاہ کو ہاتھ آئے۔ برسات کا موسم آیا۔
بارش کی کثرت ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی چلا گیا ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ع میں شمس الدین نے ایسی پیشکش
سخندان ایلچیوں کے ہاتھ بھیجی جو بادشاہوں کے لائق ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ایلچیوں کو
رخصت کیا ۷۵۹ھ ۱۳۵۷ع میں اوسنے پھر ملک تاج الدین کے ہمراہ بھاری پیش کش سلطان دہلی
پاس روانہ کی بادشاہ نے ایلچی پر بڑی مہربانی کی اور ملک سیف الدین شحنہ کے ہمراہ تازی
و ترکی گھوڑے اور تحفے بادشاہ شمس الدین پاس بھیجے مگر یہ سفیر بہار ہی میں آیا تھا کہ سلطان
شمس الدین کا انتقال ہو گیا۔ اوس کی مدت سلطنت ۱۶ سال اور کئی ماہ تھی۔ حاجی پور
اوسی کا آباد کیا ہوا ہے +

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین شاہ

جب شاہ شمس الدین نے دنیا سے کوچ کیا تو سوم کے روز امیروں نے بڑے بیٹے کو بادشاہ
بنایا اور شاہ سکندر کا خطاب پایا۔ عدل وداد کی نوید اوسنے دی اور بادشاہ فیروز شاہ
کی استرضاء خاطر کے لیے پچاس ہاتھی اور اقسام اقمشہ برسم پیش کش بھیجیں۔ اس وقت فیروز شاہ
بادشاہ نے ۷۶۰ھ میں بنگالہ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان سکندر نے بقدر طاقت و استعداد
مقاومت کی قلاع و بقاع کو مضبوط کیا۔ سلطان فیروز شاہ ظفر آباد میں آیا۔ سلطان سکندر
نے بھی باپ کی رسم اختیار کی حصار اکدالہ میں متحصن ہوا۔ مقاومت کی طاقت نہ تھی۔ ہر سال
پیشکش کا دینا قبول کیا جس کے سبب سے بادشاہ واپس گیا۔ بادشاہ ابھی رستہ ہی میں تھا کہ ۳۷
یا ۴۸ ہاتھی اور بہت سی امتعہ سلطان کی پیشکش میں بھیجی اور باپ کے آئین پر عمل کر کے تمام عمر
عیش سے بسر کی اوسکی مدت شاہی ۹ سال چند ماہ تھی بعض کہتے ہیں کہ وہ بیٹے کے ساتھ جنگ میں مارا گیا +

ذکر شاہ غیاث الدین بن شاہ سکندر شاہ

سکندر شاہ کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا غیاث الدین تخت پر بیٹھا اور باپ دادا کے طریقہ پر چلتا رہا اور تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی ۷۷۵ھ میں اس دنیا سے کوچ کیا +

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ

جب شاہ غیاث الدین نے رحلت کی تو امرا نے اوسکے بیٹے سلطان السلاطین کا خطاب دیکر باپ کی جگہہ تخت پر بیٹھایا یہ بادشاہ شجاع و کریم و حلیم تھا اوسکے امرا و وزرا کاردان تھے۔ انمیں اختلاف نہ تھا اطراف کے راے اوسکے مطیع رہے۔ اور مال واجبی کے ادا کرنے میں تاخیر نہیں کرتے تھے ۷۸۵ھ ۱۳۸۳ میں دس سال حکومت کرکے دنیا سے رحلت کی اوسکی مدت شاہی ۷ سال چند ماہ بعض بتاتے ہیں +

سلطنت شمس الدین ثانی بن سلطان السلاطین

جب سلطان السلاطین دار دنیا سے دار بقا کو گیا تو امرا نے اوسکے بیٹے کو شاہ شمس الدین کا خطاب دیکر اورنگ شاہی پر بیٹھایا۔ وہ اپنی خورد سالی کے سبب سے خفیف العقل تھا اوسکے عہد میں کنس ہندو نے کمال شوکت و استقلال حاصل کیا تھا۔ وہ صاحب اختیار ملک و مال کا ہوگیا جب سلطان شمس الدین ۷۸۸ھ میں سر حیات سے اٹھا تو کنس نے اپنی حکومت کا علم بلند کیا شمس الدین نے تین سال چند ماہ حکومت کی +

حکمرانی راجہ کنس ہندو

راجہ کنس اگرچہ مسلمان نہ تھا مگر مسلمانوں سے ایسی آمیزش و محبت رکھتا تھا کہ بعض مسلمان اُسکے اسلام پر شہادت دیکر اوس کو دفن کرنا چاہتے تھے بہر حال اُس نے کلاہ خسروی کو سر پر رکھا چتر داشتہ سلطنت اوسکو ملا۔ سات سال کمال استقلال سے کامرانی بوجہ احسن کی۔ پہر عالم نیستی کی راہ ناگزیر پر چلا گیا اُسکا بیٹا مسلمان ہو کر تخت فرمانروائی پر بیٹھا +

حکومت جیت مل ولد کنس المخاطب سلطان جلال الدین

کنس کے مرنے پر اوسکے بیٹے جیت مل نے ارکان سلطنت کو بلایا اور کہا کہ ملت احمدی

کی حقیقت مجھ پر کھل گئی ہے - مجھے سلطان ہونے کے سواء کوئی چارہ نہیں - اگر مجھے شاہی کے
لئے نہیں قبول کرتے تو میں اپنے چھوٹے بھائی کو سلطنت دیتا ہوں مجھے معذور رکھئے سب اہل
حل وعقد نے متفق ہوکر کہا کہ ہم بادشاہ کے تابع ہیں - امور دنیوی میں ہم کو مذہب و دین سے
کچھ کام نہیں ہے جیت مل نے لکھنوتی کے علماء و فضلاء کو طلب کر کے کلمہ شہادت پڑھا
اور خود اپنا خطاب جلال الدین رکھکر تخت حکومت پر قدم رکھا - داد اور عدل کے
لوازم کو ایسا اختیار کیا کہ اپنے عہد کا نوشیروان ہوا - سترہ سال چند مہینے نہایت
استقلال سے بنگالہ لکھنوتی میں سلطنت کر کے ۸۱۲ھ میں جان شیریں کو بہشت بریں
کے خزانچی کے حوالہ کیا - اسکا بیٹا احمد سلطان تخت نشین ہوا +

سلطنت سلطان احمد بن سلطان جلال الدین

سلطان احمد شاہ اپنے باپ کا پیرو تھا - داد و دہش بہت کی سنہ ۸۳۰ھ کے آخر میں ۱۸ سال
سلطنت کر کے مر گیا +

ناصر الدین غلام کا وارث ملک ہونا

جب سلطان احمد شاہ نے تخت کو خالی چھوڑا تو اوسکا غلام ناصر الدین جرأت کر کے
تخت شاہی پر ہو بیٹھا اور بادشاہ کی تمام دولت اپنے ہم پیشوں میں تقسیم کر دی تاکہ
وہ اوسکے مددگار رہیں - امرا کو شمس الدین بھنگڑ کی اولاد میں سے ایک شاہزادہ
ہاتھ آگیا اوسکو تخت پر بٹھایا اور غاصب سلطنت کو کوئی کہتا ہے سات روز بعد کوئی کہتا ہے
کہ دوپہر بعد قتل کر ڈالا -

سلطنت سلطان ناصر الدین بھنگڑہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ سلاطین بھنگڑہ کی سلطنت چند سال بعد مردہ ہوکر پھر زندہ
ہوگئی - اقبال جو ادبار سے بدل گیا تھا پھر اسکے ہمائے اپنا سایہ اس خاندان پر ڈالا -
ناصر شاہ کسانوں میں ملکر زراعت میں مشغول رہتا تھا اصلا اوس کو سلطنت کا خیال نہ تھا
وہ عالی جاہ بادشاہ ہوگا - اخلاق حسنہ و صفات خجستہ رکھتا تھا - راجہ کنس اور جلال الدین

واحمد کی سلطنت میں جو اوسکے خاندان کے لوگ چارون طرف پراگندہ ہوگئے تھے وہ سب پھر اوس پاس جمع ہوگئے - سب چھوٹے بڑے اوسکی سلطنت سے خوشحال ہوئے - دہلی اور بنگال کے درمیان سلاطین جونپور حائل ہوگئے تھے اسلئے ناصرالدین نے ۱۶ اسال بے کھٹکے سلطنت کی سنہ ۸۴۲ھ ۱۴۳۸ء میں اس جہان سے رخصت ہوا +

سلطنت باربک شاہ بن ناصر شاہ

ناصر شاہ کی وفات کے بعد اوسکے بیٹے باربک کو سریر سلطنت پر بٹھایا - اوسکے عہد میں رعایا اور سپاہ خوش تھی - یہی ہندوستان میں اول ہی بادشاہ ہے جسنے حبشی غلامون کو تربیت کرکے بزرگ درجہ پر پہنچایا - اور آٹھ ہزار کے قریب حبشی جمع کیے اور خدمات بزرگ مثل وکالت و وزارت و امارت وغیرہ اونکو سپرد کیں گجرات اور دکن کے سلاطین نے بھی اوسکی تقلید کی اسی گروہ کا اعتبار اور اقتدار بڑھایا - باربک شاہ نے ۱۷ سال سلطنت کی سنہ ۸۷۹ھ ۱۴۷۵ء میں انتقال کیا +

حکومت یوسف شاہ ولد باربک شاہ

باربک شاہ کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ بادشاہ ہوا - اسنے عدل و داد کا شیوہ اختیار کیا وہ علم و فضل و کاردانی کے زیور سے آراستہ تھا - امر معروف و نہی منکر میں مبالغہ کرتا تھا - اوس کے عہد میں کسی کا مقدور نہ تھا کہ علانیہ شراب پیئے اور اوسکے حکم سے تجاوز کرے - چند روز بعد ہمیشہ صدور و علما کو اپنے پاس بلاکر کہتا کہ اگر تم مہمات شرعی میں کسی کی جانب داری کروگے تو ہم میں اور تم میں صفائی نہیں رہے گی بلکہ تم کو بہت تکلیف دونگا وہ خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا جن معاملات کو قضات فیصلہ نہیں کر سکتے تھے وہ خود فیصلہ کردیتا سنہ ۸۸۶ھ ۱۴۸۱ء میں اوسکی زندگی پوری ہوئی - ۷ سال ۶ ماہ سلطنت کرگیا +

سکندر شاہ کا بادشاہ ہونا

یوسف شاہ کے مرنے کے بعد امرا و وزرا نے بغیر سوچے سمجھے شاہ سکندر کو تخت پر بٹھایا مگر وہ سلطنت کا مستحق نہ تھا اسلئے دو پہر بعد اسکو معزول کیا اور فتح شاہ کو بادشاہ کیا +

حکومت فتح شاہ

کہتے ہیں کہ فتح شاہ عالم و دانا تہا اوسنے سلاطین پیشین کی رسوم کو اختیار کیا۔ ہر ایک امیر کی بقدر اوسکی لیاقت کے قدر و منزلت کی۔ باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد میں جو خواجہ سرا اور حبشی بہت صاحب اعتبار ہو گئے تہے اور بے اعتدالیاں کرنے لگے تہے تازیانہ عدل سے اونکی اصلاح کی اس زمانہ میں بلاد بنگالہ میں رسم تہی کہ ہر رات پانچہزار پائک نوبت بہ نوبت پہرہ دیتے تہے۔ علی الصباح بادشاہ تخت پر بیٹہکر انکا سلام لیتا تہا اور رخصت کرتا تہا تو دوسری نوبت حاضر ہوتی تہی۔ خواجہ سرا یون کو جب بادشاہ نے درست کیا تو وہ پریشان ہوکر خواجہ سرائے سلطان شہزادہ بنگالی پاس گئے۔ پہرہ دار آدمی سب اوسکے حوالہ تہے اور محلوں کی کنجیاں اوسکے پاس رہتی تہیں سلطنت کے صاحب داعیہ ہونے کے آثار بہی وہ ظاہر کرتا تہا۔ لوگوں نے اوسکو سلطنت کی تکلیف دی۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس زمانہ میں خواجہ جہان خواجہ سرا اور ملک اندیل امیر الامرا حبشی لشکر کے خلاصہ کو لیکر سرحد کی رایوں کے دفع کرنے کے لئے نامزد ہوئے تہے سلطان شاہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سرایوں کی نوبتی پائکوں کی یاری سے ۸۹۶ھ میں فتح شاہ کو قتل کیا اور علی الصباح خود تخت پہ بیٹہ پائکوں کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت ۷ سال ۵ ماہ تہی۔

ذکر حکومت سلطان باربک

جب خواجہ سرا اپنے صاحب کو کشتہ کرکے بادشاہ ہوا اور باربک شاہ خطاب کہا تو تمام خواجہ سرا اس پاس فراہم ہوئے اور اوسنے کمینے اور پست ہمت آدمیوں کو مال پر فریفتہ کرکے جمع کیا۔ روز بروز شوکت کو بڑہایا۔ صاحب جمعیت امرا کی فکر میں ہوا۔ سرگروہ امرا کا سرگروہ ملک اندیل حبشی تہا وہ سرحد پر گیا ہوا تہا جب اس بات کی اوس کو خبر ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح سے پایتخت پر پہنچے اور اپنے کام کو کفایت سے کرے۔ اس اثنا میں خونی خواجہ سرا کے دل میں آئی کہ ملک اندیل حبشی کو حیلہ و تدبیر سے بلاکر مقید کرے اوسکی طلب میں فرمان صادر کیا۔ ملک اندیل اوسکو لطیفہ غیبی سمجہا اپنی خوب جمعیت کے ساتہ وہ اس پاس آیا۔ بڑی احتیاط سے

دربار میں آیا در شد کرتا حبیب خدا ... سر اوسکے دفع کرنے میں عاجز ہوا تو ایک دن مجلس کو ترتیب دیکر زیب و زینت سے آراستہ کیا اور دس بارہ ہزار آدمی اطراف و جوانب سے دارالامارۃ میں جمع ہو گئے مجلس کمال شان و شوکت سے مرتب ہوئی تو اوسنے اول اندیل کو اپنے پاس بلایا اور بہت التفات سے پیش آیا۔ اور فرمایا کہ سلطان ورا اوسکی ایک جماعت کو میں نے مار ڈالا اور تخت پر بیٹھا تو میرے اس کام پر کیا کہتا ہے تو ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا۔ ع ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود۔ سلطان شہزادہ کو یہ بات بڑی بھلی معلوم ہوئی فی الفور خلعت و کمر و خنجر مرصع و چند اسپ و فیل اوسکو عنایت کئے اور قرآن کو درمیان میں رکھا اوسنے ملک اندیل سے قسم دلائی کہ وہ اوسکو کوئی آسیب نہیں پہنچائیگا۔ ملک اندیل نے قسم ... ت پر ہو گا میں مضرت نہیں پہنچاؤنگا اس سبب سے کہ سب آدمی خواجہ سرا ... دل ... ہوئے تھے۔ اور ملک اندیل حبشی بھی اپنے ولی نعمت کے خون کے انتقام لینے میں بجد تھا۔ دربانوں سے ملکر وہ فرصت کی تلاش میں رہتا تھا۔ ایک دن وہ قاتل ولی نعمت شراب پی کر تخت پر سو گیا تو دربانوں کی رہنمونی سے حرم سرا میں ملک اندیل حبشی قتل کے قصد سے گیا۔ وہ تخت پر سوتا تھا تو اوسکو اپنی قسم یاد آئی اس اثنا میں وہ اجل رسیدہ تخت سے نیچے گر پڑا۔ ملک اندیل وسکو اپنی قوت طالع سمجھا جست و چالاک ہوکر اوس پر تلوار ماری شمشیر کارگر نہ ہوئی۔ یار بک ہوشیار ہوا اور اپنے تئیں ننگی تلوار کے روبرو دیکھا۔ وہ ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا وہ قوی اور عظیم الجثہ تھا۔ ملک اندیل حبشی کو کشتی میں نیچے لے آیا۔ ملک اندیل حبشی نے اپنے ہاتھوں میں اوسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑے یغرش خان ترک کو کہ حجرہ سے باہر کھڑا تھا غل مچا کر بلایا یغرش خان حبشیوں کی جماعت لیکر اندر آیا۔ ملک اندیل کو نیچے دیکھکر اوسکو الم ہوا اثناء تلاش میں اوراک دوسرے کے پکڑنے میں شمعیں ہاتھ پاؤں کے نیچے آکر بجھ گئی تھیں وہ خاموش تھا۔ ہوا بہت تاریک تھی۔ ملک اندیل حبشی نے فریاد کی کہ میں نے اسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑ رکھے ہیں اسکا جسم اتنا چوڑا چکلا ہے کہ میری پشت پر بن ہے پشت سے تلوار گذر کر مجھ تک نہیں آئے گی۔ اگر میں اور مجھ جیسے ہزار ولی نعمت کے

قصاص خون میں تلف ہوں تو تھوڑے ہیں یعز ش خان نے آہستہ آہستہ چند زخم باربک شاہ کی
پیٹھ پر مارے۔ اوسنے اپنے تئیں مردہ بنایا۔ ملک اندیل اور یعز ش خان اور حبشی باہر آئے
اور تواچی باشی حبشی سے اونہوں نے کہا کہ ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا۔ تواچی باشی
حبشی نے شاہ باربک کی خوابگاہ میں چراغ روشن کیا۔ باربک شاہ ملک اندیل کا خیال
کر کے خوف جان سے ایک مخزن میں پہلے اس سے کہ چراغ روشن ہوں جا چھپا تھا۔
جب تواچی باشی اس مخزن میں گیا تو باربک شاہ نے دم چرا کر اپنے تئیں مردہ بنایا
تواچی باشی نے فریاد مچائی کہ ہائے ہمارے صاحب کو غداروں نے مار ڈالا۔ باربک شاہ
نے اوسکو خیر خواہوں اور صدیقوں میں شمار کیا اُسنے کہا کہ چپ ہو کہ میں ابھی زندہ ہوں
ملک اندیل کہاں ہے تواچی پادشاہ نے کہا کہ وہ یہ سمجھ کر کہ بادشاہ قتل ہو گیا خاطر جمع
سے اپنے گھر چلا گیا۔ باربک شاہ نے اوس سے کہا کہ باہر جا کر فلاں فلاں امرا کو جمع کر کے
تہی [illegible] سر کاٹ کے لائیو اور دروازوں کو نوبتی پیادوں کے
سپرد کرنے کے بعد وہ مسلح ہو کر ہوشیار رہیں تواچی نے کہا کہ بسر و چشم اب جاتا ہوں اور
علاج کرتا ہوں باہر آنکر ملک اندیل کے کان میں چپکے سے سارا حال کہدیا۔ ملک اندیل نے
پھر اندر آنکر باربک کا کام خنجر سے تمام کیا۔ اور اسی مخزن میں لاش کو مقفل کر دیا اور خانجہان
وزیر کو طلب کیا جب وہ آیا تو بادشاہ کے مقرر کرنے کے باب میں مشورہ کیا سواے دو سال
کے لڑکے کے فتح شاہ کا وارث کوئی نہ تھا۔ وہ شاہی کے قابل نہ تھا کس طرح اوس کو
تخت پر بٹھاتے سب متفق ہو کر فتح شاہ کی بیوی پاس گئے اور رات کی داستان سنائی
اور کہا کہ تیرا بیٹا ابھی بچہ ہے اوسکو کسی کے حوالہ کر کہ وہ بڑا ہو کر مہمات بادشاہی
کے سرانجام دینے کے لایق ہو۔ شہزادہ کی ماں اُنکی بات کو سمجھ گئی اوسنے کہا کہ میں نے
خدا سے عہد کیا تہا کہ فتح شاہ کے قاتل کو جو شخص مار یگا بادشاہی اوسکو سپرد کروں گی
ملک اندیل حبشی نے اول بادشاہی سے انکار کیا۔ مگر امرا کے کہنے کو منظور کیا اور تخت پر
بیٹھ کر فیروز شاہ اپنا خطاب رکھا بعض کہتے ہیں کہ باربک شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی

بعض وہاں بی مہینے بتاتے ہیں۔ باربک شاہ کے مرنے کے بعد کچھ مدت تک بنگالہ میں یہ
رسم رہی کہ جو کوئی اپنے بادشاہ کو مار ڈالے وہی بادشاہ ہوا اور سب آدمی اوسکے مطیع اور
فرمان بردار رہوں اور اوسکے احوال متعارض نہوں +

سلطنت ملک اندیل حبشی المخاطب فیروز شاہ

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوا طریقہ معادلت اور احسان کو اختیار کیا۔ خلایق کو
امن امان مین رکھا۔ اپنی امیری کے دنون میں بڑے بڑے کام کئے تھے اوسکی سپاہ
اور رعیت نے کان نہ ہلائے۔ تین سال کمال استقلال سے بادشاہی کی پہر مریض
ہوکر سنہ ۸۹۶ھ میں اس دنیا سے رہائی پائی +

سلطنت محمود شاہ بن فیروز شاہ

فیروز شاہ کے بعد اوسکے بڑے بیٹے سلطان محمود شاہ نے سریر سلطانی پر جلوس کیا۔ ملک
و مال کے امور کا متکفل غلام حبش خان ہوا۔ اور محمود شاہ برائے نام
جبکہ سیدی بدر دیوانہ کہتے تھے ان اوضاع سے بتنگ آیا [illegible]
دولت کا خود متصدی ہوا پایکوں کے سردار سے متفق ہوکر سلطان محمود کو بہی قتل کیا۔ علی الصباح
خود تخت پر بیٹھا اور مظفر شاہ اپنا خطاب کیا۔ اور ان ممالک کا حاکم ہوگیا۔ سلطان محمود نے ایک سال
سلطنت کی حاجی محمود قندہاری کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود کا بیٹا سلطان فیروز شاہ
نہ تہا بلکہ فتح شاہ کا بیٹا وہ تہا۔ شاہ باربک کا غلام حبش خان تہا وہ فیروز شاہ کے حکم سے اوس کی تربیت
کرتا تہا۔ فیروز شاہ کے مرنے کے بعد سلطان محمود تخت پر بیٹھا جب چھ سال سلطنت پر گذرے تو
حبش خان کو شاہی کی ہوس ہوئی سیدی بدر دیوانہ نے حبش خان کو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا

سیدی بدر حبشی مظفر شاہ

مظفر شاہ حبشی بڑا سفاک و بیباک تہا جو علما و صلحا و اشراف اوسکی بادشاہی سے راضی
نہ تھے انکو مار ڈالا۔ اور ہندوؤں کی رایوں کو کہ شاہان بنگالہ کی خصوصیت میں کمربستہ رہتے تھے
اور پہر بہی لشکر کشی کرکے قتل کیا۔ سید شریف کو منصب وزارت عطا کیا اور ملک و مال کا

صاحب اختیار بنایا اوسکی رہنمونی سے سوار و پیادہ کی تنخواہ کو کم کیا اور خزانہ کو بہرا۔ ایک عالم
اسسے متنفر ہوا۔ بہت سے امیر اسسے برگشتہ ہوکر ملک سے باہر چلے گئے۔ مظفر شاہ پانچہزار حبشی
اور تین ہزار افغان و بنگالی لیکر قلعہ میں متحصن ہوا۔ ایک قول کے موافق چار دن اور ایک
قول کے مطابق چار ماہ اندر اور باہر کے آدمیوں میں جنگ واقع ہوئی۔ ہر روز بہت آدمیوں
کے سر تن سے جدا ہوتے۔ جو کوئی بکرم ہوا سلطان مظفر کے سامنے آتا تو اوسکو قہر و
غضب میں آنکر کشتہ کرتا۔ چار ہزار آدمی قتل ہوئے اور آخر روز مظفر شاہ شہر سے باہر
نکل کر لڑا طرفین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مظفر شاہ بہت سے امرا اور مقربوں کے
ساتہہ مارا گیا۔ حاجی محمد قندہاری کے قول کے موافق ان ایام میں سب لڑائیوں میں
اول سے آخر تک ایک لاکہہ بیس ہزار آدمی ہندو مسلمان مارے گئے سید شریف
مکی نے علم شاہی بلند کیا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ مظفر شاہ سے خلقت کو نفرت
تہی سید شریف مکی نے اس بات کو سمجہ [illegible] نے پائکوں کے سرداروں کو اپنا یار بنایا
اور ایک رات کو تیرہ آدمیوں کے ساتہہ لیکر حرم سرا میں جاکر شاہ مظفر کو قتل کیا اور خود
علی الصباح تخت پر ہو بیٹہا اور سلطان علاءالدین اپنا نام رکہا اور ملک کے کام میں مشغول
ہوا۔ مظفر شاہ کی مدت سلطنت ۳ سال ۵ ماہ تہی۔

سلطنت شریف مکی سلطان علاءالدین

سید شریف مکی اپنی وزارت کے دنوں میں اپنے تئیں نیک نفس لوگوں کو دکہلانا چاہتا تہا
تو خلائق کے کانوں میں کہتا کہ مظفر شاہ حبشی زادہ اور بادشاہی کے قابل نہیں ہے ہر چند
میں اوسکو سپاہ اور امرا کے باب میں نصیحت کرتا ہوں مگر سودمند نہیں ہوتی اسلئے امرا اوسکو
مشفق و مہربان جانتے تہے جس روز شاہ مظفر کشتہ ہوا امرا نے بادشاہی کے باب میں مشورہ کیا
اور سید شریف کی بادشاہی پر وہ راغب ہوئے اوسسے کہا کہ ہم تجہکو بادشاہ بنائیں تو تو ہمارے
ساتہہ کیا سلوک کریگا اوسنے کہا کہ جو کچہہ تمہارا مدعا ہوگا اوسی کے موافق کام کرونگا اسوقت
جو کچہہ زمین کے اوپر ہے تمکو دیتا ہوں اور جو زمین کے اندر دبا ہے وہ میں خود لیتا ہوں غرض خاص و عام

مال کی طمع مین آنکر اُسسے بعیت قبول کی اور شہر گور کو لوٹنا شروع کیا۔ سید شریف مکی کو
بہت آسانی سے سر پر چتر رکہنا نصیب ہوا اوسنے اپنا خطبہ پڑہوایا اور بادشاہ بالاستقلال ہوا
بیت دولت آنست کہ بے خون دل آید بکنار ورنہ باسعی عمل باغ جنان اینہمہ نیست
چند روز بعد تاراج کو منع کیا لوٹیروں نے اسکا حکم نہ مانا تو بارہ ہزار لٹیروں کو قتل کر ڈالا
تو وہ لوٹ سے باز آئے۔ اُنکا مال تلاش کرکے اوس نے خود لے لیا۔ اُنہین ایک ہزار تین سو
سونے کے تہال تھے۔ بنگالہ اور لکہنوتی کی رسم یہ تہی کہ جو مالدار ہوتا وہ سونے کے تہال
بناتا اور اوس میں کہاتا کہاتا اور جشن طوی کے روز جو سونے کے تہال مجلس مین زیادہ
لگاتا وہ زیادہ بڑا سمجہا جاتا بنگالہ کے زمینداروں میں یہ رواج اب بہی ہے۔ شاہ
علاءالدین مرد عاقل و دانا تہا اصیل و نجیب امرا کی رعایت کی اور بندگان خاص کو
بہی مراتب ارجمند و مناصب بلند پہ پہنچایا جی کے پائکوں کو برطرف کیا
تاکہ اونسے مضرت نہ پہنچے حبشیوں کو اپنی قلمرو سے خارج کیا۔ اونکی شرارت اور صاحب
مشہور ہوگئی تہی اس لئے اونکو جو ہند اور ہندوستان میں کہیں جگہ نہ ملی وہ
دکن اور گجرات میں چلے گئے سلطان علاءالدین نے مغلوں اور افغانوں
کی دستگیری کی۔ اُنکو عمال اور کارکن جابجا مقرر کیا۔ جس سے ملک کو قرار ہوا۔ سلاطین ماسبق
کے زمانہ مین جو تزلزل و انقلاب ہوگئے تہے برطرف ہوئے اور مملکت کے گردن کشوں نے
اطاعت کی اور اطراف میں راے مطیع ہوئے بلاد بنگالہ کی معموری مین کمال سعی اور اہتمام
کیا اپنے اخلاق حمیدہ و سیر پسندیدہ کی برکت سے اور وفور عقل و کاروانی سے برسوں بادشاہی
کی آخر ۹۲۷ھ میں موت آئی ۲۴ سال سلطنت کی +

نصیب شاہ بن سلطان علاءالدین

شاہ علاءالدین کے اٹہارہ بیٹے تہے انمین سے سب سے بڑے بیٹے نصیب شاہ کو امرا نے
بادشاہ بنایا اوسنے جو کام پسندیدہ کیا یہ تہا کہ اپنے بہائیوں کو باپ کے وقت سے چندہ چند
جاگیرین دے دین۔ بابر بادشاہ ابراہیم شاہ لودی کو مار کر ہندوستان میں بادشاہ ہوا تہا

تو اکثر امراء افغانی بھاگ کر نصیب شاہ سے ملتجی ہوئے تھے سلطان ابراہیم کا بھائی سلطان محمود بنگالہ میں آیا تھا۔ ہر یک شخص کو اوس کی لیاقت کے موافق پرگنات وقصبات بادشاہ نے دیے سلطان ابراہیم کی بیٹی جو اس ملک میں آئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح میں آئی۔

۹۳۵ھ میں بابر بادشاہ جونپور میں آیا اور اس ملک کو مسخر کیا اور بنگالہ پر قبضہ کرنے کا قصد کیا تو نصیب شاہ نے بہت تحفے تحائف بھیجے اور عجز و زاری ظاہر کی بابر نے وقت صلاح دیکھ کر صلح کر لی اور الٹا چلا گیا۔ جب بابر کے بعد ہمایوں بادشاہ ہوا اور یہ شہرت ہوئی کہ بنگالہ کی تسخیر کا ارادہ دہلی کے بادشاہ کا ہے تو نصیب شاہ نے ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ء میں اخلاص و خصوصیت و محبت کے اظہار کے لئے ملک فرحان خواجہ سرا کے ہاتھ بہت نفیس تحفے سلطان بہادر گجراتی پاس بھیجے۔ ایلچی کو قلعہ منڈو میں سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جس کو سلطان نے خلعت خاص مرحمت کیا اس مدت میں نصیب شاہ باوجود دعوی سیادت آنکہ تعلق ظلم کا مرتکب ہوا کہ جس کی شرح سے سب کی خاطر مکدر ہوئی ۹۴۳ھ ۱۵۳۸ء میں اوسکی عمر تمام ہوئی یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اوس کو مار ڈالا نصیب شاہ کے بعد سلطان محمود بنگالی نے مملکت میں استیلا پایا۔ وہ نصیب شاہ کے امرا میں تھا ۱۸ سال سلطنت کی۔ شیر شاہ نے اوس پر لشکر کشی کر کے زخمی کیا۔ وہ بھاگ کر ہمایوں بادشاہ پاس آگیا۔ ہمایوں ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء میں شیر شاہ کو شکست دیکر بنگالہ کا بادشاہ ہوا اور گور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ پھر شیر شاہ نے یہ ملک اوس سے لے لیا محمد خان افغان کہ امرائے شیر شاہ میں سے تھا اوس کی جانب سے یہاں حاکم مقرر ہوا۔ جب محمد خاں مر گیا تو اوس کے بیٹے سلیم خان نے سلیم شاہ سے مخالفت کی اور خود اپنا لقب سلطان بہادر رکھا اور صاحب خطبہ و سکہ ہوا۔

سلطنت سلیم خان سلطان بہادر

چند روز سلطان بہادر نے سلطنت کی کہ سلیمان کرانی افغان نے بنگالہ کی حکومت حاصل کی وہ بھی سلیم شاہ کے امرا میں سے تھا +

حکومت سلیمان کرانی بہادر

سلیم شاہ کے بعد بنگالہ اور بہار کا حاکم بالاستقلال سلیمان کرانی مقرر ہوا اور ولایت اڈیسہ کو بھی اوسنے فتح کرلیا۔ اگرچہ اپنے نام کا خطبہ نہیں پڑھواتا تھا مگر حضرت اعلیٰ اپنے تئیں کہتا تھا بحسب ظاہر جلال الدین اکبر بادشاہ کے ساتھ ملائمت کرکے تحفے ہدیئے بھیجتا تھا ۹ سال حکومت کی سنہ ۹۸۱ھ میں مرگیا +

حکومت بایزید افغان بن سلیمان

باپ کے بعد مسند حکومت پر بایزید بیٹھا۔ ایک مہینے کے بعد چچازاد بھائی کے بیٹے ہانسو نے اوسے مار ڈالا اور خود بھی وہ کشتہ ہوا۔ اوسکا چھوٹا بھائی داود خان اس کا جانشین ہوا۔

حکومت داود خان افغان بن سلیمان افغان

داود خان بعد بھائی کی وفات کے ولایت بنگالہ کو تصرف میں لایا اور فتنہ و فساد کو مٹایا۔ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ شرب مدام اور اوباش مصاحبوں کے سبب سے ممالک اکبر بادشاہ کے حوالی میں مزاحمت پہنچائی (سارا حال داود خان کا اقبالنامہ اکبرشاہی میں لکھا ہوا ہے) کہ اسی پر سلطنت بنگالہ کا خاتمہ ہو گیا + پھر وہ جدا سلطنت نہیں رہی فقط

بہمنیہ

تاریخ شاہان شرقی

جون پورا اور ترہت میں جن بادشاہوں نے حکومت کی ہے وہ تاریخوں میں شاہان شرقی لکھے جاتے ہیں

حکومت سلطان الشرق خواجہ جہان

تاریخ مبارک شاہی سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شاہ فیروز شاہ کے چھوٹے بیٹے محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت اور خطاب خانجہان سے سرافراز کیا جب فیروز شاہ کا نبیرہ ناصر الدین محمود شاہ بادشاہ ہوا تو اوسنے سنہ ۷۹۶ھ (۱۳۹۴ء) میں خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیا اور ولایت جونپور و بہار و ترہت اوس کو حوالہ کی۔ اوسنے اس ملک کا انتظام جیسا کہ باید و شاید کیا اور جونپور کو دار الحکومت مقرر کیا سطیع کیا۔ ہندؤں نے مسلمانوں سے جو حصار چھین لئے تھے اور اونکو خراب و ویران کیا تھا اونکو اوسنے لیکر از سر نو اونکو تعمیر کیا۔ اور کام کے آدمیوں کو سپرد کیا۔ ملک کو آباد کیا جب بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی تو اوسنے اپنے تئیں سلطان الشرق کا خطاب دیا۔ پرگنہ کور کہ پور اور بہرائچ کو مغلوب کر کے انتربید گنگا جمنا کے درمیانی ملک اور بہار کی فتح کی طرف متوجہ ہوا۔ بنگالہ اور لکھنوتی کے حاکم جس طرح سے پہلے ہاتھی اور تحفے و ہدیے بادشاہ دہلی کو بھیجتے تھے اس کے پاس بھیجنے لگے جب اس کا کام ترقی پر پہنچا تو موت نے سنہ ۸۰۲ھ (۱۳۹۹ء) میں زمین کے اندر اوس کا تنزل کیا اسکی مدت سلطنت چھ سال تھی

سلطنت سلطان مبارک شاہ شرقی

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اسکا ارادہ تھا کہ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کر کے سلاطین پوربی کی طرح سر پر چتر رکھے لیکن اجل نے اسے فرصت نہ دی اور وہ یہ ارمان اپنے ساتھ خاک میں لے گیا۔ اسکا متبنیٰ یعنے پسر خواندہ ملک قرنفل سلطان

اس زمانہ مین سلطنت دہلی کا حال پہلے سے اور زیادہ غیر منتظم و ابتر ہو گیا تہا۔ اشراف اور
سردارون سے اتفاق کرکے قرنفل نے اپنے تئین شاہ مبارکشاہ کا خطاب دیا اور سریر
شاہی پر بیٹھا۔ سلطان محمود شاہ دہلی کا وکیل مطلق العنان اقبال خان تہا۔ مبارکشاہ کے
استیلا کی اور دعوی شاہی کی خبر سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ سنہ ۸۰۱ھ میں اوسکے استیصال کے
لئے لشکرکشی کی۔ جب قنوج میں آیا تو شاہ مبارکشاہ بہی افغان و مغل و تاجیک اور راجپوت
کی ایک جمعیت عظیم لیکر لڑنے کو آیا۔ گنگا کے کنارہ پر دونو لشکر فرودکش ہوئے۔ خیمہ و
خرگاہ کے عکس سے سطح آب قوس قزح کے رنگ دکہاتی تہی۔ درمیان میں دریا حائل تہا
دو مہینے تک دونو لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ کسی کی یہ جرأت و ہمت نہ ہوئی کہ
دوسرے پر حملہ کرتا۔ آخر کو جانبین تنگ آکر بے مجادلہ و محاربہ اپنے اپنے مقامونکو چلے گئے
جب شاہ مبارکشاہ جونپور میں آیا تو اوسنے سنا کہ سلطان محمود مالوہ سے پہرکر دہلی میں
آیا۔ اقبال خان اوسکو ساتہہ لیکر جونپور کی تسخیر پر پہر متوجہ ہوا۔ شاہ شرقی لشکر در
مہیا کر رہا تہا کہ اجل کے قوی دشمن نے اوسکے ملک وجود کو سنہ ۸۰۲ھ میں برباد کر دیا۔
اس کی بادشاہی کی مدت ایک سال اور چند ماہ تہی +

سلطنت شاہ ابراہیم شرقی

مبارک شاہ کے مرنے کے بعد اوسکا چہوٹا بہائی بادشاہ ہوا۔ اوسنے شاہ ابراہیم
شرقی اپنا خطاب رکہا۔ یہ بادشاہ عقل و دانش سے متصف تہا۔ اسکے زمانہ میں ممالک ہندوستان
کے فضلا اور ایران و توران کے دانشمند کہ آشوب جہان سے پریشان خاطر تہے دارالامان
جونپور مین آئے اور اوسکے خوان احسان سے متمتع ہوئے۔ اسکے نام پر کئی کتابیں اور
رسالے لکہے گئے۔ اوسکے دولتخانہ مین صاحب عقل و کیاست و شجاعت امرا و وزرا جمع تہے
اوسکے ایام شاہی کے شروع مین اقبال خان محمود شاہ دہلی کو ساتہہ لیکر جونپور کی تسخیر
کے ارادہ سے قنوج میں آیا۔ سلطان ابراہیم بہی لشکر کے ساتہہ رزم و پیکار کے لئے
مستعد ہوکر گنگا کے کنارہ پر آیا۔ کچہہ دنون دونو لشکر مقابل رہے۔ اقبال خان مہمات دہلی کی

مالی میں اصلا سلطان محمود کی راے و رویت کی طرف رجوع نہیں کرتا تہا تو سلطان محمود
شکار کا بہانہ کرکے اپنے لشکر سے باہر آیا۔ بغیر اسکے کہ شاہ ابراہیم سے پہلے کوئی اپنے آنے
کی تمنا کرتا اس پاس اس خیال سے چلا آیا کہ وہ حق نمک کا خیال کرینگے اوسکی بادشاہی
قایم کردے یا اوسکی کومک کرکے اقبال خان کو دفع کردے سلطان ابراہیم شرقی نے
شاہی کی لذت ابہی چکہی تہی اور شاہی نے بہی اوسکی استحکام نہیں پایا تہا۔ محمود کے
دو نو ارادوں میں سے کوئی اوسنے پورا نہ کیا بلکہ اوسکی پرسش اور دلجوئی میں ایسا
تساہل کیا کہ سلطان محمود اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور بے خبر قنوج کی جانب چلا گیا
حاکم قنوج امیرزادہ ہروی کو اسی بادشاہ نے مقرر کیا تہا اوس کو جبر و قہر سے باہر کیا اور
اس بلدہ پر متصرف ہوا تو سلطان ابراہیم شرقی اور اقبال خان نے دیکہا کہ بادشاہ
محمود شاہ نے ممالک قنوج پر قناعت کی تو [illegible] رہنے دیا اور ایک دہلی
دوسرا جونپور پر چل دیا۔ بعض تواریخ میں یہہ مسطور ہے کہ سلطان محمود مبارک شاہ شرقی کے
پاس آیا تہا۔ اونہیں دنوں مبارک مرگیا۔ اور ابراہیم شاہ بادشاہ ہوگیا ۸۰۵ھ میں واقعات
بادشاہان دہلی میں بیان ہوا ہے کہ اقبال خان کشتہ ہوا اور بادشاہ محمود دہلی گیا۔
ابراہیم شاہ شرقی کو فرصت ملی کہ ۸۰۹ھ میں وہ قنوج کی تسخیر کے ارادہ سے چلا۔ اور
محمود شاہ دہلی سے لشکر لیکر اوسسے لڑنے آیا۔ گنگا کے کنارہ پہ چند روز دونو لشکر پڑے
رہے پہر بغیر لڑے ایک نے دہلی کو مراجعت کی دوسرے نے جونپور کو سلطان محمود دہلی
میں پہنچا تو اوسنے امیروں کو اپنی اپنی جاگیریں بہیجدیا۔ شاہ ابراہیم شرقی نے آنکر قنوج
کا محاصرہ کیا جب چار مہینے تک دہلی سے کمک نہ پہونچی تو ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے
امان مانگ کر قلعہ ابراہیم کو تسلیم کیا۔ اوسنے برسات یہیں بسر کی جمادی الاول ۸۱۰ھ میں
دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ وہ عاقل اور عالی ہمت و سخی تہا اسلیئے دہلی کے
امرا اکبار مانند تاتارخان ولد سارنگ خان و ملک خان غلام اقبال خان وغیرہ اس سے
آنکر مل گئے سلطان ابراہیم شرقی کو قوت اور استظہار خوب ہوگیا تو سنبل پر متوجہ ہوا

اسد خان لودی سنبل کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ سلطان ابراہیم نے سنبل تاتارخان کو حوالہ کیا اور خود آگے چلا۔ گنگا پار ہونے کو تھا کہ ناگاہ مخبر اس پاس خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو اسیر کرکے مالوہ کو تسخیر کرلیا اور اب محمود شاہ کی مدد کو آتا ہے اور جونپور کی تسخیر کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم نے اس خبر کو سنکر فسخ عزیمت کیا اور جونپور کو چلا گیا محمود نے دہلی سے آکر سنبل کو لے لیا۔ تاتارخان بھاگ کر سلطان ابراہیم پاس چلا گیا۔ اور یہاں لشکر درست کرکے ۸۱۶ھ ۱۴۱۳ء میں دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے اپنے دارالملک سے روانہ ہوا۔ چند کوچوں کے بعد اپنے دارالعلم جونپور کو بازگشت کی اور مشایخ وعلما کی صحبت میں و تعمیر ولایت و تکثیر زراعت میں مشغول ہوا۔ برسوں کسی طرف سوار نہ ہوا۔ اطراف سے آدمی جو پریشان خاطر تھے وہ جونپور میں جمع ہوئے ہر ایک پر حسب حالت اوسکی عنایت کی۔ یہاں خادم و مشایخ و علما و سادات سو نو دیے خندے؟ عنبیت کے ایسے تیم ہو کر جونپور دہلی ثانی ہو گیا +

۸۳۱ھ ۱۴۲۷ء میں سلطان ابراہیم پاس محمد خان حاکم میوات آیا۔ اوسکو آمادہ کرکے بیانہ کی فتح کے لئے لے گیا۔ مبارک شاہ دہلی بھی اوسکی ممانعت کے عزم سے نواحی بیانہ میں آیا۔ چار گروہ (۸ میل) کے فاصلہ پر دونوں نے خندق کھود کر اپنے لشکرگاہوں کو محکم کیا۔ دونو لشکروں کے طلایوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں ایک دن سلطان ابراہیم خندق سے باہر لشکر دہلی سے لڑا صبح سے شام تک لڑائی رہی اور بازی جنگ قائم رکھکر دونو لشکر جدا ہوئے دوسرے روز گرگ آشتی کرکے سلطان ابراہیم جونپور چلا گیا اور مبارک شاہ دہلی ۸۳۵ھ ۱۴۳۱ء سلطان ابراہیم نے کالپی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے۔ دونو کے لشکر قریب آئے آج کل میں لڑائی ہونے والی تھی کہ مخبروں نے خبر دی کہ بادشاہ سید مبارک شاہ بن خضر خاں دہلی سے جونپور کی فتح کو آتا ہے سلطان ابراہیم بے اختیار جونپور کو دوڑا گیا۔ سلطان ہوشنگ نے مبارک شاہ کے نوکر قادر شاہ سے کالپی لے لی ۸۴۴ھ ۱۴۴۰ء میں سلطان ابراہیم کا

بیمار ہوا اور مرگیا جیسا اوسکی حیات میں اوسے ہر شخص خوش تھا ایسا ہی اوسکے مرنیکے بعد ہر شخص اسکا ماتمی تھا۔ اوسکی مدت سلطنت چالیس سال کچھ مہینے تھی +

اسکے زمانہ کے علماء میں سے قاضی شہاب الدین جونپوری تھے جنکی بادشاہ تعظیم ایسی کرتا تھا کہ ایک دفعہ وہ بیمار ہوا تو اوسکے سر پر سے پانی کا پیالہ صدقے کرکے آپ پی لیا اور کہا کہ بار خدایا جو بلا کہ قاضی کی راہ میں ہو وہ مجھکو نصیب ہو۔ اسکے زمانہ کی تصنیفات یہ مشہور ہیں حاشیہ کافیہ مشہور بحاشیہ ہندی مصباح و متن ارشاد نحو میں۔ بدیع البیان و فتاوی ابراہیم شاہی و تفسیر فارسی جس کا نام بحر المواج ہے اور خود اوسکی مولفات سے رسالہ مناقب سادات و رسالہ عقیدہ الشہابیہ +

سلطنت سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی

جب سلطان ابراہیم زیر خاک ہوا تو اسکا پسر رشید سلطان محمود اسکا جانشین ہوا۔ اوسنے اپنے عہد شاہی کو بوجہ احسن انجام دیا۔ باپکے وقت سے زیادہ سپاہ و رعایا کو خوش حال کیا ۸۴۲ھ؁ میں سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ پاس ایک ایلچی سخنداں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان قابض کالپی نے جادہ شریعت سے قدم باہر رکھا اور راہ ابتداد اختیار کی قصبہ شاہ پور کو کہ کالپی سے زیادہ وہ معمور تھا خراب کیا مسلمانوں کو جلاوطن کیا مسلمانوں کی عورتوں کو کافروں کے حوالہ کیا۔ وہ خدا اور رسول سے نہیں ڈرتا۔ آپ کے ساتھ ہمارا سلسلہ مودت و رابطہ محبت سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے ابتک مستحکم ہے قاضی محل کے حکم سے لازم ہوا کہ اس بات کو آپ کی ضمیر حق پذیر پر ظاہر کروں اگر آپ کو فرصت ہو تو خود اوسکی تادیب کرکے دین محمدی کو اس دیار میں مروج کریں اور نہیں اسکام کی مجھے اجازت دیں سلطان محمود خلجی نے جواب میں لکھا کہ میں پہلے اس قسم کی باتیں اوسکی ذرا حقیقت سنتا تھا لیکن اب آپنے اونکو لکھا تو مجھکو اس کا یقین ہوا۔ اگر میری فوج سیوارا اور کوٹہ کے مفسدوں کی تادیب میں مصروف نہ ہوتی تو میں اوسکی دفع کے لئے عازم ہوتا مگر اب آپنے اسکا ارادہ کیا ہے تو مبارک ہو۔ ایلچی نے جونپور میں آکر یہ عرض کیا

سلطان محمود شاہ شرقی نے مسرور ہوکر دو فیل بخیر فیل تحفہ کے طور سلطان خلجی پاس بہیجے اور کالپی کی طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خاں اس امر پر مطلع ہوا اوس نے سلطان محمود خلجی کو عریضہ لکہا جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم کو یہ دیار سلطان ہوشنگ نے مرحمت کیا تہا۔ اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ اسپر متصرف ہو۔ فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ پر لازم ہے سلطان محمود خلجی نے علی خاں کو سلطان محمود شرقی کے پاس بہیجا اور اوسکو لکہا کہ نصیر خان ضابط کالپی خوف الٰہی سے اور اُس شوکت دستگاہی کے ترس سے تائب ہوا وہ تلافی و تدارک مافات کرکے جادۂ شریعت سے قدم باہر نہیں رکہے گا اور احکام سماوی کے نفاذ میں تکاسل نہیں کرے گا۔ سلطان ہوشنگ نے اس دیار کو قادر شاہ کو عنایت کیا تہا اسکا خاندان ہمارا مطیع ہے اسلئے آپ اسکے گناہ معاف کرکے اوس بلاد کو آسیب نہ پہنچائیں ابہی جواب مکتوب و عریضہ علی خاں نہیں پہنچا تہا کہ پہر نصیر خاں کا عریضہ آیا جسکا مضمون یہ تہا کہ فقیر سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے آپ کے خاندان کا مطیع چلا آتا ہے۔ حال میں سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت قدیم کے سبب سے ولایت کالپی پر چڑہ آیا ہے اور اس دیار پر قبضہ کرلیا ہے مسلمانوں کی عورتوں کو اسیر کرلیا ہے۔ اور جلاوطن کیا ہے اور چندیری کو چلا گیا ہے سلطان محمود خلجی نے باوجود یکہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خاں کی تادیب کی اجازت دی تہی مگر نصیر خان کی عجز و انکسار کے سبب سے ناچار ہوکر دوم شعبان ۸۴۸ھ میں اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف متوجہ ہوا چندیری میں نصیر خان اسکے ملنے آیا۔ یہاں سے وہ ایرچہ میں گیا شاہ محمود شرقی اس خبر کو سن کر بلا توقف لڑنے کے لئے دوڑا۔ دونو لشکر مقابل ہوئے۔ لڑائی ہوئی اور پہر لشکر اپنے دائرہ کو چلے گئے۔ آخر کو شیخ جمال الدین کی معرفت صلح ہوگئی جسکے موافق یہ قرار پایا کہ اب آیندہ بادشاہ کی اولاد کا سلطان شرقی متعرض نہ ہو اور پہر کبہی یہاں اسکا لشکر نہ آئے۔ چار مہینے بعد کالپی اور ایرچہ نصیر خاں کے سپرد کیا جائے۔ سلطان محمود خلجی منڈو کو چلا گیا۔ سلطان شرقی جونپور میں آیا یہاں سپاہ درست کرکے اوس نے چنار کے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کی پہر ملک اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکو مغلوب کیا

بتخانوں کو توڑا اور خراب کیا۔ بہت سی غنیمت لیکر جونپور میں آیا +

۸۵۶ھ ۱۴۵۲ء میں محمود شاہ نے دہلی کا محاصرہ کیا اور لڑنا شروع کیا سلطان بہلول لودی دیپال پور سے دہلی میں آیا جب سلطان محمود نے دیکھا کہ دریا خاں افغان کہ بادشاہ دہلی سے روگرداں ہو کر اسکا نوکر ہوا تھا اوسے میدان جنگ میں پیٹھ دکھائی تو توقف میں صلاح نہیں دیکھی مراجعت کی۔ اہل دہلی نے اسکا تعاقب کرکے فتح خاں ہروی کو کہ اوسکے امرائے کلاں میں تھا مار ڈالا اور سات جنگی ہاتھی چھین کر لے گئے۔

۸۶۱ھ ۱۴۵۶ء میں بہلول لودی اٹاوہ کے مغلوب کرنے کے لئے آیا۔ یہاں محمود شاہ شرقی سے اسکا مقابلہ ہوا جسکا حال بادشاہان دہلی کی تاریخ میں بیان ہوا حوالی شمس آباد میں دونوں کے لشکر مقابل ہوئے۔ بہلول لودہی کے چچازاد بھائی قطب خان نے سلطان شرقی پر شب خون مارا اور وہ گرفتار ہوا۔ ابھی جنگ سلطانی تہ ہوئی تھی کہ شاہ محمود شرقی بیمار ہوا ۸۶۲ھ ۱۴۵۷ء میں مرگیا۔ اوسکی مدت سلطنت بیس سال چند ماہ تھی۔

سلطنت سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی

سلطان محمود کے بعد اوسکا بڑا بیٹا بھیکن خاں بادشاہ ہوا اور سلطان محمد شاہ خطاب ہوا اور اوسنے بادشاہ بہلول لودی سے صلح کرکے یہ عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شرقی کی محمد شاہ کے تصرف میں ہو اور بادشاہ بہلول پاس جو ملک ہے وہ اس پاس رہے محمد شاہ شرقی جونپور میں آیا۔ اوسکی عدم قابلیت کے سبب سے امراء دلگیر ہوئے۔ ملکہ جہاں بی بی راجی بھی بیٹے کی خونخواری اور قہاری سے آزردہ ہوئی۔ اس اثناء میں سلطان بہلول حوالی دہلی سے قطب خاں کے چھڑانے کے لئے الٹا پھرا سلطان محمود بھی جونپور سے رواں ہوا۔ ان حدود کا زمیندار راے پرتاب کہ پہلے سلطان بہلول سے ملا تھا۔ اب محمد شاہ کا غلبہ دیکھ کر اوس سے مل گیا محمد شاہ سرستی میں آیا۔ سلطان بہلول بھی رابری میں جو سرستی کے قریب ہے آیا۔ سلطان شرقی نے سرستی سے جونپور کے کوتوال کو فرمان بھیجا کہ میرے بھائی حسن خاں کو اور قطب خاں پسر اسلام خان لودھی کو قتل کر ڈالو۔ کوتوال نے عرضداشت بھیجی کہ بی بی راجی ان دونو

حفاظت ایسی کرتی ہیں کہ مجھے اون کے قتل پر دست قدرت نہیں جب محمد شاہ پاس نوشتہ آیا تو اوس جونپور سے اپنی والدہ کو اس بہانہ بلایا کہ میرے بہائی حسن خان سے صلح کرادو کہ میں اوسکو ولایت کا کوئی حصہ دیدوں بی بی راجی اس فریب میں آگئی جونپور سے روانہ ہوئی۔ کوتوال محمد شاہ نے فرمان بموجب حسن خان کو قتل کرڈالا بی بی راجی نے حسن خان کی ماتم داری قنوج میں کی اور یہیں ٹہیر گئی محمد شاہ شرقی پاس نہ آئی محمد شاہ نے والدہ کو لکہا کہ اور شاہزادونکی حالت بہی ایسی ہی ہوگی بہتر یہ ہے کہ سب کی ماتم داری اکٹھی کرلیں۔ ایکدن محمد شاہ کے بہائیوں شاہزادہ جلال خان و حسین خان نے سلطان شہ و جلال خان اجودہی کے ساتہہ متفق ہوکر محمد شاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ بہلول کا لشکر شبخون مارنے کا ارادہ رکہتا ہی پس حکم شاہی سے شاہزادہ حسین خان و سلطان اجودہی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار ہاتھی لیکر دشمن کی سرراہ روکنے کے بہانہ سے لشکر شاہ سے علیحدہ ہوئے اور جمنہ کے کنارہ پر جاکر ٹہیرے بادشاہ بہلول لودی نے اونکے آنے کی خبر سن کر اونکے مقابلہ کے لئے فوج بہیجی۔ شاہزادہ حسین خان یہ چاہتا تہا کہ جلال خاں کو جو لشکر میں رہ گیا تہا ساتہہ لے لے اوسکی طلب میں آدمی بہیجے۔ اس اثنا میں سلطان شہ نے کہا کہ توقف کرنا مصلحت نہیں ہے۔ جلال خاں پیچھے آن رہے گا وہ باگ موڑکر قنوج کی طرف چلے اور سلطان بہلول کی فوج جو مقابلہ کے لئے آئی تہی وہ اونکی جگہ چلی گئی شاہزادہ جلال خاں جو حسین خان کی طلب کے موافق لشکر محمد شاہ سے آیا تہا وہ جمنہ کی طرف روانہ ہوا اور بہلول کی فوج کو حسین خان کی فوج سمجہا جب وہ نزدیک آیا تو بہلول کی فوج نے اوسکو گرفتار کیا۔ اور سلطان کے روبرو لائی۔ اوس نے قطب خان کے عوض میں اوسے قید کیا محمد شاہ میں تاب مقاومت نہ تہی وہ قنوج کو چلا سلطان بہلول نے آب گنگ کے کنارہ تک اوسکا تعاقب کیا اور اوسکا کچہہ مال اسباب لوٹ لیا۔ اور دہلی مراجعت کی جسوقت حسین خان بی بی راجی کے پاس آیا۔ اور والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے اوسنے تخت پر جلوس کیا اور سلطان حسین شرقی خطاب ہوا۔ اور اوسنے ملک مبارک گنگ و ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو متعین کیا کہ محمد شاہ شرقی کو آب گنگ کے کنارہ پر جاگیر کی

گذرگاہ پر روکیں جب سلطان حسین شاہ کا لشکر قریب آیا تو بعض امرا کہ محمد شاہ شرقی کی ہمراہ
تھی جدا ہو گئے اور مخالف سے جا ملے وہ چند سواروں کو لیکر باغ میں داخل ہوا۔ یہاں دشمنوں
نے اسکا محاصرہ کیا۔ محمد شاہ بڑا تیر انداز قادر تھا اوسنے تیر و کمان ہاتھ میں لئے ملکہ جہاں
بی بی راجی نے اوسکے سلاحدار سے ملکر اوسکے تمام تیروں کی پیکان نکال لئے تھے محمد شاہ
نے ترکش سے جو تیر نکالا وہ بے پیکان تھا ناچار شمشیر ہاتھ میں لی۔ کئی آدمیوں کو مارا۔
ناچار محمد شاہ کے گلے میں مبارک گنگ کی ہاتھ سے ایک تیر لگا اُسی کے زخم سے
مرگیا سلطان حسین نے بہلول سے صلح کر لی۔ دونو نے عہد کیا کہ چار سال تک ہر ایک اپنے
اپنے ملک پر قائم ہو۔ اور برابر کی بر تاب کرا ُستے پہلے محمد شاہ سی ملا تہا وہ قطب الدین خان
دلاسے دینے سے سلطان بہلول سے مل گیا سلطان حسین نے قنوج سے کوچ کیا اور جب
حوض برہ پر آیا تو اوسنے قطب خاں لودہی کو جونپور سے طلب کر کے اپنے خلعت دیکر اعزاز و اکرام
کے ساتہہ بادشاہ بہلول پاس بہیجدیا۔ بادشاہ بہلول نے اوسکے عوض میں جلال خان کو
تعظیم و تکریم سے خوشدل کر کے شاہ حسین شرقی کی خدمت میں بھیجدیا۔ پہر ہر ایک بادشاہ
اپنے اپنے مقاموں میں چلے گئے شاہ محمد شاہ شرقی کی مدت سلطنت پانچ مہینے تھی۔

سلطنت سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی

اوپر بیان ہوا کہ سلطان حسین شاہ بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا اور سلطان بہلول سے
صلح کر لی۔ اب وہ جونپور میں آیا۔ بہائی کے معاملہ سے متنبہ ہو کر تہوڑے دنوں میں جو سردار
صاحب داعیہ تہے اونکو حکمت و تدبیر سے قید کیا اور تین لاکھہ سوار اور چودہ سو ہاتہی لیکر
ملک اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ راستہ میں ترہت کو ویران کیا اسمیں آبادی کا نشان نہ
چہوڑا ولایت اڑیسہ میں آیا تو اطراف و جوانب میں سپاہ کو تاراج کے لئے مامور کیا۔ راے اڑیسہ
حیران تہا کہ کیا کروں بجز عجز و انکسار و بیچارگی کے ہسکا فریاد رس کوئی نہ تہا سلطان کی
خدمت میں وکیل بہیجا اطاعت و مال گزاری کا اظہار کیا سلطان نے اس ملک کی تسخیر سے
ہاتہہ اٹھایا۔ راے نے تیس ہاتھی و سو گہوڑے بہت اقمشہ و امتعہ اور بہت نقود بہیجے۔

سلطان جونپور میں چلا آیا۔ اوسنے ۸۷۱ھ میں قلعہ نبارس کی مرمت کی وہ خراب ہو گیا تھا
اور اسی سال میں اوسنے بزرگ سرداروں کو گوالیار کی تسخیر کے لئے بھیجا اونہون نے
جاکر محاصرہ کیا۔ راے گوالیار طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور سلطان حسین کا مطیع ہو گیا۔
جب اوسکی شوکت و استقلال حد سے گذرے تو اوسنے اپنی بیوی کے اغوا سے ۸۷۸ھ میں
دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہ بیوی اوس کی سلطان علاء الدین کی بیٹی تھی وہ دہلی کی سلطنت
کو اپنا حق سمجھتی تھی حسین شاہ ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور چودہ سو ہاتھی لے کر اوس طرف
متوجہ ہوا۔ بادشاہ بہلول نے سلطان محمود خلجی پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ امداد کے
قصد سے تشریف لائیں تو قلعہ بیانہ آپ کو دیدیا جائیگا۔ ابھی شادی آباد منڈو سے جواب بھی آیا
تھا کہ شاہ حسین شرقی حوالی دہلی پر بالتمام متصرف ہو گیا۔ سلطان بہلول نے عجز و زاری
کے ساتھ پیغام بھیجا کہ بلاد دہلی آپ سے تعلق رکھتی ہے اگر اصلی دہلی سے کروہ ملک[1] تا بہ اٹھارہ
کروہ میرے لئے چھوڑ دیجئے تو میں آپ کے نوکروں میں داخل ہوتا ہوں اور اس بلدہ میں
آپ کی طرف سے حکومت کرونگا سلطان حسین نے اپنے غرور و تکبر کے سبب سے اوس کی
عرض کو نہ سنا۔ بادشاہ بہلول ناچار ہو کر اٹھارہ ہزار سوار افغان لے کر دریا کے کنارہ
پہ سلطان حسین کے سامنے بیٹھا۔ دریا حائل تھا اسلئے کچھہ دنوں لڑائی نہ ہوئی۔ سلطان حسین
کی سپاہ ملک کو تاخت کرنے گئی ہوئی تھی۔ شاہ دہلی نے اوسکو غنیمت جان کر جبکہ موسم گرما
میں جس جگہہ دریا پایاب تھا وہاں سے عبور کیا۔ مخبروں نے شاہ حسین کو اوسکی خبر کی مگر وہ
غرور کے نشہ میں ایسا مست تھا کہ اوسنے کچھہ نہ سنا۔ دہلی کا لشکر دریا سے اتر کر اوس کے لشکر کو
لوٹنے لگا حسین شاہ کی بے شعوری کے سبب سے امرا اور سپاہ نہایت غفلت میں تھے
وہ سراسیمہ ہوئے اور چھوٹے بڑے سب بھاگ نکلے سلطان حسین کو سوا بھاگنے کے کچھہ
اور نہ بن پڑا ملکہ جہاں اور تمام اہل حرم گرفتار ہوئے سلطان دہلی نے حق نمک کا خیال
کر کے ان سب کو اعزاز و اکرام کے ساتھ سلطان حسین پاس بھیجدیا لیکن ملکہ جہان جب
حسین شاہ پاس گئی تو پھر اوسکو دہلی کی تسخیر پر آمادہ کیا وہ دوبارہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔

جب وہ دہلی سے تھوڑی دور رہا تو شاہ بہلول نے
کو معاف کر دے اور اپنے حال پر مجھے چھوڑ دے
مگر دولت شرقیہ کا وقت آگیا تھا شاہ شرقی نے
کو چشم حقارت سے دیکھا جواب ناصواب
بہلول نے مقابلہ و مقاتلہ کیا تو لڑا
مرتبہ شاہ شرقی سامان کر کے آیا تو پھر
شاہ شرقی گھوڑے سے گرا اور بھاگا
سلطان بہلول لودی کے قبضہ
پر بھاگا اور تھوڑی سی ول
کی اور سلطان بہلول باوجود قدرت مروت کے سبب سے اوسکا متعرض
جونپور کی حکومت اپنے بیٹے باربک شاہ کو سپرد کی اور تمام ان ممالک پر اپنا قبضہ
اور انکا انتظام کیا جب بہلول لودی کا انتقال ہوا شاہ حسین شاہ شرقی نے فتنہ برپا
کیا اور باربک شاہ کو لشکر کے ساتھ دہلی اس ارادہ سے لے گیا کہ سلطان سکندر
لودہی سے سلطنت چھین لے لیکن جب لڑائی ہوئی تو باربک شاہ کو شکست ہوئی اور وہ
جونپور بھاگا۔ بادشاہ سکندر لودی نے جونپور پر قبضہ کیا اور سلطان حسین شاہ شرقی
کا تعاقب کیا۔ یہی خمیر مایہ فساد تھا لڑنے کے بعد اوسکو اس گوشہ سے بھی نکالا۔
جس میں وہ رہتا تھا۔ وہ پریشان حال شاہ جلال الدین شاہ فرمانروائے بنگالہ
پاس گیا۔ علاء الدین نے اوسکے لئے اسباب فراغت مہیا کیا اور اوسکی خاطر جوئی
میں تقصیر نہیں کی۔ پھر شاہ حسین نے کوئی تردد نہ کیا اس خاندان کا خاتمہ ۸۸۱ھ میں
ہو گیا۔ ۱۹ سال سلطان حسین نے سلطنت کی بنگال میں چند سال زندہ رہ کر وفات
پائی فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ دکھن یا دکن

کشور ہند کی سرزمین کا بیان کرکے ہم بتاتے ہین کہ مسلمان اسکے دو حصے ہندوستان اور دکن کس طرح کیا کرتے تھے اب تک ہماری تاریخ کا زیادہ تر حصہ ہندوستان مین مسلمانون کی عملداری کو بیان کرتا ہے اب ہم جداگانہ دکن مین بتلائینگے کہ مسلمانون نے اپنا عمل دخل کیونکر پیدا کیا اور ہندوستان کے بادشاہ ان سے کیا کیا اسکے معاملات اکبر کے عہد تک ہوئے —

(۱)

سرزمین دکھن

خلاصہ یہان ہندوستان عجب البیلا جوان ہے کہ شمال مین اپنے سر پر کوہستانی کلاہ کج الگا رکھی ہے [illegible] سی ڈال رکھی ہین جنمین سے غیر قومین آئین انہون نے لپٹ لپٹ کے تو اسے سر پر دھوین لگائین اور اسکے دولت و مال کو لوٹ کر سر پر جوتیان لگاتی ہوئی پھر چلی گئین بعض قومین سر سہلاتی ہوئی آئین اور اس مین اپنے تئین آباد کیا اور اسکو سرسبز و شاداب کیا۔ غرض کچھ نہ کچھ فائدہ اسکو پہنچایا۔ شمال مین تو یہ کلاہ رکھی ہے اور جنوب مین اپنے پاؤن کی جوتی کی نوک سمندر مین ڈبو رکھی ہے اور [illegible] سے پابوسی کرا رکھی ہے جسمین چھوٹے سے چھوٹا وہ بھی باون گز کا مشرق مغرب [illegible] سے ہم آغوشی کر رکھی ہے جیسا کہ سر کی طرف سے وہ آدمیون کو بلا کر

اپنی زمین مین آباد کرتا تھا۔ ایسا ہی اپنی ان بیغلون کے تلے سے اپنے باشندون
کو نکال کر لنکا۔ برہما۔ سیام۔ کمبودیا اور جزائر منطقہ حارہ مین آباد ہونے کے
لئے بھیجا تھا۔

جغرافیہ دان کشور ہند کو ایک مثلث جزیرہ نما بتاتے ہین جسکا طول بلاد مشرقی
۶۸ درجہ و ۹۶ درجہ کے درمیان واقع ہے اور عرض بلاد شمالی ۳۶ درجہ ۸
درجہ کے درمیان ہے اس مثلث کا قاعدہ بڑا سلسلہ پہاڑون کا ہے جو بلندی
مین دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور جسکی دو متوازی دیوارون مین و تیز رو دریاؤن
کے سلسلے مشرق اور مغرب مین بڑے جوش و خروش سے نکلتے ہین اور پہاڑون کے
نیچے اترکر اپنی آہستہ شاہانہ رفتار سے ہر طرف بہتے ہین اور ایک ہاتھ کی طرف خلیج
بنگال مین اور دوسرے ہاتھ کی طرف بحر عرب مین جا ملتے ہین۔ انکے طول اتنے
لمبے ہین اور وہ اس قدر زمین کو سیراب کرتے ہین کہ انکا جواب دنیا مین نہین وہ
بڑی بڑی فراخ زمینون کو اوپر سے مسالہ ڈھو کر بناتے ہین۔ ان دریاؤن کی جنم
بھوم کا نام ہمالیہ (برف یا سردی کا گھر) ہے جسکے عرض کا تخمینہ دو سو میل اور
طول کی غایت نہایت پندرہ سو میل ہے۔ ہمیشہ اسکی بلند چوٹیان برف سے پوشیدہ
رہتی ہین۔ ہندوستان کے لئے یہ ہمالیہ نعمت عظمی ہے۔ موسم گرما مین اسکی برف
پگھلنے سے دریاؤن مین پانی بھرا رہتا ہے۔ یہ برف ہوا کی گرمی کو کم کرتی ہے۔
اسمین سے دریا بہتے ہین اور اس طرح بہتے ہین کہ ان مین سے نہرین کٹ کر
ساری زمینون کو سیراب کر سکتی ہین اور قحط کی آفات کو کم کر سکتا ہین۔ قحط سے
زیادہ سخت بلا ہندوستان کے لئے کوئی نہین ہے۔ خیالی حساب یہ لگایا گیا
ہے کہ ہندوستان مین قدرتی پانی اس قدر ہے کہ اگر انسان اسکو اپنی صنعت
کاری سے اپنے کام مین لائے تو اس ملک کی پیداوار کو چودہ گنا کر سکتا ہے یہ پہاڑ
پیچ داتا ان داتا ایسے ہو سکتے ہین کہ اپنے جیسے چودہ ملکون کو پال سکتے ہین۔

گورنمنٹ کی توجہ اسپر جیسی اب ہے برابر چلی گئی تو وہ اس خیال کو حال بنادیگی
اس کشور ہند کو مسلمان دو حصون مین تقسیم کرتے تھے۔ ہندوستان۔ دکن۔
ہندوستان کے یہ حصے تھے پنجاب جو سندھ اور ستلج کے درمیان ہے دہلی سے
بنارس تک ملک بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ۔ انہین آخر ملکون کو مشرقی صوبے بھی کہتے
دکن شمالی اضلاع سے مشرق مین دریاء نربدا سے مغرب مین دریا مہاندی سے
جُدا ہوتا ہے اور اسکے دریاؤن کا نظام ہی جُدا ہے وہ ایک مثلثی جزیرہ نما ہے
جسکی سطح ڈھلوان ہی مغرب مین وہ ایسی بلند ہے کہ اکثر دریاء عظیم اسکے مشرق کی طرف
بہکر خلیج بنگال مین بہتے ہین مغرب مین اسکے متصل پہاڑ ہین اور مشرق مین بھی پہاڑ
ہین مگر متصل نہین یہ دونو کوہستانی سلسلے مشرقی و مغربی اپنی چوٹی دودابیٹا پر
ملاتے ہین سلسلہ مشرقی جسکو مشرقی گھاٹ کہتے ہین اسکے پاؤن سے چند میل کے فاصلے
بحر عرب ہے۔ دکن ایک وسیع ملک ہے وہ خط استوا سے آٹھ درجون مین پھیلا ہے
اسکا سب سے زیادہ عرض آٹھ سو میل ہے۔ اسمین دریاء نربدا آٹھ سو میل کے قریب
بہتا ہے مگر ایسا کوہستانی اور تیز روان ہے کہ نہ زراعت کے لئے نہ آبپاشی کے
واسطے انسان کے کام مین آتا ہے۔ نربدا کے جنوب مین اسکے متوازی ایک دریا
تاپتی ہی اور اسکے جنوب مین ایک اور سلسلہ پہاڑون کا ہے جسکو ست پڑا کہتے ہین
یہی دو دریا دکن کے ہین کہ خلیج بنگال مین نہین گرتے۔ مہاندی غایت شمال مین ہے
گوداوری اور کرشنا بھیما۔ تنبدرا۔ کاویری یہ اور دریا ہین۔

ہندوؤن کی عملداری کا بیان

ہندوستان ہو یا دکن دونو کی قدیمی زمانہ کی تاریخین تاریکی مین ہین مگر زمانہ
سے کشور ہند کے کچھ تاریخی حالات معلوم ہوئے انسے معلوم ہوتا ہے کہ شمال ہند
مین موریا کا بڑا بنس سلطنت کرتا تھا اور دکن مین ان بنسون کا راج تھا کہ دور اسکے
پانڈیان غایت جنوب مین حکومت کرتے تھے انکے شمالی اور مشرقی اضلاع مین

چولا حکومت کرتے تھے اور شمال مغرب کے اضلاع مین چیرا (کیرل) سنہ ... قبل از
حضرت عیسیٰ دکن کی مملکت کی یہ صورت تھی - یہ تحقیق معلوم ہے کہ سنہ ... قبل از حضرت عیسیٰ دکن
فرمانروا تھے اور پانڈیان میگاس تھنیز کے زمانہ مین حضرت عیسیٰ
سے سنہ ۳۰۲ پہلے موجود تھے اور یہ امر تحقیق بھی ہے کہ چولا اور کیرل (چیران) کا
ذکر اسوکا کی کتابون مین سنہ ۲۵۰ قبل از حضرت عیسیٰ موجود ہے تو اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ وہ اس زمانہ سے پیشتر موجود تھے - مگر دکن کی سلطنت کی زبانی حکایات مین
پانڈیان و چولا و چیرا کی سلطنتون کے ذکر سے پہلے کسی اور قوم کی سلطنت کا ذکر نہین
آیا اور یہ تینون سلطنتون ہم زمانہ بیان کی جاتی ہین اور ہمکو تحقیق معلوم ہے کہ سنہ
قبل از حضرت عیسیٰ پانڈیان کی سلطنت تھی اسلئے ہم اس زمانہ مین چولا و چیرا کی
سلطنت کو صحیح طور پر مقرر کرسکتے ہین - کل شرقی کنارہ پر گھاٹ کے نیچے چیرا آباد تھے -
اور غالباً یہ ہے کہ کل مشرقی کنارہ کا طول تقریباً ان ہی سے آباد تھا مگر اس زمانہ سے پہلے
کی کوئی شہادت ایسی نہین ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہو کہ دکن
مین کسی سلطنت کا وجود تھا یہ ممکن ہے کہ تمام ملک ویران ڈنڈکا رنیا ہو یا
جس مین چند وحشی آدمی اپنے قبیلون کے سردارون کے ماتحت مین رہتے ہون
تاریخ کے طالب علمون کو یہ یاد رہے کہ جو رقبے کہ مزروعہ اور آباد ہین
وہ پہلے بالکل ویران اور غیر آباد تھے - صرف کوہستانی قطعات جنگلی اور وحشی جانورون
کے مسکن تھے - مگر یہ بھی بھولنا نہین چاہیئے کہ مذہبون کے افسانون مین سلطنت ...
کے موجود ہونے کا ذکر آتا ہے -
اسوکا کے زمانہ سے کچھ عرصہ کے بعد مشرقی ساحل پر پلو قوم بہ تدریج ایسی زور ہوئی
کہ انھون نے اپنی بڑی سلطنت قائم کرلی اور تجارت کو غیر قومون کے ساتھ بڑھا لیا
چولا اور انکے ہمسایہ کی سلطنتین انسے ڈرنے لگین - انکے پاس مشرقی ساحل گنجی ورم سے
اڑیسہ کے حدود تک ملک تھا - زمانہ حال مین کوئی شہادت نہین ہے کہ جس سے معلوم ہو

کرکیو تک انہون نے اپنی حکومت قائم کی ہو گی (؟) سلطنت پر شرقی کی مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
دکھنی سلطنتون مین سے ایک عالیشان سلطنت سنہ ؟ مین تھی۔ جب شمالی ہند سے
چلوکیا قوم نے نقل مقام دکن مین کیا ہے ۔
شمالی ہند مین سنہ ۱۸۹ء مین موریا بنس کے بعد سنگ بنس کا اقبال چمکا اور بعد اس کے
سنہ ۷۱ قبل از ع کنوکا بنس اقبالمند ہوا۔ ان راجاؤن کا آخر راجہ مارا گیا اندھرا
یا اندھر بیر بنا اسکا جانشین ہوا اور سنہ ۳۱ قبل از عیسیٰ سے سنہ ۲۳۶ء تک سلطنت کی وہ
بودھ تھے اور انہون امراوتی مین سنگ مرمر کا سٹوپا بڑا شاندار بنایا اسی زمانہ کے
قریب یعنی پانچوین عیسوی صدی مین مغربی دکن مین چلوکا کی سلطنت کا اقبال چمکنا
شروع ہوا اور قدیمی چلوکا کے متعلقات مین ان قومون کا ذکر سننے مین آیا۔
نل (غالباً ساحل مغربی کی ایک قوم) اور موریا (قدیمی موریا کی اولاد) جو کونکن
کے ایک حصہ مین رہتی تھی۔ سندرک و ماتنگ (بظاہر وحشی قوم ہین یعنی اصلی باشندے
کیچ یور۔ میسور کے گنگا اور آلوپ یا آلوو ایک قوم یا بنس جو بظاہر حال کے بنبئی احاطہ
کے جنوب مغرب یا جنوب مین رہتا تھا۔ قدیمی چلوکا زمینین پن کیا کرتے تھے ان کے
ان عطیون مین ان قومون کا بھی نام آیا ہے لاٹ (بنبئی کے لاٹ دیس کے باشندے
مالو (مالوہ) گرجر (گجرات) کی بعض اور قومین ۔
ساتوین صدی کے شروع مین چلوکا نے اپنے تئین ان دو شاخون مین منقسم کیا۔ ایک شاخ
مشرقی دوسرے شاخ مغربی مشرقی شاخ نے پالو راجاؤن سے وین جی کا ملک
اکرشنا اور گوداوری کے درمیان واقع ہے چھین لیا اور اس مین آ[...]
سنہ ۲۲ تک فرمان روائی کرتے رہے۔ دوسرو
دکن مین آباد رہی۔
سنہ ۶۲۹ سے سنہ ۶۴۵ تک ایک چینی سیاح ہی وین تھسانگ
ملک کا حال اپنے زمانہ کا اس طرح بیان کرتا ہے کہ متب

شروع کیا۔ کانچی کے فرمان رواؤن کو لڑ لڑ کر شکستین دین اور انھون نے ہمیشہ چلوکا کے اپنے اور
ہمسایون سے فساد عناد کا ہنگامہ گرم کیا انکا ملک دکن مین جنوب مغرب اور شمال میسور مین
تھا۔ اس زمانہ کے راشٹرکوٹ نے چلوکا کی سخت مزاحمت کی۔ یہ تحقیق نہین معلوم کہ یہ
راشٹرکوٹ آریا چھتری یعنی رجپوت تھے جو شمال سے مثل چلوکا کے نقل مکان کر کے
چلے آئے تھے۔ یا دڑیوڑی نسل کے تھے جنکو چلوکا نے مغلوب کرنے کے بعد اپنے مین ملا لیا
تھا فقط راشٹرکوٹ جو لڑائیان لڑے انکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو صدیون مین یعنی سنہ ۷۵۰ء
سے سنہ ۹۷۳ء تک) مغربی چلوکا بالکل مغلوب ہو گئے اور راشٹرکوٹ کی قوت و قدرت
بہت جلد زیادہ بڑھ گئی۔ تہ راشٹرکوٹون نے جنوب مین فتح کرنے کی کوشش نہین کی
انکو سنہ ۹۷۳ء مین مغربی چلوکاؤن نے بالکل غارت و تباہ کر دیا۔ دفعتہً ان مغربی
چلوکاؤن کا عروج ہو گیا۔ راشٹرکوٹون کے مغلوب و تباہ ہونے سے رٹ
مہا منڈلیشور کے بھی دن پھر گئے کہ انھون نے بھی اپنا جلوہ دکھایا اور اپنے خاندانون کو
سنہ ۱۲۵۰ء تک صحیح و سالم رکھا اسی زمانہ کے قریب سلاہار اور سنڈا کی قومین نمودار ہوئین
اور رٹ کی طرح انھون نے بھی اپنے خاندانون کو مطلق العنان بنایا اور کئی صدیون تک
انکو قائم رکھا سنہ ۱۲۶۰ء مین دیوگیری کے یدوون نے سلاہار کو تباہ کیا سنہ ۱۲۸۲ء و سنہ ۳ کے
سنڈا کا نام نہین سنا گیا۔

گیارہوین صدی کے وسط مین دفعتہً جب چلوکاؤن کا اقبال یاور ہوا ہے اسسے
پہلے کا تاریخی حال دکن کا بہت کم معلوم ہے اس صدی کی ابتدا مین شرقی
... ملک کے مالک تھے جو ساحل مشرقی پر حدود اڑیسہ سے ... مین ...
... بڑی زبردست تھی۔ اسکا ساحل پر
... چلوکا سے ملتا ہے چولا کے ملک شمالی حد تک یعنی
... لا اور پانڈیان مین سے ہر ایک اپنی حدود کے اندر
... نکالا۔ مگر کونکن کے فرمان رواؤن نے قدیمی چیرا کے ملک پر

بادشاہ بنائیں ہم اوسکی اطاعت کو حاضر ہیں ناصر الدین نے کہا کہ حسن گانگوی تاج و تخت
کے لائق ہے یہ رائے اسکی سب خاص و عام کو پسند آئی ۷۴۸ھ میں تاج شاہی اسکے سر پر رکھا
گیا اور چتر سیاہ کہ جو خلفاء عباسیہ کا نشان ہے تیمناً و تبرکاً اسکے سر پر رکھا گیا اور
مملکت دکن میں اس کا خطبہ و سکہ جاری ہوا - علاء الدین حسن گانگوی بہمنی خطاب ہوا گلبرگہ کا
نام حسن آباد رکھا - مگر اس چتر سیاہ کے سبب سے لوگ یقین کرتے ہیں کہ اسکا مذہب شیعہ تھا -
باوجود کم آبی اور بے صفائی کے اس موضع کو اپنے لئے مبارک سمجھتا تھا اس لئے اسکو پایۂ تخت
بنایا اور اپنے ممالک محروسہ کا دفتر محاسبہ گانگوی بہمن کو سپرد کیا وہ سلطان محمد تغلق کی
ترک ملازمت کرکے اُس پاس آگیا تھا - طغرائے فرامین و نقش نگین میں اس طرح سے اپنے اسم کا جزو
بنایا کہ کمترین بندہ حسن حضرت سبحانی علاء الدین حسن گانگوی بہمنی - مشہور ہے کہ اس سے پہلے
شہریاران اسلام کی ملازمت برہمن نہیں کرتے تھے - یہی پنڈت گانگوی پہلا برہمن تھا جس نے
مسلمانوں کی نوکری کی اور ۱۰۱۶ھ تک ممالک ہندوستان کے برخلاف دکن میں یہ رسم جاری
رہی کہ بادشاہان دکن کا دفتر اور ولایات کی محرری برہمنوں کو سپرد ہوتی تھی -
علاء الدین حسن نے اپنی حسن تدبیر و رائے صائب و ضرب شمشیر سے تھوڑی مدت میں اس قدر
ملک دکن کو فتح کرلیا جسقدر بادشاہ محمد تغلق کے آخر عہد میں اسکے امراء کے تصرف میں تھا -
امرائے تغلق و افغان و راجپوت کہ سلطان تغلق کی جانب سے قلعہ بیدر و قندھار میں تھے انکو
لطف و ملائمت سے مطیع و منقاد کیا دونوں حصاروں پر اپنا قبضہ کیا - کولاس مع مضافات
راے ورنگل سے لے لیا - اور اسکے ساتھ محبت کا طریقہ مسلوک کیا گلبرگہ میں مسجد و قلعہ کو کہ شکستہ ہو رہی
تھی تھوڑے عرصہ میں انکو تیار کرالیا -
اسمعیل فتح جو منصب امیر الامرائی سپہ سالاری کا رکھتا تھا وہ ملک سیف الدین غوری کی وکالت
و نیابت سے ناراض ہو کر علاء الدین کے جان کے درپے ہونے لگا جسکے سبب سے بادشاہ نے
بعد تحقیق کے اسکو قتل کیا مگر اسکے فرزندوں کی تعظیم و تکریم [illegible] سبب سے بادشاہ کا استقلال دہلی
استیلا ایک ہزار ہو گیا راے تلنگ کہ مدت سے سرکشی کر رہا تھا اور بادشاہ تھے - تا کوہ نرملا کے

اُس نے اسکی امداد کی تھی اسکے ساتھ مدارا اور مواسا رکھتا تھا وہ اخلاق پادشاہی سے متنبہ
ہو کر اخلاص و اطاعت کا اظہار کرتا تھا اور پادشاہ دہلی کو باج و خراج جبکے دینے کا وعدہ کر لیا
تھا ہر سال خزانہ عامرہ میں بھیجتا تھا جب علاء الدین حسن کا کوئی معاند و منازع کسی گوشہ میں
نہیں رہا تو اس نے امرا اور ارکان دکن کو ایک انجمن میں جمع کیا اور کہا کہ حق سبحانہ تعالےٰ
نے مجھے ایسی بے قیاس دولت ارزانی فرمائی اور لشکر دہلی کا خلاصہ کہ ملک دکن کی حفاظت کے
اس طرف آیا تھا محض عنایت یزدانی سے میرے علم کے نیچے مجتمع ہوا - میرے دل میں یہ آتا ہے
کہ میں جس طرف توجہ کرونگا افواج فتح و فیروزی میرا استقبال کرینگی اس صورت میں بہتر یہی
کہ ملک گیری میں مشغول ہوں اور حسن آباد گلبرگہ سے اپنے سمند خوش خرام کو جلوہ دوں اور
آب پونہ سے قلعہ دولی تک اور سیت بن رامیشور سے ولایت ملیبار تک اپنے تصرف میں لاؤں
اور بعد ازان گوالیار کی جانب اپنے لشکر کو لیجا کر عرصۂ مالوہ و خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ و
سکہ سے بلند مرتبہ کروں - ملک سیف الدین نے عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار و انہار سے
پر ہے اور ہوا میں رطوبت کو غلبہ ہے خصوصاً ایام برسات میں ہمارے لشکر کے ہاتھی
گھوڑے و شتر گاؤ اور جمیع حیوانات اس ولایت کے پرورش یافتہ ہیں کہ جنکی ہوا
کرناٹک کی ہوا کی ضد ہے اگر مدتوں تک اس ملک میں رہینگے تو انکو جینا نہایت دشوار
ہوگا - پادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں دو تین دفعہ دھور سمندر
پر لشکر کشی ہوئی تھی حیوانات صامت و ناطق کے دس حصوں میں سے ایک حصہ بھی سلامت
نہیں پھر کر نہ آیا تھا - یہ ولایت اس قابل نہیں ہے کہ پادشاہ خود جائے بلکہ اول ایک جماعت
کرناٹک کی اس سرحد پر بھیجے جس کی ہوا اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی ہو اور ان حدود
کے گرد ونواح میں جو رائے ہیں انہوں نے ابتک تحفے و ہدیے اور ایلچی پادشاہ کی درگاہ میں نہیں بھیجے
اور رابطۂ اخلاص ابتک جیسا چاہیے نہیں پیدا کیا ہے وہ غازیان اسلام کی ضرب شمشیر سے مطیع
ہوکے اور باج و خراج لے اور انکی طرف سے خاطر جمع کرے اور اس وقت کہ
دہلی کمال بے رونق ہو رہا ہے اور مالوہ و گجرات و گوالیار امراء کے

سے خالی ہین انکی تسخیر کے لیئے پادشاہ نہضت کرے۔ سلطان علاء الدین حسن نے ملک
سیف الدین غوری کی حسن رائے کی تحسین کی اور عماد الملک تاش کندی و مبارک خان لودی جو
امراء عظام مین تھے۔ کرناٹک کی جانب روانہ کیا۔ انہون نے بیجا ولی و نکری تک ملک کو تاخت
و تاراج کیا اور اس نواح کے راجاؤن سے یہ چیزین لین۔ دو لاکھ اشرفی طلائی جنکا
دو ہزار تولہ سونا ہوتا ہے۔ اور جواہر و مروارید اور بہت آلات اور اسباب اور دو سو
نامی ہاتھی اور ایکہزار کنیز رقاص و سازندہ۔

بعد ازان برسات کے شروع مین معاودت کی ملک سیف الدین غوری کے صوابدید سے سلطان
نے اس لشکر کا سامان درست کرکے ٧٥٨ھ مین گلبرگہ سے دولت آباد روانہ کیا۔
مالاگھاٹ مین جب سپاہ کی موجودات لی گئی تو پچاس ہزار سوار نیزہ گذار شمار مین آئے
انکو دربار اور سلطان پور کی طرف سے مالوہ بھیجنا چاہا۔ اہل گجرات نے سلطان علاء الدین
کے بلانے کے لیئے اصرار کیا۔ سلطان نے یہ خیال کرکے کہ مالوہ اور گجرات جانا برابر ہے
اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کو پہلے گجرات روانہ کیا۔ اور خود آہستہ آہستہ پیچھے چلا۔ جب
یہ شاہزادہ قصبہ نوساری مین آیا تو شکار کے لیئے جانور بہت دیکھے باپ کو بھی یہان بلا
لیا وہ یہان آنکر شراب و کباب مین ایسا مصروف ہوا کہ اوسکو ہیضہ ہو گیا جسمین وہ چھ ہفتے
بیمار رہ کر ربیع الاول ٧٥٩ھ کو ٦٧ سال کی عمر مین اس دنیا سے رحلت کی۔
گیارہ سال دو ماہ سات روز سلطنت کی۔

دکن مین ایک نئی سلطنت ممالک مسلمانون کی پیدا کر گیا جو ایک مین مرتفع کا
مربع تھا جسکا ہر ایک ضلع تین سو میل لمبا تھا وہ مہاراشٹر یعنی مرہٹون کے ملک کے مشابہ
تھا۔ اوسکا کوئی مخرج سمندر مین نہ تھا شمال مین دریاے نربدا اور مغرب مین مغربی گھاٹ
جنوب مین دریاے کرشنا تھے مشرق مین گونڈوانہ کے جنگل اور مملکت تلنگ تھی اور مالوہ
خاندیس کے واسطہ سے وہ ہندوستان سے بھی پیوند رکھتی تھی یہ دونو ملک بھی دہلی
کی سلطنت سے جدا ہو کر اپنی مطلق العنان حکومت جاری رہے تھے۔ مالوہ نربدا کے

شمال مین تھا اور خاندیس نربدا کے جنوب مین تھا۔ مغرب مشرق و جنوب مین اس کے ہندوؤن کی سلطنتین تھین اسکی خود رعایا ہندو تھی اور دکن مین ہندوؤن کا اثر و رعب و داب بہت کچھ تھا۔

اس سلطنت جدیدہ کا دشمن جانب مشرق مین تلنگ تھا جسکو سیاہ بخت تھے اور جنوب مین کرناٹک تھا جو ایسا مشہور نہ تھا ان دونو ہندوؤن کی ریاستون سے ہمیشہ اسکو خوف لگا رہتا تھا کرناٹک ابھی جون بدل کر وجیانگر یون بن گیا کہ ورنگل کے شاہی خاندان کی ایک شاخ نے جنوب مین اپنے خاندان کی ریاست کو جمایا اور تمبدرا ندی کے کنارہ پر وجیانگر کو بسایا اور اپنا نام کرناٹک کے نام کی جگہہ زبان زد خلائق کرایا وہ اس جزیرہ نما مین سب سے زیادہ اعلی درجہ کی سلطنت ہوگئی اسکی مملکت کرشنا سے جنوب مین سمندر تک تھی۔ یہ ریاست اسلام کا ایک ہیبت ناک دشمن تھا

بہمنی سلطنت کا دارالسلطنت گلبرگہ کا تھا جو ورنگل سے مغرب سے ایک سو بچاس میل پر تھا اور وجیانگر سے شمال مین ڈیڑھ سو میل تھا۔ تحفۃ السلاطین و سراج التواریخ و بہمن نامہ دکنی مین حسن کو سلطان بہمن شاہ ایران کی نسل مین بتایا ہے اور شجرہ بھی بتا دیا ہے۔ یہی وجہ تسمیہ بہمنی ہونے کی بیان کی۔

فرشتہ نے اسکے خاندان کے لیئے جوتشی برہمن کی کہانی بنائی ہے جو دل لگی سے خالی نہین مگر تشنج سے خالی معلوم ہوتی ہے۔ اب ان دونو باتون مین فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ۔ شعرا اور مورخین نے خوشامد گوئی سے حسن کے سلسلہ نسب کو شاہان کیان تک پہنچایا فرشتہ نے اسکو ایک کہانی بناکے ایک برہمن کا مزدور بنایا

سلطنت محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن

سلطان محمد شاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ وہ عقل و شجاعت و سخاوت سے اتصاف رکھتا تھا اس نے بادشاہ ہوکر اسباب تجمل و آلات شوکت بادشاہی مین اعلی درجہ کی سعی کی توپچی و پیادون کو۔ بڑھایا اسکے اسلحہ خانہ کو دو سو آدمی اٹھاتے تھے

اور اسلحہ دار کہلاتے تھے۔ یکہ جوانان خاصہ چار ہزار تھے انکا نام خاصہ خیل تھا مملکت
ہر طرف دار کے خطاب مقرر کیے۔ دولت آباد کے طرفدار کا خطاب مسند عالی اور برار
طرفدار کا خطاب مجلس عالی اور بیدر و تلنگ کے طرفدار کا خطاب اعظم ہمایون اور حسن آباد
گلبرگہ اور بیجاپور کے طرفدار کو جو منصب وکالت رکھتا تھا ملک نائب اور جمیع ممالک
محروسہ کے سپہسالار اور امیر الامراء کا خطاب عنایت کیا۔ بلاد دکن میں یہ خطاب
مدتوں تک جاری رہے جمعہ کے سوائے شب روز وہ باپ کے تخت نقرہ پر وسط ایوان
میں پہر دن بیٹھتا تھا و تعظیماً پہلے باپ کے تخت کو سجدہ کرتا کمال شوکت و صلابت
سے بار عام کرتا۔ اور لوازم جہانبانی میں مشغول ہوتا۔ جب ظہر کی اذان موذن دیتا تو
وہ تخت سے اٹھ جاتا اور مجلس ختم ہو جاتی طبیعت اسکی غیور تھی وہ تخت پدر کے سجدہ سے
جو نقرئی تھا دلگیر ہوتا۔ رائے تلنگ نے ایک سونے کا تخت شاہ دہلی کے لئے بنوایا تھا
وہ اس نے محمد شاہ کو دیدیا اس خاندان میں یہ تخت سو برس تک رہا اور تخت فیروزہ کے
نام سے ساری دکن میں مشہور ہوا تھا اسکی پوشش فیروزہ رنگ کی تھی اس لئے فیروزہ اسکا نام
ہوا۔ وہ آبنوس اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ ہر سلطان اپنی تخت نشینی میں اسکو
جواہر سے مرصع کرتا۔ وہ تین گز لمبا اور ایک گز چوڑا تھا۔ جب وہ آخر کو شکستہ ہوا تو چار
کروڑ روپیہ اسکی قیمت کا تخمینہ ہوا۔ محمد شاہ نے دربار عام میں اسے بھجوایا اور باپ کے
تخت کو کونے میں لگا کے رکھ دیا۔ کوئی امیر اسکے سامنے بیٹھنے نہیں پاتا تھا سلطان فیروز شاہ کے عہد میں
یہ تخت مدینہ بھجوا لیا گیا جہاں وہ ٹکڑے ہو کر سادات میں تقسیم ہوا۔
اس نے حکم دیا کہ زر پر یہ سکہ لگائیں اور ہر روز پانچ دفعہ نوبت بجائیں بار عام کے وقت
سب آدمی زانو زدہ سر زمین پر رکھیں۔ پادشاہ بہمنیہ کے انقراض کے بعد دکن
میں پادشاہوں کے چند فرقے صاحب خطبہ و سکہ ہوئے مگر اصلاً کسی نے زر پر سکہ نہ
لگایا اس پادشاہ کے سونے کے سکے چار طرح کے تھے دو تولہ سے چند ماشہ تک
وزن تھا۔ ایک طرف کلمہ طیبہ شہادت اور چار یاروں کا نام تھا

پادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت ارتسام۔ رایان وجیانگر (بیجا نگر) و تلنگ کی تحریک سے ہندو صراف تعصب کے سبب سے سکہ زر محمد شاہی کو کہ بے غل و غش تھا گلا ڈالتے تھے اور چاہتے تھے کہ وجیانگر تلنگ کے زر مسکوک دکن مین رائج رہین۔ جب محمد شاہ کو انکی اطلاع ہوئی تو اُس نے چند دفعہ صرافون کو تنبیہ کی مگر انہون نے نہ مانا اخیر صرافون کو قتل کرا ڈالا۔ مگر اسپر بھی مسلمانون بادشاہون کے سکون کا رواج دکن مین ہمیشہ نہین رہا بلکہ ہندؤن کے سکے جنکے نام ہون اور پرتاب تھی جاری رہے ہے۔ غرض زر مسکوک پر دکن مین ہندو اور مسلمان فرمانروایون کے درمیان بڑے جھگڑے رہے ہیں ایک دوسرے کے سکون کو گلاتا اور اپنے سکے چلاتا۔ محمد شاہ کو ترویج شریعت محمدی کا بڑا خیال تھا۔ اس نے ہندؤن کے زر مسکوک کو اپنی مملکت سے خارج کر دیا۔ رائے بیجانگر اور تلنگ اسکو صاحب داعیہ جانکر خائف ہوئے۔ ایک فرقہ امرائے اسلام کا مکہ معظمہ کو نقود و خزانہ بھیجنے سے ناراض تھا۔ اس خزانہ بھیجنے کی حکایت یون بیان کی جاتی ہے۔

مکہ معظمہ خزانہ بھیجنا

جب سلطان علاء الدین مر گیا تو محمد شاہ ہر شب جمعہ کو اسکی قبر پر جاتا اور ہمیشہ باپ کی تربت پر دو سو آدمیون سے قرآن پڑھواتا۔ ملکہ جہان والدہ سلطان محمد شاہ نے اپنے تمام نقود و جواہر و زر خاصہ اپنے شوہر کی روح کی ترویج مین صرف کرنے۔ ایک سال بعد وہ حج کو روانہ ہوئی تو محمد شاہ نے چاہا کہ باپ نے جو مصلحت دنیوی کے لئے خزانے جمع کئے تھے انکو ملکہ جہان کے ہمراہ اماکن شریفہ کو بھیجدے کہ روح پدر کی ترویج کے لئے فقراء و مساکین مین خیرات کر دے۔ خزانچی نے حسب الحکم صندوق طلا و نقرہ سے حاضر کئے وہ تولے گئے تو دکنی وزن سے چار سو من سونا اور سات سو من چاندی [illegible] امرا اور ارباب حل و عقد نے معروض کیا کہ پادشاہ دہلی فیروز شاہ [illegible] کی انتزاع کے فکر مین لگ رہا ہے اور پادشاہون کو صلاح

لشکر و حفظ مملکت کے لئے سوائے خزانون کے موجود رکھنے کے چارہ نہین ہی اس لئے صلاح دولت
یہ ہے کہ بقدر کفاف روپیہ ملکہ جہان کو دیا جائے اور باقی پھر خزانہ مین داخل کیا جائے کہ امور
پادشاہی مین کام آئے۔ ملک سیف الدین نے کہا کہ جو کچھ ارکان دولت نے عرض کیا حق و صدق
ہے۔ پادشاہ کے لئے مال اور خزانہ رکھنا ضرور ہے مگر جو نقود کہ اس نیت سے خزانہ سے نکالے
گئے ہین کہ راہ خدا مین خرچ ہون مناسب نہین ہے کہ وہ پھر خزانہ مین داخل ہون
محمد شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور اس نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے میرے باپ کے بے مال و مملکت
کے ایسی پادشاہی کرامت فرمائی اگر وہ چاہیگا تو میرے بھی خزانہ بغیر نگہبانی کریگا
ملکہ جہان کو ان خزانون کے ساتھ روانہ کیا اور جب وہ واپس آگئے تو خوشی کے مارے
ایک بڑا جشن کیا۔ ۷۶۳ھ مین جب ملکہ جہان کا انتقال ہوا شوہر کے پہلو مین اس نے
آرام کیا۔ جو فرقہ اس روپیہ کے بھیجنے سے ناراض ہوا تھا اس نے راے وجیانگر اور راے
تلنگ کو اپنے اتفاق سے تقویت دی اور محمد شاہ کے مخالفت پر ترغیب و تحریص کی
بعض امرائے کبار ان رایون سے باطناً ہمزبان ہوگئے۔ راے وجیانگر نے
محمد شاہ پاس آدمی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور و مدکل مع
مضافات کے کنار آب کرشنا تک وجیانگر کے رایون کے ماتحت رہے ہین اگر آپکو
ہماری ہمسائگی کی اور اپنی بقاء شاہی کی آرزو ہو تو دوستی کے ساتھ آب کرشنا
کے کنارہ تک قلاع و پرگنات مجھے دیدیجئے تاکہ تمہارے ممالک شاہان دہلی کے صدمات
سے اور میرے عساکر نہب کی آسیب سے محفوظ رہین ایسی ہی راے تلنگ نے ایلچیون کو دار الملک
بھمنی مین بھیجا کہ میرا بیٹا ونایک دیو (ناک دیو) مجھ سے سرکش ہو رہا ہے اور قلعہ کولاس
یہ قلعہ سلطان علاء الدین کو پیشکش مین راے تلنگ نے دیا تھا) کے اور اسکے ملحقات
کے استرداد مین عازم جازم ہے پس مصلحت دولت اسی مین ہے کہ جنگ بغیر
اس محال کو مجھے دیدین۔ تاکہ مین آپکے ساتھ موافقت مین راسخ دم اور ثابت
قدم ہوکر آپکے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن ہون۔ محمد شاہ نے

دانائی اور عاقلی کے ساتھ ان ایلچیون کی تعظیم و تکریم کی اور ڈیڑھ سال تک انکو یون
ہی لیت و لعل مین لگائے رکھا اور بارہا سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت
اساس رقوم کرکے بتوسط ان ایلچیون کے وجیانگر و تلنگانہ روانہ کئے اور اس عرصہ مین
امیرون سے بھی جو متوہم تھا اور مخالفت کا گمان رکھتا تھا مستاصل کیا اور انکی جگہ اور
معتمد آدمیون کو مقرر کیا۔ غرض ہندوؤن کو بھیلاوے مین رکھ کر اپنے تئین سب طرح سے قوی
کیا اور بار عام کیا اور ایک پر شوکت و صلابت مجلس آراستہ کی اور وجیانگر و تلنگانہ کے
ایلچیون کو بغایت قہر و غضب و نہایت استیلا و تسلط سے کہا کہ ایک مدت سے
تخت دکن میرے قدمون سے رونق پا رہا ہے میرا اقبال بلند ہو رہا ہے
اب تک اطراف کے رایون نے پیشکش و ہدیئے نہین بھیجے ہین انکو چاہیئے کہ انکی
سرکار مین جتنے کارآمد ہاتھی ہون انکی پیٹھون پر زر و جواہر و کل امتعہ و اقمشہ
لاد کر جلد میری درگاہ مین بھیجدین اسلئے کہ خزانہ عامرہ کے نقود مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
مین صرف ہو گئے ہین روپیہ کی ضرورت بہت ہے۔
جب ایلچیون نے سلطان محمد شاہ کے پیغام اپنے حاکمون کو لکھ بھیجے تو رایے تلنگ نے
اپنے بڑے بیٹے ناگ دیوا و نانک رام کو ورنگل سے بہت سپاہ کے ساتھ کولاس مین
بھیجا اسکی مدد کے لیئے رائے وجیانگر نے بیس ہزار سوار و پیادے بھیجے۔ سلطان محمد شاہ
نے بہادر خان ولد اسماعیل فتح کو سپہ سالار کیا اور اعظم ہمایون و صفدر خان سیستانی
کو لشکر بیدر و برار کے ساتھ اسکے ہمراہ کیا۔ بہادر خان لشکر لیکر مخالف کے مقابل آیا
طرفین مین جنگ عظیم ہوئی بہادر خان کو فتح ہوئی اور اسنے ورنگل تک تعاقب کیا اور
وہان کے رائے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس قوی ہیکل ہاتھی اور نفیس تحفے لیکر گلبرگہ مین
سنہ ۷۶۳ھ مین سلطان محمد شاہ کرسی پر بیٹھا وضو کر رہا تھا سوداگرون نے گھوڑے
دکھائے جنمین کوئی گھوڑا اسکی سرکار و سواری کے لائق نہین تھا تو اسنے سوداگرون سے
کہا کہ تمہارے گھوڑے پادشاہون کی سواری کے لائق و قابل نہین ہین انکو سزاوار

نہین ہے کہ ملک ملک پھر کر ایسے گھوڑے بادشاہون کو دکھاؤ سوداگرون نے عرض کیا کہ
بندگان بادشاہی کے لیئے نہایت عمدہ گھوڑے لائے تھے مگر ناگ دیو والی ولیجم
نے نخواہ نخواہ عمدہ گھوڑے چھین لیئے ہر چند ہمنے اُس سے کہا کہ ہم یہ گھوڑے محمد شاہ
بہمنی کے لیئے لائے ہین مگر اس نے ایک نہ سنی سلطان محمد شاہ پہلے ہی سے ناگدیو کے
اوضاع نا ملائم سے آزردہ خاطر تھا اور اب اور زیادہ کدورت اس کی بڑھ گئی
اور ناگ دیو کے استیصال کے درپے ہوا تلنگ کو روانہ ہوا۔ ایک ہزار سوار کے ساتھ نواحی ولیجم
مین آگیا۔ افغانون کی ایک جماعت کو ان سوداگرون کا لباس پہنایا جنکا مال
لٹا تھا۔ وہ دروازہ پر پہنچکر شہر مین داخل ہوئے دروازون کے محافظ انکے پاس
ہتھیار دیکھ کر انکا حال دریافت کرنے لگے تو انہون نے کہا کہ مال اسباب سارا ہمارا
لٹ گیا ہے ہم حاکم شہر سے فریاد کرنے آئے ہین غرض یہان یہ حیص بیص ہو رہی تھی
کہ محمد شاہ ایک ہزار سوار لے کر جا پہنچا اور اس نے شہر کے دروازہ کے بند کرنے کی محافظون
کو فرصت نہ دی اور محافظون کو قتل کر ڈالا اور سلطان سیدھا ارک پر پہنچا۔ ناگ دیو
کو اس طرح سلطان کے آنے کا سان گمان بھی نہ تھا ایک باغ مین عیش و عشرت اُڑا رہا تھا
کہ ناگہانی یہ حادثہ پیش آیا وہ بہزار خرابی ارک مین گیا۔ سلطان نے حصار کا محاصرہ
کیا۔ توپ و تفنگ و کل آلات حصار داری سے حصار عاری تھا۔ غرض ناگ دیو سے
کچھ نہ بن پڑا۔ ناچار وہ بھاگا مگر دستگیر ہوا۔ محمد شاہ کے ساتھ گفتار ناہموار کی انہوں نے
زبان اسکی گدی کی طرف سے نکلوا کر منجنیق مین رکھوا کر جلتی آگ مین پھکوایا۔ اور
خاکستر بنا یا۔ پندرہ روز تک جشن اُڑایا اور اس عرصہ مین اہل شہر سے بہت
روپیہ وصول کر کے اپنے گلبرگہ کو واپس آیا جب اہل تلنگ کو خبر ہوئی تو اُنہون نے
مور و ملخ کی طرح ہجوم کر کے سلطان محمد شاہ کے لشکر کو آگے پیچھے گھیر لیا۔ محمد شاہ نے
لشکر کو حکم دیا کہ سوا اوزار و جواہر کے بچھاونے اور خیمہ و اسباب کو چھوڑ دین
محصورون کی نسبت جو بار کش اشتر و گائے نہ چل سکین انکو صحرا مین چھوڑ دین اور

صبح سے سہ پہر تک وہ سفر کرین اور جس قریہ مین پہنچے وہان سے بقدر کفایت آذوقہ
وعلف لیکر صرف کرین اور رات کو صحرا مین اتریں اور گھوڑون سے زین نہ اوتارین اور
ہر جماعت ہر رات کو باری باری سے ہشیاری و بیداری مین قیام کرے باوجود
اس حال کے سلطان کے چار ہزار سوارون مین سے پندرہ سو سوار سلامت اپنی مسافت
منازل پر پہنچے - کئی دفعہ تلنگون اور مسلمانون مین لڑائی ہوئی مگر مسلمانون کو فتح
حاصل ہوئی - لڑائی مین ایکدفعہ سلطان محمد کے بازو پر ایک گولی لگی مگر کارگر نہ ہوئی
۷۶۷ھ مین رائے تلنگ شکست سابق اور فرزند کے کشتہ ہونے سے غمزدہ
اور دہلی کے بادشاہ ملک فیروز شاہ باربک کو عرائض بھیجین محمد شاہ کے مخبرون نے دہلی
تو نشتے بھیجکر یہ اسکو اطلاع دی کہ رائے ورنگل نے عرائض بادشاہ دہلی کے پاس اس
مضمون کے بھیجے ہین کہ بندہ جادہ اطاعت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر امرا
مالوہ اور گجرات کے نام فرمان صادر ہو کہ وہ ملک دکن کو تسخیر کرلین تو مین بھی رائے
وجیانگر کو اپنے ساتھ متفق کرکے خدمت و جان سپاری کے لئے حاضر ہون -
مجھسے بندگی اور خود تنخواہی مین کوئی تقصیر نہین ہوگی اور تھوڑی مدت مین اس خطہ کو مخالفان
وقت سے لیکر تحف و پیشکش چندین سالہ کے ساتھ حضور کی پائبوسی سے مشرف
ہونگا مگر اس سبب سے کہ یہ امر مشہور ہو گیا تھا کہ دکن پر لشکرکشی شاہان دہلی کو مبارک
نہین ہے - ان عرائض کے جواب پر فیروز شاہ نے کچھ التفات نہین کیا - اس زمانہ
کے دکن کے مشرق مین تلنگ والے اور جنوب مین وجیانگر کے رائے زور رہے تھے کہ انہون
دہلی کی سلطنت کے جوئے سے کندھا اس لیئے نکالا تھا کہ دشمنون کو اپنے دروازہ
پر زور آور کرین -

محمد شاہ نے ممالک تلنگ کے تسخیر کے ارادہ سے اپنے امرا کو مع لشکر بلایا اور
کولاس مین گیا اس اثنا مین رائے وجیانگر مرگیا - اسکا بھتیجا کرشن راؤ جانشین ہوا
رائے تلنگ اسکی کمک سے مایوس ہوا - غرض اسکے مسلمانون کا استقلال ایسا دیکھا

کر بہت منت سماجت کرکے ان شرائط پر صلح کی تین سو ہاتھی اور تیرہ لاکھ ہون اور
دو سو گھوڑے محمد شاہ پاس بھیجدیئے اور بلدہ گلکنڈہ کو مع مضافات کے پیشکش میں دیدیا
بعد چالیس روز تک شادی و عشرت کے جشن کیئے اور اپنے بیٹے
[illegible] کی شادی بہادر خان ولد اسمٰعیل فتح کی بیٹی سے کی ان عیش و نشاط کی مجالس مین تین
سَو قوال دہلی سے آئے تھے وہ حضرت امیر خسرو کے اشعار بادشاہ کی تعریف مین گانے تھے - ان
اشعار اور شراب سے محمد شاہ ایسا مست ہوا کہ ایک فرمان وجیانگر کے حاکم کے نام لکھوا کر بھیجا
کہ ان تین سو قوالون کو وظیفہ وہ دیا کرے وجیانگر کا حاکم کرشن راؤ نہایت مغرور و شجاع
تھا وہ اس بات سے نہایت آشفتہ ہوا - اسنے جو شخص قوالون کے وظیفہ کی برات لایا تھا
گدہے پر سوار کرا کے وجیانگر کے تمام محلون مین پھرایا اور نکالدیا اور لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا
اور شاہان بہمینہ کے ممالک کی تسخیر کے لیے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے اور تین ہزار فیل
لیکر دکن کی سرحد پر متوجہ ہوا اور دریاے تم بدرا سے عبور کیا کہ مدکل و رائے چور قلعون
کو تسخیر کرے اور تاخت و تاراج کے لیئے آدمی بھیجے - برسات کا موسم آگیا تھا اور دریاے
کشنا (کرشنا) چڑھاؤ پر تھا - کرشن راؤ خاطر جمع سے حصار مدکل کے نیچے آیا سرحدون
کی قلعے اکثر مشرقی بادشاہون مین جنگ کے سبب ہوتی ہین یہ قلعے جن بادشاہون کو ہاتھ
لگ جاتے ہین انکا تسلط و استیلا اورون پر زیادہ ہو جاتا ہے اور انکی بدولت وہ اورون سے
خراج وصول کرتے ہین وجیانگر کی طرف سرحدی قلعے مدکل و رائچور تھے وہ دریاے کرشنا اور
دریاے تم بدرا کے درمیان واقع تھے اسکو رائچور دواب لکھتے ہین - یہ دواب مع قلعون
مدکل و رائے چور کے بہمنیہ بادشاہون اور وجیانگر کے رایون کے درمیان میدان
فساد رہا ایسے ہی تلنگ کی طرف قلعہ گلکنڈہ تھا جو حیدرآباد کے نزدیک ہے محمد شاہ نے
اسکو اہل تلنگ پر اپنا خوف جمانے کے لیئے تسخیر کر لیا تھا قلعہ گیری کے لوازم مین اسقدر سعی و کوشش کی
کہ طاقت بشری مین نہین سماتی تھی - قلعہ مین آٹھ سو مسلمان تھے قلعہ کو راے وجیانگر نے [illegible] تھا -
مسلمانون کو زن و فرزند سمیت مار ڈالا - ایک مسلمان اتفاق سے بچ رہا

پاس آنکر سارا حال سنایا تو اُسنے اس بیچارہ کو بھی مار ڈالا اور کہنے لگا کہ جس شخص نے دشمن کو
مرتا دیکھا ہو اُسکو دیکھنا نہین چاہیئے - سنہ ۷۶۷ھ مین محمد شاہ نے بھی انتقام لینے کا ارادہ کیا
گلبرگہ کی مسجد مین قرآن پر قسم کھائی کہ ان ایک لاکھ مسلمانون کی عوض مین جب تک لاکھ ہندو
قتل نہین کر لونگا شمشیر جہاد کو نیام مین نہین کرونگا نو ہزار سوار لیکر وہ دریائے کرشنا پار
گیا اور رائے بیجانگر کے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے تھے - محمد شاہ دریائے کرشنا کے پار گیا اور
صبح کو رائے کے لشکرگاہ پر پہنچا مشرقی ملکون مین لڑائیان پہلے ایسی ہی ہوتی تھین
جیسے وحشی جانورون مین ہوتی ہین - جب وہ کرشن رائے کے لشکر کے قریب آیا تو اسکے آدمیون
کو سوائے فرار کے اپنی سلامتی نہ سوجھی تھی سلطان جہان رائے کا لشکر پہنچا تھا وہان
جاتا تھا اور خوب غارت اور قتل کرتا تھا اس نے ستر ہزار عورتین و مرد و جوان و
پیر و بندہ و آزاد قتل کر ڈالے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ دو ہزار ہاتھی تین سو ارابہ
توپ و ضرب زن و سات سو گھوڑے عربی اور ایک مرصع سنگھاسن سرکار شاہی مین
داخل ہوئے - باقی غنائم پر امرا اور لشکری متصرف ہوئے - سلطان محمد شاہ نے
اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ جانا - برسات کا موسم قلعہ مدکل مین بسر کیا
جب خان محمد مع لشکر دولت آباد محمد شاہ سے مل گیا تو ایک جمعیت عظیم اس پاس ہو گئی اور
دشمنون کے قتل کے لیئے قلعہ ادونی کی طرف روانہ ہوا - رائے کشن راؤ نے دریائے تنگ بدرہ
عبور کیا اور ادونی قلعہ کے باہر اترا اور یہان اپنے بھانجے کو حاکم مقرر کرکے اپنی ولایت
کے وسط مین گیا اور اطراف و جوانب سے لشکر جمع کیا - اور بیجانگر سے خزانہ و ہاتھی اور
اثاثہ شاہی طلب کیا محمد شاہ نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ نہین کیا اور توپ و ضرب زن
ہر طرف سے کھینچی - کارخانہ آتشبازی پر بڑا بھروسا کیا اب تک دکن کے اندر اس کا
رواج مسلمانون مین نہ تھا - ایک توپ خانہ بزرگ مرتب ہوا مقرب خان سیستانی
تعلیم رومیون اور فرنگیون کو جو بادشاہ کے ملازم تھے اسکا اہتمام سپرد ہوا
تھا کہ اس ملک کے آدمی چورون کی طرح لشکر مین آکر گھوڑون اور آدمیون

ضائع کرنے مین اسلیئے یہ تجویز ہوئی کہ وجیانگر کے ہاتھی گلبرگہ کو بھیجدیئے جائین اور سپاہی
اسباب ضروری ہمراہ رکھین اور باقی سب اسباب بھیجدین اور طناب طنابائین اور توپخانہ کے
لدا بون کا زنجیرہ بنا کے ہوشیاری اور بیداری کے لوازم بجا لائین بادشاہ تخم بدرہ
سے اُترا اور ولایت وجیانگر مین داخل ہوا۔ کشن رائے نے بھوج رائے مل کو سپہ سالار مقرر
کیا جسنے گھمنڈ مین آکر کشن رائے سے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ گرفتار
کرکے خدمت مین لاؤن یا اوسکے سر کو تلوار سے کاٹ کر پیش کرون کشن رائے نے کہا
ہر حال مین دشمن کا زندہ رکھنا منظور نہین اسکا مرنا ہر حال مین بہتر و خوشتر ہے بھوج مل نے
لشکر کو دلاسا دیا اور چالیس ہزار اور پانچ لاکھ پیادے لیکر بادشاہ سے لڑنے آیا اور حکم
دیا کہ امرا اپنی مجلس مین حکم دین کہ پنڈت کتابون کو پڑھ کر خلائق کو مسلمانون کے مارنے کا ثواب
بتلائین اور انکو مسلمانون کے بد اعمال بتلا کر انسے لڑنے کی ترغیب و تحریص دین کہ گائے کو
ذبح اور اصنام کی ہتک کرتے ہین اور بتخانون کو ڈھاتے ہین اور ہندؤن کو قتل کرتے
ہین۔ بادشاہ پاس پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے تھے جنمین سے دس ہزار سوار
اور تیس ہزار پیادے اور سارے آتش بازی کے کارخانے لڑنے کو گئے ۱۳ ذی قعدہ کو
صبح سے سہ پہر تک خوب جوش و خروش سے لڑائی ہوئی اور توپخانہ نے مسلمانون کو
شکست سے بچایا۔ تفنگ و توپ کی ضربون نے ہندؤن کے لشکر کو متزلزل کیا اور ایسے
قریب نوبت آگئی کہ شمشیر و خنجر سے لڑائی ہوئی۔ بھوج مل رائے زخمی ہو کر بھاگا
ہندؤن کو شکست ہوئی مسلمانون نے قتل کا بازار ایسا گرم کیا کہ عورتون اور دودھ
پیتے بچون کو بھی نہ چھوڑا۔ محمد شاہ تو ہندؤن کے قتل کی قسم کھائے ہوئے تھا کہ
وہ تین مہینے تک کشن رائے کے لشکر کے پیچھے پڑا پھرا اور اسکو قتل کیا۔ آخر کو کشن رائے بھاگ
وجیانگر مین چلا گیا اور نو ہزار پیادے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لیئے مقرر کیئے
محمد شاہ نے وجیانگر کے نواح مین خیمہ ڈیرے ڈالے اور ہر روز شہر کے گرد جنگ ہونے
لگی۔ رات کو لشکر مین دشمن آن کر گالیان دیجاتے تھے شہر کا تسخیر ہونا بڑا مشکل تھا۔

اسکے تین طرف فصیل تھی جسمین سخت پتھر بہت بڑے بڑے لگے ہوئے تھے اور برج و باڑ
سے ملے ہوئے، اور چوتھی طرف دریائے تم بدرا تھا جو ایسے جوش و خروش سے تیز بہتا تھا
جسمین عبور دشوار تھا۔ مطلع السعدین مین لکھا ہے کہ وجیانگر ایک مدور شہر تھا اسکے گرد
سات فصیلین مدور ہم مرکز تھین ور باہر کی فصل کے باہر ایک میدان پچاس گز کا تھا
جسمین پتھر پاس پاس گڑے ہوئے تھے۔ آدھے زمین مین دبے ہوئے اور آدھے باہر آہنین
اور سیاہ بہت مشکل سے باہر کی دیوار تک جا سکتے تھے۔ سلطان محمد شاہ نے اتنا بہت خوب
کوشش کی کہ اس بلدہ کے اندر داخل ہو مگر کسی عمل سے میسر نہ ہوئی تو وہ حیلہ گری کو
کام مین لایا کہ اپنے تئین بیمار بنایا اور کوچ کا نقارہ بجوایا کشن رائے مسلمانون کے قتل کے
قصد سے اور ہندوکے خون کی تلافی لینے کے لئے دار الملک وجیانگر سے نکلا۔ اور
مسلمانون کے لشکر کے پیچھے پڑا۔ راتون کو ہندو ارابون کے کنارہ پر آنکر کہتے کہ تمہارا
پادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی تم مین سے ایک آدمی کو
ہم زندہ نہ چھوڑینگے۔ پادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین سوکر چادر سر پر ڈالتا تو اہل
اردو کو پادشاہ کی زندگی پر بدگمانی اور شک ہوتا اور وہ مضطرب ہوتے خان محمود
مقرب خان جو راز دار تھے خلائق کی دلدہی کرتے اور کوچ پر کوچ کرتے۔ محمد شاہ کی تدبیر
تقدیر کے موافق ہوئی کشن رائے وارکان دولت اسکے اپنے دشمنون کا حال نہایت زبون
سمجھکر ساری رات شراب پیتے اور ناچ دیکھتے کہ ناگاہ سلطان نے ان پر شبخون مارا
دشمن کے ہوش اڑے وہ بھاگا دس ہزار ان مین سے مارے گئے اور کشن رائے وجیانگر کو
بھاگا وجیانگر سے تیس ہزار سوار جہان مسلمان آبادی کا نام سنتے وہان غارت کرنے
دوڑے جاتے وجیانگر کے معتبرون اور نامدارون نے جب یہ حال دیکھا تو انہون نے
کشن رائے پر سرزنش و ملامت کی اور کہا کہ تیری حکمرانی ہمارے لئے شوم ہے دیوتا تجھ
سے خفا ہوئے۔ ہمارا مال اور ناموس برباد گیا دس ہزار برہمنون کے قریب کشتہ ہوئے
رعیت کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ کشن رائے نے کہا کہ مین کوئی کام اعیان ملک کے

بے مشورہ نہین کیا۔ اپنی قسمت پر اختیار نہین کھتا۔ اب جو کہو سو کرون ۔ انھون نے اُسے
یہ سمجھایا کہ تیرے باپنے مسلمانون سے لڑائی چھوڑکر سلطان علاء الدین سے صلح کی تھی تو بھی
مسلمانون سے صلح کرلے۔ کشن رائے نے یہ رائے پسند کی۔ محمد شاہ سے صلح کا پیغام دیا۔ بادشاہ نے
کشن رائے سے قوالون کے وظیفہ کا دینا قبول کرایا اور صلح کرلی اور ایلچیون نے اُسے
ادا کرا دیا۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ جو بات میری زبان سے نکلی تھی مین یہ نہین چاہتا
تھا کہ وہ لغو و حشو ہو کر صفحۂ روزگار پر رہے الحمد للہ کہ جو کچھ کہا تھا اسکو کرکے چھوڑا۔
مشرقی بادشاہون کی یہ ادائین ہوتی ہین کہ اپنی ایک بیہودہ بات کے پورا کرنے کے لیے
ہزارون جانون کے جانے کا خیال نہین کرتے۔ جب ایلچیون نے بادشاہ کو خوش وقت
دیکھا تو کہا کہ ہم اس وقت بادشاہ کو بنہایت مشفق و مہربان دیکھتے ہین اگر حکم عالی
ہو تو اخلاص کی راہ سے دو کلمے عرض کرین انکو اجازت ہوئی تو اونھون نے کہا کہ کسی
دین مین روا نہین ہے کہ کسی گناہ گار کی عوض مین کوئی بیگناہ مارا جائے خصوصًا عورتین اور
بچے۔ اگر کشن رائے نے قلعہ مدکل مین مسلمانون کی ساتھ بیرا ہی کی ہو مگر اسمین فقیر اور
مساکین کا کیا گناہ ہے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ قلم تقدیر یون ہی چلی تھی اسمین میرا
کچھ اختیار نہین تھا۔ ایلچیون نے کہا کہ خدا تعالی نے ممالک دکن کا خلاصہ آپ کو عنایت کیا ہے
اور ممالک کرناٹک کرشن رائے کو۔ آپ کی مملکت کے ہمسایہ مین واقع ہین یقین ہے کہ آپ کو
اور آپ کی اولاد کو برسون تک اس سرزمین کے ساتھ ہمسائگی رہیگی۔ دنیا دارون کو شاید
پھر اس طرح کے قضایا واقع ہون تو خلائق کا حال کیا ہوگا۔ خیر اندیشی و رعایا کی صلاح
حال اسکا اقتضا کرتی ہے کہ فقرا اور مساکین کے قتل کا طریقہ موقوف کیا جائے۔ سلطان
محمد شاہ اس کہنے سے متاثر ہوا اور اس لیے کہا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ بعد فتح
اور بعد کر گذاری کے کسی کو قتل نہ کرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اسی شیوہ
مرضیہ پر عمل کرینگے۔ اس تاریخ سے دکن مین یہ دستور ہو گیا کہ جنگ کے بعد جو زندہ
گرفتار ہوتا وہ قتل نہین ہوتا۔ اور بے سبب رعایا و ضعفاء کا قتل عام نہین ہوتا

محمد شاہ نے گلبرگہ کو مراجعت کی ۔ پانچ روز بستر راحت پر استراحت فرمائی تھی کہ وہ دولت آباد
کو روانہ ہوا۔ اسنے اپنے تئین بیمار بنایا تھا اس لئے اسکے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی تھی
جسسے جا بجا فساد و کھڑے ہو گئے تھے۔ دولت آباد لشکر و امرا سے خالی تھا۔ بہرام خان
مازندرانی جسکو سلطان علاء الدین نے بیٹا بنایا تھا۔ کونبھ دیو مرہٹہ سردار پانگان کے
اغوا سے اسنے علم مخالفت بلند کیا۔ برار کے بعض امرا نے بھی اسکے ساتھ اتفاق کیا راجہ بگلانہ
نے بھی اسکو امداد کی امید دلائی۔ ان مقدمات خام پر بہرام خان فریفتہ ہوا۔ پرگنات
و ولایت مرہٹہ کا چند سال کا خراج جو سلطان محمد شاہ کے حکم سے دولت آباد مین رکھا گیا تھا
اس پر وہ متصرف ہوا جنیل حشم مین اشتغال کیا اور اکثر بلاد و پرگنات مرہٹہ کو قبض و تصرف
مین لایا اور اپنے اعوان و انصار مین اسکو تقسیم کیا۔ بارہ ہزار سوار اور پیادے جمع
کر لیئے۔ سلطان محمد شاہ نے اس خبر کو سنکر بہرام خان کو لکھا کہ تو اپنی ان حرکات
سے باز آ۔ ابتک جو کچھ تو نے قصور ۔ ۔ کیا ہے مین اُسے معاف کرتا ہون۔ بہرام خان
کونبھ دیو سے اس امر مین مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ سلطان محمد شاہ قہار و غیور ہے ہمنے جو
اعمال ناشائستہ کئے ہین۔ انسے ہم کو کسی جہت سے امن نہین ہونا چاہیئے جس وقت
کہ قلعۂ دولت آباد پر ہم متصرف ہون۔ اور راجہ بگلانہ اور برار کے بعض امرا معتبر
ہماری ساتھ ہون تو صلاح یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس مہم سے ہاتھ نہ اٹھائین۔ بلکہ
اتمام کو پہنچائین غرض اُس نے بادشاہ کی نصیحت نہ سنی۔ پہلے سے زیادہ مقابلہ و
مقاتلہ پر مستعد ہوا جب محمد شاہ نے مسند عالی خان محمد کو اپنے سے پہلے اس طرف
بھیجا اور خود شکار کرتا ہوا اس طرف متوجہ ہوا قصبہ پٹن کے حوالی مین بہرام خان و
کونبھ دیو اور بعض متعلقین راجہ بگلانہ محمد خان کے مدافعت کے لئے آئے۔ بادشاہ بھی جب
قصبہ پٹن سے چار کروہ پر آیا تو راجہ بگلانہ مع متعلقین فرار ہوا اور مخالفین سے ترک موافقت
کی۔ بہرام خان و کونبھ دیو بھی بغیر قتال و جدال کے دولت آباد کے قلعہ مین بھاگ گئے
خان محمد دولت آباد سے دو کروہ پر پہنچا اور محاصرہ کے فکر مین تھا تو بہرام خان اور

کو بیخودی و خواب مستی سے بیدار ہوے۔ اور رات کو تغیر لباس کر کے شیخ زین الدین پاس آئے۔
اس شیخ نے انکو صلاح بتائی کہ سب کچھ چھوڑ کر اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑ کر گجرات چلے جاؤ۔
اسی مین تمہاری خیر ہے اُنہون نے یہی کیا۔ محمد شاہ جب اس امر سے آگاہ ہوا تو سرحد
گجرات تک انکے تعاقب مین ایلغار کیا۔ مگر انکو نہ پکڑ سکا۔ دولت آباد مین آیا۔ دکن کے کل مشائخ
نے حاضرانہ و غائبانہ سلطان محمد شاہ سے بیعت کی تھی۔ مگر شیخ زین الدین نے اس سبب سے
بیعت نہین کی تھی کہ وہ شراب پیتا تھا اور بعض اور مناہی کا مرتکب ہوتا تھا۔ شاہ نے شیخ کو
حکم بھیجا کہ میری مجلس مین حاضر ہو یا میرے خلافت کی بیعت کا نوشتہ اپنے ہاتھ سے لکھکر
بھیجدے۔ شیخ نے جواب دیا کہ کسی سبب سے کفار نے ایک دانشمند اور ایک سید اور ایک مخنث کو
گرفتار کیا اور تینون کو بتخانہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ جو کوئی بت کو سجدہ کرے اسکو جان کی
امان دی جائے اور جو کوئی انکار کرے وہ قتل کیا جائے۔ دانشمند نے آیہ کریمہ پر عمل کر کے
سجدہ کیا اور سید نے بھی دانشمند کا طریقہ اختیار کیا۔ مگر مخنث نے کہا کہ مین ساری عمر اعمال
ناشائستہ مین مشغول رہا ہون۔ نہ مین عالم ہون نہ سید کہ ایسا کام کرون مجھے قتل ہونا قبول
ہے اور بت کو سجدہ کرنا منظور نہین۔ میرا قصہ بھی اس قصے کے مشابہ ہے کہ مین تیری جفا کا
مستحق ہونگا۔ مگر تیری مجلس مین حاضر نہین ہونگا نہ تیری خلافت پر بیعت کرونگا۔ محمد شاہ نے
خفا ہو کر شیخ کو شہر بدر کر دیا۔ مگر شیخ کے ساتھ اس سختی کرنے سے بادشاہ شرمندہ ہوا۔
صدر الشریف کے ہاتھ یہ مصرعہ لکھکر بھیجا ع۔ من ز آن تو ام تو ز آن من باش +
شیخ نے کہا کہ اگر سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کے مراتب مراسم کا حفظ کرے
اور ممالک محروسہ مین سے شرابخانون کو دور کرے اور سنت پدر پر عمل کرے اور
خلق کے روبرو شراب نہ پئے۔ ثقات۔ و علماء و صدور کو حکم دے کہ امر معروف
نہی منکر مین کوشش کرین تو زین الدین فقیر سے زیادہ کوئی اسکا دوست نہ ہوگا اور یہ بیت
لکھی۔

تا من بزیم بجز نکوئی نہ کنم + جز نیک دلی و نیک خوئی نہ کنم۔
تو خواہ کہ بجائے ما بدیہا کردند + تا دست رسد بجز نکوئی نہ کنم

شیخ نے سلطان کو غازی کہا اس سے وہ بہت خوش ہوا اور اس کو اپنے لقب میں زیادہ کیا
اور جب دولت آباد سے گلبرگہ میں گیا تو اپنے ملک میں شراب فروشی کی دکانیں بند کرادیں
اور شریعت کی ترویج میں بڑی کوشش کی پھر شیخ اور بادشاہ کے درمیان خط وکتابت
جاری ہوگئی۔ اب امن و امان تھا۔ محمد شاہ نے دکن کے جو مفسد و دزد مشہور تھے انکی بیخ کنی میں
کوشش کی اپنے اپنے ملک کے حاکموں کو حکم بھیجا کہ جو رہزن دزد ہو اسکا سر کاٹ کر گلبرگہ بھیج دو
گلبرگہ میں سات مہینے میں آٹھ ہزار سروں کا انبار لگا۔

دجیانگر و تلنگ اور سب زمینداران دکن محمد شاہ کی اطاعت میں ثابت قدم رہے باج گزاری کے
ارسال میں کچھ تخلف نہیں کیا۔ سلطان نے لشکرکشی کو موقوف کیا۔

ہر سال اطراف اربعہ میں سے ایک طرف جاتا۔ اور تین چار مہینے شکار میں مشغول رہتا
اہل دکن اس بادشاہ کو نعمت عظمی سمجھتے اسکے عہد میں زندگانی عیش و کامرانی سے بسر
کرتے ٧٧٦ھ میں موت نے اسکی حیات پر پنجہ مارا۔ سراج التواریخ میں لکھا ہے کہ کارخانہ
محمد شاہی میں جسقدر خزانہ اور فیل جمع ہوگئے اسکے بعد شاہان بہمنیہ میں سے کسی کے پاس
نہیں جمع ہوئے اسکی سرکار خاصہ میں سب قسم کے تین ہزار ہاتھی تھے کسی اور بادشاہ کی
سرکار میں دو ہزار سے زیادہ نہ ہوئے اور خزانہ بھی اس قدر تھا کہ اور بادشاہوں
پاس کبھی اس سے آدھا بھی نہ ہوا۔ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ جو اس سے پہلے اور پیچھے
ہوئے۔ انمیں سے کسی نے راے کرناٹک کو ایسا عاجز نہیں کیا جیسا اسنے۔ اول سے آخر
تک اس نے پانچ لاکھ آدمیوں کو قتل کیا ہوگا۔ اور بلکہ کرناٹک کو ایسا ویران کیا کہ قرنوں
میں بھی وہ اپنی اصلی حالت پر نہ آیا۔ اسکی سلطنت ١٧ سال ٩ ماہ پانچ یوم رہی۔

سلطنت مجاہد شاہ بہمنی

ملک سیف الدین غوری کا دختر زادہ سلطان مجاہد شاہ تھا وہ باپ کے بعد تخت پر بیٹھا
وہ قوی ہیکل تھا۔ تناسب اعضا و چہرہ خورشیدی رکھتا تھا اور اپنی تمام اقوام
میں ممتاز تھا۔ زور و تنومندی و جلادت و شجاعت میں بے نظیر تھا۔ ترکی زبان

ترکی زبان خوب بولتا تھا ترکون اور فارسی زبانون سے مصاحبت و مجالست رکھتا لڑکپن سے تیر و کمان سے میل رکھتا تھا ہر وقت شمشیر و نیزہ و خنجر کا ذکر زبان پر رہتا تھا لڑکپن مین رات کو باپ کا خزانہ توڑکر اشرفیون کی تھیلیان لے گیا اور اپنے ہمباز لڑکون مین انکو تقسیم کر دیا جسپر باپنے اوسکو بلاکر چند چابک مارے ۔

کشن رائے والی وجیانگر کو مجاہد شاہ نے لکھا کہ اب کشنا ندی کرشنا و تم بدرا کے درمیان جو ممالک ہین وہ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہین اور ہمیشہ فریقین کے درمیان نزاع اور گفتگو ہوتی رہتی ہے ۔ صلاح یہ ہی کہ ہم تم آپ تم بدرا کو سرحد بنائین دریا کے اس طرف سیت بن رائچور تمہارے پاس رہے اور دریا کے اُس طرف مفرقات و غرباً ہمارے پاس اس صورت مین قلعہ بیکا پور اور اور قلاع و بلاد ہمارے ملازمون کو سپرد کرو کہ مابہ النزاع دور ہو اور مخالصت و موافقت کا طریق مسلوک ہو ۔ کشن رائے نے اسکے جواب مین لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رائچور اور مدکل کنار آب کشنا تک وجیانگر کے رایون کے قبضہ مین رہے ہین مناسب یہ ہے کہ آب کشنا سرحد ہو قلاع مذکور ہمکو حوالہ ہون اور ہاتھی جو سلطان محمد شاہ امرائے کنہرہ سے لے گیا ہے وہ واپس ہون تا کہ کدورت صفائی سے مبدل ہو ۔ مجاہد شاہ یہ جواب سُنکر لشکر کی تیاری کرنے لگا اور پانچ سو ہاتھی اور خزانہ ہمراہ لیکر آب تم بدرا سے عبور کیا ۔ شکار کھیلتا ہوا قلعہ ادونی پر پہنچا ۔ یہ قلعہ دکن مین عدیم المثال ہے اسکی تسخیر پر راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو سپاہ برار کے ساتھ اسکے محاصرہ کے لیئے مامور کیا امیر الامرا بہادر و اعظم ہمایون کو مقدمہ لشکر بناکے روانہ کیا اسنے سنا تھا کہ کشن رائے پرگنہ لکگا ولی مین آب تم بدرا کے کنارہ پر مقیم ہے اسکی طرف وہ خود آپ چلا جب کشن رائے کو اُسکے پاس آنے کی خبر ہوئی تو وہ مقابلے و مقاتلے کے لیئے مستعد ہوا ۔ اس عرصہ مین زمینداران نے مجاہد شاہ کو اطلاع دی کہ فلان جنگل مین ایک بڑا زبردست شیر ہے اسنے پیادہ پا جاکر اس بہادری اور شجاعت سے شیر کو مارا کہ اسکی شہرت سے وجیانگر کے آدمیون کے دلون مین ایسا خوف و ہراس پیدا ہوا کہ باوجود اسکے کہ وجیانگر سے بہت بڑا لشکر تھا پائین ہو کر

لڑنے کے لئے روانہ ہو چکا تھا مگر وہ لڑنے کے ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ وہ دست
جنگلون مین چلے جائین اگر سلطان محمد شاہ متعاقب کرے تو توپچی اور کماندار مسلمانون
کے ہلاک کرنے مین کوشش کرین پس وجیانگر مین حاکم مقرر کرکے اسکے جنوبی جنگل کی طرف
متوجہ ہوئے مجاہد شاہ نے وجیانگر کی تعریف بہت سنی تھی وہ کوچ پر کوچ کرکے اسکی
طرف متوجہ ہوا مگر شہر کے استحکام کے سبب سے اسکی تسخیر و تخریب کے درپے نہ ہوا۔ کشن رائے
کے تعاقب مین گیا۔ کشن رائے کوہ و جنگل کے درمیان سیت بند رامیشور کی طرف روان
ہوا۔ سلطان مجاہد شاہ اسکے پیچھے چلا۔ جہان جنگل مین جاتا درختون کو کٹوا کر ایک راہ
سو گز عرض کی بنواتا۔ پانچ چھ مہینے تک کشن رائے کے پیچھے اس طرح پھرا۔ کشن رائے
جابجا نقل و تحویل کرتا اور اصلا مجاہد شاہ کا مقابلہ نہ کرتا۔ ہرچند دولتخواہون اور
امیرون نے مجاہد شاہ سے عرض کیا کہ اس تعاقب کا نتیجہ کچھ نہین ہے مگر اس نے کچھ نہ سنا
اور کشن رائے کا تعاقب نہ چھوڑا۔ کشن رائے اور اسکے فرزند و قرابتی اکثر بیمار ہوئے
اطبا نے کہا کہ درختون اور پانی کے اثر سے یہ بیمار ہوئے ہین کشن رائے نے کہا کہ مین
یہ سوچا تھا کہ مجاہد شاہ کو جنگل کی آب و ہوا موافق نہین ہوگی وہ بھاگ جائیگا۔ اب
قضیہ برعکس ہوا مجھے بھاگنا چاہیئے ناچار وجیانگر مین وہ آیا بادشاہ سیت بند
رامیشور گیا جو وجیانگر سے چھ سو کروہ ہے مسجد جو امرائے علاء الدین خلجی نے بنائی
تھی اسکی تعمیر و مرمت کی اور بتخانون کو توڑا اور ویران کیا اور وجیانگر مین آیا۔
وجیانگر کی دو راہین تھین ایک وسیع دوسری تنگ وسیع راہ مین دشمن کی
تیر و تفنگ اندازی پہاڑون کی کمین گاہون و سرکوب کا خوف تھا اس لیئے وہ تنگ راہ
سو دھ سے آیا اور دھنہ سو درہ کو اپنے چچا داؤد کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ سپرد کیا
کشن رائے مجاہد شاہ کے جرأت پر واقف ہوکر لحظہ بہ لحظہ سوار و پیادون کو
مستعد کرکے لشکر اسلام کے مدافعہ کے لئے بھیجا۔ مجاہد شاہ محلات مین داخل ہوا
اور اسکے تعاقب کرکے دریا کے اس کنارہ پر پہنچا جو اسکے اور اس حصار کے درمیان فاصل تھا

جسمین کشن رائے تھا۔ یہان پہاڑ پر ایک بڑا بتخانہ شہرہ آفاق تھا اسکو مجاہد شاہ نے توڑا
تو کشن رائے کو لوگ سوار کراکے لڑنے کو لائے پہلے اس سے کہ دونو لشکرون مین تقارب ہو
مجاہد شاہ تاج اوتار کر اپنے شبرنگ گھوڑے پر سوار ہوکر دشمنون کے ازدحام ہجوم
تماشے کو گیا ایک ہندو نے اُسے پہچان کر سر پر تلوار ماری مگر وہ کارگر نہ ہوئی۔
سلطان نے اُسے مار ڈالا۔ بعد ازان ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین کشن رائے کو شکست
ہوئی۔ ابھی مسلمانون نے آسائش نہین کی تھی کہ کشن رائے کا بھائی آٹھ ہزار سوار چھ
لاکھ پیادے لیکر اپنی جاگیر سے شہر وجیانگری مین آگیا اور کشن رائے نے اپنا پراگندہ
لشکر جمع کیا اور پھر دوبارہ ایسی لڑائی ہوئی کہ نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی مقربخان
اور بعض اور نامور بہادر قتل ہوئے۔ داؤد خان جسکو چھ ہزار سوار دیکر دھنہ سودرہ
کی حفاظت سپرد ہوئی تھی وہ اس لڑائی کا حال سنکر کہ دشمن کو ہر وقت تازہ کمک
پہنچتی رہتی ہے اسلئے مغلوب نہین ہوتا ناعاقبت اندیشی سے دھنہ کو خالی چھوڑ کر سات
ہزار سوار لیکر معرکہ مین آن موجود ہوا اور ایسی کارزار کی کہ تین دفعہ اسکا گھوڑا زخمی ہوا
مسلمانون کو فتح ہوئی مجاہد شاہ نے داؤد خان کو گالی دیکر کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ
دھنہ کو خالی چھوڑ دیا اگر وہ کفار کے ہاتھ آجائے تو کوئی مسلمان اس شہر سے
جانبر نہین ہوسکتا بعض امرا کو اُسنے دھنہ کی حفاظت کے لئے بھیجا مگر مخالف اوس پر
قابض ہوگئے تھے وہ دفع نہ کرسکے اُنہون نے مجاہد شاہ کو اسحال سے اطلاع دی مجاہد
نے توقف مین صلاح نہ دیکھی۔ سودرہ دھنہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اسکے آنے سے
دھنہ خالی ہوا اور اپنے سارے لشکر کو دھنہ سے باہر نکالا جس شخص نے اس ملک کو دیکھا
ہے وہ جانتا ہے کہ مجاہد شاہ نے کیا کام کیا۔ ولایت کنہرہ جسکو کرناٹک بھی
کہتے ہین طول اسکا شمالاً و جنوباً دریاء کشنا سے سیت بن رامیشور تک ۷ سو کروہ ہے اور عرض
اس کا غرباً و شرقاً تخمیناً ڈیڑھ سو کروہ بحر عمان سے سرحد مملکت تلنگانہ ہی اور ملک کرناٹک
جنگلون اور قلعون سے بھرا ہوا ہے اکثر آدمی یہان کے کنہری زبان بولتے ہین و

بعض تلنگی اور وہ بہت شجاع و مردانہ ہوتے ہین روز رزم مین وہ میدان مین تالیان بجاتے
ہوئے اور ناچتے ہوئے آتے ہین مگر آخر مین ثبات قدم نہین رکھتے سپاہ اسلام کی صولت
و شوکت انکے دل مین بیٹھی ہوئی ہے۔ سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ کے انپر غالب آتے تھے
مملکت و سپاہ کے حساب سے رای وجیانگر شاہان بہمنیہ سے برابر تھا بلکہ زیادہ تھا خصوصاً اسوقت
کہ سلطان مجاہد شاہ ترکتازی کر رہا تھا۔ مملکت تلنگ ہنوز بہمنیون کے تصرف مین بالتمام
نہین آئی تھی۔ بندر گووہ قلعہ بلگام وغیرہ کہ کرناٹک مین داخل نہین ہین رای وجیانگر کے
قبضے مین تھے اور ولایات تلنگ کا بہت سا حصہ اس نے تغلب کر لیا تھا اور ممالکت
جو یا غیون سے خالی تھی اسکے زیر حکم تھی۔ رائے سیلون و ملیبار اور بنادر و جزائر کے
حکام اسکے پاس اپنے سفیر بھیجتے تھے اور نفائس و ظرائف بھیجکر تقرب ڈھونڈھتے تھے اور
کشن رائے کے باپ دادا سات سو برس سے یہان راج کرتے تھے اور ایک دوسرے کے اندوختے
کو خرچ نہین کرتے تھے اور اس مدت دراز مین کوئی حادثہ بھی نہین واقع ہوا تھا اس
سبب سے اسکا خزانہ ساری دنیا کے بادشاہون کے خزانہ کی برابری کرتا تھا۔ سلطان
علاء الدین خلجی کے عہد مین کشن رائے کے دادا نے جو وجیانگر کا بانی تھا آبا و اجداد
خزائن کو ثواب و ذخیرہ آخرت کی نیت سے زمینون مین مدفون کیا تھا اور انکے
اوپر بتخانے بنائے تھے بعض خزانے کہ سرزمین سیت بن رامیشور مین دفن ہوگئے
وہ سلطان علاء الدین خلجی دہلوی کو نصیب ہوگئے اس ولایت کے منجمون نے پہلے سے
کہدیا تھا کہ یہ تمام خزانے پادشاہان اسلام مین سے ایک پادشاہ کو ہاتھ آئینگے
جسکی تفصیل اپنی جگہہ پر مذکور ہے۔ جب سلطان مجاہد شاہ نے جانا کہ وجیانگر آسانی سے
نہین فتح ہوگا تو اس شہر سے کوچ کیا اور اپنے باپ محمد شاہ کے عہد کا پاس کیا عام
مساکین کو قتل نہ کیا بلکہ قریب ساٹھ ستر ہزار دختر و پسر ہندوون کے اسیر کئے قلعہ
ادونی کو مجاہد شاہ کے ملازمون نے محاصرہ کر رکھا تھا وہان وہ خود گیا اور قلعہ
گیری مین دو مہینے ضائع کئے۔ گرمی کا موسم ختم ہوگیا تھا امید تھی کہ بے آبی کے

سبب سے اہل قلعہ مسلمانون کو قلعہ حوالہ کر دینگے مگر بارش ہو گئی اسلیئے یہ امید بر نہ آئی۔ سلطان کے لشکر مین قحط غلہ کے آثار نمایان ہوئے اسہال و ہیضہ استسقا کا مرض شائع ہوا خلائق جان سے تنگ ہو گئی۔ مراجعت کے خواہان ہوئے۔ ملک نائب سیف الدین غوری بھی اجازت لے کر یہان آیا اس نے پادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ اس حصار کی فتح جلد میسر نہ ہوگی۔ وہ پندرہ قلعے ایک دوسرے کے اوپر رکھتا ہے اور ایک بلند وسیع کوہ پر واقع ہے۔ اس سے بہتر ہو گا کہ اول دوآب کے قلاع و بقاع و بندر گوہ بیکانام سے نبکاپور تک تصرف مین لائے جائین اور پھر اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی جائے۔ اس سمجھانے سے پادشاہ نے اپنے ملک کو مراجعت کی۔ داؤد خان جسکو سلطان نے دشنام دی تھی آزردہ خاطر ہو کر آئین شاہی کے فکر مین ہوا اور مجاہد شاہ کو قتل کر ڈالا۔ مجاہد شاہ کے کوئی فرزند نہ تھا اور داؤد خان وارث ملک تھا اس لیئے سب نے داؤد خان کی پادشاہی مسلم کر لی اُس نے بھتیجے کے جنازہ کو گلبرگہ مین دفن کرایا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۷۹۹ھ مین واقع ہوا۔ مجاہد شاہ کی فرمان دہی کی مدت تین سال تھی۔ حاجی محمد قندھاری کی تاریخ سے یہ مستفاد ہوتا ہے۔ مبارک ایک شخص تھا جو تنبول داری کے مرتبہ سے قرب امارت کے درجہ پر پہنچا تھا۔ مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر چند بدرہ زر نکال کر اپنے ساتھ کے کھیلنے والون لڑکون کو دیدیئے تھے مبارک تنبول دار نے سلطان محمد شاہ سے یہ حال عرض کیا۔ سلطان نے غصہ مین آ کر چند چابک اپنے بیٹے کے لگائے۔ سلطان مجاہد شاہ مبارک سے کینہ رکھنے لگا مبارک تنبول کو خوف ہوا کہ کہین اس سے وہ انتقام نہ لے۔ داؤد خان وغیرہ سے وہ ملگیا اور سلطان کو قتل کیا۔ بعض کی زبان قلم پہ کہتی ہے کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبول دار خاصہ نے یہ کام کیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مبارک بیس برس کا جوان بڑا قوی تھا مجاہد شاہ نے اُس سے کہا کہ کشتی لڑو وہ اسے لڑکا سمجھ کر کشتی لڑا۔ مجاہد شاہ نے جو چودہ برس کا تھا کشتی مین اسکی گردن توڑ ڈالی وہ مرگیا اسکے بیٹے مسعود نے باپ کا انتقام لیا

داؤد پادشاہ بن سلطان علاء الدین حسن گانگوی

جب مجاہد شاہ کی شہادت کی خبر منتشر ہوئی تو ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا
امرا نے خودسری اختیار کی بعض امرا یہ چاہتے تھے کہ چھوٹا بیٹا سلطان علاء الدین
حسن کا محمود پادشاہ ہو اور بعض امرا داؤد شاہ کو پادشاہ بنانا چاہتے تھے آخر کو
ملک نائب سیف الدین غوری کی سعی سے داؤد شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور شہر میں
وہی تخت فیروزہ پر بیٹھا۔ مگر محمد شاہ کی بہن روح پرور آغا اپنے بھائی کے خون کا انتقام
لینا چاہتی تھی۔ اس لئے باکہ نامی جوان کو جو مجاہد شاہ کا مقرب تھا ترغیب دی۔ اور
روز جمعہ یکم محرم سنہ کو داؤد شاہ کو جامع مسجد میں سجدہ کے اندر اسکے ہاتھ سے قتل
کرا دیا مسند عالی خان محمد نے اپنے عم زادہ کو کشتہ دیکھ کر باکہ کا بھی سر تن سے جدا کیا
ایام حکومت داؤد شاہ بہمنی ایک ماہ پانچ روز تھے۔

ذکر سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوی

داؤد شاہ بہمنی کے کشتہ ہونے کے بعد مسند عالی خان محمد نے یہ ارادہ کیا کہ داؤد شاہ
کے بیٹے محمد سنجر کو کہ نو برس کی عمر رکھتا تھا۔ باپ کا جانشین بنائے۔ جب روح پرور آغا کو
خبر ہوئی تو اس نے سنجر کو پیش کیا اور کہا کہ ایسے ناخدا ترس ظالم کا بیٹا جس نے میرے بھائی کا
خون کیا پادشاہی کے لائق نہیں ہے بلکہ محمود خان خلف سلطان علاء الدین
ہے۔ محمود خان اپنے مقتول بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا یہ پادشاہ سلیم النفس و کم آزار
و خوش خلق و عدالت آثار تھا۔ امور دیوی میں باریک نظر رکھتا تھا عدل و داد
میں کوشش کرتا تھا [illegible] اقتدار سلطنت میں مسند عالی خان محمد کو جو خمیر مایہ فساد سمجھ کر قلعہ
ساغر میں مقید کیا مسعود خان ولد مبارک کو کہ مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا دار
پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین کو پھر وکالت سلطنت کا خلعت دیا اسکے مشورہ بغیر کوئی
کام نہیں کرتا تھا۔ یہ وزیر اسکو ایسا مبارک ہوا کہ اسکی سلطنت میں اصلا قواعد عدالت

کوئی فتور وقصور نہ واقع ہوا۔ رائی وجیانگر نے رائے چور کا محاصرہ چھوڑ دیا اور باج
وخراج دینا قبول کیا۔ سلطان محمود بڑا خوشخط تھا۔ قرآن خوب پڑھتا تھا۔ طبع ناظم
تھی۔ علوم متداولہ سے باخبر تھا۔ عربی فارسی فصیح بولتا تھا۔ فتوح سے مسرور اور مکروہ
سے غمگین نہیں ہوتا تھا۔ عمر بھر میں سوا ایک بیوی کے دوسری بیوی نہیں کی۔ خواجہ
حافظ شیراز کو اس نے بلایا۔ کشتی محمودی دکن سے اسکے لانے کے لیئے بھیجی وہ ہرموز
میں اس کشتی میں سوار ہوا ابھی کشتی چلی نہ تھی کہ ہوا مخالف چلنی شروع ہوئی
کشتی سے اتر پڑا پھر نہ سوار ہوا اور یہ ایک غزل لکھ بھیجی جسکا مطلع یہ ہے

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ٭ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد

میر فیض اللہ انجوی نے یہ غزل سلطان محمود کو سنائی تو اس نے ہزار تنکہ طلا حافظ
پاس بھیجدیئے۔ سلطان محمود دیوان بزم کو میدان رزم سے زیادہ پسند کرتا تھا۔

بسے سالہا در جہان کام یافت ٭ بر اورنگ بے رزم آرام یافت

اسکے آخر عہد میں فقط یہ فساد ہوا کہ بہاء الدین تھانہ دار ساغر کے دو بیٹوں محمد و مقبول
نے بغاوت کی اور ایک ہزار سوار لیکر باپ سے جا ملے۔ سلطان محمود کے لشکر نے اسکو
شکست دی اور بہاء الدین کا سر کاٹا گیا۔ اسکے دونو بیٹے لڑائی میں مارے گئے
اور رجب سنہ ۷۹۹ کو سلطان تپ دق سے مرگیا ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۰ روز سلطنت
کر گیا۔ وہ شرع کا ایسا پابند تھا کہ کوئی کام خلاف شرع نہیں ہونے دیتا تھا اسکے
زمانہ کی یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عورت زنا کی علت میں گرفتار ہو کر دارالقضا
میں قاضی کے روبرو آئی جب قاضی نے اس سے پوچھا کہ یہ برا کام کیوں کیا
تو اس نے کہا کہ اے قاضی میں یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے میرا گمان یہ
تھا کہ جیسے مرد کے واسطے چار عورتیں حلال ہیں ایسی ہی عورت کے لیئے چار مرد روا ہیں
اب مجھے اصل حال معلوم ہوا پھر یہ امر ناشائستہ نہیں کرونگی اس طرح حیلہ شرعی کرکے
وہ عورت سزا سے بچگئی۔

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ

سلطان محمود شاہ کے بعد اسکا بڑا بیٹا غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر بیٹھا اور امور سلطنت مین اپنے باپکا پیرو ہوا۔ سلطان محمود کا بہت مُنہ چڑھا ترکی غلام تغلچین تھا وہ چاہتا تھا کہ منصب وکالت لیسے بلجاہر مگر سلطان غائبانہ و حاضرانہ کہتا تھا کہ میرے نزدیک یہ امر بہت قبیح ہے کہ خلائق کے سر پر جبکہ مین بہت سے سید ہوتے ہین غلامون حاکم کرون اس سبب سے یہ غلام اسکے معزول کرنے کے در پے ہوا تغلچین کی بیٹی حسن و جمال مین موصوف اور ہندی علم موسیقی مین معروف تھی اسکے عشق مین سلطان کو پھنسا کر ایک دن دعوت مین اسکو بلا یا اور تنہا کر کے اسکی آنکھین نکال لین اور جو بیس اسکے مقربون کو دغا سے قتل کیا اور اسکے چھوٹے بھائی شمس الدین کو پادشاہ بنا دیا آہر اس اندھے کو قلعہ ساغر مین بھیجدیا۔ ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ مین یہ واقعہ ہوا غیاث الدین کی مدت سلطنت ایک ماہ بیس روز سے زیادہ نہ تھی

سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

بھائی کے عزل و حبس کے بعد شمس الدین پندرہ برس کی عمر مین مسند خلافت پر متمکن ہوا وہ بھائی کا حال دیکھ چکا تھا اس نے فقط نام کی سلطنت پر قناعت کی۔ ترکی غلام تغلچین کو ملک نائب کا خطاب اور امیر جملگی کا منصب دیا۔ سب امرا نے اسکی اطاعت قبول کی شمس الدین کی ماں سلطان غیاث الدین کی لونڈی تھی اسکا خطاب مخدومہ جہان تھا وہ ہمیشہ بیٹے کو نصیحت کرتی تھی کہ تغلچین کی برابر کوئی تیرا دولتخواہ نہین تجھے چاہیئے کہ اسکے کہنے مین چلے اور اسکے حق مین ارباب غرض کی کوئی بات نہ سنے تغلچین بھی مخدومہ جہان کو تحفہ تحائف بھیجکر شیرین دل بناتا تھا۔ داؤد شاہ مقتول کے تین بیٹے تھے ایک محمد سنجر جسکا اوپر مذکور ہوا کہ روح پرور آغا نے اسکو اندھا کیا دوم فیروز خان سوم احمد خان یہ دونو سگے بھائی تھے۔ باپکے قتل ہونے کے وقت ان کی عمر

سات اور چند سال کی تھی انکا چچا سلطان محمود شاہ انکی تربیت جیسی کہ شاہزادون کی ہونی چاہیئے کرتا تھا اس وقت تک سلطان محمود کے کوئی بیٹا نہین پیدا ہوا تھا اُن تینون میں سے اُسنے اپنی دو بیٹیان بیاہی تھین اور فیروز خان کو اپنا ولیعہد کیا تھا اور اپنے خاندان مین سب سے بہتر جانتا تھا جب اسکے بیٹے پیدا ہوئے تو سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کیا اور مرنے کے وقت فیروز خان اور احمد خان کو وصیت کی کہ اُس کی اطاعت کرین انہون نے بھی لوازم صداقت و اخلاص مین کوئی تقصیر نہین کی مگر جب تغلچین نے سلطان غیاث الدین کو نابینا کیا تو فیروز خان و احمد خان کی بیویون نے جو سلطان کی خواہر اعیانی تھین اپنے شوہرون کو انتقام کی تحریص و ترغیب دی تغلچین اس بات کو سمجھ گیا وہ اسکے درپے ہوا کہ سلطان شمس الدین انکی قید کا حکم دے۔ مخدومہ جہان سے کہا کہ ان دونو بھائیون کا دو تین روز مین فکر نہین تو تیرے بیٹے کو معزول کرینگے اور تجھے کہ میری دوستی کے ساتھ متہم ہے بہت تکلیف دینگے۔ مخدومہ جہان نے بیٹے کو چچازاد بھائیون کے قتل پر راغب و مائل کیا اس حال کی فیروز خان و احمد خان اطلاع پاکر ساغر کی طرف بھاگ گئے یہان سدو حاکم تھا اس خاندان کا غلام بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا اُسنے انکو قلعہ مین اُتارا اور یہ شعر کہا

نظم

چنین گفت سدھو بفیروز خان	ندارم دریغ از تو مال و جان
بکوشم کہ اورنگ کے خسروی	زرفتی کلاہ تو گردد قوی

سلطان شمس الدین کو اول فیروز خان و احمد خان نے لکھا کہ تغلچین کا دفع کرنا ہمارا مقصود ہے ایسے اعمال ناشائستہ اسسے سرزد ہوئے ہین کہ اس نے غیاث الدین کو اندھا کیا اور اور باتین ایسی کہ مخل ناموس ہین سب جانتے ہین اگر اسکو سزا دو تو ہم تم کو بادشاہ جاننے پر تیار ہین اگر یہ نہوگا تو یقین جانو کہ جو کچھ ہم کرسکتے ہین اسمین تقصیر نہین کرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین و مخدومہ جہان کے استصواب سے جواب انکو ایسا لکھا کہ اسنے اور انکو بھڑکا دیا دونو بھائیون نے سدھو کے اہتمام سے تین ہزار پیادے بہم پہنچائے اور اس گمان سے

کہ تخت گاہ کے آدمی اُنسے ملجائینگے گلبرگہ کو روانہ ہوئے جب وہ آپ تھوڑے گذرے تو تختگاہ کے
کوئی آدمی آنکر اُنسے نہین ملا وہ ٹھیر گئے اور اُنہون نے فیروز خان کے سر پر چھتر رکھا احمد خان
کو منصب امیر الامرائی دیا۔ سدھو کو میر نوبتی بنایا۔ میر افضل اللہ انجو کو وکالت کا منصب دیا
اور ایسے ہی اپنے ہمراہیون کو منصب دئیے اور آگے چلے۔ گلبرگہ سے چار کروہ پر پہنچے تغلچین نے
خزانہ کا روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا سلطان شمس الدین کو لیکر فیروز خان کے مقابلہ کے لیے
چلا سخت لڑائی ہوئی جسمین فیروز خان نے شکست پائی وہ ساغر کو روانہ ہوا مخدومہ جہان و
تغلچین کا استقلال اعلے درجہ پہ پہنچا خلائق کی طبائع اُنسے متنفر ہوئین اور اکثر بندگان
شاہی کو فیروز خان کی طرف میل ہوا اُنہون نے فیروز خان کو پیغام دیا کہ سلطان شمس الدین
سے عہدنامہ لکھا کر تم گلبرگہ مین چلے آؤ اور فرصت کے وقت اپنا کام بناؤ تختگاہ کے
آدمی تمھارے ساتھ بدل و یک جہت ہین۔ فیروز خان نے اپنے معتمد مخدومہ جہان
اور تغلچین پاس بھیجا عرض کیا کہ ہم بعض آدمیون کے بہکانے سے متوہم ہوئے تھے تو ایسے
امور کے مرتکب ہوئے تھے اپنے کئے سے پشیمان و شرمسار ہین اگر سلطان سے
امان نامہ حاصل کرو تو ہم دونو بھائی دار الخلافہ مین آکر سایہ عاطفت شاہی مین
زندگی بسر کرین۔ پادشاہ نے استمالت نامہ عہود و مواثیق کے ساتھ بھیجا۔
دونو بھائی گلبرگہ مین آگئے۔ فیروز خان اپنی حکمت و فطرت سے محل کے اندر گیا۔ اور
سلطان شمس الدین و تغلچین کو پابزنجیر کیا باہر کچھ آدمیون مین لڑائی ہوئی فیروز خان باتفاق
ارکان دولت دیوانخانہ مین آنکر تخت فیروزہ پر جلوہ افروز ہوا سلطان شمس الدین کو
اندھا کر کے قلعہ بیدر مین بھیجا۔ سلطان غیاث الدین کو بلا کر تغلچین کو اُسکے حوالہ کیا اُس نے
باوجود نابینائی کے اپنے ہاتھ سے ایک ضرب شمشیر سے اُسے قتل کیا سلطان فیروز شاہ
سے شمس الدین اجازت لیکر مکہ معظمہ گیا۔ پانچ ہزار فیروز شاہی اشرفیان اور اور تحائف اسکے
پاس ہر سال بھیجے جاتے تھے مدینہ منورہ مین وہ ۸۱۲ھ مین فوت ہوا اسکی مدت سلطنت
ستاون روز تھی۔

ذکر سلطنت فیروز شاہ بہمنی

بہمن نامہ دکھنی و فتوح السلاطین منظوم سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ اور شاہان بہمنیہ سے امتیاز رکھتا تھا اور اسکے سبب سے اس خاندان کی شہرت ہوئی چنانچہ نگر کی راے اپنی لڑکی کو سواے ابناے جنس کے نہین بیاہتے تھے اسکی دختر سے بیاہ کیا۔ اور اپنے ایام دولت مین چوبیس لڑائیان لڑا اور اس کے عہد مین سلطنت بہمنیہ زیادہ وسیع ہوگئی قلعہ نبکا پور و خلاصہ مملکت تلنگانہ دارالاسلام کا مسخر ہوا۔ یہی اول بادشاہ دکن تھا جس نے تاج مرصع کو دستار کی صورت کا بنا کے سر پر رکھا۔ بادشاہون کی خوشتر و بہتر صفت سخاوت ہے اسمین کوشش کر کے اسنے اپنا نیک نام یادگار چھوڑا۔ محرمات سے سوا استماع نغمہ و شراب پوشیدہ پینے کے کسی اور محرمات کے پاس نہین گیا۔ اکثر متبرک روزون مین وہ صوم و صلوۃ مین مصروف رہتا کوئی فریضہ اس سے فوت نہوتا اور ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ ان دو منہی شرعی سے دلگیر و آزردہ ہوتا مگر مجھے ذکر حق مین نغمہ مشغول کرتا ہے اور میرے نفس مین کوئی فتنہ شراب نہین برپا کرتی۔ خدا سے امید ہے کہ وہ میرے ان دو گناہون کو معاف کر دیگا اسکو عورتون کے جمع کرنے کا بڑا شوق تھا علماء و فضلاء سے اسنے کہا کہ چار اصیل عورتون سے زیادہ نکاح نہین ہو سکتا اسکا علاج کیا ہے انمین سے بعض نے کہا کہ ہمیشہ چار بیویون مین سے ایک کو طلاق دیکر دوسری کر لے بعض نے کچھ اور راہ بتائی مگر اسکی طبیعت کے موافق کوئی نہ آئی۔ وکالت پناہ میر فضل اللہ نے متعہ کی بھائی اسکو یہ بات بہت پسند آئی۔ ایک وزمین آٹھ سو عورتون سے متعہ کیا۔ حاجی محمد قندھاری نے لکھا ہے کہ یہ بادشاہ تشریع قرآن شریف کا پاؤ سپارہ ہر روز لکھتا تھا خدا کی پرستش کر کے احوال مخلوق کی پرسش مین مصروف ہوتا تھا رات کو دو دو تین تین پہینے علماء و مشائخ و شعراء و قصہ خوانون و افسانہ گویون و ندیمون و خوش طبعون مین اپنی طبیعت کو شگفتہ رکھتا تھا وہ مراتبہ شاہی کو الگ رکھ کے ایک جماعت کے ساتھ

سلوک کرتا تھا اُن سے کہتا تھا دیوانداری کے وقت میں تخت پر بیٹھتا ہوں پادشاہ
ہوتا ہوں اور ناچار شاہانہ خلق کے ساتھ سلوک کرتا ہوں تاکہ شوکت و صلابت فرماندہی
کی دلوں میں جگہ رہے اور مہمات سلطنت بے نظام نہ ہوں اور حبا و رفقوں میں تمہارے
ساتھ مجالست کرتا ہوں تو اپنے تئین تم میں سے ایک شمار کرتا ہوں جسطرح تم اس میں
بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور باتیں کرتے ہو میرے ساتھ میں یہی طریقہ سلوک رکھو
تاکہ میں پادشاہی اور غیر شاہی دونو سے حظ وافر اٹھاؤں اور ان آدمیوں کو
اجازت قیدی تھی کہ شب نشینی کے وقت جسوقت چاہیں آئیں جسوقت چاہیں جائیں جس
مجلس میں جو کچھ کھانا پینا چاہیں وہ پادشاہی نوکروں سے طلب کریں۔ سوا دو باتوں کے
جو چاہیں کہیں اور سنیں ایک کاروبار دنیوی کی کوئی بات نہ کہیں اسکو دیوانداری کے
وقت پر موقوف رکھیں۔ دوم ایک دوسری کی غیبت بدی نہ کریں۔

سلطان فیروزشاہ ہر سال بندر گوہ و دابل و چیول سے اطراف میں جہاز بھیجتا تھا اور
حکم دیتا تھا کہ ہر ولایت کے تحف و امتعہ لاؤ۔ اور کہا کرتا تھا کہ سب تحفوں سے بہتر تحفہ
ہر مملکت کا اسکے صاحب کمال آدمی ہوتے ہیں پس پادشاہ کو ہمیں سعی کرنی چاہیئے کہ
ہر ولایت کے صاحب کمال اپنی سرکار میں جمع کرے اس وجہ سے بہت مشہور مشہور آدمی
اسکے دربار میں جمع ہوگئے تھے اس پادشاہ کو اکثر زبانیں آتی تھیں ہر ولایت کی آدمیوں
سے انکی زبان میں گفتگو کرتا تھا قوت حافظہ ایسی تھی کہ ایک دفعہ میں بات یاد
ہو جاتی تھی اور پھر وہ بھولتی نہ تھی متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا کبھی کبھی خود بھی
شعر کہتا تھا کبھی عروجی کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا۔ ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین
اسکے نام پر لکھی ہے۔ اسکو اکثر علوم میں خصوصاً تفسیر و اصول و حکمت نظری طبعی میں
مہارت تمام تھی اصطلاحات صوفیہ سے باخبر تھا۔ ہفتہ میں تین روز شنبہ و دوشنبہ
ششنبہ کو وہ کتب ذیل کا درس دیتا تھا۔ زاہدی۔ شرح تذکرہ ریاضی میں
[illegible] میں۔ تحریر اقلیدس ہندسہ میں و مطول ملا سعدالدین علم معانی

و بیان مین اگر کسی روز درس کی فرصت نہ ہوتی تو رات کو طالب علمون کو بلا کر پڑھاتا ایسا کسی بادشاہ نے اپنے خاندان اور سیدون مین بیاہ شادی کا رشتہ پیدا کیا فیروز شاہ کو پری پیکر عورتون سے بڑی رغبت تھی اسنے بھیمہ کے کنارہ پر ایک شہر فیروز آباد آباد کیا اور اسمین باغات اور عمارات نہایت پر تکلف بنا اور مشابہ محل بنائی اور ہر ایک محل ایک ایک حرم کو دیا۔ عورتون کی کثرت و ازدحام سے اسنے تنقیہ کرکے آئین خاص مقرر کیے کہ اپنے زندگی میں اُن سے تجاوز نہین کیا اسکے قوانین مین سے ایک قانون یہ تھا کہ جن محلون مین زنان خاصہ تھین انمین سے ہر ایک محل مین تین کنیز خدمتگارون سے زیادہ نہ ہوتی تھین جو کہ اُنکی ہمزبان ہوتی تھین عربی کلام کا بڑا شوق تھا۔ کنیز محل جسمین سلطان محمود شاہ کی بیٹی رہتی تھی اسکا اول نمبر رہتا تھا بعد اس کے عربی محل کا جسمین نو عورتین عرب حجاز و مکہ اور اسکے حدود کی رہتی تھین اور فصاحت و بلاغت مین کمال رکھتی تھین اور تمام حبشی و حبشی زاد عورتین خوش شکل و عربی زبان آنکہ ملازم رہتین اس محل مین جو عورت عربی زبان نہین جانتی تھی جانے نہ پاتی کہ کہین اور زبانون کے مخلوط ہونے سے عربی زبان مین خلل نہ پڑے جب انمین سے کوئی عورت مرجاتی تھی تو اسکی عوض مین عرب سے اور عورت بلالی جاتی تھی۔ ایسی ہی عجم کی نو عورتین ہوتی تھین اور انکے نوکر چرکس و ترک و روس و گرجی و فارسی زبان ہوتی تھین یہی حال ترک و فرنگ و خطا و افغان و راجپوت و بنگالی و گجراتی و تلنگی و کنہری و مرہٹی وغیرہ عورتون کا تھا سلطان ان سب کی زبانین جانتا تھا۔ ہر روز ایک محل مین جاتا اور انکے ساتھ زندگانی ایسی بسر کرتا کہ ہر محل کی عورتین یہ سمجھتین کہ ہمکو ہی بادشاہ زیادہ دوست رکھتا ہے وہ انجیل اور توریت کو بھی پڑھ سکتا تھا ہر مذہب کے علماء اس پاس رہتے تھے اور وہ انکی روش سے واقف تھا۔

جب فیروز شاہ نے خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا تو اپنے بھائی احمد خان کو خانخانان کا خطاب دیا اور امیر الامرا مقرر کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو کو وکیل السلطنة مقرر کیا اور ملک نائب کا خطاب دیا اور بہت سے برہمنون کو صاحب اختیار کیا۔ مورخین بالاتفاق

گروہ چوبیس لڑائیاں ہندوؤن سے لڑا ملا داؤد بیدری و صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے
صرف چند لڑائیون کا حال شرح و تفصیل سے کیا ہے اور باقی مین خاموش ہین الغرض ایک یہ ہے کہ
بیجانگر کے والی دیورائے تین ہزار اور تو لاکھ پیادے کماندار اور تفنگ انداز کے ساتھ
اسلام کی طرف اس قصد سے متوجہ ہوا کہ مدگل اور رائچور اور دو آب (کرشنا و تنگبدرا
دریائی ملک) کے مابین بعض پرگنات و قصبات کے تسخیر کرے جب سلطان فیروز کو
یہ خبر ہوئی تو ساغر مین اسنے بارہ ہزار سوار جمع کیے اول اس نے ساغر کے زمیندارون
مین سے ایک زمیندار کو اور سات آٹھ ہزار کولیون کو گرفتار کر کے قتل کیا یہان سے خاطر
جمع ہوئی برار اور دولت آباد کا لشکر اس پاس آگئے دیورائے کی مدافعت کے لیے
کوچ کرنے کو تھا کہ اس پاس ناگاہ یہ خبر آئی کہ نرسنگ والی قلعہ کھرلہ نے حکام منڈو و
آسیر کی امداد سے اور رائے بیجانگر کی تحریک و تحریص سے ملکت برار مین آکر حوالی قلعہ
ماہور تک تاخت و تاراج کی ہے اور بہت مسلمانون کی اہانت کی اور انکو اذیت
دی اور انپر بیداد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اس سبب دولت آباد اور برار کا
تمام لشکر اس فتنے کے دور کرنے کے لیے مامور کیا اور خود بارہ ہزار آدمیون سے
دیورائے کی تادیب کے لیے روانہ ہوا برسات کا موسم تھا آب کشنا طغیانی پر تھا
دیورائے دریا کے اس طرف خیمہ و خرگاہ لگا کر مسلمانون کے عبور کا مانع ہوا سلطان
فیروز شاہ نے ارکان دولت اور سران سپاہ سے مشورہ کیا تو کسی نے ایسا جواب
نہ دیا کہ سلطان کی تشفی خاطر ہوتی مگر قاضی سراج نے کہ نامور امیرون مین تھا اسنے عرض
کیا کہ اگر حکم ہو تو سراج اپنے معتمد اقارب کے ساتھ دریا سے عبور کر کے کسی حیلہ سے
جسکو مین جانتا ہون یا کر سکتا ہون اپنے تئین رات کو دیورائے یا اسکے بیٹے
کی مجلس مین پہنچکر اسکو اپنے خنجر و کٹارہ سے مار ڈالون بشرطیکہ جب دشمن کی لشکرگاہ
مین شور و غوغا بلند ہو تو چار پانچ ہزار سوار خاطر جمعی سے دریا سے عبور کر کے دریا کو ہندوؤن
کے تصرف سے نکالین پھر بادشاہ بھی بفراغت تمام دشمنون کا کچومر نکالے سلطان فیروز شاہ نے

اس بات کو مان لیا اور تھوڑی مدت میں دو سو ٹوکرے گائے کے چمڑے سے منڈھوا کے
تیار کرائے قاضی سراج نے سات جوان ساتھ لئے جو اسکے ساتھ بایل ویکجہت
تھے فقیرون کا لباس پہن کے دریا سے عبور کیا اور دیو رائے کے لشکر میں آگئے اور خیرات مانگنے
میں وقت گذرا ہوا اور ایک پاتر پرعشوہ پر عاشق ہوئے۔ اتفاقاً اسی روز شام کے قریب
وہ پاتر آراستہ ہوکر جانے کو ہوئی تو قاضی نے اپنی بیصبری اور بیقراری ظاہر کی کہ اے
محبوب جفاکار کہاں جاتی ہے اور اپنی جدائی سے میری رگ جان قطع کرتی ہے۔ پاتر
نے کہا کہ رائے نے آج ایک بڑا جشن کیا ہے اور مجھے حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ قاضی نے
کہا کہ میں تیری جدائی میں کیونکر زندہ رہونگا مجھے بھی ہمراہ لیجا اس نے کہا کہ اس مجلس میں سوا
اہل طرب و نغمہ کے کسی اور کو جانا نہیں ملتا قاضی نے کہا کہ جو نغمہ ساز تیرے پاس ہیں میری
پاس بھی ہیں اور سوا ان کے اور چیزیں میرے پاس ہیں کہ دیو رائے کے سامنے
ظاہر کرونگا۔ پاتر نے تمسخر سے اپنا مندل اسکے روبرو رکھ دیا کہ بجاؤ قاضی نے مندل
بجایا اور وہ گایا تو پاتر نے کہا کہ تیرا ساتھ لے جانا میری عزت و حرمت کا سبب ہے۔
پس قاضی اور انکے یار پاتر کے ساتھ رائے کی بارگاہ میں جاکر مجلس میں داخل ہوئے وہاں
خوب ناچ گانا ہوا۔ قاضی نے ایک عورت کے ساتھ زنانہ لباس پہن کر خوب بازی گری
کی یہاں کے دستور کے موافق مسخرون کے طور پر دو ننگی کٹارین لیکر بازی کرتے ہوئے
رائے زادہ کے پاس گئے اور جلدی سے قاضی نے رائے زادہ کے سینہ و شکم میں کٹاریں
بھونک دیں اور پانچ چھ ہمراہی اسکے جو باہر کھڑے تھے وہ داخل ہوئے۔ ہندو شراب
کے نشہ میں ایسے مست پڑے تھے کہ انہوں نے انکو زخمی کیا اور چراغ بجھائے اور سرایرده
کو شگاف کرکے باہر چلے آئے اور ایک گوشہ میں لشکر اسلام کے عبور کے انتظار میں کھڑے
ہوئے۔ دشمن کی انجمن میں اکثر آدمی شراب کے نشہ میں مست پڑے تھے وہ ہوش میں
نہ تھے سراسیمہ و حیران تھے لشکر میں غل شور پڑا۔ رات اندھیری تھی۔ کوئی کہتا تھا
کہ مسلمانوں پادشاہ دس بارہ ہزار سواروں سے دریا سے عبور کرکے چلا آیا

اور دیورائے اور اسکے بیٹے کو مارڈالا بعض کہتے تھے کہ مسلمانون کے لشکر نے شب خون مارا ہے طول وعرض مین پانچ فرسنگ سے زیادہ ہے ابھی امرا اور امرا اپنی جگہہ پر مستعد ہوکر خیمون سے باہر نہین نکلے۔ یہان تک مسلمانون کے تین چار ہزار سوار کمر کو دامن باندہکر اور گھوڑون کو تیرا کر دریا پار ہوگئے۔ دریا کے کنارہ پر دشمن کے پیادہ جو عبور دریا سے محافظت کرتے تھے وہ مسلمانون کے عبور کرنے سے اور اردو کے غوغا سے نہایت گہبرا ہوگئے اور بھاگ گئے۔ صبح کو سلطان فیروزشاہ نے بھی دریا سے عبور کیا اور دشمن کے لشکر پر تاخت کی۔ دیورائے کا لشکر متفرق ہوگیا تھا اور بیٹے کے کشتہ ہونے سے اسکے عقل و ہوش برجا نہ تھے وہ بیٹے کی لاش اوٹھا کر صبح کو بھاگ گیا سلطان نے بیجانگر تک اسکا تعاقب کیا چند جگہہ مقابلہ و مقاتلہ کا اتفاق ہوا میر فضل اللہ انجوی وکیل شاہی کی سعی و نیکو خدمتی سے فتح و ظفر ہوئی اور ہندوؤن کے کشتون کے پشتے لگ گئے۔ جب دیورائے قلعہ مین متحصن ہوا تو جنگ صف موقوف ہوئی اور سلطان فیروزشاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجوی شیرازی کو ممالک جنوبی کفار کی تاخت و تاراج کے لیئے بھیجا انہون نے نہیب و غارت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا بے حساب لڑکے لڑکیون کو اسیر کرکے مراجعت کی برہمنون کی لڑکیان دو ہزار سے زیادہ تھین تو صاحب اعتبار برہمنون نے دیورائے سے عرض کیا جمیع ممالک کے امرا نے اور ہمنے اتفاق اس بات پر کرلیا ہے کہ جسقدر زر کا حکم ہوگا ہم دیدینگے خدا کے واسطے رائے دیو مسلمانون سے صلح کرے تو ہمارے بچون کی رستگاری ہو جائے۔ دیورائے نے انکی درخواست کو منظور کرلیا ایلچیون کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ بہت گفت و شنید کے بعد امیر فضل اللہ انجوی کی کوشش سے یہ بات قرار پائی کہ دس لاکھ ہون تو خزانہ عامرہ مین داخل کرین اور ایک لاکھ ہون میر فضل اللہ کو حق السعی کی عوض مین ملین۔ بند قیدی آزاد ہون۔ اور یہ بات قرار پائی کہ ایک دو مہینے کے بعد ... ات اور رعایا کی مزاحمت کوئی نہ کرے۔ قیدی آزاد ہوگئے

زر مذکور وصول ہوا۔ فیروز شاہ گلبرگہ مین آیا۔

سنہ ۸۰۲ھ مین نرسنگہ کی گوشمالی کے قصد سے برار کی طرف توجہ ہوئی جب سلطان تنگا کھیلدا ماہور مین آیا تو یہان کا مقدم جو نرسنگہ کے بھروسے سرکش ہو رہا تھا امان مانگ کر سلطان کی پابوسی سے مشرف ہوا اور بیٹون سمیت اوسکے ہمراہ ہوا سلطان ماہور مین ایک مہینہ پانچ روز مقیم رہا یہان سے چل کر حوالی کھرلہ مین آیا۔ نرسنگہ صاحب سامان تھا تمام کوہستان گوندواڑہ اور بہت سے ملک اسطرف کے اوسکے متعلق تھے اس نے خاندیس مالوہ کے آدمی بھیجکر وہان کے فرمانروا ہون سے امان طلب کی مگر انہون نے اسکو جواب شافی نہین دیا۔ نرسنگہ نے اسپر بھی مقابلہ کا ارادہ کیا۔ خان خانان اور میر فضل اللہ انجو اسسے لڑنے گئے۔ ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ہندوون نے غلبہ کر کے لشکر اسلام کو متفرق کیا کسی شخص نے میر فضل اللہ سے جھوٹ موٹ کہدیا کہ خانخانان مارا گیا جس سے مسلمانون کا لشکر پراگندہ خاطر ہوا مگر میر فضل اللہ نے خانخانان سے ملکر کوسل رائے ولد نرسنگہ رائے کو معلوم رسد اسیر کیا اور مخالفون کو قلعہ کھرلہ تک تعاقب کر کے بھگایا۔ دس ہزار سوار و پیادے ہندوون کے قتل کیے۔ قلعہ مین نرسنگہ بہزار خرابی داخل ہوا۔ لشکر اسلام نے محاصرہ کیا۔ دو مہینے کے بعد اہل قلعہ کا حال زبون ہوا۔ امان مانگی۔ میر فضل اللہ نے کہا کہ جبتک صلح نہ ہوگی کہ نرسنگہ رائے سلطان کے پاس نہ آئیگا آخر وہ ایلچیور مین سلطان فیروز کی خدمت مین گیا۔ سلطان نے اوسکی بیٹی سے بیاہ کیا اور چالیس ہاتھی اور پانچ من سونا اور پچاس من چاندی اور تحائف لے کر قلعہ کھرلہ کی تسخیر سے ہاتھ اٹھایا اور نرسنگہ کو رخصت کیا اور سلطان گلبرگہ مین آگیا۔ نرسنگہ رائے گوندوانہ کا فرمانروا تھا۔ اور کوہستان ست پڑہ پر قلعہ کھرلہ اسکا دار الحکومت تھا۔ ست پڑہ کا سلسلہ نربدہ کے جنوبی کنارہ پر ایسا واقع ہے جیسا کہ شمالی کنارہ پر کوہستان بندھیا چل اس قلعہ کے کھنڈر اب تک شہر مذکور کے قریب موجود ہین۔

سنہ ۸۰۱ھ مطابق سنہ ۱۳۹۹ع امیر تیمور کی خبر آئی کہ اسکا ارادہ ہے کہ تختگاہ دہلی کو اپنی کسی بزرگ اولاد کو

دیدے کہ جمیع ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرے۔ اور اگر ضرورت ہو تو دہ از
خود بھی یہاں آئے۔ سلطان فیروز شاہ نے حزم و پیش بینی سے امیر نقی الدین محمد داماد میر
فضل اللہ انجو کو مولانا لطیف اللہ سبزواری کے ساتھ تحائف و نفائس دیگر دریا کی راہ سے امیر
تیمور کے پاس بھیجا اور ایک کتابت جو اتحاد و اخلاص سے خبر دیتی تھی روانہ کی جب وہ
امیر تیمور کی آستان بوسی سے مشرف ہوئے تو اسنے بہت انکا اکرام کیا ان ایلچیون
نے امیر تیمور سے عرض کیا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی درگاہ عالم پناہ کے یک جہتون مین سے
[illegible] خیر خواہون مین اپنے تئین شمار کرتا ہے اسکا ارادہ ہے کہ جس وقت حضرت
[illegible] کی طرف توجہ فرمائین یا کسی شاہزادہ کو اس دیار کے لیے نامزد کرین تو وہ
[illegible] لوازم خدمت گزاری کے لیے ہو اور کوئی شائستہ خدمت بجا لائے۔
امیر تیمور اس حسن اخلاص سے خوش حال ہوا کہ اسنے باوجود بعد مسافت کے اسکا اظہار کیا
اور زبان مبارک سے فرمایا کہ ہمنے دکن و مالوہ و گجرات کی شاہی فیروز شاہ کو دی اور
چتر اور تیغ لوازم شاہی کی اجازت دی اور اسی مضمون کا فرمان صادر کیا جسمین اوس کو
فرزند خیر خواہ لکھا اور خلعت و گھوڑے بھیجے۔ گجرات و مالوہ و خاندیس کے بادشاہون نے
فیروز شاہ کی اس ہوشیاری سے اندیشہ کرکے اسکی خدمت مین اپنے ایلچی بھیجے اور لکھا کہ
ہم سب بھائی ہین چاہیے کہ سب باہم متفق رہین کہ بادشاہ دہلی کے صدمہ سے محفوظ رہین
فرمان تیمور کچھ عمل مین نہ آیا مگر اسنے ان بادشاہون کو اکسایا کہ انہون نے دیو راے و جیانگر
سے خصوصیت و آشنائی پیدا کی کہ مخفی پیغام بھیجا کہ جس وقت تم کو کمک کی احتیاج ہو تو
انشاء اللہ حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجا لائینگے۔ اس سبب سے دیو راے و جیانگر نے
سلطان فیروز شاہ سے اپنے سلوک کو متغیر کیا تین چار سال سے باج و خراج مقرری نہ ادا
کیا۔ ظاہر مین شاہان مالوہ و گجرات و خاندیس اطاعت برتتے تھے۔ مگر باطن مین برخلاف
[illegible] تھے۔ فیروز شاہ نے صلاح وقت دیکھ کر باج و خراج کی طلب مین شدت نہ کی اور
تغافل کیا اور موقع کا منتظر رہا۔ ایک سنار کی لڑکی سرمایہ آشوب ہوئی [illegible]

بیدار کردیا اور سلطان فیروز شاہ کو کام رو اکیا اسکی تفصیل ملا بدر چی نے یہ لکھی ہے کہ
مدکل مین ایک نہایت مفلس لیبن زرگر کے گھر مین ایک لڑکی پرتھال نام ... پیدا ہوئی
مان باپون نے چاہا کہ برادری مین اسکی چھوٹی عمر مین شادی کرین مگر لڑکی نے منہ نہ دیا-
اس اثنا مین ایک دانشمند برہمن کہین سال کر جیانگر سے کاشی جاتا تھا یہان آ کر
گھر مین مہمان ہوا اس پنڈت نے اس لڑکی کو جنتر و منتر و منڈل بجانا سکھا دیا اور [illegible]
اس فن سے نہایت مناسبت تھی ایک سال کے بعد یہ برہمن وجیانگر گیا [illegible]
کے حسن و جمال علم موسیقی کے کمال کا چرچا کیا دیوراے نے [illegible]
لانے کے لئے بھیجا مگر لڑکی نے وجیانگر کے جانے سے انکار کیا- [illegible]
رام دیو نے پانچہزار سوار اور بہت سے پیادے بھیجے کہ زرگر کی لڑکی پرتھال ...
خبر پا کر ایک روز پہلے کہین بھاگ گئی دیوراے کے لشکر نے اس جانے مین سلطان فیروز شاہ
کے مملکت پر بہت دست درازی کی اور بہت سے قریون ...
فولادخان ان حدود کا ضابط اس لشکر سے لڑا اور اسکے ...
کو قتل کیا اس خبر کو سنکر موسم سرما کے آغاز مین ۸۰۸ھ مین بڑی شان و شکوہ سے سپاہ
لے کر وجیانگر کو روانہ ہوا- رام دیو متحصن ہوا- فیروز شاہ نے چاہا کہ شہر ...
اسکو فتح کرے- مگر کرناٹکیون نے مسلمانون کو شہر نہ لینے دیا ...
زخمی کیا- خانخانان نے وجیانگریون سے جنگ کی بازی قائم اٹھالی ... فیروز شاہ
کے مقابلہ سے ہٹ کر ایک ہموار اور مسطح میدان مین آگیا اور وجیانگر کی تسخیر سے قطع نظر
کی امیر الامرا خانخانان میان سدھو سرنوبت کو دس ہزار سوارون کے ساتھ
وجیانگر کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے لیے بھیجا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو
لشکر برار کے ساتھ قلعہ نبکا پور پر مامور کیا جو کرناٹک کے مشہور قلعون مین سے تھا
اور خود لشکر کے گرد اگرد توپ ضرب زن کا لگا کر کمال ہوشیاری سے دیوراے
کے مقابل مین بیٹھا- اس مدت مین مسلمان اور ہندوؤن کے درمیان اکثر لڑائیان

ہوئین۔ اور سب مین سلطان فیروز شاہ کو فتح ہوئی اس سبب دیورائے نے شاہان گجرات
و مالوہ پاس ایلچی بھیجے اور مدد کی طلب کی۔ چار مہینے تک دیورائے کے مقابل مین سلطان نے
احمد خان خانخانان کرناٹک کی بلاد عظیم مین تاخت و تاراج کرتا رہا اور امیر فضل اللہ انجو نے
فرصت پاکر قلعہ بنکاپور کو مع توابع و مضافات کے جبر و قہر سے مسخر و مفتوح کر لیا اور میان
سدھو کے حوالہ کرکے پادشاہ پاس چلا آیا احمد خان خانخانان بھی اکثر ممالک کو خراب
کرکے ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان اسیر کرکے بہت غنیمت لے کر بھائی کے پاس چلا آیا پھر دیورائے
کے مقابلہ مین احمد خانخانان اور قلعہ اودنی کے تسخیر کے واسطے امیر فضل اللہ انجو بھیجے گئے۔ ملک
کرناٹک مین اس قلعہ سے زیادہ کوئی اور قلعہ مستحکم نہ تھا۔ دیورائے کو ادھر یہ خبر وحشت اثر
پہنچی ادھر وہ گجرات و مالوہ اور خاندیس کی امداد سے ناامید ہوا اب حیران تھا کہ کیا
کرون۔ ناچار صلح کا پیغام دیا اور ان شرائط پر صلح ہوئی کہ دیورائے اپنی بیٹی سلطان سے
بیاہے اور دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید اور پچاس نامی ہاتھی اور دو ہزار کنیز و غلام
گانے و بجانے و ناچنے والے پیشکش کرے قلعہ بنکاپور کو جو اہل اسلام کے قبضہ مین ہے اسکو جہیز
عروسی مین حساب مین لگائے کہ پھر اس قلعہ کے باب مین کوئی گفتگو نہ ہو۔ اگرچہ اب تک راجایان
کرناٹک نے اپنی لڑکی اپنے ابنائے جنس سے غیر کو نہین بیاہی تھی اور انکو یہ بات نہایت مکروہ معلوم
ہوتی تھی مگر بضرورت اس امر کو اختیار کیا طرفین سے شادی کی تیاریان بڑی دھوم دھام
سے ہوئین۔ چالیس روز تک بیجانگر سے سلطان کے خیمہ گاہ تک کہ سات فرسخ پر تھا رستہ کے
دونو طرف دکانین لگائی گئین ہندو و مسلمان ہنرمندون نے اس مسافت مین انواع نعمت کا
بازار لگایا۔ لولیون اور بازیگرون نے جو کچھ وہ جانتے تھے اسکے دکھانے مین کوئی بات اٹھا
نہین رکھی۔ احمد خان خانخانان و میر فضل اللہ انجو دامادی کے قاعدہ کے موافق بیجانگر گئے
اور سات روز بعد دلہن کو مع جہیز کے استقبال شاہی مین فیروز پادشاہ پاس لائے۔ رائے اور
پادشاہ مین ملاقات کی ٹھیری۔ دولہا دلہن و نوخسر سے ملنے چلے۔ تین فرسخ تک مخمل و
اطلس مشجر کا فرش بچھایا گیا۔ رائے دیبا اور پادشاہ عنان در عنان چلے۔ جب شہر کے

دونو طرف سے عورتوں اور لڑکوں نے طلا اور نقرہ کے پھول نثار کئے۔ سارے رستہ امراء و سپاہی و رعیت نے پادشاہ پر نچھاور کی رسم ادا کی۔ دولھا دلھن دونو ایک نہایت پر تکلف مکان میں آترے۔ رخصت کے وقت دیورائے ۱۰ فرسخ فیروز شاہ کی ہمراہ آیا۔ تلنگی زبان میں چند محبت کی باتیں کہکر رخصت لیکر چلا گیا۔ پادشاہ اس سے رنجیدہ ہوگیا کہ وہ لشکر تک ساتھ نہ گیا اور اس نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی انتقام لیا جائیگا جب یہ خبر دیورائے کو پہنچی تو اس نے بھی کلمے ناخوش کہے۔ غرض ان شتہ مندیا نے دلوں میں صفائی نہیں پیدا کی۔ سلطان فیروز آباد میں آیا مدکل میں ایک جماعت کے جھگڑہ پر تہال کو مع مادر و پدر بلایا۔ اس لڑکی میں اس سے زیادہ خوبیاں تھیں جو سنی تھیں پادشاہ نے کہا کہ میں بوڑھا ہوں اس لڑکی سے کیا شادی کروں اپنے بیٹے حسن خان سے کہ نوجوان تھا شادی کردی اور اوسکے ماں باپوں کو روپیہ دیا اور قریہ جس میں وہ رہتا تھا معافی میں دیا۔

سنہ [illegible] سلطان نے کہ ریاضی دان تھا حکم دیا کہ بالا گھاٹ دولت آباد میں رصد بنائی جائے اور حکیم حسن گیلانی کو اسکا اہتمام سپرد ہوا مگر اس حکیم کے جلد مر جانے سے یہ کام ناتمام رہا۔ سنہ [illegible] میں شکار کا بہانہ کرکے گونڈواڑہ میں گیا وہاں سے تین سو کے قریب ہاتھی لئے اور اس مملکت کو خوب لوٹا اور اپنے مرکز دولت میں چلا آیا۔ فیروز آباد میں اس نے سنا کہ دہلی کی جانب سے ایک سید عالی مقام میر سید محمد گیسو دراز دکن سے تشریف لائے اور گلبرگہ کے حوالی میں پہنچے ہیں۔ سلطان فیروز شاہ تو حکیم طبیعت تھا وہ انکی طرف ملتفت نہیں ہوا مگر احمد خان خانخانان انکا سچا معتقد ہوا۔ اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور انکے کلام متصوفانہ سے محظوظ ہوتا۔ سنہ [illegible] میں جب فیروز شاہ نے اپنے بیٹے حسن خان کو کہ عیاش اور خفیف العقل تھا ولیعہد کیا اور سید محمد گیسو دراز سے بھی استدعا کی کہ اسکے حق میں دعای خیر کرکے فاتحہ پڑھیں انہوں نے جواب دیا کہ جب آپنے اسکو پادشاہ بنایا تو دعای خیر و فاتحہ کی کیا ضرورت ہے مگر سلطان نے بھی دعا کے لئے اصرار کیا تو انہوں نے

فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان خانخانان کے لئے
مقرر ہوا ہے اوروں کے واسطے کوشش کرنی بے فائدہ ہے سلطان نے رنجیدہ ہوکر
پیغام دیا کہ تیری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہے اور آدمیوں کا ہجوم رہتا ہے شہر سے باہر
جانا چاہیے وہ شہر سے باہر چلے گئے۔

سنہ ۸۰۲ھ میں فیروز شاہ نے رائے تلنگ سے کئی سال کا باج و خراج وصول کیا
اور اسی سال کے وسط میں قلعہ پانگل کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ جو اب نلگنڈہ مشہور ہے
اور وہ قلعہ ادونی سے اسی فرسنگ پر ہے اور اس طرف لشکر کشی کی دو برس تک اس قلعہ کا
محاصرہ رکھا پھر اوسکے لشکر میں وبا پھیلی گھوڑے آدمی مرے۔ سپاہی اپنی جاگیروں کو
بھاگے۔ غرض پادشاہ کا خزانہ زر و مال سے خالی ہوا مگر قلعہ دشمنوں سے نہ خالی ہوا
اس زمانہ میں دیورائے نے فرصت پاکر بے حد و حساب سوار اور پیادے اطراف ممالک سے جمع
کئے۔ کل راجاؤں کو یہانتک کہ راجہ تلنگ کو مدد کے لئے طلب کیا اور ایک حشر عظیم برپا
کیا اگرچہ پادشاہ جانتا تھا کہ میں اس معرکہ کا حریف نہیں ہوں مگر غیرت میں آنکر لڑا
عین لڑائی میں میر فضل اللہ انجو کو اسکے ایک کھتری ملازم نے اسکے سر میں زخم لگاکے شربت
شہادت چکھایا۔ اس ملازم کو دیورائے نے امارت کا وعدہ کرکے مرتبہ دیا تھا۔ فیروز شاہ
کو شکست ہوئی اور احمد خان خانخانان اسکی جان بچاکے نکال لایا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کا
قتل عام کیا اور جنگ گاہ میں انکے سروں کے چبوترے بنائے سلطان کا تعاقب کیا اور
اکثر اوسکے ممالک پر متصرف ہوگا اور ارباب اسلام کے قتل عام میں کچھ تقصیر نہیں کی
مسجدوں کو توڑا چند سال کا کینہ سینہ سے نکالا۔ فیروز شاہ نے عاجز ہوکر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات امداد کے لئے بھیجا۔ احمد شاہ گجراتی ابھی تخت پر بیٹھا تھا
اسکی مہمات شاہی کو خود قرار نہ تھا۔ اس پیغام کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوا۔ احمد خان
نے خزانوں کے منہ کھولدیئے اور لشکر جمع کرکے دیورائے کو مملکت شاہ سے باہر کردیا
اور گلبرگہ میں بھائی کی خدمت میں آیا۔ پادشاہ کو پیری میں اس شکست عظیم سے

ہونے سے بہت ضعیف کیا۔ مریض ہوا۔ ملک کے سارے کام دو غلام ہشیار عین الملک
اور بیدار نظام الملک کے ہاتھ مین دیدیئے۔ اُنہون نے احمد خان کی اوضاع سے معلوم
کیا کہ احمد خان خانخانان سلطنت کا داعیہ رکھتا ہے۔ اُنہون نے بادشاہ سے کہا کہ تیرے
بیٹے حسن خان کی دارائی اُس وقت تک نہین قائم ہوگی کہ تیرے بھائی احمد خان کی
شوکت سے ملک نہ خالی ہوگا سلطان کو گیسودراز کا قول بھی یاد تھا اس لئے احمد خان کے اندھا
کرنے کا ارادہ کیا احمد خان مطلع ہوکر اپنے فرزند علاء الدین کو ساتھ لیکر سید محمود
گیسودراز کے گھر گیا اور اُن سے مشورت کی اُنہون نے اپنی دستار پھاڑ کے آدھی باپ
اور بیٹے کے سر پر باندھ دی اور سلطنت کا مژدہ سنا دیا فاتحہ پڑھی اور تینون نے
ایک طبق مین کھانا کھایا۔ دوسرے روز احمد خان چارسو سلح جوان لیکر گھر سے نکلا کہ
راہ مین اسکے دوست خلف حسن بصری نے اس طرح سلام کیا جیسے کہ بادشاہون کو کرتے
ہین احمد خان نے کہا کہ تو جلد اپنے گھر مین چلا جا ایسا نہ ہو کہ میری آشنائی کے
سبب سے گزند پہنچے۔ خلف حسن بصری نے کہا کہ فراغت و آسائش کے وقت جلیس و ندیم
اور محنت و تعب مین بیوفا ہونا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہی جبتک تن
مین جان اور بدن مین رمق باقی ہے قسم ہے کہ مین تیری رکاب سے جدا ہوون

بیت

سرے کہ از تو بپیچد بریدہ باد چو زلف	دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال

جیسی کہ بادشاہون کو بزرگ نوکرون کی ضرورت ہوتی ہے ایسی ہی بندگان
حقیر کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ جو کام سوزن سے ہوتا ہے وہ نیزہ سے نہین ہوسکتا
جو کام کہ قلمتراش سے نکلتا ہے وہ شمشیر سے نہین ہوسکتا اگر آپ مجھے اپنے گزین
بندون مین داخل کرین تو خدمات شائستہ بجا لاؤن خانخانان نے اُسے
ہمراہ لیا اور کہا کہ اگر بادشاہی مجھے ہاتھ آئی تو تو میرا سہیم و قسیم ہوگا۔ جب شاہ نے
عین الملک و بیدار نظام الملک مین چار ہزار سوار اور چند فیل احمد خان کے

تعاقب مین آئے۔ اس نے رفیقون کی قلت اور دشمنون کی کثرت کے سبب چاہا کہ وسط
ملک مین چلا جاے اور وہان امراء کو اپنا طرفدار بنائے۔ مگر خلف حسن بصری اس ارادہ کا
مانع ہوا اور احمد خان کے سرپر تاج رکھا اور گلبرگہ و بیدر و کلیانی مین آدمیون کو
بھیجکر پادشاہی ملازمون اور اوباشون اور بیکارون کو دلفریب وعدے کرکے
احمد خان کے علم کے نیچے جمع کردیا اور احمد خان نے لڑائی سے پہلو تہی کرکے گلبرگہ کے
حوالی مین جا بجا گشت کیا۔ ہشیار عین الملک اور سیدار نظام الملک نے کمک منگا کر
احمد خان کو تنگ کیا۔ سلطان کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور احمد خان پاس ایک ہزار۔
اتفاقاً بنجارے دو ہزار گاؤ غلہ کے لیکر ولایت برار سے حوالی کلیانی مین فروکش ہوئے
اور ایسے ہی سوداگران لاہوری آشوب راہ کے سبب کلیانی مین گھر بیٹھے ہوئے تھے
ان پاس تین سو گھوڑے تھے۔ بنجارون کے بیلون اور سوداگرون کے گھوڑون
پر سپاہیون کو بٹھا کے حسن بصری نے احمد خان کے لشکر کی صورت بنا دی۔ اور
میدان جنگ مین انکو اس طرح نمودار کیا کہ مخالفون کو یہ معلوم ہوا کہ احمد خان پاس امراء
آن کر ملے ہین۔ اس طرح نظام الملک اور عین الملک کو شکست دی۔ پادشاہ خود بھی لڑنے
آیا۔ مگر احمد خان کا کچھ بھی نہ کرسکا پادشاہ پر ضعف طاری ہوا اور بیہوش ہوگیا اسکی
مرنے کی خبر مشہور ہوگئی چھوٹے بڑے امیر احمد خان سے جا ملے۔ عین الملک و نظام الملک
فیروز شاہ کو پالکی مین ڈال کر قلعہ مین لیگئے احمد خان نے قلعہ کو گھیر لیا۔ قلعہ سے توپ و
اسپر چلی ایک گولہ اسکے خیمہ مین آنکر گرا جس سے اسکے بعض مقرب ہلاک ہوگئے جب یہ خبر سلطان
کو ہوئی تو اس نے حسن خان سے کہا کہ پادشاہی لشکر و امراء کی موافقت سے ہوتی ہے
اب خلائق تیرے چچا کی ساتھ گرویدہ ہے صلاح ملک یہی ہے کہ بساط نزاع تہ کیا
جائے وہ خرابی اور فنا کا سبب ہے تجھکو اسکی اطاعت کرنی چاہیئے۔ قلعہ کا دروازہ
کھولکر احمد خان کو بلایا وہ بھائی کے سرہانے آیا اور پاؤن پر سر رکھکر زار زار رویا
سلطان نے بشاش ہوکر کہا کہ الحمدللہ کہ مین نے اپنی زندگی مین تجھے شاہ دیکھا پادشاہی کا

استحقاق اور قابلیت سلطنت تجھ ہی مین ہے یہ شفقت پدری کا سبب تھا کہ مین اپنے پسر کو ولیعہد کرون اور اسمین حتی المقدور کوشش کرون اب مین تجھے خدا کو اور حسن خان کو تجھے سپرد کرتا ہون اب جا کے اور مہمات سلطنت مین مشغول ہو مین چند روز کا مہمان ہون مجھے نہ بھولنا پانچوین شہر شوال ۸۲۵ھ کو تاج جو بھائی نے مخترع کیا تھا اُس نے سر پر رکھا اور تخت فیروزہ پر بیٹھا اور اپنا خطاب سلطان احمد شاہ بہمنی رکھا اور خطبہ و سکہ دکن مین اپنے نام کا جاری کیا۔ ۱۵ کو فیروز شاہ مر گیا اور ۲۵ سال ۷ ماہ ۱۵ روز سلطنت کر گیا۔ یہ بھی کتابون مین پڑھنے مین آیا کہ احمد شاہ نے شیر خان اپنے بھانجے کی تحریک سے فیروز شاہ کا دم گھونٹ کر مار ڈالا۔

ذکر سلطنت احمد شاہ بہمنی

احمد شاہ بہمنی نے بادشاہ ہو کر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت مقرر کیا اور ملک التجار کا خطاب اس لئے دیا کہ وہ پہلے تجارت پیشہ تھا فیروز شاہ کے بیٹے حسن خان کو فیروز آباد مین بھیجا کہ وہ عیش و آرام مین زندگی بسر کرے مگر شہر سے چار کوس پرے نہ جائے وہ بھی عیاش تھا اسلئے سوائے عیش کے دوسری طرف خیال نہ کیا۔ چچا کی حیات تک خوب اسکی زندگی بسر ہوئی مگر اسکے بعد وہ معزول ہوا اور قلعہ فیروز آباد مین مقید ہوا اور وہین مر گیا۔
احمد شاہ لشکر کشی کے قوانین سے اور فرمانروائی کے آئین سے خوب ماہر تھا وہ تخت پر بیٹھتے ہی فیروز شاہ کی شکست کے جبر کے لئے دیورائے سے انتقام لینے مین مصروف ہوا اور سازو سامان تیار کیا چالیس ہزار سوار جرار نامدار ہمرکاب لیکر کرناٹک کو چلا۔ دیو رائے بھی بہت لشکر لیکر ارباب اسلام کی استیصال کے لئے روانہ ہوا اور تنگ بھدرا کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا سلطان بھی یہان دیورائے کے مقابل مین آیا۔ اس پاس دس لاکھ توپچی و کماندار تھے عالم خان ولودی خان دلاور خان افغان دس ہزار سوار لیکر دریا سے پار لگ گئے اتفاق کی بات ہے کہ دیورائے ایک نیشکر کے باغ مین سوتا تھا وہان بادشاہی آدمی باغ کو لوٹنے گئے اور وہان دیورائے کے سر پر نیشکر کا گٹھا رکھکر لائے فرصت پاکر بھاگ گیا احمد شاہ بیجا پور کو گیا تھا۔ دیورائے جان بچی ہزارون پائے سمجھ کر کچھ نہ بولا جب کچھ راہ چلا تو

سلطان احمد شاہ کے بھیس بدلنے کا اور دیورائے کو غائب ہونے کا غل مچا۔ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور بادشاہ کی سپاہ لوٹ پر جھکی لشکر سے زیادہ تر شیرین شیا لوٹنے لگی دیورائے کو فرصت ملی اور بھگوڑون کی طرح وہ بھاگا دوپہر کے بعد وہ ایک اپنے مقرب امیر کے پاس پہنچا اور تاج سر پر رکھا جب اسکے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو سپاہ پھر جمع ہوئی مگر دیورائے اس واقعہ کو جنگ کے لئے نیک فال نہ سمجھا۔ قلعہ بیجانگر مین جا کر متحصن ہوا۔ احمد شاہ بیجانگر پر ملتفت ہوا اور رائے کے ملک کے اندر گھسا۔ جہان گیا وہان بخلاف قرارداد سلطان محمد شاہ کے زن و فرزندون کو اسیر کرکے شمشیر تلے لایا اور رحم و شفقت کو ایکطرف رکھ دیا جب بیس ہزار ہندوؤن کا قتل قلم بند ہوتا تو تین روز مقام کرتا اور بڑی بڑی جشن کرتا تا۔ شادیانے کے نقارے بجواتا۔ بتخانون کو توڑتا معابد کو ڈھاتا۔ گائے کو ذبح کراتا۔ چار بت رومین گلبرکہ بھیجے کہ محمد گیسو دراز کے آستان خانہ مین زمین مین نصب کئے جائین۔ تاکہ وہ زائرون کی لگدکوب مین آئین۔ قضارا ایکدن سلطان لشکرگاہ سے شکار کو نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے چھ کروہ لشکرگاہ سے دور ہو گیا پانچ چھ ہزار ہندوؤن نے آپس مین عہد کرکے قسم کھائی تھی کہ عندالفرصت فدویانہ سلطان کے پاس پہنچکر اسکو ہلاک کرینگے اور انتقام لینگے وہ گھوڑون پر سوار ہو کے سلطان کے پیچھے پڑے۔ سلطان کے ساتھ دو سو مغل تیرانداز جانورون کے پیچھے چلے گئے۔ یہ ہندوؤن کا لشکر سلطان نے دیکھا تو وہ سہم گیا اور اسنے ایک چار دیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ و گوسفندون کے لئے جنگل مین بنائی تھی دکھائی دی سلطان بہت جلد اس طرف چلا کہ راہ مین آب شکستہ آیا ہے اسپر سے گذرنے مین توقف ہوا کہ دشمن قریب آگئے انہون نے دو سو دکنی پادشاہی زخمی کئے قریب تھا کہ سلطان کے بھی بندوق لگی ہوتی کہ سو مغل تیرانداز سوار آگئے اور انہون نے اپنی تیراندازی سے دشمن کو روکا کہ سلطان آب شکستہ سے گھوڑا اچھنداکر چار دیواری مین پہنچ گیا سوارون نے دیوارون پر چڑھکر

تیراندازی شروع کی ان تھوڑے آدمیون اور پانچ چھ ہزار ہندوؤن کی
لڑائی ہونے لگی کہ عبدالقادر سلحدارون کا سردار دو تین ہزار رضاخیل کے سپاہی لیکر اُن موجود
ہوا اُس نے ہندوؤن کو مار کر بھگا دیا اور ایک ہزار کو قتل کیا پانچ مسلمان مارے گئے۔
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ سلطان بیجانگر مین آیا اور اسکے تسخیر کی
تدبیرون مین لگا اور محصورین کا ناک مین دم کیا۔ راجہ نے اپنی خلاصی عجز مین دیکھی-
ہاتھیون پر خراج چند سالہ لاد کر بھیجدیا اور اُس سے صلح ہو گئی۔ سلطان اپنی
دارالسلطنت کو چلا گیا ٭

اس سال مین قحط عظیم پڑا جس سے احمد شاہ کی شاہی کو خلائق نے اپنے لئے شوم جانا
وہ استسقا کی نماز کو گیا تو بڑی شدت سے مینھ برسا۔ اس کرامت پر لوگون نے
اسکو ولی کا خطاب دیا۔ اس نے اس قحط کے دور کرنے کے لیئے اپنے خزانون کو خالی کیا
اور بھوکون کا پیٹ بھرا۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ ۸۲۰ھ مین احمد شاہ کی خلاف راے تلنگ نے راے بیجانگر سے
اتفاق کیا تھا اسلیئے شاہ نے کل ملک تلنگ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور گلکنڈہ مین آنکر
خان اعظم عبداللطیف کو بر سم منقلا بھیجا اور خود ایک سو بیس فرسخ بعد روانہ ہوا اس اثنا مین
ورنگل کا فتحنامہ اس پاس آگیا۔ راے ورنگل نے سات ہزار تلنگیون کو ساتھ لیکر خان اعظم کا مقابلہ
کیا اور کشتہ ہوا ورنگل مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔ سلطان ورنگل مین آیا۔ کل خزائن و دفاین
کہ راے کے باپ دادا نے جمع کئے تھے اور جنکو بڑی مشکل سے سلطان محمد تغلق کے ہاتھ سے بچایا تھا
وہ بے مشقت احمد شاہ کے ہاتھ آگئے وہ گلبرگہ چلد آیا۔ خان عالم عبداللطیف نے تین چار مہینون
مین اکثر بلاد تلنگ پر تصرف کیا اور بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

۸۲۸ھ مین ماہور جو کہ سلاطین بہمنیہ کے قبضہ سے نکل گیا تھا ایک ہندو زمیندار کے پاس تھا صلح
اور پیمان سے لیلیا اور خلاف عہد کر کے زمیندار کو پانچہزار آدمیون سمیت مار ڈالا اور انکی لڑکیون
لڑکون کو پکڑ کر مسلمان کیا حصار کلم کو لیکر معدن الماس جو یہان تھی تصرف کیا وہ حاکم گونڈوارہ

ایلچپور مین رہا۔ قلعہ گاویل کو ازسرنو بنایا۔ قلعہ نرنالہ کی مرمت کی اس سے مقصود اسکا یہ تھا
کہ ممالک خاندیس مالوہ و گجرات کہ صاحب قران امیر تیمور نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت
کیے تھے ایلچپور مین رہ کر تدبیر و تزویر سے لے لے اور بعد ازان بیجانگر کو تسخیر کرے
یہ بات ہوشنگ شاہ والی شادی آباد منڈو کو معلوم ہو گئی۔ نرسنگھ حاکم قلعہ کھیرلہ جو
بہمنیون کا باجگذار تھا اسکو ہوشنگ شاہ نے اپنی موافقت و متابعت کی ہدایت کی
نرسنگھ نے اسے قبول نہ کیا تو ہوشنگ شاہ نے اسپر دو دفعہ لشکر بھیجا اور دونو دفعہ وہ شکست
پاکر پریشان حال واپس آیا۔ تیسری دفعہ ہوشنگ شاہ نے غصہ مین آنکر اپنے معتمد امراء کی جمعیت
کو روانہ کیا اور انہون نے اسکی مملکت مین بڑی خرابی مچائی اسکے بعض پرگنون پر
متصرف ہوا۔ نرسنگھ نے لشکر جمع کرنا شروع کیا تو ہوشنگ خود اس طرف کا عازم
ہوا۔ نرسنگھ نے بیتابانہ ۸۳۱ھ مین احمد شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ
ان دنون مین ہوشنگ والی مالوہ نے لشکر بیقیاس جمع کیا ہے اور اسنے وہ تنخواہ کی مملکت کا
قصد کیا ہے اس زمانہ سے کہ مین فیروز شاہ کا مطیع ہوا ہون حکام اطراف مجھے آپکے
منسوبون مین سے جانتے ہین۔ آپ اپنے بندون کی معاونت و امداد مین تساہل
نہ فرمائین اور فریاد رسی کرین۔ سلطان نے اس ساعت عبد القادر حاکم برار کو حکم
بھیجا کہ لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگھ کی کمک کریگا اور خود شکار کے بہانہ سے ایلچپور
مین گیا۔ ہوشنگ شاہ نے بلا تاخت و تاراج کے کھیرلہ کا محاصرہ کیا اور لاف و گزاف بکنا
شروع کیا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھیرلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ علماء نے سلطان سے
کہا کہ اب تک ایسا نہین ہوا کہ شاہان بہمنیہ نے مسلمانون سے جنگ کی ہو آپ بدنامی سے بچین
کہ سب لوگ کہینگے کہ کفار کی حمایت کرکے مسلمانون سے جنگ و محاربہ کیا سلطان ہوشنگ کے
لشکر سے جسمین کہ وہ پڑھتا تھا کہ علماء کے اس کلام نے اسپر اثر کیا۔ ابھی مالوون کے اردو
مین یہ ایلچی پہنچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا ہوشنگ شاہ اس پیغام سے آشفتہ ہوا اس سبب سے
کہ بادشاہی لشکر مین پندرہ ہزار سوار تھے اور اس پاس تیس ہزار وہ بھی روانہ ہوا۔ احمد شاہ نے

علماء سے کہا کہ جو مجھپر واجب تھا وہ مین نے کیا اور اس بے ناموسی کو قبول کیا کہ کل کوچ کرکے
دریا کے کنارہ پر مقیم ہوتا ہون جو میرے مقابل مین آئیگا اس سے لڑونگا بموجب حدیث کے خون اس
اوسکی گردن پر ہوگا - علماء نے اس تجویز کو پسند کیا اپنی فوج کو آراستہ کیا ہوشنگ شاہ تیرہ ہزار
سپاہ لے کر ہوشنگ آباد [?] پاس آ موجود تھا جس نے اس سے کہا کہ نرسنگ اس جانب کے متعلقین مین سے
محبت کا اقتضا یہ ہے کہ اپنی ولایت کو چلے جاؤ اور ہم بھی علماء کے کہنے سے اپنے
ملک کو جاتے ہین - دونو مین ایک جنگ عظیم ہوئی احمد ہوشنگ کو شکست ہوئی اسکے دو ہزار آدمی
قتل ہوئے —

اسکے حرم مع دو لڑکیون کے مقید ہوئے جنکو احمد شاہ نے نہایت اعزاز سے ہوشنگ شاہ کے پاس
بھجوا دیا - نرسنگ مع اپنے بیٹون کے احمد شاہ کی خدمت مین آیا اور شاہ کو کھیرلہ مین لے گیا
اور دعوت بڑی دھوم سے کی اور ایک طشت [?] الماس و یاقوت و مروارید عدن پیشکش مین دیکر
تاریخ مالوہ مین یہ لکھا ہے کہ احمد شاہ نے کھیرلہ کی تسخیر کا ارادہ کیا - نرسنگھ نے ہوشنگ شاہ حاکم
مالوہ کو امداد کو بلایا اس سبب سے ان دونو پادشاہون مین لڑائی ہوئی -
اسی یورش مین جب سلطان حصار بیدر مین آیا تو اس نے یہان ایک پر فضا صحرا و میدان
دیکھ کر شہر آباد کیا جسکا نام (احمد آباد) بیدر رکھا اور قلعہ بنایا - یہان سے بہتر آب و ہوا
کہین اور ملک دکن مین نہ تھی - پانچ ہزار سال ہوئے کہ شہر بیدر راجایان دکن کا پایہ تخت تھا
یہان کا راجہ بھیم سین تھا جسکی بیٹی دمن پر مالوہ کا راجہ نل عاشق ہوا تھا - فیضی کی مثنوی نل دمن
مشہور ہے - ملا آذری جو اس پادشاہ کے عہد کا بڑا شاعر تھا اسنے اپنے بہمن نامہ مین اس
شہر و قلعہ کی بہت تعریف لکھی ہے —
احمد شاہ نے عاقبت اندیشی سے اپنے بیٹے علاء الدین کا عقد نکاح نصیر خان
حاکم آسیر کی بیٹی سے کیا - حاکم خاندیس نے بھی اسے غنیمت جانا کیونکہ گجرات کے حاکمون
سے ہمیشہ خوف مین رہتا تھا —
سنہ ۸۳۳ھ مین خلف بصری کو سپہسالار دولت آباد مقرر کرکے حکم دیا کہ کوکن زمین کو

جو ساحل دریاے عمان پر واقع ہے یاغیون سے پاک صاف کرے اس نے تھوڑے دنون مین کل مفسدون کا علاج آشتی سے کر دیا اور جزیرہ مہائم کو تسخیر کیا وہ شاہان گجرات کے قبضہ مین تھا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اس خبر کو سنکر اپنے بیٹے ظفر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ شاہ دکن نے اپنے بیٹے علاء الدین کو بھیجا خلف حسن بصری سے شاہزادہ ظفر خان کی سخت لڑائی ہوئی طرفین کے دو ہزار آدمی مارے گئے دکینون کو شکست ہوئی۔ جب سلطان احمد شاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ لشکر لیکر گجرات پر چڑھا گجرات اور دکن کے لشکر آمنے سامنے اترے مگر لڑائی نہ ہوئی علما نے بیچ مین پڑکر صلح کرائی کہ دونوا اپنے اپنے ملک پر قبضہ و تصرف رکھین ایک دوسرے کے ملک کی طمع نہ کرین۔ تاریخ الفی مین ذکر ہوا ہے کہ گجراتیون کے فکر مین سلطان احمد شاہ تھا اور جزیرہ مہائم مین دکینون کی شکست سے پیچ و تاب کھاتا تھا کہ ۸۲۵ھ مین خبر آئی کہ محمود خان ولد حاکم گجرات کسی تقریب کے سبب سے ولایت ندربار مین مقیم ہے اسلیے احمد شاہ دکنی اس طرف متوجہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی بھی ایلغار کرکے ادھر آیا دکینون نے صلاح مراجعت مین دیکھی چار منزل پیچھے ہٹے۔ گجراتی بھی معاودت کے عازم ہوکرتے تاپتی کے کنارہ پر فروکش ہوے۔ جاسوس دوبارہ خبر لائے کہ دکینون نے بغاوت کرکے قلعہ سبول محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی سبول پر الٹے آئے ایکدن صبح سے شام تک دونو لڑے پھر دوسرے روز دونوا اپنے ملک کو چلے گئے۔

۸۳۰ھ مین ہوشنگ شاہ نے دکینون اور گجراتیون کو آپس مین لڑتے ہوئے دیکھا تو وہ فرصت پاکر ولایت نرسنگہ پر لشکرکش ہوا اور نرسنگہ لڑائی مین مارا گیا اور ہوشنگ شاہ کے قبضہ مین قلعہ کھیرلہ آگیا جب سلطان احمد شاہ نے اسطرف لشکرکشی کی تو نصیر خان والی اسیر مانع ہوا اور اسنے ان دو بادشاہون مین لڑائی نہ ہونے دی اور آپس مین انکے یہ اقرار ٹھیرا دیا کہ قلعہ کھیرلہ ہوشنگ شاہ پاس رہے اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی پاس رہے جب احمد شاہ کی سلطنت پر بارہ سال اور دو ماہ کی مدت گذر گئی تو ۲۸ رجب

اُس کی شمع حیات بجھ گئی۔ خلاصہ اسکی سلطنت کا یہ ہی کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھتے ہی وجیانگر کے
راجہ سے لڑا اور اسکو شکست دیکر باجگذار بنایا اور ورنگل کے راجہ سے لڑا جسکا انجام یہ ہوا
کہ ملک تلنگانہ بالکل مسلمانون کے قبضہ مین آیا اس نے شہر احمد آباد بیدر کو آباد کیا اور ۲۰ فروری
۱۴۳۵ء کو مر گیا

ذکر سلطنت علاء الدین سلطان ابن احمد شاہ

باپ کے پیچھے احمد آباد بیدر کے تخت پر سلطان علاء الدین بیٹھا۔ داور خان افغان کو وکیل
شاہی اور خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل مقرر کرکے انکو امور مملکت شاہی مین قوی کیا اور
عماد الملک ایک دکھنی سال جسکی ساری عمر سلاطین بہمنیہ کی خدمت مین گذری تھی امیر الامرا
مقرر کیا۔ رائے وجیانگر نے پانچ سال سے خراج نہین دیا تھا اسلئے عماد الملک و اپنے بھائی شاہزادہ
محمد خان اور خان جہان کو اُسکے وصول کے لئے بھیجا۔ اُنہون نے جاکر ولایت گھیرہ مین قتل و تاراج
اور قید کرنا شروع کیا تو رائے وجیانگر نے مضطر ہوکر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دوسو
لونڈیان رقاص و ہنرمند اور اور چیزین شاہزادہ محمد خان کو دیکر واپس کیا۔ دکن کے
فتنہ پرداز شہرہ آفاق ہین اُنہون نے جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے حوالی مین آیا تو
اُسکو یہ سمجھایا کہ سلطان احمد شاہ نے تجھے شریک سلطنت کیا تھا۔ مناسب ہی کہ سلطان
علاء الدین شاہ ان دو کامون مین سے ایک کام کرے یا تو تجھکو مسند فرماندہی پر
اپنے پہلو مین برابر بٹھائے اور باتفاق امور سلطنت کو سرانجام دے یا ممالک کے دو حصے کر دے
ایک پر وہ متصرف ہو اور دوسری پر تو قابض ہو۔ اب صلاح دولت یہی ہی کہ یہین
بیٹھکر آدھے ملک پر قبضہ کر لے شاہزادہ اس فریب مین آگیا عماد الملک غوری اور خواجہ
جہان کو اپنے ساتھ متفق کرنا چاہا جب وہ نہ ہوئے تو دونو کو قتل کر ڈالا اور وجیانگر کی دولت
جو بیدر مین آئی تھی اُسے خرچ کرکے سپاہ بہت بھرتی کر لی مدکل و رائچور و شولاپور و نلدرگ
کو بلاد شاہی سے چھین لیا۔ سلطان علاء الدین بھی لشکر لیکر بھائی سے لڑنے گیا
دونو بھائیون مین لڑائی ہوئی۔ سلطان علاء الدین کو فتح ہوئی اور اکثر امراء دستگیر ہوئے

شاہزادہ محمد خان کوہ و جنگل مین چلا گیا۔ سلطان احمد آباد بیدر مین آیا۔ امراء کی جماعت
کی تقصیرات معاف کی اور انکو بند و زنجیر سے آزاد کیا اور مکتوب نصیحت آمیز بھیجکر بھائی کو
بلا لیا۔ دوسرا بھائی داؤد خان ملک تلنگ مین مر گیا تھا اسکی اقطاع رائچور و مدکل محمد خان
کو دیدی اسنے یہین اپنی ساری زندگی چین آرام سے بسر کی۔

سنہ ۸۵۰ مین دلاور خان کو کوکن کی سرکشون کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ رائے نیل و سنگیسر نے جزیہ
و خراج دینا قبول کیا۔ دلاور خان نے رائے سنگیسر کی لڑکی کو جو خوش شکلی و حسن صورت و
سلیقہ دانی مین مشہور تھی سلطان کے لیئے لایا۔ سلطان کی وہ منظور نظر ہوئی اور زیبا چہرہ
اسکا خطاب تھا۔ دلاور خان اس علت مین ماخوذ ہوا کہ اسنے رایان کوکن سے رشوت
لیکر سرکشون کا استیصال نہین کیا اسنے انگشتر وکالت کو واپس کیا اور بلا سے اپنے تئین
بچایا۔ دستور الملک خواجہ سرا کو اسکا منصب ملا جسکی زشت خلقی سے خلائق کی جان تنگ ہوئی
بادشاہ کے بیٹے ہمایون نے اسکو کسی کام کو کہا تھا اسکا جواب اسنے یہ دیا کہ ایسے کام مجھسے
تعلق رکھتے ہین آپ کو اسکی سعی کرنی مناسب نہین ہے شہزادہ نے دستور الملک کو قتل کرا دیا اور
قاتل کو اپنی سفارش حمایت سے بچا لیا۔

سنہ ۸۵۱ مین زوجہ سلطان آغا زینت مخاطب بہ ملکہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان کو زیبا چہرہ
کی استیلا کی اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی۔ نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ
ہو گیا۔ سلطان احمد شاہ گجراتی کے اغوا سے وہ مملکت برار کی تسخیر کا عازم ہوا مخفی آدمیون
کو بھیجکر امراء برار کو طمع دیکر اپنی اطاعت کی ترغیب دی۔ انہون نے متفق اللفظ و المعنی یہ کہا
کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق کی اولاد مین سے ہے اگر ہم اسکی نوکری کرکے مخالفون سے
شمشیرزنی کرینگے تو غازی یا شہید ہونگے۔ غرض انہون نے نصیر خان کو بلایا وہ بے توقف
دو ہزار سوار اور پیادے بیشمار کہ راجہ گوندواڑہ نے اسکی امداد کے لیئے بھیجے تھے ہمراہ لیکر علاقہ
برار مین آیا جو امراء ہمراہ تھے چاہا کہ اپنے سر لشکر خان جہان کو مقید کرکے نصیر خان پاس لیجائین
کر خان جہان کو انکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو وہ قلعہ نرنالہ مین جا کر متحصن ہوا اور

اور حقیقت حال سلطان علاء الدین کو لکھی کہ یہان کے امرا و نصیر خان سے مل گئے اور بے تامل
انھون نے خطبہ اسکا پڑھوایا اور قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان نے خلف حسن بصری ملک التجار
دولت آباد کے سرلشکر کو اس یورش کے لئے معین کیا خلف بصری نے عرض کیا کہ امراے
دکنی اور حبشی رشک و حسد کے سبب سے نہین چاہتے ہین کہ ہمارے ابناے جنس سے جنکو وہ غریب
(پردیسی) کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین آئین اسلئے حضور امراے مغل میری ہمراہی مین
اور کسی ایک حبشی و دکنی کو اس کام مین دخل نہ فرمائین خدا سے امید ہے کہ سب کام اچھی
طرح سرانجام پائین سلطان نے تین ہزار مغل تیر انداز کہ سب جانصہ خیل تھے اور امراے عرب
اس خدمت پر مامور کئے۔ خان جہان قلعہ ترنالہ سے اس لشکر مین آملا۔ گھاٹ روہنکھیر پر
خاندیسیون کی ساتھ انکی لڑائی ہوئی۔ نصیر خان کو شکست ہوئی وہ برہان پور بھاگ
گیا اور لشکر کے جمع کرنے مین مشغول ہوا۔ خلف حسن بصری بھی برہان پور پہنچا۔ نصیر خان کے
پاؤن اسکے سامنے نہ جمے وہ قلعہ تلنگ مین بھاگ گیا۔ خلف بصری نے خاندیس کو خوب غارت
کیا اور شہر برہانپور کی عمارات شاہی کو جلایا اور اکھیڑا اور تلنگ تک ایلغار کرکے چار ہزار
سوارون کے ساتھ پہنچا۔ نصیر خان بارہ ہزار سوار لیکر قلعہ سے دو کروہ پر لڑا۔ خاندیسیون
کو شکست ہوئی نصیر خان کے مردم معتبر اور برار کے امراو باغی کشتہ ہوئے خلف حسن بصری
ستر ہاتھی اور توپخانہ لیکر احمد آباد بیدر مین آیا۔ یہان سے دولت آباد گیا سلطان
نے حکم دیدیا کہ داہنی طرف غریبان (پردیسی) اور بائین طرف دکنی اور حبشی بیٹھا کرین
اس لئے جب دکنیون کو موقع ملا انھون نے پردیسیون کو قتل کیا جسکی تفصیل آگے آ ے گی۔
دیورائے نے پنڈتون اور ارکان دولت سے کہا کہ سلطنت کرناٹک کچھ ممالک بہمنیہ سے کم
نہین ہے اور خیل و حشم ہمارا انکی جمعیت سے زیادہ ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ اکثر
ہندو مغلوب ہوتے ہین پنڈتون نے تو اپنی کتھا کہانی کہ ہماری پوتھیون مین پہلے سے
لکھا ہوا ہے کہ مسلمانون کا تسلط ہوگا۔ یہ کل جگ ہے
بعض ارکان دولت نے کہا کہ مسلمانون کو فتح دو سبب سے حاصل ہوتی ہے اول یہ کہ ان کے

گھوڑے چابک اور دوڑنے والے اور کلان ہوتے ہین برخلاف اسکے ہمارے یابو ریزندہ اندام گھوڑے
دوم لشکر بہمنیہ مین تیرانداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم ہین۔ اسلئے دیورائے نے حکم دیا کہ
مسلمان نوکر رکھے جائین اور انکو اقطاع و جاگیر خوب دی جائین اور بیجانگر مین مسجد بنائی جاوے
اور شعار اسلام کا مزاحم کوئی نہ ہو اور قرآن شریف رحل پر رکھکر روبرو میرے سامنے لایا جاوے
تاکہ مسلمان اسکو سلام کرین اور ہندوؤن کو بھی حکم دیا کہ وہ تیراندازی سیکھین۔ اسکے پاس آٹھ ہزار
سوار اور اٹھارہ ہزار پیادے تھے۔ اب اس نے آیندہ حکم دیا کہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادے ہوین
اس حکم کے بعد اسکے اہل دیوان دس ہزار مسلمان سوار اور ساٹھ ہزار ہندو سوار کہ علم تیراندازی
سے خالی نہ تھے اور تین لاکھ پیادے ترتیب دیکر دیورائے کی نظر کے روبرو لائے۔ اب اسکو سلاطین
بہمنیہ کے مملکت کی تسخیر کی ہوس ہوئی۔ سنہ ۸۴۷ھ مین اس نے آب تنگ بھدرہ سے گذر کر قلعہ مدگل کو فتح کر لیا
اور اپنے بیٹون کو قلعہ رائچور و بنکاپور کے محاصرہ کے لئے مامور کیا۔ خود اس نے آب کشنا
(کرشنا) پر قیام کیا اور ساغر و بیجاپور تک اسکے آدمیون نے تاخت تاراج کی۔ سلطان علاؤالدین
نے بھی اپنا لشکر پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادون کا جمع کیا جسکے ساتھ توپخانہ و آلات حرب
بہت باعظمت و شوکت تھا۔ دیورائے نے کوچ کرکے قلعہ مدگل مین آیا اور سلطان کی
جنگ کے واسطے سپاہ مامور کی۔ سلطان نے مدگل سے چھ کروہ پر مقیم ہوا اور خلف بصری ملک التجار کو
دیورائے کے فرزندون کی تادیب کے لئے بھیجا۔ خان زمان سرلشکر بیجاپور و خان اعظم سرلشکر
برار و تلنگ کو دیورائے کے لئے تعین کیا۔ ملک التجار نے دیورائے کے بڑے بیٹے کو زخمی
کرکے معرکہ سے بھگا دیا اور بنکاپور پر متوجہ ہوا ابھی وہ وہان آیا نہ تھا کہ دیورائے کا چھوٹا
بیٹا محاصرہ کو چھوڑ کر باپ پاس چلا گیا۔ دو مہینے تک مدگل کے قلعہ کے باہر مسلمانون اور
ہندوؤن مین لڑائیان ہوتی رہین — اول دفعہ ہندو غالب ہوگئے پھر مسلمان بڑی محنت سے
غالب ہوئے دیورائے کے آدمی فخر الملک اور اسکے بھائی کو پکڑ کر لیگئے۔ سلطان علاؤالدین
نے دیورائے کو لکھا کہ اگر انہین کسی ایک کو مار ڈالو گے تو ایک ایک کی عوض مین لاکھ ہندوؤن کو
قتل کرونگا۔ دیورائے نے اپنے آدمی بھیجے کہ اگر سلطان عہد کرے کہ پھر میرے ملک پر

شکرکشی نہین کریگا تو مین عہد کرتا ہون کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجتا رہونگا اور فخر الملک کو
اسکے بھائی کو حوالہ کر دونگا سلطان نے اسکے التماس کے موافق عہد نامہ لکھکر بھیجدیا اس نے فخر الملک و
اسکے بھائی کو چھوڑ دیا۔ بعد ازان دونونے علم مراجعت بلند کیا۔ سلطان نے کرناٹک پر لشکرکشی
کی نہ راے دیوے خراج کے ادا کرنے مین التوا کیا۔

سلطان نے احمدآباد بیدر مین ایک دار الشفا کمال لطافت و صفائی سے تیار کرایا اور چند
قریہ وقف کئے کہ انکا محصول بیمارون کی دواؤن اور غذاؤن مین صرف کیا جاے۔ ہندو و مسلمان
طبیب علاج کرین۔ قضات و امین و محتسب جا بجا ہر شہر مین مقرر کئے۔ باوجودیکہ وہ خود شراب
پیتا تھا مگر حکم دیا کہ نہ کوئی شراب بیچے نہ جوا کھیلے۔ قلندرون دریوزہ خوارون کے گردن پر
طوق آہنین پہنا کے اُن سے شہر کا گوہ موت اٹھوایا اور سنگ و گل کا کام کرایا اور تعذیب شاقہ
فرماتا کہ لوگ متنبہ ہو کر معیشت مین مشغول ہون یا اسکی قلمرو سے باہر چلے جائین جو شراب
پیتا اسکو سزا دیتا خواہ کوئی ہو۔ چنانچہ اُسنے اس حرکت پر سید محمد گیسودراز کے رشتہ دارون
مین سے ایک کو بر سر بازار کھڑا کرکے دو سو تازیانے لگوائے وہ جمعہ کو منبر کے نیچے کھڑا ہو کر وعظ
سنتا۔ بتخانون کو توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ اور زناردار و برہمن وغیرہ سے باتین نہین کرتا
اور مہمات دیوانی مین انکو دخل نہ دیتا۔ جب بیجانگر کی یورش سے واپس آیا تو عیش و
عشرت مین ڈوب گیا۔ امور کلی و جزوی و مہمات ملکی و مالی نوکرون کے حوالہ کین۔ تقریباً ہزار
کے حسین عورتین سراپردہ مین جمع کین اور دریا کے کنارہ پر ایک نعمت آباد باغ بنایا۔ [illegible]
بادہ لعل فام اور دلبران سیم اندام اور مطربان شیرین کلام سے رات دن شغل رکھتا تھا
چار پانچ مہینے مین ایک دفعہ سلام عام لیتا۔ دکنیون نے اسے گھیر لیا میان من اللہ دکنی
وکیل شاہی مستقل ہو کے شاہ قلاع ساحل کی تسخیر کا عازم ہوا [illegible] ملک کوکن جسکو اب
کوکنی کہتے ہین وہان کے راجہ راہ زنی اور بحری قزاقی مین مشہور تھے یہ خبر دکنیون کو
ہند کے درمیان ملک لنکے پاس تھا۔ انکا ملکو شاہ کو لکھا کہ ملک التجار ایک
شمالی مین ہی ملک جنوب مین کچھ تنگ کھیلتا تھا خلف حسن بہمنون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین گیا —

ساتھ اس خدمت پر مامور کیا۔ ملک التجار نے قصبہ جاکنہ مین کہ بلدہ جنیر کے قریب تھا۔ اپنا
نشیمن بنایا اسکا قلعہ تعمیر کرایا اور دفعہ دفعہ کرکے کوکن کو لشکر بھیجا اس طرف کے راجاؤن کو زیر
کرتا پھر جو اجل آئی تو خود اس صوبہ پر توجہ کی اور ایک حصار کو جو سرکہ کے پاس تھا محاصرہ
کرکے جبر و قہر سے سر کیا سرکہ کو مجبور کیا کہ کیا اسلام اختیار کرے یا تلوار کے نیچے سر رکھے سرکہ نے
مکر و عذر کا طریقہ اختیار کیا اور یہ معروض کیا کہ میرے اور رائے سنگہ کے درمیان ہمسر چشمی
وہ قلعہ کنہ نا بہ کے حوالی مین رہتا ہے اگر مین حلقہ اسلام مین آجاؤنگا اور وہ اپنے قصر
دولت مین متمکن رہیگا تو آپ کی مراجعت کے بعد مجھپر زبان طعن دراز کریگا اور میری ملک پر
جسمین میری باپ دادا قرنون سے حکومت کرتے چلے آئے ہین متصرف ہوگا۔ سب عزیزون
اقارب میری مجھہ سے منحرف ہو جائینگے۔ اگر آپ اس جانب تشریف فرما ہون تو تھوڑی
توجہ سے اسکا ملک آپکے قبضہ مین آجائیگا ان حدود کو مجھے عنایت کیجیے یا اُس کا سر تن
سے جدا کرکے اوسکی مملکت کو کسی اپنے امیر کو دیجیے تو بندہ کلمہ طیبہ پڑھنے کو موجود
اور ہر سال خراج خزانہ عامرہ مین فلان مقدار کا داخل کرنے کو حاضر ہے۔ ملک التجار نے
کہا کہ وہان جانے کی راہ بہت تنگ ہے اور وہان تک پہنچنا نہایت دشوار
ہے سرکہ نے کہا کہ مین ایسی راہ پر لیجاؤنگا کہ جنگل مین کوئی خار دامن گیر نہ ہوگا
اور مین پہنچاؤنگا۔ اور کل مقصود ہاتھ آجائیگا۔ ملک التجار نے دشمن کے قول کا اعتبار کرلیا۔
سنہ ۸۵۸ھ مین اس سمت کا عازم ہوا۔ اکثر دکنی و حبشی نفاق کے سبب سے جدا ہوگئے
اور ملک التجار کی ہمراہ جنگل مین نہ آئے سرکہ ملک التجار کو دو روز تو فراخ راہ پر لایا لیکن تیسرے
روز وہ گمراہ ایسی راہ پر لے گیا کہ از ہول و شیر زیادہ بود۔ ایسی راہ سے گزرے
پھرتے باہر نکل کر ایک جگہ پہونچے کہ تینون طرف پہاڑ اور ایک طرف خلیج۔ ملک التجار کا ہر ایک
آدمی ترتیب قاعدہ کے ساتھ حرکت کرنے کو
تمام راستے بھٹکے شام کو جو آئے وہ کسی درخت کی
پناہ لیتے اتنی جگہہ نہ تھی کہ دو خیمے باہم پہلو بہ پہلو استادہ ہوسکین

کہ اس مین رات بسر کیجائے ایسے وقت مین کہ سپاہی اپنے حال مین گرفتار تھے سرکہ نے یہہ
مکر فروشی کی کہ خود درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا۔ رائے سنگسیر کو پیغام بھیجا کہ مین نے
ایسا موٹا شکار تیری دام مین پھنسا دیا ہے۔ اب جو کچھ تو کر سکتا ہے کر۔ رائے سنگسیر نے
تیس ہزار توپچی و کماندار و خنجر گذار سب طرف سے جمع کیے اور سرکہ بھی اپنی جمعیت
کے ساتھ اُس سے ملگیا۔ آدھی رات گذری تھی کہ درون غارون کی اطراف جو آب
جنگل مین وہ آئے اور اُنہون نے درختون کے نیچے سات آٹھ ہزار مسلمانون کو
چھری خنجر سے گوسفندون کی طرح ذبح کیا۔ ہوا کے چلنے سے درختون کے پتون کی
ایسی کھڑکھڑ ہوتی تھی کہ مقتولون کے فریاد و نالہ کی آواز ایک دوسرے کے پاس نہین پہنچتی تھی
ہمسایے احوال سے ہمسایہ واقف نہ ہوتا تھا۔ شب کی ظلمت اپنی دہشت و وحشت اُنہی
دکھا رہی تھی کہ ایک دوسرے کی فریاد رسی نہین کر سکتا تھا۔ ملک التجار کے سر پر دشمن
جا پہنچے اسکو اور پانچ سو سیدون کو کہ مدنی و کربلائی و نجفی تھے قتل کیا جو تقدیر سے زندہ
بچے وہ بہت مشقت اُٹھا کر جنگل سے باہر نکلے اور امراء دکن کی ایک جماعت نے جو ملک التجار
کے ساتھ جنگل مین نہین گیا تھا اُس نے کہا کہ تمہارا حال بہت پریشان ہے مناسب یہہ ہے
کہ اپنی جاگیرون کو چلے جاؤ اور سامان کرکے جلد چلے آؤ۔ دکنی اور حبشی جو لٹنے سے بچے تھے وہ
اپنی اقطاع کو چلے گئے اور مغلون نے کہا کہ ہماری جاگیرین دور واقع ہین۔ ہم بے حکم
بادشاہی کے نہین جائینگے بلکہ قصبہ چاکنہ مین کہ ملک التجار کا نشیمنگاہ ہے اور بہت نزدیک
ہے وہان جائینگے اور قرض وغیرہ لے کر اپنا سامان کرینگے اور پھر جلد آئینگے وہ چاکنہ مین
چلے گئے۔ اس وقت بعض ناعاقبت اندیش مغلون کی زبان سے نکل گیا کہ دکنیون کے
امرا کے نفاق سے ملک التجار اور سادات وغیرہ کشتہ ہوئے ہین۔ جب ہم قصبہ چاکنہ مین
پہنچینگے تو حقیقت حال عرضداشت مین لکھ کر درگاہ شاہ مین بھیجینگے یہ خبر دکنیون کو
پہنچی انہون نے پیشدستی کرکے مکر و حیلہ کی راہ سے بادشاہ کو لکھا کہ ملک التجار ایک سید بیہودہ کی
کی رہنمونی سے اور سادات اور تمام مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین گیا۔

ہرچند ہم خیرخواہون نے اسکی قباحتین خاطرنشان کین مگر تقدیر نے اسکی آنکھون پر ایسا
پردہ ڈالدیا تھا کہ اسنے اصلاً ہم دولتخواہون کی بات پر التفات نہین کیا جسکے سبب سے
جو ہوا سو ہوا۔ بعد ملک التجار کے مرنے کے بہتیرے مغل و سادات و خاصہ خیل کے امرا سے
کہا کہ دولتخواہی کے لئے مناسب یہ ہے کہ بادشاہ سے سرلشکر ہم طلب کرین اور اتفاق کر کے
سرگروہ ان سنگیسر سے انتقام لین انہون نے قبول نہین کیا سرکشی کی اور گالیان دین
اور کلام ناخوش زبان پر لائے قصبہ چاکنہ مین چلے گئے انکے اوضاع سے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ وہ چاہتے ہین قلعہ چاکنہ مین متحصن ہو کر راجایان کوکن سے موافقت کرین اور علم مخالفت
بلند کر کے فتنہ قوی اٹھائین۔ اس عریضہ کو مشیر الملک دکنی پاس کہ مغلون کا دشمن جانی تھا بھیجا
اسنے بادشاہ کے روبرو اسکی عین مستی کی حالت مین یہ عریضہ پیش کیا اور ملک التجار کے قتل ہونے کا
اور پردیسیون کے تمرد کا بیان قبیح صورت مین تقریر کیا۔ سلطان غیظ و غضب مین آن کر کنہ
معاملہ کو نہین پہنچا مشیر الملک دکنی و نظام الملک بن عماد الملک غوری کہ پردیسیون کے خون کا
پیاسا تھا اور اُن کے استیلا و تفوق سے آزار اٹھایا تھا قصبہ چاکنہ کے امرا کے قتل کے لئے معین ہوا
اور وہ بہت لشکر لے کر اس طرف روانہ ہوا۔ سادات عرب و عجم وغیرہ کے امرا کو اس کی خبر
ہوئی تو وہ اتفاق کر کے حصار قصبہ چاکنہ مین متحصن ہوئے اور اپنی عرضداشت جو اخلاص
و یکجہتی کے اظہار پر مبنی تھی احمد آباد و بیدر ارسال کی لیکن انکی عرضداشت اثناء راہ مین
مشیر الملک دکنی کے ہاتھ لگی اسکو پرزے پرزے کر ڈالا اور دار الخلافت نہ پہنچنے دیا پردیسیونکو
جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو انہون نے عرضداشتین دوسری راہون سے اپنے قدیمی ہندوستانی
نوکرون کے ہاتھ بھیجین مگر انہون نے بھی [illegible] کے سبب سے مشیر الملک دکنی کو وہ عرضداشتین
دیدین اُسنے اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینکدیا اور راہون کا انتظام پہلے سے زیادہ کیا
اس حالت مین سادات حیران تھے۔ ناچار سب پردیسی امرا کے اتفاق کر کے غلہ و اذوقہ بقدر
امکان قلعہ کے اندر لے گئے اور مدافعت کے درپے ہوئے۔ جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہنچی تو جو امرائے
دکنی ملک کوکن مین تھے اور انہون نے یہ فتنہ اٹھایا تھا انکو اپنی مدد کو بلایا اور جنیر اور اسکے نواح سے

بے شمار پیادے جمع کئے اور قصد جاکنہ کی طرف آیا اور اسکو احاطہ کرکے محصورین کا ناک مین دم
کیا دو مہینے تک لڑائی رہی اور دکنیون کی عرضداشتین برابر بادشاہ پاس پہنچتی رہین کہ پردیسی
مخالفت و حرامخوری مین راسخ و ثابت قدم ہین سلطان گجرات سے مدد طلب کرنی چاہتے ہین
قلعہ اسکو دیدین۔ دکنی صاحب دخل تھے وہ ان عرضداشتون کو اپنے حسب المدعا سلطان کے روبرو
پیش کرکے جواب مین متواتر فرامین بھجواتے تھے کہ باغی طاغی پردیسیون کی جماعت کے قلع و قمع
مین ایسی کوشش کرو کہ وہ اورون کی عبرت کا سبب ہو۔ پردیسیون کی عرائض اکثر بہت محنت و
مشقت سے دارالخلافہ مین پہنچتی تھین تو انکے جواب مین [illegible] دیتے تھے کہ ہمنے سلطان کے پاس عرائض
بھیجین مگر وہ بسبب قہر و خشم کے جواب پر ملتفت نہین ہوتا۔ پردیسیون نے دیکھا کہ دولتخانہ کا حال
یہی ہے اور آذوقہ کم ہو گیا ہے تو یہ قرار دیا کہ اپنے زن و فرزند کو ایک جنگی جماعت کے ساتھ قلعہ مین چھوڑین
اور خود اتفاق کرکے باہر نکلین اور ایلغار کرکے احمدآباد بیدر کو روانہ ہون اور سلطان سے عرض
حال کرین مشیر الملک و نظام الملک دکنی اور امرا جب انکے اس ارادہ پر مطلع ہوے تو انہون
نے کہا کہ اگر پردیسی ایسا کرینگے اور ہم انکا تعاقب کرینگے تو ایک جماعت کثیر ہم مین سے جب تک
قتل نہ ہو جائیگی ہم انپر غالب نہ ہونگے اور مقصود ہمارا کہ صحرا مین اس جماعت کا قتل عام
کرین عمل مین نہ آئیگا۔ پس انہون نے پیغام دیا کہ ہم پیغمبر کی امت ہین اور اسلام کا دعوی کرتے
ہین اور تم مین اکثر سادات ہین اس لئے ہمنے تمہاری اور تمہارے فرزندون کی بیکسی پر رحم کرکے
سلطان سے عرض کرکے یہ حکم دلادیا ہے کہ وہ تمکو جانی اور مالی آزار نہین پہنچائیگا۔ تم کو اجازت
دیتا ہے جہان چاہو چلے جاؤ اور اس مضمون کا جعلی فرمان بناکر کھولا اور اسپر واللہ باللہ
کرکے قرآن شریف اور خدا کی قسم کھائی اور عہد کیا کہ تمکو کوئی جانی و مالی آزار نہین پہنچائینگے
پردیسیون نے جو ڈھائی ہزار تھے جنمین بارہ سو سادات صحیح النسب تھے دشمنون کے قول پر
اعتماد کیا اور اہل و عیال و اسباب مال کے لئے وہ مرکب بارکش نہین رکھتے تھے قلعہ سے باہر
انکی تلاش کرنے لگے۔ مشیر الملک دکنی و نظام الملک قلعہ مین آئے اور تین روز تک وفاء عہد
کیا اور کچھ انکو تعب نہین پہنچایا۔ مگر چوتھے روز انہون نے پردیسیون کے امراء [illegible] کو ضیافت مین

قلعہ کے اندر طلب کیا۔ قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ [illegible] یکے سوا [illegible] سیدیان
سامنے [illegible] شاہ [illegible] بھیجے کر قلعہ میں جا داخل ہوئے [illegible] ان [illegible] پر بیٹھ کر
[illegible]

اشارہ کرتے ہی کناروں سے تلوارین لے کر قتل بیدریغ سامنے پردیسیوں کی
کی جگہ متربت شہادت چکھایا چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جابجا کھڑے تھے اور غدر کے منتظر تھے
وہ پردیسیون کے خیمہ و خرگاہ پر آگئے۔ از قسم مذکر ایک سالہ سے لے کر صد سالہ تک قتل کیا
بارہ سو سید صحیح النسب اور ہزار مغل و پانچ چھ ہزار معصوم طفل ان ظالموں نے قتل کر ڈالے مغلوں
کے طائفہ میں سے قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ یکہ تاز کہ پردیسیون کے
اردو سے ایک گروہ جدا تھے دکنیوں کے آشوب سے واقف ہو کر چیتھا اور اپنی عورتوں
کو مردوں کا لباس پہنایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے۔ مشیر الملک دکنی و نظام الملک
غوری نے دو ہزار سوار بسر کردگی داؤد خان کے انکے تعاقب میں بھیجے اور رعایا اور جاگیرداروں
کو حکم بھیجا کہ انکی راہ روکیں کہ یہ جماعت حرام خور ہیں جو اخلاص و خیر خواہی کا دم بھرتے
ہیں انکو چاہیئے کہ وہ انکو قتل کریں اور انکے گھوڑے اور مال لوٹ لیں اور کسی موضع پر آرام و قرار
نہ لینے دیں۔ قاسم بیگ صف شکن اور اور امرا تین سو آدمی چلے جاتے تھے اور دکنی
جو اُن سے لڑتے تھے اُن سے وہ بھی لڑتے تھے اور راتوں کو جنگل میں اُترتے تھے قصبہ بیر کے
حوالی میں داؤد خان نے انکے سر راہ کو نہایت تنگ پکڑا اور حسن خان جاگیردار بیر کو پیغام
دیا کہ لوگ سلطان کے حرامخور ہیں تجھے چاہیئے کہ اپنے لشکر کے ساتھ انکے دفع کے لئے متوجہ
ہو اور ان حرامخوروں کے تن سے سر جدا کرے ہم اور تم سلطان پاس بھیجیں قاسم بیگ
اور حسن خان میں سابق کی آشنائی کا سابقہ تھا اور معارک بیجا نگر میں اس نے اسکی
کمک کرکے دشمن کے ہاتھ سے خلاص کیا تھا اس نے جواب دیا کہ اگر یہ لوگ حرامخوار ہوتے
تو گجرات کی سرحد میں کہ تین روز کی راہ ہے کیوں نہ چلے جاتے اس لئے حسن خان
کی کمک سے داؤد خان مایوس ہوا۔ پس ناندہ لشکر قاسم بیگ سے مل گیا تھا۔

قریب تھا کہ سواروں کے اُس پاس جمع ہو گئے تھے وہ داؤد خان سے لڑا داؤد خان کے دو تیر لگے اور وہ مر گیا۔ دکینون نے یہ حال دیکھ کر اور مخالفون کے قتل میں کوشش کی اور انکو تنگ کیا کہ اس اثنا میں حسن خان نزدیک آگیا تو دکنی داؤد خان کا جنازہ لیکر قصبہ جاکنہ چلے گئے اور قاسم بیگ قصبہ بیر سے باہر آیا حسن خان سے اتفاق کر کے بادشاہ کو عرضداشت لکھی اور اس عرضداشت کو سنکر قاسم بیگ صف شکن کی طلب میں خان بھیجا ـــــــ غرض جو اور پردیسی جو تلوار سے بچے تھے بادشاہ پاس گئے اس نے انکا حال دریافت کیا۔ فوراً مصطفیٰ خان کی گردن اڑوائی جو پردیسیون کی عرضی بادشاہ پاس نہین پہنچاتا تھا اور اسکی لاش کی تشہیر شہر مین کرائی۔ قاسم بیگ کو ملک التجار کی جگہ دولت آباد و جنیر کا سر لشکر مقرر کیا اور قرا خان کرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو منصب ہزاری دیا اور از سر نو بادشاہ پردیسیون کی تربیت پر متوجہ ہوا اور ان مین سے بہت سے آدمیون کو صاحب خلعت کیا۔ شیر الملک دکنی و نظام الملک غوری کے گھرون کو ضبط کیا اور حکم دیا کہ انکو مع بہت سے امرا دکن کے طوق و زنجیر ڈال کر پیادہ پا قصبہ جاکنہ سے دار الخلافہ مین لائین اور اور پردیسیون کے مخالفون کو سخت سزائین دین۔ یہ حال تاریخ فرشتہ سے نقل کیا ہے جو خود پردیسی اور شیعہ تھا اسلیئے اُس نے اس واقعہ کو نمک مرچ لگا کے مبالغہ سے لکھا ہے۔

سنہ ۸۵۹ھ مین ملا آذری جو اس بادشاہ کا مقتدا رہا تھا اور ایام شاہزادگی مین اس سے نسبت رکھتا تھا اسکی تحریر سے وہ ایسا موثر ہوا کہ اس نے شراب سے توبہ نصوح کی اور پھر سر نو اس دکنی جماعت کو جو پردیسیون کے قتل مین شریک تھی سیاست کی اور دولتخواہ کی خدمات بزرگ سے دکینون کو معزول کیا۔

سنہ ۸۶۰ھ مین شاہ کا ساق پا مجروح ہوا تھا اس سبب سے وہ گھر سے کمتر باہر آتا تھا۔ اکثر اوقات اسکے مرنے کی خبر منتشر ہو جاتی تھی یہان تک کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا داماد جلال خان کہ سید جلال بخاری کی اولاد سے تھا اور تلنگانہ

سرکار نلکنڈہ میں اقطاع رکھتا تھا۔ بادشاہ کی موت کا یقین کر کے گرد نواح کے بہت سے ملک کو
دبا بیٹھا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو جو سلطان احمد شاہ بہمنی کا دختر زادہ تھا تقویت دیکر اس
ولایت پر تسلط کیا۔ خان اعظم بھی مر گیا تھا اسلئے تلنگ کے اکثر امرا سکندر خان سے متفق ہو گئے
تھے اور اس مملکت کا بادشاہ اسکو بنانا چاہتے تھے سلطان علاء الدین نے باوجود دردمندی کے
حضار لشکر کو فرمان دیا کہ لشکر کشی کا تہیہ کریں۔ جلال خان کو جب بادشاہ کی حیات
پر آگاہی ہوئی تو وہ خود تلنگ میں آیا اور سکندر خان ماہور کی جانب بھیجا تا کہ سلطان جس
جانب توجہ کرے اسکے دوسری طرف خلل عظیم پیدا کرکے دوسری کی کمک پر مستعد ہو میں
جو تلنگ اور برار کے درمیان ہے سکندر خان نے جمعیت کی سلطان ہر چند قول نامہ بھیجتا تھا
مگر وہ موثر نہ ہوتا تھا۔ اسواسطے کہ شہزادہ محمد خان کی بغاوت میں سکندر خان دخل عظیم رکھتا
تھا اور یہ مخالفت بھی کسی وجہ سے سلطان سے مطمئن خاطر نہیں ہونے دیتی تھی۔ یہاں تک کہ سلطان
محمود شاہ خلجی مالوی کو پیغام دیا گیا کہ سلطان علاء الدین بیمار ہو کر مدت ہوئی کہ مر گیا اعیان
درگاہ نے اسکے مرگ کو اپنے مقاصد کی وجہ سے مخفی کر رکھا ہے وہ چاہتے ہیں کہ بزرگان
مملکت کو پایۂ بزرگی سے گرائیں اگر آپ اس طرف عزیمت کریں تو مملکت برار و تلنگ بے
نزاع و جنگ آپکے قبضہ میں آجائیں۔ سلطان محمود شاہ خلجی نے اس بات کو یقین کر لیا
اور والی آسیر و برہانپور کے مشورہ سے دکن کا سفر کیا۔

سنہ ۸۶۱ھ میں بڑے شان و شکوہ سے روانہ ہوا سکندر خان ایک ہزار سواروں کیساتھ اسکے
مل گیا سلطان علاء الدین نے خود اسکے جانے کا عزم فسخ کیا اور خواجہ محمود دلشہور
گاوان کو جلال خان سے لڑنے کے لئے مقرر کیا لشکر برار کو حاکم برہانپور کی بازداشت
کے لئے رکھا۔ مسمی بیگ صف شکن سرلشکر دولت آباد کو پہلے روانہ کیا اور خود چلا لشکر
بیجاپور و خاصہ خیل کے ساتھ پالکی میں بیٹھ کر سلطان محمود سے جنگ و جدال کے لیے صحرائے
ماہور سے پانچ کروہ پر اترا۔ جب سلطان محمود شاہ کو معلوم ہوا کہ شاہ دکن حیات
ہے اور لشکر کے ساتھ مستعد رزم ہے تو وہ آدھی رات کو اپنے ملک کو چلا گیا اور

امرائے عالیشان مین سے ایک کو مدد کے بہانہ سے سکندر خان کے ہمراہ کیا اور اُس سے کہدیا کہ اگر سکندر خان پھر دکینون سے لڑنے کا ارادہ رکھے تو تمام اسکے ہاتھی گھوڑے اور اثاثہ شوکت لیکر منڈو مین چلے آؤ سکندر خان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ بالو دیوان سے جدا ہوکر تلکنڈہ کی طرف دو ہزار افغان اور راجپوتون کے ساتھ چلا۔ اس وقت خواجہ محمود گاوان نے قلعہ تلکنڈہ کو گھیر رکھا تھا۔ سکندر خان کسی حیلہ سے قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔ خواجہ خدا سے یہ چاہتا تھا اس نے پہلے سے اور زیادہ اہل قلعہ کی جان بخشی مین کی۔ باپ بیٹون نے جلدی سے سلطان سے امان نامہ طلب کرکے قلعہ کو خواجہ کے حوالہ کیا اور خواجہ کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین گئے اور انکو تلکنڈہ پھر جاگیر مین ملگیا سلطان دارالسلطنت مین چلا آیا۔

۸۶۲ھ مین سلطان علاءالدین بہمنی نے اُسی مرض پاکے مرض سے عالم فنا بلند کیا اُسکی مدت سلطنت ۲۳ سال ۹ ماہ ۲۰ روز تھی۔

کہتے ہین کہ سلطان علاءالدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا فارسی خوب جانتا تھا فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی کبھی کبھی روز جمعہ و عیدین کو مسجد جامع مین بھی جاتا تھا اور منبر پر بیٹھ کر خود خطبہ پڑھتا تھا اور اس القاب سے اپنی ستائش کرتا تھا کہ السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاءالدنیا والدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی۔ ایک تاجر عرب تھا اُس نے گھوڑے بیچے تھے جنکی قیمت ادا کرنے مین اہل دیوان بہانے بناتے تھے۔ یہ تاجر سادات گرفتہ ہونے سے بھی آزردہ تھا وہ منبر کے پایہ کے نیچے آیا جب منبر پر سلطان کلمات مذکور زبان پر لایا تو عرب نے تڑپ کر کہا لا واللہ لا عادل و لا کریم و لا رحیم و لا رؤف انت الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرۃ و تتکلم بہذا الکلمات علی منابر المسلمین۔ اس کہنے سے شاہ متاثر ہوا اور زار زار رویا اور اُسی وقت گھوڑون کی قیمت دلائی اور کہا کہ وہ لوگ غضب الہی سے نجات نہ پائینگے جنہون نے مجھے دنیا و آخرت کا یزید بدنام بنایا ہے۔ پھر وہ گھر مین جاکر باہر نہین نکلا اس کا

شمارہ ہی نکلا۔

جب سلطان علاء الدین مرنے کو ہوا تو امرا و وزرا کی توقع کے خلاف ہمایون شاہ ظالم کو جسکے اوضاع سے خلائق متنفر تھی اپنا ولیعہد کیا۔ ابھی بادشاہ مرا نہ تھا کہ ولیعہد کے خوف سے نظام الملک دولت آبادی وکیل السلطنت اور اسکا بیٹا و ملک التجار بھاگ گئے۔ اور سلطان ہمایون کے غیظ سے بچ گئے۔

ذکر سلطنت ہمایون شاہ ظالم ولد سلطان علاء الدین بہمنی

جب سلطان علاء الدین تخت سے تختہ پر آیا تو اسکا بڑا بیٹا ہمایون شاہ مشہور ظالم گھر میں تھا امرائے کبار سیف خان و ملو خان نے سلطان کی وفات کو مخفی رکھا اور بے توقف اسکے چھوٹے بیٹے حسن خان کو تخت پر بٹھایا۔ خلائق ہمایون شاہ کے گھر لوٹنے اور اسکے قتل کے لئے گئے۔ شور و غوغا مچا۔ ہمایون شاہ اسی سوار جبہ پوش لیکر نکلا جنمیں سکندر خان بھی تھا اور لٹیرون کو مار کر بھگا و حسن خان کی حمایت میں گئے یہ انکے پیچھے گیا اور ایک جمعیت عظیم کے ساتھ دیوانخانہ میں آیا چھوٹا بھائی تخت سے اترا بدن میں رعشہ آگیا اسکو پکڑ لیا سیف خان کو ہاتھی کے پانو میں باندھ کے شہر و بازار میں پھرایا اور امیرون کو قید کیا۔ ملو خان لڑتا ہوا نکل گیا۔ اور کرناٹک میں پہنچا۔ ہمایون شاہ تخت پر بیٹھ کر بالاستقلال بادشاہ ہو گیا۔ باپ کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو ملک التجار کا خطاب ملا اور وکیل الشاہی و طرفدار بیجاپور مقرر ہوا ملک شاہ کو خواجہ جہان کا خطاب ملا اور تلنگ کا طرفدار ہوا اور عماد الملک غوری کی برادرزادہ کو نظام الملک کا خطاب و منصب ہزاری ہوا اقطاع تلنگ سے مخصوص کیا گیا۔ اس بابت سکندر خان بن جلال خان نہایت دلگیر ہوا وہ ایام شاہزادگی میں شاہ کا مصاحب تھا سپہ سالاری تلنگ کا امیدوار تھا۔ وہ بے حکم باپ پاس نلکنڈہ میں چلا گیا۔ اور جلال خان نے ناچار بیٹے کے سبب سے علم مخالفت بلند کیا۔ بادشاہ نے خواجہ جہان جاکر ہراول کو اسکے دفع کے لئے مامور کیا۔ تلنگ میں سکندر خان نے اسپر فتح پائی۔ پھر

ہمایون خود تلکنڈہ کے باہر آیا سکندر خان نے اسپر شب خون [illegible] اچھا
صبح کو ہمایون قلعہ کی تسخیر مین مصروف [illegible] سکندر خان [illegible]
دکنی سوار مقابل لایا - ہمایون [illegible]
جیسے بہادر کا خراب ہونا [illegible]
پرگنہ کو ہے گا مین جاگیر مین دونگا - سکندر خان [illegible]
احمد شاہ ہے تو مین بھی اسکا خسرزادہ ہون [illegible] ساتھ شہر
تلنگ مجھے دیدے یا آمادہ جنگ ہو - لڑائی [illegible] دیا کہ
ملک التجار کا لشکر بھیجا ہو اور خواجہ جہان [illegible] نے ملکر
سکندر خان کو مار ڈالا اور اس کے لشکر کو بھگا دیا خواجہ جہان نے تلکنڈہ کا محاصرہ کیا
جلال خان نے بیٹے کے مارے جانے کے ایک ہفتہ کے بعد جانا کہ اب ان سے زیادہ کوئی میرا
فریاد رس نہین ہے - بادشاہ کا پابوس ہو کر محبوس ہوا اور چند روز حیات کو
غنیمت جانا -

ہمایون شاہ کو جب اس جھگڑے سے فرصت ملی تو قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کے درپے ہوا
وہ تلنگی زمینداروں کے پاس تھا خواجہ جہان نے اسکا محاصرہ کیا - مردم تلنگ
بہ تنگ ہو کر رائے اڈیسہ اور صاحب شوکت رایون کے پاس چلے گئے اور انسے مدد لیکر
پھرے اور ایک طرف سے رائے اڈیسہ اور باقی سپاہ نے دوسری طرف سے لشکر
تلنگ و قلعہ نے خواجہ جہان کی سپاہ پر حملہ کیا اور لشکر اسلام کو شکست دی او خواجہ
جہان اور امرائے بھاگ کر جنگل مین ہمایون شاہ پاس پہنچے خواجہ جہان ہمایون
جہان سے سچ نہ بولا اور اپنی مصلحت کے لئے جھوٹ بولا اور اسنے کہا کہ نظام الملک
غوری کے سبب سے یہ واقعہ ظہور مین آیا ہمایون نے اسی وقت نظام الملک کو
مار ڈالا اسکے اقارب عشائر محمود خلجی مالوی کے پاس چلے گئے اور خواجہ جہان
ترک کو ایک قلعہ مین محبوس کیا اسکا ارادہ تھا کہ دیورکنڈہ پر پھر لشکر کشی کرے

کہ جاسوسون نے یہ خبر دی کہ یوسف ترک گجل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو
زندان سے نکالکر قصبہ بیر کی طرف لے گئے ہین۔ اس شہزادہ نے جاکر بیر پر قبضہ کرلیا۔ تہ
جمادی الآخر ۸۶۲ سنہ ہمایون دارالخلافہ مین آیا اور ظلم برپا کیا اور جو کچھ دل مین آیا
وہ کرگذرا اول آٹھ ہزار آدمیون کو قتل کیا جنکو شہر کی حفاظت سپرد تھی کہ انھون نے کیون
شہزادہ کو قیدخانہ سے باہر جانے دیا اور کوتوال شہر کو قفس آہنین مین بند کرکے ہر روز
ایک عضو کو کاٹتا تھا اور اسکو کھلاتا تھا وہ اسی قفس مین فوت ہوا۔ پھر آٹھ ہزار سوار اور
پیادے بے شمار بھائی کے دفع کرنے کے لیئے متعین کیئے صحراے بیر مین خانقاہ کے قریب جنگ واقع
ہوئی۔ شاہ حبیب اللہ وزیر جملۃ الملک کے سبب سے شہزادہ حسن خان کو فتح نصیب ہوئی
ہمایون شاہ کے غضب جبلی نے جلوہ دکھایا۔ تمام امرا اور سلحدارون جو یورش تلنگ مین
ہمراہ تھے خزانہ اور جنگی ہاتھیون سمیت قصبہ بیر کی جانب روانہ کیئے اور انکے زن و فرزند کو
سوکلون کے حوالہ کیا کہ مبادا وہ روگردان ہون اور شہزادہ حسن سے نہ ملجائین اس دفعہ
حسن خان کو شکست ہوئی وہ بیجانگر کا عازم ہوا۔ وہ خستہ و بدحال سات آٹھ
سو سوارون کے ساتھ حوالی بیجانگر مین پہنچا۔ یہان کے تہانہ دار سراج خان جنیدی
نے جسکا خطاب خواجہ معظم خان تھا یہ مکر و دغا کی کہ حسن خان کو پیغام دیا کہ یہ مملکت آپ
سے تعلق رکھتی ہے ان حدود کا طرفدار خواجہ جہان گاوان تلنگ مین ہے اور یہ مملکت
خالی ہے اگر اس دیار مین آپ تشریف لائین تو مین متعہد ہوتا ہون کہ بیجانگر راجکوٹ کی رعایا
اور سپاہ آپ کی مطیع و منقاد ہوگی حسن خان نے اپنے امراء کی صلاح سے اس بات کو
منظور کرلیا اور قلعہ   مین جسکی دیوار گلی   ہی چلا آیا سراج خان جنیدی نے سلام چراغ
کے بہانہ سے اس کوشک کو جسمین یہ سب حضرات تھے محاصرہ کیا دوسرے روز ارادہ کیا
کہ انکو پکڑکر ہمایون شاہ پاس بھیجے شاہ حبیب اللہ تو لڑکر شہید ہوا باقی سب بیاتنک
وہولی سنتھ خاکروب بھی گرفتار کرکے ہمایون شاہ پاس احمدآباد بیدر مین بھیجدیے
اب ہمایون شاہ نے بازار سیاست گرم کیا۔ احمدآباد بیدر کے بازارون مین

سولیان پھانسیان نصب کرائین اور جابجا مست ہاتھیون اور سب قسم کے درندون
کو چھوڑا اور کہیں جگہ دیگون مین تیل اور پانی کو جوش دیا اور خود قصر دیوانخانہ پر بیٹھا ان جوانان
کو شیر سے پھڑوایا۔ پھر اور امیرون کی گردن اڑوائی اور انکے زن و فرزند کی وہ فضیحت
کی کہ جسکا بیان حسن ادب سے دور ہے پھر شاہزادہ کے سات سو متعلقین کو جنکو اس معاملہ کی
اصلا خبر نہ تھی یہان تک اسکے بورچی و دیگر شوقی کو بازار مین بھیجا کہ کسی کو بھوکے
شیر نے پھاڑا کسی کو مست ہاتھی نے مسلا۔ کوئی جلتے ہوئے پانی اور کھولتے ہوئے تیل
مین ابلا۔ صاحب تاریخ محمود شاہی لکھتا ہے کہ مین نے ہمایون بادشاہ کے
معتقدون سے سنا ہے کہ جب رنگل مین شہزادہ حسن کی خبر ہمایون نے سنی ہے تو
اسپر خشم و غضب ایسا مستولی ہوا تھا کہ کبھی اپنے کپڑے پھاڑتا تھا کبھی زمین اور فرش کو
دانتون مین ایسا پکڑتا تھا کہ لب و دہن اوسکے مجروح ہو جاتے تھے اور جب احمد آباد بیدر
مین آیا جسکے جور و جفا کے سامنے حجاج ظالم نوشیروان معلوم ہوتا تھا۔ اکثر
شاہزادے اور وارثان مملکت کہ قلاع و گوشہ و کنار مین پڑے۔ فقر و فاقہ پر قناعت
کرتے تھے ان سب کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ وہ تمام خلائق سے بدگمان تھا۔ اصلا ظلم مین
تخفیف نہین کرتا تھا۔ ہمیشہ اسکے غضب کا شعلہ مسلم و کافر کو ایک طرح جلاتا تھا اور اسکے قہر کا دلالہ
مجرم و بے گناہ کو ایک نرخ پر بیچتا تھا اسکی سیاست کا جلاد ایک جرم پر ایک قبیلہ کو
قتل کرتا تھا اسکے خشم و کینہ کی آگ خشک و تر کو جلاتی تھی۔ آدمیون کے عیال و فرزند
کو وہ گرفتار کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوتا تھا۔ انکو راستہ مین سے اپنے پاس پکڑوا کے
بلواتا تھا اور اپنا منہ کالا کرکے انکو شوہرون کے پاس بھیجتا تھا۔ ارکان دولت
جب اس پاس جاتے تھے تو اپنے زن و فرزند سے رخصت ہو کر جاتے تھے۔ اور
ضروری وصیت کر جاتے تھے۔ آخر کو یہ ظالم بیمار ہوا اور اپنے بڑے بیٹے
نظام شاہ کو ولیعہد کیا جس کی عمر آٹھ برس کی تھی وہ ۹۶۵ھ مین مر گیا لیکن صحیح
یہ ہے کہ ہمایون شاہ نے مرض سے شفا پائی شہابخان خواجہ سرا اسکے

حبشیون نے عورتون سے سازش کی۔ ایک رات وہ شراب کے نشہ مین سوتا تھا کہ ایک
حبشی نے اسکے سر پر لاٹھی ایسی ماری کہ وہ اسی ضرب سے ہلاک ہو گیا نظیری شاعر نے
جسکو اس نے قید کیا تھا اسکی تاریخ مین یہ قطعہ کہا ہے۔

قطعہ

تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون	ہمایون شاہ مرد و رست عالم
ہم از ذوق جہان آرید بیرون	جہان پر ذوق شد تاریخ وفاتش

مدت شاہی پرشور و شرش سہ سال و شش ماہ و شش ماہ و شش روز بود
ایسے ظالم کی سلطنت کا تین سال تک رہنا تعجبات سے ہے۔

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی

ہمایون شاہ فوت ہوا۔ اسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی جو بہت خورد سال تھا آٹھ
سال کی عمر مین تخت دکن پر جلوس فرما ہوا۔ اسکی مان زن عاقلہ تھی اور معاملات
ملکی اور مالی سے واقف تھی۔ ہمایون کے وصیت کے موافق وہ خواجہ جہان
ترک اور ملک التجار گاوان کی بے مشورت کوئی کام نہ کرتی تھی اور ان دو شخصون
کے سوا وہ کسی کو دخل نہین دینے دیتی تھی۔ ملک التجار محمود گاوان کو جملۃ الملک
وزیر کل و طرفدار بیجاپور مقرر کیا تھا اور خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور
طرفداری تلنگ پر سرافراز کیا۔ ایک عورت ماہ نو کی معرفت تمام معاملات کی
گفتگو والدہ شاہ سے ہوتی یہ تینون آدمی ہمایون کی ظلم و ستم کی تلافی کرتے
تھے لیکن اطراف کے ہندو مسلمان حاکمون نے جب سنا کہ تخت گاہ دکن پر ایک
طفل نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ارتکاب ظلم و ستم سے
امرا اور سپاہ کی خاطر خستہ و مجروح ہے اور اسکی اصلاح نہین ہوتی تو
اول راے ملکت اڑیسہ اور راے تلنگ نے زمیندارون کے ساتھ اتفاق

اتفاق کرکے راجمہندری کی راہ سے تسخیر دکن کے عازم ہوئے اور ولایت اسلام پر
لشکر غارت کی جاروب سے رفت و روب شروع کی۔ ولایت کو اس تک معموری کا
نشان نہین باقی رکھا۔ والدہ نظام شاہ و خواجہ جہان ترک و ملک التجار محمود گاوان نے
اتفاق کرکے انکے دفع رفع مین توجہ کی اور چالیس ہزار لشکر پایہ تخت مین جمع کیا۔ احمدآباد
بیدر سے دس کوس پر طرفین کے لشکر مقابل ہوئے راے اڑیسہ کا ارادہ تھا کہ مملکت کو
مسلمانون کے قبضہ سے نکال کر شاہ دکن سے خراج و باج لے اور مراجعت کرے لیکن
ابھی اُس نے اس بات کو ظاہر نہین کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے آدمی بھیجکر راے
اڑیسہ کو پیغام دیا کہ شاہ جوان بخت چاہتا ہے کہ دیار جاجنگر و اڑیسہ و اوریا پر لشکر کشی
کرکے انکو مسخر و مفتوح کرے اب تم نے خود کام کو آسان کردیا کہ اس جانب مین آگئے
یہ خوب بات ہوئی۔ اس صورت مین تم خوب جان لو کہ جبتک خراج نہ قبول کروگے اور
بلاد اسلام سے جتنے جو زر لیا ہے واپس نہ دوگے ایک آدمی تمہارا سلامت نکل کر جانے
نہ پائیگا اس پیغام کے ساتھ ہی محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ کہ جہاد کے قصد سے ہمراہ
ہوا تھا ایک سو ساٹھ سوارون کا مسلح و مردانہ لشکر ساتھ لیکر نظام سے جدا ہوا اور
راے اڑیسہ و اوریا کے مقدمہ پر جسمین دس ہزار پیادے اور چار سو سوار تھے حملہ کیا صبح سے
دوپہر تک مردی اور مردانگی کی داد دی مسلمانون کو فتح ہوئی راے اڑیسہ و اوریا بھاگ کر
اپنے لشکر مین گئے۔ رات کو لشکر سمیت بھاگ گئے۔ خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود
گاوان نے انکا تعاقب کیا اور دو تین ہزار ہندو مار ڈالے۔ آخر کو بعد بہت سی قیل و قال کے
راے اڑیسہ و اوریا نے پانچ لاکھ تنکہ خزانہ شاہی مین داخل کئے نظام شاہ مظفر و منصور
احمدآباد بیدر مین آیا ——

ابھی بیدر مین اسنے اچھی طرح آرام نہین لیا تھا کہ خبر آئی کہ نظام الملک
سلطان محمود خلجی پے در پے کوچ کرکے دیار دکن مین چلا آتا ہے اور
لے کر مندو کے لشکر سے لڑنے چلے۔ جب تین فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو …

سوار میمنہ مین نامزد کیے اور اسکا سرانجام خواجہ محمود گیلانی کو سپرد کیا۔ فوج میسرہ ملک نظام الملک کو حوالہ کی اور خود گیارہ ہزار اور سو ہاتھی لے کر قلب مین ٹھیرا اور فوج کا اہتمام خواجہ جہان ملک شہ ترک کو تفویض کیا۔ سلطان محمود خلجی اپنی اٹھائیس ہزار سپاہ کی تین فوجین بنا کر معرکہ جنگ مین آیا صفون کا آپس مین مقابلہ ہوا ملک التجار نے پیش دستی کر کے خلجی کے میسرہ پر حملہ کی اور اسکے سردار ظہیر الملک کو مار ڈالا۔ منڈو کے لشکر کو شکست عظیم ہوئی۔ دو کروہ ہوا نے اسکا تعاقب کیا اور لشکر خلجی کو لوٹ لیا اس وقت کہ سپاہی لوٹ مین مصروف تھے۔ سلطان محمود دو ہزار سوار لے کر نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔ خواجہ جہان ترک کہ فوج کے قلب کا سردار تھا اُس نے یہ کھوٹا کام کیا کہ نظام شاہ کی باگ موڑ کر بیدر کی طرف متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ ملک التجار نے فتح حاصل کی تھی مگر نظام شاہ کی عنان تابی سے یہ فتح شکست ہو گئی اور جو سپاہی لوٹ مین مصروف تھے وہ وہین مارے گئے ملکہ جہان نے خواجہ جہان کے مکر و غدر کو ملاحظہ کر کے قلعہ بیدر کی حراست ملو خان کو سپرد کی اور خود نظام شاہ کو لیکر فیروز آباد مین چلی گئی۔ سلطان محمود نے بیدر کے دروازہ تک تعاقب کیا اور بیرون قلعہ کو بالکل غارت کیا اور قلعہ کے اسباب تسخیر مین مشغول ہوا۔ نظام شاہ جو وقت جنگ کو گیا تو حقیقت واقعہ کو صحیفہ اخلاص مین لکھ کر سلطان محمود گجراتی کی خدمت مین بھیجا جب اُس نے فیروز آباد مین دم لیا تو بھاگی ہوئی سپاہ اُس پاس جمع ہوئی خواجہ جہان کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھ سلطان محمود کے دفع کرنے کے لیے بھیجا اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ سلطان محمود گجراتی سرحد دکن پر آ پہنچا [illegible] سلطان محمود نے [illegible] اپنی قوت نہ دیکھی تو [illegible] دن گوندوانہ کی راہ سے منڈو کی طرف متوجہ ہوا نے تین چار منزل تک تعاقب کر کے بازگشت کی۔ شاہ مالوہ کی [illegible] کے [illegible] تھی ہر منزل مین اسپر دست درازی ہوتی تھی۔ کم آبی [illegible] ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ پانی کا پیالہ اگر دو تنکہ کو بھی ملجاتا تھا۔ سلطان محمود خلجی کی یہ حرکت بیداد سے خالی نہ تھی۔

اسلئے اسکا نتیجہ سوا ر شامت کے کچھ اور نہ ہوا۔ جب ۸۶۶ھ میں آیا تو گونڈوانہ کے راجاؤن
کو جنھوں نے شائستہ خدمات کین تھیں بے گناہ مار ڈالا۔

۸۶۷ھ میں سلطان محمود خلجی نوہزار سوار لیکر پھر دکن کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا۔
نظام شاہ جنگ کے لیئے مستعد ہوا اور سلطان محمود گجراتی سے مدد مانگی۔ جب سلطان
خلجی دولت آباد کی سرحد مین آیا تو۔ جاسوسون نے خبر دی کہ سلطان محمود گجراتی
آیا ہے تو لشکر مندو نے اپنی راہ چھوڑ کر نالکنڈہ کی طرف کوچ کیا اور گونڈوانہ کی راہ سے
منڈو مین مراجعت کی۔ نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کی عنایتون کا شکریہ ادا کیا
سلطان راہ سے پلٹ کر احمد آباد گیا۔ اسی سال کی ذیقعدہ کے مہینے مین نظام شاہ
مریض ہوا اور مر گیا اُس کی مدت شاہی دو سال ایک ماہ تھی۔

ذکر شاہی محمد شاہ بن ہمایون شاہ

ہمایون شاہ کے تین بیٹے ملکہ جہان سے تھے ایک نظام شاہ جسکا اوپر بیان ہوا دوم
محمد شاہ سوم احمد شاہ نظام شاہ نوجوان مرگیا اُس کی جگہ محمد شاہ دس سال کی
عمر مین تخت شاہی پر بیٹھا باوجود صغر سن کے وہ لوازم عدل و انصاف مین سعی کرتا تھا
اسکی فرمان روائی کے زمانہ مین کافہ خلائق امن امان مین آسودہ رہی باہوش بیانی
مین ارباب دانش سے مشورت کرنے کا طریقہ اس نے اختیار کیا اسمین ظاہری بزرگی کے
ساتھ باطنی بزرگی بھی تھی اسلئے اپنا خطاب محمد شاہ رکھا اور اپنی رائے صایب
ثاقب پر کار کا مدار رکھا جو مہم دولت اسکے صحیفہ خاطر پر نقش کرتا تھا اسکو صوار
ہوا تا تھا اس لیئے انتظام مملکت اور اسباب حشمت اسکے ایام دولت
پر پہنچا کہ پہلے کسی پادشاہ کے عہد مین وہ نہ پہنچا تھا اس نے ہزار بہ تربیت
کیا امرا مین جو بڑے لائق تھے انکو مرتبہ بلند اور مناصب رفیع
عماد الملک کو کابل اور نظام الملک کو جنیر اور خداوند خان کو

سابق کی طرح قلعون کی فتح پر مجبور و اظہار اطاعت اور ارسال تحف و ہدایا پر اکتفا نہین
کرتا تھا۔ بلکہ اسکی ساری توجہ اس طرف ہوئی تھی کہ وہ قلعے خاص تصرف مین آجائین۔
فی الحقیقت طبقہ بہمنیہ کی سلطنت کا خاتمہ اسی پر ہو گیا سلطان ہمایون شاہ اور نظام شاہ
کے عہد مین مملکت مین جو فتنہ و آشوب اٹھا تھا اسکو اس نے مٹا دیا۔ امور مملکت اور
سلطنت مین جسجگہ کوئی فتور راہ پاتا وہ اسکی توجہ سے صلاح پذیر ہو جاتا جب مملکت کا
انتظام کر چکا تو ارکان دولت کے التیام قلوب پر متوجہ ہوا۔ خواجہ جہان نے سلطان
محمود خلجی کے واقعہ مین اس خاندان کی بنا ر دولت کی تخریب مین سعی کی تھی اس کے
سوائے اس نے خزانون مین دست تصرف و تغلب دراز کیا تھا۔ بادشاہ نے اُن کو
اپنے دولتخانہ کے آگے قتل کرایا اور ملک نظام الملک حاکم جنیر کو قلعہ کھیرلہ کی تسخیر کے لیئے بھیجا
کہ وہ منڈو کے حکام سے تعلق رکھتا تھا نظام الملک کا کر اثرا مخالف بھاگ کر قلعہ مین
گھس گئے اسکے سپاہیون نے قلعہ کے دروازہ تک تعاقب کیا اہل قلعہ کو جب نظام الملک کی
شوکت پر اطلاع ہوئی تو انہون نے امان مانگی نظام الملک نے آدمیون کو امان دی
اور انمین سے ہر ایک کو رخصت کے پان دیتا تھا کہ ایک شخص نے اسکو خنجر لگا کے شہید کیا
اسکی اولاد ارشد عادل خان و دریا خان تھے۔ انہون نے تھانہ دار اور تمام اہل قلعہ کو
قتل کیا اور اپنے ایک معتمد کو قلعہ حوالہ کیا اور باپ کی نعش لیکر محمد شاہ پاس گئے پادشاہ
انکو باپ کا منصب و اقطاع دیدئیے۔

ـہ کے شروع مین رای سنگیسر کھینہ کی تعذیب تادیب کو کن کی قلعون کی تسخیر کے لیئے
بھیجا گیا۔ ان لوگون نے مسلمانون کے مارنے اور لوٹنے کے لیئے تری مین
کبھی تھین و خشکی مین بھی مسلمانون کی ایذا اور مضرت کے لیئے بہت فساد
ن۔ جب سنا کہ محمود گاوان انکی خبر لینے آتا ہے تو انھون نے اپنے
کے قتل کرنے کو بہشت مین جانا جانا اور بڑے گھمنڈ سے گھاٹ
کو بند کیا۔ محمود گاوان نے گھاٹ کے نیچے آن کر اسپ کو

حسن تدبیر سے مخالفون کے قبضہ سے نکال لیا یہان سوارون کا کچھ کام نہ تھا اسلئے
بہت سا لشکر اُس نے واپس کر دیا اور سعید خان گیلانی جو محمود گاوان کا ہم قوم تھا اور
خوشقدم اسکا غلام لشکر سمیت اس پاس آ گئے اور تھوڑے دنون مین جنگل کھینہ کو جس سے
گذرنا دشوار تھا کاٹ کر اور جلا کر سطح کر لیا۔ پانچ مہینے اسکا محاصرہ رکھا۔ برسات آئی
تو گھاٹ کے سرون کو دس ہزار پیادہ توپچی و کماندار کو حوالہ کیا اور گھاٹی سے اتر کر کھولاپور
مین آیا اور یہان چھاؤنی چھا کر لشکر کو آرام دیا اور اس موسم مین بھی بیکار نہین بیٹھا۔ قلعہ رام گنہ کو
تھوڑی مدت مین فتح کر لیا۔ برسات کے بعد تدبیر و حیلہ سے اور درم و دینار کی
پاشش سے قلعہ کھینہ کو تسخیر کیا۔ یہ قلعہ ایسا تھا کہ کسی قلعہ کشا کی تدبیر کا تیر اسکی تسخیر کی ہوا مین
پہنچا ہی نہ تھا۔ جب برسات آئی تو سال گذشتہ کی طرح چار مہینے گذار کر ولایت سنگیسر مین
آیا اور سہل طرح سے اسکو مفتوح کیا اور حسن بصری کا انتقام زمینداروں سے لیا اور رعیت
کو مطیع کیا اور خود جزیرہ گوہ کی طرف گیا کہ وہ بیجانگر کے مشہور بنادر مین سے تھا ایک سو بیس
جہازون مین کار آمد آدمیون کو بٹھا کر دریا مین بھیجا اور خشکی کی طرف سے خود لشکر لے کر آیا اور
لڑائی شروع کی پہلے اس سے کہ رائے بیجانگر کو اسکے آنے کی خبر ہو اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا
محمود گاوان نے جزیرہ گوہ کو اپنے معتمد آدمیون کو سپرد کر کے دار الخلافہ احمد آباد بیدر
مین تین سال بعد آیا۔ اسکی خدمات کو سلطان نے مستحسن جانا اور اسکو اعظم ہمایون خواجہ جہان کا
خطاب دیا انتظام ملکی مین اسکا اقتدار بڑھایا۔ اسکے غلام خوش قدم کو جو اس لڑائی
مین تین سال تک خدمات شائستہ بجا لایا تھا کشور خان کا خطاب دیا اور امرائے کبار
مین داخل کیا اور قلعہ گوہ و بنیدہ و گوندوان و کولاپور اسکے اقطاع مین اضافہ
ہین کہ جب سلطان محمد شاہ خواجہ کے گھر مین ایک ہفتہ رہ کر اپنے دار الخلافہ کو آیا تو
اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے خوب بیچ دیا اور سارا مال اسباب خیرات دیدیا
درویشی اختیار کیا۔ گلی گلی مین پھرتا اور محتاجون اور بیکسون کی مدد
میں خبر آئی کہ راے اوریا بیمار ہو کر مر گیا اس کا چچا زاد بھا

مگر اسکو منگل رائے ورنا کے بیٹی نے تخت سے اتار دیا۔ اسلئے ہمیر نے سلطان محمد شاہ کو عریضہ لکھا
کہ رائے اوریا موت ہوا اور وقت ہی کہ آپ اس دیار مین لشکر بھیجکر اس ولایت کو لے لین اور پھر مجھے دیدین
مین سالانہ خراج اس قدر ادا کیا کرونگا۔ سلطان محمد شاہ ہمیشہ ملک اریا راجمہندری و کندبیر کی
تسخیر کے فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اسکے حسب دلخواہ تھا۔ اسنے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمدنگر
کا جد ہے اور شاہان بہمنیہ کے غلامون مین سے ہے نظام الملک کا خطاب دیکر اوریا بھیجا ہمیر
اسکے ملن دونو کی منگل رائے سے خوب لڑائی ہوئی۔ بہت کوشش و کشش کے بعد منگل رائے کو
شکست ہوئی۔ دوسرے روز ہمیر کو اوریا کا تخت و تاج ہاتھ لگا اور مملکت موروثی پر متصرف
ہوا۔ راجمہندری اور کندبیر کو نظام الملک فتح کرتا ہوا بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکو
خلعت خاص عنایت ہوا اور تلنگ کا سرلشکر مقرر ہوا۔ شاہان بہمنیہ کا داب سلطنت یہ ہے
کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص عنایت نہین ہوتا انہین دنون مین فتح اللہ
عماد الملک کہ شاہان عماد الملکیہ کا جد ہے برار کا سرلشکر ہوا اور یوسف عادل خان
سوائی دولت آباد کا سرلشکر مقرر ہوا۔

یوسف عادل خان کو بادشاہ نے قلعہ ویراکھیرہ کی تسخیر کے لئے اور قلعہ انتور کے
استخلاص کے لیئے بھیجا کہ وہ سلاطین لودھیون کے زمانہ مین ایک مرہٹہ کے تصرف مین آگیا
تھا۔ یوسف عادل خان نے قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کے لیئے مقرر کیا
اور دریا خان اپنے منہ بولے بھائی کو ویراکھیرہ کو بھیجا۔ انتور کے ہندو نے تو جنگ سے
[illegible] مانگ کر قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ حوالہ کیا۔ جبتک اسے راجہ ویراکھیرہ پانچ
[illegible] لڑا اور پھر اپنے تئین دریا خان کے حوالہ کیا یوسف عادل خان یلغار کرکے
[illegible] قلعہ کے خزائن و دفائن و امتعہ و تحف نفیسہ پر متصرف ہوا۔ یہان کے
[illegible]ان و متعدمون پر نوازش کی پھر قلعہ ایچی پر متوجہ ہوا یہان کے رای زادہ
بھی مرا تھا اطاعت اختیار کی قلعہ اور سارا اپنا اسباب حشمت عادل خان
[illegible]لے زادہ کو قلعہ اور سارا مال اسباب واپس دیدیا اور وہ امرا رشاہی

یوسف عادلخان بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکا مرتبہ ایسا اعلی ہوا کہ اقران و امثال کا
سنہ ۸۷۵ھ مین وجیانگر کے راجہ اجی راے کی تحریک سے کیتنیہ قلعہ بلگون کا راے اور بنکاپور کا
سپہ لا جزیرہ گوہ کی تسخیر کے لئے عازم ہوئے۔ محمد شاہ نے سران سپاہ کو حکم دیا اور
خود شکار کھیلتا ہوا گیا اور راے پرکتینہ حصاری ہوا یہ حصار نہایت استوار گچ و سنگ سے
بنایا گیا ہے۔ خندق اُس کی پُر آب ہے اور دیوارین ایک دوسری کے سامنے کھچی ہوئی ہین اور ایسی
محکم ہین کہ کوئی آفریدہ آسانی سے قلعہ کے اندر نہین جا سکتا۔ سلطان محمد شاہ نے اس قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ راے پرکتینہ نے امان مانگی اور کہا کہ مین بندۂ پر گناہ درگاہ ہون عذر خواہ
آتا ہون۔ سلطان نے اپنی اظہار قدرت اور راؤن کی عبرت کے سبب سے اسکی التماس
کو نہین قبول کیا اور عزم جزم کیا کہ اس حصار کو جبر و قہر سے مسخر کرے آتش بازون کو اپنے
پاس بُلایا اور حکم دیا کہ اگر تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو دو ہفتہ مین اس قلعہ کے برج و بارہ
کو اُڑا دو اور لشکر کے جانے کی راہ پیدا کر دو۔ خواجہ یوسف عادل خان سے کہا کہ خاکریز
کرنا اور خندق کا بھرنا تیرا کام ہے جس روز کہ ہنرمند دیوار حصار کو توپ و ضرب زن
سے ڈھائین اس روز خندق بھری ہوئی ہو کہ لشکر فراغت سے جائے اور رخنہ سے
قلعہ مین آ گئے۔ خواجہ ون کو چوب و سنگ و خاک خندق مین ڈالتا رات کو اہل قلعہ نکال کر
لے جاتے خواجہ نے مداخل و مخارج کے روکنے کے لئے ایک دوسری دیوار حصار کے دو
دیوارون کے آگے کھڑی کی اور مورچل تقسیم کئے سرکوب بنائے و نقب لگائے،
اب تک دکن مین انکا رواج نہ تھا نقب کے اڑانے سے قلعہ مین رخنہ پڑا،
راے پرکتنیہ کے آدمیون نے ان رخنون پر کھڑے ہو کر لڑنا شروع کیا۔ دو ہزار
آدمی مارے۔ محمد شاہ نے خود جا کر ان رخنون پر سے دشمن کے ر
اور حصار اول پر متصرف ہوا۔ قلعہ دوم کے لئے مشغول تھا کہ
کر کے قلعہ کے اندر سے سلطان محمد شاہ کے مورچل مین آیا اور اس
پر بوسہ دیا اور گردن مین دستار ڈالی۔ معروض کیا کہ ر

مع فرزندون کے خاکبوس ہونے آیا ہون۔ اب چاہ مجھے بخشو یا مارو۔ آپکو اختیار ہے۔ پادشاہ نے
اسکا جرم معاف کیا اور امان دی اور سلک امرا مین منتظم کیا۔ سلطان قلعہ دیکھکر اور راجہ
دیکر اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا۔ پادشاہ کی والدہ مخدومہ جہان اس یورش مین ہمراہ
تھی اسی کے سبب سے کل کاروبار شاہی کو رونق تھی وہ مرگئی اسکا جنازہ بیدر کو بھیجا گیا
پادشاہ بیجاپور آیا۔ یہان کی آب ہوا اسکو خوش آئی عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ برسات
یہین کاٹنی چاہتا تھا اتفاقاً اسی سال مین تمامی دکن مین امساک باران ہوا۔ بیجاپور کے
کنوئین تمام خشک ہوگئے اس لئے ناچار سلطان دار الملک احمد آباد بیدر مین آیا دوسرے
سال بھی مینھ نہ برسا۔ اکثر آدمی مرگئے۔ ملک بہت جگھہ ویران ہوگیا۔ تلنگ مالوہ و مرہٹ
و جمیع قلمرو بہمنیہ مین بیج تک نہ بویا گیا سال سوم مین بارش ہوئی۔
بہمن نامہ مین مسطور ہے کہ جب قحط اور وبا سے آدمیون کو نجات ہوئی اور دکن کی آبادی
کے آثار نمودار ہوئے۔ کندنیر کے اہل قلعہ نے اپنے حاکم کو مار ڈالا وہ ظالم و فاسق تھا اور
ہمیر رائے اوریا کو قلعہ دیدیا جو سلطان محمد شاہ کا دست گرفتہ تھا۔ ہمیر اوریا نے اپنے
معتبر آدمی رائے اڑیسہ پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ مملکت تلنگ کے استرداد کے تم درپے
ہوا اور چاہتے ہو کہ وارثون کے تصرف مین ملک موروثی آجائے ایسا وقت پھر نہین ہاتھ
آئیگا ہمسایگی کا حق بجالاؤ اور ان حدود مین آجاؤ۔ دکن مین بسبب سالہ قحط کے کوئی
لشکر باقی نہین رہا۔ مملکت تلنگ آسان طور سے لیکر اس مخلص کو عنایت کرو اور حق ایسی
کندنیر مع مضافات کے آپ متصرف ہو رائے اڑیسہ اسکے دم مین آگیا
اپنی حد سے باہر قدم رکھا دس ہزار سوار اور آٹھ سات ہزار پیادے جمع
ے جاج نگر کو بھی کمک کے لئے ساتھ لیا اور مملکت تلنگ مین آن موجود ہوا
ی حاکم راجمندری اس جماعت کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اس لیے تفحص ہوا
کی کیفیت و چگونگی کو لکھکر پادشاہ پاس بھیجا۔ محمد شاہ سپاہ کو
ے اور اسکو ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہوا وہ راجمندری کے

حوالی مین آیا تو تیمیر نے صلاح جنگ مین نہ دیکھی وہ قلعہ کندنیر مین حصاری ہوا اور رائے اڑیسہ
آب جہندری سے گذر کر اپنی ولایت کی طرف دریا کے کنارہ پر بیٹھا کشتیان اُسکے تصرف
مین تھیں اور پانی کا عرض بہت تھا اسلئے محمد شاہ کنار آب پر خیمہ خرگاہ مرتفع کیے چلا یا
عبور نہین کر سکتا تھا جب اسنے عبور کا سامان کشتی و ٹوکرون کا کر لیا تو رائے اڑیسہ اپنے
دار الملک کو چلا گیا۔ سنہ ۷۶۲ھ مین محمد شاہ دریا سے عبور کرکے دار الملک اڑیسہ مین گیا اور
خرابی مملکت مین کوئی بات اٹھا نہین رکھی۔ رائے اڑیسہ اپنے ملک کی انتہا پر سارے ملک کو
خالی چھوڑ کر چلا گیا تھا اس لئے محمد شاہ نے چھہ مہینے یہان توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے
بقدر امکان ڈلاسے اور شکنجہ سے بہت مال تحصیل کیا۔ رائے اڑیسہ نے پیغام دیا کہ مین عہد و
شرط کرتا ہون کہ پھر تلنگ کے زمیندارون کی کمک و مدد نہین کرونگا اور بہت سے تحفے
اور ہاتھی نذر کے لئے بھیجے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ ان ہاتھیون کے سوا جو بھیجے ہین اپنے
باپ کے خاص تیس ہاتھی بھیجدو تو مین تیری التماس کو قبول کر لونگا۔ رائے کو اگرچہ یہ
ہاتھی جان سے زیادہ عزیز تھے مگر مجبوراً بھیجدیے۔ سلطان نے مراجعت کی راہ مین ایک
قلعہ کوہ پر دیکھا اہل قلعہ سے پوچھا کہ یہ کس کا قلعہ ہے تو انہون نے جواب دیا کہ یہ رائے
اڑیسہ کا قلعہ ہے کسی کی کیا مجال ہے کہ جو اسپر نظر ڈال سکے بادشاہ کو اس کہنے
پر غصہ آیا۔ جنگ پر آمادہ ہوا بہت سے اہل قلعہ کشتہ ہوئے رائے اڑیسہ نے بادشاہ
سے کہلا بھجوایا کہ یہ جماعت صحرائی ہے انکی بے ادبی پر مین معافی مانگتا ہون آپ یون
تصور فرمائین کہ قلعہ فتح کرکے مین اپنے کسی سپاہی کو عطا کرتا ہون۔ سلطان کو اسکا
حسن پیغام خوش آیا ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد وہ کندنیر مین آیا اسکو محاصرہ
کیا پانچ چھہ مہینے کے بعد رائے نے قلعہ و شہر امان مانگ کر سپرد کیا۔ بادشاہ نے شہر و قلعہ
کی سیر کی اور ایک بڑا بتخانہ توڑا اور چند برہمنون کو اپنے ہاتھ سے
کی جگہ مسجد اسی روز بنوانی شروع کی اور ایک منبر چوبی بنواکے اُس
اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور دوگانہ شکریہ ادا کیا۔

مین بڑھایا۔ خاندان بہمنیہ مین یہی پادشاہ پہلا تھا جسنے برہمنون کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا پہلے پادشاہون نے کمتر برہمنون کے قتل کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ خود قتل کیا ہو محمد شاہ نرسنگہ کے ملک کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ یہ راجہ قوی ہیکل و عظیم الجثہ تھا۔ لشکر و مال کی کثرت مین مشہور تھا ولایت کرناٹک و تلنگ کے درمیان اسکا مقام تھا اس طرف کے سواحل سمندر پر مچھلی پٹن تک ملک اوس کے ماتحت تھا اور اسنے فرصت پاکر بیجانگر سے رائے و جیانگر کا بہت سا ملک دبا لیا تھا۔ بہت مستحکم قلعے بنائے تھے۔ اکثر زمینداروں کو برانگیختہ کرکے مدد کرتا اور شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا مچوا تا امرائے سرحد اوسکا مقابلہ نہین کرسکتے تھے اس لیئے اکثر پادشاہ کو اسکی شکایت لکھا کرتے۔ پادشاہ نے اثناء سفر مین پہاڑ پر ایک قلعہ ویران دیکھا جو پادشاہان دہلی کے آثار مین سے تھا اسکو خواجہ نے ایسا جلد بنوا دیا کہ پادشاہ اسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اوسنے کہا کہ یہ خدا کا فضل و کرم محض ہے کہ ایک شاہی اور ریاست تعلق دی۔ دوم خواجہ جیسا نوکر۔ پس اپنا جامہ اتار کر اسکو پہنایا اور اسکا جامہ خود پہنا۔ آجتک یہ کسی کتاب مین پڑھنے مین نہین آیا کہ کسی پادشاہ نے نوکر کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو اس قلعہ کو کسی معتمد کو سپرد کرکے ہر جگہہ قتل و غارت کرتا ہوا چلا جب کونڈپلی مین آیا تو ایک جماعت نے اوس سے عرض کیا۔ یہان سے دس روزہ راہ پر ایک بتخانہ ہے کنچی اسکا نام ہے در و دیوار اسکے زر و جواہر سے آراستہ ہین اور لآلی و گوہر سے پیراستہ۔ اب تک شاہان اسلام مین سے کسی نے اسکو دیکھا بھی نہین بلکہ اسکا نام بھی نہین سنا غرض محمد شاہ نے اس بتخانہ کو جبر و قہر سے لیا اور اسکو تاراج کرکے شہر کنچی مین ایک ہفتہ قیام رکھا۔ ملک حسن نظام الملک بحری و یوسف عادل خان و فخر الملک کو پندرہ ہزار سواروں کے ساتھ نرسنگہ سے لڑنے مچھلی پٹن مین جو نرسنگہ کے ملک مین تھا گیا اور ان حدود کو تسخیر کیا اور کندلی لوٹی۔ خواجہ محمود گاوان کی اب کم بختی آئی۔ محمد شاہ کے عہد مین ملک اتھا اسلیئے سلطان علاء الدین حسن گانگوئی کی ضوابط مین خواجہ

دخل مع میتا اور بادشاہ کو دلائل معقول سے سمجھا کر اسپر عمل کراتا انمین سے ایک یہ تھا کہ
مملکت کی چار قسمتین تھین اب خواجہ نے اسکو آٹھ قسمتون مین منقسم کیا اور آٹھ سرلشکر جنکو یہان کی
اصطلاح مین طرفدار کہتے تھے مقرر کئے مملکت برار کی دو قسمتین کین کاویل فتح اللہ
عماد الملک کو دیا ماہور خداوند خان حبشی کو سپرد کیا۔ دولت آباد یوسف عادل خان
کو جنیر اور بہت سے محال آنندپور اور مابین دمان و بیر بندر کو وہ ڈنگوان فخر الملک
کو کہ خواجہ جہان ترک کے خویشون مین تھا و بیجاپور و بہت سے اسکے ممالک
ورائچور و مدکل خواجہ جہان گاوان کو ارزانی کئے حسن آباد گلبرگہ و ساغر تا نلدرگ
شولاپور دستور دینار کو حوالہ کیا۔ وہ حبشی خواجہ سرا تھا اور بالتمام مملکت تلنگانہ ملک
حسن نظام الملک بحری پاس تھی۔ اسکی دو قسمتین کین راجمندری و نلکنڈہ و مچھلی پٹن
اور دیگر مواضع بہت سے انتظام الملک کو دئیے اور ورنگل کی حکومت اعظم خان
سکندر خان بن جلال خان کو دی۔ ہر یک اطراف ثمانیہ مین سے بہت قصبات
و پرگنات کو خاصہ خزانہ شاہی کے تحت و تصرف مین بنایا۔ دوم سلطان حسن علاء الدین
گانگوئی کے زمانہ مین دولتخانہ کی رسم یہ تھی کہ جو شخص مملکت پر سرلشکر ہوتا تھا تمام قلعے
اس طرف کے اسکے تصرف مین ہوتے تھے اور جس شخص کے مقرر کرنے کی صلاح وہ دیکھتا
اسکے حوالہ کرتا تھا۔ طرفدار مثل کونڈ دیو و بہرام خان و سکندر خان تین قلعون کے سبب
بہ سرکشی کا داعیہ کرتے تھے اسلئے خواجہ نے اسکو شرائط حزم سے بعید سمجھکر یہ مقرر کیا
مین سے ایک قلعہ طرفدار پاس رہے اور قلعون کے امرا اور منصبدار بادشاہ کی طرف سے
مقرر ہون چنانچہ قلعہ دولت آباد جنیر و بیجاپور و حسن آباد و گلبرگہ ماہور و کاویل و ورنگل
و راجمندری آن حکام کو تفویض ہوئے جو بادشاہ نے مقرر کئے۔ سوم ضوابط گانگوئی مین یہ
یہ تھا کہ ملک تلنگ سے پہلے زمانہ مین شاہان بہمنیہ کے قبضہ مین نہین آیا تھا یہ مقرر تھا کہ پانصدی کو
اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ سے دیا جا جاگیر ملے۔ تمام ملک تلنگانہ کی تسخیر کے بعد یہ مقرر
کو ایک لاکھ پچیس ہزار ہون اور پنج ہزاری کو دو لاکھ پچاس ہزار ہون پہنچ

جاگیر جو اس طرح دی جاتین اگر انکا حاصل ایک لاکھ سے کم ہوتا تو خزانہ پادشاہی سے
کمی کو غلام پہنچائین اور اگر امرا تعداد مقرری سے ایک سپاہی کم رکھین تو ان سے
اسکی بازیافت کرین ان ضوابط سے لشکر و ولایت کا انتظام و رفاہیت خلائق کا نتیجہ
ظہور مین آئی امور سلطنت مین رونق عظیم نمودار ہوئی مگر یہ ضوابط اس جماعت کے موافق
نہ تھی کہ صاحب داعیہ تھے انھون نے خواجہ پر کمر عداوت چست کی خواجہ اسکو سمجھتا تھا مگر
اپنے صاحب کی دولتخواہی پر اس کی توجہ تھی اس لئے وہ پروا نہین کرتا تھا۔ خواجہ و
یوسف عادل خان مین پدری اور فرزندی کی نسبت تھی۔ آپس مین نہایت اخلاص
رکھتے تھے اس وقت یوسف عادل خان نرسنگہ سے لڑنے کو گیا ہوا تھا۔ دشمنون کو یہ وقت
غنیمت تھا ظریف الملک و مفتاح حبشی اور ہندی غلامون نے خواجہ کے ایک حبشی غلام
جو اسکا مہردار تھا دوستی و خصوصیت پیدا کی اسکو بہت دولت دیکر یار بنایا شراب
کے نشہ مین اس سے ایک سفید کاغذ پر مہر کرالی پھر یہ دونو ملک حسن نظام الملک بحری کے
پاس گئے اس نے ایک سفید کاغذ پر رائے اڑیسہ کو خواجہ کی طرف سے یہ لکھا کہ سلطان محمد شاہ کے
شراب پینے سے اور ظلم سے سب متنفر ہین آپ کی ادنی توجہ سے دکن مسخر ہو جائیگا اس لئے
کہ راجمہندری اور اس سرحد مین کوئی سردار لائق نہین ہی۔ جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ
بے مانع و مزاحم ولایت دکن مین آئین اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین
بھی ہر طرف علم خلاف بلند کرونگا۔ شاہ کے دفع کرنے کے بعد ممالک دکن کو ہم تم
برابر تقسیم کرینگے۔ یہ جعلی کتابت ملک حسن نظام الملک بحری نے پادشاہ کی نظر کے
سامنے گذرانی۔ سلطان خواجہ کی مہر کو پہچانتا تھا سراسیمہ ہوا ملک حسن نظام الملک
نے اور موحش باتین بنا کے اسکے غصہ کو ایسا بھڑکایا کہ وہ بے اختیار ہو گیا حقیقت
حال دریافت کئے بغیر خواجہ کو بلا کر قتل کروا دیا۔ خواجہ کو لوگون نے جانے سے منع
کئے یہ شعر پڑھا۔

بیت

عشق در دنیا و عقبی سرخرو است	شورش ہمے باشد کہ ما را کشتہ زین میدان برند

یہ واقعہ ماہ صفر ۸۸۶ھ کو ہوا اسکے قتل کی تاریخ یہ ہے

سال فوتش گر کسے پرسد بگوئے + بے گنہ محمود گاوان شد شہید

اسکی عمر ۷۰ برس کی تھی احمد آباد بیدر مین اُس نے ایک مدرسہ بنایا تھا وہ طب
ریاضی خوب جانتا تھا نظم دلکش و نثر و انشا و حساب مین اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا خط
سیاق خوب لکھتا تھا مولانا عبدالرحمان جامی سے اسکی خط و کتابت تھی اسکا مارا جانا
بہمنیہ کا زوال آنا تھا۔ خبر آئی کہ سبو رائے حاکم وجیانگر نے لشکر عظیم بندر گوہ مین تعین
کیا ہے اور عنقریب وہ اسکو لینے کو ہے یہان یوسف عادل خان کو لشکر بیجاپور کے
ساتھ بادشاہ نے بھیجا اور خود کوچ کر کے فیروز آباد مین آیا۔ اُسنے تین مہینے شراب ارغوانی
کے منہ سے اُڑائے مگر دل مین اُسکے غم و اندوہ متولی تھا۔ دن بدن دُبلا ہوتا جاتا تھا۔
اُس لئے شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد اور ملک حسن نظام الملک بحری کو وکیل السلطنت مقرر کیا۔
احمد آباد بیدر مین آیا شراب نے اُسے تباہ کیا شراب از دہ را علاج شراب است کے
غلط مقولہ کے فریب مین آیا۔ بیمار رہا۔ حالت سکرات مین جب ہوش مین آتا تھا تو کہتا تھا
کہ باطن مین خواجہ مجھے ہلاک کرتا ہے۔ غرہ صفر ۸۸۷ھ مین اقلیم عدم مین قدم رکھا اسکے
مرنے کی تاریخ یہ ہے دکن چون شد خراب از رفتن او + خرابی دکن تاریخ او شد

سلطنت محمود شاہ بہمنی

محمد شاہ کے بعد اسکا بیٹا محمود شاہ بادشاہ ہوا نظام الملک بحری اسکا وزیر ہوا۔
یوسف عادل شاہ دربار مین آیا۔ مگر جب اسکے مارنے کا قصد یہان ہوا تو وہ بیجاپور مین
چلا گیا محمود شاہ مہم تلنگانہ مین گیا اسکا وزیر نظام الملک مارا گیا اسکے بیٹے احمد نے جنیر مین
اپنی مطلق العنانی کا اشتہار دیدیا۔ عماد الملک نے برار مین سرکشی کی۔ بادشاہ نے
اپنے لڑکے کی منگنی ۸۹۶ھ مین یوسف عادل خان سے کی۔ بیدر مین قاسم برید
ایک ترکی غلام وزیر تھا وہ ۹۱۰ھ مین مرگیا۔
اس کا بیٹا امیر برید بادشاہ کو بالکل اپنے اختیار مین رکھتا ۱۲

حاکم تلنگانہ نے اپنے تئین مطلق العنان گول کنڈہ مین کیا بعض لڑائیان بیجاپور اور برار کے لشکرون سے بادشاہی لشکر سے ہوئین۔ ۲۴ ذی الحجہ ۹۲۴ھ کو سلطان محمود شاہ کی زندگی ختم ہوئی۔ اسکی سلطنت بڑی پر اختلال تھی باوجود تنزل و انقلابات کے ۳۷ سال ۲۰ روز رہی اسکی سلطنت مین چار فریق۔ ترکی حبشی۔ دکنی مغل تھے جنکے سردار آپس مین کٹ کٹ مرے اور تمام فسادون کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ خاندانون کی سلطنت کی بنیاد پڑی مسلمانون کی جو ایک سلطنت تھی وہ نہ رہی اسکے پانچ ٹکڑے ہو گئے وہ سب اپنی زورون کو ہندوؤن کے مقابلہ مین یکجا نہین جمع کر سکتے تھے۔ یون سمجھنا چاہیئے کہ اس زمانہ مین دکن ایک مربع تھا جسکے مرکز مین ایک چھوٹی سلطنت تھی اور اسکے چارون کونون پر بڑی بڑی سلطنتین تھین بیدر سلطنت کے مرکز مین تھی اور بیدر کے شمال مین احمدنگر اور برار اور بیدر کے جنوب مین بیجاپور و گول کنڈہ اسکا مفصل حال آئندہ آتا ہے۔

سلطنت احمد شاہ

محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو ۹۲۷ھ مین ملک برید نے اس خیال سے بادشاہ بنایا کہ اسکے پاس مملکت قلیل تھی اور اسکے نوکر تین چار ہزار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کا خوف تھا کہ وہ احمد آباد کی طمع نہ کرین۔ احمد شاہ نے باپ کا طریقہ اختیار کیا کہ نرگس و لالہ کی طرح بے قدح و پیالہ نہ رہتا۔ امیر برید نے اسکے لیے شراب پینے کا سامان شاہانہ تیار کر دیا تھا اور کسی کو اسکے پاس پھٹکنے نہین دیتا تھا۔ جتنا خرچ اسکو دیتا تھا وہ اس کو کفایت نہین کرتا تھا اسلیے اسنے تاج بہمنیہ جو چار لاکھ ہون قیمت کا تھا ٹکڑے کرکے بیچ ڈالا۔

امیر برید نے بہت آدمیون کے ٹکڑے اڑا دئے کہ تاج کے ٹکڑون کا پتا لگے مگر اس کا ذرہ بھی ہاتھ نہ آیا۔ احمد شاہ دو سال ایک ماہ کے بعد ۹۲۹ھ مین زہر سے یا اجل طبعی سے مرا۔

سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ

ز احمد شاہ کے مرنے کے بعد دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکھا اس سبب سے جو اوپر مذکور ہوا علاء الدین کو تخت پر بٹھایا ہے

شہزادہ جانتا تھا کہ شرابنے میری خاندان کی سلطنت کو برباد کیا ہے اس نے شراب سے پرہیز
کیا ہوش سے کام کیا امیر برید کی جان کا قصد کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال تین ماہ کی
شاہی کے بعد معزول و محبوس ہوا اور جلدی سے مرگیا۔

شاہ ولی اللہ بہمن بن سلطان محمود شاہی

شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین سال تک امیر برید کی مٹھی مین رہا اور نان و جامہ پر قناعت
کرتا رہا۔ گھر مین قید رہا امیر برید نے اسکی منکوحہ سے میل کیا۔ بادشاہ کو مار ڈالا منکوحہ
پر متصرف ہوا۔

کلیم اللہ بہمن

جب کلیم اللہ تخت پر بیٹھا تو بجز نام کے خاندان بہمنی مین بادشاہی نہین رہی تھی ۹۳۳ھ
مین بابر کابل سے ہندوستان مین آیا تو اسمٰعیل عادل شاہ و برہان نظام شاہ بحری
اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز اُس پاس بھیجین شاہ کلیم اللہ نے بھی عرضی
بھیجا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حسب تقدیر یا عدم تدبیر سے قدیمی نوکرون نے اطراف و جوانب
دکن کو غصب کرلیا ہے اور اس و تنخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر حضرت اس طرف قدم رنجہ
فرمائین تو بندہ با اخلاص اس گرفتاری سے نجات پاکے مملکت برار و دولت آباد دیکر
درگاہ کو سپرد کرون مگر اسکا اثر اس سبب سے کچھ مرتب نہ ہوا کہ ابھی بابر بادشاہ کو
ہند مین استقلال نہین حاصل ہوا تھا مندو و گجرات درمیان مین تھے یہ راز فاش ہوا
۹۳۴ھ کلیم اللہ بیجاپور مین آگیا وہان اسکے ماموں اسمٰعیل نے اسکے گرفتار کرنے کا قصد کیا
تو وہ احمد نگر گیا یہان برہان نظام شاہ نے اسکا اعزاز و اکرام اس خیال سے کیا کہ
اسکو پیش کش بناکے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جب وقت کلیم اللہ اسکی مجلس مین جاتا دست
بستہ اُسکے سامنے کھڑا ہوتا اسپر شاہ طاہر نے لعنت ملامت کی نظام الملک نے اُسکا
بلانا مجلس مین موقوف کیا وہ انہین سالون مین اجل طبعی سے یا زہر سے مرگیا بعد
کلیم اللہ کے کوئی شخص خاندان بہمنیہ مین سے برائے نام بھی بادشاہ نہین ہوا اُسی کے

بعد یہ پانچ فرقے نمودار ہوئے۔ عادل شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ عماد شاہیہ بریدشاہیہ جنکا آگے مفصل بیان آتا ہے۔

تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور

یوسف عادل شاہ ۸۹۵ھ ۱۴۸۹ اسمٰعیل عادل شاہ ۹۱۶ھ ۱۵۱۰۔ ملو عادل شاہ ۹۴۱ھ ۱۵۳۴ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۱ھ ۱۵۳۵ علی عادل شاہ ۹۶۵ھ ۱۵۵۷ ابراہیم عادل شاہ ثانی ۹۸۷ھ ۱۵۷۹۔

یوسف عادل شاہ۔

یوسف عادل شاہ کے خاندان کی داستان اسکے شاہ نژاد ثابت کرنے کے لیئے تاریخ فرشتہ مین یہ لکھی ہے کہ عادل شاہیون کا خاندان روم کے سلاطین عثمانیہ کی نسل سے ہے۔ یوسف کا باپ سلطان مراد ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ مین مر گیا اور اسکا بڑا بیٹا سلطان تخت نشین ہوا اسکے جلوس کے بعد ہی ارکان دولت نے متفق اللفظ والمعنی یہ کہا کہ سلطان ۔۔۔ کے عہد مین ایک شخص مصطفی پیدا ہوا اور اس نے دعوی کیا کہ مین سلطان ایلدرم بایزید کا بیٹا ہون جسکے سبب ایک فتنہ برپا ہوا کہ آل عثمان کے ارکان دولت مین تزلزل آگیا ہوتا اس لیئے مناسب ہے کہ اولاد ملوک مین سے سوائے ولیعہد کے کوئی قید حیات مین باقی نہ رہے تاکہ اس فتنہ سے اور فتنے نہ پیدا ہون سلطان محمد نے اسلیئے حکم دیا کہ اسکے بھائی شاہزادہ یوسف کا دم گھوٹ کر اسکا جنازہ خاص و عام کی اطلاع کے لئے باہر لے جایئن۔ جب مان سے یوسف کو مانگا تو اس نے ایک دن کی مہلت اسکے حوالہ کرنے کے لیئے حاصل کی خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن ساوے مان نے ایک غلام جو یوسف کا مشابہ تھا خریدا اور دوسرے روز یوسف کی جگہ اسکو حوالہ کیا جسکا دم گھوٹ کر یوسف کا جنازہ بنایا گیا اور خواجہ کو یوسف غلامی مین دیا گیا مگر تاریخ روم شہادت دیتی ہی کہ سلطان مراد کا ایک ہی بچہ تھا وہ قتل کیا گیا اور جب اسکی مان کی مامتا بھڑکی تو قاتل اسکے پاس بھیجا گیا جسکی بوٹیان اسنے اڑوا کر کتون کو کھلایئن یہ واقعہ یقین کے قریب معلوم ہوتا ہے

یوسف عادل شاہ کے خاندان کی داستان۔

اسلئے فرشتہ کی داستان پیرایہ صدق سے معرا معلوم ہوتی ہے۔ خواجہ عماد الدین نے اس بچہ شاہزادہ کو اپنے وطن ساوا میں اپنے بچون کے ساتھ تربیت و تعلیم کیا۔ اس ماں نے اپنے بیٹے کی خبر پاکر اس پاس اسلئے کوکہ غضنفر کو بھیجدیا۔ یوسف سولہ برس کی عمر تک ساوا میں رہا اسلئے وہ ساوی کہلاتا ہے عوام الناس سوائی کہتے ہیں اور وجہ تسمیہ اس کی یہ بتاتے ہیں کہ وہ ملک اور تلوار میں دکن میں سب سے سوا یا تھا۔

یوسف کا ہندوستان میں آنا

۸۶۴ھ میں یوسف سفر ہند کا عازم ہوا۔ ہرمز میں کشتی میں سوار ہوا اور بندر مصطفیٰ آباد دابل کے ساحل پر اترا۔ یہاں عماد الدین گرجستانی تجارت میں مشغول تھا یوسف اسکے ساتھ احمد آباد و بیدر کی طرف گیا۔ ہم اقلیمی کے سبب سے وہ خواجہ محمود گاوان گیلانی سے خصوصیت رکھتا تھا اسلئے کہ اعمال گیلان گرجستان سے ہے۔ خواجہ محمود نے یوسف کی حسن صورت و سیرت اور خط و سواد و موسیقی دانی و آداب سپاہگری میں لیاقت دیکھ کر اسکا حال نظام شاہ بہمنی اور اس کی والدہ مخدومہ جہان سے عرض کیا اور اسکی اور ایک اور چرکس غلام کی قیمت خواجہ عماد کو بادشاہ سے دلوادی۔ خلاصہ یہ ہے کہ یوسف عادل شاہ ترکی غلام تھا۔ جس نے اپنے خاندان میں غلامی سے شاہی پیدا کردی۔

محمود گاوان نے مخدومہ جہان کے استصواب سے اسکو عزیز خان میر آخور کے حوالہ کیا وہ اس خاندان کا ترکی غلام تھا۔ عزیز خان بوڑھا تھا اس نے میر آخوری کے تمام کام اس کو سکھائے جب وہ فوت ہوا تو یوسف کو اسکی جگہ بادشاہ نے مقرر کردیا اور منصب صدی پایا اور اصطبل کی ریاست پر سرافراز ہوا اسکی اور بہمن نویسندہ کی نہ بنی تو اس عہدہ سے وہ استعفا دیکر نظام الملک کی مجلس میں گیا کوئی ترک امیر اسسے بڑا نہ تھا اور اپنے حسن سلوک سے اس جگہ پر پہنچا کہ نظام الملک اس کو اپنا بھائی کہتا تھا اور بغیر اسکے ایک لمحہ اس کو چین نہیں پڑتا تھا۔ جب برار کا طرفدار نظام الملک مقرر ہوا تو یوسف کا منصب پانصدی ہوگیا اور عادل خان کا خطاب اس کو ملا۔

ہم نے تاریخ شاہان بہمنیہ میں لکھا ہے کہ نظام الملک نے ایک سال میں قلعہ کھرلہ فتح کیا تھا کہ وہ ایک راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور یوسف عادل شاہ نے اپنی شجاعت کی شہرت

کرکے دشمنون کے ہجوم کو متفرق کیا اور قلعہ کو مضبوط کرکے ہاتھیون اور غنائم کو خود بادشاہ
کی خدمت مین لایا۔ شاہ کو اسکی خدمت پسند آئی اُسنے ہزاری امرا مین اسکو داخل کیا
بڑھتے بڑھتے امرائے عظیم الشان مین ہوگیا اور بیجاپور کا طرفدار ہوگیا اس نے
لشکر خوب جمع کیا۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کی وفات کے بعد بہمنیہ تختگاہ مین بہت
زیادہ ہرج مرج ہوا تو اس نے سپاہ کی ترتیب مین کوشش کی اور اکثر مغلون اور ترکون کو
پایۂ تخت احمد آباد بیدر سے شاہانہ وعدے کرکے بلایا اور مناصب ارجمند پر مقرر
کیا روز بروز اسکی قوت و مکنت زیادہ ہوئی ۸۹۵ھ مین یا ۸۹۶ھ مین بحکم
السیف لمن ضرب الملک لمن غلب بیجاپور مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور چھتر شاہی
لگایا اور تمام پردیسیون اور ترکون نے جو پانچ چھ ہزار تھے اسکی شاہی کو تسلیم کیا۔
یوسف عادل شاہ نے بہت سے قلعے جو امرائے سلطان محمود کے تصرف مین تھے اپنے زور بازو
سے فتح کرکے اور آب بھورہ (بھیما) سے بیجاپور تک اور دریائے کرشنا سے رائچور تک اپنے
قبضہ مین لایا اور اپنے نام مین لفظ خانی کو شاہی سے تبدیل کیا اور اپنا نام عادل شاہ
یوسف عادل شاہ کے خطبہ پڑھوانے اور سر پر چتر لگانے سے قاسم برید ترک کے سینہ مین
حسد پیدا ہوئی وہ بیجاپور کی شاہی کے فکر مین رہتا تھا۔ ۸۹۵ھ مین جیانگر کا حال یہ
تھا کہ ہیمراج (تمراج) وزیر جیانگر نے سلطنت کو غصب کر لیا تھا۔ سیوارائے کی
اولاد برائے نام راجہ کہلاتی تھی اسکو قاسم برید نے لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی
نے قلعہ رائے چور اور مدکل کو جمیع مضافات کے ساتھ تم کو پیشکش کیا تم کو چاہیے
لشکر کشی کرکے اسکو تسخیر کر لو اور ایسے ہی بہادر گیلان کو جو بندر گوہ اور تمام دریا
جسکو وہ کنی اپنی اصطلاح مین کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر یوسف عادل شاہ
کے ملک کی تاخت و تاراج کی ترغیب دی۔ نامہ کے پہنچتے ہی ہیمراج اور رائے زاد
(کم عمر راجہ) سپاہ لیکر روانہ ہو اور دریائے تنگبھدرہ سے عبور کیا اور قلعہ رائچور
اور مدکل کو لے لیا اور ملک کے خراب کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔ اور

بہادر گیلانی نے بھی فرصت پاکر جام کھنڈی کو یوسف عادل شاہ کی عملداری مین
سے نکال کر تصرف کر لیا اس زمانہ مین ایک جماعت نے جو محرم اسرار تھی عادل شاہ کے
دشمنون کے خیالات اسکے کان مین پہنچائے اور اضطراب ظاہر کیا اس نے ان کی تسلی
کی کہ جمیع امور مین مین نے ارواح مقدسہ ائمہ معصومین اور شیخ صیفی سے استعانت کی ہے
اور کرتا ہون یقین ہے کہ اعدا پر مظفر و منصور ہونگا اور اس نے عہد کیا کہ اگر اس عقدہ مشکل سے
نجات پاؤن تو ائمہ اثنا عشریہ کا خطبہ پڑھواؤن اور مذہب شیعہ کو رواج دون
حسن تدبیر سے قلعہ رایچور و مدکل کا خیال چھوڑ کر ہیمراج اور رائے .رادے صلح کی
وہ اور ممالک کی تسخیر و نہیب و غارت سے دست کش کر بیجانگر کو چلے گئے اور اس نے بہادر
گیلانی کو جبر و قہر سے حواشی مملکت سے نکال دیا اور بمقتضاو ~~وقت~~
کھنڈی کے استرداد کے درپے نہ ہوا اور قاسم برید ترک کی تادیب کے سر ہوا اٹھ
ہزار سپاہ جسمین اکثر مغل اور ترک تھے لے کر احمد آباد بیدر کی طرف کوچ کیا قاسم برید
ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی وہ خواجہ احمد دیسی حاکم پرندہ کے ساتھ
اتفاق کر کے دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی کو
لیکر شہر سے نکلا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے میمنہ و میسرہ
و قلب کو آراستہ کر کے یوسف عادل شاہ کی جانب چلے دار الخلافہ سے پانچ کروہ پر تھا
روانہ ہوا یوسف عادل شاہ صف آرا ہو میمنہ مین دریا خان تھا۔ میسرہ مین فخر الملک
ترک اور قلب مین وہ خود اور غضنفر بیگ تھا در رضا علی ایک ہزار مغل تیر انداز کے
ساتھ طرح مین تھا یعنی جہان کمک کی ضرورت ہو وہان جائے۔ لڑائی ہوئی
مگر اس لڑائی مین قاسم برید نہ تھا تو غضنفر بیگ نے کہا کہ جنگ کا سبب قاسم برید تھا۔
جب وہ خود معرکہ مین نہین ہے تو اس حال مین آپس مین جنگ کرنا اپنے تئین خراب کرنا ہے
چاہیئے کہ باہم صلح کر لی جائے۔ طرفین سے آدمیون نے آ جا کر صلح کرا دی اور
لشکرون نے اپنے اپنے مقام مین مراجعت کی لیکن عادل نامہ کا ناظم عاجی جرجی نے

عادل شاہ کے ایام امیری اور شاہی کی تاریخ لکھی ہی بطریق اجمال اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ یہ لڑائی حوالی نلدروگ مین واقع ہوئی۔ ملک احمد نظام الملک بحری اس معرکہ مین تھا اور سلطان محمود بہمنی کیساتھ خواجہ جہان دکنی تھا۔ شاہ ورقاسم برید کو فتح ہوئی یوسف عادل شاہ بیجاپور کی جانب چلا گیا اور ملک نظام الدین بحری اور بہادر گیلانی سے اسنے مصالحت کرلی۔

تخت گاہ وجیانگر مین امراء مین آپس مین فساد ہوا جس سے ہرج مرج واقع ہوا یوسف عادل شاہ بیجاپور سے انتظام کے عزم سے رائیچور کی جانب روانہ ہوا اثناء راہ مین عیش و عشرت اور مستانہ نوشی مین ایسا مصروف ہوا کہ دو مہینے تک سخت بیمار رہا اس کی جگہ غضنفر بیگ دیوانخانہ مین سلطنت کا کام کرتا تھا۔ خلائق مین اس کا مرنا مشہور ہو گیا۔ جب یہ خبر اطراف مین پہنچی تو سنہ ۹۰۸ھ مین ہیمراج ورائے نراذ سپاہ کثیر لیکر رائیچور کی طرف روانہ ہوئے۔ غضنفر بیگ اور تمام سران سپاہ اس خبر کو سنکر خائف ہوئے اور عادل شاہ کے لئے دعائین مانگنے لگے وہ اچھا ہو گیا اسنے ساٹھ ہزار روپیہ خیرات مین تقسیم کئے اور بہت سا روپیہ ساداۃ مین مسجد تعمیر کرنے کے لیئے اور خیرات کرنے کو بھیجا۔

اس اثنا مین خبر آئی کہ ہیمراج تنگ بھدرا سے اترکر بیجاپور کو چلا آتا ہے۔ عادل شاہ نے اپنی سپاہ کو جمع کیا تو وہ آٹھ ہزار سوار دو اسپہ اور دو سو ہاتھی چھوٹے بڑے تھے۔ غضنفر بیگ مرزا جہانگیر۔ داؤد خان لودی اسکے بڑے شمشیر زن امرا تھے۔ اسنے انکی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ خدا اس سپاہ جنگجو و تند خو کو فتح دیگا۔ بہتر ہوگا کہ دشمن سے لڑنے چلون اسنے سفر کیا۔ اور ہیمراج کے لشکر پاس آگیا۔ زمین کو امراء پر قسمت کیا۔ حزم و احتیاط کے سبب لشکر کے گرد خندق بنائی گئی روز تک لشکر یونہین آمنے سامنے پڑے رہے جب سنہ ۹۰۸ھ کو لڑائی شروع ہوئی عادل شاہ کے پانچ سو آدمی مارے گئے اور باقی لشکر پراگندہ ہوا۔ عادل شاہ حیران تھا کہ کیا کرون کہ سوچتا تھا داؤد کا بیٹا کہ لکھارون مین تھا عرض کیا کہ مین اثناء جنگ مین دشمنون کے جنگ مین گرفتار ہو گیا تھا وہان سے بھاگ کر آیا ہون سارا لشکر لوٹ مین مصروف ہو رہا ہے اگر اس وقت حملہ ہو تو نہایت سود مند ہوگا بادشاہ نے بھی سپاہ کو جمع کرکے لڑائی شروع کی ہیمراج

اپنی ساری سپاہ کو جمع نہ کر سکا سات ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور تین سو ہاتھی لے کر لڑنے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس پر عادل شاہ نے ایسی زبردستی سے حملہ کیا کہ ہمراج کے پاؤن لڑائی میں نہ جمے اور بھاگ گیا۔ دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور سات لاکھ ہون (دو کروڑ روپیہ) مانند جال) اور بہت سے جواہر اور قیمتی غنائم فتحمندون کے ہاتھ آئے۔ ہمراج اور راے بیجانگر کو بھاگا کو لڑائی مین راے زخمی ہوا تھا وہ تو راہ ہی مین مر گیا اور ہمراج سلطنت کا مالک ہو گیا مگر اس غصب پر امرانے فساد برپا کیا اس سبب سے عادل شاہ کو فرصت ملی کہ اُس نے رائے چور اور مدگل کو آسانی سے تسخیر کر لیا اور اپنے معتمدون کو سپرد کر کے مظفر و منصور بیجاپور کو چلا آیا۔ دستور خان کہ ایک مرد مہن سال اسمٰعیل عادل شاہ کی خدمت مین رہتا تھا یہ بیان کرتا ہے کہ جب راے بیجانگر سے عادل شاہ کو شکست ہوئی تو وہ ایک بلندی پر چڑھ گیا اور طبل جنگ پھر بجوایا جس سے پراگندہ سپاہ جمع ہوئی۔

تین ہزار پیادے دیسی ترک جمع ہو گئے اس وقت اسنے براہ حیلہ ہمراج کو پیغام دیا کہ راے بیجانگر بزرگ پادشاہ ہین اپنی جنگ سے پشیمان ہون اگر میری تقصیر کا عذر قبول ہو اور مجھے اپنے مقبولون مین تصور فرما کے اس ملک کو مجھے حوالہ کرین تو مین ہمیشہ جادہ اطاعت پر چلونگا۔ ہمراج اسکے دم مین آ گیا اور اسکی درخواست کو قبول کر لیا وہ صلح اور ایفاے عہد کے لیے راے زادہ اور تین ہزار آدمیون کو ہمراہ لے کر دریا کے کنارہ پر بیٹھا۔ یوسف عادل شاہ چار سو منتخب آدمیون کو ساتھ لے کر اسکے نزدیک گیا مقصد کی چند باتین کین اور جھوٹے ظاہری لوازم بجا لایا اور راے کے آگے چلا۔ اور نفیر سرنج جو جنگ کے روز کے سوا کسی دن نہین بجائی جاتی اس کو بجوایا اسکی آواز کو سنکر عادل شاہ کا لشکر ہمراج کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ امرائے بیجانگر بیوفا کے فریب سے غافل تھے۔ کچھ ہیچ ہو کر اٹھے اور اپنی سپاہ کو بلا کے تیرون کا سپر بنایا۔ راے زادہ اور ہمراج کو بھاگنے کی صلاح دی ان بھاگنے مین بیجانگر کے ستر امیر مارے گئے۔

عادل شاہ نے دشمنون کے چہرہ نعز کو اپنے ہاتھ سے مجروح و لے روح کیا۔ دشمن کو جمع ہونے کی فرصت نہ دی وہ خزانہ و ہاتھی گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ فتح کے بعد سو تجاپ بہادر کو بہادر خانی کا خطاب اور امارت سے سرفراز کیا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون عطا کیے قلعہ مدگل و رائے چور کی فتح کے لئے مامور کیا اسنے چالیس روز مین جس تدبیر سے ان کو

اسکو تسخیر و مفتوح کیا۔ عادل شاہ اپنے مرکز دولت میں آیا۔ اس فتح سے عادل شاہ کی بہت
و شوکت کی بہت شہرت ہو گئی۔ ان غنائم میں سے بعض نہایت عمدہ تحائف اس نے شاہ محمود
بہمنی کی خدمت میں بھیجے۔

اب یوسف عادل شاہ اس فکر میں تھا کہ قلعہ جام کھنڈی کو بہادر خان گیلانی کے ہاتھ
تلے سے نکالے اس ارادہ سے کوچ کرنے کو تھا کہ شاہ محمود گجراتی نے ایک ایلچی تیز زبان خیر و سم
شاہ محمود بہمنی پاس بھیجا جسنے آنکر کہا کہ ایک جہاز کہ معظم جاتا تھا اسکو بہادر گیلانی کے آدمیوں
نے گرفتار کر لیا ہے۔ اگر تم اس قطاع الطریق کو دفع نہیں کر سکتے تو ہمکو اطلاع دو کہ ہم اپنے
کسی سردار کو بھیجکر اسکو نیست و نابود کریں۔ محمود شاہ نے قاسم برید کی رہنمونی سے یوسف
عادل شاہ سے بہادر گیلانی کے دفع کرنے کے لئے کمک مانگی یوسف عادل شاہ تو یہ خدا سے
چاہتا تھا اس نے پانچ ہزار انتخابی سپاہ بسرکردگی کمال خان دکنی شاہ کی مدد کو بھیجی۔ بہادر
گیلانی جام کھنڈی کے حوالی میں اسلئے آیا ہوا تھا کہ وہ عادل شاہ کے ارادہ سے واقف
تھا۔ شاہ بہمنی دریای کرشنا سے پار ہو کر اس طرف متوجہ ہوا۔ بہادر گیلانی بلگوان کو بھاگا
شاہ محاصرہ میں مشغول ہوا۔ دو تین مہینے کے بعد قلعہ امان دیکر مسخر ہوا۔ قاسم برید کی صلاح
سے وہ قلعہ کمال خان دکنی کو اس سبب سے دیدیا کہ وہ یوسف عادل شاہ کا تھا۔ بہادر
گیلانی ادھر ادھر بھاگتا پھرا اور ایک لڑائی میں مارا گیا۔ یوسف عادل شاہ نے بادشاہ
کو بیجاپور میں بلا کر دس روز تک مہمان رکھا اسکی ضیافت شاہانہ کی اور بڑی پیش بہا
پیشکش دی جس میں بادشاہ نے ایک ہاتھی لیلیا اور باقی پیشکش واپس کی اور مخفی کہلا بھیجا
کہ یہ چیزیں میرے پاس نہیں رہینگی سب قاسم برید لے لیگا بہتر ہے کہ بطریق امانت انہیں
رکھو۔ جب مجکو اسکے تسلط سے خلاص کروگے تو مجھے وہ دینا۔ اگرچہ یوسف عادل شاہ اس
امر پر آمادہ تھا کہ قاسم برید کو دفع کرے مگر اس نے اپنی صلاح دولت دیکھکر یہ جواب دیا
کہ یہ کام ملک نظام الدین بحری و فتح اللہ عماد الملک کی بہ نسبت پذیر نہیں ہوگا جب حضور
تختگاہ محمد آباد میں تشریف فرما ہوں دونوں کو متفق کیجیے میں بھی وہاں حاضر ہونگا اور علاج کرونگا

شاہ اس نوید سے بمقتضائے اس مصرعہ کے ع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است مسرور ہوا
یوسف عادل شاہ نے پوشیدہ رخصت کے وقت شاہ پاس پانچ ہزار ہون پہنچا دین قاسم
برید ترک و خطیب الملک ہمدانی کو لائق پیش کش دیکر خوش کر کے واپس کیا۔

سنہ ۹۰۱ھ میں دستور دینار خواجہ سرائے حبشی گلبرگہ ساغر (ساگر)۔ الند اور دریائے بھیورا
(بیما) اور تلنگانہ کے درمیان اور قلعے اور پرگنے تصرف میں رکھتا تھا اس نے یہ چاہا کہ
میں بھی اوروں کی طرح صاحب سکہ ہو جاؤں اس لیے اس نے ملک احمد نظام الملک
سے رابطہ آشنائی استوار کیا اور پیغام بھیجا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ
کے استظہار سے مملکت برار کو اپنے قبضہ اقتدار میں رکھتا ہے اور شاہی کر رہا ہے کیا ہو اگر آپ
کی عنایت و اعانت سے یہ دوست صادق الاخلاص مسند شاہی پر فائز ہو کر بلند آوازہ
ہو۔ ملک حسن نظام الملک نے دستور دینار کو اپنا فرزند بنایا تھا امداد اسکی لازم جانی۔
دستور دینار نے ان ممالک میں خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا اور دار الخلافہ کے تصرف سے
قصبات و مواضع نکال لیے اور قاسم برید کے آدمیوں کو نکال باہر کیا قاسم برید نے مضطرب
ہو کر شاہ سے کہکر یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کی۔ یوسف عادل شاہ نے
غضنفر بیگ آغا کو امرائے معتمد کے ساتھ مدد کو بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر میں خود آتا تو ملک
نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی مدد کے لیے لشکر کشی کرتا اور جھگڑا طول پکڑتا۔ اس
سبب سے نہیں آیا حضور کچھ فکر نہ کریں اسی اثنا میں خبر آئی کہ خواجہ جہان دکنی احمد نگر کا خلاصہ
لشکر لیکر بہت جلد آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سرانجام سفر کر رہا ہے اگر
ضرورت ہو تو دستور دینار کی کمک کو جائے۔ یوسف عادل شاہ بھی یلغار کرکے اپنے لشکر
سے جا ملا اور قاسم برید ترک کو جلد بلا کر ساتھ لیا اور دستور دینار سے لڑنے پر متوجہ ہوا
دستور دینار اپنے آٹھ ہزار سوار خاصہ اور ملک احمد نظام الملکی و خواجہ جہان دکنی کے بارہ ہزار
سوار لیکر میدان جنگ میں آیا۔ اور بہادرانہ لڑا مگر شکست پائی اور مقید ہوا۔ بادشاہ
اسے قتل کرتا مگر یوسف عادل شاہ نے سفارش کرکے جان بچا دی اور جاگیر گلبرگہ

دستور دینار ... یوسف عادل شاہ سے لڑنا اور مارا جانا

دلوا دی اور خود بادشاہ سے بغیر ملے وہ بیجاپور چلا آیا اور باقی امرا اپنی اپنی مسکن کو گئے
سنہ ۹۱۲ھ میں یوسف عادل شاہ کی بیٹی بی بی ستی سے کہ ابھی گہوارہ میں جھولتی تھی اپنے
بیٹے شاہزادہ احمد سے بیاہ کی خواستگاری کی اور یہ قرار پایا کہ شادی گلبرگہ میں ہو
محمود شاہ اور عادل شاہ دونوں اس طرف چلے آن حضرت کے آنے سے دستور دینار متفکر
ہوا اس وقت عادل شاہ نے شاہ پاس مخفی پیغام بھیجا کہ میری اور بادشاہ کی ولایتوں
میں دستور دینار کے پرگنات کے سبب فاصلہ ہوگیا ہے اگر جناب کو قاسم برید ترک
کا دفع کرنا منظور ہے تو ان پرگنات کو میری جاگیر میں دیدیجئے کہ اس بہانہ سے اپنی عمدہ
سپاہ وہاں رکھوں کہ بوقت فرصت ایلغار کرکے پہلے اس سے کہ ملک احمد نظام بحری خبردار
قاسم برید ترک کا کام تمام کروں شاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور اسنے اس محال پر
تصرف کیا اور قاسم برید کی پناہ میں دستور دینار چلا گیا۔ جب یوسف عادل شاہ کے ساتھ
قطب الملک ہمدانی متفق ہوا تو قاسم برید خائف ہوکر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی
اور ایک اور جماعت امراء ہندی کو ساتھ لیکر اور شاہ کی رفاقت چھوڑ کر الند میں چلا گیا
عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ساتھ لیکر انکے سر پر چڑھا اور گنجوتی میں سخت لڑائی لڑا
اور غالب ہوا۔ امراء منہزم ہوکر اطراف کے قلعوں میں بھاگ گئے۔ جنگ گاہ میں ایک
غالیچہ پر محمود شاہ اور عادل شاہ نے بیٹھ کر یہ قرار دیا کہ سال آئندہ میں نظام الملک بحری
و عماد الملک سے اتفاق کرکے لشکر کشی کریں اور قاسم برید ترک کو مستاصل ملک الیاس ایک
لڑائی میں مارا گیا تھا۔ یوسف نے اسکی جاگیر اور اسکا منصب اسکے بڑے بیٹے میاں محمد کو
دیا اور عین الملک کا خطاب دیا اور شاہ کو وداع کرکے دار الخلافہ بیجاپور میں آیا
دوسرے سال یوسف عادل شاہ دستور دینار کے استیصال کے درپے ہوا اور اسپر
لشکر کشی کی۔ ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کی طرح دستور دینار کی کمک پر پہنچا
یوسف عادل شاہ بیدر چلا گیا اسنے قطب الملک ہمدانی و فتح اللہ عماد الملک سے مدد
مانگی۔ ملک احمد نظام الملک بحری اس اندیشہ سے کہ فساد طول نہ پکڑے نزاع کو دور کر

احمد نگر مین چلا گیا۔ دوسرے سال یوسف عادل نے یہ سوچا کہ نظام الملک سے دوستی پیدا کرکے توسیع
ملک مین سعی کرے اسنے نظام الملک پاس ایلچی بھیجا کہ مملکت دکن ایک چھوٹی سی سرا ہے
اسمین ان سب حکام کی گنجایش نہین ہے جب تک فرصت ہے آپ ندہ و دولت آباد و دھرور
کالنہ و پونا و چاکنہ پر قابض ہون اور مین اقطاع دستور دینار و عین الملک پر متصرف ہون
اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی کو ہاتھ مین لے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ پر
متصرف ہو اور تخت گاہ بیدر مع مضافات قلیل کے قاسم برید ترک سے متعلق ہو ہم سب آپس مین
کمال اتحاد و یگانگی رکھین اور کوئی جھگڑا نہ ہونے دین حکام دکن کا حال اس وقت یہ تھا کہ دولت
بہمنیہ مین تزلزل آگیا تھا۔ صوبہ داران دکن اپنے اپنے استحکام و تقویت مین کوشش کرتے تھے
جو جہان تھا وہان اپنی گردآوری مین سعی کرتا تھا اور اپنے سوا دوسرے کو نہین سمجھتا تھا اور
دوسرے کے آگے سر نیچا نہین کرتا تھا۔ چنانچہ دس امیر جدا جدا اپنی اپنی سلطنت جماتے تھے
(۱) یوسف عادل شاہ بیجاپور مین (۲) ملک احمد نظام الملک جنیر مین (۳) فتح اللہ عماد الملک
برار مین (۴) قطب الملک ہمدانی تلنگ مین (۵) بہادر گیلانی بیجاپور کی جانب غرب مین
دریاے شور تک پرگنات بزرگ مانند مرچ و کلر و کلہر و قلاع متین مثل پنالہ و گودہ اسکے مرنے
کے بعد محمود شاہ بہمنی کے حکم سے یہ ملک الیاس عین الملک کو دیے گئے اسکے بعد اسکے بڑے
بیٹے میان محمد عین الملک لیے لیئے مقرر ہوئے (۶) [illegible] اپنے قبضۂ قدرت مین یہ ملک رکھتا
تھا۔ بیجاپور کے جنوبی طرف مین نہر بہسوارہ اور پائے تخت بیدر کے درمیان دونوں کو
خارج کرکے اسکے ملک پر یوسف عادل شاہ مالک ہو گیا تھا۔ ملک احمد نظام الملک کے
ہمسایہ مین دو آدمیون نے علم استقلال بلند کیا تھا (۷) ایک خواجہ جہان دکنی نے وہ اسکا بھائی
زین خان کہ قلعہ پرندہ و شولاپور اور ان دونو قلعون کی توابع کا مالک تھے دوسرا الیہ مین علی
جو کہ پونہ و چاکنہ و چمار کونڈہ اور قلعہ دیدا راجپوری [illegible] [illegible] دولت آباد
رکھتا تھا (۸) دو بھائیون ملک وجیہ و ملک اشرف [illegible] حکام کو ملک احمد
نظام الملک بحری نے خارج کر [illegible]
[illegible] (۹) خداوند خان

خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا ماہکر و نومار و کلم و قلعہ ماہور اپنے تصرف مین رکھتا
تھا اسکو عماد الملک نے مستاصل کیا [illegible] پائے تخت بیدر مین خود قاسم برید ترک استیلا و استقلال
رکھتا تھا + القصہ بعد حصول رسائل قرار و مدار کے یوسف عادل شاہ نے اول فرمان بنام
عین الملک کی طلب مین بھیجا وہ چھ ہزار سوارون کے ساتھ بیجاپور مین آیا اور یوسف عادل شاہ
کو اُسنے سلام اسطرح کیا جیسیکہ بادشاہون کو کرتے ہین عادل شاہ نے بھی اسکو خلعت دیا۔
غرض عین الملک نے یوسف عادل شاہ کی بادشاہی کو مان لیا۔
اس تقسیم ملک کی قرار و مدار سے دستور دینار اپنی تباہی سمجھا۔ اسنے امیر برید کو جو اپنے باپ
قاسم برید کا جانشین وزارت محمود شاہ پر ہوا تھا لکھا کہ آپ اپنے باپ کی طرح میری امداد مین
حتی المقدور کوشش فرماینگے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اسکی مدد کے لیے بھیجے
دستور دینار دریائے بھیما ندی کے کنارہ پر فروکش ہوا تھا۔ خواجہ جہان دکنی اپنے بھائی
زین خان اور پانچ ہزار سوارون سمیت خواجہ دینار سے مل گیا جب یہ اخبار یوسف عادل شاہ
کے کان مین پہنچے تو اسنے خزانہ جو وجیانگر سے حاصل کیا تھا لشکر مین بیدریغ خرچ کیا۔
اور سارا لشکر لیکر ملک دینار کی طرف روانہ ہوا اور دشمن کے لشکرگاہ سے ایک فرسخ
آن پہنچا اور ایک منشور ملازم دستور دینار پاس بھیجا کہ وہ اسکو اطاعت و انقیاد کی ترغیب
دے اور سمجھائے کہ وہ عین الملک کی طرح ہماری اطاعت کرے تو وہ مسند امارت و حشمت پر
متمکن ہوگا اور اگر نادانی اور تیرہ کاری سے ہمارا کہنا نہین مانے گا تو ذلیل و خوار ہوگا۔
دستور دینار نے اس پیغام کو نہین مانا اور اسنے چھ ہزار سوار حبشی یوسف عادل شاہ کے
سارے ہراول سے لڑنے کو بھیجے۔ انہون نے شکست پائی اور بہت سپاہی ان مین مارے گئے۔ اور
تخت لڑائی ہاتھی دشمنون کے ہاتھ مین گئے دوسرے روز صبح کو یوسف عادل شاہ خود لڑنے گیا
تیر سے زخمی ہوا [illegible] کشتہ ہوا اور لشکر شکستہ غضنفر بیگ بھی اس لڑائی مین
مرنے کا اندیشہ [illegible] یوسف عادل شاہ کو اس ضائع بھائی کے
[illegible] گلبرگہ و ساغر دساگر اور

سارے قلعوں پر قبضہ کیا اور بیجاپور میں آیا۔ جہانگیر و حیدر بیگ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچایا۔ انہوں
نے اس لڑائی میں بڑی مردانگی اور شجاعت دکھائی تھی۔
بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ اعلیٰ پر پہنچا۔ ایک بات جو مدت سے
اسکے دل میں تھی اسکا ظہور ہوا۔ ۹۰۸ھ میں ایک مجلس عظیم ترتیب دی اور وزرا جہانگیر قمی و
حیدر بیگ وغیرہ کو کہ شیعہ مذہب کے امرا تھے سید احمد صدر ہروی اور اسی مذہب کے اور
علماء کو بلایا اور اُنسے کہا کہ عالم رویا میں آنحضرت نے مجھے مژدہ سلطنت سنایا تھا اور
فرمایا تھا کہ جب تجھے سلطنت نصیب ہو تو ہمیشہ سادات اور اہلبیت کے محبوں کو معزز و
مکرم رکھنا اور مذہب ائمہ عشرہ کو تقویت دینا۔ میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ مجھے
ملک کرامت کریگا تو مذہب شیعہ کو رواج دونگا اور منابر کو القاب ہمایون ائمہ سے مزین
کرونگا۔ جس وقت کہ ہمراج (تمراج) اور بہادر گیلانی نے میری مملکت کے دونو طرف سے
آشوب و غوغا مچایا تھا اور قریب تھا کہ مملکت میرے ہاتھ سے نکل جاتی تو مجھے اپنے عہد کے
وفا نہ کرنے کا اثر معلوم ہوا تھا تو پھر میں نے واقف الضمائر سے عہد کیا کہ مہمات سے
فارغ ہونے کے بعد مذہب شیعہ کی ترویج میں کوشش کرونگا۔ اب آپ صاحب
اس باب میں کیا کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مبارک ہے بسم اللہ۔ بعض نے حزم و احتیاط کی
شرائط کی رعایت کرکے یہ کہا کہ ابھی سلطنت کی بنا تازی پڑی ہے۔ شاہ محمود
بہمنی کہ وارث ملک ہے موجود ہے پاک اعتقاد سنی ہے۔ ملک احمد نظام الملک بحری و فتح اللہ
عماد الملک و امیر برید سنی موجود ہیں اور سپاہ کے اکثر سردار حنفی مذہب رکھتے ہیں
اس لئے اس امر سے اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ ایسا برپا نہ ہو کہ اسکا تدارک نہ ہوسکے
یوسف عادل شاہ نے متامل ہوکر کہا کہ جب میں اپنے وعدہ کو ایفا کرتا ہوں۔ تو
خدا تعالیٰ میرا حامی و حافظ ہوگا۔ اسی زمانہ میں ایران سے خبر آئی کہ شاہ اسمعیل صفوی
نے ائمہ عشرہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور شیعہ مذہب کا رواج دیا۔ یوسف عادل شاہ
اس خبر کو سنکر بڑا خوش ہوا۔ روز جمعہ ماہ ذی الحجہ سال مذکور کو مسجد جامع قلعہ

یوسف عادل شاہ کا شیعہ مذہب کا رواج دینا۔

ارک بیجاپور مین حاضر ہوا۔ نقیب خان کہ مدینہ کے سادات عظام مین سے تھا منبر پر چڑھا اور اذان مین اس نے ان اشہد علیاً ولی اللہ بڑھایا اور بعد ازان ائمہ اثنا عشر کے نام کا خطبہ پڑھا اور باقی صحابہ کا نام نکال ڈالا۔ اول شخص یوسف عادل شاہ ہی ہے جس نے کشور ہند مین ائمہ اثنا عشر کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا۔ باوجود اس حال کے کمال ضبط و ہوشیاری کی گئی کہ جہان شیعہ کی یہ مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی حقارت کا لفظ صراحتہً یا کنایتہً زبان پر جاری ہوتا اس سبب سے شیعون اور سنیون کے درمیان تعصب بالکل زائل ہو گیا تھا علمائے مذہب جعفری و فضلائے حضرت حنفی و شافعی شیر و شکر کی طرح ملے رہتے تھے انہون نے بساط مباحثت و منازعت کا تہ کر کے اٹھا رکھا تھا۔ اس بیت کے مضمون پر عمل کیا۔

اگر آن بہتر و این بہتر تراچہ ✤ چو حلقہ ماندۂ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک اپنی طرز و آئین کے موافق اپنے اپنے معبود کی عبادت کرتا اور اپنے مذہب کی فضیلت پر زبان درازی نہ کرتا۔ اکابر دین و مشائخ اہل یقین و عابدین مجالس سجادہ نشین کو کرتے اور اس نظام اور انتظام کو دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ جب یوسف عادل شاہ نے مذہب شیعہ کو رواج دیا بمقتضاء الناس علی دین ملوکہم بہت سے امرا نے مذہب شیعہ اختیار کیا۔ بعض پاک سنیون نے مثل میان محمد عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیتانی نے کدورت و نفرت کا اظہار کیا قریب تھا کہ وہ فتنہ اٹھائین کہ یوسف عادل شاہ نے رفق و ملائمت لکم دینکم ولی دین تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے کی آیت انکے خاطر نشان کی اور فتنہ کو دفع کیا۔ سنہ ۹۰۹ مین عین الملک سنی متوہم ہو کر سپہ سالاری سے معزول کیا جاگیر قدیم اسکی لے لی اور اسکی عوض مین پرگنہ رہکری۔ بیلگام دیدیا۔ امیران حنفی مذہب کو مطلع کر دیا کہ وہ اپنی اقطاع مین اپنے طریق پر اذان دین لمعہ کوئی شخص اہل سنت کے مذہب کا مزاحم نہ ہو باوجود اسکے اس نے حزم و ہوشیاری سے ہر امیر و بہتر و منصب دار کے لیے مخبر مقرر کر رکھے تھے کہ ان کے حال پر مطلع ہو کر اسکو خبر کرتا رہے۔ اس زمانہ مین ملک احمد نظام الملک بحری اور

اور امیر برید کہ مذہب سنت میں کمال تعصب رکھتے تھے اس معاملہ کے سبب سے یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہوئے اور دونوں نے متفق ہو کر اسکے ملک پر لشکر کشی کی اور اول امیر برید پرگنہ گنجوتی اور بعض اور پرگنات و قصبات پر جو بدستور دینار سے لئے گئے تھے متصرف ہوا ملک نظام الدین نے بیجاپور میں آدمی بھیجکر قلعہ نلدروگ کو کہ ایک حصار کہنہ تھا مانگا۔ یوسف عادل شاہ نے باوجودیکہ وہ بعض سران سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو سخت جواب دیا۔ گنجوتی کو جاکر اچھی طرح قبضہ میں کر لیا محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم سے اپنے آدمی حکام پاس بھیجے قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک خداوند خان حبشی و ملک نظام احمد بحری سے مدد چاہی۔ خداوند خان اور عماد الملک آپس میں اکٹھے ہوئے جو شہر سے بیم و ہراس رکھتے تھے انہوں نے تو عذر لکھ بھیجے۔ قطب الملک ہمدانی باطن میں شیعہ تھا اور اس مذہب کا رواج خدا سے چاہتا تھا مگر اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کی تکلیف کے سبب سے بید رنگ ارگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک احمد نظام الملک نے خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ و زین خان حاکم قلعہ شولاپور سے اتفاق کیا اور بارہ ہزار سوار اور توپخانہ لیکر احمد آباد بیدر کو روانہ ہوئے اور دار الملک سے محمود شاہ بہمنی بھی لشکر تلنگ کے ساتھ اور امیر برید کی ہمراہ چلا۔ جب یہ جمعیت عظیم ہوئی تو یوسف عادل شاہ نے اپنے بیٹے شہزادہ اسمعیل کو کہ پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور اور امرا کے ساتھ بیجاپور بھیجا۔ اور دریا خان و فخر الملک ترک کو گلبرگہ کے انتظام کے واسطے روانہ کیا اور خود عین الملک گیلانی اور چھ ہزار سوار لے کر بیدر کی طرف گیا۔ جہاں گیا وہاں تباہ و خاک سیاہ کر کے اٹھا۔ ملک احمد نظام الملک نے دیکھا کہ میرا ملک برباد ہو رہا ہے تو اس نے شاہ کو مع کل سپاہ کے ساتھ لیا اور یوسف عادل شاہ کے پیچھے پڑا۔ یوسف عادل شاہ ملک کو غارت کرتا ہوا دولت آباد گیا اور یہاں سے برار میں آیا۔ فتح اللہ عماد الملک آن حضرت کے تعاقب سے گھبراتا تھا اس نے کہا کہ اور ملک احمد نظام الملک حنفی مذہب امیر برید دین کو بہانہ بنا کے مجھے برباد کرینگے۔ مجھ میں شاہ سے لڑنے کی تاب و توانائی نہیں ہے مصلحت و

یہ ہے کہ یوسف عادل شاہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا اور مذہب و رفض سے احتراز و اجتناب
کرے اور بظاہر مجھ سے رنجیدہ ہو کر برہان پور چلا جاے۔ تاکہ مجھے فرصت ملے کہ میں قطب الملک
ہمدانی کی معرفت اس معاملہ کی صلاح کروں یہ راے یوسف عادل شاہ کو پسند آئی اس نے
بیجاپور پر پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنی عشر موقوف ہو کر خطبہ چار یار پڑھا جاے۔ اور خود عماد الملک
سے بظاہر رنجیدہ ہو کر برہانپور چلا گیا فتح اللہ عماد الملک نے اپنے خویشوں میں سے کسی
ایک کو ملک احمد نظام الملک بحری پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید کو یہ داعیہ ہے کہ عادل شاہ کو
ٹھکانے لگا کے ولایت بیجاپور پر خود متصرف ہو اب تو وہ پانچ چھ فرسخ زمین پر ہمارا کا ہے
سلطان کی پناہ بہت کی آئینہ بہمنیہ سے کام کرتا ہے لیکن کوئی شخص اس سے عہدہ بر آ نہیں ہو سکتا
اگر ولایت بیجاپور اسکو نصیب ہو گئی تو ہم کو اور ہماری اولاد کو دکن میں تمکن ممکن نہ ہوگا
ہم سپاہی ہیں ہمکو دین و ملت و مذہب سے کیا کام ہے قیامت کو ہر شخص اپنے اعمال
میں گرفتار ہوگا۔ باوجود اس بات کے یوسف عادل شاہ نے میرے سمجھانے سے رافضیوں کے مذہب باطل
سے استغفار کی ہے اور آدمی بیجاپور بھیجا ہے کہ وہ انکے شعار کو منع کرے۔ میرے نزدیک صلاح
یہ ہے کہ بادشاہ کو لشکر کشی کرنے کی اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تعلیم نہ سکھائیں اور ہر شخص اپنے
مسکنوں کو چلا جاے۔ ملک احمد نظام الملک اور قطب الملک ہمدانی نے عماد الملک کی صوابدید سے
آدھی رات کو اپنے ممالک کو کوچ کیا۔ وہ اس جماعت کی ریش سفید تھا۔ جب صبح ہوئی تو شاہ و
امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی کو دیکھ حیران رہ گئے۔ فتح اللہ عماد الملک پاس آدمی
بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے لئے مدد طلب کی اس نے ان کو تو چند روز لیت و لعل میں رکھا اور
یوسف عادل شاہ کو مخفی پیغام بھیجا کہ اب وقت معاودت ہے وہ عماد الملک پاس ہوا کی
طرح اوڑکر آیا۔ دونو سردار فوجیں آراستہ کرکے شاہ اور امیر برید سے لڑنے کو تیار ہوے تو مخالف
مضطرب ہو کر سب مال اسباب چھوڑ احمدآباد بیدر کو بھاگے۔ یوسف عادل شاہ نے شاہ کے لشکر
کو لوٹا اور عماد الملک کو رخصت کیا اور خود بیجاپور میں آیا اور پہلی طرح سے خطبہ اثنا عشریہ
پڑھوایا اور مذہب شیعہ کے رواج میں کوشش کی۔ عین الملک گیلانی اور کمال خان دکنی

وفخر الملک ترک کو طرح طرح کے الطاف سے سرافراز کیا سید احمد ہروی کو تحف و برکات کے ساتھ شاہ اسمٰعیل صفوی پاس بھیجا۔

سنہ ۹۱۵ھ میں بندر گووہ مین پرتگیز بے خبر چلے آئے۔ یہان حاکم کو غافل پایا وہ قلعہ کے اندر آگئے۔ بہت مسلمانون کو قتل کیا جب یہ خبر یوسف عادل شاہ کو پہنچی تو وہ تین ہزار خاصہ خیل و دکنی و پردیسی ساتھ لیکر بیجاپور سے ایلغار کرکے پانچوین دن صبح کو قلعہ گووہ پر آیا اور پرتگیزون کو جو دروازہ کے محافظ تھے قتل کیا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا تو پرتگیز جو کمال غفلت مین پڑے تھے بیدار ہوگئے اور فرصت پاکر کشتیون مین بیٹھکر بھاگ گئے اور جنکی اجل آگئی تھی وہ مسلمانون کی تلوار تلے آگئے گووہ پر مسلمانون کا قبضہ ہوا۔ بادشاہ نے قلعہ معتمد آدمیون کو سپرد کیا۔

فیرامنوز پرتگیز اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ البوکوئرک نے گووہ پر حملہ کیا۔ یاقوت نے جو ہمارجیا کا رہنے والا تھا مقابلہ کیا اور آخر کو امیر علی نے ۲۰ فروری سنہ ۱۵۱۰ء کو گووہ حوالہ کیا پرتگیزون نے توپون کا ذخیرہ وہان خوب پایا۔ مگر مئی مین کمال خان جو اسمٰعیل عادل شاہ کا جرنیل تھا اسکو بزور محاصرہ کرکے لے لیا۔ معلوم نہین کہ ان دو نو بیانون مین کون سچا ہے۔

یوسف عادل شاہ نے بیس سال و دو ماہ باستقلال سلطنت کی بیجاپور مین مرض سوء القنیہ مین مبتلا ہوا سنہ ۹۱۶ھ مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی مین گیا۔

تاریخ وفات اسکی ہے بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل۔

شاہ طاہر ہروی جسنے یوسف عادل شاہ کی خدمت مین اپنی عمر عزیز صرف کی تھی وہ کہتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو روزگار کا تجربہ بہت تھا۔ سخاوت و حلم مین موصوف شجاعت و عدالت و انواع احسانات مین معروف۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا علم عروض و قافیہ مین وقوف رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین سرآمد روزگار تھا طنبور اور عود خوب بجاتا تھا۔ اہل فن کا اعزاز و اکرام کرتا تھا۔ ہمیشہ اس کی مجلس مین متقدمین کے اشعار

پرتگیزون کا گووہ فتح کرنا اور یوسف عادل شاہ کا پھر ان سے لینا۔

یوسف عادل شاہ کی وفات اور خصائل و عادات

پڑھے جاتے تھے۔ وہ کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا۔ عیش اور امور طرب کو معظمات امور شاہی سیاستی
کے ساتھ جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت سے غافل نہ ہوتا ہمیشہ ارکان دولت کے عدل
و داد امانت و دیانت کی ستائش کرتا تاکہ ان کو ان صفات کی طرف میل ہو اور ان کی
نسائم اخلاق سے مملکت کو صفا و طراوت ہو۔ معدلت و سطوت میں اور قوی ہیکل ہونے میں
ابنائے روزگار میں ممتاز و مستثنی تھا حسن و جمال میں کمال رکھتا تھا۔ وہ ایران و توران و عربستان
و روم میں نامے بھیجکر ہنرمندوں و جوانوں و شجاعوں کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اتنی رعایت
انکی کرتا تھا کہ وہ راضی و شاکر ہوکر اسکے سایہ حمایت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ قلعہ ارک بیجاپور
کو کہ پہلے مٹی کا بنا ہوا تھا توڑکر گچ و سنگ کا بنایا۔

یوسف عادل شاہ ایک دفعہ حوالی پرگنہ اندلپور میں گیا وہاں اس نے سنا کہ امرائے
شاہ بہمنی میں مکند رائے مرہٹہ اور اسکا بھائی تھا اور لشکر کے آتے ہی وہ رعیت کی ساتھ
بھاگ کر فلاں کوہستان میں چلے گئے ہیں وہ شاہ کے حکم سے دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے
لے کر اس جماعت پر متوجہ ہوا انہوں نے اطاعت نہیں اختیار کی تو انپر دست درازی کی
سارا اسباب اموال انکا غارت کیا عیال و اطفال عورت و مرد اسیر کئے انمیں ایک عورت
مکند راؤ مرہٹہ کی بہن تھی نہایت زیرک و عاقلہ اسکی صورت نہایت خوب حسن بغایت مرغوب
یوسف عادل شاہ نے اس عورت سے کہ سولہ برس کی تھی مسلمان کرکے نکاح کیا اور بوبوجی خانم
کا خطاب دیا۔ اس سے چار لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بیٹا اسمعیل تھا۔ تین بیٹیاں تھیں ایک
مریم سلطان منکوحہ برہان نظام شاہ دوم خدیجہ سلطان زوجہ شیخ علاء الدین عماد الملک
سوم بی بی ستی جو محمود شاہ بہمنی کے نکاح میں آئی۔

بلوغ نامہ پڑھنے سے اسکی سلطنت کی وسعت کا خیال ذہن میں آتا ہے کہ بیما و کرشنا
دریا اسکی مشرقی حد تھی۔ جنوبی سرحد پر تنگ بھدرا ندی تھی ادہر گووہ سے بمبئی تک سمندر
مغرب میں تھا اور غالباً دریا نربدا اسکے شمال میں تھا۔

اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ

یوسف عادل شاہ کا ایک مرہٹی عورت سے نکاح

وسعت سلطنت یوسف عادل شاہ

جب یوسف عادل شاہ دنیا سے اٹھ گیا تو اسکا بیٹا اسمعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھ گیا
ابھی اسکی عمر ایسی نہ تھی کہ وہ مہمات سلطنت کا انصرام کر سکتا اسلئے اختیار امور رعایت
جمہور کمال خان دکنی میر نوبت کو مفوض ہوئے اور تمام کام سلطنت کے اسکے قبضہ اقتدار مین
آگئے۔ کمال خان وزیر دکن سلطان محمود بہمنی کے امرائے کبار مین سے تھا یوسف عادل شاہ
نے اوسکو عہد و پیمان مواسا و دلاسا سے اپنے پاس بلا کر میر نوبت کے منصب سے سرفراز
کیا تھا اور جنگ ہمراج (تمراج) مین نہایت شجاعت و مردانگی ظہور مین آئی تھی جس سے
اسکی عزت زیادہ ہوگئی تھی اور وہ امیران بزرگ مین سے ہوگیا تھا اور یوسف عادل شاہ
نے اپنے مرض الموت کے زمانہ مین وکالت کا عہدہ اسکے پہلے منصب پر اضافہ کر دیا تھا
دریا خان و فخر الملک مرزا جہانگیر و حیدر بیگ اور امرا کو موافقت و معاضدت کے باب مین
مبالغہ سے وصیت کی تھی اسلئے ان امراء نے اسکو بزرگ جانا اور مطلق العنان کیا سب
مہمات ملکی و مالی مین اسکی طرف رجوع کرتے کمال خان نے ابتدا مین نیک افعال و اعمال
اختیار کئے خلفاء کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کے شعار کو برطرف کیا وہ خواص و عوام
دلون کو ہاتھ مین رکھتا اور امرائے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین تقصیر نہ کرتا اور خاندان
نظام شاہیہ و عماد شاہیہ و قطب شاہیہ و برید شاہیہ سے مدارا و مواسا رکھتا۔ اور جیسے کہ دانا و
عاقل کام کرتے ہین ایسی ہی امور شاہی مین وہ انتظام کرتا۔

گووہ سے جب یوسف عادل شاہ چلا آیا تو پرتگیزون نے قلعہ گووہ کا محاصرہ کیا
اور تھانہ دار کو بہت روپیہ رشوت کا دیکر اسکو اسمعیل شاہ کی ابتدا سلطنت مین فتح
کرلیا۔ کمال خان نے پرتگیزون سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ قلعہ پر اکتفا کرین اور
اسکے قصبات و قریون کے مزاحم نہ ہون۔ پرتگیزون نے اس شرط کا ایفا کیا کہ
سلطنت عادل شاہیہ کے حوالی مین کوئی مزاحمت انہون نے نہین کی۔

دوسرے سال مین دریا خان و فخر الملک نے انتقال کیا انکے جاگیرین کمال خان نے اپنے فرزندان
اور قرابتیون کو دین اور ہر ایک کے واسطے ایک عہدہ اور درگاہ بنا دی مرزا جہانگیر

و مرزا حیدر بیگ کی اقطاع مین سے بھی چند پرگنے کتر کر اپنے اعوان و انصار کو حوالہ کرے
غرض جو کوئی فوت ہوتا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تو اُسکی جاگیرین اپنے منسوبون کو دیتا
اس طرح اپنی مکنت و قوت کو بڑھا کر فرمان روائی کا سودا ہوا۔ یہ زمانہ ایسا آگیا تھا کہ
شاہان دکن کے امرا اس طرز کو نیک جانتے تھے کہ بادشاہون کو دور کر کے خود بادشاہ بنین
ان صوبون مین یہ حرکت دکن کے حکام عظام پر مبارک ہوئی کہ نفر اپنے خداوندون پر متسلط
ہوئے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی عنان اپنے ہاتھ مین لیتے۔ سب سے اوّل اس بات
کی ابتدا ہمراج (بھیراج) نے کی کہ راجہ وجیانگر کے راجہ سیورا کے بیٹے پر استیلا پیدا
کیا اور جب وہ بالغ ہوا تو اسکو زہر دیکر ہلاک کیا اور اُسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا آلہ
بنایا اور جب یوسف عادل شاہ سے اُس نے ہزیمت پائی تو اُسکو بھی مار ڈالا اور اکثر امرا کو
مطیع کیا اور اپنے دل کی تمنا پوری کی قاسم برید ترک نے اور امیر دکن محمود شاہ بہمنی
کو مار کر بتدریج خطبہ و سکہ کو تغیر کر کے اپنے نام کا کیا۔ ان باتون کو کمال خان اپنی
آنکھون سے دیکھ چکا تھا تو اُن سے یہ سبق سیکھا کہ جب اسکا اسباب شوکت و حشمت مرتب ہو گیا
تو امیر قاسم برید کا متوسل و ہمداستان ہوا اور اس کو پیغام دیا کہ اس آپ کی دولت نے
ایک طرح کی استعداد شاہی حاصل کی ہے۔ احمد نگر مین ایک لڑکا تخت پر بیٹھا ہے اور
فتح اللہ عماد شاہ والی برار مقتضائے جوانی عیش و طرب مین مشغول ہے آپ کو چاہیے
کہ اس مخلص کی اعانت کیجئے کہ حکام دکن کی سلک مین منتظم کرین اور بندہ کو فرمان بردار
تصور کر کے اپنی توسیع ملک مین کوشش کرین اس سے بہتر فرصت کا وقت بہم نہ آئیگا۔
امیر قاسم برید ترک مدتون سے اس بات کو چاہتا تھا انہین تمہید بیان کے بعد یہ بات
قرار پائی کہ قاسم برید تو وہ ولایت لے لے جو دستور دینار ہاتھی اور باقی محلات
بیجاپور کو کمال خان دکنی بیرنوبت اپنے تصرف مین لائے اور اسمٰعیل عادل شاہ کو
تباہ و بیروح کرے اور قلعہ شولاپور کہ خواجہ جہان دکنی کے [illegible]
اس پر بھی کمال خان دکنی متصرف ہو اُنکو مقصد [illegible]

مروا ڈالا۔ اور اپنے آدمیون کو قلق و اضطراب سے منع کیا۔ کمال خان کو زندون کی طرح غرفہ قصر مین تخت پر بٹھایا اور خیل و حشم خاصہ کو قصر کے نیچے کھڑا کیا اور اپنے بیٹے صفدر خان کو بلایا اور اسکو سمجھایا کہ اسمٰعیل عادل شاہ اور اس کی مان کو قتل کر کے باپ کا انتقام لینا چاہیے اور تخت شاہی پر جلوس کرنا۔

صفدر خان کی عمر اس وقت پچیس سال کی تھی جو آدمی قلعہ مین موجود تھے وہ اس کے ساتھ لیے اور قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ بو بو جی نے یہ گمان کیا کہ یوسف ترک کا کام کچا رہا اور کمال خان کو حقیقت حال پر اطلاع ہو گئی اور وہ اسکے درپے ہوا اس کے دفعہ کرنے کے لیے مستعدانہ ہمت کی۔ دیوانخانہ کے پہرہ چوکی مین دو سو مغل موجود تھے جنکا اوپر مذکور ہوا اور تین سو دکنی و حبشی بھی تھے ان کو خواجہ صندل خواجہ سرا کو بھیجکر بلایا اور بو بو جی نے لیکن اُن کو سمجھایا کہ اسمٰعیل خان کو کمال خان مارنا چاہتا ہے اور خود بادشاہ بنتا۔ اس صورت مین جس کسی کو دولتخواہی اور نمک حلالی منظور ہو حتی المقدور دشمنون کے دفع مین کوشش کرے اور دشمنون کی کثرت سے اندیشہ نہ کرے۔ عنقریب کفران نعمت کے سبب سے انکی جماعت متفرق ہو جائیگی۔ جس کسی کو جان عزیز ہو اور وہ اس دولت عظمی کو نہ چاہتا ہو وہ مختار ہے جہان چاہے چلا جائے۔ الغرض ڈھائی سو مغل اور سترہ حبشی و دکنی از رہ صدق و اخلاص عمارت شاہی مین داخل ہوا اور باقی نے بیوفائی کی اور صفدر خان سے جا ملے۔ بو بو جی اور شاہزادی آغا عمہ اسمٰعیل عادل شاہ نے مردانہ لباس پہنا اور تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور شاہزادہ کے ساتھ پشت بام محل پر کہ بہت مرتفع تھا آئین اور مغلون کو اوپر بلایا اور ان کو قوی دل کیا اس ثنا مین صفدر خان جمع عظیم کے ساتھ نزدیک آیا اور دروازہ توڑنے کا حکم دیا مغل تیر پھینکتے تھے اور عورتین پتھر تو قلعہ کے اندر ایک بڑا غوغا ہوا اور عین گیرودار مین مصطفیٰ آغا رومی جو پاس ہی تھا پہنچا لیکن محل کے نیچے آیا انکو رسیان ڈال عورتون نے اوپر کھینچ لیا صفدر خان کا ہنگامہ جنگ گرم ہوا تو اسکی مان نے توپخانہ بھیجا ابھی توپخانہ آیا نہ تھا کہ محل کی عورتون نے مغلون کو چھپا دیا تو صفدر خان نے یہ گمان کیا کہ وہ بھاگ گئے

واقعہ کمال خان کی بدنیتی اور صفدر خان پسر کمال خان کا ۹۴۱ھ -

تو اس نے دروازہ کو توڑنا شروع کیا۔ اندر سے کوئی مزاحم نہ ہوا۔ صفدر خان خوشی خوشی اندر گیا
تو عورتوں کے اشارہ سے مغلوں نے اللہ اللہ کا نعرہ مار کر تیر و تفنگ چھوڑے۔ صفدر خان کی آنکھ
میں تیر لگا۔ سراسیمہ ہو کر اس دیوار کے نیچے آیا جہاں اسمٰعیل عادل شاہ کھڑا ہوا تھا اس نے
ماں کی اشارہ سے ایک پتھر صفدر خان پر پھینکا جس سے اسکا بھیجا نکل پڑا۔ مخالفوں نے اپنے
سردار کو کشتہ دیکھا تو وہ کمال خان کے گھر گئے اسکو مرا ہوا دیکھا تو وہ قلعہ کا دروازہ کھول کر
بھاگ گئے۔ اور کمال خان کے دوست آشنا رشتہ دار یہ حال دیکھ کر صرصر کی طرح اڑ گئے۔
اسمٰعیل نے اپنے کاکا یوسف کو دفن کیا اور بہت روپیہ صدقہ خیرات میں دیا۔ اسکے قتل کے
روز ہر سال بادشاہ قبر پر جاتا۔ دوسرے روز اسمٰعیل نے تخت پہ جلوس فرمایا اور اس ہنگامہ کا
حال لکھ کر شاہان اطراف پاس بھیجا۔ ادھوجی نے کمال خان کے سبب متعلقین کے جرموں کو معاف کر دیا
اور خلعت و زر دیکر معزز کیا۔ اور جن لوگوں نے اس ہولناک واقعہ میں اسکا ساتھ دیا تھا بقدر
حالت ہر ایک پر نوازش فرمائی۔ اور جو سردار کہ کمال خان کے جور و جفا کے سبب سے دور چلے گئے
تھے انکو استمالت نامے بھیجکر بلوایا۔ اس حادثہ عظمی میں اسمٰعیل نے قسم کھائی تھی کہ سوا مغل کے کسی
کو نوکر نہیں رکھونگا۔ اس قسم کو اس نے پورا کیا۔ اپنے عمال اور کارکنوں کو حکم دیا کہ ہماری دولت
مغلوں کی بدولت ہے۔ دکنی و حبشی و مغل زادہ کو نوکر نہ رکھیں بارہ برس تک اس حکم کی تعمیل
ہوئی۔ کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوئی۔ مغلوں نے اتفاق کر کے اپنے فرزندوں کے لیے کہا۔
انکی درخواست قبول ہوئی اور یہ بھی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغان نوکر رکھے جائیں۔
مگر حبشی و دکنی کسی طرح نوکر نہ ہوں یہ قاعدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری رہا
بعضے ذکر کیا ہے کہ امیر برید نے کمال خان کی حیات میں عادل خان کے بہت سے
ممالک اپنے تصرف میں کر لیے تھے۔ کمال خان نے قتل کے بعد مرزا جہانگیر کو جو احمد نگر سے
برگشتہ ہو کر یوسف عادل شاہ کی خدمت میں آیا تھا اور اقطاع حسن آباد گلبرگہ
پائی تھی اس نے امیر برید کے چار سو آدمیوں کو تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد
ساغر اور جہانگیر کو لے لیا اور ان حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفوں سے پاک صاف کیا

اور امیر برید کے بھائیون کو کہ دکن مین شجاعت مین مشہور تھے قتل کیا- امیر برید اس خبر کو سُنکر زخمی سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتا تھا- محمود شاہ بہمنی کی زبان سے خود اس نے والیان دکن کو نامے لکھے اور انمین اس قدر مبالغہ اور الحاح کیا کہ نظام شاہ بحری و سلطان قلی قطبشاہ و علاء الدین عماد شاہ نے لشکر کمک کے لیئے مقرر کیا- امیر برید نے ان لشکرون کے جمع ہونے کے بعد امیر برید سنہ ۹۲۰ھ بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا جہان گیا وہان ہاتھ نہ آیا- شاہ محمود بھی امیر برید کے ہمراہ تھا اسمٰعیل نے استقبال نہین کیا اور دم بخود تھا کہ بادشاہ اللہ پور مین آگیا اللہ پور کو یوسف عادل شاہ نے بیجاپور کے قریب آباد کیا تھا اور اس محاصرہ کا ارادہ کیا- اسمٰعیل عادل شاہ بارہ ہزار سوارون کے ساتھ جنمین اکثر مغل تھے شہر سے باہر آیا ایک سخت جنگ ہوئی- امیر برید اور اسکے ملکی لشکرون نے ہزیمت پائی اس بلاء عظیم مین شاہ محمود بہمنی اور اسکا بیٹا شہزادہ احمد اپنے گھوڑے سے گرکر گرفتار ہو گیئے اسمٰعیل عادل شاہ نے تواضع کے سبب سے چند گھوڑے و پالکی حاضر کیئے اور ان کو سوار کرا کے چاہا کہ بیجاپور مین لے جائے اور امیر برید کے تسلط سے نجات دلائے- مگر بادشاہ نے یہ بات قبول نہ کی اور اللہ پور مین رہ کر اپنے زخمون کا علاج کیا اور اچھا ہونے کے بعد بی بی ستی سے جسکی منگنی یوسف عادل شاہ کے زمانہ مین ہوئی تھی اپنے بیٹے احمد شاہ کا نکاح کیا اور اسمٰعیل نے بادشاہ کو پانچہزار مغلون کو حفاظت کے لیئے ساتھ کرکے بیدر پہنچا دیا- امیر برید نے چاہا کہ یہ سوار مجھ سے ہی لڑنے آئے یہان وہ اسباب شاہی و خزانہ لیکر اپنے قلعہ کو چلا گیا- محمود شاہ بہمنی نے تاج و رنگ و شراب مین چند دن بسر کیئے- جب اسمٰعیل بادشاہ کا لشکر بیدر سے چلا گیا تو امیر برید تین چار ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کرکے شہر مین آنکر بدستور سابق اپنے سارے اختیارات حاصل کر لیئے- محمود شاہ بہمنی کو تو امراء کے تسلط کی خو ہو گئی تھی کچھ بھی وہ چندان آزردہ نہ ہوا اور جو اسباب عیش و عشرت امیر برید نے مہیا کر دیا اُس پر قانع ہوا-

سنوات سابق مین شاہان ہند کی خدمت مین شاہ صفوی کے ایلچی آئے تھے
رائے وجیانگر اور شاہ گجرات نے انکی تعظیم و تکریم کی اور انکو تحفے دیکر ایران کو روانہ کیا شاہ
محمود بہمنی نے بھی ایلچی کو شہر مین بہت عزت کے ساتھ اُتارا تھا اور حسب دلخواہ اُسکو رخصت کرنا
چاہتا تھا لیکن امیر برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب سے دو برس تک ایلچی کو رخصت نہ کیا
ایلچی نے بہ تنگ ہوکر غائبانہ اسمٰعیل عادل بادشاہ کو شکایت نامہ لکھا اسمٰعیل عادل شاہ نے
محمود شاہ بہمنی اور امیر برید کو لکھا کہ ایلچی کو اتنے دنون تک رخصت نہ دینا حسن ادب سے
بعید ہے اگرچہ امیر برید کو یہ لکھنا شاق گذرا - مگر ایلچی کو رخصت کیا وہ اسمٰعیل عادل شاہ پاس آیا
اس نے الہ پور مین اُتارا اور اسکو بندر مصطفےٰ آباد دابل سے روانہ کیا - شاہ ایران نے اپنا ایلچی
ابراہیم ترکمان کو بھیجا اور اسکے ہاتھ ایک مکتوب ارسال کیا جسمین القاب مجد السلطنۃ والحشمۃ والشوکۃ
والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ تھا لفظ و خطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان سے نکلا اسمٰعیل ل شاہ
نہایت شادمان ہوا اور یہ کہا کہ اب ہمارے خاندان مین شاہی آئی اور ایلچی کو بیجاپور
مین اوتارا مرا افقت لباس کے لیے حکم دیا کہ تمام مغل زادہ سیاہ دوازدہ ترکی کا تاج سرخ
سر پر رکھیں جو کوئی تاج پوش نہ ہوگا اسکا سلام نہین لیا جائیگا اس سے زیادہ گوسفند جرمانہ
لیا جائیگا تاکہ وہ شخص دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے اسکے سر پر سے بازار مین دستار اوتارنا
اور بازاری آدمی اسکو کچھ برا کہین اس سبب سے کسی مسلمان سپاہی کا یارا نہ تھا کہ بے تاج
شہر مین آتا جاتا اور یہ بھی حکم تھا کہ جمعہ اور عیدین کے وقتون اور تمام متبرک ایام مین منابر پر
اسمٰعیل شاہ صفوی کے لئے فاتحہ سلامتی پڑھی جاوے - یہ حکم ستر برس تک جاری رہا
ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ رائے چوڑا اور مدگل دوآب کو یوسف عادل شاہ نے رائے
وجیانگر کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف مین لایا تھا مگر کمال خان دکنی کی فساد انگیزی کے
سبب ہمراج دیمراج پھر دوآب رائے چور پر متصرف ہوا سنہ ۹۲۰ھ تک اسمٰعیل عادل شاہ کو
انکے استخلاص کی کچھ فکر نہ ہوئی مگر جب اطراف و جوانب سے امرا اُس پاس جمع ہوئے - اور
امیر برید کے تصرف سے ممالک کو نکال لیا تو برسات مین قلعہ رائے چوڑا اور مدگل کے

خلاص کے لئے بیجاپور سے کوچ کیا۔ ہمراج کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ دریائے کرشنا کی کنارہ
پر آیا اور اُسنے یہان پچاس ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادے جمع کئے اسمٰعیل عادل شاہ بھی دریا کے
مقابل سات ہزار تاج پوش سواروں کے ساتھ خیمہ زن ہوا باوجود غنیم کی روز کے مقابلہ ومجادلہ کے
عیش سے غافل کیا۔ جس وقت بیٹھ کر ستا شراب کا دور چلتا۔ ایک ندیم نے نشہ مین دلکش آواز سے یہ شعر
پڑھا۔ شعر: خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز ۔ پیش ازان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
بادشاہ نے فوراً بزم عیش مرتب کی اور پری پیکروں کا ناچ شروع کرایا۔ شراب کے نشہ مین
بدمست ہوا۔ اس مین دریا سے عبور کرنے کا فکر ہوا۔ ارکان دولت سے پوچھا کہ اس درنگ کا
سبب کیا ہے انھون نے معروض کیا کہ تین سو ٹوکرے چمڑے چڑھے ہوئے موجود ہین باقی اور
چند روز مین موجود ہو جائینگے۔ غرض وہ اپنی بےعقلی اور نشہ کی حالت مین کشتیوں اور ہاتھیوں پر
دریا سے پار لشکر کو لے گیا اور صف جدال کو گرم کیا۔ دو ہزار آدمی اسکے لشکر مین تھے۔ اور
دشمن کی جمعیت تیس ہزار اور پیادے دو لاکھ سے کم نہ تھے دشمنون مین سو ایک ہزار آدمی مرے
اور سنگت رائے سپہ سالار وجیانگر نے شربت فنا پیا۔ مگر مسلمانون کا لشکر ضرب توپ و تفنگ اور
آلات آتشبازی سے عاجز ہوا اسکے پندرہ سو آدمی مارے گئے اور جو بچے وہ سراسیمہ ہو کر بھاگے
میسر نہ تھا کہ دریا سے اترتے۔ انھون نے دریا مین گھوڑے ڈالے تیرسوں بہادر اور ابراہیم بیگ
اسمٰعیل عادل شاہ کے ہاتھی دریا مین ڈالے۔ اسمٰعیل کا فیل پانی سے پار اترا باقی ہاتھی اور گھوڑے
اور آدمی بحر فنا مین غرق ہوئے۔ ایسا کمتر تاریخ مین دیکھنے مین آیا ہے کہ بادشاہ لشکر بے جمعیت
اور ایسے قوی خصم کے مقابل مین جا کھڑا ہو اور کل دولتخواہون کو قتل کرا آپ اس خرابی سے
ت مارے۔ اسد خان کے مشورہ سے شاہ بیجاپور گیا اور قسم کھائی کہ جبتک قلعہ رائے چور و
اسکے کنگرہ پر کمند تسخیر نہ ڈالونگا مجلس نشاط کے پاس نہ جاؤنگا۔ اسنے اس قسم کو پورا کیا رائچور
مدکل کو فتح کرکے شراب پینا شروع کیا اب اپنے وجیانگر کے مغلوب کرنے کے لئے نظام شاہ
بحری سے محبت و وداد ہوا اور سلطان یوسف عادل شاہ کی بیٹی یعنی اپنی بہن کا نکاح
نظام الملک سے کیا قرار یہ پایا تھا کہ صدلاپور جو سولاپور مشہور ہے اور ساڑھے پانچ

جو زین خان سے لئے گئے ہین وہ مریم سلطان کے جہیز مین دئے جا ئین مگر اسمٰعیل عادل شاہ نے انکے دینے مین تغافل کیا اس لئے اس خویشی کا اثر کچھ مرتب نہ ہوا بلکہ دشمنی بڑھ گئی۔

دوسرے سال نظام شاہ نے علاء الدین عماد شاہ والی برار سے اتفاق کرکے لشکر کشی کی اور شولاپور مین انکے قلعہ کا محاصرہ کیا اور امیر برید کو بھی کمک کے لئے بلایا۔ اسمٰعیل شاہ اگرچہ جانتا تھا کہ دشمنون پاس چالیس ہزار سوار ہین مگر وہ دس ہزار سوار لے جا کر لڑنے گیا اور دونون لشکرون مین جنگ ہوئی۔ نظام شاہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گیا۔ اسد خان لاری نے اسکا تعاقب کیا اور اسکا علم دولت چھین لیا۔ سارا بنگاہ لوٹ لیا۔ چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہیون کو ہاتھ لگا یہ اول لڑائی تھی جو خاندان عادل شاہیہ و دودمان نظام شاہیہ کے درمیان ہوئی۔ مابہ النزاع شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنے تھے۔

سنہ ۹۳۰ مین برہان نظام شاہ بحری نے علاء الدین عماد شاہ سے جنگ کی اور شکست دی دوسرے سال امیر برید سے متفق ہوکر پہلے شکست کے جبر کرنے کے لئے بیجاپور آیا اسمٰعیل عادل شاہ استقبال کرکے وہ ہر لڑنے گیا سخت لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بھی نظام شاہ نے معرکہ جنگ مین پیٹھ دکھائی۔ اسد خان لاری نے حوالی قلعہ پرندہ تک اسکا تعاقب کیا اور بیس نامی فیل چھین لیے۔

سنہ ۹۳۲ مین علاء الدین عماد شاہ سے اپنی چھوٹی بہن خدیجہ سلطان کا نکاح کردیا جس کے سبب سے انکے درمیان دوستی و یگانگت ہوگئی۔

سنہ ۹۳۵ مین ولایت برہان نظام شاہ پر بہادر شاہ گجراتی مستولی ہوا حسب الالتماس برہان نظام شاہ کے اسمٰعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار اور دس لاکھ ہون ہمراہ امیر کے اسکی کمک کو بھیجے جب بہادر شاہ گجراتی دکن سے چلا گیا اور لشکر مذکور نے بیجاپور مراجعت کی تو اس نے اسمٰعیل عادل شاہ کو سنایا کہ امیر برید ترک ان امراء سے جو برہان نظام شاہ بحری کی رفاقت مین لڑائی مین گئے تھے کہتا تھا کہ میری مدد کرو تاکہ مین بیجاپور جا کر اسمٰعیل عادل شاہ کو مقید کرون

قسمت کرون اس لئے اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر برید کی تادیب کا ارادہ کیا۔
سنہ ۹۳۰ھ مین برہان نظام شاہ بحری پاس کاردان ایلچی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ امیر برید کے
مکر و کید حد سے زیادہ گذرے آپ خوب جانتے ہین کہ اُس نے کئی دفعہ سلطان قلی قطب شاہ
سے اور وجیانگر کے رایون سے دمساز ہوکر فتنے برپا کئے ہین اور اس مخلص نے تغافل کرکے اسکے
گناہون کو معاف کر دیا ہے لیکن ان ایام مین اسکے دفع شر کو واجبات عقلی و مہمات شرعی
سے جانتا ہون۔ گرگ سے ملائمت کرنی مار سے مدارا کرنا عقل سے بعید ہی۔

قطعہ

نہ کند از در بندگی توبہ	گرگ تا نہ شکنند دندانش
کے کند مار ترک زخم زدن	تا نہ کوبند سر بہ سندانش

میری رائے ہی اگر آپ بھی اسکے ہمداستان ہون تو تادیب کی رخصت دیجئے تاکہ
اسکی تنبیہ احسن وجہ سے کی جائیگی۔ اس مدت مین برہان نظام شاہ اسمٰعیل عادل شاہ کی
امداد کا شرمندۂ احسان تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے خاطر جمع نہ ہوئی
تھی اسلئے اُس کی موافقت کی اور کہا کہ جسمین آپ کی خوشی ہو اس مین میری خوشی ہی
پس ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور آئے۔ اسمٰعیل عادل شاہ دس ہزار سوار لیکر احمدآباد
کی طرف دوڑا۔ امیر برید ترک بہت بوڑھا ہوگیا تھا۔ آنکھون سے بھی کم دکھائی دیتا
تھا تماجی برہمن اسکا وزیر تھا اس کے مشورہ سے قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید
اور فرزندون کو سپرد کی اور خود قلعہ اودگیر مین چلا گیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ نے بیدر کو چارون
طرف سے گھیر لیا اور سب سمتون مین نقب و مورچے لگائے امیر برید کے آدمی بھی اندر
خوب لڑتے۔ امیر برید کے بیٹے نے پانچ ہزار دکنی مسلح و مکمل کئے اور قلعہ سے نکلکر صف قتال
آراستہ کی۔ ماور علی برید کے تین بھائی تھے جنمین سے ہر ایک ایک لشکر کی برابر سمجھا جاتا
تھا انمین سے ایک تو مرزا جہانگیر تھی کی لڑائی مین گلبرگہ مین مارا گیا تھا دو یہان بہادرانہ
لڑکر کام مین آگئے۔ اس اثناء مین ایک طرف سے سلطان قلی قطب شاہ کی افواج نمودار

ہو گئی۔ اسد خان لاری ان سے لڑنے کے لئے مامور ہوا سید حسن عرب امیر برید کی
سپاہ کے سامنے سید حسن عرب سے خوب جنگ ہوئی۔ اسمعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی۔
دشمن کے چار سو آدمی مارے گئے اسد بیگ لاری نے قلعہ کا محاصرہ پیشتر سے بیشتر کیا اور
اسکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید اس خبر کو سنکر مضطر ہوا علاء الدین
عماد شاہ سے متوسل ہوا کہ وہ آن کر میری سابق و لاحق تقصیرات کو معاف کرائے۔
علاء الدین عماد شاہ اس سبب کہ ماہری اور ماہور اسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے اپنی امیر برید
کی طلب و اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات کا وسیلہ بنایا۔ وہ اسمعیل عادل شاہ کی خاطر
سے اودی نگر میں جہاں امیر برید تھا نہیں گیا بلکہ لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ پر
اوترا۔ عماد شاہ نے اسمعیل سے ملاقات میں کہا کہ میری غرض یہاں آنے سے صرف آپ
کی ملاقات تھی اب مجھ امید ہے کہ امیر برید کے تقصیرات جو اندازہ سے باہر ہیں آپ
معاف فرمائینگے۔ اسمعیل عادل شاہ نے کہا کہ اس جنگ میں میری قدیمی بہادر بہت مارے
گئے ہیں جبتک میں انکا انتقام نہ لے لوں آپ صلح کے لئے تکلیف نہ فرمائیں بعد ازاں
یہ دونو پادشاہ ایک ہفتہ تک جشن کرتے رہے پھر عماد شاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ جب
امیر برید نے دیکھا کہ عماد شاہ کی ملتمس نہ ہوئی تو وہ اودی گیر سے دوڑ کر عماد شاہ
پاس گیا کہ اب جس طرح ہوسکے صلح کرائے مگر اُس نے کہا کہ جبتک حصار احمد آباد و بیدر حوالہ
نہ کروگے صلح نہیں میسر ہوگی۔ امیر برید کو یہ بات گران معلوم ہوئی وہ اپنے لشکر
میں گیا اور قوی دشمن سے نڈر ہو عیش و طرب میں مشغول ہوا۔ چند آدمیوں کے سوا
کوئی پاسبانی نہیں کرتا تھا سب نوکر مارے تھکے چین و آرام کرتے تھے جب اسمعیل عادل شاہ
کو یہ خبر ہوئی کہ اپنی لشکر میں امیر برید آگیا ہے تو اُس نے اندھیری رات میں اسد خان
لاری کو حکم دیا کہ شب خون مارے جب امیر برید کے لشکر کے حوالی میں وہ آیا۔ اور
کسی شخص کی آواز نہ سنی تو اُس نے چند جاسوس خبر لانے کے لئے بھیجے اُنہوں نے خبر دی
کہ کوئی شخص چنداں ہوشیاری سے نہیں کرتا امیر برید اور اس کے پاسبان مست

بے ہوش پڑے ہیں ہم انکی تلواریں اور دستاریں اپنے اس قول کے سچ ثابت کرنے کے لائے ہیں اسد خان لاری پانچ سوار اور پچاس پیادے لیکر امیر برید کے دربار میں گیا وہاں دیکھا کہ شراب کے سبو ہر طرف لوٹے پڑے ہیں اور پاسبان بنگ و بوزہ و شراب میں مست ہوکر سو رہے ہیں۔ خود وہ امیر برید کے خیمہ میں گیا وہاں اندر بار ہر سے بھی بدتر حال تھا۔ امیر برید پلنگ پر مست و مدہوش پڑا تھا اور گویوں نے ناچنے والیوں نے شمعیں گل کی تھیں انہیں سے وہ اوندھے سیدھے پڑے تھے اسد خان اس جہاندیدہ و حاقل کار دان کی چار پائی اٹھا کر لے چلا اور اپنی فوج میں آیا۔ ابھی آدھی رات باقی تھی اسنے کہا اگر قتل و تاراج میں مشغول ہوتے ہیں تو مسلمان اور کافر کی تمیز نہیں ہو گی۔ صبح تک مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر ضائع ہو گی اب گوہر مقصود ہاتھ آگیا ہے مناسب یہ ہے کہ شبخون نہ ماریں اس شکار کو بادشاہ پاس لیچلیں غرض وہ امیر برید کے پلنگ کو لے کر چلے۔ رستہ میں اوسکو کچھ ہوش آیا تو آنکھ کھول کر جانا کہ جن مجھے اٹھائے لئے جاتے ہیں فریاد مچائی۔ اسد خان لاری نے اسکو تسلی دی کہ یہ جن کی سپاہ نہیں ہے۔ بندہ اسد خان لاری ہے پھر اسنے تمام قصہ بیان کرکے اسکو سرزنش و ملامت کی۔ کہ تیرے سر پر دشمن پڑا ہوا ور تیرا یہ من و سال ہو اس بڑائی سے شراب پینے کے کیا معنے ہیں؟۔ اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ کے دربار میں وہ دست و گردن بستہ پیش کیا گیا اور دو گھنٹے تک دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔ متقدمین و متاخرین کی تصنیفات میں ایسا واقعہ عجیب پڑھنے میں نہیں آیا کہ کسی شخص صاحب سکہ و خطبہ کو خوابگاہ میں سے اس حال سے دشمن لیجائیں اور اس کی سپاہ او رخیل غفلت سے کچھ کام نہ کریں۔ اسمٰعیل عادل شاہ اُس سے نہایت آزردہ تھا اسکے قتل کا اشارہ کیا۔ جلاد تلوار نکالے ہوئے اس کی طرف گیا وہ بہت گڑگڑایا اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے اور تمہارے باپ کی خدمت میں بے ادبیاں اور گستاخیاں بہت کی ہیں۔ اب میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے

اور اپنے واجب القتل ہونے پر خود گواہی دیتا ہون اگر آپ مجھے جان کی امان دین تو قلعہ
احمد آباد بیدر دیتا ہون جسکے کنگرے پر کسی صاحب قدرت نے ابتک تسخیر کی کمند نہین ڈالی
ہے اور اسکے ساتھ خزانے اور دفینے حوالہ کرتا ہون اسمٰعیل شاہ نے بحکم العفو زکاۃ الظفر امیر برید
کی بات کو مان لیا امیر برید نے اپنے بیٹون پاس آدمی بھیجا کہ قلعہ حوالہ کردو۔ انہون
نے باپ کو جواب دیا کہ تو بڈھا ستر ابہترا ہو گیا ہے چند روز تیری زندگی کے باقی
ہین انکے لئے ایسا قلعہ ہاتھ سے نہین دیا جاسکتا۔ غرض انکی یہ تھی کہ دفع الوقت کرین اسکے
پیچھے باپ پاس ایک معتمد بھیجا کہ اگر اُس کی جان بغیر قلعہ دئیے کسی طرح نہ بچ سکے تو ہم اس
قلعہ کو اُس کی جان پر سے صدقہ کرینگے امیر برید دل مین تو مطمئن ہوا۔ مگر ظاہر مین
بیٹون کی شکایت کی تو پھر دوبارہ اسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور مست ہاتھی آیا کہ
اسکے پانْوں تلے اسے ڈالین تو امیر برید نے کہا کہ مجھے اس برج پاس لیجاکر کھڑا کرین کہ مین اپنے
بیٹون سے خود باتین کرون۔ غرض اس نے بیٹون سے باتین کرکے اس شرط پر قلعہ حوالہ کرادیا
کہ اسکی عورتین اور فرزند دروازہ سے باہر بغیر کسی زد و کوب و تلاشی کی چلی جائین یہ
عورتین اپنی برقعون مین بہت دولت و جواہر شاہان بہمنیہ چھپا کے لے گئین۔ قلعہ مین
اسمٰعیل عادل شاہ آیا اور شکر الٰہی بجا لایا۔ اور شاہان بہمنیہ کی مسند پر بیٹھا۔ شاہزادہ ملوخان
اور ابراہیم خان کو اسد خان لاری کے ہمراہ علاء الدین عماد شاہ پاس بھیجدیا اور جو کچھ
دولت اُس کے ہاتھ آئی تھی وہ سب تقسیم کردی۔ اسمٰعیل عادل شاہ نے بیجاپور مین جاکر
امیر برید کو احمد آباد بیدر اس شرط سے دے دیا کہ قلعہ کلیان قندھار اسکے اہل کارون کو
سپرد کردے۔ امیر برید نے ان قلعون کی کنجیان نہ حوالہ کین تو سنہ ۹۳۱ مین اسمٰعیل عادل شاہ
ان قلعون کی تسخیر کا عازم ہوا مگر برہان نظام شاہ کی سفارش سے وہ اس ارادہ
سے باز رہا

جب برہان نظام شاہ کی سلطان بہادر سے خاطر جمع ہوئی اور خطاب شاہی کا
چتر پایا تو اس نے اسمٰعیل عادل شاہ کو پیغام دیا کہ بہادر گجراتی نے مملکت برار او ر

احمد آباد بیدر مجھے دئے ہین بیزار وار دولت یہ ہے کہ میری کہنے سے آپ باہر ہون
حال اور مستقبل کو ماضی پر خیال نہ کرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور جانین اسمعیل عادل شاہ
نے ایلچی کو رخصت کیا اور کہلا بھیجا کہ میدان جنگ مین آئی غرض برہان نظام شاہ پچیس ہزار
سوار اور توپخانہ اور امیر برید کو ساتھ لے کر اسمعیل بادشاہ کی سرحد پر آیا۔ اور یہ بھی بارہ ہزار
سوار لے کر اس سے لڑنے گیا اسدخان لاری نے صف جنگ کو آراستہ کیا نہایت سخت جنگ
ہوئی قاعدہ ہے کہ ایک غالب دوسرا مغلوب ہوتا ہے اسمعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی پھر
ان دونو مین آپس مین صلح ہوگئی کہ سلطان قلی قطب شاہ و برہان نظام شاہ بحری و
علاء الدین عماد شاہ اپنی اپنی ولایت پر متصرف ہون اور باہم یکدل و دوست رہین
سنہ ۹۳۵ ہجری مین اسمعیل بادشاہ نے امیر برید کو اپنا طرفدار بنالیا اور اسکو ساتھ لیکر تلنگ کو روانہ
ہوا - نلکنڈہ تلنگ کے مشہور قلعون مین سے ہے اور سرحد پر واقع ہے اسکا محاصرہ کیا -
سلطان قلی قطب شاہ خود تو اپنی دار الحکومت گلکنڈہ سے نہین ہلا مگر اہل حصار کی حمایت
کے لیئے بہت پیادے اور سوار بھیجدیئے۔ اسدخان لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان
کئی لڑائیان ہوئین اور ہر دفعہ اسدخان کو فتح ہوئی قریب تھا کہ حصار فتح ہو کہ اسمعیل عادل شاہ
بیمار ہوا گلبرگہ کو روانہ ہوا کہ روز چہارشنبہ ۱۶ ماہ صفر ۹۴۱ھ کو موت آگئی۔

امیر سید احمد ہروی سے منقول ہے کہ اسمعیل بادشاہ حلیم و کریم و سخی تھا وہ اپنی علو ہمت سے
ملک کے دخل و خرچ کو نہ دیکھتا اور اغماض کا طریقہ رکھتا۔ کبھی فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔
ہمیشہ علماء و فضلاء و شعراء سے صحبت رکھتا انکی مراعات کو واجب جانتا۔ علم موسیقی و علم شعر
مین مہارت رکھتا۔ وفائی تخلص کرتا۔ کسی نے سلاطین دکن مین سے اسکی برابر شاعری مین
سخن نہین کہا۔

صلح و فتوحات اسمعیل

اسمعیل عادل شاہ کی وفات و خصائل

ملو عادل شاہ ابن اسمعیل عادل شاہ

اسمعیل عادل شاہ کی وصیت کے موافق ملو عادل خان اسکا جانشین ہوا۔ وہ
تخت پر بیٹھتے ہی شراب خوار اور استماع نغمہ مین مصروف ہوا اور ہزل و بازی مین رات دن

گذارنے لگا وہ کام کرنے لگا کہ بادشاہون کو سزاوار نہین ہے ساری خلقت اُس سے متنفر ہونے لگی
متقی و بزرگ آدمیون کے پسرون کو خواہی نخواہی پکڑوا بلواتا ایک دن یوسف ترک شحنہ
دیوان کے بیٹے کو طلب کیا۔ باپ بیٹے کے جانے کا مانع ہوا تو ملو ایسا غضب مین آیا کہ ایک جماعت
کو بھیجا کہ اسکے بیٹے کو قہر و جبر سے پکڑ لائین اور اگر یوسف شحنہ دم مارے تو سر اسکا تن سے
اُڑا ئین یوسف شحنہ امراے تاج پوش مین سے تھا اس لئے ملو کے آدمیون کی خوب تادیب کی
عوض یولو جی دادی اور اسد خان لاری اور یوسف شحنہ کی کوشش سے ملو عادل شاہ معزول
ہوا اور ابراہیم عادل شاہ اسکا بھائی فرمان روا ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ

لکھتے ہین کہ ابراہیم عادل شاہ بڑا شجاع تھا۔ اور بے باک ایسا تھا کہ سیل کی طرح نشیب و فراز
سے نہین ڈرتا تھا۔ جیسا قہر و غضب مین اُسکا شہرہ تھا ویسا ہی حلم و خلق مین وہ بلند آوازہ تھا۔
جب سے خزانہ شاہی کی کنجی اسکے ہاتھ مین آئی تھی اجل تک لشکر کشی اور صف آرائی مین
مشغول رہا۔ بیت ملک را گر قرار خواہی داد * تیغ را بے قرار باید کرد * پر اسکا
عمل تھا۔ اس دفعہ وہ نظام الملک بحری سے لڑا اور ہر لڑائی مین وہ موجود تھا اُس نے جیتے
باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیا خطبہ سے ائمہ اثنا عشریہ کے نام نکال ڈالے اور حضرت امام
ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا۔ طائفہ امامیہ کے شعار کو برطرف کیا تاج دوازدہ ترک کہ
اس زمانہ مین سپاہ شیعہ کا شعار تھا اسکو حکم دیا پھر کوئی سر پر نہ رکھے اور پردیسی امرا مین سے
سوا اسد خان لاری اور خوش کلاہی آقا رومی اور شجاعت خان کرد کے سب کو موقوف
کر دیا۔ اور امارت سے معزول دکنی و حبشی انکی جگہہ مقرر کئے۔ نظام شاہیون اور
بادشاہون کی طرح کورہ رواج کیا
تین ہزار پردیسی نوکر خاصے کہ ہمیشہ ملازم درگاہ رہتے تھے انمین سے چار سو کو نوکر رکھا
اور باقی سب کو موقوف کیا وہ پراگندہ ہو کر گجرات و دکن و احمد نگر مین چلے گئے۔

وہ پراگندہ ہوکر گجرات و دکن و احمدنگر میں چلے گئے - ایک اور بڑا تغیر یہ تھا کہ حساب کا دفتر جو فارسی زبان میں تھا اوسکو موقوف کیا اور اسکی جگہ مرہٹی میں حساب مقرر اس خیال سے کیا کہ تمام دہات کے محاسبین اور مال کے کاموں کے افسروں و خزانچیوں کی زبان مرہٹی تھی - اس بادشاہ کے عہد کا واقعہ عظیم یہ ہی کہ سنی و شیعہ کے باہمی فساد کے سبب مرہٹوں کا اقبال چمکا - ہندو بالکل احمدنگر اور بیجاپور کے شاہوں کے ایسے مغلوب ہوگئے کہ سر نہیں اٹھا سکتے تھے - انکا راج دیوگیری کا بالکل محکوم اور رعیت بنگیا تھا - مگر مرہٹوں کی ملازمت پر مسلمان اعتماد کرتے تھے - یوسف عادل شاہ نے بارہ ہزار پیادوں کا افسر ایک مرہٹی کو مقرر کیا - بعد اسکے ان کو دیسیوں میں ملازمت کے صیغہ میں بڑا حصہ ملا - مسلمان انکو برگی کہتے تھے - انکے لڑنے کی وضع ایسی تھی کہ وہ دشمنوں پر تاخت و تاراج خوب کرتے تھے - رات کو دشمنوں کے لشکر میں چوروں کی طرح جا کر جانداروں کی جانوں کا نقصان بہت کرتے تھے - اس بادشاہ نے بہت دفعہ دشمنوں کی غارت گری کے لیئے انکو بلوکیا رام راج والی وجیانگر بھی آدمیوں کو بھیجکر اکثر مغلوں کو شالت کے ساتھ اپنے پاس بلاتا تھا

ابراہیم عادل شاہ کی عہد سلطنت میں وجیانگر کی سلطنت تہ و بالا ہوئی - اس میں بڑی بڑی سازشیں اور بہت خونریزیاں ہوئیں جنکی داستان بڑی ہولناک ہے اس میں وہ انقلاب ہوا جو ہندوؤں کی سلطنت میں اکثر ہوتا ہے کہ راجہ کے خاندان سے وزیر کے خاندان میں سلطنت منتقل ہوتی ہے نہایت قدیمی زمانہ سے ایشیائی شاہی خاندان میں ہمیشہ کی تاریخ چلی آتی ہی کہ انکا قلم مصنف ... اپنے میں بیوفا اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں اور وہ سلطنت کو برباد کر دیتے ہیں - کبھی آپ ملک کے مالک ہو جاتے ہیں - کبھی غیروں کو ملک دلا دیتے ہیں -

دیورائے کا وزیر تما (تیما) تھا - جب دیورائے مرگیا تو اسکا بیٹا کوئی اتنا بڑا نہ تھا کہ وجیانگر کے راج کا کام کافی کرسکتا - تما نے اسکے ایک چھوٹے بچے کو تخت پر بٹھایا اور اوسکے نام سے خود سلطنت کرنے لگا - جب اس لڑکے میں سلطنت کرنے کی قابلیت پیدا ہوئی تو وہ

وجیانگر کی سلطنت میں انقلاب ہونا -

وزیر کا ...

مار ڈالا۔ اسی طرح تین بچون کو بعد ایک دوسرے کے تخت پر بٹھایا اور انکو مار ڈالا کسی کا مقدور نہ تھا جو کچھ دخل دیتا۔ تما کی مٹھی مین سارا خزانہ تھا سپاہ پر وہ حکمران تھا۔

اس اثنا مین تما نے اپنے بیٹے رام راج کا بیاہ دیو راے کی پوتی سے کیا جس سے رام راج کو تخت نشینی کا حق ایک طرح کا پیدا ہوا۔ تما کی ساری سازشون کا جزو اعظم یہ امر ہوا آخر کو رام راج راجہ ہوا۔ اور محل کے تاریک مکانون مین سگینا ہون کا قتل ہوا شاہی خاندان کے تمام ذکور قتل ہوئے۔ مگر سادہ لوح نربل اور ایک بچہ جس کی ننہال اس خاندان مین تھی بچگئے۔

رام راج تخت پر بیٹھ گیا اور کوئی اسکا مانع و مزاحم نہین ہوا۔ اگر وہ امرا اور اعیان سلطنت کے ساتھ وہ سلوک برتتا جو راجاؤن کو چاہیے تو عمر بھر راج کرتا مگر اسکا دماغ ایسا آسمان پر چڑھا کہ امرا کے ساتھ نخوت سے پیش آیا۔ جس سے انکو ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ انہون نے اس غاصب کو معزول کرکے راجہ کے خاندان مین سے کسی کو راجہ کرنا چاہا۔

اب رام راج کی سلطنت اور جان دونو معرض خطر مین آئین اس نے اپنے تئین اس طرح بچایا کہ امرا کی درخواست کے موافق راجہ کے خاندان مین سے ایک بچہ کو تخت پر بٹھایا اور لڑکے کے ماموں کو جسکا نام ہوج نربل راج تھا اور جنون سے خالی نہ تھا امارت کے درجہ پر مقرر کیا اور اس طفل کی پرورش اسکے سپرد کی اور اس سے عہد و پیمان کرلیے خود اس نے امراے سرکش کو تباہ کیا اور کوئی اثر انکا باقی نہین رکھا اور اپنے غلامون مین سے ایک کو قوی ہیکل بجانگر اور راے تراد لو اسکے حوالہ کیا اور خود ان راجاؤن کے استیصال مین مصروف ہوا جو شاہی کے مانع تھے اور آراستہ سپاہ لے کر اطراف ممالک مین گیا اور تین کئی ایک ساہوکارون کو ستایا۔ ان اطراف کے حصارون مین سے ایک حصار کا محاصرہ کیا تھا اس محاصرہ کو طول ہوا جو زر ساتھ لایا تھا وہ سب اٹھ گیا اس لیے اپنے غلام کو لکھا کہ بیجا پور سے لاکھ ہون وہ بھیجے۔ غلام نے جو خزانہ کو دیکھا اسکے منہ مین پانی بھر آیا جواہر اور خزانے بے شمار نظر آئے۔ دل مین اس نے علم بغاوت بلند کیا اور نبیرہ

اجی پیالے کو گھر سے نکال کر راجہ بنایا اسکے ماموں اور بھوج نربل راج کو اپنے ساتھ متفق کر
اپنے تئین وزیر بنایا اور خیل و حشم کے تیار کرنے مین مشغول ہوا۔ وہ رائے کہ رام راج
سے خائف تھے بہت جلد آن کر وارث ملک سے مل گئے۔ بیجانگر مین آیا جمعیت عظیم کی
بھوج نربل راج نے اس غلام کو اس بہانہ سے مارڈالا کہ وہ رام راج کا یار و یاور ہے
اعتماد کے قابل نہین ہے رام راج سے صلح چاہی۔ رایون نے بیچ مین پڑکر یہ تجویز
کی کہ پائے تخت بیجانگر تو رائے زادہ پاس رہے اور جو ولایت کہ رام راج کے تصرف مین
بالفعل ہے وہ اس پاس رہے اسپر رام راج دم بخود ہو رہا۔ رائے اپنی اپنی ریاستون کو
گئے رائے زادہ کے دیوانہ ماموں کو سروری کا خبط ہوا اسنے خواہرزادہ کا دم گھونٹ
کر مارڈالا اور خود مسند شاہی پر ہو بیٹھا اور غرور و نخوت کو اپنا پیشہ بنایا اور چھوٹی بڑی
امیرون کے ساتھ بد معاشی شروع کی۔ امراء نے اس سے متنفر ہو کر رام راج سے ابواب
دوستی کشادہ کئے اور اسکے آنے کی درخواست کی۔ جب بھوج نربل راج کو اس امر کی اطلاع
ہوئی تو اسنے چھ ۶ لاکھ ہون نقد اور تحائف ابراہیم عادل شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور
کمک کی التماس کی اور وعدہ کیا کہ ہر منزل پر ایک لاکھ ہون نذر دونگا۔
سنہ ۹۴۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ بیجانگر کی طرف روانہ ہوا۔ رام راج نے ابراہیم عادل شاہ
کی لشکر کشی کا سبب معلوم کرکے مکر و تزویر سے یہ تدبیر کی کہ ایک نامہ بھوج نربل راج
کو لکھا جسمین اپنی اطاعت کا اور اپنے کئے کی پشیمانی کا اظہار تھا اور یہ پیغام تھا کہ اگر سپاہ
اسلام اس مرز بوم مین قدم رکھیگی تو انکے گھوڑون کے سمون کے صدمہ سے ہماری
گھر اور معابد انہدام ہونگے اور شاہان بہمنیہ کے زمانہ کی طرح سب امیرون اور غریبون کے
بچے اسیر و دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ معتمد آدمی ابراہیم عادل شاہ پاس
بھیجکر مراجعت [illegible] التماس کرو اسکے بعد بندہ آیندہ فرمان بری کے لئے موجود
ہے بھوج نربل [illegible] کا پایا تھا۔ وہ رام راج کے دم مین آگیا اور چوالیس لاکھ ہون
نقد لیکے [illegible] فتح ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر معاودت کی التماس کی

بھوج نربل راج کا امداد ابراہیم عادل شاہ سے چاہنا

ابراہیم عادل شاہ کی غرض فقط ہوج نرپل راج کی رفاہیت تھی اس لئے اسنے مبالغ مذکور
لیکر مراجعت کی اب ہی وہ دریائے کرشنا سے اترنے نہ پایا تھا کہ رام راج اور کل امرا نقض عہد
کرکے باد و برق کی طرح بیجانگر مین آئے اور تمام اندرونی خیل وحشم کو جو شہر کی محافظت کرتے
تھے بعض کو طمع زر دیکر اور بعض کو تہدید کرکے ہوج نرپل راج سے برگشتہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ
اسکو گرفتار کرکے اسکے حوالے کرین تاکہ اس سیو رائے زادہ کے خون کا قصاص لیا جائے۔ اس
صورت مین ہوج نرپل راج نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے نکل گیا اور فرار کی راہ محض مسدود ہے تو
اسنے تمام گھوڑون کی کونچین کاٹین اور ہاتھیون کو اندھا کیا۔ جواہر جو از قسم یاقوت و
الماس و زبرجد وغیرہ قرنون کے اندوختہ تھے چکیون مین انکو پیس کر آٹا بنایا اور خاک مین
ملایا جسوقت دروازہ بانون نے دروازون کو کھولا اور رام راج شہر مین آیا ہوج نرپل راج
نے اپنے سینہ مین خنجر مار کر اپنے تئین ہلاک کیا تو رام راج بے منازعت وجیانگر کے تخت پر بیٹھا
ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال پر آگاہ ہوکر اسد خان لاری کو تمام لشکر کے ساتھ
قلعہ دونی کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ اس اثنا مین رام راج کا بھائی وینکٹادری سوار اور
پیادے لیکر اسد خان لاری کے مدافعہ کے لئے آیا۔ اسد خان محاصرہ چھوڑ کر اس سے
لڑنے گیا۔ جنگ صعب کے بعد اسد خان بخوف کے سے عنان موڑ ہی اسکا تعاقب سات
فرسنگ تک دشمنون نے کیا اتنے مین رات ہوگئی لشکر منہزم و منکسر سے ایک فرسنگ پر
وینکٹادری آن کر سو رہا کہ اسد خان لاری نے چار ہزار سوار لیکر اس پر شبخون مارا۔
اول دشمنون نے بہت ہاتھ پاؤن مارے مگر مسلمانون کی توپ [illegible] کرنے سے
دشمنون نے فرار پر قرار اختیار کیا۔ بیجانگریون کے بڑے ہاتھی وینکٹادری کے زن
فرزند وغیرہ اسد خان کے ہاتھ آگئے۔ وینکٹادری نے اپنے [illegible] لندہ سوار و پیادہ جمع
کرکے اسد خان کے لشکر سے چھ فرسنگ پر اپنا خیمہ گاہ بنایا او [illegible] عریضہ مین کیفیت
واقعہ لکھ کر رام راج پاس بھیجکر کمک طلب کی اسنے لکھا کہ ا [illegible] افہ کے راہون
سے فرصت نہین ہے جس طرح تجھ سے ہوسکے اسد خان ا [illegible] کرکے اپنے

زن و فرزند کو خلاص کرلے۔ غرض اسنے اسد خان سے صلح کرلی۔ ابراہیم عادل شاہ نے گھوڑے
ہاتھی جو لڑائی مین ہاتھ لگے تھے وہ اسد خان لاری کو دیدیئے اور اسکے قدر و جاہ کے پایہ
بلند کیا۔ اس سے یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی رکھتا تھا اسکو اسد خان
لاری پر رشک و حسد پیدا ہوا اسنے پادشاہ سے خلوت مین عرض کیا کہ اسد خان
لاری اتحاد و فا ہی کے سبب سے برہان نظام شاہ سے اخلاص رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ
قلعہ بلگوان (بلگام) اسکو دیکر اسکا حلقہ بگوش بنے۔ ابراہیم عادل شاہ نے جھوٹ
سچ کی تحقیق بغیر حاسد کی بات کا یقین کرلیا اور یہ ٹھیرایا کہ شاہزادہ علی کی ختنہ مین
اسکو بلگوان سے بلاکر مقید کرنا چاہیئے مگر یہ بات کھل گئی جب اسکی طلب کا فرمان
پہنچا تو اسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور نہ آیا تو پھر اسکے مسموم کرنے کا ارادہ ہوا
اسکا اثر بھی کچھ مرتب نہ ہوا پھر یوسف ترک شحنہ کو بلگوان کے ہمسایہ مین جاگیر دی گئی
کہ بوقت فرصت وہ اسکو تزویر و حکمت سے اسیر و دستگیر کرے۔ غرض اس طرح اسد خان
لاری اور یوسف ترک شحنہ مین سخت جنگ ہوئی جسمین اسد خان لاری کا پلہ بھاری
رہا۔ یوسف ترک شحنہ ابتر و پریشان بھاگا۔ اظہار التفات کے لیئے ابراہیم عادل شاہ
یوسف ترک شحنہ کو مقید کیا اور اسد خان لاری کو لکھا کہ اس کی بے ادبی سے ہماری
خاطر نہایت آزردہ ہے۔ تم اسکو جو چاہو سزا دو۔ اسد خان لاری معاملہ سے خبر
رکھتا تھا اس نے لکھا کہ تقصیر بندہ سے واقع ہوئی ہے امید عفو ہے۔

۳ اسد خان لاری

۹۴۴ھ مین برہان نظام شاہ امیر برید کو ہمراہ لیکر احمدنگر سے چلکر حوالی پرندہ مین
خواجہ جہان دکنی سے ملا اور ساڑھے پانچ پرگنے زین خان کے کہ شولاپور کے تحت مین
تھے عادل شاہیہ آدمیون کے قبضہ سے نکالے گئے اور خواجہ جہان دکنی کے آدمیون کو
حوالہ کیئے جب برہان نظام شاہ بلگوان (بلگام) کے حوالی مین آیا تو اسد خان چھ
ہزار سوارون کے ساتھ اس سے ملا جس سے برہان نظام شاہ مستظہر ہوا اور اسنے غارت
کی آگ مملکت عادل شاہیہ مین بھڑکائی۔ علاء الدین عماد شاہ نے اسد خان لاری کی

۴ برہان نظام شاہ کی لشکرکشی

صفائی ابراہیم عادل شاہ سے کرائی وہ اس پاس چلا گیا۔ سلطان ابراہیم نے اسکو گلے لگایا اسکا منصب جاہ زیادہ کیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ امیر برید کا انتقال ہوا شاہ طاہر نے واسطہ بن کر صلح کرادی نظام شاہ نے ساڑھے پانچ پرگنے شولاپور کے عادل شاہیوں کے حوالہ کئے اور ہر ایک اپنے مقام کو چلا گیا۔

سنہ ۹۵۰ھ میں ابراہیم عادل شاہ نے عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سے نکاح کیا۔ برہان نظام شاہ نے شولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنوں کے نکلجانے کی غیرت کے مارے استراحت اور آرام کو اپنے اوپر حرام کیا تھا۔ اسلئے امراج وجمشید قلی قطب شاہ سے لطائف الحیل کیساتھ اتفاق کیا اور علی برید اور خواجہ جہان دکنی کو ساتھ لیا اور ساڑھے پانچ پرگنوں پر متصرف ہوا قلعہ شولاپور کا محاصرہ کیا اور ولایت کی سرحد کو خراب کیا۔ کئی دفعہ ابراہیم عادل شاہ کی سپاہ کو شکست دی جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک سے ولایت بیجاپور پر لشکر کشی کی اور پرگنہ کاکنی میں ایک حصار نہایت مستحکم بناکے ولایت تلمیر کتا بدہ متصرف ہوا اور قلعہ تیگیر کا محاصرہ کیا۔ اور ایسے ہی برہان نظام شاہ کی ولایت سے امراج اپنے بھائی وینکلنادری کو سپاہ گران کے ساتھ قلعہ رائچور کی تسخیر کیلئے بھیجا ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ اسکی مملکت کی کشتی چار موجہ بلا میں گرفتار ہوئی سب سے اول ان بلاؤں سے آنکھیں بند کر حیرت میں غوطہ کھایا۔ اسد خان لاری کو بلگاؤن (بیلگام) سے بلایا اس نے بتایا کہ حقیقت میں برہان نظام شاہ دشمن ہے اور سب اسکے طفیل سے اس ملک کے متعرض ہوئے ہیں۔ اول برہان نظام شاہ کے فتنہ کا انتظام کرنا چاہیئے پھر اوروں کے دفع کرنے کا علاج کرنا چاہیئے۔ برہان نظام شاہ کا علاج یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنے جو مایۂ نزاع ہیں اسکو دیدئے جائیں پھر نہایت فروتنی اور تواضع کے ساتھ ایک نامہ رامراج کو بھیجنا چاہیئے اور پھر اوروں پاس بھی تحائف الحیون کے ہاتھ بھیجنے چاہئیں کرناٹک کی سلاطین تھوڑی تواضع سے بہت خوش ہو جائینگے اور دوستی کا دم بھرنے لگینگے خصوصاً رامراج کہ جسکا اپنا ملک اب تک خلل سے خالی نہیں۔ اور اطراف کی رائے اسکی ــــ سے

منازعت کرنے کو بیٹھے ہین وہ مصالحہ کریگا۔ جب اُسکا خرخشہ مٹجائیگا تو جمشید قلی کا دفع کرنا میرا
کام ہی۔ اسد خان لاری کی تدبیرون پر عمل ہوا اور وہ سب چلی گیئن۔

اب ابراہیم عادل شاہ نے اسد خان لاری کو بہت لشکر کے ساتھ جمشید قلی قطب شاہ کی خبر
لینے کے لئے بھیجا۔ اسد خان نے اول قلعہ کاکنی کو جسے قطب شاہ نے بنایا تھا محاصرہ کیا۔ اور بجبر وقہر
سے لے لیا اور بیخ وبن سے اُکھاڑ کر پھینک دیا اور کوئی نشان اسکا باقی نہ رکھا۔ پھر وہ قلعہ
تنگیر کی طرف متوجہ ہوا جمشید قلی نے حوالی قلعہ گلکنڈہ میں اسد خان لاری سے مقابلہ کیا اور لشکر
تلنگ کو شکست ہوئی اور جمشید قلی اسد خان کی تلوار سے زخمی ہوا اسد خان لاری فتح پاکر بیجاپور
مین آیا۔

سنہ ۹۵۵ھ مین امراج کی تحریک سے برہان نظام شاہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا اور
اسکا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ لشکر جمع کرکے اسکے مقابلہ کے لیئے روانہ ہوا اور بھیورہ (بھیما)
ندی کے کنارہ پر پہنچا۔ برہان نظام شاہ کی سپاہ کنارہ پر ایسی محیط تھی کہ اُس کو دو تین مہینے
تک عبور کرنے نہ دیا ابراہیم عادل شاہ نے تنگ ہوکر برسات کے آخر مین جبراً وقہراً دریا سے
عبور کیا اور فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اور ابراہیم کو فتح ہوئی اور دشمن کے گھوڑے ہاتھی ہاتھ
آئے۔ اس فتح سے ابراہیم کا دماغ عرش پر پہنچا اور شراب کے نشہ مین برہان نظام شاہ
اور اسکے ایلچیون کو گالیان دیتا اور ارباب دخل کو تھوڑے سے قصور پر مارتا باندھتا۔

سنہ ۹۵۶ھ مین برہان نظام شاہ و لایت علی برید مین قلعہ اوسہ و قندہار کی دار و گیر مین
مشغول ہوا۔ علی برید نے عادل شاہ کو قلعہ کلیان دیکر اُس سے کمک چاہی۔ ابراہیم عادل شاہ
اسکی مدد کو دوڑا گیا اور چھ مہینے مین دو دفعہ شکست فاحش پائی اور اثاثہ سلطنت کھویا ابراہیم
عادل شاہ نے ان شکستون کا سبب یہ خیال کیا کہ اسکے نزدیک مقربون اور ارباب دخل دو رنگی
اُسنے دو تین مہینے مین چالیس ہندون اور ستر مسلمانون کو مار ڈالا۔ خلائق اسکے اوضاع
سے متنفر و خائف ہوئی ۔ بعض نے یہ قرار دیا کہ اسکے بھائی شہزادہ عبد اللہ کو تخت پر بٹھائین
نتیجہ یہ پہلے اسے کہ ارادہ قوہ سے فعل مین آئے اسکے کان تک پہنچ گئی تو اُس نے اور

اسد خان لاری اور جمشید قلی قطب شاہ کی لڑائی — برہان نظام شاہ اور ابراہیم عادل شاہ کی لڑائی — ۹۵۵ھ ۱۵۴۸ع

بازار سیاست کو گرم کیا اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ شہزادہ عبداللہ مشکل سے بھاگ کر
بندرگووہ مین گیا اور پرتگیزون سے پناہ مانگی انہون نے اسکی عزت و احترام مین کوشش کی
ابراہیم عادل شاہ کسی ظاہری تقصیر بغیر اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور سمجھا کہ یہ سب شکستین
نفاق سے ہوئی ہین۔ اس پاس پروانہ التفات و میوہ بھیجنے کی جو رسم تھی اسکو برطرف کیا۔
اسد خان لاری نے یہ عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجا۔

ے چہ شد چہ شد کہ بدینسان رمیدہ از من + چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدہ از من۔

اس بے اعتنائی کا سبب کیا ہوا اور اس بے التفاتی کی وجہ کون ہے ے

گر گناہے کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن + ور نہ بے موجب نشاید دوستان آزردنی

ارباب غرض نے جو کچھ میری تقصیرات کو آپ کے کان تک پہنچایا ہے مین ہر ایک بات کو
سو دفعہ اعتراف کرون۔ مگر تہمت سے بیخبر ہون۔ اور گرگ یوسف کی طرح بے گناہ ہون جو کچھ
وہ میری نسبت کہتے ہین نہ وہ میری زبان پر گذرا نہ میرے دل مین آیا نہ میرے عقیدہ مین
ہے مضرت اعدا سے بچنے کے لیئے بندہ اپنے حصن مین رہا اور حضور کی خدمت مین نہ پہنچا جو ظاہر
ہوا اس بات کو کوتاہ نظر آدمیون نے میری حرامخوری بتلایا اگر حضور براحم و عاطفت خسروانہ
حاضری کے لیئے اشارہ فرماوین تو مین دشمنون کی مخذولی و شرمندگی کے لیئے حضور کی خدمت
مین حاضر ہون ابراہیم عادل شاہ نے پھر اسپر التفات کیا اور اسکے متعلقین کو اچھی طرح
بلگام بھیجنا چاہتا تھا کہ شاہزادہ عبداللہ کا فساد کھڑا ہوا جسکے سبب سے انکے بھیجنے مین التوا ہوا
شہزادہ عبداللہ کا قصہ اس طرح ہے کہ جب وہ بھائی کے جلاد غضب سے بھاگ بندرگووہ
مین گیا اور پرتگیزون نے اسکو اپنے سر پر بٹھایا تو بیجاپور کے بعض آدمیون کے اغوا سے اسنے
برہان نظام شاہ بحری و جمشید قلی قطب شاہ سے خصوصیت پیدا کی اور مدد کی التماس کی
وہ ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان لاری کی رنجش سے واقف تھے یہ اسکے معزول کرنے اور
شہزادہ عبداللہ کے نصب کرنے پر متفق ہوگئے۔ اور ولایت بیجاپور پر متوجہ ہوئے
ادھر پرتگیزون پاس آدمی بھیجکر شہزادہ عبداللہ کو بلایا کہ بیجاپور کے تخت پر بٹھاوین پرتگیزون نے

عبداللہ کے سر پر چتر رکھا اور برہان نظام شاہ و جمشید قلی قطب شاہ نے اسد خان لاری پاس
پیغام بھیجا کہ ابراہیم عادل شاہ کی ناہنجاری حد سے گذری اور آپ بھی اس سے دلگیر ہین
ہم چاہتے ہین کہ اسکی جگہہ عبداللہ کو تخت پر بٹھائین اور آپ کو اسکا اتالیق بنائین آپ ہمارے پاس
آئین - اسد خان لاری اس درخواست سے نہایت خفا ہوا تو برہان نظام شاہ اس کی مدد
سے مایوس ہوا مگر تھوڑے دنون مین یہ خبر آئی کہ اسد خان بیمار ہی تو برہان نظام شاہ نے
ایک برہمن کو مخفی بہت سا روپیہ دیکر بیلگام مخفی بھیجا کہ وہ اہل قلعہ سے ایسی سازش کرے کہ اسکے
مرنے پر یہ قلعہ اسکو حوالہ کر دین - اسد خان لاری اپنی حالت بیماری مین اہل قلعہ کے ارادہ سے
واقف ہوا تو اس نے اس برہمن اور ستر اور اسکے شریکون کو جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا قبول
کیا تھا مار ڈالا - اس سبب سے یہ شہرت ہو گئی کہ سلطان لاری ابراہیم عادل شاہ کا طرفدار
ہے تو سب نے شہزادہ عبداللہ کی خدمت کا عزم فسخ کیا - بندر گوہ کے پاس جو شاہزادہ کی
جمعیت ہوئی تھی وہ اس خبر سے درہم و برہم ہو گئی اور اکثر آدمی اس سے جدا ہو گئے -
جب اسد خان نے اپنے مرض کو مرض الموت جانا تو ابراہیم عادل شاہ کو بلایا وہ اس سے
ملنے چلا - راہ ہی مین تھا کہ اسد خان کے مرنے کی خبر اس پاس آگئی - شاہ اسی رات بیلگام
مین گیا اسکے پسماندون پر نوازش کی اور اسکی سب متروکہ پر متصرف ہوا - پرتگیزون نے
شاہزادہ کی جمعیت کو پریشان ہوتے دیکھا تو وہ اسکو پھر گوہ مین لے گئے اور بادشاہون
نے بھی اپنے اپنے مقام مین کوچ کیا -

اسد خان

اسد خان لاری مین فراست و کاردانی کے اوصاف تھے وہ ضبط و ربط و حل و عقد مین بے مثل
تھا اسکے ساتھ بیجانگر کے راے اور اور شاہ یاری رکھتے تھے - مکاتبات اور ہدایا بھیجتے تھے
اسباب جاہ و حشمت و زر و جواہر اس قدر اس کی سرکار مین تھے جنکا حساب کرنا دشوار
ہے - سو من چاول اور پچاس بھیڑین و ایک سو مرغ روز کا دستر خوان تھا - اسنے قبا
و زین و خنجر کو ایجاد کیا - ہاتھی پر زین رکھ کر اور اسکے منہ مین لگام دیکے سوار ہوتا اسی کا

اختراع تھا۔ ہاتھی و بستہ آہنی سے جیسا کہ چاہئیے مطلع نہین ہوا اس لئے اس اختراع نے شہرت
نہین پائی اور اسکا رواج نہ ہوا۔ ابراہیم عادل شاہ نے اپنی بیٹی مہتاب بی بی کا نکاح
علی برید سے کرکے اسکو اپنا دوست بنالیا۔

برہان نظام شاہ اور رام راج کے درمیان دوستی ہوگئی۔ اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ
نے رام راج کے ایلچیون کے ساتھ جو اس پاس تھے ایسا سلوک کیا کہ وہ پریشان ہوکر بیجانگر
کو بھاگ گئے اور انہون نے رام راج سے کہا کہ برہان نظام شاہ سے جو آپ کی دوستی ہوئی
ہے اس وجہ سے ابراہیم عادل شاہ نے ہمکو قتل کیا ہوتا ہم بڑی کوشش سے یہان بچکر آئے ہین
رام راج ان اوضاع سے آشفتہ ہوا۔ برہان نظام شاہ کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے اپنے
باپ کے خلاف انکی دوستی سے زیادہ ابراہیم عادل شاہ کی دوستی کو پسند کیا ہے مناسب
یہ ہے کہ اسکی تادیب کی جائے اور قلعہ کلیان پر تصرف کیا جائے۔ برہان نظام شاہ نے
قلعہ کلیان کو جاکر محاصرہ کرلیا۔ مگر یہان قحط کے غلبہ کے سبب محاصرہ کو چھوڑکر
احمدنگر چلا گیا اسکا حال واقعات نظام شاہیہ مین بھی بیان ہوگا۔

سنہ ۹۵۹ھ رام راج رائے چور کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بھی اس سے
جاکر ملا۔ دونو بادشاہون نے رائچور کو امان دیکر لے لیا۔ مدکل کے قلعہ والون نے یہ خبر سنکر قلعہ کی
کنجیان رام راج پاس بھیدین اس نے یہ قلعے اپنے معتمد آدمیون کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے
بھائی کو لشکر گران کے ساتھ برہان نظام شاہ کی ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو تسخیر کرین
رام راج اپنے دارالملک کو گیا۔ برہان نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو ضرب توپ سے
توڑ پھوڑ کر لے لیا اور پھر اسکو تعمیر کرکے ایک معتمد کو سونپ دیا اور خود احمدنگر مین آیا۔
برہان نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد اسکا جانشین حسین شاہ ہوا اور اسمین
اور ابراہیم عادل شاہ مین دوستی ہوگئی اور سرحد پر ملاقات ہوئی اور عہد و پیمان
ہوئے اور اپنے گھرون کو گئے مگر یہ محبت جلد خصومت سے بدل گئی حسین نظام
شاہ کے خوف سے خواجہ جہان دکنی بیجاپور مین آیا اسکی سلسلہ جنبانی سے قلعہ

نظام شاہ اور عادل شاہ کے معاملات

شولاپور کے استخلاص کی فکر مین براہیم ہوا۔ اُس نے رام راج سے موافقت پیدا کی سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری سے متوہم ہوکر برہان عماد شاہ برار پاس چلا گیا تھا۔ اسکو بھی دلفریب وعدے کرکے ابراہیم عادل شاہ نے اپنے پاس بلا لیا اور اسد خان لاری کی جگہ اسکو تفویض کی اور نقد و جاہ و منصب جاگیر سے سرفراز کیا۔ اسی ہنگامہ مین خواجہ جہان دکنی نے شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ کے سر پر تاج رکھا وہ اسکی پناہ مین آیا تھا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ اول اسکو احمدنگر کے تخت پر بٹھائے اور پھر شولاپور کی تسخیر کو جائے۔ سپاہ بیجاپور کوچ کرکے شاہزادہ علی کو بارہ ہزار سوار نظام شاہی کے ساتھ سرحد کی طرف روانہ کیا یہ سوار حسین نظام شاہ کے غضب سے ڈر کر بیجاپور مین آئے تھے اور احمدنگر کے اکابر اور اشراف کو نامے بھیجکر شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے پر ترغیب دی مگر نظام شاہی آدمیون مین سے کسی ایک نے اُس طرف توجہ نہین کی۔ حسین نظام شاہ برہان عماد شاہ کا کمکی لشکر لیکر سرحد کی طرف متوجہ ہوا ابراہیم عادل شاہ نے برخلاف عادت چھہ ہزار ہون سپاہ مین تقسیم کیے اور سیف عین الملک کے استظہار پر جنگ کا عازم ہوا۔ شولاپور کے میدان مین ایسی لڑائی ہوئی کہ اُس زمانہ مین ایسی نہین ہوئی۔ کسی نے ابراہیم عادل شاہ سے جاکر کہدیا کہ سیف عین الملک نے گھوڑے سے اُتر کر اپنے صاحب قدیم کو سلام کیا اور بیڑہ پان کا لیا کہ مجھے گرفتار کرکے اسکے حوالہ کرے۔ ابراہیم عادل شاہ نے کچھ جھوٹ سچ کی تحقیق نہ کی میدان جنگ سے چلا گیا سیف عین الملک نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچا اور ابراہیم عادل شاہ کے پیچھے گیا جب اس نے سیف عین الملک کو دیکھا کہ وہ پیچھے آیا تو یہ جانا کہ وہ مجھسے لڑنے آتا ہے۔ جلد بھاگ کر بیجاپور مین داخل ہوا۔ سیف الملک کو موقوف کر دیا اور کہدیا کہ جہان چاہو چلے جاؤ۔ اسلئے سیف عین الملک اور ابراہیم عادل شاہ کی لڑائی ہونے لگی۔ ابراہیم عادل شاہ کا لشکر اس سے تین دفعہ لڑا اور تینون دفعہ شکست فاحش پائی۔ تیسری دفعہ میدان جنگ مین وہ خود چتر لگائے موجود تھا

کہ سیف عین الملک نے کہا کہ جس فوج میں چتر ہو اس سے لڑنا نہیں چاہیئے تو ایک ستہ یزدی مرتضیٰ انجو نے کہا کہ چتر جنگ نہیں کرتا اس نے لڑنے کے لیئے گھوڑا اٹھایا اور دشمن کو شکست دی اور ابراہیم عادل شاہ کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑی کہ رام راج کو سات لاکھ ہون بھیجین اسنے اپنے چھوٹے بھائی وینکٹادری کو دشمنون کے دفع کرنے کے لئے بھیجا سیف عین الملک نے اسپر شبخون مارنے کا ارادہ کیا۔ وینکٹادری کو جب یہ ارادہ معلوم ہوا تو اسنے سب چھوٹے بڑون کو حکم دیا کہ ایک پارچہ چوب جسکا طول ساڑھے دس گز ہو لیکر اسکے سرے پر لتہ تیل مین بھگو کر لگاؤ اور رات کو جسوقت غوغا برپا ہو سب بتیون کو روشن کردین سیف عین الملک کو اسکی خبر نہ ہوئی اوسنے صلابت خان کو اور دو ہزار سوارون کو لیکر شب خون مارا تو ہیجانگریون نے ان فلیتون کو روشن کرکے رات کا دن بنادیا اور ہزارہا سپاہ کو مارا اور سیف عین الملک و صلابت خان کو بھگایا سیف عین الملک لشکر نظام شاہیہ کی طرف

انہیں دنون مین ابراہیم عادل شاہ امراض متضاد۔ ناسور۔ بواسیر۔ وزلق الامعاء۔ تپ مطبقہ۔ و دوران سر مین گرفتار ہوا جس طبیب کے علاج سے کچھ اثر مرتب نہ ہوتا اسکو مار ڈالتا۔ اس سبب سے یہان تک نوبت پہنچی کہ اسکی ولایت کے سارے حکیم جلاوطن ہوئے اور دوا فروشون نے اپنے پیشہ کو ترک کرکے دکانین بند کردین وہ دو سال تک بیمار رہا سنہ ۹۶۵ھ مین مرگیا۔ اس کی شاہی ۲۴ سال چند ماہ تھی اسکی اولاد مین دو بیٹے علی اور طہماسپ تھے۔ علی ولیعہد تھا اور طہماسپ کا بیٹا ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا۔ ایک بیٹی جناب بی بی علی برید کی زوجہ اور دوسری بیٹی ہدیہ سلطان مرتضیٰ نظام شاہ کی منسوبہ تھی

ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

ابراہیم عادل شاہ باپ کا مذہب چھوڑ کر شیعہ سے سنی ہوا تھا۔ علی عادل شاہ باپ کا مذہب ترک کرکے سنی سے شیعہ ہوا وہ باپ کے مرنے کے بعد جانشین ہوا۔ وہ بیجاپور سے باہر جہان بادشاہ ہوا تھا وہان قصبہ شاہ پور آباد کیا۔ اسنے دادا پردادا کے

طریقہ کے موافق خطبہ ائمہ اثنی عشری کا پڑھوایا اور اذان مین لفظ علی ولی اللہ کا بڑھایا ایسی اور ولایتون سے علماء و فضلاء اور ارباب کمال کو بلایا اسکو باپ سے ورثہ مین خزانہ ڈیڑھ کروڑ ہون کا ہاتھ آیا تھا وہ تھوڑے دنون مین خلق کو دیدیا۔

اوّل سال جلوس مین اس نے قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہیون کے ہاتھ سے نکالنا چاہا اسلئے اس نے رام راج سے اتحاد کو ایسا بڑھایا کہ جب رام راج کا بیٹا مرگیا تو اسکی تعزیت کے لئے خود گیا۔ ۹۶۲ھ مین بیجاپور مین واپس آیا اور حسین نظام شاہ پاس ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ دونو قلعے شولاپور اور کلیان کے عنایت کیجیے اور دوستی و اتحاد کو قائم رکھیئے۔ نہین تو میرے لشکر کے کوچ سے رعایا خراب ہوگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ حسین نظام شاہ نے اس پیغام پر درشت سخن کہے علی عادل شاہ نے اپنے حلم کا رنگ زرہ بنایا تھا۔ نظام شاہیون کی طرح اسکا رنگ سنہرا یا اور ۹۶۵ھ مین رام راج کو کمک کے لئے بلایا۔ احمد نگر کی طرف اُس نے کوچ کیا۔ حسین نظام نے قلعہ کلیانی دیکر علی عادل شاہ سے صلح کرلی۔ رام راج اور علی عادل شاہ اپنے اپنے دار الملک کو چلے گئے۔ حسین نظام شاہ قطب الملک سے اتحاد پیدا کیا تو علی عادل شاہ نے پھر رام راج سے استعانت لی اور وہ پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بیجاپور کو چلا۔ قطب الملک کا قاعدہ تھا کہ وہ جانب غالب کا طالب تھا وہ رام راج اور علی عادل شاہ سے جاملا۔ یہ دیکھکر حسین نظام شاہ احمد نگر کو دوش کر بھاگا۔ علی عادل شاہ نے اسکا تعاقب کیا تو وہ جنیر مین چلا گیا۔ تینون بادشاہون نے احمد نگر کا محاصرہ کیا اور چارون طرف ملک غارت کرنے کے لیئے آدمی بھیجے۔ بیجانگر کے ہندو ن نے ملک کو خوب لوٹا۔ عمارات کو اکھیڑا اور جلایا مساجد مین گھوڑے باندھے اور انکی چھتون کو جلایا۔ مصاحف کو جلایا۔

ابیات

ہمہ شہر و بازار احمد نگر ۔۔۔ شد از صدمۂ قہر زیر و زبر
ہمہ کشتہ شد طعمۂ چارپائے ۔۔۔ نماند اندر آن ہیچ خیری بجائے

محاصرہ نہایت سختی سے ہوا۔ محاصرین نے خوب اسکا مقابلہ کیا۔ وہ اس امید مین تھے کہ برسات دشمنون کو پرے ہٹا دیگی۔ انکی امید پوری ہوئی کہ جب مینھ برسنے لگا تو آذوقہ اور غلہ مین کمی ہوئی۔ قطب شاہ محصورین کی مدد غلہ سے کرتا تھا۔ علی عادل شاہ نے محاصرہ کو چھوڑا اور پانچ چھہ منزل چلا تھا کہ کشور خان نے بیجانگر کے ہندوؤن کا تنبلا دیکھ کر علی عادل شاہ سے کہا کہ شولاپور کا محاصرہ اس وقت مناسب نہین ہے اس لئے کہ اگر وہ مفتوح ہوگا تو یقین ہے کہ رام راج ہمکو نہین دیگا بلکہ وہ ممالک مین طمع کرکے فتنہ عظیم اٹھائیگا بہتر ہوگا کہ فتح عزیمت کرکے نلدروگ مین قلعہ نہایت مستحکم بنا ئین اور اسکے استظہار سے بتدریج قلعہ شولاپور کو فتح کرین۔ علی عادل شاہ نے اس تجویز کو مان لیا اور قلعہ کی دیوارین گچ وسنگ سے برسات مین بنالین اور اسکا نام شاہ درگ رکھا۔ یہان سے تینون بادشاہ اپنے اپنے ملک کو رخصت ہوے۔

دفعہ اول مین عادل شاہ نے جو حسین نظام شاہ بحری سے بہ تنگ آکر رام راج سے مدد طلب کی تھی تو یہ عہد تھا کہ عداوت دینی کے سبب سے اہالی اسلام کو مضرت جانی نہ پہنچائین اور دستبرد اور دستگیر نہ کرین اور مساجد کو خراب کرین مومنون کے ننگ و ناموس کے متعرض نہ ہون لیکن اسکے خلاف ان سے ظہور مین آیا۔ احمد نگر مین ہندوؤن نے مسلمانون کی تخریب و تعذیب مین اور انکی حرمت کی ہتک مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔ جسکا اوپر بیان ہوا انہون نے مسجدون مین اکثر کی بت پرستی کی۔ باجے بجانے گانے گاے۔ علی عادل کو یہ باتین ناگوار ہوئین مگر اُن کو منع کی قدرت نہ تھی وہ تغافل کرتا تھا سوا اسکے رام راج مسلمان بادشاہون کو جزو ضعیف جانتا تھا انکے ایلچیون کو آنے نہ دیتا تھا اگر عنایت کرکے انکو بلاتا تو بیٹھنے نہین دیتا تھا۔ انکو خود سوار ہو کر پیدل پا برکاب کچھ دور لے جاتا تھا۔ اور بہت انتظار کے بعد انکو سوار ہونے کا حکم دیتا دوسری دفعہ جب لشکر کا کوچ نلدروگ کی طرف ہوا ہے تو رام راج کے سپاہی مسلمانون سے استہزا اور تمسخر کرتے تھے

اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب وہ تم بھدرہ پر آیا تو اس نے اپنی سپاہ کثیر
ونیکٹاوری کے ماتحت عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ ممالک کی تسخیر کے لئے بھیجی اس وجہ
سے کہ دونو نظام شاہ کو اپنا دشمن جانتے تھے اور اسکی مقاومت کی طاقت نہین
رکھتے تھے ناچار ہر ایک نے اپنے ملک کا کچھ حصہ اسکو دیا اور نہایت فروتنی کے ساتھ
صلح کی علی عادل شاہ نے تو ولایت اتگیر اور باگری کوٹ دیکر صلح کی اور ابراہیم
قطب شاہ نے قلعہ کویل کنڈہ اور پانگل اور گنبوا۔ ونیکٹاوری کو دیکر سر پر سے بلا کو
ٹالا۔ کامراج کا استیلا بڑھتا گیا اور وہ عادل شاہیہ ملک کو دباتا رہا۔ علی عادل شاہ
انتقام کے درپے ہوا۔ خردمندان صاف رائے اور وزرائے عقدہ کشا مثل محمد کشور خان
و شاہ ابو تراب شیرازی نے معروض کیا کہ آپ نے جو بیجانگر کے ہندوؤن کے زیر کرنے
کا ارادہ کیا ہے وہ عین صواب ہے لیکن یہ بات جبتک نہین ہو سکیگی کہ اہل اسلام شاہان
دکن باہم اتفاق نہ کرینگے۔ رامراج پاس لشکر وحشم بہت ہی اور اس کی مملکت کا طول
ساٹھ بندر گاہون سے اور بہت سے قلاع و بلاد سے قریب بارہ کروڑ ہون کے آتا
ہے اور اوسکی صولت و سطوت لوگون کے دلون مین بیٹھی ہوئی ہے ایسے شخص سے تنہا
مقابلہ کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ ان بادشاہون کے درمیان آپس مین ایلچی
دوڑے اور سب کے نزدیک یہ امر مسلم ہوا کہ سلاطین اسلام متحد ہو کر طریق موافقت
اور اتحاد کو مسلوک رکھین تاکہ قوی دشمن کے ہاتھ سے بچین اور سلطنت محفوظ رہے
اور کرناٹک کے سارے راجہ جو بیجانگر کے راجہ کے مطیع ہین انکا دست استیلا ممالک اسلام
سکے اس سے کوتاہ ہو اور بہت قوی اور دلیر رام راج کے شر سے رعیت کو جو
خدا کی امانت ہی محفوظ رکھین وہ بار بار اس ملک مین آنکر نہایت خیرہ ہو گیا ہے
غرض سب نے اسپر اتفاق کیا حسین نظام شاہ بحری نے علی عادل شاہ سے اپنی
بیٹی چاند بی بی کا نکاح کیا اور قلعہ شولاپور جہیز مین دیا۔ غرض شاہان دکن مین
باہمی اتحاد پر قسم و عہد ہو گیا۔ اب علی عادل شاہ نے رام راج پاس ایلچی بھیجا

پرگنہ اتیگری وناگر کوٹ اور قلعہ رائے چور و مدکل کو طلب کیا۔ رامراج نے ایلچی کو درشتی سے بیجانگر سے نکالدیا تو علی عادل شاہ نے حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ و علی برید کو ہمراہ لیکر جہاد کا ارادہ کیا ۹۷۲ھ مین وعدہ کے موافق چارون بادشاہون نے حوالی بیجاپور مین ملاقات کی اور ۲۰ ماہ جمادی الاوّل کو یہان سے لڑنے کے ارادہ سے کوچ کیا اور کئی روز مین تالی کوٹ مین پہنچے۔ اس لڑائی کا نام مسلمانون کی تاریخ مین تالی کوٹ کی لڑائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اکثر بادشاہون کا صدر مقام یہان تھا ورنہ لڑائی کرشنا کے جنوبی کنارہ پر یہان سے بیس کوس پر واقع ہوئی ہے۔ رائے بیجانگر کو ان سلاطین کے اتفاق کی اور انکے لشکر کے آنے کی خبر ہوئی تو اصلا اسکو تزلزل نہ ہوا اور کوئی بات فروتنی کی زبان پر نہ لایا۔ بلکہ ان کے ساتھ جنگ کو بہت آسان کام سمجھا۔ اوّل اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھیون اور ایک لاکھ پیادون کے ساتھ بھیجا کہ آب کرشنا پر پہنچ کر گھاٹون کو بند کرے اور پھر منجھلے بھائی وینکٹادری کو بہت لشکر کے ساتھ روانہ کیا انہون نے اہل اسلام کے گذرنے کے لئے گھاٹون کو روکا۔ رامراج نے اطراف کے رایون کو اپنے ساتھ لیا۔ اور سپاہ بیکران کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہر معبر پر دیوار کھینچکر آتشبازی لگا رکھی تھی۔ اہل اسلام نے یہ تجویز کی کہ اپنے مقام سے تین منزل پرے ہٹے تو ہندون نے جانا کہ وہ کسی اور معبر سے عبور کرینگے تو وہ اپنے مقام سے ہٹ کر انکے سامنے آئے مسلمانون نے پھر کر اس معبر سے جہان سے گئے تھے عبور کیا اور یہان سے پانچ کروہ پر رامراج کا لشکر تھا وہان لشکر اسلام آیا شاہان اسلام نے دوسرے روز بارہ علم بارہ اماموں کے کھڑے کئے اور صفین باصفا آراستہ کین میمنہ مین علی عادل شاہ اور میسرہ مین علی برید و ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے زینت دی اور آتشبازی کے ارابون کا زنجیرہ باندھا اور قاعدہ و دستور کے موافق جنگی فیلان مست کو جابجا کھڑا کیا۔ رامراج نے بھی صف آرائی کی میمنہ مین تمراج کو

ابراہیم قطب شاہ کی برابر کھڑا کیا۔ اور میسرہ مین وینکٹادری کو علی عادل شاہ کی مواجہ مین مقرر کیا اور قلب مین خود حسین نظام شاہ بحری کے روبرو کھڑا ہوا اور دو ہزار ہاتھی اور ایک ہزار ارابۂ توپخانہ کو جابجا ترتیب و قاعدہ سے لگایا۔ جب دوپہر ہوئی سنگاسن پر رام راج بیٹھا جب سکو لوگون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے کہا تو اسنے کہا کہ ان بچہ اطفال مین سواری اسپ کی احتیاج نہین ہے یہ جماعت اب بھاگتی ہے غرض یہ ہے اسلام و ہنود کے لشکر تیغ و تیر و نیزہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگے لڑائی نے کئی پلٹے کھائے۔ مگر آخر کار مسلمانون کو فتح ہوئی اور رام راج کو ایک فیلبان پکڑ کر لایا اور نظام شاہ نے اسکا سر اڑا دیا۔ رام راج کا لشکر بھاگا مسلمانون کے لشکر نے تعاقب کیا۔ اس قدر ہندؤن کو مارا کہ کئی کوس تک زمین انکے خون سے سرخ ہو گئی اور بیجانگر سے دس کروہ تک اسکا پیچھا نہ چھوڑا اس قدر زر و جواہر ہاتھ آیا کہ بحر و کان کی طرح اس سے لشکر اسلام مستغنی و بے نیاز ہو گیا ہر شخص کو غنیمت مین جو کچھ ہاتھ لگا تھا وہ اسکو دیدیا۔ مگر ہاتھی اس سے لے لیا گیا۔ منشیون نے فتحنامے لکھ کر اطراف مین تمام معمورن ہاتھو بھیجدیئے۔ حوالی بیجانگر تک لشکر اسلام نے جا کر بڑی بڑی عمارات کو مسمار کیا اور بتخانون اور کاشانون کو ڈھا کر زمین کا پیوند بنایا۔ بہت سے بلاد اور قریون کو ویران کیا بعد ازان وینکٹادری برادر رامراج جو معرکہ سے جان سلامت لے گیا تھا اور ایک گوشہ مین چھپا ہوا تھا اس نے آدمی بھیجکر اپنی زاری اور عاجزی کو ظاہر کر کے تمام قلاع و بقاع عادل شاہیہ و قطب شاہیہ واپس کئے اور نظام شاہ بحری کو سب طرح خوش کیا پانچوں نے اپنی مسند دولت کو مراجعت کی۔

غرض ۱۵۶۵ء میں سے تالی کوٹ پر ایسی لڑائی ہوئی کہ اس نے دکن مین ہندؤن کی سلطنت کو مردہ کر دیا۔ وجیانگر کا راج پھر نہ بنپا۔ اس مین یہ سکت کبھی نہ آئی کہ وہ مسلمانون کی سلطنت کی مزاحمت کرتا۔ بلدۂ وجیانگر ایسا خراب اور ویران ہو گیا تھا کہ وینکٹادری نے اسکی تعمیر مین اصلاح نہین کی اور شہر پنگنڈہ مین اپنا دار السلطنت

سیزر فریڈرک جو شہر وجیانگر میں اس لڑائی کے دو برس بعد آیا وہ یہ بیان کرتا ہے
کہ رامراج کو جو شکست ہوئی تو اسکا سبب یہ تھا کہ دو مسلمان سپہ سالار جو اسکی فوج میں تھے
جنگ میں اس سے دغا کر کے اٹھے اسے لڑنے لگے (ان سرداروں کا نام نہ بتانا اس
بیان کو پایہ صداقت سے گراتا ہے) شہر کو چھ مہینے تک مسلمان لوٹتے رہے اور
سب جگہ گڑے دبے خزانے ڈھونڈھتے رہے - مکان کھڑے تھے مگر خالی تھے دارالسلطنت
وجیانگر سے پنکنڈہ میں منتقل ہو گیا تھا شہر میں باشندوں کا پتا نہ تھا وہ وہین
چلے گئے تھے - شہر کے گرد و نواح میں چوروں کا ایسا غلبہ ہو گیا تھا کہ سیزر فریڈرک کو
مجبوری چھ مہینے وجیانگر میں مدت مقررہ سے اور زیادہ رہنا پڑا - جب وہ گووہ کو
چلا تو اسکو ہر روز یہ چوروں کو کچھ بھینٹ دینی پڑتی تھی -

رامراج کی وفات کے سو برس بعد وجیانگر کی تاریخ کو برہمنوں نے بالکل معکوس کر دیا
انہوں نے ایسی کہانیاں گھڑ دیں جنمیں مسلمانوں کی فتح کا کہیں ذکر نہیں آتا
بلکہ یہ بیان ہوتا ہے کہ وجیانگر کے راجہ کے وہ ملازم تھے اور اسکے حکم سے ہمیشہ تو
ریاستوں میں حکومت کرتے تھے انہیں سے ایک ہاتھیوں کا دوسرا گھوڑوں کا تیسرا
پیلوں کا چوتھا پتھر کا سردار تھا - آگے اسکی کچھ تفصیل نہیں - یہ بھی بے ربط اور
بے تکی کہانی ہے ---

حسین نظام شاہ بحری فوت ہوا اسکا ولیعہد بڑا بیٹا مرتضی نظام بحری جانشین ہوا
علی عادل شاہ کو فرصت ملی کہ وہ جنوب میں اپنی سلطنت کو وسعت دے وہ ایک
سپاہ لیکر قلعہ اناگندی کی طرف چلا تاکہ اناگندی میں ترراج پسر رامراج کو پنکنڈہ
میں مسند نشین کرے اور وینکٹادری کو معزول کرے جو قوی ہو کر رامراج کا
جانشین اسکے بیٹے کو محروم کر کے ہو گیا تھا یوں اپنا مطلب حاصل کرے کہ اناگندی
کو حاصل کرے اور وجیانگر پر خود متصرف ہو وینکٹادری کو جب اس امر کی اطلاع
ہوئی تو اس نے مرتضی نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ ہمایوں کو لکھا کہ یہ

ممالک حسین نظام شاہ بحری نے مجھے عنایت کی تھی مگر اب علی عادل شاہ اسکی طمع کرتا ہی
اور چاہتا ہے کہ خود لے لے۔ اب مین امیدوار ہون کہ آپ عنایت کرکے دستگیری
فرمائین اور اس بلا سے چھڑائین۔ خونزرہ ہمایون نے باستدعا ابراہیم قطب شاہ مرتضی
نظام شاہ کو لیکر بیجاپور کی طرف لشکر کشی کی اور بیجاپور کا محاصرہ کر لیا۔ ابراہیم قطب شاہ علی عادل شاہ نے
اتنا کندی سے بازگشت کی اور بیجاپور مین چلا آیا جسکے سامنے دشمن کا لشکر موجود تھا۔
چند روز تک اس شہر سے باہر لڑائیان ہوئین۔ آخر خونزرہ ہمایون نے مصلحت دیکھا
اور اپنے بیٹے کو لیکر احمدنگر چلی گئی۔

دوسرے سال ۹۷۴ھ خونزرہ ہمایون کے التماس سے علی عادل شاہ نے نظام شاہ و ... متحد
ہوکر ولایت برار پر لشکر کشی کی اور اس ملک کو لوٹ مار کرکے بیجاپور مین آیا اور اس شہر کے گرد
ایک حصار کی گچ اور سنگ سے بنانے کی تیاری کی۔ محمد کشور خان کے اہتمام سے وہ تین سال
مین تمام ہوا۔ اس سبب سے کہ خونزرہ ہمایون کی حکومت سے اور اسکے بھائیون کی
بے اعتدالیون سے نظام شاہ کی سلطنت کی رونق شکستہ ہوئی تو علی عادل شاہ کو
بعض ممالک نظام شاہیہ کی ہوس ہوئی۔ محمد کشور خان کو اسد خان لاری کا منصب علم دیا۔
اس علم پر شیر شرزہ کی صورت منقش تھی اور ۹۷۵ھ مین اسکو بیس ہزار سوارون کے ساتھ
سرحد نظام شاہیہ کی طرف مامور کیا اس نے سرحد پر بعض پرگنات قصبہ گنج تک قبضہ کیا۔
امرائے نظام شاہی اسکی مدافعت کے لئے آگئے انکو اس نے قصبہ مذکور مین شکست دی اور
یہان پرگنات کے ضبط کے لئے ایک قلعہ نہایت مضبوط بنایا اور اسکا نام دارور (دھارور)
رکھا اور اسکو توپ و ضرب زن و بان و تفنگ سے بھر دیا اور اس مملکت سے دو سال
محصول اگھایا اور قلاع و بقاع کی تسخیر مین کوشش کر رہا تھا کہ ناگاہ مرتضی نظام شاہ
مین اپنی ماں کے استیلا سے خاطر جمع کرکے دفع مضرت پر متوجہ ہوا۔ محمد کشور خان نے قلعہ کو
آلات آتشبازی سے درست کیا۔ عین الملک اور انکس خان و نور خان علی عادل شاہ
نے اوسکی مدد کے لئے بھیجا تھا وہ ان سے متفق ہوکر اسباب رزم کے تہیہ مین مصروف ہوا

لیکن یہ جماعت کمال نامردی سے یا نفاق کے سبب جو انکو محمد کشور خان سے تھا بغیر لڑے متفرق
ہو گئی۔ اور محمد کشور خان سے کہا کہ ہم کو مرتضی نظام شاہ بحری سے جنگ کرنے کی تاب نہین
ہم احمد نگر مین جا کر پایۂ تخت نظام شاہیہ مین خلل ڈالتے ہین تاکہ مرتضی نظام شاہ مضطر
ہو کر قلعہ داری سے ہاتھ کھینچے اور ہمارے پیچھے دوڑے۔ مرتضی نظام شاہ نے قسم کھائی
تھی کہ وہ رکاب سے پاؤن نہین اتاریگا۔ جبتک قلعہ نہین فتح کر لیگا۔ اُسنے قلعہ پر تیر و تفنگ کا
مینھ برسایا۔ ایک تیر محمد کشور خان کے لگا اور اسی وقت ہلاک ہوا اور قلعہ مرتضی کو ہاتھ
لگ گیا اور علی عادل شاہ سے اُس نے اپنے تمام پرگنے چھین لیئے۔ خواجہ میرک پسر
اصفہانی کہ جسکو آخر مین خطاب چنگیز خانی ملا وہ عین الملک اور نور خان کی جانب احمد نگر کو
آیا۔ اس نواح مین سخت جنگ ہوئی جس مین خواجہ میرک فتحیاب ہوا اور عین الملک قتل
اور نور خان دستگیر ہوا اور لشکر ابتر ہو کر بیجاپور مین آیا۔ اس سال مین عادل شاہ کے
لشکر کو صدمہ عظیم پہنچا اور اس کی تمام سعی و کوشش نابود ہو گئی۔

انھین مہینون مین علی عادل شاہ نے قلعہ گووہ کی استخلاص کے لیئے اور پرتگیزون کے
برباد کرنے کے لیئے کوچ کیا بہت سے آدمی مارے گئے اور بے نیل مرام بازگشت کی
شاہ ابوالحسن کی رہنمونی سے قلعہ اودنی کی تسخیر کا عازم ہوا اور انکس خان کو آٹھ ہزار سوار
اور پیادے و توپخانہ دیکر اس طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کا والی رام راج کی
طرف سے تھا مگر وہ خود مختار صاحب سکہ ہو گیا تھا وہ مدافعت کے درپے ہوا۔ کئی
دفعہ انکس خان سے لڑا۔ لڑائیون مین مغلوب ہوا۔ غایۃ آذوقہ قلعہ مین لے گیا اور حصار کیا
جب محاصرہ کو طول ہوا تو امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ یہ قلعہ ایک قلہ کوہ پر واقع تھا۔
بہت رفیع و وسیع تھا۔ خوشگوار پانی کے چشمے اس مین تھے۔ بیورلے کے باپ دادا
سے جو تخت وجیانگر پر راجہ قدم رکھتا تھا وہ شاہان اسلام کے خوف سے اس کا
استحکام کرتا تھا چنانچہ اسکے گیارہ حصار تھے۔ علی عادل شاہ اس قلعہ کو فتح کر کے اور
قلاع و بقاع کی تسخیر مین لگا اور خواجہ میرک چنگیز خان سے سرحد پر اُس نے

ملاقات کرکے یہ قرار دیا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری تو ولایت برار پر متصرف ہو اور
علی عادل شاہ ممالک بیجانگر ملک برار کی مقدار کے موافق اپنے تصرف مین لائے۔
تاکہ ایک دوسرے کی ولایت باعتبار وسعت کے مزیت نہ پائے۔
سنہ ۹۸۱ھ مین قلعہ طورگل پر لشکر کشی کی۔ جو رام راج کے حملون مین اسکے ہاتھ سے نکل
گیا تھا اور رامراج کے مرنے کے بعد وجیانگر کے ایک سپاہی ونکٹی بیسورائے نے اسکو
اپنے لئے فتح کیا تھا سات مہینے تک محاصرہ رہا اسکے بعد ونکٹی بیسورائے نے قلعہ کو اور
اپنے تئین حوالہ کیا علی نے اسکو بہت بری طرح سے مارا پھر شاہ قلعہ دھاروار کی تسخیر کا
عازم ہوا یہ کرناٹک کے مشہور قلعون مین سے ہے اس وقت رام راج کے ایک
امیر کے پاس تھا ہر سال کچھ ہاتھی بلتم راج کو دیتا تھا اور اب اس نے بہت قوت
وشوکت حاصل کی تھی مصطفیٰ خان اردستانی امیر جملہ وکیل السلطنت تھا اسکی سعی سے
چھ مہینے مین یہ قلعہ فتح ہوگیا اور بادشاہ نے سات مہینے یہان قیام کرکے اسکے حواشی و
حوالی کو باغیون کے خس و خاشاک سے پاک کیا اب مصطفیٰ خان کی تجویز سے بادشاہ نے
بنکاپور کی تسخیر کے لئے جنبش کی یہان رامراج کا تنبول دار ویلپہ رائے حاکم تھا جس نے
قلعہ بنکاپور پر غلبہ پاکر قلعہ جبرہ اور چندر کوٹی کرور کے راجون کو اور اور قلعون کو اپنا
محکوم بنایا تھا تو وہ بادشاہ کے آنے کی خبر سنکر قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے بیٹے کو
ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا تاکہ فرصت کے
وقت لشکر اسلام کے آگے پیچھے تاخت کرکے انکے پاس غلہ اور آذوقہ نہ پہنچنے دے اور ونکٹادری
برادر رامراج کو عریضہ بلگوان کو بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ مین نے جو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کی اس سے نادم و پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقر و معترف ہون اس
وقت کہ بادشاہ اسلام بنکاپور کی تسخیر کا عازم ہوا ہے اگر آپ میری جرائم کو معاف
فرمائین اور خود میری امداد کو اس طرف آئین یا بعض امرائے کبار کو میری کمک کے لئے
بھیجین تو یقین ہے سپاہ اسلام کی دستبرد سے مین ایمن رہون اور مین عہد کرتا ہون

کہ اسکے بیٹین ہمیشہ مطیع رہونگا اور کبھی نافرمانی نہین کرونگا اور ہر سال فلان مقدار کا مال
خزانہ مین داخل کرتا رہونگا ونیکٹاوری نے جواب دیا کہ تو رام راج کے مقربون مین سے
تھا تیری سرکشی و تمرد کی شامت سے اور امراء کی مخالف اور سرکش ہوکر ممالک پر متصرف
ہوئے شاہان اسلام نے بلدہ پن کندہ (بلکنڈری) اور چندرگری مجھے دیئے ہین جن کے
حفظ و ضبط سے عاجز ہون - اگر تو جانے کہ سونے چاندی و جواہر و مروارید دینے سے
صلح ہو جائیگی تو اسمین بخل نہ کرتا اور اگر صلح کسی صورت سے نہ ہو تجھے چاہئے کہ جتنے جتنے
بن سکے حوالی و حواشی سگہ رایون کو اپنے سے ایسا راضی و خوشنود کرے کہ وہ تیرے بیٹے
کے ساتھ اتفاق کرکے وقت بوقت مسلمانون کے لشکرگاہ کے گرد تاخت و غارت کرکے
انکو چین نہ لینے دین اور راتون کو اپنے پیادون کو چورون کے طور پر انکے لشکرگاہ مین
بھیجین کہ جوان کو انسان حیوان ہاتھ لگے اسکو کٹارون سے بے جان کرین مین نے اس
باب مین فرامین ان رایون کے نام لکھے ہین جو تیرے ہمسایہ مین - - - رہتے ہین
اگر وہ انکو مانینگے تو تیری تقویت اور مدد مین سعی کرینگے فہو المراد وہ اپنے لئے کام کرینگے
ورنہ یقین ہے کہ قلعہ بیجاپور چھین جانے کے بعد ارباب اسلام اور قلعون کو تسخیر کرینگے
اگرچہ اس جواب سے طلب کو بالکل مایوسی ہوئی مگر ضرورت کے سبب سے اس نے
وارث مملکت کے ارشاد کے موافق قلعہ جرہ - چندرکوٹی اور قلعون کے رایون کو اپنے
ساتھ متفق کیا کہ اسکے بیٹے کی بیعت نہج مذکور کے موافق عمل مین لائین - اس سبب سے
عادل شاہ کے لشکر مین غلہ کا قحط ہوا ہر رات کو فریاد مچتی کہ چورون نے اُن اُن
آدمیون کو مارا اکثر تانک کے پیادے کہ انہون نے جان کی کچھ قدر نہین کرتے تھے اور لنگوٹے تنگ
کی طرح مین برہنہ ہوتے تھے اور اپنے بدن پر تیل ایسا ملتے تھے کہ کوئی انکے بدن کو
پھسلنے کے سبب سے پکڑ نہین سکتا تھا جہان انکو فرصت ملتی وہ جاکر گھوڑون اور
آدمیون کو جو سامنے آتا قتل کر ڈالتے اور باہر بھاگ جاتے ہرچند شاہی لشکر کے آدمی
انکے شر کو دفع کرتے مگر کامیاب نہ ہوتے - محاصرہ اوٹھنے کو تھا کہ مصطفی خان نے قحط کا

اور چورون کا علاج اس طرح کیا کہ امرائے برگی کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا
کہ وہ دشمن کے لشکر کے مقابل ہو کر کسی کو لشکر اسلام کی راہون کی مزاحمت نہ کرنے دین۔
اور آٹھ ہزار پیادے لشکر مین ایک ایک گز کے فاصلہ پر مقرر کر دیئے کہ جہان تک طاقت بشری ہو
لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور کہین غفلت کے سبب سے چور لشکر مین گھس آئے اور
لشکر مین غل غپاڑہ ہو تو کسی چور کو زندہ باہر نہ نکلنے دین رات کو کوئی سپاہی لشکر
سے باہر نہ جاتا۔ جو چور لشکر مین داخل ہوتا وہ جان سلامت باہر نہ لے جاتا۔ اسطرح
چورون کی شرارت سے بالکل عافیت ہوئی اور مخالف کے لشکر کے آسیب سے نجات ہوئی
اور غلہ اور لشکر کی تمام ضروریات اطراف و جوانب سے اس قدر آئین کہ سب چیزونکی
نہایت ارزانی ہو گئی ایک سال تک امرا برگی اور پسر بلب اور اور رایون سے سخت
لڑائیان ہوتی رہین۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ ارباب اسلام خاطر جمع سے
قلعہ کو گھیرے رہے۔ ہر روز لڑ کر قلعہ کے ابواب دخول و خروج کے بند کرنے مین تقصیر نہین
کرتے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشباری مین کچھ کسر نہین رکھتے۔ اس اثنا مین پسر بلب اجل طبعی
سے مر گیا۔ اس سبب سے اہل قلعہ دل شکستہ ہوئے اور بلب غمناک ہوا محاصرہ پر سترہ
مہینے گذر گئے۔ ذخیرہ مین کمی ہوئی۔ ان حدود کے رائے بھی بہت تنگ ہو کر اپنے اپنے گھر
چلے گئے اہل حصار نے شاہ سے جان و مال و اہل و عیال کی امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔
بلب کرناٹک مین گیا بادشاہ قلعہ مین آیا اس نے اذان بطریق مذہب امامیہ دلوائی
اور ایک بتخانہ عظیم توڑ کر اسکی جگہ مسجد کی بنیاد کا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا مصطفیٰ کو خلعت خاص عنایت
کیا اور اس طرف کے بہت سے پرگنے اور قصبات اس کی جاگیر مین دیئے۔
بادشاہ نے بنکاپور کی فتح کے بعد چار مہینے مین مملکت بنکاپور کا جیسا کہ چاہیئے انتظام کیا۔
اور بعد ازان قلعہ مین انکر نشاط و انبساط مین مشغول ہوا مصطفیٰ خان کو بیس ہزار
سوار و خزانہ و توپ خانہ و قورخانہ دیکر قلعہ چرہ و چند کوتی کی تسخیر کے لیئے بھیجا جب
یہ سید قلعہ چرہ پر آیا تو یہان کے راجہ نے اطاعت قبول کی اور باج و خراج دینا قبول کیا

یہان سے وہ چندر کوٹی گیا۔ یہان کا راجہ مقابلہ کے لئے تیار ہوا مصطفی خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا
اور امراے برگی کو بھیجا کہ جو راے اہل قلعہ کی مدد کے لئے آتے ہین انکا مقابلہ کرے۔ چودہ مہینے
مین قلعہ کو سنہ [illegible] مین طوعاً و کرہاً تسخیر کیا اور علی عادل شاہ بیجاپور سے اس قلعہ مین آیا۔
یہان تین مہینے رہ کر بیجاپور مین آیا مصطفی خان چندر کوٹی مین سرحد کی حفاظت کے لئے
رہا۔ پادشاہ نے اپنی مہر اوسکو حوالہ کی اور حکم دیا کہ جس وقت کسی فرمان پر اہل دیوان
کا سکہ لگایا جاوے تو وہ بیجاپور سے چندر کوٹی مین بھیجا جاے اگر اسکا مضمون مصطفی خان
کے نزدیک معقول ہوا اور وہ بجویز اوسکو معقول ہو تو وہ مہر پادشاہ کی کرکے دارالملک
مین بھیجدے ورنہ موقوف و معطل رکھے۔

دوسرے سال مصطفی خان کی عرضداشت آئی کہ پہلے پہاڑ پر قلعہ چندر کوٹی بنا ہوا تھا
اور اب وہ دامن کوہ پر مسطح بنایا گیا ہے پادشاہ قلعہ کے پرانے مقام کو آنکر ملاحظہ فرمائے
اگر قدیمی مقام پسند کرے تو قلعہ وہان بنایا جاے پادشاہ آیا اور اس نے وہ مقام پسند
کیا قلعہ ایک سال مین تیار ہوا اور پادشاہ پھر اسکو دیکھنے گیا۔ شنکر نائک پادشاہ کی
ملاقات کو آیا اور اس نے درخواست کی کہ میرے ملک کی سیر فرمائے علی عادل شاہ
نے اسکی درخواست قبول کی اور چندر کوٹی مین اپنی سپاہ چھوڑکر اور مصطفی خان اور
پانچہزار سپاہ کو لیکر قلعہ کرور مین گیا۔ یہ قلعہ کوہستان مین واقع ہے جسمین درختون کا
ہجوم ہے کہ آنے جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ ایک سوار سے زیادہ نہین جاسکتا۔
اس موضع ہولناک مین اکثر آدمی دلگیر ہوکر مراجعت کے خواہان ہوئے پادشاہ
نے لوگون کے کہنے سے اس جگہ کا قلعہ شنکر نائک کو دیدیا اور خود چندر کوٹی
مین چلا آیا مصطفی خان نے دولتخواہی کے سبب کہا کہ مینے بڑی مشکل سے شاہ سے
بازگشت کی اجازت دلائی ہے اگر اپنی سلامتی اور بھلائی چاہتے ہو تو سب
رایون سے اتفاق کرکے باج و خراج دینا قبول کرو تاکہ پادشاہ کی خاطر سے ان
ممالک کے قلاع کی تسخیر کا ارادہ دور کرا دون۔ جرہ کے سوا نائک اور پارسی پورنی

اور بعض والیان ملک سات نگر تانک کے کہنے سے پادشاہ کی خدمت مین آگئے۔ اور
پیش کش مین ساڑھے سات لاکھ ہون روپئے اور ہر سال ساڑھے تین لاکھ ہون خراج
دینا قبول کیا ہر ایک کو خلعت شاہانہ دیا گیا اور وہ اپنے گھرون کو رخصت ہوئے
اور خراج معمولی ادا کرتے رہی اور مخفی مصطفی خان کو بھی اپنی سلامتی اور نجات کے لئے
جو اسکی عنایت اور توجہ پر موقوف تھی تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت زیر جد
اور جواہر دیتے رہے۔ کہتے ہین کہ عادل شاہ نے ان رایون کو رخصت کے وقت
خلعت دیئے تھے۔ تورانی ہردیوی وبھر دیوی اور رانی باسلو کے لئے زنانہ خلعت دیئے
تو ان سورما عورتون نے ان خلعتون کو قبول نہین کیا اور کہا کہ اگرچہ ہم صورت مین
عورت ہین لیکن اپنی مملکت کو ضرب شمشیر سے اپنے تصرف مین رکھتی ہین جو مردون کا
لازمہ ہے۔ شاہ انکی اس بات سے نہایت خوشحال ہوا اور ان کو مردانہ خلعت عطا
کیئے یہ دو نورانیان قرنون اور مدتون تک بطناً بعد بطن اس دیار مین حکومت کرتین
اور اس دیار کی یہ رسم ہے۔ گئی کہ عورتین ہی پادشاہ ہوتین۔ شوہر انکے امرا اور خدمتگارون
مین ہوتے اور پادشاہی امور مین کچھ دخل نہین دیتے تھا۔ تحت ہر جیتے

محلی عادل شاہ نے اپنے ایک معتمد بدری پنڈت کو اسطرف کا دیوان مقرر کیا اور مصطفی خان
کو اس صوبہ مین صاحب اختیار کیا اور سارا ملک اسکی اقطاع مین دیا اور منصب وکالت و
امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دی اور وہ بیجاپور مین آیا مصطفی خان پادشاہ کا خیر خواہ تھا
ہمیشہ اسکی مملکت بڑھانا چاہتا تھا ان حدود کا انتظام کر کے پادشاہ کی خدمت مین اُسنے
اپنا ایک معتمد علی خان بھیجا کہ پن کنڈہ دار السلطنت رائے کرناٹک تسخیر کی ترغیب دیجئے یہ التماس
اسکی مین مدعا شاہ کا تھا۔ اُس نے لشکر کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ نہایت تجمل سے بیجاپور سے
چلا اور اُس سے مصطفی خان مع لشکر کرناٹک اور امرائے برگی کے حوالی بیکاپور مین ملا اور
پلکنڈہ (پن کنڈہ) کی سمت چلا۔ وینکٹا دری مین پادشاہ سے لڑنے کی سکت نہ تھی وہ اس
مقام کو اپنے ایک معتمد کو سونپ کر اور خزانہ ہاتھی واثاثہ سلطنت لے کر چندر گیری مین چلا گیا

اور مصطفی خان ... (margin, illegible)

علی عادل شاہ پن کنڈہ مین پہنچا اور قلعہ اور شہر کی اطراف کو گھیر لیا تین مہینے کے بعد
قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جاے کہ وینکٹا دری نے اٹھ لاکھ ہون اور پانچ بڑے ہاتھی
ہندیا ہتم نائک امیر اعظم برگی پاس بھیجدیے اور اسے پیغام دیا کہ تو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کر۔ ہندیا ہتم نائک نے یہ حرامخوری کی کہ چار ہزار سوار لیکر اپنے مورچے چلا گیا
اور اردوے شاہی کے حوالی مین مزاحمت کرنے لگا اور اسکے اشارہ سے اور چار امراے برگی
نے بغاوت کی اور اپنے پانچہزار سوار اس پاس بھیجدیے انہون نے ایک لشکر شاہی کا قافیہ
نہایت تنگ کیا۔ چورون کی طرح آدمیون کا مارنا شروع کیا۔ غلہ کی رسد کی راہین بند
کین ناچار بادشاہ الٹا بیجاپور مین آگیا۔ جب بادشاہ نے سنا کہ امراے برگی سرکشی کر کے
اپنے اقطاع پر متصرف ہوئے جو سرحد بیجانگر پر واقع تھے تو اُس نے مرتضی خان انجو جو
سیف عین الملک کا جانشین تھا بھیجا۔ وہ تین ہزار سوار تیر انداز اور کچھ دکنی اور حبشی امراو کو ساتھ
لیکر چلا۔ ایک سال مین مرتضی خان و برگیون مین کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب
متمیز نہین ہوتا تھا طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ آخر الامر مصطفی خان نے جو بیجاپور
مین تھا علیخان کو بھیجکر بادشاہ پاس یہ پیغام بھیجا کہ چورون کے مقابل لشکر کو بھیجنا اُسکو
خراب کرنا ہے اور حزم سے دور ہے اب مناسب یہ ہے کہ بلطائف الحیل برگیون کو
بیجاپور مین بلائے اور جس بات کے وہ سزاوار ہون وہ انکے ساتھ کیجیے بادشاہ نے
اسکی یہ راے پسند کی اور بسیو شدت اور اسکے دوستون کو بھیجا کہ وہ انکو بلا لائین
ہندیا ہتم نائک نے امراء کو بہت سمجھایا کہ تم نے اس وقت کہ ساری سلطنت رام راج
کی علی عادل شاہ پاس منتقل ہو جاتی مخالفت کی ہے اور اسکو دولت سے محروم
کیا ہے اب محال ہے کہ ایسا بڑا گناہ بادشاہ کی خاطر سے محو ہو جاے اور پھر ہمکو
ہماری خدمتین اور جاگیرین ملجائین۔ غالباً مسلمان ہمکو فریب دے کر بیجاپور لیجا کر ہمکو
اور اپنا انتقام لینگے۔ اس سمجھانے پر بھی اکثر امراء بیجاپور چلے گئے اور ہندیا ہتم نائک
انکی رفاقت سے جدا ہو کر بلدہ پنکنڈہ مین وینکٹا دری کا ملازم ہو گیا۔ کچھ دنون کے

بادشاہ نے ان امراء پر مہربانی کی پھر بموجب اس مضمون کے

سنگ در دست و مار بر سر سنگ	نے زدانش بود سکون و ننگ

عمل کیا اور انہیں سے اکثر امرا کو مار ڈالا۔

۹۸۸ھ
۱۵۸۰ء
میں اس سبب سے کہ بادشاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اپنے بھائی طہماسپ بیٹے ابراہیم عادل شاہ ثانی کو ولی عہد کیا۔ اس بادشاہ کو ایک خواجہ سرا نے جسکو خلوت میں اس بات کے لیئے بلایا تھا ۹۸۸ھ کی رات کو مار ڈالا۔ شاہ جہان شد شہید تاریخ وفات ہے۔ بیجاپور میں اسکو دفن کیا اسکا مقبرہ روضہ علی کے نام سے مشہور ہوا خواجہ سرا قصاص میں مارا گیا۔

علی عادل شاہ کے عہد میں اکبر شہنشاہ کے ایلچی دو دفعہ آئے۔ ایک ایلچی اسکے مارے جانے کے وقت موجود تھا۔ بیجاپور میں جامع مسجد۔ حوض شاہ پور اور فصیل شہر اور پنچی ہوئی نہر کہ سب آدمیوں پر سبیل تھی اسکے زمانہ کی یادگار ہیں

ابراہیم عادل شاہ ثانی

علی عادل شاہ کی وفات کے بعد ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر نو برس کچھ مہینوں کی تھی۔ کامل خان اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کو تمام اختیارات سلطنت ملے۔ کامل خان نے کچھ دنوں کام اچھا کیا مگر پھر چاند بی بی کو اپنی بے ادبی سے خفا کر دیا اس نے کشور خان ولد کمال خان کو اسکے عہدہ کے لیئے طلب کیا۔ جسنے بیخبر کامل خان کو آنکر مار ڈالا۔ چاند بی بی کی امداد سے حاجی کشور خان کل سلطنت کے کام کرنے لگا۔

انہیں دنوں میں بہزاد الملک ترک میر نوبت مرتضی نظام شاہ نے پندرہ ہزار سوار لیکر عادل شاہ کے سرحد کے بعض پرگنوں کو فتح کیا۔ حاجی کشور خان نے بعد سخت جنگ کے اسکو شکست دی بہزاد الملک بھاگ گیا۔ ہاتھی اور اسباب غنیمت بہت ہاتھ لگے۔ حاجی کشور خان نے چاند بی بی سے مشورہ لے کر سو ہاتھیوں کے قریب جو

علی عادل شاہ کی وفات

ابراہیم عادل شاہ

بہزاد الملک ... مرتضی نظام شاہ

جو امراء کو نظام شاہ کے لشکر سے بھاگ گئے تھے طلب کئے۔ سب امیرون نے ہاتھیون کے
بھیجنے سے انکار کیا اور مشورہ کر کے چاند بی بی کو عریضہ بھیجا کہ وہ مصطفیٰ خان کو بنکاپور سے
بلا کر مہمات سلطنت اسکو حوالہ کرے۔ جب حاجی کشور خان کو یہ اطلاع ہوئی تو اسنے
سازش کر کے بنکاپور مین سید مصطفیٰ کو شہید کرا دیا۔ جب یہ خبر چاند بی بی کو پہنچی تو وہ سادات
کو جان کی برابر عزیز رکھتی تھی اسنے کشور خان کی عداوت پر کمر چست کی۔ کشور خان
نے چند روز بعد چاند سلطان کے حق مین یہ بہتان و افترا باندھے کہ وہ ہمیشہ اس طرف کے
اخبارات اپنے بھائی مرتضیٰ نظام کو لکھ بھیجتی ہے اور ملک عادل شاہ کی ملک کی تسخیر کی
ترغیب دیتی ہے اسلئے اُس کو زبردستی پالکی مین ڈال کر قلعہ ستارہ مین بھیجدیا اسکے بعد وہ
حد سے زیادہ مغرور ہو گیا اور میان بدو دکنی کو جسکے اخلاص و یکجہتی پر اسکو بڑا بھروسا
تھا۔ سرحد کا سر لشکر مقرر کیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ لشکر کے حبشی افسرون کو دغا سے
گرفتار کر کے شاہ دروگ مین قید کرے یہ خبر ان امیرون کو بھی ہو گئی جنکے پکڑنے کے لئے
جال بچھایا گیا تھا اُنہون نے میان بدو کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اخلاص خان حبشی نے
یہ بہانہ بنایا کہ بیٹا پیدا ہوا ہے یہ خوشخبری آئی ہے کہ [illegible] بیٹا پیدا ہوا ہے اپنے خیمے
مین جشن شادی مرتب کیا۔ اور تمام امراء و میان بدو کو بلایا۔ میان بدو اخلاص خان
کے خیمہ مین گیا اور گرفتار ہو گیا۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔ جس جال سے وہ اورون کو
پکڑنا چاہتا تھا اسی جال سے وہ خود پکڑا گیا اور اُس کے پاؤن مین زنجیرین پڑین
اسی روز سارے امراء بیجاپور کو روانہ ہوئے۔ عین الملک و انکس خان اپنی جاگیرون
کو چلے گئے۔ جب کشور خان نے سنا کہ یہ سازش اسکے برخلاف ہوئی ہے تو اُس نے
مقابلہ کرنے کا خیال بالکل چھوڑا لوگون کے دلون مین وقر پیدا کرنے کے واسطے اسنے
پادشاہ کی دعوت اپنے گھر مین کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب وہ بیجاپور کے
کوچہ و بازار مین جاتا تو عوام عورتین اور بڑھیائین پکار پکار کر اسکو نفرین کرتین کہ
یزید فرزند رسول کا قاتل ہے اس نے چاند بی بی کو قلعہ مین قید کیا ہے۔ جب

کشور خان نے جانا کہ خاص و عام کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی ہے اور امرائے حبشی بھی
ایک منزل پر آ پہنچے ہین تو وہ پادشاہی جواہر اور خزانہ اور چار سو سوار لیکر اس طرح احمد نگر
کی طرف بھاگا جیسے کوئی جانور دام سے نکل کر بھاگتا ہے یہان آنے پر معلوم ہوا کہ
ارکان دولت نظام شاہی اسکے رہنے کو پسند نہین کرتے ہین تو وہ گلکنڈہ دار السلطنت
قطب شاہیہ کی طرف چلا گیا۔ یہان ایک شخص نے سید مصطفی کے انتقام مین اسکو خنجر سے مار ڈالا
امرائے حبشی پادشاہ کی خدمت مین آ گئے۔ ان مین سے اخلاص خان حبشی منصب کالت پیر
سرافراز ہوا اور ملکی و مالی اختیارات اسکو ملے۔ چاند سلطان ستارہ سے بیجاپور مین آ گئی
اخلاص خان نے پادشاہ کی محافظت اور ترتیب بدستور اسکے سپرد کی اور چاند بی بی
نے پیشوائی کا منصب افضل خان شیرازی کو سپرد کیا اور پنڈت بھیو کو منصب استیفا کا
دیا اور مستوفی ممالک بنایا۔ چاند بی بی کو غریبون اپنی پردیسیوں پر توجہ تھی اس لئے
اخلاص خان نے متوہم ہو کر افضل خان اور بھیو پنڈت کو مار ڈالا اور بعض اور پردیسی
امرا کو مار کر حمید خان اور دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت کے سرانجام مین
مصروف ہوا۔ عین الملک کو اوسکی جاگیر سے بلایا جب وہ آیا تو امرائے ثلاثہ مذکور
اسکے استقبال کو گئے جنکو اس نے تنہا سمجھ کر قید کیا مگر جب شہر مین آیا تو ایسا زمانہ
کہ وہ خود اپنی جاگیر کو بھاگا اور ان قیدیون کو چھوڑ گیا۔ ان باتون سے تختگاہ
مین ہرج مرج واقع ہوا۔ شاہان دکن یہ حال دیکھ کر عازم تسخیر مملکت ہوئے
برہان الملک نے سید مرتضی امیر الامراء برار سے اتفاق کر کے اول قلعہ شاہ درک کا
محاصرہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی رہتی اور قلعہ کی فتح کے لیے ہر طرح کے حیلہ و تزویر
کی تدبیر بجا لاتی۔ مگر محمد آقا پردیسی تھانہ دار قلعہ کے آگے کچھ تدبیر نہ چلتی اس نے بہت سے
محاصرین کو مار ڈالے۔ چار مہینے محاصرہ مین لگ گئے۔ اور کچھ نہ ہوا تو اسے چھوڑ کر
چالیس ہزار سوار لے کر بیجاپور کے باہر خیمہ زن ہوا لڑائی شروع کی۔ بیجاپور مین اس وقت
دو تین ہزار سوار جماعہ خیل کے تھے مگر فرمان شاہی سے عین الملک اور اخلاص خان نے

ساٹھ ہزار سوار خاصہ خیل لیکر آموجود ہوئے لڑائیان ہوئین۔ قلعہ کی دیوار بھی بسبب گرگئی بہزاد الملک سے سید مرتضیٰ سپہ سالار نہایت آزردہ تھا وہ اسکے کامون مین اپنی تدبیر سے خلل ڈالتا تھا۔ بیجاپور کے لوگون کو اتنی فرصت دلا دی کہ انہون نے قلعہ کی دیوار بنا لی۔ اس سبب سے کہ ملک کے اشراف اور امراء حبشی غلامون کی حکومت سے راضی نہ تھے اور انکے قول و فعل پر اعتماد نہین کرتے تھے اور بیجاپور مین نہین آتے تھے تو صاحب دخل حبشیون نے مصلحت وقت دیکھ کر چاند بی بی سلطان سے عرض کیا کہ ہم غلام ہین اور اشراف و اعیان ملک ہماری حکومت و ریاست سے آزردہ ہین تو صلاح دولت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ کسی اصل نجیب کو مہمات ملکی و مالی حوالہ کی جایئن۔ چاند بی بی نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو امیر جملگی کا منصب عطا کیا اس نے امراء کی سپاہ بلاکر امراء عظام کو ایسا خوف دلایا کہ وہ بیجاپور سے اپنے اپنے ملکو کو محمد قلی قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کو سپاہ دیکر عادل شاہی ملک پر تاخت کرنیکو لیے بھیجا اس نے چند پرگنے اور قصبے لے لیے۔ مگر اخلاص خان اور دلاور خان حبشی نے آنکو گھیر لیا مین الیلہ ہنگامہ جنگ سے برپا کر لیا جس میں انہون نے [illegible] وہ بھی مارا گیا اور پندرہ ہاتھی چھین لیے۔ اس فتح سے دلاور خان کو یہ خیال ہوا کہ منصب وکالت اور امیر جملگی حاصل کیجئے اس خیال سے وہ اخلاص خان سے خوب لڑا اور شہر مین خوب توپ و تفنگ چلے۔ حیدر خان تھانہ دار دلاور خان کا طرفدار ہوا اور سہیل خان نے اخلاص خان کی حمایت کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دلاور خان نے اخلاص خان کو گرفتار کرکے اندھا کر دیا۔ غرض اب دلاور خان بڑا صاحب اختیار ہو گیا اور اسنے اپنے بیٹون کو بادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین لگا دیا اس نے ایک لاکھ پردیسی اور ساٹھ ہزار حبشی سپاہ مین رکھکر باقی کو عادل شاہ کی قلمرو سے نکال دیا اور شاہ ابوالحسن جو اخلاص خان کے حکم سے محبوس ہوا تھا۔ اول مکحول کیا پھر شہید کیا اور امور ملکی و مالی مین چاند بی بی کا

ہاتھ ایسا کوتاہ کیا کہ کوئی اُسکو نہ پوچھتا تھا اور مذہب امامیہ کی جگہ مذہب اہل سنت کو
رواج دیا۔ ۹۹۰ھ سے ۹۹۷ھ تک آٹھ سال کچھ دنون سارے اختیارات شاہی اپنے
ہاتھ مین رکھے۔ جب اس نے مہمات کو حسب دلخواہ دیکھا کسی طرف کوئی معاند اور مزاحم
نہین رہا تو بلبل خان کو ملیبار بھیجا کہ وہان سے مال اور خراج مقرری وصول کرے وہ
اسیونائک حاکم حرہ کو ساتھ لے کر شنکرنایک ضابطہ قلعہ کرور کے سر پر جا چڑھا وہ اطاعت
نہین کرتا اور خراج نہین دیتا تھا اسکے آدمیون نے بلبل خان کو قید کر لیا۔ جب شنکر نے
سرشکر گرفتار دیکھا تو وہ بھی پریشان ہوا۔ بلبل خان ایک گھسیاری کے گھاس کے
گٹھے مین چھپ کر قید سے نکل آیا۔ دلدار خان نے خراج و باج کی تحصیل کو اور وقت
پر چھوڑا اور نظام شاہیون سے خصوصیت اور آشنائی پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔
۹۹۲ھ مین مرتضیٰ نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا جو
ابراہیم عادل شاہ کی سوتیلی بہن تھی اپنی دلہن کے ساتھ چاند بی بی بھی اپنے بھائی
مرتضیٰ نظام شاہ سے ملنے گئین۔

۹۹۵ھ مین جب بادشاہ بالغ ہوا تو اسکی شادی ملکہ جہان ہمشیرہ محمد قلی قطب شاہ سے
ہوئی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی دیوانگی کے آثار نمایان تھے
اس نے اپنے بیٹے میران حسین شاہ کو قتل کرنا چاہا مگر بعض امرا نے ابراہیم عادل شاہ
ثانی کو احمد نگر بلا کر اسکی حمایت سے اسکے ہونے میران حسین شاہ کو تخت پر بٹھایا اور
مرتضیٰ نظام شاہ کو قید کیا۔ میران حسین شاہ نے یہ نادانی کی کہ اپنے باپ مرتضیٰ
نظام شاہ کو مار ڈالا جسپر ابراہیم شاہ خفا ہو کر احمد نگر سے بے ملے بیجاپور چلا آیا۔
بلبل خان حبشی کو دو ہزار سوارون کے ساتھ راجایان ملیبار سے باج و خراج کی
تحصیل کے لئے بھیجا تین سال کا محصول اکتیس لاکھ پچاس ہزار ہون اسپر چڑھ گیا تھا
جمال خان مہدوی دولت خانہ نظام شاہیہ پر مسلط ہوا اور بدبختی مذہب مہدویہ
کو رواج دیا اور پردیسیون اور وزاورون کی استمالت کی۔ جب ابراہیم عادل شاہ کو

اسکی خبر ہوئی تو اس نے دلاور خان کے استصواب سے دولتخانہ نظام شاہیہ کی اصلاح کے لئے سنہ ۹۹۹ھ مین سفر کیا اور بلبل خان کو تاکید سے طلب فرمایا۔ دلاور خان قلعہ شاہ درک سے باہر قریب ایک ماہ کے پڑا رہا مگر بلبل خان نہ گیا تو وہ احمد نگر کی جانب روانہ ہوا۔ جب جمال خان کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ پندرہ ہزار سپاہ اور توپ و تفنگ لیکر اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ لڑنے آیا اور قصبہ اشتی کے حوالی مین ایک تلاب جگہہ مین اُترا۔ بیس روز گذرے مگر برسات کے سبب لڑائی نہین ہوئی۔ جمال خان مضطرب و پراگندہ ہوا اس نے صلح کو جنگ سے بہتر جانا اور ایک جماعت کو واسطہ بنا کر اس شرط پر صلح ہوگئی کہ اُس نے خدیجہ جہان زوجہ میران حسین مقتول کو جو ابراہیم عادلشاہ کی بہن تھی مع پچہتر ہزار ہون کے بھیجدیا۔ بلبل خان بھی آگیا اور باج و خراج جو ان حدود سے لایا تھا پیش کیا دلاور خان کو بلبل خان سے اسکے دیر آنے کے سبب سے عداوت ہوگئی تھی۔ بلبل خان نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ مین نے جو اس ملک مین توقف کیا وہ بالضرورت تھا۔ جسوقت فرمان طلب پہنچا مین رایان کرناٹک سے باج و خراج وصول کر رہا تھا اگر چلا آتا تو سارا روپیہ محصول کا مارا جاتا اور یہ مبلغ گراغندہ وصول ہوتے اگر دلاور خان شاہ درک مین پندرہ روز توقف کرتا تو اسکا کچھ حرج نہ تھا پھر وہ میرے لشکر کے ساتھ ولایت نظام شاہ مین داخل ہوتا تو اکثر قلاع و بقاع فتح ہو جاتے۔ باوجود اسکے مین اپنے گناہ کا معترف ہو کر توقع رکھتا ہون کہ معاف فرمائین بادشاہ نے اسکا عذر قبول کرلیا دلاور خان بھی اس پر ظاہر مہربانی کرنے لگا مگر آخر کو اُس نے بلبل خان کو اندھا کر دیا جس سے بادشاہ آزردہ ہوا۔

جب میران حسین نے باپ کی مکافات مین شربت ممات پیا تو اسمعیل بن برہان نظام شاہ احمد نگر کے تخت پر بیٹھا تو چہوں طرف سے لشکر محن و حشر فتن نے ملک کو گھیرا امن امان کی جگہہ کو آفت و مخالفت نے لے لیا یہان سے رفاہیت کے قافلے اور سلامت کے کاروان چل پڑے۔ فتنہ جانسوز کے شرارے غریب دلوی کے

[illegible]

داعیون کو گنے لگے۔ وضیع و شریف یکسان ہوگئے۔ جمال خان مہدوی نے جلاف و
اوباشون کی جماعت جمع کی وہی امور مالی اور ملکی کا متصدی ہوا۔ برہان نظام شاہ
اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر پادشاہ کی ملازمت
مین چلا گیا تھا اب اس نے اپنے بیٹے کی جلوس کی خبر سنی تو انتزاع سلطنت کے درپے
ہوکر یہ چاہتا تھا کہ پادشاہ دہلی کا لشکر دکن مین جا کر . . . .
خواہی نخواہی ملک موروثی اسکو دلادے مگر اب رائے اوسکی بدل گئی اس نے اکبر شاہ سے
عرض کیا کہ اگر لشکر پادشاہی اپنے ہمراہ لیجاؤنگا تو اس سبب سے امرائے نظام شاہی مجھ سے
رمیدہ خاطر ہوجاوینگے اور میرے پاس نہین آئینگے اگر حکم ہو تو تنہا اس حد و دمین جاؤن
اور ان امرا کو مطیع بناؤن اور ملائمت و ملاطفت سے ولایت موروثی پر متصرف ہون
پادشاہ نے اس بات کو معقول جان کر رخصت فرمائی اور یہ شرط ٹھہرائی کہ جب ممالک آبا
واجداد پر تم کو استیلا ہو تو ملک برار جسکو ۹۸۱ھ مین تفال خان نے ہماری پیشکش مین دیا تھا
وہ تم بھی دینا برہان شاہ نے طوعاً و کرہاً اسکو قبول کیا اور دکن کی طرف روانہ ہوا اور
راجہ علی خان والی خاندیس کے استصواب سے اسنے خواجہ نظام استرابادی کو قلندرون کا
لباس پہنا کے امرا و برار مین بھیجا کہ انکو اطاعت پر دلالت کرے اور عہد و پیمان کرکے
قسم لے۔ وہ ان امرا پاس آیا تو بعض نے اطاعت کا اقرار کیا اور بعض نے انکار جہانگیر خان
حبشی حاکم سرحد برار مذہب مہدویہ کی ترویج سے جمال خان کی دولت کا زوال
چاہتا تھا اسنے عریضہ خواجہ نظام کی معرفت برہان شاہ کی تشریف آوری کے لئے
لکھا اسکے ہمراہ سے برہان شاہ چند آدمیون کے ساتھ برار مین آیا جب وہ مسکن جہانگیر مین آیا
تو ملاقات کے وقت بسبب اتفاق یا از رہ نفاق انمین جنگ واقع ہوئی۔ جہانگیر خان کو
فتح ہوئی۔ برہان شاہ جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے ہند کی طرف بازگشت کرکے
ہنڈیا مین آیا۔ راجہ علی خان کو حقیقت واقع پر مطلع کیا اور جمال خان اور سرکش
امرا کے دفع کرنے کے لئے اور مملکت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے مشورہ کیا تو اس نے یہہ

صلاح بتلائی کہ اگر اکبر شاہ سے لشکر کی مدد طلب کیگا تو سلاطین دکن تجھ سے رنجیدہ ہوجائینگے
اور جمال خان سے متفق ہوجائینگے کام کو طول ہو جائیگا اور معلوم نہیں کہ یہ معاملہ دس بیس برس
میں بھی فیصلہ ہو یا نہ ہو اور مجھ میں اتنا مقدور نہیں کہ جمال خان سے جنگ کے لیے لشکر آراستہ
کروں اور تجھے احمد نگر کے تخت پر بٹھاؤں میرے نزدیک صلاح کار یہ ہے کہ تو اپنے سب کاموں کو
ابراہیم عادل شاہ کے مفوض کرے کہ یہ امر بغیر اُس کی توجہ کے صورت پذیر نہ ہوگا پس برہان شاہ
نے ابراہیم عادل شاہ سے خط و کتابت شروع کی ابراہیم عادل شاہ مہربان ہو کر امداد
کے درپے ہوا ۵ ربیع الاول ۹۹۹ھ میں جمال خان مہدویہ کے استیصال کے لیے اور
برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھانے کے لیے روانہ ہوا۔ شاہ دکن میں آیا اشراف
اور اعیان مملکت کے نام فرامین جاری کیے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت
پر بٹھائیں اور اسمٰعیل کو اٹھائیں۔ باپ کے ہوتے کم عمر جاہل بیٹے کے امیر یا بادشاہ ہونے کا [illegible]
ارباب جاہ کو مستحسن نہیں معلوم ہوتا۔ تم کو چاہیے کہ برہان نظام شاہ کی دولتخواہی میں کوتاہی
نہ کرو جب بادشاہ دکن سے وارستہ ہیں کہ برار کی سرحد پر آیا برہان شاہ اور
راجہ علی خان کو اپنے آگے بڑھنے کی اطلاع دی اور لکھا ہم [illegible] ہوشیار رہو [illegible] برہان شاہ
کی اطاعت کے لیے مقتضائے وقت کو غنیمت [illegible] ہیں اب ہم دو سرحد برار پر آ کر
انکو بلا لو۔ وہ جمال خان سے ٹوٹ کر تم سے ملجائینگے۔ جمال خان جانتا تھا کہ یہ شورش کیا
ہو رہی ہیں اسنے امجد الملک مہدوی کو کہ برار کا سر لشکر تھا لکھا کہ سلاطین اطراف سیوں سے
میرے استیصال کے درپے ہیں ایک بادشاہی و مہمات دنیوی کے سبب سے دوم دینی سبب سے کہ وہ چاہتے
ہیں کہ مذہب مہدویہ کو جس نے مشقت سے رواج پایا ہے درہم برہم کریں پس مردمی اور
یکجہتی کی شرط یہ ہے کہ شجاعت کرکے امرائے برار کو جسطرح جانو دلاسا دیکر برہان شاہ سے
ملنے دو اور سرحد برار پر بیٹھ کر برہان شاہ کو مملکت برار میں نہ داخل ہونے دو اور اگر
راجہ علیخان اُسکے ساتھ مل کر سرکشی کرے تو ہم بھی اعلام جنگ بلند کرکے اسمٰعیل نظام شاہ کی
دولتخواہی میں تقصیر نہ کریں میں عنقریب لاور خان سے صلح کرکے تمہاری مدد کو آؤں گا

پھر اُس نے دلاور خان کو نامہ بھیج کر صلح کے باب مین مبالغہ کیا جب اسکا اثر کچھ اس پر مرتب
نہ ہوا تو اُسنے نظام شاہیہ خزانون کا منہ کھول دیا اور زر و سیم کے مقناطیس سے خواص و عوام کی خاطر
کو جذب کر لیا اور بڑا جنگی لشکر جمع کیا اور اسمعیل نظام شاہ کی ملازمت مین احمد نگر سے جنگ کے قصد
سے دارسنگ کی طرف کوچ کیا اور لشکر عادل شاہی سے سات کروہ پر آن پہنچا پھر دلاور خان
پاس اپنے آدمی بھیجکر نہایت تضرع و تملق اور چاپلوسی کی دلاور خان نے پہلے اسکے مدعا کو رد
کیا جمال خان اپنے کام مین سراسیمہ تھا کہ دلاور خان سے خوشامد گویون نے کہا کہ جمال خان
چاہتا ہے کہ جلیون کی جماعت لے کر بھاگ کر نایک دون کے جنگل مین چلا جائے۔ اس نے اس
بات کو باور کر لیا اور یہ ارادہ کیا کہ جمال خان کو جا کر پکڑ لے یا بھگا دے۔ اسی زمانہ مین
جمال خان سے امرائے حبشی مین ابھنگ خان برگشتہ ہو کر عادل شاہی لشکر مین آیا اور
ابراہیم عادل شاہ سے رخصت لے کر بیر کی راہ سے برہان شاہ پاس گیا۔ جمال خان نے
جانا کہ روز بروز امرا اُسے چھوڑ کر چلے جاتے ہین تو وہ اور زیادہ مضطر ہوا اور کوچ کیا۔
اور تہین قریب ہان اترا جہان آب کندہ پہاڑون کے درمیان تھا اور جا بجا تنگی تھی اور
لشکر کا انتظام ہو سکتا تھا دلاور خان اس کوچ کو فرار سمجھ کر اپنے پادشاہ کی اجازت
کے بغیر تیس ہزار سوار لیکر جمال خان کے لشکر کے پاس پہنچا۔ پادشاہ کے آدمی نے آنکر اس سے
کہا کہ سامان جنگ درست نہین ہے آج نہ لڑنا کل لڑنا۔ مگر اسکو اپنی سپاہ کی کثرت اور
ہاتھیون پر ایسا غرور تھا کہ اُس نے پادشاہ کی بات ماننے مین عذر کیا اور کہا کہ مین ابھی
جمال خان کے ہاتھ پاؤن باندھ کر لاتا ہون یہ کہہ کر اُس نے جمال خان کے لشکر کو سب
طرف سے گھیر لیا۔ اب جمال خان نے دیکھا کہ اسکا فریاد رس کوئی تلوار کے سوا نہین ہے
پانچوین جمادی الاول کو لشکر کو مرتب کر کے میدان جنگ مین آیا۔ ہنگامہ جنگ گرم ہوا
امرائے کبار عین الملک و انکس خان و عالم خان جانتے تھے کہ بلیل خان اندھا کر [illegible]
سے اور اسکے بے حکم جمال خان سے لڑنے سے دلاور خان پادشاہ کے دل سے اترا ہوا
ہے تو وہ شکست کا بہانہ بنا کے دارسنگ کو بھاگ گئے اور دلاور خان کو تنہا لڑا کے

منہ میں چھوڑ گئے سخت جنگ ہوئی جمال خان کو فتح ہوئی اور تین سو ہاتھی ہاتھ آئے دلاور خان
بھی وارسنگ کو اور جمال خان بھی وارسنگ کی جانب روانہ ہوا اتنے عرصہ میں راجہ بیجانگر
اور برہان شاہ اور امرائے برار ملک احمد نگر کی طرف آگئے جمال خان انکی طرف گیا جس سے وہ
بڑے پریشان ہوئے اور امجد الملک اور بعض اور امراء مہدویہ کو جنکے مکر سے امین نہ تھے مقید
کرکے قلعہ آسیر میں بھیجدیا اب لشکر عادل شاہی نے بھی جمال کے پیچھے کوچ کیا اور آٹھ ہزار سوار
نبر گی کو جمال خان کے لشکر پر تاخت وتاراج کرنے کے لیئے روانہ کیا اس سفر میں دلاور خان
بادشاہ کے ساتھ بہت بیباکانہ اور گستاخانہ باتیں کرتا تھا اسلیئے بادشاہ نے اسکے ہاتھ سے
فراغت پانے کا ارادہ کیا۔ وہ لشکر سے صحیح سلامت احمد آباد بیدر کو چلا گیا وہ حنفی مذہب تھا
کوئی بادشاہ کو حنفی مذہب جانتا تھا کوئی اسکو علی عادل شاہ کا بھتیجا جانکر شیعہ مذہب جانتا
تھا حمادیم نے اسکو شیعہ سمجھا اور اہل سنت نے جو کمال تعصب رکھتے تھے اپنے تئیں شیعہ بنا کے
موذنوں سے یہ اذان دلائی کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اسپر بادشاہ خفا ہوا بیجاپور
میں پھر تو اہل سنت کی طرح اذان ہوئی۔ انہیں دنوں میں برہان شاہ کی فتح کی اور
جمال خان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی بہت نامے لکھے گئے

دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے برہان نظام شاہ پاس چلا گیا اور اسنے برہان
شاہ کو سمجھایا کہ شاہ درگ اور شولا پور کے قلعوں کو تسخیر کرے سنہ ۔ ابراہیم عادل شاہ کے
بیٹا پیدا ہوا اور دو مہینے کا زندہ رہ کر مرگیا مگر برہان نظام شاہ نے نہ تہنیت دی نہ
تعزیت کی اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ کو برہان نظام شاہ سے ایک گونہ کدورت
پیدا ہوئی۔ دلاور خان کی تحریک وتجویز سے غرہ جمادی الثانی سنہ میں برہان نظام شاہ
نے عادل شاہ کے ملک میں نہیب غارت شروع کی اور قصبہ منگلسر میں جو بیجاپور سے تیس
کروہ ہے قلعہ بنایا جسکو ابراہیم شاہ نے یہ کہا کہ یہ قلعہ بنانا اسکا ایسا ہے کہ جیسے لڑکے
تھا کہ بازی میں عمارت بناتے ہیں اور خود ڈھاتے ہیں غرض بس بادشاہ نے برہان نظام شاہ سے
لڑنے کا کچھ سامان نہیں کیا اور موسم برسات میں کہ اس ملک کی خیر الفصول ہے مع معشوق

تو دلاور خان نے ابراہیم عادل شاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آپکے دشمن قوی ہوتے جاتے
ہین آپ کو جلد اسکا علاج کرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اب تک مین مردم عزیز
کی قدر نہین جانتا تھا اب مجھ کو معلوم ہوا کہ تیرے بغیر مہمات سلطنت کسی وجہ سے رونق
نہین پائینگی اور معاملہ برہان شاہ سے مجھے فراغ تیری راے عقدہ کشا کے بغیر نہین ہوگا۔
غرض دلاور خان حبشی اس وعدہ سے بادشاہ کی خدمت مین آیا کہ کوئی جانی مالی نقصان
اسکو نہ پہنچایا جائیگا بادشاہ نے اسکو آتے ہی اندھا کیا اور اپنے وعدہ کے ایفا کی یہ حجت شرعی
گھڑی کہ آنکھو نکالنا مالی اور جانی نقصان نہین ہے بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے امراء
برگی برہم منقلاے چھ سات ہزار سوارون کے ساتھ برہان شاہ کی طرف بھیجے اور شعبان
مین رومی خان کو سرلشکر بناکر دس ہزار سوارون اور بہت عزالون کے ساتھ نظام شاہیہ
لشکر کے دفعہ کرنے کے لیئے روانہ کیا بعد اسکے الیاس خان میر نوبت کو تین ہزار سوار خاصہ
کے ساتھ بھیجا۔ امراء برگی سے برہان شاہ نے کئی دفعہ شکست پائی۔
برہان شاہ کے لشکر مین قحط و وبا سے بہت آدمی مر گئے۔ برہان شاہ نے
شولاپور کے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ابراہیم عادل شاہ نے رومی خان اور الیاس خان کو اس طرف
روانہ کیا لڑائی ہوئی اور سپاہ عادل شاہیہ کو فتح ہوئی برہان شاہ کو شکست ہوئی۔
اس واقعہ کے بعد برہان شاہ کی سرکار مین خلل عظیم واقع ہوا سفر کثیر الضرر کی تمام سختی
ایام سے اسکی سپاہ بھاگنے لگی اور امراے حبشی و دکنی اسکے بیٹے اسمٰعیل کو اسکی جگہ بادشاہ
بنانے کا ارادہ کرنے لگے برہان نظام شاہ کو احمدنگر جانا جب نصیب ہوا کہ ابراہیم
عادل شاہ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ برہان نظام شاہ نے جو قلعہ منگلسر مین بنایا تھا
اُس کو خود اُس نے مسمار کیا۔
سنہ [illegible] مین بادشاہ نے مجھی خان ولد بزرگ کمال خان کو ملیبار کی جانب تحصیل باج و
خراج کے لیئے بھیجا۔ کنکس لے جو سرکاریون مین بڑا تھا اور آٹھ ہزار پیادے و سوار اسکے
زیر حکم تھے وہ مجھی خان سے آنکر ملا اور رائیون نے جنہیر کہ دیکھا دری اور ارسب ناکہ

اور بہرہ دیوی اور کھشی وزیر تھے وہ کلنگ لے گئے مکر و عذر سے متوحش تھے اور شکر
اسلام سے ملنے پر دلیری نہین کرتے تھے بیس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر ان حدود کے کوہستان
مین چلے گئے اور باج و خراج دینے سے انکار کیا۔ ربیع الثانی سنہ مین انسے لڑائی ہوئی
تین روز تک معرکہ رزم گرم رہا۔ غالب و مغلوب متمیز نہ ہوتا تھا لیکن ان رایون مین آپس
مین تفرقہ ہوا ہر ایک اپنے دار القرار مین گیا اول فوج شاہی نے قلعہ جرہ کو محاصرہ کرکے
اسپ ناتک کو مطلع کیا دو تین روز مین قلعہ سوا ڑہی کو دینکٹا دری کے قبضہ مین نکالے لیا اور
قلعون کی تسخیر اور رایون کی تادیب ہو رہی تھی کہ بلگوان کے فتنے کی خبر منتشر ہوئی اور
بھیکن خان ملیبار سے بیجاپور مین بلایا گیا۔

طہماسپ کے دو بیٹے اسمٰعیل و ابراہیم تھے جنمین شہزادہ ابراہیم بادشاہ ہوا۔ اسمٰعیل تین
برس کا تھا بھائی کے ساتھ رہا کرتا جب بڑا ہوا تو قلعہ بلگوان مین مقید ہوا ابراہیم عادلشاہ
نے اسکے پاؤن کو زنجیر سے نکال دیا اور قلعہ مین اسکے لئے سامان عیش مہیا کر دیا ہزار ہون
ماہوار کر دیا اور ہمیشہ اس پر طرح طرح کی عنایتین کرتا رہا اسکے لئے دنیا کے سارے عیش
موجود تھے مگر وہ قلعہ سے باہر نہین جانے پاتا تھا۔ اب اس نے کوتوال اور قلعہ کے لشکر اور
بعض امرائے شاہی کو اپنا طرفدار بناکر کھلی بغاوت اختیار کی بھائی نے اسکو لکھا کہ
انکسار کے ساتھ اعتذار کرو اور اپنی تقصیرات کے تدارک مین مشغول ہو تو حو طف برادرانہ
اور مراحم خسروانہ تم پر کرونگا نہین لشکر سے تیرا سر کچلونگا جب بادشاہ کا رسول نوعلم
کہ شیخ المشائخ قطب عالم کی اولاد مین تھا بلگوان مین آیا تو اسمٰعیل نے اسے قید کیا جواب
سراب کی مانند بے صواب بھیجا اور برہان شاہ سے اعانت چاہی وہ تو یہہ
چاہتا تھا اس نے اسمٰعیل کو لکھا کہ تم کو یہ کام کرنا چاہیئے کہ اول امرائے کبار بیجاپور
کو کسی ڈھب سے اپنا یار بنانا چاہیئے خصوصاً عین الملک کو جسکی جاگیر بلگوان سے
قریب ہے عین الملک نے نفاق کا پیشہ اختیار کیا کہ ظاہر مین شاہ کا خیر خواہ معلوم
ہوتا تھا اور باطن مین وہ شہزادہ کی مدد کرتا تھا بادشاہ نے الیاس خان کو پانچ

چھہ ہزار سواروں کے ساتھ بلگوان روانہ کیا اس نے قلعہ کو جاکر گھیر لیا۔ پادشاہ کے
حکم سے عین الملک نے بھی جاکر وہان اپنا مورچہ جمایا مگر پوشیدہ پوشیدہ شہزادہ کو غلہ
اور آذوقہ پہنچایا جب یہ حال اسکا پادشاہ کو معلوم ہوا تو اسکو بہانہ بناکے اپنے پاس بلایا
اور اسکی بہت خاطر کی اور اسکو اپنی جاگیر پر رخصت کیا وہ رکری مین آیا یہان آن کر
شہزادہ کی امداد غلہ اور آذوقہ سے کی۔ ان دنون مین حیات خان کوتوال بیجاپور
الیاس کے پاس گیا تھا اُسنے مراجعت کے وقت پرگنہ رکری مین عین الملک کو بڑے اڑنے
ہاتھون لیا اور حرامخوری کا الزام لگایا جس سے عین الملک نے حیات کو پا بزنجیر کیا اور یہ
سمجھکر کہ اگر کو دامان کے نیچے نہین چھپا سکتے اس لئے چارون طرف احکام بھیجے کہ شہزادہ
کی اطاعت کرو اور برہان شاہ کو بھی اس لئے بلایا کہ بغیر آپ کی توجہ کے اسمعیل کے سر پر
تاج نہین رکھا جا سکتا برہان شاہ نے پہلے حقوق اور عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھا
اور امداد کا نامہ مہر لگاکے بھیجدیا چارون طرف ملک مین بدنظمی نے پاؤن پھیلائے
لٹیارے چند رایون نے سرکشی کی۔ الیاس خان رومی خان دشمنون کے ساتھ موافقت
کرنے سے متہم ہوئے اور امارت سے معزول اور مقید ہوئے۔ پادشاہ نے امرا کی
طلب مین چارون طرف فرمان جاری کئے۔ عالم خان دکنی آیا۔ عین الملک نے بلگوان کو
پادشاہ کے لشکر سے خالی پایا۔ الخش خان کو بہت روپیہ دیکر دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے جمع کئے اور بلگون مین گیا۔ برہان نظام شاہ کا بھی انتظار نہ کیا اور اسمعیل شاہ
کے سر پر چتر رکھدیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے حمید خان حبشی کو سرلشکر کیا حمید خان
بہت جلد بلگوان گیا عین الملک نے اس سے درخواست کی کہ وہ شاہزادہ کی اطاعت
کرے حمید خان نے کہا کہ مین جنگ کے ارادہ سے نہین آیا بلکہ شہزادہ کی اطاعت کے
لئے آیا ہون اگر اب برہان شاہ کا انتظار نہ کرکے شہزادہ کو لیکر میرے پاس چلے آؤ
تو یقین ہے کہ گوہر مقصود بے زحمت و مشقت و بے منت غیر ہاتھ لگ جائے۔
حمید خان کو جلد مین عین الملک آگیا اسنے برہان شاہ کا انتظار نہ کیا جو پوشیدہ

جو پرینده مین آگیا تھا چند منزلون کے طے کرنے کے بعد ایک میدان مین حمید خان و امرا سے ملاقات ہوئی سب نے اسکو بادشاہ بنایا وہ خاطر جمع اور دلشاد شراب مین مشغول ہوا کہ حمید خان نے غزو یا کہ آن کر توپ ضربزن و تفنگ سے آتشباری شروع کی جسکا انجام یہ ہوا کہ عین الملک کا سر کاٹا گیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا گیا اور وہ توپ مین اڑایا گیا اور شہزادہ اسمعیل سنگیر برہان نظام شاہ جو پرینده مین شہزادہ کی اعانت کو آیا تھا احمدنگر واپس گیا۔

جب بادشاہ کو بلگوان کے سرکشون سے فراغت ہوئی تو اور سرکشون کی فکر ہوئی اُن مین کسی کو محبوس کسی کو معزول کیا۔ گھر کے چورون کو نکالا اور آستین کی آگ کو بجھایا۔ ایام فتور مین کرناٹک کے کسی راجہ نے قلعہ چندرکوٹی کو ابراہیم عادل شاہ کے اہلکارون سے چھین لیا تھا۔

وجیانگر کے راجہ کو یہ فکر تھا کہ ابراہیم عادل شاہ ضرور اس قلعہ پر لشکرکشی کریگا۔ عالی شاہ پسر عین الملک باپ کے مرنے کے بعد اس راجہ پاس آیا تھا اُس نے رائے کو صلاح دی کہ برہان شاہ والی احمدنگر سے اتفاق کیجیے اور آپ اس طرف سے اور وہ اس طرف سے عادل شاہ کے قلعون اور ملکون پر متصرف ہون رائے نے یہ رائے پسند کی برہان شاہ اور رائے مین یہ امر قرار پایا کہ رائے قلعہ نبکاپور و مدکل پر متصرف ہو اور برہان شاہ قلعہ شولاپور شاہ درک کو اپنے تصرف مین لائے برہان شاہ نے مرتضی خان انجو کو سپہ سالار بنا کے شولاپور اور مراج و درک کے فتح کرنے کے لیے بھیجا جب یہ سپہ سالار پرینده کے قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی رائے وجیانگر نے جنبش بھی نہین کی اسلیئے یہان توقف نہین کیا اور قریون قصبون کو لوٹا۔ اُدیک بہادر نے زیادہ دست درازی کی تھی وہ مارا گیا اس عرصہ مین برہان نظام شاہ تپ محرقہ مین مبتلا ہو کر مرگیا۔ اسکی جگہ ابراہیم نظام شاہ جسکی مان حبشن تھی بادشاہ ہوا اس سبب سے امرائے حبشی کا اعتبار زیادہ ہوا ابراہیم عادل شاہ اور ابراہیم نظام شاہ کے لشکرون مین سخت جنگ ہوئی جس مین ابراہیم نظام شاہ مارا گیا۔ ان دونو خاندانون مین ہمیشہ جوتی بیزار رہی۔ باقی حال اس بادشاہ کا اور اسکے خاندان کا تاریخ مغلیہ مین اکبرشاہ کے بیان مین لکھا جائیگا۔

تاریخ سلاطین نظام شاہیہ احمد نگر

احمد سنہ ۸۹۶ھ ۱۴۹۰ء برہان سنہ ۹۱۴ھ ۱۵۰۸ء حسین سنہ ۹۶۱ھ ۱۵۵۳ء مرتضیٰ سنہ ۹۷۲ھ ۱۵۶۵ء میران حسین سنہ ۹۹۶ھ ۱۵۸۸ء
اسمٰعیل سنہ ۹۹۷ھ ۱۵۸۹ء برہان دوم سنہ ۹۹۹ھ ۱۵۹۰ء ابراہیم سنہ ۱۰۰۳ھ ۱۵۹۴ء احمد دوم سنہ ۱۰۰۴ھ ۱۵۹۵ء —
بہادر سنہ ۱۰۰۴ھ ۱۵۹۵ء —

احمد شاہ۔ ملک نائب نظام الملک بحری کا بیٹا تھا اور ملک نائب بیجاپور کے برہمنون کی اولاد مین تھا۔ نام اسکا اصلی تیما بھٹ تھا اور اسکے باپ کا نام بھیرو تھا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین بیجانگر مین وہ مسلمانون کے ہاتھ مین اسیر ہوا اور ملک حسن اسکا نام ہوا اور بادشاہی غلامون مین شمار ہوا۔ سلطان احمد شاہ نے اسکو یہ دیکھکر کہ ہندی کی نوشت خواند مین لائق اور قابل ہی اسکو اپنی بڑے بیٹے محمد شاہ کے حوالہ کیا۔ اس شہزادہ کے ساتھ اسنے تھوڑے دنون مین فارسی لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ وہ عوام مین ملک حسن بھیرو مشہور ہوا۔ مگر شاہزادہ کے منہ سے اچھی طرح بھیرو کا تلفظ نہین ہو سکتا تھا اس لئے اسنے بھیرو کی تحریف کرکے بحری کر دیا اسلئے خاص و عام مین اسکا لقب بحری ہو گیا۔ بعض کہتے ہین کہ شاہزادے نے اپنی خاص بحری (شکاری) اسکے سپرد کی تھی اور قوش بیگی یعنی کل شکاری جانورون کی افسری دی تھی اسلئے بحری اسکے لقب مین داخل ہوا۔ آہستہ آہستہ اسکے القاب و خطاب بڑھتے بڑھتے وہ نظام الملک بحری ہوا اور خواجہ جہان گاوان کی عنایت سے وہ تلنگانہ کا طرفدار ہوا۔ خواجہ جہان کے مرنے کے بعد اسکا قائم مقام ہوا اور ملک نائب کا خطاب اور سرلشکر کا منصب پایا پھر وہ سلطان محمود بہمنی کا وکیل السلطنت ہوا۔ سلطان محمود نے اسکی سابق جاگیر بیر اور بیڑ و پرگنون کو اضافہ کیا جنکو ملک نائب نے اپنے بیٹے ملک احمد کو حوالہ کیا اور خواجہ جہان دکنی کی ہمراہ جنیر بھیجا جو سب ملک احمد کا مسکن تھا۔ کرب جنیر جالم الشین ہو گیا تھا یہان ملک احمد نے اقامت اختیار کی اور ضبط و نسق مین مشغول ہوا۔ ہر چند ملک نظام الملک بحری بادشاہ سے فرامین حاصل کرکے بھیجتا تھا کہ قلعہ جنیر اور چوند ملک احمد کو حوالہ کرین مگر ایک بہٹون کی جماعت کو جنیر خواجہ جہان گاوان نے اپنے مقرر کرکے ان قلعون کو حوالہ کیا تھا وہ ان فرامین پر عمل نہین کرتے تھے

بادشاہ محمود بہمنی بالغ ہوگا تو اسکو حوالہ کرینگے لیکن ملک احمد نے اول بیر کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔
چھ مہینے محاصرہ رہا اہل قلعہ نے تیغ و کفن گلے مین ڈال کر اپنے تئین ملک احمد کے حوالہ کیا۔ ملک احمد
نے ان سے پنج سالہ خراج وصول کیا اور بعد ازان قلعہ جوند۔ لوہ گڈھ۔ تونگات کوری
تکونہ۔ کن ہانہ۔ سنکھوجی پور ندھر۔ بھروپ۔ جودھن۔ مرنجن۔ گھر گھر درگ۔ ماہولی۔ پالی کو
جبراً و قہراً مسخر کیا اور کانکن پر بالکل قبضہ کر لیا۔ قلعہ ڈنڈا راجپوری کی تسخیر مین مصروف تھا کہ اپنے
باپ کے قتل کی خبر سنی تو وہ محاصرہ چھوڑ کر جنیر مین آیا اور اپنے باپ کا لقب اپنے اوپر اطلاق
کیا تو وہ احمد نظام الملک بحری مشہور ہوا اور تھوڑے دنون مین قصبہ بیر اور سیوگانو و
پیٹن وغیرہ کے حوالی کا ایسا ضبط کیا کہ اس کی مملکت مین قطاع الطریق نے مذہب آہن کا تعرض چھوڑ
دیا۔ اور کاہ ربا نے کاہ پر سے دست تصرف اٹھا لیا تھا (ان تشبیہات سے مطلب یہ ہے کہ کوئی
شخص دوسری چیز کو اپنی طرف نہین کھینچ سکتا تھا گو وہ مقتضائے طبع ہو یعنی کوئی کسی پر دست
درازی نہین کر سکتا تھا) ایام شباب مین اور بار راجہ کے ساتھ کند بیل و راجمندری مین لڑنے
سے اسکی شجاعت و مردانگی ایسی عالمگیر ہو گئی تھی کہ ہرچند سلطان محمود امیرون منصبدارون
و عہدہ دارون کو اسکے تسلط و استیلا کے دفع کرنے کے لئے نامزد کرتا تھا مگر ان مین بعض قوت و
توانائی نہ ہونے کے سبب سے اور بعض عاقبت اندیشی اور دوربینی کی وجہ سے اس صلاح کو
قبول نہین کرتے تھے احمد نظام الملک نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا نصیر الملک گجراتی
کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالش حاکم چاکنہ پاس اپنا آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ مجھے تو
ہمسائگی منظور ہے اسلئے مین آپ کو اپنی دولت مین شریک طالب کرتا ہون اس نے اس بات
کو قبول کر لیا اور اسکا مطیع ہو گیا۔

احمد نظام الملک کا [illegible]

احمد نظام شاہ کے استیصال کے لیے شیخ مودی عرب بہادر الزمان بارہ ہزار سوار لیکر جنیر
کی طرف متوجہ ہوا اور احمد نظام نے اپنے اہل و عیال کو جنیر کے قلعہ شیونیر مین بھیجدیا اور خود لشکر شاہی کے
[illegible] تہیں کے لشکر کی کثرت کے سبب جنگ سے محترز ہوا۔
[illegible] سے یہ دریافت کیا کہ وہ مودی عرب لشکر سے ملنے [illegible]

چاہتا ہے تو وہ لشکر نصیر الملک اور زین الملک کو حوالہ کرکے قصبہ جاکنہ مین جو زین الدین علی کا مسکن
مقام تھا ایلغار کرکے رات کو پہنچا وہان کوئی آدمی محافظت مین مشغول نہ تھا اور قلعہ کی دیوار پر
زینے لگائے اور سب سے اول قلعہ مین وہ آیا اور ستر آدمی اسکے پیچھے آئے پھر چارون طرف سے قلعہ مین
اسکے سوار آئے اہل قلعہ غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اسکے سپاہی سات سو تلوار سے
قتل ہوئے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا نصیر الملک بھی تین ہزار آدمیون سے شیخ مودی سے دو دفعہ
لڑا اور اسکو شکست دی مگر تیسری دفعہ مین شکست فاش پائی اور ظریف الملک پاس بھاگ
گیا۔ احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے فارغ ہوکر شیخ مودی کے لشکر پر کشت و خون مارا
جسمین شیخ مودی عرب بہت دکنیون اور حبشیون کے ساتھ مقتول ہوا اسکا خیمہ و خرگاہ و جمیع
اثقال نظام شاہیہ کی کٹک کے اسباب بھی کا سب بچا احمد نظام جنیر مین آیا اس خبر کے سننے سے سلطان
محمود آشفتہ ہوا عظمت الملک کے ساتھ سترہ امراے نامدار اور لشکر جرار کو جنیر کے لئے نامزد
کیا۔ احمد نظام۔ احمد آباد بیدر ایلغار کرکے اور دروازہ بانون سے سازش کرکے شہر مین رات
کو گیا اور اپنے باپ کے سب متعلقین کو پالکیون مین سوار کرکے جنیر کو روانہ کیا اور خود تمام امرا کے
زن و فرزند کو پکڑ کر باہر چلا آیا اور قلعہ پرینده کو چلا امراء کے زن و فرزند کے حفظ و ناموس مین
نہایت کوشش کی۔ امراء حوالی قصبہ بیر مین اسکے نزدیک آئے اور پیغام دیا کہ ہم اس سبب کہ تو نے
ہمارے حفظ ناموس مین سعی کی اور اپنی اولاد کی طرح انکو رکھا تیرے ممنون ہین لیکن شرط مردی کا
مقتضاء یہ نہین ہے کہ اوباشون اور چورون کے طور پر ہمارے سامنے سے بھاگ کر عورتون کا
متعرض حال ہو اور جو کام گبرو فرنگی کے مذہبون مین درست نہ ہو تو اسکا مرتکب ہو۔ احمد
نظام نے اس پیغام پر امیرون کے اہل و عیال کو تعظیم و تکریم کے ساتھ بھیجدیا اور خود قلعہ
پرینده کی طرف چلا اس اثناء مین سلطان محمود کا فرمان آیا جس مین امراء کو یہ سرزنش کی گئی
کہ ملک احمد بحری تو بحری کی طرح دراز پرواز کرتا ہے اور تم اسکے خوف سے خیمہ و خرگاہ کے آشیانون
مین اسکے چنگل سے مرغ جان کے بچانے کے لئے گھستے ہو۔ اگر تم اس باغی کو گرفتار کرکے درگاہ
مین لائے تو بہتر اور نہین یقین جانو کہ تم قہر و غضب شاہی مین گرفتار ہوگے اور اپنے

باپ دادا کی آبرو کو خاک مین ملاؤگے۔ امراء نے اس فرمان کے جواب مین لکھا کہ ہم سپاہی ہین ہمارا
تلوار مارنا اور دشمن کو مستاصل کرنا ہمارا کام ہی اگر غفلت ہی تو عظمۃ الملک بہیر کی ہی اگر دوسرا
وزیر آئے تو دشمن اچھی طرح دفع ہو جائیگا بادشاہ نے عظمۃ الملک کو اپنے پاس بلا لیا اور جہانگیر خان
کو اقطاع تلنگ سی تین ہزار سوارون کے ساتھ کو اس سی بلا کر سرلشکر مقرر کیا۔ جہانگیر خان
شجاعت و حسن تدبیر مین دکن مین یکتا تھا غرض دونو لشکر چل کر نیکا پور مین چھ کوس کے فاصلے
پر خیمہ زن ہوگئے ایک مہینہ تک ایک دوسرے کے مقابل بے حرکت پڑے رہے۔ برسات کا موسم
آگیا تھا اور احمد نظام کے حال کو جہانگیر خان نہایت زبون جانتا تھا تو وہ عیش و عشرت مین
مشغول ہوا اور می روح پرور کے پینے مین اور نغمات دلکش کے سننے مین مصروف ہوا غنیم کا
وجود اصلا نہ جانا اس گروہ کی بیخبری کی خبر احمد نظام کو پہنچی تو سو رجب ۸۹۵ھ ۱۴۹۰ء مین تارون
کی چھاؤن مین وہ دشمن پر حوادث روزگار کی طرح جا پہنچا۔ کسی کو پیکار و قتال کی مجال
نہ ہوئی بعض نے خواب مستی مین آخرت کی راہ لی بعض نے آنکھین کھولین تو اجل نظر پڑی
عدم آباد کو چلے جہانگیر خان و سید اسحق و سید لطیف اللہ و نظام خان و فتح اللہ خان کشتہ
ہوئے اور اسکے سوائے باقی امرا اسیر ہوئے احمد شاہ نے انکو بھینسے پر سوار کرکے اور انکے جامہ کو زانو
تک پارہ کرکے اپنے لشکر مین پھرایا اور جان کی امان دیکر دار الملک کو روانہ کیا اس لڑائی کا
نام جنگ باغ مشہور ہوا اسلیئے کہ احمد نظام نے جہان فتح ہوئی تھی ایک باغ لگایا تھا اوس
باغ کو نظام کی اولاد بڑا مبارک جانتی تھی۔ احمد نظام جنیر مین گیا اور یوسف عادل خان کے
استصواب سے خطبہ مین سے سلطان محمود کا نام نکال ڈالا اور اپنا نام داخل کیا اور چتر سفید جو
اس زمانہ مین بادشاہ دہلی اور شاہ گجرات و شاہ منڈو کا نشان شاہی تھا سر پر رکھا
اب احمد نظام شاہ نے بند۔ راند راج پوری کی تسخیر کا ارادہ کیا وہ بند جیول کے
پاس تھا دو مہینے یا ایک سال تک محاصرہ کرکے مصالحت سے اسکو لے لیا اور قلعہ دولت آباد
کی تسخیر کا ارادہ کیا وہ جانتا تھا کہ اس قلعہ کو زور سے نہین لے سکتا اسلیئے اسنے والیان حصار ملک وجیہ و اشرف
سے احسان و مدارا کا طریقہ اختیار کیا یہ دونون سگے بھائی تھے اول میر مجاہد جہانگیر کے والد کے نوکر تھے پھر امرا مین داخل ہو گئے

وجیہ دولت آباد کا تھانہ دار تھا اور ملک اشرف حاکم ولایت تھا انھون نے ان حدود کا ایسا
انتظام کیا تھا کہ دولت آباد کے متمرد اور قطاع الطریق جو شہرہ آفاق تھے انکو سلطان پور
اور ندربار کی سرحد تک اور باگلانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ سوداگر بے کھٹکے آتے جاتے تھے۔
رعیت اُن سے راضی اور انکی شاکر تھی اور ولایت معمور اور آباد ان تھی۔ جب سلطنت بہمنیہ
مین خلل پڑا تو مرہٹون کے ایک امیر نے قلعہ کالنہ تغلب سے لیلیا تھا اُس نے بھی راہزنی سے احتراز
کرکے اطاعت قبول کی یہ دونو بھائی ملک نائب کے حق تربیت کا پاس لحاظ کرکے احمد نظام شاہ
سے دوستی رکھتے تھے اُسلئے بھی اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ بیاہ دیا جسکے
سبب سے مصادقت مواصلت سے مستحکم ہوئی جب انکے لڑکا پیدا ہوا تو احمد نظام شاہ نے اسکا
نام موتی رکھا جو خود اسکا نام لڑکپن مین تھا ملک اشرف کو بھائی سے ایسی عداوت ہوئی
کہ اُس نے اُسکو اور بھتیجے کو مار ڈالا اور حکام برہانپور اور برار سے محبت و وداد پیدا کیا سلطان محمود
گجراتی سے عرائض اور تحائف بھیجکر اپنے تئین منسوب کیا زینب فریاد کرتی ہوئی بھائی پاس جنیر
گئی بھائی نے اُسکو دلاسا دیا اور سنہ ۹۰۲ھ مین جنیر سے لشکر و جمعیت کے ساتھ دولت آباد
کی طرف روانہ ہوا۔ جب نیکاپور کے حوالی مین اپنے باغ مین آیا تو قاسم برید کے ایلچی اُس پاس آئے
کہ یوسف عادل خان نے احمد آباد بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہی اگر آپ دولت آباد کے ارادہ کو ترک
کرکے اس طرف آئین تو مین آپکے ساتھ دولت آباد کی تسخیر مین سعی کرونگا۔ احمد نظام شاہ
احمد آباد بیدر چلا گیا اور جو کچھ کام اُس نے کیا وہ واقعات سلطان محمود مین بیان ہوا پھر
احمد نظام شاہ دولت آباد آیا دو مہینے تک محاصرہ رکھا جب اسکا جبر و قہر سے لینا دشوار
معلوم ہوا تو جنیر کو چلا گیا۔ اثنا و راہ مین قصبہ نیکاپور (بنگار) مین جو دولت آباد اور جنیر کے
مابین ہی ایک شہر بنانے کا ارادہ کیا کہ اسکو دار الملک بنائے اور ہر سال جب خریف و ربیع
مین غلہ کے کاٹنے کا وقت آئے تو دولت آباد و لشکر بھیج کر تاخت و تاراج کرے۔ اور
دولت آباد کے اندر آدمیون کو قوت لایموت سے عاجز کرے سنہ ۹۰۰ مین منجمون سے
نیک ساعت پوچھ باغ نظام کے متصل سین ندی کے کنارہ شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام

اسکا نام احمد نگر رکھا اور وہ دو تین سال مین بڑا شہر ہو گیا اور ہر سال دو دفعہ لشکر نظام شاہی
دولت آباد پر تاخت و تاراج کرکے زراعت کو خراب و غلہ کو غارت کرتا اور رعایا کے گھر جلا کر
خاک سیاہ بناتا۔

وقائع نظام شاہ بحری مین جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ کے عہد مین تصنیف کیا
ہے اور تمام کرنے سے پہلے مرگیا ہے وہ لکھتا ہے کہ احمد نظام شاہ بحری کی دولت کا آوازہ
جب دور و نزدیک حکام نے سُنا تو عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہان پور نے
احمد نظام شاہ سے اتحاد پیدا کیا دو ہزار آدمیون کی کمک ہر سال مقرر کی کہ وہ ہمیشہ دولت آباد
کے سفر مین نظام شاہ کے لشکر کے ہمراہ ہوا کرین اور اس کی تسخیر مین کوشش کرین اور اُسنے فتح اللہ
عماد الملک سے بھی دوستی کرکے برخلاف اپنے آبا و اجداد کے سلطان محمود گجراتی سے مخالفت
کی اور ہر سال جو مال بھیجا کرتا تھا وہ موقوف کیا سلطان محمود بیگڑہ ۹۰۵ھ مین سیر کو نکلا تو
ملک اشرف حاکم دولت آباد نے فرصت پاکر اپنے آدمی اسکی خدمت مین بھیجے اور احمد نظام شاہ
کے تسلط کی اور قلعہ کے محاصرہ کرنے کی اور خرابی ولایت کے شکایت کی اور اسکو بلایا۔
سلطان محمود قلعہ دولت آباد کی طمع مین لشکر عظیم جمع کرکے دکن کی طرف متوجہ ہوا جب وہ
سلطان پور اور ندربار کے قریب آیا تو عادل خان فاروقی نے احمد نظام شاہ کو کمک کے لئے
بلایا وہ دولت آباد کا محاصرہ چھوڑ کر پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ برہانپور مین آیا اور
عماد الملک بھی برار کا لشکر لیکر کمک کو آن موجود ہوا سلطان گجرات قلعہ آسیر کے قریب آیا تو
احمد نظام شاہ کے حکم سے میان احمد نصیر الملک نے اُس سے مراسلت شروع کی اور اسکے ایک
مقرب کو لکھا کہ ہر چند احمد نظام شاہ کا ملازم بندہ ہے۔ مگر میری اوائل ال گجرات ہی
مین گزری ہی اور وہین پلکر بڑا ہوا ہون اس خطہ کی دولتخواہی میری گھٹی مین ہی
ہی تعجب ہی کہ سلطان کشورستان امور جزئیہ کے لئے اپنے نفس نفیس سے ایسی مہمات شاقہ
کا مرتکب ہو حاکم برہان پور حضور کے ایک امیر کی برابری لشکر و جمعیت مین نہین کرسکتا ہے
مقابلہ کے لئے آنا خصوصًا اس وقت کہ دکن کا جوان بخت بادشاہ سپاہ صف شکن بھی ساتھ

اُس کی مظاہرت اور معاونت کے لئے آیا ہو آپ از روے اخلاص و دولتخواہی سلطان سے
عرض کریں کہ صلاح دولت اس میں ہے کہ ہنگامہ منازعت کوتاہ کریں نصرت و ہزیمت مشیت
حق میں ہوتی ہے اگر سلطان کو نصرت نصیب ہوئی تو خلقت کہیگی کہ سلطان مجھو نے جنود نامعدود
سے چھوٹے آدمی پر غلبہ پایا اور اگر معاملہ منعکس ہوا تو یہ بے ناموسی قیامت تک رہیگی - یہ نوشتہ جب
سلطان کے روبرو پیش ہوا تو وہ صلح و جنگ میں متردد ہوا۔ نظام شاہ نے سلطان گجرات کے فیل
بحری سال کے فیلبان کو بہت سیم و زر دیکے یہ قرار دیا کہ فلان اندھیری رات میں کہ شاہ سپاہ
اپنے خیمہ و خرگاہ میں آرام کریں تو اس ہاتھی کو لشکر میں چھوڑ دینا اس شب موعود میں نظام شاہ
نے گجراتیون کے لشکر کی طرف پانچہزار پیادہ و توپچی و کماندار و باندار اور پانچہزار سوار تیرانداز
روانہ کیے کہ کمینگاہ میں بیٹھیں اور جب لشکرگاہ میں شور و غوغا ہو تو اطراف سے آنکر تفنگ و تیر و بان
دشمنون پر چلائیں - یہ لشکر دشمن کے لشکر کے حوالی اور اطراف میں چھپ کر ہو بیٹھا جب آدھی
رات ادھر اور آدھی رات اُدھر ہوئی تو فیل بحری سال کو چھوڑا جسنے لشکر میں غل غپاڑہ ہوا
کمینگاہ سے پیادہ اور سوار نے غل کیا اور نفیر و نقارہ بجاکر تیر و تفنگ و بان چلانے شروع کیے -
امراے گجرات لشکر دکن کو خاندیس کے غرور کے سبب سے خاطر میں نہیں لاتے تھے خیمون میں خواب غفلت
میں پڑے سوتے تھے وہ اس غل و شور سے بیدار ہوئے اور سراسیمہ ہوکر سواری پر آمادہ ہوے
فیل بحری سال نے سراپردہ شاہی کے پرچے اڑا دیے اہل سراپردہ نے شیون و غوغا کیا تو سلطان
محمود چند معدود آدمیون کے ساتھ تین کروہ پر بھاگ گیا امراے گجرات نے فوجون کو آراستہ
کرکے جنگ کی - دکنیون نے اپنی لشکرگاہ میں مراجعت کی - اعیان لشکر سلطان کو فتح کی مبارکباد
دینے آئے تو اسکو سراپردہ میں نہ پایا تو سب امرا یہ بہانہ بناکے کہ ہوا میں تعفن ہے بادشاہ
پاس چلے گئے پھر فریقین میں صلح ہوگئی اور انہون نے اپنے اپنے مسکنون کو کوچ کیا -
گجرات کے مورخون نے اس جنگ کا حال شرح و بسط سے نہیں لکھا اس میں انکے سلطان
کی ہیٹی ہوتی تھی یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ بیان جھوٹا ہے یا سچا ہے -
نظام شاہ نے دولت آباد کا پھر سختی کے ساتھ محاصرہ کیا اور ملک اشرف نے سلطان محمود

گجراتی کو عریضہ لکھا کہ احمد نظام شاہ کا تسلط و استیلا بڑھتا جاتا ہے اگر حضور تشریف لائیں یا اس بلا سے مجھے بچائیں تو میں قلعہ میں آپکا خطبہ پڑھواؤں اور سال بہ سال باج و خراج خزانۂ عامرہ میں داخل کروں سلطان اہل دکن کی تادیب و گوشمالی کرکے پہلے اپنی گریز کا انفعال مٹانا چاہتا تھا وہ دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ احمد نظام شاہ محاصرہ کو چھوڑ کر احمد نگر کی طرف چلا ملک اشرف نے محاصرہ کی ضیق سے نجات پائی اور سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا اور ہر سال خراج بھیجنا قبول کیا۔ سلطان نے عادل خان سے بھی چند سال کا خراج وصول کیا اور اپنے قصبہ میں گیا۔ جب نظام شاہ نے یہ خبر سنی تو سال کے آخر میں دولت آباد کی طرف بجری کی تیزی سے گیا۔ ملک اشرف نے جو سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا تھا اور اُس سے ملاقات کی تھی تو اہل حصار اُس سے متنفر ہو گئے تھے اور احمد شاہ نظام کو مخفی عرائض بھیجے تھے کہ ہم آپ کے بندے ہیں اور آپکو خداوندی کے لئے لائق جانتے ہیں۔

معتقد اور دولت خواہ ہیں آپ تشریف لائیے اور ہماری جانفشانی دیکھئے احمد نظام شاہ دو تین ہزار سوار لیکر دولت آباد میں آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ملک اشرف کو قلعہ کے لشکر کا حال معلوم ہوا جس میں وہ ہیٹھے تھے غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز میں مر گیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ کی کنجیاں احمد نظام شاہ کو حوالہ کیں اُس نے قلعہ کی سیر کی اور اُس کی ضروری مرمت کی اسکو اپنے معتمد کو سپرد کرکے احمد نگر کو مراجعت کی اور باغ نظام میں ایک حصار گل و سنگ سے بنایا اور اُس کے اندر عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور ان میں دلکش تصویریں سرخ و زرد آگینہ کی مانند بنائیں اور ان سنوات میں سمندر کے کناروں کے قلعوں کو بالکل مسخر کیا۔ راجہ کالنہ و بگلانہ سے پیشکش لی اور اپنا مالگذار بنایا۔

سنہ ۹۱۳ھ میں داؤد خان فاروقی مر گیا اسکی جانشینی کے لئے ایک جھگڑا اٹھا ہوا ملک حسام الدین مغل جو اس دولتخانہ کا ایک عمدہ امیر تھا اسنے احمد نظام شاہ کی مدد سے عالم خان کو تخت سلطنت پر بٹھانا چاہا اور محمود شاہ گجرات نے اپنے بھانجے میران عادل خان پسر حسن خان کو مسند شاہی پر جلوہ افروز کرنا چاہا۔ اس مطلب کے لئے شاہ گجرات نے خاندیس کی

طرف کوچ کیا اس عرصہ مین ملک لاون تیسر التخت کا دعویدار کھڑا ہوا اسکے پاس قلعہ آسیر تھا اس نے دونون شاہون کی اطاعت سے انکار کیا احمد نظام شاہ اور عماد الملک حاکم کاویل برہانپور مین آگئے اور حقیقت حال پر آگاہ ہوئے اور انہون نے سنا کہ سلطان محمود گجراتی تال نیر مین تاپتی کے کنارہ پر آگیا ہے تو ان مین سے ہر ایک نے چار چار ہزار سوار ملک حسام الدین کی کمک کے لئے مقرر کرائے اور خود دونون کر کاویل مین چلے گئے اور یہان سے احمد نظام شاہ دولت آباد کو چلا گیا خانزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر احمد نظام شاہ پاس چلا آیا۔ جب سلطان محمود نے مراجعت کی تو نظام نے سلطان محمود سے بذریعہ کتابت درخواست کی کہ خانزادہ عالم خان میری جانب مین التجا لایا ہے مین متوقع ہون کہ آسیر و برہانپور کی ولایت کا کچھ حصہ اسکو بھی عنایت ہو۔ سلطان ایلچی سے نظام شاہ سے آزردہ تھا اس نے ایلچی سے درشتی کی۔ اور کہا کہ سلاطین بہمنیہ کے غلام زادہ کی کیا مجال ہے جو سلاطین سے برابر کی کتابت کرتا ہے اور اپنی گلیم سے قدم باہر رکھتا ہے اگر اپنے اوضاع سے نادم و تائب نہ ہوگا تو عنقریب گوشمالی پائیگا۔ احمد نظام شاہ اس بات کو دلی کر چکا ہو رہا اور عالم خان کو ساتھ لیکر احمد نگر چلا گیا۔

بادشاہ کی وفات اور اسکے اوصاف و عادات

سنہ ۹۱۵ھ مین نصیر الملک کہ اسکی دولت کا کارکن تھا مر گیا اور اس کی جگہ کمل خان حبشی معزز ہوا دو تین مہینے کے بعد وہ خود بیمار ہوا اور شاہزادہ برہان کو اس نے ولیعہد کیا جسکی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ امراء سے اسکی اطاعت کا عہد و پیمان لیا پھر وہ مر گیا۔ انیس برس سلطنت کر گیا۔ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ جب سوار ہوتا تو داہنے بائین طرف نہین دیکھتا کہ مبادا کسی نامحرم عورت پر نگاہ جا پڑے۔ قلعہ کاویل کی فتح مین ایک عورت نہایت حسین قیدیون مین تھی جب یہ رات کو ہمصحبت ہونے کے لئے اس پاس آئی تو اسکی زبانی جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ اسکا شوہر اور برادر دربدر اسیر ہین تو اسکو چھوڑ کر اس عورت کو حوالہ کیا یہ اسکی عادت تھی کہ جو شخص میدان رزم مین لوازم شجاعت

کچھ فرو گذاشت نہ کرتا تو سب سے زیادہ اُس کی قدر کرتا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ پادشاہ شکار
ہوتے ہیں انکو دشمنوں کے شکار کے واسطے جوان بہم پہنچانے چاہئین پادشاہ کو شمشیر بازی کا
شوق تھا اور شمشیر بازی کا علم خوب جانتا تھا قاعدہ ہے کہ پادشاہ کے ہنر کی طالب خلق ہوتی
ہے چھوٹے بڑے سب اس فن مین وقت صرف کرتے جیسے کہ بلاد اسلام مین مکتب خانے ہوتے
ہین ایسے سارے دکن مین شمشیر بازی کے ورزش خانے بن گئے لوگ کسی کام کو اس سے بہتر
نہین جانتے تھے ہر مجلس و انجمن مین سوا اسکے کسی اور بات کا چرچا نہ تھا آب و ہوائے دکن کا تقاضا
فتنہ خیزی ہے۔ ہر ایک شمشیر زنی مین شیخی بگھارتا اور اپنی برابر دوسرے کو نہ جانتا
جب آپس مین جھگڑا ہوتا تو احمد نظام شاہ پاس مرافعہ ہوتا اور وہ حکم کرتا کہ میرے سامنے
مدعی اور مدعا علیہ شمشیر بازی کرین جو اول شمشیر حریف کو لگائے وہ بہتر ہوگا دیوانخانہ
مین روز جماعت کی جماعتین آنے لگین دو تین آدمیون کی لاشین روز دیوانخانہ سے جانے لگین
تو پادشاہ اس سے متنفر ہوا اور اس نے کالا چبوترہ مقرر کر دیا۔ اس رسم کو انگریزی
مین ڈیوئل کہتے ہین جسکا رواج تمام یورپ مین کثرت سے تھا مگر ایشیا مین کہین اور نہین
اسکی ابتدا یہین ہوئی اور اسکا نام یکیک رکھا گیا پادشاہ کا حکم تھا کہ جب دو آدمیون
مین یکیک ہو تو کوئی اسکا ہوا دار اس مین دخل نہ دے انکو حسب دلخواہ باہم شمشیر زنی
کرنے دے تاکہ ان مین ایک غالب دوسرا مغلوب ہو اور جو کوئی اس جنگ یکیک کی
ہوس کرے اور کشتہ ہو تو اسکا قصاص لیا جائے۔ نہ اسکی کچھ پرسش ہو یہ بدعت دکن کے
مسلمانون کو ایسی مرغوب ہوئی کہ احمد نگر سے سلاطین ہند کی وساطت سے جمیع بلاد
دکن مین اسنے سرایت کی بلکہ شائع و رائج ہو گئی اور اس عمل شنیع کی برائی دلون سے
ایسی محو ہو گئی کہ اب ممالک دکن کے طالب العلم و مشائخ و ملوک و امرا و خوانین اس
یکیک کو کرتے ہین اور اسکو حیثیت اور قابلیت مین اعظم جانتے ہین اور اگر انکے
فرزند یکیک کرین تو شجاعون مین نہین داخل ہوتے اور انپر سرزنش کرتے ہین
محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۰۰ مین بلدہ بیجاپور مین مینے

مشاہدہ کیا کہ سید مرتضیٰ و سید حسن کہ دو بھائی صحیح النسب تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ
کے سامنے انکی عزت تھی اور دکن کے معقول آدمیوں میں اُن کو لوگ جانتے تھے انکے اور تین جوان بیٹوں
سے جو دکنی تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور دکن میں مردم روشناس میں شمار ہوتے تھے کسی
ادنیٰ بات پر بازار کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا اول سید مرتضیٰ کا بیٹا کہ بیس سال کا جوان تھا
باپ کی حمایت میں ایک دکنی سے یکایک لڑا اور قتل ہوا۔ سید مرتضیٰ نے بیٹے کو کشتہ دیکھا تو
دوسرے دکنی سے لڑا وہ بھی بیٹے کی طرح عدم کو گیا جب سید حسن نے بھائی اور بھتیجے کا حال
یہ دیکھا تو وہ بھی ان تینوں دکنیوں میں سے ایک سے لڑا اور فنا ہوا ان تینوں سیدوں
کی لاش بازار سے نہیں اُٹھی تھی کہ وہ تین دکنی جنکو مقتولوں کے ہاتھ سے زخم کاری لگے تھے
انہوں نے قابض ارواح کو روح سپرد کی بغرض ہمسایگی عداوت ایک لحظہ میں چھ گھر
ماتم خانہ بنگئے۔ فی الواقع دکن کے مسلمان شمشیر بازی اور یکیلی میں بینظیر و بیمثل تھے اور
انکے ساتھ کوئی شمشیر بازی نہیں کرسکتا تھا۔ جب تک اسکو اس فن میں مشاقی نہ ہو۔ اسکی
حمایت یہ ہوئی کہ اکثر دکن کے آدمی ہر روز زمین پر شمشیر کی ورزش کرتے تھے جسکے سبب سے
اسپ سواری۔ تیر اندازی و نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری تھے۔ بس جنگ
صحرا میں تخصیص مخالف کے کوئی نہ ہو عاجز ہو کر ہر زبونی سے زبون تر ہو جاتے تھے
اور خانہ و کوچہ و بازار کی جنگ میں شیر درندہ کی مانند مردانہ ہوتے تھے۔

پادشاہان بہمنیہ کی دولت کے جاتے رہنے کے بعد کل سلاطین نے جنہوں نے دکن میں حکومت
کی اس عمل شنیع کے دفع کرنے میں کوشش نہیں کی بلکہ اسکی ترویج میں سعی کی لیکن ابراہیم
عادل شاہ ثانی کے عہد میں معاملہ یکایک کی تخفیف ہوگئی یہ عمل زشت کسی مملکت میں اور
کسی عہد میں نہ تھا اب امید ہے کہ پادشاہان کامل و حاکمان عادل کی برکت سے
بالکل زائل ہوجائیگا۔ عادل شاہ اور قطب شاہ نے اس میں تخفیف کردی۔

برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری

برہان نظام شاہ بحری جسکو مروج مذہب اثنا عشری کہتے ہیں سات سال کی

عمر میں باپ کا جانشین ہوا۔ تکمیل خان جو کبھی پیشوا و امیر جملہ بدستور رہا اور اسکے بیٹے میاں جمال الدین کو سر نوبتی کا منصب و عزیز الملکی کا خطاب ملا۔ دونو باپ بیٹے دولتخانہ کے مالک بنے۔ امور ملکی و مالی میں انکو کمال استقلال ہوا۔ تین سال اسی حال میں گذر گئے مگر جب عزیز الملک کی بے اعتدالی حد سے گذری تو صاحب مجلس وزراء مثل روحی خان و کرم خان و شیر خان کو اُن پر رشک پیدا ہوا۔ بی بی عائشہ سے انہوں نے خصوصیت پیدا کی یہ بی بی والدہ برہان شاہ کی مرضعہ تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی۔ اور یہ تجویز کی کہ وہ فرصت کے وقت میں برہان شاہ کے چھوٹے بھائی راجا جیو کو قلعہ سے نکال کر اُنکے حوالہ کرے اور وہ اسکو پادشاہ بنائیں اور برہان شاہ کو سلطنت سے معزول کریں اور یوں تکمیل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پائیں۔ ایک دن وہ بی بی عائشہ راجا جیو کو کہ چار سال کا لڑکا تھا لڑکیوں کے کپڑے پہنا کے پالکی میں سوار کر کے گھر لے چلیں اتفاق سے والدہ برہان شاہ کو اپنا بچہ یاد آیا اور اُس کو نہ پایا تو اسکی ڈھونڈھیا مچوائی۔ حوض اور چاہ میں بانس ڈالے گئے۔ بعض بی بی عائشہ کے پیچھے دوڑے گئے۔ ابھی وہ روحی خان کے گھر تک نہ پہنچی پائی تھی کہ لوگوں نے راجہ جیو کو اُس سے لے لیا اور محل میں لے آئے وہ اس لڑکے کو اپنے گھر میں کبھی کبھی لیجاتی تھی اسلیے گھر لے جانے کا بہانہ بنا دیا مگر جب یہ افشا ہوا تو تکمیل خان نے برہان شاہ اور راجہ جیو کی محافظت کی برہان شاہ کی تربیت و پرورش میں ایسی کوشش کی کہ وہ دس برس کی عمر میں کافیہ و متوسط پڑھتا تھا اور خط نسخ خوب لکھتا تھا ایک علم اخلاق کا رسالہ بہت خوشخط اُس نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ جب امرائے ثلاثہ اور میاں تکمیل خان کی خصومت و عداوت حد سے زیادہ گذری تو ناچار اُنہوں نے پانچ چھ روز وزیروں کے ساتھ اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے نکلے اور آٹھ ہزار سوار لے کر چلے اور علاء الدین عماد الملک کو مجلس میں بھیجکر احمد نگر کی تسخیر کو نہایت سہل طور پر زبانی مقدمات میں بیان کیا عماد الملک ان ارباب غرض کے فریب میں آگیا اور کاویل اور ایلچپور سے سرحد نظام پر جا کر قصبات و پرگنات پر قابض ہوا۔ خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ اور برہان نظام شاہ کو

تمکین خان لیکر عماد الملک سے لڑنے آیا۔ ۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء مین قصبہ رانوری مین فریقین نے سپاہ آراستہ
کرکے لڑنا شروع کیا۔ اس لڑائی مین برہان نظام شاہ اپنی صغرسنی کے سبب اپنے اتالیق
آذر خان کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی عماد الملک کو شکست
ہوئی اور وہ بے توقف ایلچ پور کو لوٹ دم بھاگا تمام مال و منال و اسپ و فیل نظام شاہی
لشکر کو ہاتھ آیا تمکین خان نے آکر برار کو خوب لوٹا مارا۔ عماد الملک خان برہان پور فرار
ہوا۔ یہان کے حاکم نے علماء و مشائخ کی معرفت صلح کرادی کہ ہر ایک اپنے اپنے مقام
مین گیا۔ کہتے ہین کہ نظام شاہیہ کے اجداد مین سے کوئی پاتری کا کلکرنی (موروثی محاسب
موضع) تھا کسی سبب سے وہ جلاے وطن ہوکر اپنی ولایت بیجانگر مین چلا گیا تھا اور وہین
رہتا تھا جب انکے خانوادہ مین سلطنت آئی تو برہمن جو نظام شاہ سے خویشی اور قرابت
رکھتے تھے سب بیجانگر سے احمدنگر مین آئے اور وطن کا اشتیاق انپر غالب ہوا تمکین خان نے
برہان نظام شاہ کی زبان سے عماد الملک کو لکھا کہ مجھکو پرگنہ پاتری سے بہت نسبت
ہے اور اسلئے وہ مجھہ سے متعلق ہے اور ہماری سرحد مین واقع ہے دوستی و یاری کا مقتضا
ہے کہ وہ مجھکو دیدو اور اسکی عوض مین لو اور پرگنہ میرے ملک کا جو اس سے محصول
مین زیادہ ہو لے لو۔ عماد الملک نے یہ بات نہین قبول کی اسلئے وہ جانتا تھا کہ اسمین
نزاع ہوگا۔ اس نے اس پرگنہ مین احتیاطاً ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی تمکین خان نے اس قلعہ
بنانے کے سبب سے عماد الملک کو منع کیا کہ اسی جگہہ قلعہ بنانے سے تمہارے اکثر آدمی ہماری
سرحد پر مزاحمت کرینگے مناسب یہ ہے کہ اسکا بنانا موقوف کرو عماد الملک نے اسکی
پروا نہ کی اور قلعہ پورا بنا لیا اتفاقاً تمکین خان بالاگھاٹ دولت آباد و مضافات و مواضع
کی سیر کر گیا اور ۹۲۰ھ ایلغار کرکے پاتری گیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ کشا دلیرون
نے خندق مین جاکر کمندین و زینے لگائے اور چڑھ گئے اور قلعہ تسخیر کیا اور ولایت پاتری
پر متصرف ہوئے میان محمد غوری کو جسنے اس قلعہ کشائی مین سب سے زیادہ مردانگی
دکھائی تھی۔ کامل خان کا خطاب دیکر قلعہ اور اسکے حدود انتظام کے لئے سپرد کئے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہی ہندو نژاد ہنوز سے شرماتے نہ تھے۔ پاتری پر اس لیے
جھگڑتے تھے کہ انکے باپ دادا برہمن اسکے کلکیرنی تھے اس فتح کے بعد برہان نظام شاہ نے احمد نگر
میں مراجعت کی اور بمقتضای جوانی آمنہ ایک کنچنی پر عاشق زار ہوا اور اس سے نکاح کیا اور
حرم میں اسی کو بزرگ بنایا اس نے اسکو شراب پر لگایا۔ کمل خان مرد کامل اور عاقل تھا اس نے
وزارت سے استعفا دیا اور بادشاہ نے منظور کیا اور اسکے بیٹے کو امیر کبیر بنایا اور شیخ جعفر
دکنی کو پیشوائی کا منصب۔ کمل خان نے اپنی باقی عمر گوشہ نشینی میں صرف کی۔ سنہ ۹۲۰ھ میں احمد نگر
میں شاہ طاہر تشریف لائے اور اس نے مذہب مہدویہ کی جڑ کاٹی اسکا رواج بہت ہو چلا تھا۔
بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اسکے خاندان میں سے کسی ایک کے ساتھ کر دیا۔

سنہ ۹۳۰ھ ۱۵۲۴ء میں قلعہ شولاپور سے باہر برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات
ہوئی اور بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کا نکاح برہان نظام شاہ سے ہوا۔ اسد خان
بلگوالی نے عہد کیا کہ قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز میں دیا جائیگا اسلیے برہان شاہ نے اس قلعہ کا
مطالبہ کیا اسمعیل عادل شاہ نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی اصلا خبر نہیں۔ اگر کسی آدمی نے
نادانستہ ایسی بات کی ہو تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ برہان نظام شاہ خاموش احمد نگر میں
چلا آیا۔ بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ نے بی بی مریم کے ساتھ سلوک ناہموار کیے کچھ مدت
اس طرح گذری کہ اسمعیل عادل شاہ نے نظام شاہ کے سفیروں کو جو بیجاپور میں رہتے تھے کہا کہ
کسی پاتر کو سلاطین کے فرزندوں پر مسلط کرنا حزم و اصالت سے بعید ہے۔ برہان نظام شاہ
کے کان میں یہ بات پہنچی تو مباحثہ نے ایک طول پکڑا اور اسنے امیر برید اور عماد الملک کو اپنے
ساتھ متفق کیا۔

سنہ ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں انکو اور بیس ہزار سوار اور توپ خانہ لیکر قلعہ شولاپور کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا اسمعیل عادل شاہ
نو ہزار سوار تیر انداز لیکر لڑنے آیا سرحد پر فریقین ملے اور ایسی لڑائی ہوئی جسکے تصور سے دل ڈر
جاتا ہے۔ اول علاء الدین عماد الملک اسد خان بلگوالی سے شکست پاکر بے توقف کاویل کو
بھاگا۔ برہان نظام شاہ بھی ہوا کی گرمی کی شدت سے پالکی میں پڑکر احمد نگر کو سدھارا

پاتری کی بربادی

سنہ ۹۳۰ھ میں اسمٰعیل عادل شاہ کی تحریک سے عماد شاہ نے سلطان قلی قطب شاہ کو ساتھ لیکر قلعہ پاتری کو نظام شاہ کے تصرف سے نکال لیا مخدوم خواجہ جہان اور امیر برید کو برہان شاہ ساتھ لیکر پاتری کی طرف گیا اور دو مہینے میں توپ و ضرب زنون کی ضرب سے قلعہ کو گرا دیا اور اسکو فتح کر لیا اور اس قلعہ کی بنیادیں تک کھدوا کر پھینکدیں اور پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا اور اپنے برہمن بھائی بندون کو پرگنہ پاتری دیدیا اس پرگنے سے شہنشاہ اکبر تک بطناً بعد بطن انکا تعلق رہا۔ برہان نظام شاہ نے یہان سے جا کر قلعہ ماہور کو خداوند خان حبشی سے چھین لیا۔ پھر ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا پھر عماد الملک مین لڑنے کی سکت نہ تھی برہان پور گیا۔

عماد الملک اور برہان نظام شاہ کی لڑائی

سلطان محمد شاہ فاروقی اس کی کمک پر آمادہ ہوا اور اس کے ساتھ وہ نظام شاہ کی جنگ ~~پر متوجہ ہوا~~ جب دونو پاس آ گئے تو ایک جنگ صعب ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ پریشان برہان پور کو بھاگ گئے اور نظام شاہ انکے تین سو ہاتھیون و خیمہ و خرگاہ اور سلطنت کے تمام کارخانون پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے اختیار مین کر لیا۔ عماد الملک اور محمد شاہ نے سلطان بہادر پادشاہ گجرات سے مدد طلب کی سلطان بہادر نے انکی امداد کو فتوحات غیر متناہی سے تصور کیا۔

سنہ ۹۳۱ھ مین وہ سلطان پور اور نندربار کی راہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا نظام شاہ نے مضطرب ہو کر دہلی کو بابر پادشاہ پاس عرضیہ بھیجا جس مین یہ فقرہ تھا کہ رجا بلطائف عواطف الٰہی واثق است کہ عنقریب بنہیان اقبال مژدہ توجہ جنود نصرت قرین و سعادت قران باستیصال عادی این حدود بہ مسامع مجہتان برسانند و مبشران فرح بخش مسرت رسان بشارت قل جاء الحق و زہق الباطل از اطراف و اکناف این دیار منتشر گردانند تا منتظران امیدوار و معتقدان خدمتگار با قبال تمام استقبال نمودہ مقصود حاصل نمایند + ایسے ہی خطوط اس نے اسمٰعیل عادل شاہ و سلطان قلی قطب شاہ کو لکھے سلطان قلی تو کچھ کے ہندوؤن سے لڑ رہا تھا اس نے عذر کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب غریب زادہ اپنے لشکر سے منتخب کر کے ساتھ لئے اور امیر برید کو

ہمراہ لیا برہان نظام شاہ کی مدد کو چلا۔ سلطان بہادر نے قلعہ ماہور اور پاتری کی جو
ولایت برار میں تھی طمع کی اور انکے لئے کچھ توقف کیا انکو عماد الملک نے اپنی زوال سلطنت
کے خوف سے سلطان بہادر سے کہا کہ یہ ولایت حضور ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر
آپ قدم بڑھاکر برہان شاہ کو مستاصل کریں اور اس کی ولایت میں سے مجھے بھی کچھ حصہ
دلائیں میں اپنے زن و فرزند کو قلعہ کاویل میں بھیجدونگا اور اس ولایت کو بالتمام تسلیم کرونگا
اور ہمیشہ ملازم رکاب ہونگا۔ سلطان بہادر نے اس کی التماس کو قبول کیا اور نظام شاہ کے
لشکر کی طرف جو کوہستان بیر میں اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید نے چھ ہزار سوار
عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار خاصہ اپنے لڑنے کو بھیجے۔ پٹن اور بیر کے درمیان کوچ کیا گجراتیوں
کی فوج پر تاخت کی۔ دو تین ہزار سوار قتل کئے اور اموال و اسباب [illegible]
گجرات کے سے لئے سلطان بہادر نے یہ خبر سنکر خداوند خان وزیر کو بیس ہزار سوار ون کے
ساتھ انتقام کے لئے نامزد کیا اس لشکر نے بھی امیر برید سے شکست پائی۔ مگر خداوند خان
کی کمک کو عماد شاہ بیس ہزار سوار لیکر آیا اس نے برہان نظام شاہ کو مجبور کیا کہ اول وہ
پوشیدہ گیا اور پھر صریح
سلطان بہادر احمد نگر میں آیا۔ باغ نظام کے احاطہ میں اترا اسنے ایک چبوترہ بنوایا
اسکا نام کالا چبوترہ مشہور ہوا اوسپر بیٹھکر چالیس روز تک ہاتھیوں اور اور جانوروں
کی لڑائیوں کا تماشا دیکھتا رہا یہاں اور زیادہ ٹھیرنے کا ارادہ تھا مگر امرائے نظام شاہ
نے غلہ اور مایحتاج اسکے لشکر میں فراغت سے نہ پہنچنے دیا اور اس سبب لشکر میں قحط
پڑا اور بہت آدمی اور گھوڑے اور ہاتھی ہلاک ہوئے۔ خداوند خان اور امرائے کبار
گجرات نے پادشاہ سے عرض کیا کہ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ حضور کا ہے تو اول
قلعہ دولت آباد کو کہ گجرات کی راہ کے سرے پر ہے فتح کیجئے پھر احمد نگر میں آنکر اور قلاع
و بقاع کو لیجئے۔ دو تین روز بعد وہ دولت آباد کو گیا اور عماد الملک ہزاری اور
امرائے گجرات کو محاصرہ کے لئے مامور کیا۔ خود بالا گھاٹ دولت آباد میں اترا۔

نظام شاہ نے اسمعیل عادل شاہ پاس یہ پیغام بھیجا کہ ای برادر آپ امداد کے باب میں مروت
و یاری کی شرط بجا لائے لیکن جبتک خود اس طرف تشریف نہیں لائینگے مجھے اس ورطہ سے خلاصی میسر نہیں
ہوگی عادل شاہ نے جواب دیا کہ رایچور کے حوالی میں بیجانگر کے ہندو گھات لگائے بیٹھے ہیں
جہاں میں نے بیجاپور سے حرکت کی تو وہ دریای کرشنا سے عبور کر کے میری مملکت پر تاخت
کرینگے اب میں پانچ سو بہادر مسلح سوار دو اسپہ بسرکردگی حیدر الملک قزوینی کی پہلی کمک پر اضافہ
کر کے روانہ کرتا ہوں۔ امید ہی فتح سے مسرور ہوگے اب برہان شاہ کو عادل شاہ کے آنے
کی امید نرہی تو اُس نے شیخ جعفر کو معزول کیا اسکی پیشوائی سے رعیت و سپاہ آزردہ و
دلگیر تھی۔ کنور سین برہمن کو جو عقل و فراست و امانت و دیانت سے متصف تھا پیشوائی کا
خلعت دیا اور اسکی صوابدید سے جنیر سے احمدنگر میں آیا۔ بقدر قدرت و امکان اس نے فوج یا
لشکر فراہم کیا اور اس کے ساتھ لشکر دکن لیکر دولت آباد کی طرف چلا اور لشکر گجرات کے
مقابلہ میں مسیل پر کوہستان کے اندر تین مہینے نہایت ہوشیاری سے پڑا رہا اور دشمن کے
لشکر کو شبخونوں اور چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے ستاتا رہا پھر ایک بڑی لڑائی ہوئی برہان
نظام شاہ کو شکست ہوئی۔ اس لئے میران محمد خان فاروقی اور عماد شاہ کی معرفت صلح
چاہی اور ہاتھیوں اور قلعوں کو جو اُس نے لڑائی میں لے لئے تھے واپس دینے کا وعدہ کیا
یہ دونو شاہ خداوند خان کی منزل میں گئے اور اس سے کہا کہ ہمارا مقصود سلطان کی
مدد سے یہ تھا کہ پاتری اور ماہور کو نظام شاہ کے قبضہ سے نکال لیں اور اسکی عوض میں برار
اور احمدنگر میں اُسکا خطبہ پڑھوائیں اور ہر سال تحف و ہدایا بھیجا کریں اب یہ معلوم ہوتا
ہے کہ سلطان کو یہ طمع ہی کہ اس ملک کو ہمارے ہاتھ سے نکال لے۔ خداوند خان نے جو کریم النفس
نیکخواہ خلائق نے کہا کہ یہ کام تم نے خود کیا ہے۔ جس وقت شاہان دکن یکجہت ہو کر اپنی
منازعت کو دور کرینگے تو انکا بھلا ہوگا۔ یہ دونو شاہ اسکے مقصود کو سمجھ کر مجلس سے آئے اور عادل الملک
نے اپنے مورچہ سے بہت غلہ اور آذوقہ قلعہ دولت آباد کے اندر پہنچانے کا پاس بھیجا اور بہادر ساتھ کے شروع
میں انھیں پور چلا گیا برسات کے آنے سے سلطان بہادر نے میران محمد شاہ فاروقی اور امرا کو بھی

مگر کنور سین کے سمجھانے سے اس نے جانا منظور کیا اور سات ہزار سوار اور شاہ طاہر کو ساتھ لیکر
برہان پور چلا اور اُس نے خواجہ ابراہیم اور بھاجی شب نویس (چٹھی نویس) کو اپنے سے پہلے
میران محمد شاہ پاس بھیجا کہ وہ یہ مقرر کریں کہ پیشکش کیا دی جائیگی اور ملاقات کیونکر ہوگی
موضع جانک دیوی میں برہان پور کے نزدیک برہان شاہ اور میران محمد شاہ کی ملاقات
ہوئی اس نے کہا کہ یہ مقرر ہوا ہے کہ سلطان تخت پر بیٹھے اور ہم سلام کھڑے ہو کر کریں -
برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت میں بلایا اور کہا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ فلان تخت پر
بیٹھے اور ہم سلام کر کے کھڑے رہیں بہتر ہے کہ فسخ ارادہ کیا جاوے۔ شاہ طاہر نے کہا
کہ دنیا داری کی شرط یہ ہے کہ ایک روز صلاح دولت کے لیے نہایت فروتنی اختیار
کی جاوے جیسے برسوں کامرانی کی مسند پر فراغت و شوکت سے بیٹھ کر زندگانی بسر کیجاوے
شاہ طاہر نے یہ تدبیر بھی معروض کی کہ ایک قرآن شریف میرے پاس امیر المومنین علی کے
ہاتھ کا لکھا ہے جسکی خبر سلطان بہادر کو جب سے ہوئی ہے وہ بہت اسکا خواہان ہے خداوند خان
سے اس بات کا ذکر کر کے ملاقات کے روز قرآن شریف کو ساتھ لیچلینگے تو سلطان بے اختیار
ہو کر تخت سے اُتر کر استقبال کریگا۔ برہان شاہ اس سے نہایت خوش ہوا۔ دوسرے روز
صبح کو میران محمد شاہ اور شاہ طاہر ملاقات کے لئے چلے جب مسکن شاہی کے قریب آئے
تو شاہ طاہر نے قرآن شریف کو سر پر رکھا اور برہان شاہ کے ساتھ سراپردہ میں داخل ہوا
کہ سلطان کی نظر دور سے اُنپر پڑی تو خداوند خان سے پوچھا کہ یہ شاہ طاہر کے سر پر
کیا ہے خداوند خان نے عرض کیا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ کا مصحف لکھا ہوا
ہے۔ سلطان بے اختیار تخت سے اُتر کر استقبال کو دوڑا اور اول مصحف پر تین مرتبے بوسے
دئیے اور آنکھوں کو لگایا پھر کھڑے ہو کے برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان میں
پوچھا کہ کیسے ہو اور کیا حال ہے اس نے فارسی میں جواب دیا کہ جناب کا نیاز مند ہوں اور
دولت پادشاہ سے خوشحال۔ سلطان تخت پر آیا اور برہان شاہ و شاہ طاہر
محمد شاہ سامنے کھڑے ہوئے۔ سلطان بہادر شاہ طاہر کے کھڑے ہونے سے

مضطر تھا اسکو بیٹھنے کو کہا تو شاہ نے معذرت کی کہ بندہ کو نظام الملک کیساتھ نسبت نوکر
آقا کی ہی شرط ادب یہ نہین کہ وہ کھڑا رہے اور مین بیٹھ جاؤن سلطان نے ناچار ہو کر برہان
نظام کو بھی بیٹھنے کی اجازت دی شاہ طاہر نے اوسکو ہاتھ پکڑکر اوپر بٹھایا اور خود نیچے
بیٹھا برہان شاہ سے فارسی زبان مین سلطان بولا کہ اس عرصہ مین انقلاب ایام کی سختی کو
کس طرح گذارا اور روزگار کی ناسازگاری کو انتہا پر پہنچایا۔ برہان نظام شاہ نے عرض کیا
کہ جس دربار کا خاتمہ اقبال پر ہو اور جس فراق کا انجام وصال پر ہو اسکے اختتام کی حلاوت
مجھے یاد ہے اور ابتدا فراموش ہے الحمد للہ کہ جو کچھ سالہا دراز مین مجھ پر گذرا اسکی تلافی اس
لحظہ کی حلاوت کرتی ہے۔ سلطان نے میران محمد شاہ سے کہا کہ تو نے سنا کہ برہان الملک
نے کیا جواب دیا اس نے کہا کہ مین دور تھا اس لئے نہین سنا سلطان بہادر نے پھر ان سوال و
جواب کو بہ آواز بلند کہا شاہ طاہر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ اثر سلطان کی التفات کا
ہے امید ہے کہ روز بروز عنایت وشفقت زیادہ ہوتی رہیگی سلطان بہادر نے کمر و خنجر و
شمشیر مرصع کہ اپنی کمر مین باندھے ہوئے تھا کھول کر برہان نظام شاہ کی کمر مین اپنے
ہاتھ سے باندھی۔ اس وقت تک برہان نے اپنے نام مین لفظ شاہ کا اطلاق نہین کیا تھا
سلطان نے کہا کہ خطاب نظام شاہی مبارک ہو پھر اس کو اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرایا
اور کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تجھکو گھوڑے پر چڑھنا خوب آتا ہے تو میرے سراپردہ کے گرد
پھیر۔ اسنے دکن کی روش پر گھوڑے کو سراپردہ کے گرد پھرایا۔ سلطان بہادر نے
اس کی تعریف کی اور کہا کہ ایسا سوار بے چتر کے خوشنما نہین معلوم ہوتا اشارہ کیا
چتر سفید آفتاب گیر جو بادشاہ منڈو سے لیا تھا وہ اسکے سر پر رکھا اور میران محمد شاہ
اور خداوند خان کو حکم دیا کہ اسی طرح سوار سر پر چتر رکھے ہوئے سراپردہ سے لیجاؤ
اور اسکے دائرہ مین سلطان محمود خلجی کا جو سراپردہ ہے وہ لگا کے اس مین اسکو اتارو
غرض بڑے شوق سے ملاقات کا جشن ہوا پھر برہان نظام شاہ کو احمدنگر کو رخصت
کیا۔ اب پادشاہ گجرات اور برہان شاہ مین بالکل منازعت کا غبار دور ہوا تو

کئی زمین وزیر کی حسن تدبیر سے پانچ مہینے کے عرصہ مین تین قلعے بے جنگ کے ان ہاتھون سے لے لیے جو ابتک کبھی نظام شاہیون کے مطیع نہ ہوئے تھے۔

برہان نظام شاہ و اسمٰعیل عادل شاہ کی جنگ۔

۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء مین اسمٰعیل عادل شاہ نے قلعہ کلیان (کلیانی) مقند ھار کی فتح کے ارادہ سے بیجاپور سے کوچ کا حکم کیا امیر برید نظام شاہ سے ملتجی ہوا اور حمایت کا طالب نظام شاہ نے مغرورانہ خط عادل شاہ کو لکھا جسمین ان قلعون کی فتح سے منع کیا۔ عادل شاہ نے اسکو سخت و سست جواب لکھا کہ اس طرح کا سلوک تم سے ہرگز مشاہدہ نہ ہونا چاہیئے تھا سبب کیا ہے کہ احمدنگر کی ویرانی کو اور واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے نامناسب شعر ہمیں مرقوم کئے ہین۔ اگر پادشاہان منڈو کے چتر پر اور کہنہ سراپردون پر اتنا غرور کرتے ہو تو اسکی گنجایش نہین اور اگر خطاب شاہی پر تفاخر کرتے ہو تو تم سے زیادہ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ مجھکو شہنشاہ ایران نے کہ فرزند پیغمبر آخرالزمان ہے خطاب شاہی دیا ہے۔ تم کو سرخیل گجراتی سے مرتبہ ملا ہے۔ اگر ایسے امور سے تو پشیمان ہو تو یہ بھی سعادت ہے ورنہ ننگی تلوارین لیکر باغ نظام سے میدان مین آؤ اور عادل شاہی ہاتھیون کا زور دیکھو نظام شاہ جنگ کا سامان تیار کرکے عادل شاہ کی سرحد پر آیا اور فریقین مین نائرہ قتال بالا ہوا طرفین سے مردان مرد اور معرکہ نبرد کے دلیر میدان مین آگئے اور شمشیر بران اور سنان جان ستان سے معرکہ کی خاک کو خون سے کیچڑ بنا دیا۔ احمدنگر کے لشکر کو شکست ہوئی اسکے دو تین ہزار آدمی مارے گئے۔ سارا اسباب غارت ہوا طرفین سے آدمیون نے بیچ مین پڑکر دونون پادشاہون کی ملاقات سرحد پر ۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء مین کرادی اور یہ مقرر ہوا کہ نظام شاہ ملک برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو فتح کرے اور دکن کو دونو متساوی حصون مین تقسیم کرلین انہین سنون مین اتفاق سے اسمٰعیل عادل شاہ کی اجل آگئی کل مقدمات یونہی اکارت گئے۔

[illegible]

۹۴۴ھ ۱۵۳۷ء مین شاہ طاہر کی دلالت و ارشاد سے برہان شاہ کو اہل بیت کی محبت مین غلو ہوا خطبہ مین سے اصحاب ثلاثہ کا نام خارج کیا۔ بارہ اماموں کے علم کا

رنگ سبز تھا اسنے بھی اپنے علمون اور چتر کا رنگ سبز کیا تبرائیون کا وظیفہ مقرر کیا کہ کوچہ
بازارمین و مساجد معابد مین خلفاء راشدین اور انکے پیرؤون پر لعن طعن علی الاعلان
کرین اسرار کیا۔ حنفی مذہب رافضی کیشون کے خوف سے یوسف عادل شاہ اور اسمعیل شاہ
جو آرزو مین اپنی ساتھ قبر مین لے گئے تھے اور کسی طرح نہ برلا سکے تھے اس مین برہان نظام
کامران ہوا۔ گوان اطوار کے مشاہدہ سے ملا پیر محمد اُستاد اور بعض علماء برآشفتہ
ہوگئے اور احمد نگر مین غوغا و شور مچا بہت سے متعصب منصب دار ملا پیر محمد کے گھر مین گئے اور
شاہ طاہر کی نسبت کہا کہ ع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ اس سید کو کہ دل
و دین کی بلا ہے۔ کہان سے لایا اُس نے بادشاہ کو گمراہ کیا اب تدبیر یہ ہے کہ شاہ طاہر
کو مارنا چاہیے اور برہان شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ عبدالقادر کو بادشاہ بنانا چاہیے
غرض یوسف عادل شاہ کے قضیہ کی طرح دین کے واسطے خلائق کا ہجوم ہوا ملا پیر محمد کی ہمراہ
بارہ ہزار سوار و پیادے قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ محاصرہ کا قصد کیا اور شاہ طاہر کو مع
فرزندوں کے موکلون کے سپرد کیا برہان شاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے حکم دیا
کہ قلعہ کے دروازے بند کئے جائین اور قلعہ کے برج و بارہ سے توپین ماری جائین۔
مگر شاہ طاہر نے رمل سے دریافت کیا کہ باہر جا کر لڑنے مین فتح ہے۔ بادشاہ باہر آیا
اور اسکے نقیبون نے بآواز بلند کہا کہ جو دولتخواہ ہے وہ شاہ کے چتر و علم کے نیچے آئے
اور جو حرامخور ہے وہ ملا پیر محمد پاس جاکر قہر و سیاست شاہی کا منتظر رہے غرض نتیجہ
اسکا یہ ہوا کہ ملا پیر محمد مقید ہوا اور فتنہ فرو ہوا برہان شاہ نے مذہب کی ترویج
کے لیئے اہل سنت کے وظائف شیعہ مذہبون کو دیے اور قلعہ احمدنگر کے مقابل مین
چار دیواری گچ و سنگ سے بنائی اور اسکا نام لنگر دروازہ انعام رکھا اور
چند دہات اسکے خرچ کے لئے وقف کیئے ہر روز وقت چاشت پختہ آش
مسکینون کو ملتی تھی۔ شاہ طاہر نے اطراف و اکناف سے محبان اہلبیت بہت
جمع کیئے اور زر خطیر کربلا کو بھجوایا۔

برہان نظام شاہ و ابراہیم عادل شاہ کی لڑائیاں

جب احمد نگر میں شیعہ مذہب پھیل گیا اور تبرا ہونے لگا خلفائے راشدین پر لعن طعن کی زبان دراز
کی تو سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے
مذہبی خیال سے آپس میں یہ قرار دیا کہ لشکر کشی کرکے مملکت احمد نگر کو آپس میں تقسیم کرلیں
جب برہان نظام شاہ کو اس جماعت کی لشکر کشی کی خبر ہوئی تو اس نے ہمایون
بادشاہ پاس اپنے ایلچی راستی خان کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ حضور گجرات پر
لشکر کشی فرمائیں بندہ خدمت کے لیے حاضر ہے لیکن شیر شاہ کا جھگڑا اٹھ کھڑا ہو گیا
اس لیے اس درخواست کا اثر کچھ نہ ہوا۔ راستی خان پھر آیا برہان شاہ نے سلطان
گجرات اور شاہ برہان پور کو تواضعات رسمی اور ارسال تحائف سے راضی کرلیا
اور ابراہیم عادل شاہ نے جسقدر پردیسی ملازم برطرف کیے تھے انکو نوکر رکھ لیا اور انکی
اقطاع خوب دیے اور انکے استظہار پر بیجاپور پر لشکر کشی کی تیغ و سنان کی تحریک کے
بعد برہان شاہ غالب آیا۔ عادل شاہی ہو فیل اور چند توپخانوں پر متصرف ہوا اور
احمد نگر چلا آیا اس فتح سے اسکی بڑی شہرت ہو گئی چار سال میں ان دونو بادشاہوں
میں چھ لڑائیاں واقع ہوئیں اور ہر دفعہ برہان شاہ غالب رہا۔

برہان نظام شاہ کی بیجاپور پر چڑھائی

جب ۹۴۹ھ میں بیجاپور میں اسد خان بلگوانی اور ابراہیم عادل شاہ کے درمیان
رنجش ہوئی برہان شاہ اور امیر برید اتفاق کرکے بیجاپور کی طرف چلے۔ برہان شاہ
نے اس بات کو خوب مشہور کردیا کہ اسد خان نے تبدیلی مذہب کے سبب مجھے طلب
کیا ہے تاکہ قلعہ بلگوان مجھے حوالہ کردے یہ بات کچھ لگتی لگاتی تھی اس لیے ابراہیم عادل شاہ
کو اسد خاں کی طرف سے .... وہم زیادہ ہو گیا
اور وہ بیجاپور سے باہر نہ نکلا برہان شاہ نے شولاپور کے حوالی میں زین خان کے
ساڑھے پانچ پیشہ (پرگنے) پر قابض ہوا اور خواجہ جہان دکنی کو دو دیے۔ اور
آگے بڑھا اور بلگوان کی جانب متوجہ ہوا اور ولایت مرچ و کلہرہ بان و پاس
کو لوٹا اور چلا آیا اور آبادی کا نشان مٹایا۔ اسد خان نے تہمت کی شہرت کے

سبب سے برہان شاہ سے موافقت کی اور چھہ ہزار سوار لے کر برہان شاہ سے مل گیا۔ اور عادل شاہ پاس نہ گیا برہان شاہ کی تدبیر چل گئی وہ بیجاپور گیا۔ عادل شاہ مین تاب مقاومت نہ تھی وہ آب بیورہ (بھیما) سے عبور کر کے گلبرگہ چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ چند روز کیا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ اس سے کچھ فائدہ نہین ہوگا تو وہ حسن آباد گلبرگہ مین چلا گیا تھوڑے عرصہ مین عماد شاہ حاکم برار اسکی کمک کو آگیا جب برار کی سپاہ برہان نظام شاہ کے لشکر کے قریب آ گئی تو چند روز مین اسد خان کو موقع ملا کہ وہ برہان شاہ کو چھوڑ کر عماد شاہ سے جا ملا جس وقت اسد خان برار کی سپاہ سے ملا اسی وقت برہان نظام شاہ مع امیر برید احمد نگر کو بھاگا۔ برار اور بیجاپور کے سپاہیوں نے احمد نگر تک اسکا تعاقب کیا تو انہوں نے اپنے مین مقابلہ و مقاتلہ کا مقدور نہ دیکھ کر دولت آباد حصن حصین مین پناہ لی۔ یہان امیر برید شاہ کی اجل آ گئی تو برہان نظام شاہ نے صلح کر لی اور شولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنے جو اس یورش مین لیئے تھے ابراہیم عادل شاہ کو دیدیئے۔

سنہ ۹۴۵ھ مین جمشید قطب شاہ کے پاس شاہ طاہر کو تخت نشینی کی تہنیت کے لیئے گلکنڈہ بھیجا تو جمشید نے اسکی بڑی خاطر تعظیم کی برہان شاہ نے انتقام کے سبب سے نقض عہد کیا اور رام راج والی وجیانگر اور قطب شاہ کو ممالک عادل شاہیہ کی تسخیر کی تحریص کی اور خود شولاپور کو رخصت کی۔ عادل شاہ نے جب دیکھا کہ چارون طرف سے اس کے ملک پر طوفان آ رہا ہے تو اسنے ساڑھے پانچ پرگنے نظام شاہ کو دیدیئے اور رام راج کو بھی اسطرح راضی کر کے الٹا بھجوا دیا

سنہ ۹۴۶ھ مین برہان نظام شاہ رام راج کے استظہار سے گلبرگہ کی تسخیر کے لیئے روانہ ہوا۔ اور ابراہیم عادل شاہ اسکے مقابلہ کے لیئے بیجاپور سے روانہ ہوا۔ قصبہ ہور جاپالی کے نزدیک اسکو معلوم ہوا کہ بھیما ندی کے مشرقی کنارہ پر ایک مستحکم مقام مین برہان نظام شاہ مقیم ہے۔ ندی کا سے پار جانا ناممکن ہو وہ مقابل کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ بارش کے سبب سے تین مہینے تک دونوں لشکر آمنے سامنے بے حرکت پڑے رہے ندی انکے درمیان حائل تھی آخر کو ابراہیم عادل شاہ انتظار دیکھتے دیکھتے تھک گیا وہ ندی سے کسی ڈھب سے پار گیا اور نظام شاہیوں پر حملہ کیا

اور انکو شکست دی وہ چتر و علم و فیل و توپخانہ چھوڑکر احمدنگر کو بھاگے ڈھائی سو ہاتھی اور
ایک سو ستر توپین ابراہیم عادل شاہ کو ہاتھ آئین اُس نے دشمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا
وہ اس فتح کو اسد خان کے سبب سے جانتا تھا اسلئے اُس نے اسکی جاگیر بڑھائی اور منصب زیادہ
کیا ۔ آب برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بھیجا اور اپنی موافقت
پر دلالت کی - علی برید نے موافقت سے انکار کیا اس سبب سے برہان نظام شاہ نے علی برید کے
قلعونکی تسخیر کا ارادہ کیا اول قلعہ اودگیر کا محاصرہ کیا - علی برید اس شرط پر قلعہ خیالی ابراہیم عادل شاہ کو نذر
کیا کہ وہ اسکی امداد کرے ابراہیم عادل شاہ لشکر علی برید بلا اور افواج نظام شاہ پر برہان نظام شاہ اودگیر سے ایک کوس گرائی ہوئی
اور افواج انکو شکست ہوئی برہان نظام شاہ قلعہ اودگیر اما ن پر کر لیا اور قلعہ اودگیر ......
کو جاکر محاصرہ کیا اسکو تسخیر کرکے قلعہ قندھار کو محاصرہ کیا - ابراہیم عادل شاہ اور علی برید پھر
برہان نظام شاہ سے لڑے اس دفعہ بھی دونو کو شکست ہوئی انکے بہت سے ہاتھی اور گھوڑے
احمدنگریون کے ہاتھ آئے -
سنہ ۹۰۵ھ میں قلعہ قندھار کو فتح کرکے برہان نظام شاہ احمدنگر مین آیا تو ابراہیم عادل شاہ کے
مقربون نے اُس سے درخواست کی کہ پادشاہ کی قہاری اور بدخوئی سے ہماری جان عذاب
مین آرہی ہے - ہم چاہتے ہین کہ عبداللہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کو جو بندر گووہ مین پرتگیزون
کے پاس ہے پادشاہ بنائین اور یہ کام حضرت کی توجہ بغیر میسر نہین ہوگا - برہان شاہ جمشید
قطب شاہ کو ساتھ لیکر عادل شاہ کی ولایت پر متوجہ ہوا حسب اتفاق اس زمانہ مین اسد خان
بلگوان مین بیمار ہوا - برہان شاہ نے اصل مقصود کو تعویق مین ڈالا اور اس فکر مین ہوا کہ اس
قلعہ پر کسی حیلہ سے متصرف ہو -
ہم نے اسکا حال پہلے لکھا ہے کہ اسد خان مرگیا اور ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا
جب یہ قلعہ برہان شاہ کو ہاتھ نہ آیا تو وہ احمدنگر مین آیا - سنہ ۹۹۱ (۱۵۴۳) مین شاہ طاہر کا انتقال ہوا
اسکی جگہ قاسم بیگ حکیم اور بھوپال رائے کو صاحب دخل اور محل اعتماد بنایا اور عادل شاہ کو لیجا
بابین بنایا کہ عادل کی امداد سے اس کی رائے منحرف ہوگئی اور پھر وہ خواجہ جہان

دکن کے اتفاق سے قلعہ کلیان کی تسخیر کے لیے لشکر آرا ہوا اور اس حصار کا جا کر محاصرہ کیا
ابراہیم عادل شاہ نے امراے برگی (مرہٹہ) کو آگے بھیجا اور پیچھے خود روانہ ہوا امراو برگی
نے راہون کو ایسا روک لیا کہ غلہ و آذوقہ کا دشمن کے لشکر مین پہنچنا دشوار ہوا اور وہ گاہ و
بیگاہ بطریق دزدی یا بطریق شب خون برہان شاہ کے لشکر پر جا گرتے اور آدمیون کو
سونے نہ دیتے۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا کہ لشکر کے گرد ایک حصار تین گز بلند اور بعض
جگہ چار گز بلند بنایا جاے۔ یون قلعہ کلیانی ایک اور قلعہ کے اندر آگیا۔ ابراہیم عادل شاہ
بھی قلعہ کلیانی کے پاس پہنچا اور برہان نظام شاہ کے لشکر کے پہلو مین اُترا اور اپنے لشکر کے
گرد دیوار کھینچی۔ جب ماہ رمضان آیا اور غلہ اور کل مایحتاج کی رسد مین کمی واقع ہوئی تو
لشکر احمد نگر مین ایک عجب قحط نمودار ہوا۔ غریبون مین دو دو تین تین فاقے آدمیون پر
ہونے لگے۔ برہان شاہ نے دلگیر ہو کر ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ بعض نے صلاح دولت
مراجعت مین بتائی بعض نے کہا کہ دیوار سے نکل کر دشمن سے لڑنا چاہیے اگر فتح ہوئی تو
پھر محاصرہ آنکر کرنا چاہیے اگر شکست ہوئی تو اپنے ملک کی راہ لینی چاہیے برہان شاہ نے کہا
کہ گھوڑون کا پتلا حال ہو رہا ہے وہ کام نہین کر سکینگے بہتر یہی ہے کہ لڑائی کو چھوڑ کر احمد نگر
جائین مگر بھوپال رائے سے جب برہان شاہ نے مشورہ لیا تو اُس نے کہا کہ کل عید ہے آپ
خزانچی کو حکم فرمائین کہ جو کچھ مین طلب کرون وہ مجھے بے عذر دے دے۔ نظام شاہ نے
حکم دیدیا وہ رات کو ایک لاکھ ہون خزانہ سے لے کر امیر عین الملک کی منزل مین
گیا اور کہا کہ کل حال کو آپ دیکھ رہے ہین بے جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کو جانا
ہزارہا فساد اور خرابیان پیدا کریگا اور ایسے پریشان لشکر کو اور بدحالی پادشاہ کو
جنگ صف مین لیجانا بہت دشوار نظر آتا ہے اس باب مین آپ کی کیا صلاح ہے
سیف الدین عین الملک نے کہا کہ ہم تو صاحب شمشیر ہین جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل
کرنے کو موجود ہین بھوپال رائے نے کہا کہ مین ایسی صلاح دیکھتا ہون کہ عید کی صبح
کو ہم لشکر آراستہ کر کے غنیم کے دائرہ پر جائین عید کے سبب سے سب لوگ غافل ہونگے حملہ کر کے

فتح حاصل کرین عین الملک نے قبول کیا اور بھوپال راے نے مبلغ مذکور اسکو دیئے کہ عید کے
دن کے بہانہ سے لشکر کو دید بجے   یہی ہوا کہ لشکر اپنے دیوار و در کو توڑکر باہر گیا اور
دشمن کے لشکر کے قریب پہنچ کر اوسکی دیوار کو ہم گز ہاتھیون سے ڈھایا اور ایک دفعہ قتل
اور کشش مین کوشش کی۔ عادل شاہی آدمی کمال غفلت مین پڑے تھے سب چھوٹے
بڑے بھاگ گئے۔ عادل شاہ عید کا غسل کر رہا تھا کپڑے پہننے کی بھی فرصت نہ ملی کہ بھاگ
گیا۔ اُسکے چتر و علم اور بہت اسپ و فیل و توپ خانہ نظام شاہیون کے ہاتھ آیا اور پچھلی
شکست کی تلافی ہو ئی۔ اسی روز قلعہ کلیان بھی آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس شکست کے بعد
عادل شاہ اپنے ملک کے بچانے کے لئے دشمن کے ملک مین آیا۔ بیر اور پرگنون کو خراب کیا۔ اور
بے خبریون کے قلعہ پرندہ کو لے لیا اور خواجہ جہان کے آدمیون کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف
ہوا ایک دکنی کو یہ قلعہ سپرد کرکے بیجاپور کو مراجعت کی۔ جب نظام شاہ کو اسکی خبر ہوئی
تو قلعہ کلیان اپنے کسی معتمد کو حوالہ کرکے پرندہ کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ دو منزل پر
پہنچا تو ... یہان کے تھانہ دار کو مچھر کی آواز یہ معلوم ہوئی کہ نظام شاہ کے نفیر کی
آواز ہی تو قلعہ چھوڑکر وہ بھاگا اور آدمی بھی بھاگ گئے۔ نظام شاہ نے دو روز بعد قلعہ
لے لیا اُس نے خواجہ جہان دکنی کو حوالہ کیا۔ پرندہ و پرنیدہ سے ایک ہی قلعہ سمجھنا چاہئے
سنہ ۹۵۵ھ برہان نظام شاہ کی سپاہ نے ولایت بیجاپور کے بڑے حصہ مین گشت کیا اور
کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا اور قلعہ رائے چور کے حوالی مین رام راج اور برہان نظام شاہ
کی ملاقات ہوئی اور یہ آپس مین قرار پایا کہ دونون اپنی سلطنت کو بیجاپور کے ملک کو
فتح کرکے بڑھائین۔ رامراج دریاء کرشنا کے جنوب مین رائچور اور مدگل اور اُن کے
مضافات کو فتح کرلے اور برہان نظام شاہ شولاپور اور گلبرگہ کو تسخیر کرے۔
شولاپور کا محاصرہ کیا گیا اور تین مہینے کے بعد جبر و قہر سے فتح ہوا۔ برہان نظام شاہ
گلبرگہ کو کوچ کرنے کو تھا کہ اُس نے سنا کہ رام راج نے رائے چور اور مدگل کو فتح کرلیا اور بیجانگر
چلا گیا تو برہان نظام شاہ بھی احمد نگر مین چلا آیا۔

۹۶۱ھ میں برہان نظام شاہ نے رام راج سے دوستی پیدا کی اور بیجاپور کی طرف چلا۔ ابراہیم عادل شاہ میں اُس سے مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی اس لئیے وہ پنالہ میں چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ اسکو فتح کر لیتا بیمار ہوا اور احمدنگر میں آیا اور مرگیا۔ زندہ اولاد یہ چھوڑ گیا۔ حسین و عبدالقادر۔ جنکی ماں امینہ تھی۔ شاہ علی جنکی والدہ بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی اور شاہ حیدر کہ خواجہ جہان دکنی کا داماد تھا۔ میران محمد باقر بیجاپور میں اور شہزادہ سلطان محمد خدابندہ بنگالہ میں فوت ہوا۔ مدت سلطنت قریب ۴۷ سال۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری

حسین نظام شاہ اپنے باپ کا جانشین تیرہ سال کی عمر میں ہوا اسکا سگا بھائی عبدالقادر اور بھائیوں کو لیکر دارالسلطنۃ سے چلا گیا اور دولتخانہ کے آدمیوں کے دو فریق ہو گئے ایک فریق میں غریبان (پردیسی) اور حبشی حسین نظام شاہ کے طرفدار تھے دوسرے فریق میں دکنی ہندو مسلمان عبدالقادر کے جانب دار ہوے مگر آخر کو عبدالقادر کا فریق ٹوٹ کر حسین نظام شاہ سے مل گیا اور عبدالقادر بھاگ کر عمادالملک والی برار کی پناہ میں چلا گیا۔

شاہ علی اور میران محمد باقر اپنے ماموں ابراہیم عادل پاس بیجاپور چلے گئے اور شاہ حیدر پرندہ میں اپنے خسر خواجہ جہان دکنی کے پاس چلا گیا خسر یہ چاہتا تھا کہ عادلشاہ کے استظہار سے داماد کو احمدنگر کا پادشاہ بنانے اس نے نہ پادشاہ کی تعزیت کی نہ مبارکباد دی اس لئے حسین نظام شاہ نے غصہ میں آن کر اسکو عتاب آمیز خط لکھا تو وہ حیران تھا اس میں نہ اظہار مخالفت کا حوصلہ تھا نہ ملازمت میں اپنی سلامت جانتا تھا جواب ناصواب لکھا تو حسین نظام شاہ نے جا کر قلعہ پرندہ کو محصور کیا اہل حصار شام تک لڑے مگر آخر کو نظام شاہ نے اسے فتح کر لیا اور وہ قلعوں کے رخنوں کو بند کر کے احمدنگر چلا گیا اس واقعہ سے ابراہیم عادل شاہ نے شاہ حیدر اور خواجہ جہان کی حمایت کا بیڑا اٹھایا اور حسین نظام شاہ سے چھینے قلعہ شولاپور کو گیا جسکو برہان نظام شاہ نے

تسخیر کیا تھا اس اثنا مین حسین نظام شاہ نے عماد شاہ والی برار سے اتحاد پیدا کیا
اسنے سات ہزار سوار اسکی امداد کو بھیجدیئے وہ اس لشکر کو لیکر شولاپور کو ابراہیم عادلشاہ
کے محاصرہ کے اٹھانے کے لئے چلا دونون لشکر خوب لڑے سیف الدین عین الملک جو نظام شاہ کی
نوکری چھوڑکر عادل شاہیون کا نوکر ہو گیا تھا اُس نے عماد الملک اور بعض امرای
نظام شاہی کے لشکر کو پراگندہ کر دیا اور فوج خاصہ نظام شاہیہ پر حملہ کر کے اس کے میسرہ کو
متزلزل کر دیا اور اس کے چتر و علم کی طرف متوجہ ہوا - بہادران نظام شاہی اسکی
مدافعت پر متوجہ ہوئے - چار سو نامی سوارون کو قتل کیا - عین الملک کا قاعدہ تھا
کہ جب اسکا کام تنگ ہوتا تو وہ معرکہ مین پیادہ ہو کر لشکریون کو جنگ پر تحریص و
ترغیب دیتا اس لڑائی مین بھی وہ گھوڑے سے اتر کر مقابلہ کے لئے اپنی سپاہ کو ترغیب
دیتا تھا کہ کوتاہ بین آدمیون نے ابراہیم عادل شاہ سے کہا کہ سیف عین الملک مکر و
حیلہ کی راہ سے بیجاپور مین آیا تھا - اب اُس نے گھوڑے سے اُتر کر نظام شاہ کو سلام
کیا تھا - عادل شاہ نے اس بات کو یقین کر لیا - سپاہ کو یہان لڑائی مین چھوڑا اور
خود بیجاپور چلا گیا - باقی حال وقائع عادل شاہیہ مین لکھا ہے کہ کس طرح اُس کا
گلا گھوٹ کر مارا ہی - قبول خان عین الملک کی عورات کو لیکر ابراہیم قطب شاہ
پاس گلکنڈہ مین گیا اسکے ساتھ پانسو سوار تھے اس نے کئی جگہ امرای نظام شاہی کو لڑکر
شکست دی -

جب ابراہیم عادل شاہ کا انتقال ہوا تو حسین نظام شاہ اور قطب شاہ نے گلبرگہ مین
ملاقات کی اور یہ قرار دیا کہ اول متفق ہو کر گلبرگہ کو مسخر کرین اور پھر اتگیر کو انہون نے
گلبرگہ کا محاصرہ کیا اور توپون کی مار سے قلعہ کے برج و بارہ کو ہلا دیا مصطفی خان
اردستانی نے جو قطب شاہ کا جملۃ الملک تھا اپنے شاہ سے کہا کہ حسین نظام شاہ
جبار اور بے اعتدال و عہد شکن ہو اگر قلعہ گلبرگہ کو وہ فتح کر لیگا تو ہم کو قلعہ اتگیر کے
فتح کرنے سے منع کریگا - بہتر ہے کہ اس کی تقویت مین کوشش نہ کرو اور ایسا نہ کرو

گلبرگہ پر حسین نظام شاہ و قطب شاہ کی لشکر کشی

کہ عادل شاہ پر اسکو ہزیمت حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفی خانکے کہنے کے لئے یہ عمل کیا
اور رات کو اپنے خیمہ و خرگاہ اکھیڑ کر اپنی مملکت کی راہ لی اس سے حسین نظام شاہ کو
لڑائی میں ایسی دقت پڑی کہ اسلئے احمدنگر میں مراجعت کی۔ ملا عنایت اللہ نظام شاہ
اور قطب شاہ کے درمیان اتحاد اور انقطاع کا واسطہ تھا وہ حسین نظام شاہ کی جابری
اور قہاری کے سبب سے گلکنڈہ میں بھاگ آیا۔ ابراہیم عادل شاہ کے جانشین علی عادل شاہ
نے رام راج اور ابراہیم قطب شاہ سے دوستی پیدا کی۔ اور حسین نظام شاہ نے عماد الملک
والی برار سے از سر نو اتحاد پیدا کیا۔ یہ دونو ۹۶۶ھ میں گوداوری کے کنارے
سنیت میں ملے۔ عماد الملک کی بیٹی کا نکاح حسین نظام شاہ سے ہوا۔

اسی سال میں حسین نظام شاہ نے محمد استاد نیشاپوری اور چلبی رومی خان کو
قلعہ ریوڈنڈا (ریکھ ندہ) کی فتح کے لئے بھیجا۔ یہ قلعہ پرتگیزوں نے سمندر کے کنارہ
پر بنایا تھا اور یہاں سے وہ اپنی حد سے قدم باہر رکھ کر مسلمانوں کو ستاتے تھے
پرتگیزوں نے اپنے کئے پر پشیمانی ظاہر کی اور آیندہ کے لئے عہد و پیمان کئے۔ کہ
مسلمانوں کی مزاحمت نہیں کرینگے حسین نظام شاہ نے اس سال کے آخر میں
...... تین چار مہینے کے اندر قلعہ گالنہ خاندیس میں اور
کئی قلعے اور فتح کئے اور اپنے آدمیوں کے حوالہ کئے۔

اس اثنا میں بیجانگر اور گولکنڈہ اور بیجاپور کے والیان نے مل کر نظام شاہ
کے ملک پر تاخت کی اور قلعے کلیانی اور شولاپور طلب کئے۔ شاہ حسن قاسم بیگ
نے حسین نظام شاہ کو صلاح دی کہ ہم میں ان تین پادشاہوں سے لڑنے
کی تاب و توان نہیں ہے اسلئے عادل شاہ کو قلعہ کلیانی کو دے کر صلح کر لیں۔
حسین نظام شاہ نے کہا کہ جس قلعہ کو میرے باپ نے ضرب شمشیر و مردانگی سے لیا ہو
مجھے اوسکو دشمن کو دیتے ہوئے ننگ و عار آتا ہے۔ شاہ حسن نے کہا کہ ہر وقت
کا ایک تقاضا ہوتا ہے وہ وقت لینے کا مقتضی تھا یہ وقت دینے کا مقتضی ہے

پادشاہون کو اور اہل دنیا کو اس قسم کے امور بہت پیش آتے ہین حسین نظام شاہ اس مقدمہ سے آشنا نہ ہوا۔ یہان تک لڑاکر ان تین پادشاہون کی سپاہ ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے احمدنگر کے گرد جمع ہو گئے۔ نظام شاہ نے قلعہ احمدنگر جو مٹی کا بنا ہوا تھا اور خندق اُس کے گرد نہ تھی آذوقہ اور آلات آتشبازی اُسکے گرد دھر دیا مردم جنگی کو حوالہ کرکے خود خزانہ و اہل عیال لیکر پٹن کی جانب روانہ ہوا تاکہ دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو اپنی ساتھ متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرے۔ اتفاقاً خان جہان برادر امیر برید نے کہ عماد الملک پاس جاکر مدار علیہ ہو گیا تھا عادل شاہ کی تحریک سے عماد الملک کو نظام شاہ کی مدد کرنے سے منع کیا اور خود پانچہزار سوار اور پیادے لیکر ولایت نظام شاہ کی تخریب کے درپے ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو تین ہزار سوارون کے ساتھ اُسسے لڑنے کے لیئے بھیجا حملہ اول مین خان جہان نے ایسی شکست پائی کہ عماد الملک کو منہ دکھانے کو جگہ نہ رہی عادل شاہ کی خدمت مین گیا اب سب شاہون نے احمدنگر کا محاصرہ کیا ابراہیم قطب شاہ اپنی عاقبت اندیشی سے یہ نہین چاہتا تھا کہ علی عادل شاہ اس قلعہ کو لیکر نظام شاہ پر فائق ہو جاے۔ اُس نے اپنے مورچل سے قلعہ کے آدمیون کے لیئے آنے جانے کی راہ کھول رکھی تھی اور اہل قلعہ پاس سامان مایحتاج پہنچنے دیتا تھا۔ اور ملا عنایت اللہ کہ اس وقت قطب شاہ کا ملازم تھا اور اس قسم کے امور مین بڑا دخل رکھتا تھا وہ اہل قلعہ سے دوستی رکھتا تھا اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی عرائض حسین نظام شاہ پاس بھیجتا تھا اس قسم کی باتین مخفی نہین رہ سکتین رامراج اور عادل شاہ مطلع ہوئے اور اُنہون نے قطب شاہ سے پرخاش شروع کی وہ بہت جلد گلکنڈہ مین اور ملا عنایت اللہ قلعہ احمدنگر مین چلا گیا اور یہان سے پٹن مین حسین شاہ کی ملازمت مین گیا۔ خان جہان کی شکست کے بعد عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا بناکر خوب جمعیت کے ساتھ نظام شاہ کی کمک پر بھیجا تھا وہ عادل شاہ کی سرحد پہ پہنچا اور اُس نے غلہ و آذوقہ کی رسد کو بند کر دیا رامراج اور عادل شاہ کے لشکرون مین غلے کا قحط پڑا۔ دو

مجبور ہوکے قصبہ سُتی میں آگئے اور یہاں یہ ٹھیری کہ ایک دستہ سپاہ پرندہ کو اور دوسرا اوسکو بہاے اور وہان سے آذوقہ کا سامان کرکے احمدنگر کا محاصرہ کرے۔
حسین نظام شاہ نے قاسم بیگ اور ملا عنایت اللہ کو رام راج پاس صلح کے لئے بھیجا۔ ان میں شرطون پر صلح منظور ہوئی۔
اول حسین نظام شاہ علی عادل شاہ کو قلعہ کلیانی دے۔
دوم جہانگیر خان کو جس سے ہمارے لشکر کو بڑی اضرت پہنچی ہے اور ہمارا دشمن ہو مارڈالے
سوم حسین نظام شاہ رام راج پاس ملنے آئے اور اُسکے ہاتھ سے پان لے (جب پان ہاتھ سے دیا جاتا ہے تو دینے والا بڑا سمجھا جاتا ہے اور جب وہ سونے چاندی کے تھالی میں دیا جاتا ہے تو مساوات مراد ہوتی ہے۔) حسین شاہ نے اپنی حفظ دولت کے لئے ان شرائط کو منظور کیا اور اس نے یہ پیروی کی کہ مصلحت ملک کے لئے اپنے جانی دوست کو قتل کیا۔ عماد الملک کو اپنے ملک کو وداع کیا حسین نظام شاہ اور خود رام راج کے لشکر میں آیا۔ رام راج نے اسکی کچھ تواضع نہ کی اور بیٹھے بیٹھے نظام شاہ سے دست بوسی کی حسین نظام شاہ اسکے غرور سے نہایت برآشفتہ ہوا اور اس کی ایذا کے لئے اپنا طشت و آفتابہ منگا کر اپنے ہاتھ دھوئے۔ رام راج نے یہ دیکھ کر پیچ و تاب کھائے اور کنہری زبان میں کہا کہ اگر یہ مہمان نہ ہوتا تو اس کی سر انگشتوں کو کاٹ کر اسکی گردن میں لٹکاتا رام راج نے بھی اپنا طشت آفتابہ منگا کے ہاتھ دھوئے۔ حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان رام راج کی پیش کش میں دیا اس نے کلیان علی عادل شاہ پاس بھجوادیا۔ حسین نظام شاہ نے احمد نگر میں جاکر قلعہ کہ اینٹ اور مٹی کا بنا ہوا تھا توڑا اور اسکا دائرہ بڑا بنا کر گچ و سنگ سے بنوایا اور ایک خندق وسیع و عمیق اسکے گرد کھدوالی۔
۹۶۸ھ میں اپنی بیٹی خدیجہ کا نکاح جمال الدین حسین بن شاہ حسن سے کیا۔ دریا عماد الملک مرگیا۔ اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک چھوٹی عمر میں باپ کا قائم مقام ہوا۔
۹۶۹ھ میں حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کلیانی کے ہمسایہ میں ملے یہاں بی بی

بنت حسین نظام شاہ کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے ہوا اور دونو بادشاہ قلعہ کلیانی
کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ پہلی طرح عادل شاہ اور رام راج بڑا لشکر لیکر اس
طرف ہجے گئے اور برہان عماد الملک کو حسین نظام سے بہ سبب جہانگیر خان کے مارنے
کے رنجش ہو گئی تھی وہ علی برید سے اتفاق کرکے عادل شاہ سے ملا حسین نظام شاہ
نے محاصرہ چھوڑکر قلعہ اوسہ مین اپنے بیٹے اور داماد کو بھیجا اور سات سوارا تو پ
ضرب زن اور پانچ سو ہاتھی لیکر قطب شاہ کے ساتھ دشمن سے چھہ کوس پر آیا
دوسرے روز رام راج کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ عادل شاہ اور برید شاہ
سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ برسات کا موسم نہ تھا مگر ایسا ابر آیا اور ایسا برسا کہ
صحرا اور دشت مین پانی پانی ہو گیا اور ندی و نالے چڑھ گئے۔ آدمی اور ہاتھی
اور گھوڑے اور گائین ایسے حیران ہوئے کہ لشکریون نے ہتھیار پھینک دئیے ارابے کیچڑ
مین پھنسا رہ گئے دوسرے روز صبح کو برگی کے گھوڑون نے قطب شاہ کو بھگا دیا۔
اور مرتضی نظام بھی سات سو توپون مین سے جو میدان جنگ مین لایا تھا۔ ۷ توپین
لیکر بھاگا اس شکست سے احمد نگر کی سلطنت کی بڑی شان معلوم ہوتی ہے اس لئے ۶۶۰
توپین ایک جنگ مین چھنوائین انہین ایک برنجی توپ تھی جو اب بیجانگر مین ہے۔
ایسی بڑی برنجی توپ دنیا مین کہین نہین ہے اسکا وزن ۱۱۲۰ من ہے اور محیط
قطر چار فیٹ ۸۔ انچ ہے اور پندرہ فٹ عمیق ہے اور اس کے سوراخ کا قطر ۲ فیٹ ۴۔ انچ ہے
اس کو رومی خان نے برہان شاہ کے عہد مین ڈھالا تھا اسکا سانچا رومی خان
کے مقبرہ مین پڑا ہوا ہے۔ تیسرے روز وہ توپین بھی جو چند باقی رہی تھین
چھوڑکر احمد نگر کو بھاگا اگرچہ اسکے ساتھ ایک ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے۔ مگر وہ چتر و علم
مرتفع کئے ہوئے کمال تحمل و وقار سے جاتا تھا اسکی چارون طرف پانچ چھہ ہزار
سوار حملہ آور جاتے تھے مگر انکا یہ حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اسپر حملہ کرین اور اس شان ہیبت
شاہی پر نظر ڈالین وہ نماز کا ایسا مقید ہو گیا تھا کہ وقت پر نماز پڑھتا تھا ظہر کی

نماز کا وقت آیا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اُترکر نماز پڑھون تو ارکان دولت نے کہا کہ اُس وقت
گھوڑے سے اُترکر نماز پڑھنی شرعاً درست نہین ایما و اشارہ سے سوار بھی نماز پڑھو
اُسنے کہا کہ خدا نہ کرے کہ مین اس وضع سے نماز ادا کرون اسنے اُترکر نہایت اطمینان
سے نماز پڑھی۔ دشمنون کی سپاہ نے کہ اضعاف و مضاعف تھی دور کھڑی دیکھتی رہی
اُسکی آنکھین حسین نظام شاہ نماز سے فارغ ہوا تو اپنی کمر کو چست بندھے ہوئے دیکھا
شیعہ مذہب مین ایسے لباس سے نماز درست نہین تو کمر کھول کر پھر نماز دوبارہ پڑھی اور پھر
کس کر سوار ہوا اہل التعاقب نے کہا کہ جب ہمنے اس وقت مین کچھ کام نہین کیا تو اور وقت
کیا کام کرینگے پس سب نے ایک آدمی اس پاس بھیجکر کہا کہ شجاعت تجھے مسلم ہے ہم
تعاقب سے باز رہے کہ ذات اشرف کو کوئی گزند نہ پہنچے حسین نظام شاہ احمد نگر مین
پہنچا اور مرتضیٰ شہزادہ کو ساتھ لیکر احمد نگر مین آیا اور قطب شاہ کو وداع کیا جب
احمد نگر مین آیا تو اس نے سُنا کہ عادل شاہ و رام راج و برہان عماد الملک و
علی برید کوچ پر کوچ کرتے ہوئے اس طرف آتے ہین تو اپنے قلعہ کو ذخیرہ و مرد جنگی
و آلات آتشبازی سے مضبوط کیا اور خود جنیر چلا گیا۔ کل دشمن احمد نگر مین آئے۔
بیجانگر کے ہندوون نے مساجد اور منازل کو ویران کیا۔ جن مسجدون کی چھتین لکڑیون
کی تھین انکو ویران کیا مسلمانون کو آزار پہنچایا اور عورتون اور بچون کی بے ناموسی کی
عادل شاہ ان باتون کے سُننے سے غمزدہ ہوا مگر منع کرنے کی قدرت نہین رکھتا تھا
اُسنے رام راج سے کہا کہ اس قلعہ کا محاصرہ اول سے بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے بہتر ہے
کہ یہان سے کوچ کرکے نظام شاہ کے پیچھے پڑین رام راج اس پر راضی ہوا
علی برید و برہان عماد الملک کو معاودت کی اجازت دی۔ عادل شاہ اور
رام راج جنیر کی طرف گئے حسین نظام شاہ جب انکی توجہ سے واقف ہوا تو بارہ
امیرون کو جیسے کہ رستم خان حبشی اور سنبھاجی وغیرہ تھے اونکو حکم دیا کہ مخالف کے لشکر
کے آگے پیچھے غارت گری کرین اور غلہ و رسد اور اسباب معیشت کو دشمنون پاس

کسی طرح نہ پہنچنے دین اور خود جنیر سے ایک ندی کے بل کی طرف کہ کوہستان مین واقع تھی روانہ ہوا۔ رستم خان قصبہ کانوگے لواح مین مخالفون کے پاس پہنچکر غلہ و آذوقہ کے وصول کا مانع ہوا اس اثناء مین کہ علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور اس کی فوج اسکے تہالو کی ہمراہ جاتی تھی رستم خان لے برخلاف قرارداد کے افواج عادل شاہی پر کہ منعاف سے ضعاف تھی حملہ کیا اور علی عادل شاہ کے تہالو کو قتل کیا اور خود بھی دو ہزار آدمیون سمیت کشتہ ہوا جو زندہ رہے وہ پریشان حال بھاگ گئے لیکن رستم خان کی جرأت دیکھ کر بیجا پوریون اور بیجانگریون کے بھی ہوش اُڑے برسات کا موسم نزدیک آگیا تھا رام راج اور عادل شاہ پھر احمد نگر گئے۔ رامراج ندی سین کے کنارہ اور اُس کے اطراف مین اترا تھا اور علی عادل شاہ اسسے دور خیمہ زن ہوا۔ دونو اس مین متردد تھے کہ اپنے ملکون کو جائین یا احمد نگر کا محاصرہ کرین اس اثنا مین احمد نگر کے شمال مین مینہ برسا اور رات کو ایک سیل عظیم آئی بیس ہیرون کو اور تین سو ہاتھیون کو جن کے پیرون مین زنجیرین بندھی ہوئی تھین اور بارہ ہزار آدمیون کو جنکا نام رامراج کے دفتر مین درج تھا بہا کر لے گئی اور بحر فنا مین غرق کیا رام راج اسکو بدشگونی سمجھ کر اپنے ملک کو گیا۔ علی عادل شاہ کے قلعہ نلدرگ کو از سر نو تعمیر کرایا رامراج سے کہا کہ اس قلعہ کا نام پسند ہو تو رام درگ رکھون اُس نے منظور کیا۔ رامراج نے برسات کا بہانہ بنا کے قصبہ اوگی مین مقام کیا اور عادل شاہ اور قطب شاہ کے چند پرگنون کو دبا لیا اور بیجانگر چلا گیا علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرگ میر مرتضی خان انجو کے حوالہ کیا اور اپنی جگہ پر چلا گیا۔ میر مرتضی خان قرب جوار کے سبب گاہ وبیگاہ ولایت شولاپور کو تاخت و تاراج کرتا تھا حسین نظام شاہ اس بات کو عادل شاہ کی تحریک سے سمجھا اُس نے قلعہ شولاپور کو مستحکم کیا اور غلہ کی بارہ ہزار گونین قلعہ کو روانہ کین۔ مرتضی خان کو جب یہ خبر لگی تو اس نے امرا اور برگی کو لیکر ایلغار کی اور پرینیدہ اور شولاپور کے درمیان آتش قتال روشن ہوئی امرا نظام شاہی کو شکست ہوئی۔ اور اکیسو دس ہاتھی چھین گئے

اور شاہ تقی اسیر ہوا۔ امراء برگی اس فتح سے مغرور ہو کر تاراج میں مشغول ہوئے اور غلہ کی گونیوں کو آگ لگائی یا لوٹ کر لے گئے۔ مرتضیٰ خان نے ہاتھی بیجاپور بھیجدیے اس ثناء میں ایک حبشی غلام بچہ قیدیوں میں تھا اور وہ ایک شخص کے ساتھ ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا اُس نے رونا شروع کیا۔ مرتضیٰ خان نے اُس سے پوچھا کہ کیوں روتا ہے اگر تو یہاں رہنا چاہتا ہے تو ہم تیری خاطر کرینگے اور اگر اپنے صاحب پاس جانا چاہتا ہے تو ہم تجھے قید سے آزاد کرتے ہیں اُس نے کہا کہ میں اپنے صاحب پاس جانا چاہتا ہوں۔ وہ رہائی پا کر شاہ محمد باقر اور بھاگے ہوئے امیروں پاس گیا اور اُن سے کہا کہ سارے عادل شاہی آدمی لوٹ میں لگے ہوئے ہیں۔ مرتضیٰ خان تھوڑے آدمیوں کے ساتھ فلاں مقام پر کھڑا ہے اُس کو اپنے ہاتھیوں کی عوض میں پکڑ لو۔ شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار آدمی لیجا کر مرتضیٰ خان کو نرغہ میں زندہ دستگیر کر لیا اور پاؤں میں زنجیریں ڈال کر احمد نگر بھیجدیا۔

حسین نظام شاہ دوبارہ غلہ کی بارہ ہزار گونی خود لیکر شولاپور کے قلعے میں آیا یہ آنا جانا اسکا دس روز میں ہوا۔ پھر صلح ہو گئی طرفین کی سرحد پر قیدیوں کو لاکر چھوڑ دیا۔ اس طرف سے شاہ تقی اور اس طرف مرتضیٰ خان رہا ہوئے پہلا احمد نگر دوسرا بیجاپور گیا۔

بعد ان واقعات کے حسین نظام شاہ نے لڑائی جھگڑوں اور خودرائی کو چھوڑا۔ ملک اور سلطنت کو صائب رایوں کے حوالہ کیا۔ وقائع عادل شاہیہ میں ہمنے ذکر کیا ہے کہ دو نکتہ خواہوں کی سعی سے سلاطین ثلاثہ کے درمیان عداوت صداقت سے بدل گئی اور علی عادل سے چاند بی بی بنت حسین نظام شاہ کا عقد نکاح بندھا۔

۹۷۲ھ میں جس طرح سے کہ علی عادل شاہ کی داستان میں بیان ہوا کہ چار مسلمان شاہان احمد نگر و بیجاپور و بیدر و گول کنڈہ نے رام راج

سلاطین اسلامیہ کا اتفاق اور رام راج راے وجیانگر سے لڑائی

راے وجیانگر کے استیصال کے لئے اتفاق کیا۔ دکن مین یہ راے انا ولاغیری کا ڈنکا
بجا رہا تھا۔ ان چارون بادشاہون کے لشکر نے متفق ہوکر دریاے کرشنا سے عبور
کیا اور قصبہ بیکری مین جو کرشنا سے بارہ میل پر ہے خیمے ڈالے۔ رام راج ستر ہزار
سوار اور نوے ہزار نو لاکھ پیادے جنگی جنمین اکثر توپچی و تیرانداز تھے بیجانگر سے
ساتھ لیکر چلا مسلمانون کو اسکے لشکر کی حشمت و شوکت سے وہم پیدا ہوا اور وہ
اس پر راضی تھے کہ عادل شاہ اور قطب شاہ کا ملک جو اس نے لیا ہے واپس
دیدے اور آیندہ عہد کرے کہ پھر مسلمانون کی مزاحمت نہ کریگا۔ مگر رام راج نے
ہستی اپنی آگے کیا سمجھتا تھا اُس نے اس طرح صلح کرنے سے انکار کیا اُسنے اپنے بھائی
دہینکتادری کو دولاکھ پیادون اور پانچہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ میسرہ مین
علی عادل شاہ سے مقابلہ کرے اور اپنے دوسرے بھائی یلتم راج کو بیس ہزار
سوارون اور دو لاکھ پیادون کے ساتھ ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے
میمنہ مین لڑنے کو بھیجا اور خود پندرہ ہزار منتخب سوارون کے ساتھ جو اُس کی
کمک کو ہمسایہ کے رایون نے بھیجے تھے اور ایک ہزار ہاتھی اور پانچ لاکھ پیادون
کے ساتھ قلب مین حسین نظام شاہ سے لڑنے کے لئے مقیم ہوا اُس نے اپنے بھائی کو
حکم دیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ گرفتار کرے کہ انکو ساری عمر لوہے کی
زنجیرون مین جکڑا رکھون اور ہراول مین و یسار کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا سر تن
سے جدا کرکے لائے۔ سلاطین اسلام نے غزا و جہاد کے قصد پر کمر باندھی اور
کثرت اعدا سے خوف نہین کیا۔ عادل شاہ نے میمنہ مین اور قطب شاہ
و علی برید نے میسرہ مین اور نظام شاہ نے قلب مین قیام کیا اور ہر ایک نے
دوازدہ امام کے اعلام مرتفع کئے اور نقارہ جنگ بجایا۔ حسین نظام شاہ
نے چھہ سو ارابہ توپ تین قطارون مین اپنے آگے رکھے۔ اول قطار دو سو
بڑی توپون کی داہین بائین طرف سب سے آگے تھی اور اسکے پیچھے دوسری

قطار دو سوار ا بہ ضرب زن جو عبارت درمیانی توپون سے ہوتی ہے اسپیچ
کی اور اسکے پیچھے دو سوار ا پر زنبورک جو تفنگ سے بڑی اور ضرب زن سے چھوٹی
ہوتی ہے تھا قاعدہ انگے موافق کھڑی کی اور چلبی رومی خان کو جو فنون آتشبازی مین یگانہ
تھا اسکو ان توپون کا اہتمام سپرد ہوا اُس نے سب کو گولہ و باروت سے مہیا کیا۔ اس
اثنا مین دو ہزار غریب (پردیسی) نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو
آہستہ آہستہ بروش و قاعدہ سپاہگری توپخانہ کے نزدیک لائے۔ رومی خان نے کلان
توپین مارنی شروع کین اور جب وہ خالی ہوگئین تو ضرب زنون کی بازماری اور پھر
زنبورکین چھوڑین جس سے رام راج کے بہت پیادے اور سوار کشتہ ہوئے۔ رامراج
کے لشکر نے پھر زور کیا رومی خان نے پھرتی اور مردانگی سے توپون اور ضرب زنون
مین بجائے گولون کے تانبے کے پیسے بھرے اور رامراج کے لشکر پر مارے۔
سکہ ایک دفعہ مین پانچ چھ ہزار سوار اور آدمی اور چند فیل اور گھوڑے جل کر بیجان ہوگئے
اس وقت نظام شاہ اپنی افواج کے ارابون کے عقب سے نکلا اور کشور خان
لاری پاس آٹھ سات ہزار سوار عادل شاہی تھے۔ ان دونون نے متفق ہوکر
دشمنون پر حملہ کیا جس وقت طرفین اس طرح مشغول تھے نظام شاہی ہاتھیون سے
ایک ہاتھی جسکا نام علام علی تھا اور رومی خان کے پاس تھا اُسنے رامراج کے ہاتھیون
مین سے ایک پر حملہ کیا اور اسکو بھگا دیا اور اسکا پیچھا کیا اور رام راج کے شامیانہ کی
طرف گیا۔ رام راج ہاتھیون کے خوف سے کرسی پر سے اُٹھا وہ بڑھا تھا اور
گھوڑے پر سوار ہو نہین سکتا تھا وہ سنگاسن پر سوار ہوا ہاتھی وہان تک پہنچے
سنگاسن کے کہارون نے جنکو دکنی زبان مین بوئی کہتے مین سنگاسن (تخت)
کو زمین پر پٹکا اور بھاگ گئے۔ نظام شاہی فیلبانون نے مرصع تخت کو لا کے
سامنے ہاتھی کو کھڑا کیا اور ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سونڈ مین تخت کو اٹھالے اور رامراج
[illegible] اسیر تھا [illegible] عزم و وزارہ [illegible]

فیلبان سمجھ گیا اور اس نے رام راج کو ہاتھی کی سونڈ سے اوپر کھینچ لیا اور رومی خان پاس لے گیا۔ رومی خان نے اسے حسین نظام شاہ کے پاس بھیجا۔ نظام شاہ نے اسے پہچان کر سر کو تن سے جدا کیا اور نیزہ پر سر کو چڑھا کر ہاتھی پر مرتفع کیا اور دشمن کے لشکر کے سامنے بھیجا۔ بیجانگر کے لشکر نے یہ سر دیکھا تو بھاگنے پر اختیار کیا اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک جو بیجانگر سے دس کوس پر ہے تعاقب کیا۔ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے اور غنیمت بے حساب مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ سلاطین اسلام نے فقط ہاتھی اس غنیمت میں سپاہیوں سے لئے باقی مال جو جسکے ہاتھ آیا وہ اسکے پاس رہنے دیا۔ سلاطین نے اپنے اپنے مقامات کو مراجعت کی حسین نظام شاہ نے احمدنگر میں گیارہ روز کے بعد افراط شراب اور کثرت جماع سے اس دنیا کو وداع کیا اس کی تاریخ وفات ع آفتاب دکن شد پنہان +
حسین نظام شاہ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں چار بیویوں سے تھیں۔ بی بی خونزہ ہمایوں سے دو بیٹے مرتضیٰ و برہان تھے اور دو لڑکیاں چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ اور بی بی خدیجہ منکوحہ جمال الدین حسین انجو اور سریہ کے دو بیٹے شاہ قاسم و شاہ منصور اور دو لڑکیاں آقا بی بی زن میر عبدالوہاب اور بی بی جمال زوجہ ابراہیم قطب شاہ تھیں۔ مدت سلطنت ۱۱ سال۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ۔

ابو المظفر مرتضیٰ حسین بن حسین نظام شاہ پادشاہ ہوا اس کی مملکت کا دائرہ فراخ ہوا اور مذہب اثنا عشری کا رواج کمال کو پہنچا۔ سادات اور اہلبیت کے محب پہلے سے زیادہ معزز و مکرم ہوئے۔ برار کو فتح کرکے اسکے دماغ میں خبط ہوا اور سولہ برس تک گوشہ نشین رہا ایک دو خدمتگاروں سے زیادہ اپنے پاس وہ نہیں رکھتا مہمات شاہی ارکان دولت کو سپرد تھیں جب کوئی عمدہ کام ہوتا تو عریضہ لکھ کر خادم کے ذریعہ سے وہ بھیجتے پادشاہ اسکا جواب معقول لکھ کر بھیجدیتا ایسی مثال کتابوں میں دیکھنے میں نہیں آئی کہ کسی پادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور اس کی مملکت میں خلل نہ پڑے۔

پادشاہ عنفوان جوانی مین ملک و مال کے کامون مین مشغول ہوا چہہ سال تک مہمات
شاہی کی ذمہ وار اسکی مان رہی اُس نے اپنے بھائیون عین الملک اور تاج خان کو
اور اپنے خواجہ سراے اعتبار خان کو امراء کبار بنا دیا۔ ملا عنایت اللہ کو پیشوا بنایا
وہ ہر روز پردہ کے پیچھے بیٹھتی اور قاسم بیگ حکیم کے استصواب سے امور ملکی و مالی کا
سرانجام کرتی۔ مرتضیٰ نظام شاہ اپنے لہو ولعب مین مشغول تھا جہات سلطنت مین اصلا
دخل نہ دیتا خونزہ ہمایون شاہ قراقوئیلو پادشاہ آذربائجان کی اولاد مین تھی۔
مرتضیٰ نظام شاہ کا حال یہ تھا تو علی عادل شاہ نے بلدہ انی گندی و بیجانگر پر
لشکر کشی کی اور یہ چاہا کہ تراج ولد رام راج کو بن کنڈہ دار الملک کرناٹک
مین راجہ بنائے اور انی گندی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے فرمان روا کی
ماتحت بنائے۔ اس سبب سے وسنکٹادری حاکم بن کنڈہ نے مضطرب ہو کر مرتضیٰ نظام
شاہ و خونزہ ہمایون کو عریضہ لکھا اور کمک طلب کی۔ خونزہ سلطان نے لشکر اور
جوان بیٹے کو لیکر بیجاپور پر لشکر کشی کی اور علی عادل شاہ کو مجبور کیا کہ وہ انا گندی
کو چھوڑ کر اپنے ملک کی حفاظت کو آیا۔ لڑنے کا ارادہ تھا کہ طرفین سے خیر اندیش آدمیون نے
صلح کرانے مین کوشش کی کہ دو ہم مذہب پادشاہون مین باہم منازعت مروت سے
دور ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحت ہو۔ صلح ہو گئی۔ خونزہ ہمایون احمدنگر مین
آگئی۔ دوسرے سال مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کر کے
تفال خان سے کہ وہ بیجانگر کی یورش مین شریک نہین ہوا تھا عوض لینا چاہا۔ وہ برہان
عماد شاہ کا وزیر اعظم تھا اور برار کی سلطنت کو اُس نے غصب کر لیا تھا۔ ان دونو کا
لشکر برار مین گیا اور ملک کو غارت و تباہ کر کے برسات کے موسم کے سبب سے اُلٹا چلا
آیا۔ اس مراجعت مین علی عادل شاہ نے فریب سے احمدنگر کے نوجوان شاہ کو گرفتار
کرنا چاہا تھا مگر خونزہ ہمایون کو اسکی اطلاع ہو گئی تو وہ دفعۃً رات کو خیمے اُکھیڑ کر چلی گئی
اور دریا جو ان دونو کے درمیان حائل تھا وہ ایسی طغیانی پر آیا کہ دونو لشکرون

کو اُس نے جدا رکھا اور لشکر نظام شاہی احمد نگر مین آگیا۔

۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ نے نظام شاہ کی بعض ولایات کی تسخیر کا ارادہ کیا قلعہ کندالہ کو کہ بیس کوس پر قصبہ جاکنہ سے تھا اسکے لشکر کو ملا کر فتح کر لیا پھر کشور خان کو سرحد پر بھیجا خونزہ ہمایون نے دکنی سردارون کو اسکی مدافعت کے لئے مامور کیا اُنھون نے حوالی قصبہ کنج مین شکست پائی پریشان حال ہو کر احمد نگر مین آئے کشور خان نے رعایا کو دلاسا دیکر تحریف و بیع کا محصول جو بیس لاکھ ہن کے قریب تھا وصول کیا اور فتح کی جگہ پر ایک قلعہ کنج اور سنگ کا بنایا۔ خونزہ ہمایون نے اپنے بھائیون اور منسوبون کو نظام شاہی آدھا ملک جاگیرون مین دیدیا تھا اور وہ سپاہیون کے حال پر متوجہ نہین ہوتے تھے تو کشور خان کا تسلط کم نہین ہوتا تھا۔ اسلئے شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم و شاہ احمد و مرتضی خان جو مرتضی نظام شاہ کی ~~مصاحب تھے وہ لعنانہ کے اصفاع و اطوار کو دیکھ کر دلگیر ہو~~[illegible] اور خلوت مین خونزہ کی شکایت کی شاہ نے جواب دیا کہ وہ لعنانہ کی کل خلائق والدہ کی جانب ہے مین اکیلا تسلط کو کس طرح دور کر سکتا ہون اُنھون نے کہا کہ اگر حکم ہو تو فرہاد خان اخلاص خان و حبشی خان کہ حبشیون کے امرای کبار ہین اپنے ساتھ متفق کر کے اسکے تسلط کا علاج کیا جائے۔ نظام شاہ نے اس امر کو قبول کر لیا۔ امرائے مذکور ہمداستان ہو کر سلام کے بہانہ سے قلعہ مین آئے اور عرض کیا کہ ہم فلان فلان حاضر ہین اگر فرمان ہو تو عورتون اور خواجہ سرایون کو بھیجکر خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس بات پر راضی ہوا۔ شاہ جمال الدین حسین و شاہ احمد و مرتضی خان اس کام کے سرانجام کے لئے تیار ہوئے عجیب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم مین طلب کیا۔ نظام شاہ کو گمان ہوا کہ اسکی مان کو اس مشورہ پر اطلاع ہو گئی ہے وہ مجھے سلطنت سے معزول کرنے کے لئے بلاتی ہے اس لئے اُس نے مان پاس جا کر اپنی خلاصی کے لئے کہدیا کہ فلان فلان اتفاق کر کے مجھے قید کرنا چاہتے ہین

[illegible]

خونزہ ہمایون کو یہ علم ہوا تو شام کے وقت پردہ کے پیچھے بیٹھی اور شاہ جمال الدین حسین کو پکڑکر مقید کیا اور امیر جو سازش میں شریک تھے یہ حال دیکھ کر بھاگ گئے پھر اونکو خونزہ ہمایون نے بلایا مگر پیچھے آئے کچھ نہ آئے۔

کشور خان کے فتنہ دور کرنے کے واسطے خونزہ ہمایون اپنے بیٹے مرتضی نظام شاہ کو لیکر احمد نگر سے باہر آئی پھر امرای خونزہ ہمایون کی شکایت کرکے اسکے مقید کرنے کی منظوری شاہ سے حاصل کی حبشی خان حوالی سراپردہ مین پہنچا۔ خونزہ ہمایون واقف تھی کہ کیون وہ آتا ہے اس نے برقع پہنا اور ترکش و شمشیر و خنجر کمر سے باندھی اور گھوڑے پر سوار ہوئی۔ حبشی خان نے آگے جاکر کہا کہ پادشاہ کا حکم ہی کہ تو اور عورات کیطرح گھر مین بیٹھ کر مہمات مین دخل نہ دے۔ خونزہ ہمایون نے کہا کہ ای غلام تیری کیا مجال ہی جو ایسی باتین کرتا ہے حبشی خان نے چاہا کہ اسکا بازو پکڑ کر گھوڑے سے نیچے اتارے کہ اس نے خنجر نیام سے نکال کر اس پر حملہ کرنا چاہا کہ حبشی خان نے اسکا ہاتھ [illegible] شاہ خونزہ کہ خنجر گر پڑا عین الملک اور تاج خان نے اپنی بہن کے چھڑانے کی کوشش نہین کی اور آگے چلے گئے۔ حبشی خان نے خونزہ کو پالکی مین ڈال کر پادشاہ پاس بھیجا اس نے موکلون کے حوالہ کیا امرا جو بھاگ گئے تھے وہ اپنے منصب و جاگیر پر بحال ہوئے اور عین الملک و تاج خان پکڑے آئے۔

قلعہ دھارور (دھارور) کی طرف شاہ کشور خان کے استیصال کے لئے گیا اور ابراہیم قطب شاہ سے امداد طلب کی مگر ہنوز یہ کمک نہ آئی تھی کہ کشور خان کشتہ ہوا۔ اور قلعہ مفتوح۔ اس قلعہ کا فتح ہونا بھی ایک عجیب واقع ہے اس لئے اسکی شرح کی جاتی ہے جب مرتضی نظام شاہ دھارور سے ایک منزل پر پہنچا کھانے پکوانے مین مصروف تھا کہ اس اثنا مین کشور خان کا جاسوس آیا اور ایک کاغذ سربمہر دیا جسکو نظام شاہ پڑھ کر بہت آشفتہ ہوا اور اسی گھڑی سوار ہوکر کہا کہ مین اس گھوڑے پر سے نہین اترنے کا جب تک قلعہ سر نہ ہو۔ جب قلعہ کے نزدیک آیا تو دروازہ پر خانخانان

ومرتضی خان نے معروض کیا کہ قلعہ کشائی کا طریق یہ نہین ہو کہ ابھی گرد راہ کو جھاڑا نہو
کہ ایسے محکم قلعہ کو فتح کرلین - نظام شاہ نے کہا کہ خدا کی توفیق سے دروازے کے
پاس جاکر اسکو تیغ و تبر سے توڑکر قلعہ مین داخل ہوتا ہون اگر میری اجل نہین آئی
تو مجھکو کوئی گزند نہین پہنچیگا اور اگر آئی ہے تو اس سے کنارہ کرنا بے فائدہ ہے - جب
دلیجو اہون نے یہ حال دیکھا تو اسکو ہتیار لگانے کو کہا کہ سنت آنحضرت ہو تو اسنے
جوشن پہنا اور تیر و کمان کو ہاتھ مین لیا اور روانہ ہوا - غرض توپ و تفنگ و تیر اندازی
کا ہنگامہ گرم ہوا کشور خان کے ایک تیر لگا اور وہ فوت ہوا نظام شاہ کو قلعہ ہاتھ
آیا وہ شکر الٰہی بجالایا -

کشور خان کے واقعہ کے بعد عین الملک اور نور خان امراء بزرگ عادل شاہی
احمد نگر کی طرف چلے - امراے نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان کے
پانچ چھ ہزار سوار ان کے ساتھ بسرکردگی خواجہ میرک دبیر کے انسے لڑنے کو چلے جب
فریقین مین معرکہ جنگ گرم ہوا تو خواجہ میرک نے چالیس پادشاہی ہاتھیون پر علم سبز بلند
کئے اور چار سو خاصہ خیل کو علم سبز دیے کہ یہ شہرت دی کہ نظام شاہ آگیا - عین الملک اور
نور خان نے مرتضی نظام شاہ کے آنے کو یقین کیا اور بھاگ گئے خواجہ میرک نے تعاقب کے
عین الملک کو قتل کیا اور نور خان کو زندہ دستگیر کیا اور مظفر و منصور نظام شاہ کی خدمت
مین آیا اس عرصہ مین قطب شاہ بھی نظام شاہ پاس گیا تھا اب دونو پادشاہ
بیجاپور کی تسخیر کے ارادہ سے عادل شاہ کی ولایت مین آئے شاہ ابو الحسن کہ
عادل شاہ کا میر جملہ تھا اس نے نظام شاہ سے ملاقات کرکے اسکو سمجھایا کہ ابراہیم
قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ سے خشونت کرنی حزم
و دوراندیشی سے بعید ہے اگرچہ بظاہر قطب شاہ تمہاری ساتھ ہے لیکن خفیہ وہ اوس
سے ملا ہوا ہے ایک کتابت نفاق آمیز اسکی کہ عادل شاہ کو اسنے لکھی تھی دکھائی -
غرض باتین بناکر اوسکو ایسا بھڑکایا کہ نظام شاہ نے امرا اور سرداران سپاہ کو قطب شاہ کی گوشمالی

اور تادیب کے لیے نامزد کیا۔ قطب شاہ گولکنڈہ مین بھاگ گیا اسکا لشکرگاہ نظام شاہیون نے لوٹ لیا۔

پرتگیزون نے قلعہ ریواڈنڈا (ریگنڈہ) کو بہت مستحکم بنا لیا تھا اور اسپر مغرور ہوکر اپنی حد سے قدم باہر رکھا تھا۔ مسلمانون کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اُن کی اہانت کرتے تھے اور اذیت پہنچاتے تھے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے سنہ مذکور مین قلعہ ریواڈنڈہ کی کہ بندر چیول کے قریب ہی کوچ کیا اور جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ پرتگیزون نے مدافعہ و مجادلہ کے علم اٹھائے۔ دو سال تک گاہ و بیگاہ پرتگیزون اور مسلمانون مین لڑائیان ہوتی رہین اور توپ و تفنگ اور حقہ باروت سے اکثر فوج مسلمان کشتہ ہوتی رہی۔ ہر لشکر کے ہر گوشہ مین آوازہ نوحہ وزاری بلند ہوتا اور تکفین تجہیز سے فرصت نہ ملتی اسکا سبب یہ تھا کہ امرائے دکنی سو و تدبیر اور کمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی نہ بجا لاتے اور خاک ریز و نقب و ساباط نہ بنائے۔ یہ چاہتے تھے کہ نردبانون کو لگا کے قلعہ پر چڑھ جائین اور اندر کے آدمیون کو زبون کرکے تسخیر کرین۔ پرتگیزون کو آتشبازی مین مہارت کامل تھی وہ بھلا یہ صورت کب واقع ہونے دیتے تھے۔ اس قدر وہ باروت کے حقے مارتے تھے کہ مسلمان الامان پکارتے تھے آخر الامر یہ تجویز ہوئی کہ اہل قلعہ کے ابواب دخول و خروج مسدود کیے جائین کہ اسباب معیشت ان پاس نہ پہونچنے پائے۔

اس سے پرتگیزون کو اضطراب ہوا کہ قلعہ کو خالی کرکے اور بنادر کی طرف بھاگ جائین لیکن بعض پرتگیز اسکے مانع ہوئے اور اُنہون نے کہا کہ سلطان کا مال جو سمجھو اگر ون پاس قلعہ کے اندر ہی اسکو قلعہ کی محافظت مین خرچ کرین اگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہو تو اور بنادر مین فرار اختیار کرین۔ امرائے نظام شاہی خصوص اخلاص خان و فرہاد خان حبشی کو بہت نقد و جنس اور منبد لہائے شراب پرتگالی رشوت مین دیتے ہر شب کو ایک افسر آذوقہ اور کل حوائج پرتگیزون کو

پہنچا دیتا اور دفعہ منظمہ کے لئے چوبین نردبانین حصار کی دیوار پر لگاکے لڑنے کا
حکم دیتے تھے اور پرتگیز آلات آتشبازی سے مسلمانون کو مارکر پرے ہٹاتے تھے
شاہ جمال الدین حسین وکیل سلطنت جوانی کی مستی مین جہات ملکی اور مالی مین ان لگا
اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا۔ مرتضی نظام شاہ طول ایام محاصرہ و محنت سفر سے
اکتا گیا۔ اس اثنا مین مسلمانون کی ایک کشتی پرتگیزون نے پکڑ لی اور اوسکے اسباب
و اموال پر متصرف ہوے اور مسلمانون کو اسیر کرلیا۔ انمین دو جوان غریب حبشی تھے
ایک رستم خان دوسرا شمشیر خان انکو سپاہی سمجھکر قلعہ کے برج و بارہ پر کھڑا کرتے
اور مسلمانون سے لڑنے کا حکم کرتے وہ بھی مجبور ہوکر لشکر اسلام پہ تیر و تفنگ لگاتے
وہ ایک تدبیر سے قلعہ سے بھاگ آئے۔ مرتضی نظام شاہ نے انکو خلوت مین بلاکر
اہل قلعہ کی قوت و ضعف کا حال پوچھا ان دو غریبون نے بے ملاحظہ جو کچھ حال نفس الامر مین تھا
تفصیل سے عرض کیا کہ پرتگیز کمال فراغت سے رہتے ہین۔ یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ وہ
گھرے ہوئے ہین اس لئے کہ اسباب معیشت انکو پہنچا رہتا ہے ہر شب اطراف قلعہ
سے امرائے حبشی۔ دکنی۔ ان سے زر کے صندوق لیکر غلہ و روغن و برنج
و گوسفند اور جو کچھ اہل قلعہ کی خواہش ہوتی ہے پہنچاتے رہتے ہین اور دن کو
جنگ زرگری کرکے نامراد آدمیون کو لڑواتے ہین۔ میرک دبیر انکا ہمزبان
نہین ہے۔ نظام شاہ یون مخالف و موافق پر مطلع ہوا اس نے خواجہ میرک سے
مشورہ کرکے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور احمد نگر مین آیا تو خواجہ میرک کو خطاب چنگیز خان
اور وکیل السلطنت کا منصب دیا۔ چنگیز خان کی سعی سے نظام شاہ اور عادل شاہ
کی ملاقات سرحد پر ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ کرناٹک مین اس
قدر ممالک فتح کرلے کہ وہ محصول مین برابر ملک برار و بیدر کے محصول کے ہون
اور مرتضی نظام شاہ ولایت برار کو تفال خان کے قبضہ سے اور بیدر کو علی برید
کے تصرف سے نکال لے اور قطب شاہ کو اپنی حالت مین چھوڑے اور کسی جانب

کچھ نہ بولے دونو پادشاہ اپنے دار الملکون مین گئے۔ قلعہ پواونڈا مین جو نقصان ہوا
تھا اُس کی اصلاح یہ کی گئی کہ تین ہزار غریب (پردیسی) ترکش دار نوکر رکھے گئے
سنہ ۹۰۸ھ مین ملا حیدر کاشی تفال خان پاس بھیجا گیا اور اسکے ہاتھ نوشتہ گیا کہ دریا عماد الملک
ہمارا برادر طریقت تھا اسکے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک وارث ملک
ہوتا ہے جب تک وہ لڑکا تھا تجھ پر واجب تھا کہ سرانجام ملک کا متصدی ہوکر اسکی
پرورش کرتا اب وہ بالغ ہو گیا ہے اسکو گھر مین محبوس رکھتے اور خود صاحب اختیار ہونے کے
کیا معنی ہین اس نامہ کے پہنچتے ہی اسکے کہنے اور حکم سے تجاوز نہ کرے اور مہمات ملکی اور
مالی کو برہان الملک سے رجوع کرے اپنی تعین بالکل بے دخل کرے اگر یہ نہ کریگا تو پھر
دیکھیگا کہ کیا تیرا حال ہوتا ہے تفال خان نے مضطرب ہوکر اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک
سے صلاح لی اسنے باپ کو ایسی صلاح دی کہ وہ حرف صلح وسخن ملائمت زبان پر
نہ لایا اور ملا حیدر کو رخصت کیا نظام شاہ نے ایلچپور کی طرف کوچ کیا ایک سخت
لڑائی ہوئی جہانگیرخان کی بہادری سے تفال خان اور شمشیر الملک دونو
شکستہ سلاح وگسستہ کمر۔ ایلچپور کو بھاگے جہانگیرخان دو سو ستر ہاتھی سراپردے لیکے
مظفر ومنصور نظام شاہ کے پاس آیا اسنے رعایا کے لیے استمالت نامے مملکت برار
کی چارون طرف بھیجے۔ سبنے اطاعت کا اظہار کیا زمیندارون اور مقدمون اور
تھانہ گیرون نے دربار مین آنکے خلعت پائے۔ نظام شاہ بعد فتح کے آگے
بڑھا تفال خان اور شمشیر الملک جنگ کے پاس نہ آئے جنگل مین گئے نظام شاہ نے
انکا تعاقب کیا جنگل جنگل چھ مہینے تک پھرا آیا کہ تفال خان اور اسکا بیٹا ایسے جنگل مین آگئے
کہ کوئی راہ گریز نہ تھی قریب تھا کہ وہ گرفتار ہوں کہ ناگاہ میر موسی مازندرانی کہ سید
مجذوب تھا نظام شاہ کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا کہ تجھے بارہ امامون کی قسم ہے
کہ دوازدہ امام کی محبت مین جب تک ہم کو بارہ ہزار ہون نہ دے لے تو
آگے قدم بڑھائے۔ نظام شاہ نے اپنے ہاتھی کو انکس لگا کے ٹھیرایا سید کا اصل

تب پوچھا چنگیز خان دوابیت الملک کو اشارہ کیا کہ اس سید کو بارہ ہزار ہون
دیدین چنگیز خان نے عرض کیا کہ خزانہ پیچھے ہی منزل پر پہنچ کر ہون دیدونگا
یہان تخلیہ تو توقف کرنا صلاح نہین ہے کہ اس عرصہ مین تفال خان اور شمشیر الملک
خزانہ اور اسپ و فیل کے گرفتار ہو جائینگے نظام شاہ نے کہا کہ اگر تفال خان
مجھے مملکت ہاتھ لگی بڑا ہو کہ مل جائین تو مین دوازدہ امام کے لئے جو مجھ سے مانگا گیا ہے
بے دیئے قدم نہ اٹھاؤنگا چنگیز خان نے سید سے کہا کہ بہت مشقت کے بعد آج کا دن
نصیب ہوا ہے کہ غنیم گرفتار ہوا ہے خفیہ بادشاہ سے کہئے کہ روپیہ مجھے پہنچ گیا
یہ میرا کام ہے کہ گھر بیٹھے ہی آپ کو روپیہ بھیجدونگا سید نے کہا کہ کبھی برسون کے بعد
دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود اسکے کہ مین اس قدر جانتا ہون کہ نقد
کوفیہ پر فروخت کرنا نہین چاہیے چنگیز خان نے جلدی کے لئے گھوڑے ہاتھی
بڑی بڑی قیمتی پیش کئے سید صاحب نے کہا کہ آپ رہن رکھئے روپیہ بھیجکر
آپ سے چھڑا لئے جاوینگے سید صاحب نے کہا کہ ان کو خود بیچکر مجھے عنایت کیجیے
آئندہ نہ مین تجھے دیکھونگا نہ تو مجھے دیکھیگا چنگیز خان نے عقلمندون کے ہاتھ
ان کو بیچ کر سید کو قیمت دی مگر اس توقف مین تفال خان فرصت پاکر اسی
روز برہان پور کو چلا گیا نظام شاہ نے سرحد خاندیس مین میران محمد شاہ
حاکم ولایت خاندیس کو لکھا کہ تفال خان ہمارے لشکر سے بھاگ کر تمہاری جاگیر
مین آیا ہے اسکو آپ پناہ نہ دین اور اپنے ملک سے نکال دین تو آپ کی
دانائی اور دور اندیشی ہے ورنہ ہمارا لشکر آپ کے دیار مین اسکے تعاقب
مین آئیگا جس سے وہ زیر و زبر ہوگا۔ میران محمد شاہ نے اس نوشتہ کو بجنسہ تفال خان
کو دکھایا تو اسکا مضمون سمجھکر وہ دوسری راہ سے ولایت برار مین آیا — اور
جلال الدین محمد اکبر شاہ کو عریضہ لکھا کہ مین حضور کے لشکریون مین سے ہون
ان دنون مین حکام دکن نے اپنی مذہبی موافقت کے سبب سے اتفاق کرکے

اس مملکت کو میرے تصرف سے نکال لینا چاہتے ہیں بندہ ولایت برار کو حضور کی پیشکش
میں دیتا ہے۔ امرائے سرحد کو مامور فرمائیں کہ ان حدود میں آکر اسپر قابض ہوں
تاکہ مخلص سر کو قدم بنا کر حضور کا قدمبوس ہو۔ اور انکے شر سے مصئون ہو عریضہ کا
جواب نہیں آیا تھا کہ تفال خان قلعہ پرنالہ میں اور شیر الملک قلعہ کاویل میں چلا گیا۔
نظام الملک نے قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا تفال خان کا عریضہ اکبر شاہ پاس گجرات
میں پہنچا اس نے نظام شاہ کو لکھا کہ تفال خان بندگان درگاہ میں سے ہے اور
برار کی ولایت ہمارے ملازموں سے متعلق ہے تم کو چاہیئے کہ اس ولایت کے
تسخیر سے اور پرنالہ کے محاصرہ سے ہاتھ اٹھاؤ اور تفال خان کے متعرض حال
نہ ہو۔ نظام شاہ نے اس تحریر پہ التفات نہ کیا۔ اکبر بادشاہ کی توجہ اسوقت
مہم بنگال کی طرف تھی وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا۔ لشکر نظام شاہ سے قلعہ فتح
نہ ہو سکا بہت اسپر سر مارا اسکے بیٹا پیدا ہوا اسکی صورت کے دیکھنے کا
اشتیاق ہوا صاحب خان کے عشق میں گرفتار ہوا اس نے مراجعت کی صلاح
دی۔ طول سفر سے بھی دلگیر تھا غرض قریب تھا کہ تین سال کی محنت برباد جاتی
کہ اس اثنا میں ایک افغان تاجر ہندوستان سے آیا چند گھوڑے اور متاع
لاہور سے لایا چنگیز خان سے کہا کہ لاہور سے یہ گھوڑے تفال خان کے
لئے لایا ہوں۔ اگر اجازت پاؤں تو قلعہ کے اندر جا کر ان کو بیچوں یہ اجازت
دینا آپ کی مروت سے بعید نہ ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ میں ایک شرط سے
اجازت دیتا ہوں کہ قلعہ سے مراجعت کرکے نظام شاہ کی نوکری کر لے
اور تجارت چھوڑ دے تیرے چہرہ سے عقل و کیاست و شجاعت کے آثار نمایاں
ہیں اور تو اس لائق ہے کہ بادشاہ کا نوکر ہو۔ تاجر طمع خام میں آگیا اس نے
کہا کہ یہ بات ہو تو میری بڑی سعادت ہے چنگیز خان نے کہا کہ نظام شاہی
امارت تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے تجھے چاہیئے کہ نظام شاہ کی نوکری

مین تقصیر نہ کرے جب روز وہ قلعہ مین جانے کو ہوا تو ایک اپنے معتمد کو لباس تجارت پہنا کے اور
اوسکو مبلغ خطیر دیکر اس نے ہمراہ کیا کہ قلعہ کے عمدہ محافظون کو روپیہ دیکر نظام شاہ کا
طرفدار بنائے اور اُن سے کہے کہ قلعہ کو چھوڑکر نظام شاہ پاس چلے جاؤ غرض اس حکمت سے
کوئی تفال خان پاس نہ رہا اسد خان و رومی خان نے قلعہ کا ایک برج اڑا دیا۔
سنہ ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ع) مین قلعہ مین چنگیز خان گیا۔ تفال خان بھاگ گیا اس فتح کی تاریخ فتح ملک
برار ہوئی غرض نظام شاہ نے عماد الملک کو جو تفال خان کی قید مین قلعہ پرنالہ مین تھا
مع تفال خان اور اُسکے فرزندون اور برار کے ملک کے کل وارثون کو ایک قلعہ مین مقید کیا
تھوڑے زمانہ مین یہ سب اجل طبعی سے یا دوسری طرز سے عالم فانی کو چلے گئے اور اُنکا
کوئی نام و نشان باقی نہین رہا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے ملک برار کو اپنے آدمیون
مین تقسیم کیا اور بیدر کی فتح کو چلا۔ محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر برہان عماد الملک کے
دایہ زادہ کو دریا عماد الملک کا فرزند قرار دیکر چھ ہزار سوارون کے ساتھ برار روانہ کیا
جب وہ حوالی سرحد مین آیا تو سات آٹھ ہزار قدیمی نوکر کہ گوشون مین چھپے پڑے تھے اُس پاس جمع
ہوئے اور اُنہون نے نظام شاہی تھانون کو اٹھا دیا۔ مگر نظام شاہ نے سید مرتضیٰ کو
بھیجا جس نے برہان عماد الملک جعلی کا نام نشان تک مٹا دیا میران محمد شاہ فاروقی جو
سرحد پر لشکر لئے بیٹھا تھا آسیر مین چلا گیا۔ نظام شاہ نے برہان پور تک بہت خرابی مچائی
چنگیز خان قلعہ آسیر کی سیر کو دو ہزار سوار خاصہ کی ساتھ جنمین اکثر پردیسی تھے روانہ ہوا
محمد شاہ نے اپنے امرا کو سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اسکے مدافعت کے لئے بھیجا۔
لشکر خاندیس چنگیز خان سے لڑا اور اسکو شکست دی نظام شاہ بھی برہان پور سے یہان
آیا اور مملکت خاندیس کو خوب لوٹا مارا۔ قلعہ آسیر کا محاصرہ کیا محمد شاہ نے چھ لاکھ مظفری
شاہ کو اور چار لاکھ چنگیز خان کو دیکر سر پر سے بلا کو بیدر پر ٹالا۔ شاہ مرزا اصفہانی
حاجب ابراہیم قطب شاہ نظام خان کے لشکرگاہ مین اس مقصد سے گیا کہ وہ بیدر پر حملہ
کرنے کو ہین نہ کرے ان مطالب کے حاصل کرنیکے لئے اُس نے چنگیز خان کو دو لاکھ ہون حوالہ کئے

کہ اپنے سپاہیون مین خرچ کرے۔ مگر چنگیز خان نے انکے لینے سے انکار کیا اور کہا نظام شاہ
کا تحواہ جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے اسکی بدولت مجھے کسی چیز کی کمی نہین۔ میرا مقصود یہ ہے کہ اس
سرراہ کے خار کو دور کرون تمہاری مملکت اور نظام شاہ کی مملکتون مین خلل نہ رہے اور
شاہان دکن کہ محب اہلبیت ہین ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ سلوک کرکے پادشاہ دہلی
کے لشکر کے دغدغا اور تہیب سے محفوظ ہون جب چنگیز خان سے یہ جواب ناصواب مرزا نے
سنا تو مایوس ہوا صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا نقود اور جواہر سے محظوظ کیا
مرزا نے مجلس شراب مین ایک دن صاحب خان سے کہا کہ چنگیز خان چاہتا ہے کہ برار
کی حکومت لے کر اپنے نام کا خطبہ پڑھوائے۔ اس وقت نظام شاہ کا آدھا لشکر اسی کا
تربیت یافتہ ہے وہ اچھی طرح اپنے مقصد مین کامیاب ہوسکتا ہے اسی لئے تم کو جنگل جنگل
پھراتا ہے کہ فرصت پاکر اپنا مقصد حاصل کرے۔ صاحب خان مرزا کے کلام کو سچ جان
چنگیز خان کی بربادی کے درپے ہوا اور بادشاہ سے یہ حال کہا کہ ایک دن بادشاہ شراب
پئے ہوئے ناز و نیاز کی باتین کر رہا تھا کہ اسنے مرزا کو بلاکے اپنے قول کی تصدیق کرائی۔
جس سے بادشاہ کو صاحب خان کی بات کا یقین ہوا بادشاہ نے احمد نگر جانے کو چنگیز خان
سے کہا تو اسنے کہا کہ یہ ملک نیا ہاتھ آیا ہے چھ مہینے اور توقف کیجئے اور بعد ازان مجھے اس
ملک کو دیجئے کہ مین اسکا خاطر خواہ انتظام کرون۔ اس سے بادشاہ کو اور شبہ پیدا ہوا
اور اسپر بے التفاتی کرنے لگا چنگیز خان نے دربار مین جانا چھوڑا۔ بیماری کا بہانہ بنایا
نظام شاہ نے معالجہ کے لئے حکیم محمد مصری کو شربت مسموم دیکر بھیجا کہ اسکو پلائے چنگیز خان نے
اوسکو پیا حالت نزع مین یہ عریضہ لکھا کہ مخلص و نمک خوار دیرینہ و مبیر جسکی عمر کا آفتاب ساٹھ
برج طے کر چکا ہے اور ستروین برج مین ہے۔ سر استانہ پر رکھ کر عرض کرتا ہے کہ شربت جو
بجائے آب حیات ملا کر اس نمک خوار کو مرحمت کیا تھا نہایت ذوق و شوق سے اس کی
تمام جرعے پئے بادشاہ کا نقد وفا اور اخلاص مجھ پر ور وہ نعمت نے اپنی صندوق سینہ
مین رکھ کر غیر کے مشاہدہ سے چشم پوشی کی جبتک شیری خاک رہے۔ بادشاہ کو بقا ہو التماس

چنگیز خان ... ۹۸۱

کہ بندہ کو اپنے بندگان دولتخواہ مین شمار کرکے جو دستور العمل مین نے اپنے خط سے لکھکر بھیجا
ہی اُسپر عمل کرین اور اس خیرخواہ کے کالبد کو کربلا بھیجین سید مرتضیٰ و شاہ علی و صلابتخان
و مرزا محمد تقی نظیری و امین الملک نیشاپوری و قاضی بیگ طہرانی کارآمد آدمیون مین شمار
کرین اور انکے احوال سے غافل نہون اور جسقدر کہ پردیسی میری سرکار مین ہین انکو اپنے
سلحدارون مین جمع کرین۔ یہ عریضہ اور دستور العمل سید حسین کے ہاتھ میر مرتضیٰ نظام شاہ پاس
بھیجا اور پلنگ پر تکیہ لگایا اور دوسرے دن صبح کے وقت جسم سے جان کا تعلق جدا کیا۔
دکن کی فتنہ انگیز زمین دولت خواہون کو سازگار نہین عماد الدین محمود خواجہ جہان
گاوان خواجہ میرک چنگیزخان اور مصطفیٰ خان اردستانی جو اکثر ہاتون مین ہمقرین تھے
ناحق اس مملکت مین ضائع ہوئے۔
چنگیزخان کے ترکہ مین شاہ مرزا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مین چار خط نکلے جنسے چنگیزخان کا پاک
صاف ہونا ثابت ہوا تو نظام شاہ کو چنگیزخان کے تلف ہونے سے ندامت ہوئی
مگر اب اس سے کیا ہوتا تھا اُس نے غصہ مین آکر شاہ مرزا کو لشکر سے باہر نکلوا دیا اور احمدنگر
مین آکر اُس نے دنیا کے ترک کرنے کا ارادہ کیا۔ اسنے احمدنگر کے امرا اور رؤسا کو بلا کر کہا
کہ تم آگاہ ہو اور جانو کہ مجھہ مین پادشاہی کی قابلیت نہین ہے مین اپنے مین اس قدر حالت
نہین دیکھتا کہ عدل کو ظلم سے اور ظلم کو عدل سے تمیز کرسکون اکثر اوقات ظلم کو عدل کی صورت
بناتا ہون جسکی حقیقت مجھے آخر مین معلوم ہوتی ہے مین اپنی حکومت اور پادشاہی سے
بیزار ہون اب مین تم سب کو گواہ کرتا ہون کہ فردائے قیامت کو کہ روز جزا ہے تم سے
شہادت طلب کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ رسول آخرالزمان کا فرزند ہے وکیل مطلق مینے
اپنا کیا ہے کہ بمقتضائے شریعت و عدالت خلائق سے سلوک کرے اور اصلاح معاملات و
محاکمات مین قوی کی جانب کو ضعیف پر ترجیح نہ دے اور حق کو منظور رکھے۔ اگر کسی پر رعایا سے
کوئی ظلم سے کوئی چیز چھین لے اور کل قیامت کو مجھ سے پوچھین کہ تیرے عہد مین ایسا ستم واقع ہوا
تو غافل اور بیخبر تھا تو مین جواب دونگا کہ مجھے اس طرح کے کامون مین دخل نہ تھا۔

سپرے وکیل مطلق قاسمی بیگ سے پوچھا جاے اور اگر وہ اس مشکل کام کو تنہا نہ کر سکے تو اس مین امین الملک مرزا محمد تقی و قاسم بیگ کو اپنے ساتھ متفق و شریک کر لے اور مہمات کو سرانجام کرے۔ مین قہر اور عذاب الہی سے ہراسان ہون اور چنگیز خان کی نسبت جو امر وقوع مین آیا اُس سے پشیمان ہون مین چاہتا ہون کہ مدۃ العمر گوشہ عزلت مین بیٹھون اور عبادت حق مین مشغول ہون۔ یہ کہہ کر وہ احمد نگر مین عمارت بغداد مین گوشہ نشین ہوا۔ صاحب خان کے سوا کوئی اس پاس نہین جا سکتا تھا۔ دو تین مہینے کے بعد عزلت کا ست ایسا چڑھا کہ ہدیہ سلطان والدہ میران حسین اور سب عورتون کو قلعہ سے باہر نکالدیا۔ شاہ قلی کو جو شاہ طہماسپ نے برہان نظام شاہ پاس بھیجا تھا اور صلابت اسکا خطاب تھا قلعہ کا دروازہ اسکو سپرد کیا۔

۹۸۴ھ مین اکبر پادشاہ شکار کھیلتا ہوا سرحد مالوہ مین آیا۔ صلابت خان نے صاحب خان کی معرفت پادشاہ کو خبر دی کہ اکبر پادشاہ دکن کی جانب چلا آتا ہے تو نظام شاہ بے توقف پالکی مین سوار ہو کر سو آدمیون کے ساتھ دولت آباد کی جانب روانہ ہوا۔ یہان چند روز توقف کیا کہ احمد نگر کا لشکر پانچ چھہ ہزار خاصہ خیل آگیا اس لشکر کو لے کر وہ اکبر پادشاہ سے لڑنے چلا امرا اسکو بہت منت کر کے روکنا چاہتے تھے کہ اکبر پادشاہ مالوہ کی سرحد مین شکار کھیل کے اپنے دار الملک کو الٹا گیا۔ نظام شاہ اس خبر کو سن کر مسرور ہوا اور دولت آباد مین آیا اور پھر احمد نگر مین جا کر عزلت نشین ہوا۔ صاحب خان کے خویش و قرابتی منصب امارت پر پہنچگئے اونکو بڑی بڑی جاگیرین ملگئین پادشاہ کو برسات کے موسم مین صاحب خان دولت آباد لے گیا۔ یہان مشائخ کی قبرون کی زیارت سے پادشاہ کو اور جوش مذہبی اٹھا جامہ درویشانہ پہن کر صبح کے وقت امام رضا کی زیارت کے قصد سے روانہ ہوا۔ صاحب خان کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی جب وہ تین کوس نکل گیا تو آپ سپاہی نے اسکو پہچان کر ارکان دولت کو خبر کی وہ اسکے پیچھے دوڑے گئے اور بڑی منتین کر کے اسکو لائے ایک مہینہ تک اپنا فقیری لباس نہین اوتارا اور تاج و تخت کے ترک کرنے مین

کوشش کرتا رہا۔ جب قاضی بیگ نے اس سے پوچھا کہ پادشاہ کی نفرت کا سبب کیا ہے
تو اُس نے کہا کہ اس دنیاے فانی سے نفرت کا سبب ظاہر ہے اس کی محبت و الفت کا
سبب پوچھنا چاہیئے۔ جب اس نے دیکھا کہ ارکان دولت اسکے مانع ہیں تو وہ احمد نگر میں
باغ بہشت میں عزلت نشین ہوا صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کی اکثر اوقات
مست دو تین ہزار دکنی او باشوں اور ہاتھیوں کو لیکر احمد نگر کے کوچہ و بازار میں
پھرتا اور لڑکوں اور لڑکیوں کو زبردستی بھلے مانسوں کے گھروں سے نکال لاتا۔
اور افعال قبیحہ کرتا ایک دن سید صحیح النسب میر مہدی کی لڑکی کو زبردستی پکڑ لیا
جسکی حفاظت میں اس سید کی جان گئی۔ صاحب خان کا نام حسینی تھا کبھی کبھی
لوگ اور پادشاہ اسکو حسین خان کہتے تھے اس نے حسین خان سخت کمان ترشیزی
سے جو برار کے امرا میں سے تھا کہا کہ اپنا نام بدل ڈالے اور نہیں گوشمالی کیجائیگی حسین خان
نے اس بات کو نامنظور کیا جسپر ایک نزاع شروع ہوئی اور صاحب خان فیل مست پر سوار
ہوا اور پانچ چھہ ہزار پیادے لے کر حسین خان کے گھر پر چڑھ گیا حسین خان نے
ایک تیر ایسا صاحب خان کے ہاتھی کی پیشانی پر مارا کہ سوفار تک بیٹھ گیا۔ ہاتھی
چنگھاڑتا ہوا درختوں میں بھاگا۔ صاحب خان باغ میں گیا اور باہر آیا اور اُسنے
کہا کہ پادشاہ نے حکم دیا ہے کہ کل غریبوں (پردیسیوں) کو مار ڈالو۔ و فتنہ طلب
حبشی دکنی تو یہ بات خدا سے چاہتے تھے ایک ہنگامۂ جنگ برپا ہوگیا صاحب خان
نے پادشاہ سے جا کر کہا کہ پردیسیوں نے ہجوم حضور کے قصد کیا ہے وہ شہزادہ اسمٰعیل شاہ
کو پادشاہ بنانا چاہتے ہیں نظام شاہ جھوٹ سچ کی تحقیق کے لئے باغ سے باہر آیا
افواج غریب کو مسلح و مکمل دیکھا تو اُس نے صاحب خان کے کہنے کو سچ جانا تو وہ ہاتھی
پر سوار ہوا اور اُس نے لشکر کو حکم دیا کہ غریبوں کو قتل کرو۔ یہ غریب پادشاہ کو دور سے
سلام کرکے قطب شاہ پاس چلے گئے۔ جو کچھ پردیسی چھپے چھپائے باقی رہے انکو صاحب خان
اور اُس کے بھائیوں نے مار ڈالا جب اسکی پادشاہ کو خبر ہوئی اس نے صلابت خان کو

حکم دیا کہ وہ صاحب خان کو خواہی نخواہی شہر سے باہر کرکے غریبوں کو آزار پہنچانے دے۔ صلابت خان نے صاحب خان کو اہانت کے ساتھ شہر سے باہر نکال دیا تو وہ صلابت خان کی جان کے درپے ہوا۔ اعیان سلطنت میں سے ایک جماعت اس کی مدعی ہوئی کہ قاضی بیگ نے دو لاکھ ہون نقد اور ایک لاکھ ہون کے جواہر خزانہ سے نکال لئے ہیں۔ حکم ہو تو اس سے بازیافت کیجائے نظام شاہ نے اپنے خط سے لکھا کہ جس وقت کسی سید نے خیانت کی ذلت کو اپنے لئے قرار دیا ہوا اور ہمارے خزانہ سے مجھ حقیر جیفۂ دنیا کی طمع کی ہو تو اسکا واپس لینا اس سے کمال بیمروتی ہے ہمنے اُس کو یہ بخش دیا چاہیئے کہ اُوس کو مع اہل و عیال و مال کشتی میں بٹھا کے وطن کو روانہ کردو عہدہ داروں نے اس حکم کی تعمیل کی صاحب خان پر صلابت خان نے ایسی سختی کی کہ وہ احمد نگر سے باہر چلا گیا اور بیدر کے حوالی میں پہنچا۔ وہاں کے آدمیوں نے اسکی جماعت کو پریشان کر دیا۔ بادشاہ کو اسکی مفارقت کب گوارا تھی خود پالکی میں بیٹھ کر اسکو منانے گیا اُس نے کہا کہ میرا وصال بادشاہ کو ان دو شرطوں سے حاصل ہو سکتا ہے ایک یہ کہ صلابت خان کو حضوری درگاہ سے دور کریں۔ دوم شہر بیدر کو علی برید سے لے کر میری جاگیر میں دے دیں۔ نظام شاہ اُس پر والہ و شیدا تھا اس نے دونوں شرطیں منظور کرلیں صلابت خان کو تو بیر اسکی جاگیر میں بھیجدیا اور بیدر کی تسخیر میں مصروف ہوا۔ علی برید نے عادل شاہ سے کمک مانگی اُس نے ہزار سوار مدد کو بھیجدیئے۔

خروج شہزادہ برہان

اس عرصہ میں خبر آئی کہ شہزادہ برہان جو قلعہ میں محبوس تھا اس کا خروج ہوا وہ احمد نگر پر متوجہ ہوا ہے۔ نظام شاہ نے مرزا یادگار کندی اور سرلشکر ابراہیم قطب شاہ کو سات آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ بیدر کے محاصرہ کے لئے چھوڑا۔ اور خود صاحب خان کے ساتھ احمد نگر کو روانہ ہوا۔ چند روز بعد لشکر عادل شاہی احمد آباد بیدر کے حوالی میں آیا۔ قطب شاہ کے آدمی جو بہانہ طلب تھے وہ گلکنڈہ کو روانہ ہوگئے مرزا یادگار ترک محاصرہ میں مشغول رہا۔ شہزادہ برہان حوالی

صلابت خان کی وکالت

احمد نگر مین آیا۔ صاحب خان سے جو دس بارہ ہزار آدمی ہمراہ تھے وہ مشغول گئے اس جہت سے نظام شاہ نے مضطر ہو کر صلابت خان کو بلایا جس سے صاحب خان پھر روٹھ گیا۔ نظام شاہ نے شہزادہ برہان کو لڑکر برہان پور بھگا دیا اور آپ قلعہ مین آنکر پھر گوشہ نشین ہوا۔ سید مرتضیٰ سرلشکر برار کو حکم دیا کہ صاحب خان کو تسلی دیکر عزت کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدے اور اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اسے مار ڈالے اور اسکا گھوڑا اور ہاتھی ہمارے پاس بھیجدے۔ صاحب خان نے بحری خان قزلباش کی بیٹی سے نکاح کی درخواست کی تو بحری خان نے کہا کہ مرغ فروش کے لڑکے کو کیا مناسب ہے کہ امراو سے رشتہ و پیوند پیدا کرے اس سبب سے اُس نے بحری خان پر حملہ کیا وہ بھاگ کر جالنہ مین چلا آیا۔ سب امراو نے ملکر صاحب خان کو مار ڈالا اور سید مرتضیٰ نے نظام شاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے ایک جماعت کو بھیجا کہ وہ صاحب خان کو تسلی دیکر حضور مین روانہ کرے وہ بیوقوف لڑنے کھڑا ہو گیا اور کشتہ ہوا بعد اسکے صلابت خان بغیر کسی معارض و معاند کے مہمات سلطنت کا متکفل ہوا اور چند سال استقلال سے گذاری اس مدت مین دو تین دفعہ اکبر بادشاہ کے ایلچی احمد نگر مین آئے اور ہر دفعہ خوشنود گئے۔ صلابت خان کے عہد مین امنیت و ضبط کمال کے مرتبہ کو پہنچ گیا تھا تجار بہ فراغت آمد و رفت کرتے تھے اس نے خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ اور ایسی ہی اور آدمیون کو لشکر و حشم دیکر حکم دیا کہ ساری ملکون مین گشت کیا کرین اور جسپر دزدی کا اطلاق ہو خواہ وہ ایک کوڑی کی ہو بے پرسش قتل کر ڈالین خود اسنے آبادانی ملک و رباغ و بوستان و قصبات کے احداث مین کوشش کی اور عالیشان عمارات بنائین۔ کہتے ہین کہ اسکے عہد وکالت مین پانچ لاکھ درخت انبہ و املی کہ مدتون رہتے ہین مملکت نظام شاہ مین زیادہ ہو گئے اور باعث اسکے ذکر خیر کے ہوئے صلابت خان نے ملا ملک قمی اور ملا ظہوری کی بہت قدر شناسی کی اور وظائف اور انعامات دیئے۔

سنہ ۹۸۸ھ مین علی عادل شاہ شہید ہوا اور اسکا بھائی ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین نائب مناب ہوا اس حال مین صلابت خان نے نظام شاہ کو سمجھایا کہ اسکی تسخیر ممالک آسان ہی۔ نظام شاہ نے اپنے چرکس غلام بہزاد الملک کو سپہ سالار بناکے اور امیرالامرا سید مرتضیٰ کو لشکر برار کے ساتھ سرحد عادل شاہ پر روانہ کیا۔ جب قلعہ شاہ درک کے پاس پہونچ گئے تو امرائے عادل شاہی پانچ چھ کوس پر انکے مقابلہ کو آئے ایک مہینے تک لشکر دو نو کے ایک دوسرے کے سامنے پڑے رہے جب امرائے عادل شاہی کو معلوم ہوا کہ سپہ سالار بہزاد الملک سے سید مرتضیٰ آزردہ خاطر ہی وہ اپنی فوج سے اسکی کمک نہین کریگا تو کچھ رات باقی تھی جو روانہ ہوئے صبح کو ترشح باران تھا دشمن کے آنے کی کمال غفلت سے اپنے دائرون مین بیٹھے تھے بہزاد الملک خوش گوار ہوا مجلس شراب کو آراستہ کئے ہوئے تھا جب اس نے دشمنون کی دمامہ و نفیری کی آواز سنی تو وہ گھبرا کر لشکر سے باہر گیا امرا و لشکر اس پاس جمع ہوے وہ ابتر حال سے منہزم ہوا۔ سید مرتضیٰ نے صلابت خان کو لکھ بھیجا کہ بہزاد الملک نے جنگ مین جلدی کی اور دوستون کے آنے کا انتظار نہ کیا اس لئے اسپر صدمہ پہنچا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس وجہ سے تدارک کیا جائیگا۔ صلابت خان نے اسکے نام پر سرلشکر ہونے کا فرمان بھیجدیا جس سے وہ خوش ہوگیا اور حشم کے جمع کرنے مین کوشش کی۔ اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ مرگیا اسکا بڑا بیٹا محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اس لئے اس مہم مین قطب شاہ کا لشکر جو نظام شاہ کی ہمراہ تھا وہ متفرق ہوگیا۔ سید مرتضیٰ نے شاہ مرزا اصفہانی سے جو قطب شاہ کا وکیل السلطنت تھا موافقت کرکے محمد قلی قطب شاہ کو بلایا اور قلعہ شاہ درک کا محاصرہ کیا چار پانچ مہینے تک چارون طرف سے جنگ کی مگر جب یہان جنگ مین ناکامی ہوئی تو محاصرہ چھوڑکر بیجاپور کی راہ لی۔ اور وہان جاکر انہون نے اسکا محاصرہ کرلیا پھر کچھ مدت کے بعد وہ بیجاپور کی فتح سے بھی مایوس ہوئے تو قطب شاہ اپنے ملک کو چلا گیا اور سید مرتضیٰ بہزاد الملک اپنے ملک کو آگئے اسکا مفصل حال پہلے بیان ہو چکا ہے — سید مرتضیٰ اور صلابت خان مین باہم ایسی عداوت ہوئی کہ لشکر کشی کی نوبت

سید مرتضیٰ و صلابت خان کی لڑائی

پہونچی۔ صلابت خان نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت سے باغ فرح بخش میں لے آیا اور
عمارت بغداد کو اسکی عبادت کے لئے مقرر کیا۔ فتح شاہ پاتری کو کہ حسن و جمال سے
آراستہ تھا اور نرد و شطرنج خوب کھیلتا تھا۔ خدمت کے بہانہ سے قلعہ میں داخل
کیا اور نظام شاہ اُسپر فریفتہ ہوا اور اپنا ہمخواب بنایا۔ سید مرتضیٰ لشکر لیکر احمدنگر
کے حوالی میں آگیا۔ صلابت خان نے لڑنے کی اجازت نظام شاہ سے لی اور شاہزادہ
میران حسین کے ہمرکاب سید مرتضیٰ کے مقابلہ میں آیا اور جنگ کے بعد غالب ہوا۔ سید
مرتضیٰ برار کو بھاگا اور صلابت خان کے لڑکے نے تعاقب کیا تو وہ اکبر بادشاہ کی
خدمت میں چلا گیا۔

سنہ ۹۹۲ھ میں نظام شاہ نے علی عادل شاہ کی بہن خدیجہ بی بی سے اپنے بیٹے میران
حسین شاہ کی نسبت بھیجی وہ منظور ہوئی اور بی بی خدیجہ احمدنگر میں آئی۔ بعض مردم
فتنہ انگیز شہزادہ برہان کو درویشوں کے لباس میں احمدنگر میں لائے اور اُنہوں
نے یہ قرار دیا کہ صلابت خان کو غفلت کی حالت میں مار ڈالیں اور بعد ازاں
نظام شاہ کو معزول کریں اور برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت پر بٹھائیں مگر صلابت
کو اسکی اطلاع ہوگئی۔ کام نہ چلا تو شاہزادہ برہان اکبر بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ اکبر بادشاہ
نے اس سال میں دکن کی فتح کا ارادہ کیا اور خان اعظم کو کہ حاکم مالوہ کو سپہ سالار
بناکر برہان نظام شاہ اور سید مرتضیٰ اور کل سرداران دکنی کو جو اس پاس تھے
ہمراہ کرکے ولایت نظام شاہ کو روانہ کیا۔ اس جلدی میں چاند بی بی زوجہ علی
عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کے دیکھنے کو احمدنگر میں آئی۔ صلابت خان نے
دلاور خان وکیل السلطنت عادل شاہ پاس پیغام بھیجا کہ حسین نظام شاہ نے
چاند بی بی کے جہیز میں قلعہ شولاپور دیا تھا اب جبکہ وہ بیوہ ہو کر میکے میں آگئی ہے
چاہیے کہ یہ قلعہ نظام شاہ کے گماشتوں کے حوالہ کر دو۔ دلاور خان نے اس بات
کو نا منظور کیا۔ صلابت خان نے رنجش کا اظہار اس طرح کیا کہ علی عادل شاہ کے

بہن کو دولت آباد مین بھیجدیا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیدے تو جشن ہکر عروس داماد پاس جاے اور نہین یہ کام مطلع موقوف رہے۔ اس اثنا مین اکبر بادشاہ کے لشکر کی خبر مالوہ مین آنے کی پہنچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل کیا ؎

کار زن این گنبد گردان کند   چہ کند ہمت مردان کند

دشمن کی مدافعت پر کمر باندھی مرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار دیکر مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مرزا محمد تقی برہان پور گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات کی اور اسکو اپنے ساتھ متفق کیا جب عزیز کوکہ نے یہ سنا تو شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان پاس بھیجا تا کہ وہ دکن کے لشکر کی ساتھ موافقت نہ کرے اور اکبر شاہ کے لشکر سے متفق ہو۔ یہ بات نہ ہوئی۔ شاہ فتح اللہ بے نیل مقصود عزیز کوکہ پاس گیا ان دنون مین عزیز کوکہ اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان عناد تھی انمین اعلی درجہ کا نفاق تھا مرزا محمد تقی اور راجہ علی خان لشکر دکن کی ساتھ ہنڈیہ مین عزیز کوکہ کے مقابل آئے چند روز لشکر مقابل رہے۔ عزیز کوکہ نے صف جنگ مین صلاح نہ دیکھی بیر کی راہ سے وہ برار مین آیا۔ اور ایلچپور اور بالاپور کو غارت کیا اور جب مرزا محمد تقی اور راجہ علیخان ہنڈیہ سے اسکے تعاقب مین گئے تو اسنے ندربار سے ولایت مالوہ کو مراجعت کی۔ راجہ علیخان برہان پور چلا گیا۔ اور مرزا محمد تقی احمد نگر مین آیا۔

ان دنون مین فتحی شاہ لولی نے کہ صلابت خان کا دست گرفتہ تھا بادشاہ کی مزاج مین بڑا دخل پیدا کیا اور بادشاہ سے دو مالائین کہ امراء کی غنائم مین ہاتھ آئین تھین طلب کین بادشاہ نے صلابت خان کو ان کو دینے کا حکم دیا اس نے اصلی مالائین نہ دین انکی نقلی مالائین بنا کر دیدین فتحی خان نے اس کی شکایت بادشاہ سے کی۔ بادشاہ نے صلابت خان کو حکم دیا کہ میرے تمام جواہر فلان مکان مین میرے ملاحظہ کے لئے سجائے جائین

جب جواہر رکھے گئے اور بادشاہ آیا اور ان مین موتیون مالاؤن کو نہ پایا تو کل جواہرات
کو فرش مین لپیٹ کر آگ لگا دی اور چلا گیا امرا نے فوراً آگ بجھا کے تمام جواہر نکال
لئے صرف موتیون کو نقصان پہنچا اس حرکت کو شاہ کی دیوانگی اور جنون پر حمل کیا اس
تاریخ سے شاہ کا لقب دیوانہ مشہور ہوا۔

صلابت خان کا قلعہ بند ہونا

نظام شاہ سے لوگون نے یہ عرض کیا کہ ارکان دولت حضور کی پردہ نشینی سے
دلگیر ہین چاہتے ہین کہ ...... آپ کے بیٹے میران حسین کو بادشاہ بنائین اسلئے
بیٹے کے مارنے کا ارادہ نظام شاہ نے کیا۔ مگر صلابت خان کے سبب سے بیٹا کسی طرح باپ کے
ہاتھ نہ آتا تھا کہ اس اثناء مین ابراہیم عادل شاہ نے دلاور خان حبشی کے مشورہ سے
لشکر رزم خواہ سرحد نظام شاہ مین بھیجا اور پیغام دیا کہ شہزادہ میران حسین کو عروس
تسلیم کیجائے یا وہ پالکی مین سوار کرکے واپس بھیجدی جائے۔ صلابت خان نے جواب
دیا کہ ان دونو باتون مین سے ایک بات نہین ہوگی جبتک قلعہ شولاپور حوالہ نہ کیا
جائیگا صلابت خان کی اس بات سے عادل شاہ دشمن ہوگیا اور اودسے کا محاصرہ
کیا۔ نظام شاہ نے جانا کہ صلابت خان کے سبب سے یہ ہوا اس لئے اس سے رنجیدہ ہوا
اور اس سے کہا کہ تو حرام خور ہے یا حلال خور صلابت خان نے کہا کہ مین آپکا بندہ با
اخلاص ہون نظام شاہ نے کہا کہ مین تیری نافرمانی سے آزردہ ہون اور تیری
حبس و قید کی قدرت نہین رکھتا ہون صلابت خان نے معروض کیا کہ آپ کسی
قلعہ مقرر کیجئے مین خود پابزنجیر ہوکے قلعہ مین جاکر خاطر اقدس کا غبار مٹاتا ہون
نظام شاہ نے کہا کہ قلعہ ٹنڈراج پور مین جانا چاہیئے اس سادہ مرد نے فی الفور
گھر مین اپنے پاؤن مین زنجیر ڈالی اور پالکی مین بیٹھ کر اپنے متعلقون کو مامور کیا کہ
مجھے قلعہ ٹنڈراج پور مین محبوس کرو ہرچند دوستون اور رشتہ دارون نے منع کیا۔
کچھ فائدہ نہ ہوا۔ صلابت خان کی قید کے بعد نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم
کو اور وزارت مرزا محمد تقی نظیری کو دی اور حکم دیا کہ عادل شاہ سے صلح کرین۔

انھون نے حکم کی تعمیل کی اور عادل شاہ سے صلح ہو گئی اور عادل شاہ کی بہن جو ایک
داماد میران حسین سے جدا تھی اُسکے حوالہ ہوئی۔ نظام شاہ نے میران حسین کے قتل کرنے
کا ارادہ کیا اور اُس کو اپنا اشتیاق ظاہر کرکے اپنے پاس بلایا اور ایک حجرہ مین گھاس
اور بالاپوش مین لپیٹ کر بند کیا اور اُسکو آگ لگا دی فتحی شاہ نے رحم
کرکے دروازہ کھول کر شہزادہ کو نکال لیا۔ اور مرزا محمد تقی و قاسم بیگ نے اُس کو پالکی مین سوار
کرکے دولت آباد مین بھیجدیا۔ بادشاہ نے دو تین روز بعد حجرہ مین جا کر دیکھا تو بیٹے کے
استخوان کو نہ پایا اصل حال کی تحقیقات کے بعد مرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو محبوس کیا
مرزا محمد صادق کو مہمات سلطنت سپرد کین اُسنے بھی شاہزادہ کے قتل سے انکار کیا
تو نو روز کے بعد اسکو بھی مقید کیا اور سلطان حسین سبزواری کو وکالت کا عہدہ
اور مرزا خان کا خطاب دیا اور پیشوائی کا منصب اُس نے دلاور خان حبشی
پاس مخفی بیجاپور آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ یہ بادشاہ بالکل دیوانہ ہو گیا ہے اور اپنے
بیٹے کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر آپ سرحد پر آجائین تو مین پدر کو برطرف کرکے پسر کو
تخت پر بٹھا دون۔ دلاور خان نے اس بات کو قبول کیا مرزا شاہ نے نظام شاہ
سے کہا کہ عادل شاہ بہت سپاہ کے ساتھ ولایت احمد نگر کی تسخیر کے ارادہ سے
آتا ہے اس باب مین حکم کیا ہے نظام شاہ کو اصل مقدمہ سے خبر نہ تھی اُسنے امرا
کو حکم دیا مرزا خان مع کل امرا کے دولت آباد گیا اور میران حسین کو قلعہ سے نکال کر
بادشاہ بنایا اور احمد نگر لایا
بیٹے نے باپ کو حمام مین بند کیا اور
آگ زیادہ روشن کرائی اور پانی بند کیا جس سے وہ ۹۹۶ھ مین مرگیا۔ برہان نظام شاہ
ثانی نے اسکی استخوان کربلا بھجوائین اس نے ۲۴ سال ۵ ماہ سلطنت کی یہ بادشاہ گوری
بیکل و گندم گون۔ فراخ چشم بلند اندام تھا۔ شوکت و صلابت رکھتا تھا۔
فارسی خوب بولتا تھا

[illegible] ہوا

میران حسین نظام شاہ

جب مرزا خان کی رہنمونی سے میران حسین باپ کو مارکر صاحب اختیار ہوا اُس کی عمر سولہ برس کی تھی اسکو مرزا خان چاہتا تھا کہ گھر مین بیٹھا رہے اور جمیع مہمات کا خود پیرو کار ہوا لیکن میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال اور ناعاقبت اندیش تھا اس لئے یہ صورت نہ ہوئی دایہ زادون اور ہمسایون کو اسنے امارت کے منصب پر مقرب بنایا اور لہو ولعب مین لگا اتو ان کو اوباشون اور رذالون کے ساتھ احمد نگر کے کوچہ و بازار مین پھرتا اور حالت مستی مین تیر و تفنگ و شمشیر سے جو نظر آتا اُسی مارتا جعفر مقربون نے میران حسین سے کہا کہ مرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضیٰ نظام حسین کو قلعہ سنیر سے طلب کیا ہے اور اپنے گھر مین چھپا رکھا ہے تاکہ فرصت کے وقت تمکو معزول کرکے اس کو بادشاہ بنائے میران حسین نے خائف ہوکر مرزا خان کو موکلون کے حوالہ کیا دوسرے روز اسکو معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط تھی پھر مرزا خان کو مقرب معزز کیا مرزا خان نے اپنی طرف سے مظنہ دور کرنے کے لئے میران حسین سے کہا کہ وارثان مملکت فتنہ و فساد کا سبب ہوتے ہین صلاح دولت یہ ہے کہ شاہ قاسم کو مع آل و اولاد کے قتل فرمائے میران حسین نے اس درخواست کو قبول کرکے ایک آن مین پندرہ شہزادون کا خون اپنی گردن پر لیا۔ انکس خان و طاہر خان کہ میران حسین کے برادر رضاعی تھے میران حسین سے اسکی مستی و ہوشیاری کی حالت مین مرزا خان کی شکایت کرتے وہ پر حذر ہو کبھی کہتا کہ مین اسکو پکڑ کر اُس تلوار سے مار ڈالونگا اور کبھی کہتا کہ مین فلان ہاتھی کے پاؤن تلے اسکو مسلواؤنگا۔ مرزا خان نے اپنی تئین بے تاج و تخت بادشاہ سمجھا اور میران حسین کے قلع و قمع مین مصروف ہوا اُس نے بادشاہ کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے مصاحب آقا میر کا برا حال ہے عیادت کے لئے اُسکو بلایا وہ تنہا چلا آیا۔ مرزا خان نے اسکو مقید کیا اور برہان نظام شاہ کے دو بیٹون اسمٰعیل و ابراہیم کو لوہ گڈھ کے قلعہ سے احمد نگر مین بلایا اور ان مین اسمٰعیل کو جو بارہ برس کا تھا بادشاہ بنایا کہ ایک بارگی قلعہ کے باہر جمال خان

میران حسین نظام شاہ کی بری عادتین اور حرکتین

سوا مہدوی کہ منصبداران صدہ مین سے تھا دکنی اور حبشی منصبداروں سے اتفاق کر کے آیا اور انہون نے کہا کہ چند روز سے ہمنے اپنے پادشاہ میران حسین کو نہین دیکھا ہے اور اسکے حال کی کچھ خبر ہمکو معلوم نہین اسکو ہمارے پاس بھیجو یا اسکی ملازمت مین جانے دو مرزا خان نے ہیکڑی سے جواب دیا کہ میران حسین کو پادشاہی کی لیاقت و قابلیت نہین ہے۔ ہمارا تمہارا پادشاہ اسمٰعیل نظام شاہ ہے ابھی وہ باہر آتا ہے اسکو سلام کرو جمال خان نے احمدنگر مین منادی کی کہ اہل دکن کو معلوم ہو کہ مرزا خان اور کل پردیسیون نے مجتمع ہوکر میران حسین شاہ کو مقید کیا ہے اور کسی اور کو پادشاہ بنانا چاہتے ہین تمکو چاہیئے کہ اپنے پادشاہ کو چھڑا کر غریب غریب زادون کے تسلط کو دفع کرو اور نہین یقین جانو کہ بعد اس بحث کے دکنیون کے زن و فرزند انکی غلامی مین گرفتار ہونگے یہ بات اہل دکن کے لئے می مست سمجھی ان باتون کو سنکر مکمل مسلح فوج قلعہ پر متوجہ ہوئے۔ دو تین ساعت مین جمال خان پاس پانچ چھ ہزار سوار و پیادے اور بہت سے بازاری وغیرہ جمع ہوگئے اور کل حبشیون نے قلعہ گھیر لیا۔ مرزا خان نے بہت تھوڑے آدمی انکے مقابلے کے لئے بھیجے جنمین سے اکثر مارے گئے اور باقی زخمی ہوکر قلعے مین گئے اب مرزا خان نے یہ خیال کر کے کہ سارا جھگڑا میران حسین کے سبب سے ہے اسکو مار ڈالا اور اسکے سر کو نیزہ پہ رکھ کر دروازہ کے برج پر سے دکھایا اور غل مچایا کہ یہ ہجوم و عربدہ میران حسین شاہ کے لئے ہے اسکا سر یہ نیزہ کے اوپر ہے اب چاہیئے کہ اسمٰعیل نظام شاہ کی اطاعت کرو اور اپنے گھر کو جاؤ۔ انہون نے میران حسین کا سر مانگا جب وہ ان پاس آیا تو کہدیا کہ وہ اس کا سر نہین ہے اسی اثنا مین علف و سرگین کے سو بیل لا کر آگ لگا دی جس سے قلعہ کا دروازہ جل گیا مرزا خان قلعہ سے نکل کر بھاگا۔ دکنیون نے قلعہ مین جا کر تین سو پردیسیون کو مار ڈالا۔

میران حسین کو دفن کیا اور پردیسیون کی لاشون کو لے کر و کفن میدان مین پھینک دیا۔ اور سارے پردیسی وضیع و شریف بقال و گدا و نوکر و سوداگر و مجاور

مسافر کو بڑی رسوائی سے مارا اور انکے گھرون کو جلا کر خاک سیاہ کیا جن آدمیون کا سر
آسمان سا اٹھا انکو پائمال کر کے زمین کا پیوند کیا۔ وہ دوشیزہ جو اپنا منہ مہر و ماہ سے
چھپاتی تھین انکے جھونٹے پکڑ کر مستون کی بزم مین لائے چوتھے روز مرزا خان کو جنیر
سے پکڑ کر لائے اول اسکو گدھے پر سوار کر کے شہر مین پھرایا اور اسکے پارچے کر کے بازار مین
لٹکائے۔ بعض امیرون کو توپ مین اڑایا کہ انکے چیچھڑون کا پتا نہ لگا۔ سات ہزار
مین ایک ہزار غریب مارے گئے اس اثنا مین فرہاد خان حبشی کہ امرائے کلان مین
تھا ابھی جاگیر سے آیا تو اُس نے دکنی اجلاف و اوباشون کی سیاست کی تو فتنہ
کم ہوا اور کچھ غریب کہ حبشیون اور دکنیون کی آشنائی کے سبب سے چھپے ہوئے تھے
بچ گئے۔ میران حسین شاہ کی مدت سلطنت دو ماہ تین روز تھی۔ کتب تاریخ سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ پدرکش کی مدت سلطنت زیادہ نہین ہوتی اس لئے ایک شاعر نے
یہ شعر کہا ہے کہ ؎ مرد پدرکش پادشاہی رانشاید + ور شاید بجز دہ مہ نپاید +
جمال خان نے اسمٰعیل شاہ کی پادشاہی قبول کرلی اور سارے اختیارات شاہی خود
لے لئے۔

اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی

مرتضی نظام شاہ کے وقائع مین مذکور ہوا ہے کہ برہان نظام شاہ قلعہ لہاگڑ
(لوہہ گڈھ) مین محبوس تھا اس تقریب سے کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہے
یا دیوانہ ہو گیا ہے اور مہمات سلطنت کا سرانجام نہین کرسکتا قید سے نکلا اور بھائی
سے لڑکر شکست پائی اور اکبر پادشاہ پاس چلا گیا اس وقت دکن مین اسکے دو بیٹے
تھے ایک براہیم دوسرا اسمٰعیل۔ ابراہیم کی مان حبشن تھی اسکا رنگ کالا تھا۔ صورت
ظاہری سے چندان بہرہ بھی نہین رکھتا تھا اور اسمٰعیل کی مان کوکنی جمالی خاندان
تھی۔ اس مین سیرت وصورت کی خوبیان تھین۔ صلابت خان نے دونو کو قلعہ
لہاگڑ مین محبوس کیا تھا۔ جب مرزا خان نے میران حسین کو معزول کیا تو ان

دو بھائیون کے سوا کوئی اور وارث مملکت نظام شاہی مین موجود نہ تھا ان دونو
کو قید خانہ سے بلایا باوجودیکہ ابراہیم بڑا تھا مگر مرزا خان نے حکمرانی کے تخت پر اسمٰعیل کو
بٹھایا۔ پہلے لکھا گیا کہ جمال خان مہدوی نے اسمٰعیل کی بادشاہی قبول کی جہات
شاہی کی باگ اپنے اقتدار کے ہاتھ مین لی اور فرقہ مہدویہ کی تربیت مین ہمت صرف
کی اسمٰعیل کو جو خورد سال تھا اپنے مذہب مین لایا اور خطبۂ اثنا عشریہ کو برطرف کیا مہدویون کا
اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان مین سنہ ۹۰۵ ہجری کے
آخر مین دعویٰ کیا کہ مین بلسان شرع مہدی موعود ہون چونکہ بعض آثار و علامات
کہ مہدی آخرالزمان مین قرار دیے ہین اس مین موجود تھے اسکے قول کی تصدیق
کی جسکا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے تھوڑے زمانہ مین ہندوستان کے اطراف و جوانب
سے طائفہ مہدویہ جمع ہوا اور اسمٰعیل نظام شاہ کو قدوی۔ اور جمال خان کو
اپنا خلیفہ بنایا۔ اس طائفہ نے شمشیر زنی اور جان نثاری کی۔ ابتدا مین صلابت خان
سرحد برار مین جو قلعہ کھرلہ مین محبوس تھا میران حسین کی خبر کشتہ ہونے کی سنکر خروج
کیا اور امرائے برار اس سے گرویدہ ہوئے وہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے
وہ جمال خان کے استیصال کے قصد سے احمد نگر پر متوجہ ہوا دلاور خان نے بھی
ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور بیجاپور سے
روانہ ہوا جمال خان اول اسمٰعیل کو لیکر صلابت خان سے لڑنے آیا اور دریا گوداوری
کے کنارہ پٹن مین لڑکر اسکو برہان پور تک بھگایا۔ وہان سے پھر کر عادل شاہیون
سے لڑنے آیا طرفین کے لشکر اشتی مین ملے۔ پندرہ روز تک دونو لشکر پڑے رہے
کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ دوسرے پر حملہ کرتا آخر کو ان شرائط پر صلح ہوئی کہ
چاند بی بی زوجہ میران حسین نظام مقتول کی بیوہ کو پالکی مین سوار کر کے بیجاپور
مین وہ بھیجدے اور نظام شاہ کی سلطنت دو لاکھ ستر ہزار ہون (۵۰۰۰۰ روپیہ)
نعل بہا مین دے (خرچ جنگ) جمال خان یہ روپیہ دیکر احمد نگر مین آیا۔

اسی سال کے بعد رمضان کے دن جو پردیسی کہ فرہاد خان کی شفاعت سے زندہ بچے تھے اور تین سو سے زیادہ نہ تھے انکو جمال خان نے نکال دیا وہ بیجاپور مین جاکر نوکر ہوگئے ۹۹۸ھ مین صلابت خان نے جسکی ستر سال کی عمر تھی - جمال خان سے قول نامہ امان میں حاصل کرکے آسیر برہانپور سے احمدنگر مین آیا اور نوکری قبول نہین کی - اور قصبہ تولی کام مین کہ اسکا آباد کیا ہوا تھا اقامت اختیار کی اور مرنے کا منتظر تھا کہ اس سنہ مین موت آگئی اور مرتضی علی نے ایک بیٹا چھوڑا - جب اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل نظام شاہ تخت پر بیٹھا تو اس نے برہان نظام شاہ کو بنگش سے کہ سندھ و کابل کے درمیان ہی بلایا یہان اسکی جاگیر تھی اور آپ نے کہا کہ احمدنگر کی سلطنت تجھے ارثاً و استحقاقاً پہنچتی ہی - ہم نے وہ تجھ کو دی جسقدر لشکر اسکی تسخیر کے لئے درکار ہو لیجا اور بیٹے کو معزول کر اور مملکت موروثی کے لئے توجہ کر - برہان شاہ نے معروض کیا کہ اگر بادشاہ کی سپاہ ہوگی تو دکن کے آدمی مجھ سے متوحش ہونگے اور تمرد اور عناد کرینگے اگر حکم ہو تو سرحد دکن پر تنہا جاؤں اور اہل دکن کو اپنی طرف مائل کرون اور ملائمت اور نرمی سے مملکت موروثی پر متصرف ہون - بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور دکن کو رخصت کیا اور پرگنہ ہنڈیہ مین اسکو جاگیر دی - راجہ علی خان حاکم آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی معاونت مین تقصیر نہ کرے - جب سرحد دکن پر وہ ہنڈیہ مین آیا تو ولایت نظام شاہ کے زمینداروں اور سرداروں کو قول نامہ دکن کی رسم کے موافق بھیجے - سب نے اخلاص و یکجہتی کا اظہار کیا اور اسکو بلایا - برہان شاہ ولایت برار مین آیا - جہانگیر خان حبشی جس نے بہت اپنا اخلاص اس کے ساتھ ظاہر کیا تھا وہ اپنے عہد و پیمان سے پشیمان ہوا اور اتفاق و وفاق کو نفاق سے بدلا - اس سے لڑنے کھڑا ہوا - برہان شاہ شکست پاکر ہنڈیہ مین چلا آیا - رات دن جمال خان کے استیصال اور ملک موروثی کی اخذ کی ادھیڑبن مین لگا رہتا - ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علی خان معاون ہوئے تو وہ ہنڈیہ سے برہانپور مین آیا - جمال خان پاس بھی دس ہزار کے قریب طائفہ مہدویہ جمع ہوا - اس نے سید امجد الملک مہدویہ سرلشکر بنا کے لکھا ...

وہ اس حادثہ کے امرا کو راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے لئے معین کرکے اور جمال خان خود احمدنگر کی سپاہ لیکر عادلشاہیون کی مدافعت کو گیا اور قصبہ دارسنگ کے قریب دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور اسکو شکست دی اور تین سو ہاتھی چھین لئے۔ ابھی وہ دارسنگ مین تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ عادلشاہ اور راجہ علیخان کی کوشش سے امراء برار برہان شاہ کے مطیع ہوگئے اور برہانپور کی سرحد مین اس سے آن ملے اس خبر پر جمال خان نہایت شوکت و حشمت سے برار کو روانہ ہوا عادلشاہ نے اسکا تعاقب کیا اور امراے برگی کو مامور کیا کہ سب جگہ اسمٰعیل نظام شاہ کے لشکر کے گرد تاخت کرکے غلہ و آذوقہ کو اس مین نہ پہنچنے دین اس سبب سے جمال خان کو بہت آدمی چھوڑکر برہان شاہ پاس چلے گئے۔ جمال خان روہنکہیڑہ کے گھاٹ پر پہنچا جسکو برہان شاہ کے آدمیون نے بند کر رکھا تھا تو وہ دوسری راہ سے نہایت صعوبت اٹھاکر برہان شاہ کے لشکر پاس گیا اس راہ مین پانی کم اور ہوا گرم زیادہ تھی جمال خان اور اوسکے آدمیون نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ انکو خبر ملی کہ تین کوس پر پانی بہت ہے۔ جمال خان پانی کی امید مین یلغار کرکے تشنہ و بدحال وہان گیا۔ وہان پہلے ہی سے راجہ علیخان و برہان شاہ اترے ہوئے تھے تو پھر وہ اسی صحرا مین گیا کہ محشر نشان تھا وہان ایک نخلستان مین کچھ پانی مل گیا۔ اور رجب ۹۹۹ھ مین برہان شاہ اور راجہ علی خان سے جا لڑا۔ مہدویون کو فتح ہوجاتی لیکن جمال خان کی پیشانی پر ایک گولہ لگا جسسے وہ مرگیا تو اسماعیل نظام شاہ مع امرا بھاگ گیا۔ امراے برہان شاہ نے انکا تعاقب کیا۔ یاقوت خان اور خداوند خان نے سرکاٹے سہیل خان کو بھیجا یوہین جلد بھگایا اسمٰعیل کو گرفتار کیا۔ برہان شاہ احمدنگر مین آنکر پادشاہ ہوا۔ راجہ علی خان کو رخصت کیا اسمٰعیل نظام شاہ نے دو برس سلطنت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لہاگر مین محبوس تھا مگر جہانگیر اس پاس ایسی تھی کہ بفراغت زندگی بسر ہوتی تھی ان دنون مین کہ صاحبخان

بے اعتدالی کرنے لگا اور اوسکے اوضاع کے سبب سے مرتضیٰ نظام شاہ سے امراء لشکر متنفر ہوئے اور صاحب خان کے منانے کے لیئے نظام شاہ بیدر گیا تو امراء نے فرصت پاکر برہان شاہ کو عرائض لکھیں کہ تیرا بھائی دیوانہ ہوگیا ہے پادشاہی کے قابل نہیں رہا اگر تو قلعہ سے باہر آئے تو ہم سب تیری خدمت کے لیئے موجود ہین۔ برہان شاہ حاکم قلعہ اُس سے سازش کرکے باہر آیا اور جنیر کے پاس چھ ہزار سوار اُس سے ملے اور چتر اسکے سر پر بلند کیا۔ جب یہ خبر حوالی بیدر مین نظام شاہ کو پہنچی تو وہ جلد برہان سے ایک روز بیشتر تین سو آدمیون کے ساتھ قلعہ احمد نگر مین آیا

عوام الناس یہ کہتے تھے کہ وہ زندہ نہین ہے انکے گمان دور کرنے کے لیئے وہ عصر کے وقت ہاتھی پر سوار ہوکر بازار مین پھرا۔ ایک ادویہ فروش۔ خواجہ ابن ہمدانی سے یہ لطیفہ ہوا کہ اُس نے اُس سے پوچھا کہ کوئی دوا تیرے پاس ایسی بھی ہے کہ دیوانگی کو مفید ہو اُس نے کہا کہ ہان ہی۔ تو نظام شاہ نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ مین دیوانہ ہون کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین ہوا ہون اور چاہتا ہون کہ پادشاہی کرون یا میرا بھائی دیوانہ ہے کہ بے سبب اپنے تئین خرخشہ مین گرفتار کیا ہے اور مجھپر لشکرکشی کی ہی۔ دوا فروش نے کہا کہ برہان شاہ دیوانہ ہے کہ باوجود کمال فراغت کے ایسے مشفق و مہربان بھائی سے لڑتا ہے اور اس نعمت کی قدر نہین جانتا۔ نظام شاہ نے ایک ہزار ہون اسکو انعام مین دیئے۔ آٹھ سال کے بعد وہ اپنے آدمیون کو دکھائی دیا تھا وہ اپنے آدمیون اور شاگردون کو پہچان کر اُنسے باتین کرتا تھا وہ شہر کی سیر کرکے قلعہ مین گیا دوسرے روز صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت مین اترا۔ نظام شاہ کی سواری کی خبر سنکر اکثر آدمیون نے برہان شاہ کی رفاقت چھوڑی اور احمد نگر گئے۔ ظہر کے وقت نظام شاہ پہلے روز کی طرح ہاتھی پر سوار ہوا۔ قلعہ سے باہر نکلا۔ دس ہزار سوار اس کے چتر کے نیچے جمع ہوئے۔ صلابت خان کو سرلشکر مقرر کیا وہ ہشت بہشت کے قریب برہان شاہ سے لڑا۔ برہان شاہ کو شکست ہوئی وہ بیجاپور چلا گیا۔ دو سال بعد

بعض امرا کی طلب سے وہ درویشون کے لباس مین احمد نگر مین آیا اسکے اعوان اور انصار
نے مقرر کیا کہ فلان روز اسکو پادشاہ بنائین گے اور نظام شاہ کو معزول کرینگے۔
مگر صلابت خان کو اسکی خبر ہو گئی اس نے ان امرا کی جماعت کو کشتہ کیا جنھون نے یہ
سازش کی تھی۔ برہان شاہ گجرات ہوتا ہوا اکبر پادشاہ کی خدمت مین چلا گیا اسنے
اول سہ صدی کا منصب پایا۔ جب خان اعظم عزیز کوکہ دکن پر لشکر کشی کے لئے نامزد ہوا
تو برہان شاہ کو ہزاری منصب ملا۔ عزیز کوکہ نے بے نیل مرام مراجعت کی تو برہان شاہ
ہمراہ صادق محمد خان کے افغانون کے لڑنے کے لئے مابین آب نیلاب و کابل مامور ہوا۔
اور ولایت بنگش اسکو اقطاع مین ملی جب اسکا بیٹا اسمعیل احمد نگر مین پادشاہ ہوا تو اکبر
پادشاہ نے بنگش سے طلب کر کے دکن بھیجا جسکا بیان اوپر ہوا بمقتضاء مَنْ طَلَبَ شَيْئاً
جَدَّ وَ جَدَ آخر عمر مین صاحب تخت و تاج ہوا۔

مہدویہ مذہب کا اخراج و شیعہ مذہب کا رواج—

مذہب مہدویہ جسکا رواج اسکے بیٹے کے عہد مین ہو گیا تھا اسنے خارج کیا اور حکم
دیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اوسکو قتل کرو اور انکا مال و اموال سبیل کر دو۔ اسکی
تھوڑی مدت مین اس مملکت مین اس مذہب کا نشان تک نہ رہا اور سابق کی روش پر
مذہب اثنا عشری نے رواج پایا۔ منبرون پر خطبہ اثنا عشری پڑھا گیا۔ اس دولتخانہ کے پروردہ
جو مرزا خان کی کفران نعمت سے جلای وطن ہوے تھے احمد نگر مین آگئے۔ اور یہ بلدہ اہل کمال کا
جلوہ گاہ ہوا۔

دلاور خان حبشی و برہان شاہ و عادل شاہ کی لڑائی—

دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ کے قہر کے خوف سے احمد آباد کو
بھاگا تھا یہان آیا اسکو اقطاع لائق عنایت ہوئین۔ عادل شاہ کے مزاج کے موافق اسکی
یہ حرکت نہ تھی اُسنے پیغام بھیجا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی اسکی مقتضی ہی کہ ہم دوست کے
ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن ہون اور نیکی و بدی مین شریک بیگانگی کو راہ
نہ دین۔ آپ سے یہ عجیب ہی کہ اس دولت خانہ کے غلام حرام خور کو اپنی سرکار اشرف مین
جگہ دیکر مقرب درگاہ بنائین۔ وظیفہ برادری اور طریقہ حق گذاری منظور کر کے دوستون
کی خاطر کا پاس کرو اور اسکو دوام دولت کا سبب سمجھو اور ایسا کام کرو کہ اپنی جانب کی

خوشنودی کا سبب ہو۔ برہان شاہ اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور وحشت آمیز و فتنہ
انگیز باتیں کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ عادل شاہ دشمن ہو گیا اور اس نے
ملا عنایت اللہ جھرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان کی خامی و نادانی سے جو
تین سو ہاتھی نظام شاہیوں کے ہاتھ آئے ہیں دوستی کو مرعی رکھ کر میرے پاس بھیجدیجے
اور تغافل و اہمال میں اپنا نقصان عظیم سمجھو اور اپنی بد انجامی سے اندیشہ کیجیے برہان شاہ
اس پیغام سے اور زیادہ آزردہ ہوا اور لشکر کی حاضری کا حکم دیا باوجودیکہ امراء کو اس سے
نفاق تھا۔ مگر وہ کوچ پر کوچ کر کے عادل شاہ کی ولایت میں آگیا۔ عادل شاہ نے اس کی
حقیقت کچھ نہ جانی اور وہ بیجاپور سے روانہ ہوا اور برہان شاہ منگلسر میں دریائے بیورہ
(بھیما) میں آگیا۔ یہاں سے آگے بڑھنا مصلحت نہ جانا۔ دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ بنا کر یہاں
تک عادل شاہ کی ولایت پر متصرف ہونے کا ارادہ کیا کہ یہ قلعہ ان کے درمیان سرحد ہو
یہاں سے بتدریج شولاپور اور شاہ درک بھی مسخر و مفتوح کیا جاے۔ عین گرمی میں آب
بیورہ سے جو پایاب تھی۔ چابکدست ہنرمندوں نے عبور کیا اور اس جگہ پر کہ قدیم الایام
سے قلعہ تھا اور مدت گذرنے سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا وہ پایہ بہ پایہ جلدی میں قلعہ بننا
شروع ہوا۔ بیجاپور سے کوئی لشکر انکی مدافعت کے لئے نہیں آیا اس لئے وہ خاطر جمعی سے
اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ برسات کا موسم قریب آیا اور غدغہ یہ تھا کہ بھیما ندی چڑھ جائیگی
اور پایئین قلعہ اور برہان شاہ کے لشکرگاہ کے درمیان حائل ہوگی اور مردم عادل شاہی
جبر و قہر سے اسپر متصرف ہونگے۔ ابھی قلعہ ناتمام تھا کہ دروازوں کو نصب کر کے اسکو توپ
ضرب زن وغیرہ سے بھر دیا۔ بہت روپیہ خرچ کر کے برسات کے موسم میں اسکے ختم کرنے
میں کوشش کی۔ اسی اثنا میں کہ دلاور خان نے یہ تصور کر کے کہ عادل شاہ عہدہ
برآ نہ ہوگا اور مجھ جیسے کی فراست کا محتاج ہے۔ یہ چاہا عادل شاہ سے قول نامہ لیکر
بیجاپور جاے اور پھر پہلی طرح حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے۔ عادل شاہ یہ بات خدا
سے چاہتا تھا۔ برہان شاہ نے اسکو جانے سے منع کیا مگر مفید نہ ہوا وہاں سے چاہی

وہ مقید و محبوس ہوا عادل شاہ کی خاطر جمعی سے رومی خان و الیاس خان اور بہت سے
امیرون کو برہان شاہ کی مزاحمت کے لیئے نامزد کیا یہ امراء قلعہ کے مزاحم نہ ہوئے۔ بلکہ
امراء برگی کو جنکے پاس پانچ چھہ ہزار سوار تھے جریدہ دریا کے پار بھیجا کہ برہان نظام شاہ کے
لشکر کے حوالی کو تاخت و تاراج کرین کہ اسکو آسائیش اور استراحت میسر نہ ہو۔
اس لشکر کی تاخت نے برہان شاہ کے لشکر مین قحط کے آثار نمودار کیئے۔ ناچار وہ
قلعہ جدید کو اسد خان ترک کو سپرد کرکے چند منزل اپنی ولایت کی جانب آیا کہ غلہ وافر
بفراغت لے اور غلہ کی قحط سے نجات حاصل ہو رومی خان و الیاس خان نے اسکا تعاقب
کیا اور برہان شاہ کو شکست فاحش دی اور ڈیڑھ سو ہاتھی چھین لئے۔ برہان شاہ اس
شکست سے ایسا ذلیل ہوا کہ کامل خان دکنی اور اسکے بھائیون نے یہ چاہا کہ اسے معزول کرکے
اسمعیل کو بادشاہ بنائین۔ برہان شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے کامل خان اور اس کے
بھائیون کی سیاست کی۔ اس سبب سے برہان شاہ سے دکنی اور زیادہ بگڑ گئے۔ انہون نے
یوسف خواجہ سرا سے کہ حسن و جمال مین بے عدیل تھا اور برہان شاہ کے مقربون مین تھا
سازش کی کہ شب کے وقت اسکو خواب مین کشتہ کرکے اسمعیل کو بادشاہ بنائین برہان شاہ
نے یہ خبر سنی مگر اسکو باور نہ کیا ایک رات کو یوسف خنجر لیکر خیمہ مین آیا کہ برہان شاہ ہوشیار
ہوگیا اور اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس سے تعلق خاطر بہت تھا اس لئے اس نے چشم پوشی کی اسکا
خون نہین کیا برہان شاہ اور عادل شاہ کی صلح ہوگئی اور قلعہ جدید ڈھایا گیا۔
۹۶۵ھ مین ریو دنڈا (ریو ڈنڈا) کی پرتگیزون کے دفع کرنے کے لئے بندر چیول کی طرف
ایک جماعت امراء کو نامزد کیا اور حکم دیا کہ سمندر کے کنارہ پر اس پہاڑ کے اوپر قلعہ بنائین
جسکے نیچے پرتگیزون کے کشتیان ریو ڈنڈا مین آمد و رفت رکھتی ہین اور اسکی برجون کے
اوپر توپ و ضرب زن لگائین اور پرتگیزون کی آمد و رفت کو بند کرین جب قلعہ
بن گیا تو اسکا نام کھوالہ دکوالہ رکھا گیا۔ پرتگیزون نے راتون کو بحر ہی سفر کرکے اوبنا دے
سے اپنی مدد کے لئے اپنی ہم قومون کو جمع کر لیا اور دو مرتبہ لشکر اسلام پر شب خون مارا

اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کیئے - برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکینون کے کشتہ ہونے سے خوش
تھا لیکن بحسب ظاہر رنج کا اظہار کرتا تھا - فرہاد خان و شجاعت خان حبشی بہت سے امرائے دکن کے
ہمراہ جنسے وہ امین اور مطمئن نہ تھا اور ان مابین دس ہزار سواروں کے قریب تھے اس جانب روانہ
کیا تاکہ اس مصرعہ کا مضمون ظہور پائے ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است - اس سبب سے
کہ بندر بسین اور دمن سے کہ مابین گجرات و دکن کے ہین طرح طرح کے آدمی ریوا ڈنڈا مین پہنچے
تھے - بہادر خان گیلانی کو سرلشکر کرکے اور پردیسی امرائکے ساتھ بنادر پر نامزد کیا - جب
بہادر خان یہان آیا اور چہارشنبہ ۲ شوال سال مذکور ایک ہزار پرتگیزون اور بہت سے
فرنگیون نے علم مخالفت بلند کیا اور حبشیون اور دکینون نے جو قلعہ کھوالہ کے نامزد تھے کشش و
کشتش مین تقصیر نہ کی اور پرتگیزون کے علم کو نگونسار کیا اور سو پرتگیزی اور دو سو ہندوستانی
پرتگیزون کو قتل کیا - اسکے بعد ریوا ڈنڈا کا ایسا تنگ محاصرہ کیا کہ قلعہ کھوالہ کی جانب سے مدد کو
پرتگیزون تک پہنچنے نہ دیتا تھا اور قریب تھا کہ پرتگیز تنگ ہوکر جلاء وطن ہون کہ ناگاہ برہان شاہ
نفس امارہ کا گرفتار ایسا ہوا کہ غلمان و نسوان کی معاشرت و مخالطت کا حریص ہوا اور حکم
دیا کہ جہان کوئی عورت میری خدمت کے لیئے شائستہ ہو خواہ خاوند والی ہو یا نہ ہو
میرے شبستان مین حاضر کرو یہ بات اسکی خاص و عام کو پسند نہ آئی اس سبب سے وہ متنفر ہوگئے -
اس نے یہ سنا کہ شجاعت خان حبشی کی بیوی بڑی خوبصورت ہے وہ امراء معتبر مین سے تھا
اسکو طلب کیا شجاعت خان نے بھیجنے سے انکار کیا اسکو قلعہ کے اندر حوالات مین بھیجدیا -
اسکی بیوی کو جبر و قہر سے بلایا جیسی اوسکی تعریف سنی تھی اسکو نہ پایا اس لئے اسکو واپس
بھیجدیا - مگر شجاعت خان نے اس خبر کو سنکر اپنے پیٹ مین خنجر مارا اور مر گیا اس خبر کی شہرت
ہوئی - فرہاد خان اور جمیع امراء کھوالہ برہان شاہ کی اوضاع سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کی
محافظت اور پرتگیزون کے ساتھ لڑنے مین بھلی طرح کوشش نہین کی یہ چاہنے لگے کہ
فرصت ملے تو احمد نگر فرار ہون اور بغاوت کرکے برہان شاہ کو دفع کرین پرتگیزون نے
ساتھ جہاز بنادر سے ریوا ڈنڈا کے قریب آکے انہین بڑے بہادر پرتگیز اور اسباب

جدال و قتال تھا شب تار مین حصار کہولہ سے گذرے اور ریواڈنڈا مین پہنچ گئے۔
۱۴ ذی الحجہ چار ہزار کے قریب پرتگیز اس حصار پر متوجہ ہوئے۔ تاج خان و انی راے
قلیل سپاہ کے ساتھ قلعہ سے باہر پڑے تھے وہ خواب سے سراسیمہ ہو کر اٹھے اور قلعہ مین
بھاگے۔ فرہاد خان دلگیری کے سبب سے پہلی سی محافظت نہین کرتا تھا اور دروازہ بانون
نے دیسیون کی آمد و رفت کے لئے دروازہ کھلا رکھا تھا سپاہ فرنگ کہ بھگوڑون کے
پیچھے چلی آتی تھی اسنے ہجوم کرکے دروازہ نہ بند کرنے دیا۔ تاج خان اور انی راے
کے پیچھے پیچھے وہ قلعے مین آگئے اور قتل کرنا شروع کیا۔ فرہاد خان و اسد خان اہل قلعہ کا
غوغا سنکر صبح کی شکر خوابی سے بیدار ہو کر اٹھے باوجودیکہ پرتگیزون سے ...
لشکر مضاعف تھا مگر غفلت کی شامت سے انکی مدافعت مین نہ مشغول ہوئے۔ حیران و
مبہوت کھڑے ہو گئے۔ پرتگیزون نے انکو بھیڑون کی طرح ذبح کیا۔ ایک گھنٹہ مین دس
بارہ ہزار آدمی مار ڈالے قلعہ کو توڑ پھوڑ کر کل توپ ضرب زن و مال و اموال پر متصرف ہوئے
فرہاد خان زخمی تھا وہ اسیر ہوا اور باقی کل امرا مارے گئے۔ برہان شاہ نے ان اخبار کو سنا
اور اس جماعت کے کشتہ ہونے کو وہ عین فتح سمجھا اور اسنے پردیسیون پر التفات
شروع کی۔ مرتضی خان انجو و شیخ عبدالسلام عرب و احمد بیگ و قزلباش خان خلیفہ
عرب و اوزبک بہادر و خواجہ اندق ماوراء النہری وغیرہ کو امارت کے منصب پر مشرف
کیا اور چاہتا تھا کہ بندر چیول کی طرف اسکو بھیجکر پرتگیزون کو مستاصل کرے کہ ناگاہ
برادر عادل شاہ جو قلعہ بلگوان مین تھا۔ برہان شاہ سے طالب امداد ہوا اور متعہد ہوا
کہ اگر وہ تخت گاہ پر قابض ہوگا تو نو لاکھ ہن اور دو سو فیل و قلعہ شولاپور حوالہ کریگا
برہان شاہ اس طمع مین آگیا اور اس لئے کہا کہ اول ہم اس کام کو سرانجام کرون
بعدہ پرتگیزون کو مستاصل کرون دیگر پرتگیزی مورخ اس واقعہ کو یون بیان کرتے
ہین کہ تین سو آدمی بسین سے اور دو سو آدمی سال ستی سے آگئے اور قلعہ کے آدمی
ملاکر کل پندرہ سو فرنگستانی اور اسی قدر ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان

سپاہیون نے مسلمانون پر حملہ کیا اور دس ہزار آدمی مار ڈالے فرہاد خان حاکم مع اہل و عیال
اسیر ہوا اور اسکی لڑکیان عیسائی ہو گئین اور پرتگال گئین ۵۷ توپین ہاتھ لگین)

ماہ ربیع الاول ۹۶۱ھ برہان شاہ احمد نگر سے بلگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ
پرینڈہ کے حوالی مین عادل شاہ کے بھائی کے کشتہ ہونے کی خبر سنی کمال خجالت و انفعال کے
ساتھ پھر اس کدورت و غصہ سے اور اسکے علاوہ اور کلفتون سے بیمار ہوا۔ عادل شاہ نے
اس سبب سے کہ اسکے بھائی شہزادہ اسمٰعیل کی امداد کی تھی برہان شاہ سے خاطر آزردہ ہو امراے
سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین جاکر غارتگری مین تقصیر نہ کرین۔ برہان شاہ نے
دنیگا دری راجہ کرناٹک سے یہ ٹھیرایا کہ تو اس طرف سے قلعہ بیجاپور پر لشکر کشی کرے۔ مین اس طرف
سے قلعہ شولاپور پر لشکر لیجاتا ہون اور اسکو مسخر و مفتوح کرتا ہون راجہ کرناٹک نے اس بات کو
قبول کیا برہان شاہ نے غرہ جمادی الاول سال مذکور کو مرتضی خان انجو کو سپہ سالار بنا کر اور
کل امراے پردیسی اور دس بارہ ہزار سوار ساتھ کرکے امراے برگی کی مدافعت کے واسطے اور
ولایت عادل شاہ کی خرابی کے لئے روانہ کئے اور کہا کہ مین مرض سے شفا پانے کے بعد لشکر
برار کو ساتھ لیکر آتا ہون۔ مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین آیا تو اس نے اوذ ناتھ بہادر کو امراے
برگی کے مقابلہ مین بھیجا۔ یہان برہان شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور اوذ ناتھ بہادر
کشتہ ہوا۔ برہان شاہ اس خبر کو سنکر غم و غصہ سے اور زیادہ بیمار ہوا رفتہ رفتہ مرض سوء القنیہ
و اسہال خونی و تپ محرق مین مبتلا ہوا اور ایکبارگی صاحب فراش ہوا اپنے بڑے بیٹے
ابراہیم کو ولیعہد کیا۔ اسمٰعیل کو اس سبب سے اڑا دیا کہ مہدوی مذہب رکھتا تھا اور پردیسیون کا
دشمن تھا۔ اخلاص خان اس خبر سننے سے دلگیر ہوا وہ اسکی سلطنت چاہتا تھا اور یہ جانتا تھا
کہ پردیسیون نے یہ کام کیا ہے اس نے لشکر مرتضی انجو مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت
ہوا۔ اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے زمانہ کی طرح کل پردیسیون کو مار کر انکا مال و اسباب لوٹ
لو۔ مرتضی خان اس خبر کو سنکر مسلح ہوا اور بعض امراے غریب کے ساتھ احمد نگر گیا اور برہان شاہ
پاس پہنچ گیا بہادر خان گیلانی شاہ کی موت کا یقین کرکے بعض امراے غریب کے ساتھ بیجاپور ۔

برار و عادل شاہ کی امداد و برہان شاہ کی وفات ۔

بیمار گیا۔ شیخ عبد السلام عرب نے حبشیون اور دکنیون کی دوستی پر بھروسا کیا تھا انہون نے
اسکو مع متعلقین کے مار ڈالا۔ اخلاص خان حبشی اس طرح عزیزون کو متفرق کرکے کل سرداران
حبشی و دکنی کو ہمراہ لیکر احمد نگر گیا برہان شاہ نے آدمی بھیجکر نصائح کین جب اسکو تمرد و
عصیان مین راسخ و راغب پایا تو وہ باوجود ضعف و ناتوانی کے پالکی مین بیٹھکر قلعہ سے نکلا
اور چتر و آفتاب گیر و اثاثہ سلطنت ابراہیم کو ارزانی کیا اسی روز ہمایون پور مین گیا کہ اسکی
بنا ان خونریزہ ہمایون نے معمور کیا تھا اور دوسرے روز اخلاص خان کو شکست دیکر پریندہ
کی جانب اسکو بھگایا اور خود احمد نگر مین آیا اس لڑائی کے رنج و تعب سے ۱۷ ماہ شعبان
سنہ ۱۰۰۳ھ کو اسکے نفس کی آمد و رفت کی ڈاک بند ہوئی اسکی مدت سلطنت ۴ سال ۱۲ روز
تھی مولانا ظہوری نے ساقی نامہ چار ہزار بیت کا برہان شاہ کے نام سے مزین کیا ہے
اور شاعری کی داد دی ہے اکثر شعرا و عقلاء و صاحب طبع اسکو پسند کرتے ہین اسی نے
یہ ساقی نامہ اختراع کیا ہے۔

سلطنت ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

ابراہیم نظام شاہ باپ کے بعد تاج و نگین کا مالک ہوا۔ میان منجو دکنی کہ برہان شاہ کا
اتابک تھے بموجب وصیت کے وکالت کے منصب پر مقرر ہوئے اس نے اپنے بھائیون اور
دوستون کو امرا کی سلک مین منتظم کیا۔ اخلاص خان مولد ابراہیم نظام شاہ سے قولنامہ لیکر
احمد نگر مین آیا۔ حبشیون اور مولدون نے اسکا ہاتھ پکڑا۔ غرض اب دو فرقے ہوگئے ایک میان
منجو کا اور دوسرا اخلاص خان کا۔ ہر ایک صاحب داعیہ تھا دوسرے کی بزرگی کو مانتا
نہ تھا۔ اس سبب سے مہمات سلطنت نے رونق نہ پائی۔ ہر کس کی ایک ہوا و ہر کس کی
ایک رائے تھی مجلسون مین لاف و گزاف بکتے تھے۔ کبھی لشکر اکبری کے مقابلہ کے متعہد
ہوتے تھے کبھی امرا عادل شاہ کی مدافعت کے متکفل۔ میر صفوی عادل شاہ کے ایلچی سے
ناہموار سلوک کیا اور سخنان متوحش مذکور کین جب عادل شاہ کے کان مین یہ اخبار پہنچے تو
وہ دولتخانہ نظام شاہی کی اصلاح اور بے ادبون کی گوشمالی اور تادیب کے لئے بیجاپور

سے شاہ درک مین آیا۔ اخلاص خان کی راے یہ تھی کہ عادل شاہ سے محاربہ کیجیے۔ میان منجو اس راے کو پسند نہین کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمارا حیل حشم بے سامان اور بے سرانجام ہے اور امرا جیسے کہ چاہئین مطیع و منقاد نہین ہین مناسب یہ ہے کہ تحفے و ہدیے اس پاس بھیج کر صلح کرلین اور خاطر جمع سے ملک و مال و لشکر کو درست کرکے اکبر بادشاہ سے مقابلہ کرین اخلاص خان لاتعنی و لاتعقل تھا وہ اس بات کو نہین قبول کرتا تھا اور شاہ درک کی طرف لشکر کشی پر اصرار کرتا تھا نظام شاہ کا میل خاطر بھی اسی طرف تھا۔ میان منجو نے سکوت اختیار کیا۔ بادشاہ اس طرف متوجہ ہوا میان منجو نے اتمام حجت کے لیے پھر سمجھایا کہ عادل شاہ اپنی مملکت مین بیٹھا ہے اسکی سپاہ نے اب تک ہمارے ملک کی مزاحمت نہین کی ہے صلاح دولت نہین ہے کہ ہم اسکی مملکت مین داخل ہوکر سلسلہ نزاع کی تحریک کرین اب تک رسم صلح و صلح باز رہے۔ صلح کرو۔ لیکن ابراہیم نظام شاہ بہت شراب پینے لگا تھا ایک لحظہ ہوشیار نہین ہوتا تھا۔ اسلیے میان منجو کی بات پر کان نہ لگایا۔ ولایت عادل شاہ مین قدم رکھا۔ عادل شاہ کا سرلشکر حمید خان تھا اس پاس میان منجو نے پیغام بھیجا کہ بادشاہ ہمارا خردسال ہے بے تجربہ ہے اور اس شریر جماعت کے پنجہ مین گرفتار ہے جو دائرہ انسانیت سے خارج ہے۔ دائم الخمر ہونے سے عقل باقی نہین رہی یہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے اس مہینے مین جدال و قتال حرام ہے جنگ کو موقوف رکھو۔ شاید ہم اسکو نصائح و مواعظ کرکے جنگ کے ارادہ سے باز رکھین۔ حمید خان نے اس بات کو قبول کیا نظام شاہ کی سر راہ سے کنارہ کیا اور داہنی طرف ایک کوس پر اترا۔ نظام شاہ نے حمید خان کو مقابل مین نہ دیکھا تو شراب کے نشہ مین زبونی پر حمل کیا اور حمید خان سے جا لڑا۔ خوب لڑا مگر جان شیرین اسکی گئی اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ میان منجو سب سے پہلے قلعہ احمدنگر مین آگئے اور بارہ سال کے لڑکے احمد کو اس گمان سے کہ وہ نظام شاہ کے خاندان سے ہے دولت آباد سے بلا کر چتر اسکے سر پر رکھا اور شہزادہ بہادر کو جو ابراہیم شاہ کا طفل شیرخوارہ تھا اسکو قلعہ جوند مین جنیر مین محبوس کیا۔ ابراہیم نے چار ماہ سلطنت کی۔

ابراہیم نظام شاہ عادل شاہ سے لڑائی

احمد شاہ بن شاہ طاہر

جب احمد شاہ پادشاہ ہوا تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ احمد شاہ خاندان شاہی
سے نہین ہی۔ اخلاص خان اور اور امرا اسکے معزول کرنے کے درپے ہوگئے اس داستان
کی توضیح یہ ہی کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری اس جہان سے وداع
ہوا حسین نظام شاہ اسکا ولیعہد ہوا اور اسکے بھائی (۱) سلطان محمد خدا بندہ (۲)
شاہ علی (۳) محمد باقر (۴) عبد القادر (۵) شاہ حیدر
یہ سمجھ کر اپنی مملکت موروثی مین ہنا اپنی جان کا کھونا ہی اس لئے وہ ممالک ہندوستان
کی اطراف مین چلے گئے ایک مدت مدید کے بعد مرتضی نظام شاہ کے عہد مین ایک شخص شاہ طاہر احمد نگر
مین آیا اور اُس نے بیان کیا کہ فلان تاریخ ملک بنگالہ مین محمد خدا بندہ فوت ہوا اور مین
اسکا حقیقی بیٹا ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروثی مین پناہ لینے آیا
ہون۔ ارکان دولت خصوصاً صلابت خان نے اسکے احوال کی تفتیش کی مگر طول عہد
اور تغیر اوضاع کے سبب سے حق و باطل کی تمیز مین عاجز ہوئے نہ اسکی تصدیق ہوسکی نہ
انکار۔ حزم و احتیاط کی وجہ سے کہ کہین اوباش و عوام اس پاس جمع ہوکر فتنہ انگیزی
نہ کرین اسکو ایک قلعہ مین محبوس کیا اور معتمد آدمی برہان شاہ ثانی پاس تحقیق کے لئے آگرہ
گئے۔ وہ اسوقت جلال الدین محمد اکبر پادشاہ کی ملازمت مین تھا اس سے بیان کیا گیا
کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا کہتا ہے کہ مین سلطان محمد خدا بندہ کا بیٹا ہون اور شاہ طاہر
میرا نام ہی آپ کو خدا بندہ کا حال خوب معلوم ہوگا۔ بتلائیے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔
اُسنے جواب دیا کہ سلطان محمد خدا بندہ میرے ہی گھر مین مرا ہی اور اسکی تمام اولاد ذکور
و اناث جنکے نام فلان فلان ہین میرے پاس موجود ہین اگر کوئی شخص اپنی غرض
کے لئے سلطان محمد خدا بندہ کے بیٹے کا ہمنام بتائے تو محض غلط اور افترا ہے جب
صلابت خان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اُسنے یہ سمجھ کر کہ اس شخص کی شہرت
ہوگئی ہی کہ وہ خدا بندہ کا بیٹا ہے عوام الناس کے دل سے اس بات کا خاطر نشان

کرنا کہ وہ بیٹا نہین ہی بہت مشکل ہے اس لئے اُسکو قلعہ مین جب تک رہنے دینا چاہیئے کہ اجل طبعی آئے چنانچہ وہ اجل طبعی سے مر گیا۔ ایک بیٹا احمد چھوڑ گیا جسکو منجھو نے دھوکہ مین آنکر بادشاہ بنایا۔ اخلاص خان اور تمام امرای حبش اس مقدمہ کے سببسے میان منجھو سے برگشتہ ہوئے اور انہون نے کالا چبوترہ پر صف قتال آراستہ کی۔ میان منجھو نے قلعہ کی برج پر احمد شاہ کے سر پر تاج رکھہ کر کھڑا کیا اور میان حسن کو سات سو آدمیون کے ساتھہ دشمنون کے دفع کرنے کیلیئے باہر بھیجا۔ فریقین مین کارزار عظیم ہوئی۔ طرفین سے ایک جماعت کثیر قتل ہوئی حبشیون کی توپ کا ایک گولہ احمد شاہ کے چتر پر لگا۔ جس سے غل شور مچا۔ میان حسن نے دشمنون کا غلبہ دیکھا تو کارزار سے پاؤن کھینچا اور قلعہ مین آیا جس سے اخلاص خانیون کا استیلا بڑھا وہ قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب مین سیبہ و مورچل آگے بڑھا کر لے گئے اور آنے جانے کا رستہ بند کیا اور دولت آباد کے حاکم پاس آدمی بھیجا کہ آہنگ خان حبشی و حبشی خان کو کہ برہان شاہ کے زمانہ سے اس زمانہ تک قلعہ مین محبوس تھے بھیجدے دولت آباد کے تھانہ دار نے انکی اعانت کر کے بھیجدیا۔

اور اس سببسے کہ تھانہ دار نے بہادر شاہ کو میان منجھو کے حکم بغیر انکو دیا نہین انہون نے اتفاق کر کے ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار مین سے پکڑ کر نظام شاہ کے دودمان سے منسوب کیا اور سکہ و خطبہ اسکا جاری کیا اس تقریب سے دس بارہ ہزار سوار آن پاس جمع ہوگئے اس سے میان منجھو و محصورین حیران ہوئے۔ سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھکر گجرات بھیجا اور التماس کیا کہ قدم رنجہ فرمائیے۔ شاہزادہ کو دکن کی تسخیر کے واسطے باپ نے مامور کیا تھا وہ تو خدا سے چاہتا تھا کہ ایسی تقریب ہاتھہ آئے جلد لشکر لیکر احمد نگر کو چلا۔ لیکن ابھی یہ عریضہ گجرات پہنچا نہ تھا کہ امرای حبشی مین مناصب اقطاع پر جنگ باہم شروع ہوئی اور ایک دوسرے کے قتل مین کوشش کرنے لگا اور دکنی جو انکے ساتھہ تھے وہ متنفر ہو کر میان منجھو سے آن ملے اس لطیفہ غیبی سے تازہ اور دولت بے اندازہ حاصل ہوئی۔ ۵ محرم سنہ ۱۰۰۵ھ

اخلاص خان اور برہان منجھو کی لڑائی

حوالی مین امرائے حبشی کو شکست دی اور انکے بادشاہ کو اسیر کر لیا اب وہ سلطان مراد کے بلانے
سے پشیمان ہوا اس اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ مرزا عبدالرحیم خانخانان اور راجہ علیخان حاکم خاندیس
شاہزادہ سے ملکر تیس ہزار مغل و راجپوت و افغان سوار سے احمدنگر کے حوالی مین آگئے میان منجھو
جو انکی طلب سے نادم تھے قلعہ احمدنگر کو غلہ و آذوقہ سے بھرا خیل و حشم سے مضبوط کیا اور اُس کو
انصار خان کو کہ اسکے انصار مین تھا سونپا اور چاند بی بی سلطان جو اسکے ساتھ رفاقت پر
[illegible]
اور عادل شاہ اور قطب شاہ سے کمک طلب کرنے کے لئے احمد شاہ کی ہمراہ قلعہ اوسہ
مین گیا اب چاند بی بی نے لشکر مغل کے مدافعہ پر کمر باندھی اور اس خوف سے کہ میان
منجھو کے انصار مین سے انصار خان ہے مبادا دشمن سے ایک زبان ہو کر قلعہ اسکو حوالہ کرے
محمد خان سے اُسے قتل کرا دیا اور اُسی روز غائبانہ شہر و قلعہ مین بہادر شاہ بن ابراہیم
شاہ کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا اور اُسنے شمشیر خان حبشی اور افضل خان تفرشی اور
کار آمد آدمیون کو قلعہ مین بلا یا —

۲۳ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ کو سلطان مراد احمدنگر کے شمال مین اس طرح آیا جسطرح
سے کہ پہاڑ پر سے سیل اُترتی ہے - چاند بی بی کے حکم سے اہل حصار رزم و پیکار پر مستعد
ہوئے انہون نے چند توپین مارکر دشمن کو متفرق کیا - دن آخر ہو گیا - شاہزادہ مراد
باغ ہشت بہشت مین اُترا ساری شب ہوشیاری اور بیداری مین بسر کی -
شہزادہ نے ایک جماعت کو شہر کی اور برہان آباد کی محافظت کے لئے متعین کیا اور
متوطنین کی استمالت کی اور انپر کمال التفات کیا اور سب ادنی اعلی کو امان کی منادی
سنادی - رعایا و تجار نے شہر مین توقف کیا اور مغلون کے قول پر اعتماد - دوسرے
روز شہزادہ اور امراء نے قلعہ کو گھیر لیا اور مورچل اور لنگر کو تقسیم کر لیا - اس مہینے
کی [illegible] کو شہباز خان کنبو شہزادہ کے حکم بغیر لشکر کثیر کے ساتھ سیر و گشت کا بہانہ
بنا کے سوار ہوا اور اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ فقیر و غنی کو لوٹ لین ایک طرفہ تعین ازینہ

احمد نگر و برہان آباد کے تمام منازل و مساکن برباد ہو گئے اسکو مذہب سُنی مین کمال تعصب تھا
اوسنے چاہا کہ محبان اہلبیت کو کہ لنگر دوازدہ امام مشہور تھا غارت کرکے وہان کے رہنے والون
کو قتل کرے۔ شاہزادہ اور خانخانان نے مطلع ہوکر اسکو زجر و ملامت کی اور عبرت کے لئے بہت
سے غارتگرون کی سیاست کی لیکن احمد نگر کی خلائق جب متاع دنیوی اُن پاس کچھ
نہ رہی تو رات کو جلا وطن ہوکر مین کہین تو کہین جہان جسکے سینگ سمائے چلے گئی۔ امرای
نظام شاہ کے تین فریق ہو گئے جنمین کوئی ایک دوسرے کا مطیع نہ تھا اول فریق میان منجھو کا
کہ احمد شاہ کو پادشاہ جانے ہوئے تھے عادل شاہ کی سرحد کی جانب بیٹھے ہوئے تھے دوم
اخلاص خان حبشی کہ حوالی دولت آباد مین موتی شاہ مجہول النسب کو سلطان کے نام سے مخصوص
کرکے اطاعت کے حلقہ مین سر ڈالے ہوئے تھے سوم آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی
سرحد مین اقامت رکھتا تھا۔ اُس نے شاہ علی بن برہان شاہ اول کو جو بیجاپور مین رہتا تھا
اور اسکی عمر قریب ستر برس کے ہو گئی اپنے پاس بلایا اور چتر اسکے سر پر رکھا اور پادشاہ بنایا
اخلاص خان جرأت کرکے دس ہزار سوارون کے ساتھ دولت آباد سے احمد آباد کی طرف چلا
خانخانان سپہ سالار نے دولت خان لودھی کو پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع
کرنے کے لئے نامزد کیا۔ گوداوری کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اہل دکن کو شکست ہوئی اور
دولت خان و سپاہ مغل نے تعاقب کیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قصبہ پٹن مین آگئے یہ شہر
بہت آباد تھا اسکو بال بال ایسا لوٹا کہ عورت و مرد پاس لتا بدن ڈھکنے کو نہین رہا پھر وہ
احمد نگر کو دوڑے۔ چاند بی بی بہ سبب بہادر شاہ کے حبس کے اور احمد شاہ کے پادشاہ بنانے کی
میان منجھو سے سرگران تھی اسنے اسلئے آہنگ خان کو پروانہ بھیجا کہ حصار کی محافظت اور
دشمنون کی مدافعت کے لئے شجاع و معتمد سپاہ ساتھ لیکر احمد نگر آؤ۔ آہنگ خان سات ہزار
سوار و پیادے سے لیکر احمد نگر کی طرف چلا جب آٹھ چھہ کوس رہ گیا تو اُس نے جاسوس بھیجکر کہ وہ
حصار مین داخل ہونے کی راہون کی کیفیت تحقیق کرین جاسوسون نے بعد تحقیق کے جا کر کہا
کہ احمد نگر کے حصار کی جانب شرقی سپاہ مغل سے خالی ہے اور کوئی امرا مغل مین اس طرف

قیام نہین رکھتا اس سبب سے آہنگ خان رات کے وقت شاہ علی اور اسکے بیٹے مرتضی کی آواز
مین جاسوس کی رہنمونی سے چلا یہ ایک نادر اتفاق ہی کہ اسی دن کی صبح کو سلطان مراد جھنڈ
کے ملاحظہ کے لیئے اور مورچل اور لنگ کی تاکید کے واسطے سوار ہوا اسنے جانب شرق کو خالی دیکھ کر خانخانان
کو وہان بھیجدیا تھا آہنگ خان کو اسکی خبر نہ تھی وہ اندھیری رات مین تین ہزار سوار اور ایک ہزار
پیادہ توپچی لیکر وہان آیا اس نے غنیم کے لشکر کو غفلت مین پایا اسکو غنیمت جانا اور شمشیر بازی
شروع کی۔ خانخانان دو سو تیر انداز سوارون سے اور دولت خان لودھی کہ سپر شمشیر اسکا
تھا چار سو جوانون سے لڑنے آگئے اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ پیر خان پسر دولت خان بھی چھ سو
آدمیون کو لیکر شریک جنگ ہوا آہنگ خان نے جب دیکھا کہ میدان جنگ مین ثابت قدم
رہنا ہلاک ہونا ہے تو وہ پسر شاہ علی اور چار سو آدمیون کو ساتھ لیکر قلعہ مین چلا آیا
شاہ علی ایک ضعیف نحیف مرد تھا اس نے قلعہ مین جانے سے انکار کیا اور چند روز کی زندگی
غنیمت جانکر اپنے لشکر کی ساتھ جس راہ سے آیا تھا اسی راہ چلا گیا۔ دولت خان نے اسکا
تعاقب کرکے نو سو آدمی اسکے مار ڈالے۔ جب دار السلطنت بیجاپور مین احمد نگر کی ویرانی اور
طائفہ مغلیہ کی استیلا کی خبر آئی اور چاند بی بی کے استغاثہ کے نوشتے متواتر عادل شاہ پاس
آگئے تو اسنے سہیل خان خواجہ سرا کو پچیس ہزار سوارون کی ساتھ شاہ درک روانہ کیا میان
منجھو احمد شاہ کو لیکر سہیل خان سے ملا اور محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے مہدی قلی سلطان ترکمان
بھی سرلشکر تلنگانہ پانچ چھ ہزار سوارون کے ساتھ آنکر مل گیا۔ جب شاہ درک مین سپاہیون
کے جمع ہونے کی خبر شاہزادہ مراد کو آئی تو اس سبب سے کہ خانخانان اور اس کے درمیان
نفاق تھا اسنے صادق محمد خان اتالیک کے امرائے کبار سے مشورہ کیا سب نے مراسم استعارہ
اور لوازم استشارہ کی تقدیم کے بعد متفق اللفظ والمعنی بیان کیا کہ جب تک لشکر دکن یہان
آئے۔ ان حدود مین نقبین کھودی جائین اور دیوار قلعہ کے نیچے کی زمین خالی کی جاسے
اور اس طرح قلعہ فتح کیا جاسے۔ شاہزادہ نے اس کام کے واسطے حکم دیدیا تھوڑے دنون مین
ہنرمند نقابون نے پانچ نقبین شاہزادہ کے مورچل سے قلعہ تک پہنچا دین انمین بارود بھر دیا

بھرے گئے اسکے سوراخون کو گچ و سنگ سے بنایا تھا ۲۰ رجب جمعہ کو ظہر کی نماز کے بعد انکے اڑانے
کا ارادہ تھا کہ خواجہ محمد خان شیرازی جو شاہزادہ کے لشکر مین تھا ترحم کر کے اندھیری رات
مین قلعہ کے اندر گیا اور اہل قلعہ کو نقب کے مقامات بتلا دئیے اور سپاہ مغل کے ارادہ سے اطلاع
دی کہ وہ کل ان نقبون کو اڑائینگے نقبون کا پتا جہان محمد خان نے بتلایا تھا وہان
چاند بی بی کے حکم سے سب چھوٹے بڑے کھودنے مین لگے جمعہ کے دوپہر تک دو نقبون کو درست
کر کے باروت نکال لی اور نقبون کے پیدا کرنے مین مصروف تھے شہزادہ و صادق محمد خان
یہ نہین چاہتے تھے کہ خانخانان کے نام فتح ہو شہزادہ کے حکم سے برائے اکبری سوای خانخانان کے
قلعہ کے پاس آئی اور نقبون مین آگ لگائی اور پچاس گز کے قریب دیوار گرا دی اس دیوار کے قریب
جو آدمی تھے وہ سنگ و خاک کے نیچے ہلاک ہوئے اور جو دور تھے وہ فرار پر تیار ہوئے رخنہ
کو خالی دیکھ حصار کے خالی کرنے پر آمادہ ہوئے مگر چاند بی بی نے برقع اوڑھا اور
سلاح جنگ کو لگایا اور پا برہنہ شمشیر در دست اپنی خدمت کے آدمیون کو ساتھ لیکر
اس رخنہ کے پاس آئی جب اہل قلعہ نے اس عورت کی یہ ہمت دیکھی تو مرتضیٰ خان و
آہنگ خان و شمشیر خان وغیرہ ناچار گوشہ و کنار سے نکل کر آئے شاہزادہ اور
امرا اور نقبون کے اڑنے کے منتظر تھے اور وہ خالی ہو چکی تھین اس بسبب اہل قلعہ کو
فرصت ملی کہ توپ و تفنگ و ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر لگا کے
اسکو دلیرہ و رخ بنا دیا جب اور نقبون کے اڑنے سے مایوس ہوئے تو سپاہ مغل
اس رخنہ پر لڑنے آئی۔ اندر باہر کے آدمی خوب لڑے اکبری لشکر کے آدمی اتنے مرے
کہ خندق مردون کی لاشون سے بھر گئی رات ہو گئی قلعہ نہ فتح ہوا صادق محمد خان
اور شہزادہ دلگیر ہو کے اپنے خیمون مین گئے۔ چاند بی بی کا خطاب اس شجاعت
و مردانگی کے سبب چاند سلطان ہوا اس نے رات مین اس رخنہ کو گل و سنگ سے
دو تین گز اور بلند بنا لیا اس عرصہ مین سہیل خان دکن کے لشکر کو لیکر بیدر مین
آگیا تھا اسکو نوشتہ بھیجا گیا جسمین تخلیہ اعدا اور زبونی اہل حصار و قلت ذخیرہ آذوقہ کا

حال درج تھا اتفاقاً جو جاسوس اس نوشتہ کا حامل تھا وہ مغلون کے آدمیون کے ہاتھ لگ گیا
اسکو محمد صادق خان اور خانخانان پاس پہنچایا۔ انہون نے ایک خط سہیل خان کو لکھا کہ ہم مدت
سے آپ کی توجہ کا انتظار کر رہے ہین تاکہ یہ تنازعہ و مناقشہ رفع ہو جسقدر جلد آؤگے بہتر ہوگا
اس خط کو مع چاند سلطان کے نوشتون کے قاصد کی ہمراہ بھیجدیا۔ سہیل خان ان نوشتون
کے پہنچتے ہی کوہستان مانک درون سے قلعہ احمد نگر کی طرف آیا مغلون کے لشکر مین قحط سے
گھوڑے دبلے ہوئے شاہزادہ اور تمام امرائے اکبری متفکر ہوئے مجلس استشارہ جمع کی
سب کی رائے اس امر پر قرار پائی کہ اس وقت سپاہ دکن سے جنگ کو موقوف کرکے چاند سلطان
سے اس شرط پر صلح کر لینی چاہیئے کہ وہ ولایت برار پادشاہ کی پیشکش مین دے۔ باقی
ولایت اس پاس حسین شاہ کے زمانہ کے مطابق رہیگی۔ سید مرتضی کی معرفت اس طرح صلح
ہوگئی شاہزادہ اور خانخانان اوائل شعبان مین برار کو روانہ ہوئے سہیل خان اور ان
سپاہ احمد نگر مین داخل ہوئے۔ میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ پہلی طرح سے احمد نگر کا پادشاہ
رہے آہنگ خان نے احمد شاہ کو نکال کر میان منجھو کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور جونیر کے
تھانہ دار پاس آدمی بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا قلعہ کے اندر
اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ میان منجھو فتنہ اٹھانا چاہتے تھے کہ ابراہیم عادل شاہ نے احمد شاہ
کو اچھی جاگیر اپنے علاقہ مین دیدی اور میان منجھو کو اپنے امرا مین داخل کر لیا۔ یون فتنہ
کو مٹایا۔ احمد شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی۔

بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ ثانی

چاند سلطان نے اپنی کوشش سے بہادر شاہ کو صاحب افسر کیا اور محمد خان کو پیشوا
بنایا اس نے زمانہ کی رسم و عادت کے موافق اپنے استحکام مین کوشش کی اور اپنے
اعوان و انصار کو مناصب ارجمند پر سربلند کیا اور آہنگ خان اور شیر خان کو
حسن تدبیر سے گرفتار کرکے محبوس کیا اور امرا یہ حال دیکھ کر دلتنگ ہوئے اور
اطراف مین چلے گئے۔ چاند سلطان اپنا زوال دیکھ کر مضطرب ہوئی

عادل شاہ سے التجا کی ایسے وقت مین کہ دشمن فوج کی کمین مین بیٹھا ہی اور اس و لتخانہ کی آدمی
سرکشی کر رہی ہین اور ہر گھڑی فتنہ آشوب کھڑا کرتے ہین۔ محمد خان نے سلطنت کو غصب کر لیا ہی اگر
حضرت اس جماعت کی گوشمالی نہ فرمائینگے تو عنقریب یہ مملکت بھی اکبر بادشاہ کی سلطنت
مین داخل ہوگی۔ عادل شاہ نے سہیل خان کو اس مطلب کے لئے احمدنگر روانہ کیا اور اسکو
ہدایت کر دی کہ چاند سلطان کی مرضی کے موافق کام کرنا ۱۵۹۹ء سنہ ۱۰۰۵ھ مین سہیل خان دوبارہ
احمدنگر مین آیا محمد خان قلعہ مین متحصن ہوا اور اسکے قلعہ مین آنے کا مانع ہوا سہیل خان نے
چاند سلطان کی تجویز سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور چار مہینے اسمین صرف ہوئے محمد خان نے
خانخانان سے جو گجرات مین تھا کمک طلب کی کہ آپ آئے اور ملک لے لیجئے قلعہ کے
آدمیون کو جب اسپر اطلاع ہوئی تو وہ اس سے پھر گئے اور اسکو مقید کرکے چاند سلطان کے
حوالہ کیا۔ چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو پیشوا اور وکیل السلطنت کیا اور سہیل خان
کو خلعت دیکر بیجاپور کو رخصت کیا۔ اسکو اثناء مراجعت مین دریاء بہما کے کنارہ پر
راجہ پور کے حوالی مین معلوم ہوا کہ امراے اکبری نے نقض عہد کیا ہے کہ قصبہ پاتری
وغیرہ پر متصرف ہوئے ہین جو مملکت برار سے خارج ہین —

یہان اسلئے توقف کیا اور عادل شاہ کو حقیقت حال پر مطلع کیا چاند سلطان اور
آہنگ خان بھی مغل کے نقض عہد پر مطلع ہو اور بہت جلد بیجاپور کمک کی طلب کے
لئے آدمی بھیجے کہ وہ ان مغلون کو دکن سے نکالے۔ عادل شاہ نے سہیل خان کو
سپہ سالار بناکے مغلون سے لڑنے کا حکم دیا قطب شاہ نے عادل شاہ کی پیروی کرکے
مہدی قلی سلطان کو لشکر تلنگ کے ساتھ سہیل خان پاس بھیجا اور احمدنگر سے بھی
ساٹھ ہزار سوار برار کو روانہ ہوئے اور قصبہ سونی پت مین توقف کرکے سامان جنگ
تیار کیا۔ خانخانان سپہ سالار مغل قصبہ جالنہ مین مقیم تھا۔ دکنیون کا ہجوم دیکھ
کر لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ خود بادشاہ پور مین شاہزادہ پاس آیا
اور حقیقت حال کو معروض کیا وہ چاہتا تھا کہ میرے نام پر فتح ہو شاہزادہ نے

چاند سلطان کا عادل شاہ سے مدد مانگنا اور سہیل خان کا آنا

اور اس کے اتالیق محمد صادق خان کو شاہپور مین چھوڑا اور کل امراے اکبری راجہ علیخان
برہانپوری بیس ہزار سوارون کو ساتھ لے کر دکنیون سے لڑنے کے لئے گئے گوداوری کے
کنارہ پر دونو لشکر پندرہ روز تک بے حرکت پڑے رہے ۱۵ جمادی الاول ۱۰۰۵ھ کو پہر
دن چڑھے جنگ کی صفین آراستہ ہوئین عصر کے وقت لڑائی شروع ہوئی۔ سہیل خان نے
راجہ علیخان و راجہ جگنناتھ کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہلاک کیا لیکن امراے نظام شاہی
و قطب شاہی اکبری سپاہ کے سامنے کھڑے نہ رہ سکے بھاگ گئے۔ سہیل خان نے
افواج خصم کے مقابلہ اور مقاتلہ کو اپنے اوپر فرض جانا شام کے وقت سپاہ مغل کے
میمنہ و میسرہ پر حملہ کیا اور ایسی اونکو شکست دی کہ مقام جنگ سے اُن کو
شاہ پور تک سپاہ کے ساتھ شہزادہ کے پاس بھگایا۔ صادق محمد خان کا ارادہ
ہوا کہ شہزادہ کو اس ملک دکن سے باہر لیجاے۔ مگر خانخانان نے باوجود لشکر کے
تفرقہ کے رات کو میدان جنگ مین تھوڑی سپاہ کے ساتھ پانوں جمایا کہ دوسرے
روز سہیل خان پر غالب آیا اور اسکو شاہ درگ بھگایا اور امراے نظام شاہی و
قطب شاہی جو پہلے روز بھاگ گئے تھے وہ ابتر و پریشان ہو کر احمد نگر اور حیدرآباد
کو چلے گئے۔ وہ بھی جان بچی ہزارون پائے۔ خانخانان نے اس فتح کے بعد قلعہ پرنالہ
اور کاویل کی تسخیر کے لئے ایک جماعت کو بھیجا برار کے یہ قلعے مشہور تھے۔ خود
جالنہ پور مین اقامت کی۔ شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان پنجہزاری کی
تحریک سے خانخانان پاس پیغام بھیجا کہ فرصت کا وقت ہے کہ احمد نگر کو جا کر تسخیر
کرین اور مملکت نظام الملکی پر متصرف ہون۔ خانخانان نے جواب دیا کہ مقتضاے
وقت صلاح یہ ہے کہ اس سال برار مین رہ کر اسکے قلعون کو مفتوح کرین۔
اور جب یہ ممالک کماحقہ ضبط مین آجائے تو اور جگہ اعلام تسخیر کو بلند کرین۔
یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ تھا۔ اس سبب سے خانخانان اور شہزادہ مین
رنجش ایسی بڑھ گئی کہ اکبر شاہ تک شکایتون کی نوبت پہنچی خانخانان کو

پادشاہ نے طلب کیا اور ابوالفضل کو دکن کا سپہ سالار بناکے بھیجا اور مرزا یوسف کو
اسکا شریک کیا۔ سنہ ۱۰۰۷ھ مین خانخانان پادشاہ پاس گیا۔ آہنگ خان پیشوا نے
چاند سلطان کی عداوت مین شدت کی اور یہ ارادہ کیا کہ چاند سلطان کو
کسی قلعہ مین مقید کرکے بہادر شاہ کو اپنے اختیار مین کرلے اور پھر انا و لا غیری کا کوس
بجاوے۔ چاند سلطان نے اسکے اس ارادہ پر اطلاع پاکر قلعہ کا دروازہ اُس کی
لیئے بند کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے باہر ارکان دولت سے اتفاق کرکے دیوان داری
کا کام کرے۔ آہنگ خان نے چندروز اطاعت کی اور پھر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اکثر
اوقات طرفین مین لڑائی ہوئی۔ ابراہیم عادل شاہ نے حبیب بھیجکر ہرچند چاہا کہ ان
مین صلح ہو مگر کسی طرح یہ صورت نہ ہوئی آہنگ خان کا استقلال حد سے زیادہ ہوا
معرکہ کو خانخانان کے وجود سے خالی دیکھا۔ عین برسات کے موسم مین کہ دریا گوداوری
خوب چڑھا ہوا تھا اور شہزادہ کی طرف سے کمک پہنچنی دشوار تھی ایک سرداروں کی
جماعت کو قصبہ بیر کی طرف بھیجا اس قصبہ کا حاکم شیر خواجہ چھہ کوس پر انسے لڑنے آیا۔
سخت جنگ کے بعد زخمی ہوا شکست پائی اور قصبہ بیر مین جاکر متحصن ہوا اور اکبر پادشاہ
کی خدمت مین عریضہ لکھا جسمین دکھنیون کے تسلط کی اور شیخ ابوالفضل فہامی و سید یوسف
کی کمک نہ بھیجنے کی شکایت ایسے فقرون لکھی کہ پادشاہ نے ابوالفضل کو بلالیا اتفاقاً
ان دنون شہزادہ مراد شراب زیادہ پینے سے شاہپور مین مرگیا۔ اکبر پادشاہ نے
اسکی جگہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے شاہزادہ دانیال کو اور خانخانان کو احمدنگر کی فتح
کے لیئے بھیجا۔ ابھی یہ سرحد دکن پر پہنچنے نہ پائے تھے کہ ابوالفضل کے لکھنے سے خود پادشاہ
سنہ ۱۰۰۸ھ مین دکن کی تسخیر کے لیئے روانہ ہوا۔ نہنگ خان نے احمدنگر کا محاصرہ چھوڑا
اور پندرہ ہزار سوار و پیادے ساتھ لیکر جیپور کوٹی گھاٹ پر قبضہ کرنے اور
وہان لڑنے کے لیئے گیا۔ جب شہزادہ اور کل امراء کو اسکی خبر ہوئی تو اس
لشکرگاہ کو چھوڑکر قریہ منوری کی طرف سے کہ صحرائے وسیع ہے احمدنگر کے قصد سے چلے

آہنگ خان سراسیمہ ہوکر سب اسباب چھوڑ کر جنیر کو بھاگ گیا شہزادہ اور امراے مغل قلعہ احمدنگر کے نیچے آگئے اور بطریق سابق محاصرہ کیا مورچل آدمیون مین تقسیم کیے اور نقبین لگائین اور سرکوب بنائے کہ جلد سے قلعہ فتح ہو - چاند سلطان نے حمید خان خواجہ سرا سے کہ قلعہ مین بڑا افسر تھا کہا آہنگ خان اور سردارون نے نقض عہد کیا اور ایسی کج روی و بے اعتدالی کی کہ اکبر بادشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا - یہ قلعہ بھی چند روز مین مفتوح ہو جائیگا - حمید خان نے کہا کہ گذشتہ گذشت بالفعل علاج کیا ہے جو کچھ رائے صواب نما کا تقاضا ہو اسکا حکم ہو تا کہ اُس پر عمل ہو - چاند سلطان نے کہا کہ صلاح یہ ہی کہ شہزادہ دانیال کو قلعہ تسلیم کیا جاے اور جان و عرض و ناموس کی امان مانگ کر اور بہادر شاہ کو ساتھ لیکر جنیر چلے جائین اور انتظار دیکھین کہ خدا کیا دکھاتا ہے جب حمید خان نے اہل حصار کو طلب کرکے فریاد کی کہ چاند سلطان امراے اکبری کی ہمزبان ہوتی ہی اور چاہتی ہے کہ قلعہ انکو سپرد کیا جاے دکنیون نے حرم سرا مین جا کر چاند سلطان کو شربت شہادت چکھایا - اعیان دولت اکبری نے سرنگین اڑا کر اور قلعہ کی دیوار گرا کر قلعہ مین دخل کیا - اطفال و زنان جوان کو اسیر کیا اور حمید خان اور سب اہل قلعہ کو سواے بہادر شاہ کے قتل کیا سرکار نظام شاہی کے نقود و جواہر و نفائس پر شہزادہ دانیال متصرف ہوا اور قلعہ اپنے معتمدون کو سپرد کرکے اور بہادر شاہ کو ساتھ لے کر برہان پور مین بادشاہ پاس گیا امراے نظام شاہی نے مرتضیٰ ولد شاہ علی کو بادشاہی سے منسوب کرکے کچھ دنون پرنیدہ کو دار الملک بنایا بہادر شاہ نے اس زمانہ تک کہ قلعہ گوالیار مین محبوس ہوا تین سال اور چند ماہ سلطنت

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان شاہ اول

جب اکبر بادشاہ برہان پور سے آگرہ تشریف فرما ہوا تو نظام شاہ کے نوکرون مین سے وہ آدمی جو خیل و حشم نہین رکھتے تھے مگر ہمت بلند کی برکت سے امراے کبار مین ہوگئے تھے انہون نے سلطنت نظام شاہیہ کو بالفعل سپاہ مغل کے آسیب سے محفوظ رکھا - ان دو

آدمیون مین سے ایک ملک عنبر حبشی تھا جو قطب شاہی اور عادل شاہی سرحدون
سے شمال مین بیر سے ایک فرسخ پر اور جنوب مین احمد نگر سے چار کوس پر اور مغرب مین
دولت آباد سے آٹھ کوس پر اور اسی فاصلہ پر جنوب کے ملک اپنے قبضہ مین رکھتا تھا۔
دوسرا راجو دکنی تھا جو دولت آباد پر شمالاً سرحد گجرات تک اور جنوباً احمد نگر تک چھ
کوس تک ملک تصرف مین رکھتا تھا۔ دونو بسبب ضرورت مرتضی نظام شاہ کی اطاعت
کرتے تھے قلعہ اور چند قریے اسکے اخراجات ضروری کے لئے چھوڑ رکھے تھے ان دونو
آدمیون مین ہر ایک اس گھات مین لگا رہتا تھا کہ دوسرے کے ملک پر متصرف ہو۔
اسلئے آن مین صفائی نہ تھی ہمیشہ عداوت رہتی تھی۔ خانخانان اس بات کو سمجھتا تھا
اُسنے اپنے آدمی مامور کئے کہ ولایت عنبر کو جو تلنگ کی جانب واقع ہے متصرف ہوون اثنا
مین عنبر نے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت کرکے مغلون کے تھانے اٹھا دئیے اور اپنے
ممالک سے انکا تصرف دور کیا۔ خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے ایرج کو پانچ ہزار سوار دیکر
عنبر کے مقابلے کے لئے نامزد کیا۔ دونو کے لشکر قصبۂ ناندیر مین مقابلہ مین آئے ایک نے
اپنی بلند نامی کے لئے اور دوسرے نے اپنے حفظ ملک کے لئے قہر و غضب کے ساتھ ایک
دوسرے پر حملے کئے اور گرز و نیزہ و شمشیر و تیر سے ایک نے دوسرے کے منہ توڑے
اور خون کی نہرین بہائین ایرج خان کو فتح ہوئی۔ عنبر زخمی ہوا اسکے آدمی میدان سے
اسکو اٹھا کر لے گئے پھر اس نے لشکر کو جمع کیا اور اپنے ممالک کی محافظت مین لگا پو کر
سے باز نہین رہا۔ خانخانان اور عنبر کے درمیان صلح ہو گئی اور طرفین کی ولایت
کی حدود مقرر ہوگئین اور عہد و پیمان مدتون تک نہین قائم رہے انہین دنون مین
دسنکت راے کولی و فرہاد خان مولد و ملک صندل خواجہ سرا اور بعض اور سرداران
دکن نے عنبر کی رفاقت کو ترک کیا اور مرتضی نظام شاہ ثانی سے جا ملے اور اس کو
عنبر کے دفع کرنے کے لئے مستعد کیا اور قلعہ اودگیر کے حوالی مین لشکر گاہ بنایا عنبر
ان حدود مین آیا اور مرتضی نظام شاہ پر مقابلہ مین غالب ہوا ــــ اور

عنبر و ایرج خان کی لڑائی ــ

عنبر اور نظام شاہ کی لڑائی

ونکت رائے کو زندہ گرفتار کرکے مقید کیا۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے بھی عنبر سے صلح کرلی۔
عنبر قلعہ پرندہ پر تصرف کرنا چاہتا تھا وہ اواخر ماہ ربیع الاول ۱۰۱۲ھ میں نظام شاہ
کو قلعہ کی طرف لے گیا۔ قلعہ کا تھانہ دار نجھی خان حبشی بیس برس سے یہان حاکم تھا
اس نے پیغام نظام شاہ کو دیا کہ ہم تجھکو اپنا صاحب سمجھکر قلعہ مین جگہ دیتے ہین لیکن
عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر کا نوکر بن گیا ہے اعتماد نہین کرتے اس کو
قلعہ مین نہین آنے دینگے۔ عنبر نے کہا کہ مین ونکت سلیے و فرہاد خان و ملک صندل
امین تھا اس سبب سے صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے ملاقات کی اور بسبب ظاہر
اسکا دوست ہوگیا لیکن مین دل سے نظام شاہ کے دوستدارون مین ہون
اور چاہتا ہون کہ لوازم دولتخواہی کو بجا لاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت مین
مساعی جمیلہ کرون نجھن خان نے ان مقدمات کو قبول نہین کیا اور ابواب حرف
و حکایات کو بند کیا عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر
قلعہ مین چلا جائے جسسے نجھن خان قوی ہوجائے۔ مرتضیٰ نظام کو موکلون کے حوالہ
کیا۔ فرہاد خان و ملک صندل نظام کے گرفتار ہونے سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کے
نیچے گئے اس سے نجھن خان مستمال ہوا۔ ایک مہینے تک وہ اعلام مدافعت
مرتفع کرتا رہا۔ نجھن خان کا بیٹا سونا خان تھا وہ لشکر و حصار کے زن و فرزند
کے ساتھ بے اعتدالیان و دست درازی کرتا تھا انہون نے ہجوم کرکے
اسکو مار ڈالا۔ نجھن خان جریدہ بھاگ گیا اور عادل شاہ کا نوکر ہوگیا اہل قلعہ
کچھ مدت تک حصار مین متحصن رہے آخر کو عنبر حسن تدابیر سے قلعہ پر متصرف ہوا
نظام شاہ پر موکل دور کیے اور اسکے سر پر چتر رکھا اور اس قلعہ مین اسکا مسکن مقرر
کرکے آپ خیل و حشم کے ساتھ باہر گیا۔

۱۰۱۳ھ مین شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کی پالکی کے
استقبال کے لیے احمدنگر کی طرف چلا۔ اور راجو پاس ایک جماعت کو بھیجا۔

کہ وہ بھی عنبر کی طرح مطیع ہو جاے اور ملازمت میں حاضر ہو اور اپنے اقطاع لیکر واپس جاے۔ راجو نے شہزادہ کے عہد و قول پر اعتماد نہین کیا تو شہزادہ خشمگین ہوا اور اسکے استیصال کا قصد کیا۔ راجو آٹھ ہزار سوار لیکر مقابل ہوا اور جنگ صف نہ کی مگر شہزادہ کے لشکر کی تاخت و تاراج ایسی کی کہ شہزادہ نے جالنہ مین خانخانان پاس کمک کے لئے آدمی بھیجے خانخانان خود پانچ چھ ہزار سوار لیکر آگیا جس سے شہزادہ کو آرام ملا راجو اپنے ملک کی انتہا پر بھاگ گیا شہزادہ برہان پور مین آیا نظام شاہ نے راجو پاس ایک جماعت کو بھیجا اور عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی۔ راجو نے قلعہ پرنیدہ مین آکر نظام شاہ سے ملاقات کی اور عنبر کی دفع کرنے کا متعہد ہوا اور چند دفعہ جنگ ہوئی ہر بار راجو کو غلبہ رہا۔ عنبر خانخانان پاس آدمی بھیجکر کمک کا طالب ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار لیکر دکی مرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر کو اسکی مدد کے لئے بہت جلد روانہ کئے عنبر اس کمک سے قوی ہوا اور اس نے راجو کو دولت آباد کی طرف بھگا دیا شہزادہ برہان پور مین مرگیا عنبر نے فرصت دیکھ کر راجو پر دولت آباد کی طرف لشکر کشی کی مگر اس دفعہ راجو اس سے لڑ نہ سکا برہان پور مین خانخانان ~~~ دولت آباد کی طرف گیا اور راجو اور عنبر کے لشکرون کے درمیان ایسا حائل رہا کہ ایک دوسرے پر حملہ کرکے غالب نہ ہو سکا۔ جب عنبر نے خانخانان کو راجو کی حمایت کرتے ہوئے دیکھا تو اسکے کہنے سے راجو سے صلح کر لی اور پرنیدہ کے حوالی مین آیا اور خانخانان جالنہ پور مین گیا۔ ملک عنبر جانتا تھا کہ اول دفعہ راجو نے لشکر کشی مرتضیٰ نظام شاہ کی فتنہ انگیزی کے سبب سے کی ہے تو وہ اسکے درپے ہوا کہ مرتضیٰ کو معزول کرکے کسی دوسرے کو دودمان نظام شاہیہ مین سے شاہ بنائے لیکن اس بات پر ابراہیم عادل شاہ راضی نہ ہوتا تھا ارادہ اسکا قوہ سے فعل مین ظہور نہ پاتا تھا اوائل ~~~ مین عادل شاہ کے کہنے سے عنبر نے نظام شاہ کے ساتھ ملائمت کی اور بعد ازان ان دونون مین صفائی ہو گئی اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگے دونو متفق ہو کے دس بارہ ہزار سوار کے ساتھ جنیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ نظام شاہ نے اپنے اجداد کے مسکن کو اپنا مقر بنا یا۔

اور کئی سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کی جانب اس لیے گئے کہ عنبر کے خوف سے راجو جنیر میں نہیں آتا تھا۔ راجو گرفتار ہوا اور اسکا ملک نظام شاہ کے قبضہ میں آیا اور اس ملک میں عنبر صاحب اختیار ہوا اور اسکا استقلال پیشتر سے بیشتر ہوا اب خاندان نظام شاہیہ کو اسپر ختم کرتے ہیں کہ مرتضیٰ شاہ ولد شاہ علی بادشاہ تھا اور عنبر حبشی ساری سلطنت کے کام کرتا تھا یہ تاریخ مغلیہ میں لکھینگے کہ یہ سلطنت کیونکر شاہان دہلی کی مملکت کا تتمہ ہو گئی۔

اس سلطنت کی وسعت عظیم یہ تھی کہ حال کا صوبہ اورنگ آباد اور برار کا مغربی حصہ اور ساحل بحریہ گجرات اور بیجاپور کی سلطنتوں کے درمیان کونکان۔

تاریخ قطب شاہیہ ملک تلنگ

سلطان قلی ۹۱۸ھ۔ جمشید ۹۵۰ھ۔ سبحان قلی ۹۵۷ھ۔
ابراہیم ۹۵۷ھ۔ محمد قلی ۹۸۸ھ۔

سلطان قلی قطب شاہ

ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ میں شاہ خورشید ایرانی نے خاندان قطب شاہی کی تاریخ لکھی تھی کہ تاریخ فرشتہ کے مصنف کی نظر سے بھی نہیں گذری یہ کتاب برگ صاحب مترجم تاریخ فرشتہ کو ہاتھ آئی۔ صاحب ممدوح نے اس تاریخ سے جو اس خاندان کا حال لکھا ہے اسکا ترجمہ میں کرتا ہوں۔ اور تاریخ فرشتہ سے بھی اسکا مقابلہ کرتا ہوں سلطان قلی کا نسب نامہ یہ ہے شاہ سلطان قلی بن اویس قلی بن پیر علی بن امیر الوند بن امیر اسکندر بن امیر قرا یوسف بن امیر قرا محمد بن امیر تورون بن قرا منصور بن قرا نیرم بن قرا ترش بن امیر قورا بیگ۔ غرض یہ سلسلہ اوغز خان تک اور پھر حضرت یافث بن نوح تک مورخ نے پہنچایا ہے۔

آق قوئنلو اور قرا قوئنلو دو ترکی قومیں ایک دوسرے کی رقیب تھیں ... ایک قوم ... دوسری قوم کے سردار امیر پیر قلی کو حکومت ... تھا ... دوسری قوم ...

شاہ امیر حسن بیگ یا اوزون حسن بیگ نے امیر پیر قلی کو جسکا مزاج صلح جو تھا مطئن کیا اور
پھر اوسکو اور اسکے خاندان کو ستانا چھوڑا۔ جب امیر حسن بیگ گیا اور اسکا بڑا بیٹا امیر
خلیل سلطان اسکا جانشین ہوا اُس نے اویس قلی بن امیر پیر قلی قرا قوینلو کے ساتھ اپنے
باپ کا برتاؤ برتا مگر جب امیر یعقوب آق قوینلو پادشاہ ہوا تو اعیان سلطنت نے بتلایا
کہ سلطان قلی ولد اویس قلی ہونہار ہے اسی کی تاریخ کا بیان کرنا ہمارا اصلی مقصد ہے
وہ اپنے ماں باپ کا بڑا لاڈلا تھا اور اپنی قوم کی امید گاہ تھا قوم جانتی تھی کہ ہمارے
دن اسی کے سبب سے پھرینگے اور گئی ہوئی حکومت پھر ہاتھ آئیگی۔ امیر یعقوب بیگ نے
نجومیون سے سلطان قلی کی قسمت کا حال پوچھا تو انہون نے پیشین گوئی کی کہ وہ
پادشاہ ہوگا مگر ایران کا نہین بلکہ ہندوستان مین جہان مین اسلام کے علم کو
وہ بلند کریگا پھر تو امیر یعقوب بیگ آق قوینلو اس نوجوان کی جان کا خواہان
ہوگیا یہ خبر باپ کو بھی ہوئی تو اوس نے اپنے بھائی امیر علی قلی کے ساتھ اوسکو
ہندوستان بھیجدیا۔ مرغوب القلوب مین جو صدر جہان نے خود سلطان قلی کی
زبانی حال سنکر لکھا ہے وہ یہ ہے کہ وہ امیر قرا یوسف ترکمان کے خاندان مین تھا
اور ایران کے پادشاہ جہان شاہ کے قریب کے رشتہ دارون مین تھا اسکی جنم بھوم
سعد آباد تھی جو ایک چھوٹا سا گاؤن صوبہ ہمدان مین تھا اسکا خود اپنا بیان ہے
جب میری قوم قرا قوینلو کو قوم آق قوینلو نے مغلوب کرلیا تو مجھے بہ مجبوری اپنی بچپنے مین
اپنے چچا امیر قلی کے ساتھ ہندوستان کے دکن مین بھاگنا پڑا۔ یہان کچھ دنون
رہ کر پھر مین اپنے باپ پاس ہمدان گیا مگر بہمنی شاہ کے دربار کی شان وشکوہ
اور اسکی توجہ جو ہمارے حال پر ہوئی وہ میری نوعمری کے خیالات مین ایسی
سمائی کہ ہند اور دکن کا تصورات دن رہتا تھا۔ مین ایسا کم عمر تھا کہ میرا چچا
مجھے دکن مین اکیلا نہین چھوڑ سکتا تھا وہ مجھے زبردستی ایران کو لے گیا جب ہماری
قوم کے دشمنون کو غلبہ ہوا اور امیر یعقوب بیگ میری جان کا خواہان ہوا تو

مین نے دکن کے جانے کا قصد کیا شاہ بہمنی کی نذر کے لیئے چند گھوڑے اور تحفہ لیئے مگر
مین پہلے شاہ نورالدین سے سفر کی اجازت لینے گیا شاہ نورالدین جیسا میرا قریب کا
رشتہ دار تھا ویسا ہی وہ میرا پیر و مرشد رہتا تھا اس نے اپنی بہن کی شادی میرے
دادا امیر قلی سے کی تھی وہ علم نجوم سے ماہر تھا اور عنایت الٰہی سے عجیب کی باتین
بتاتا تھا جب مین اس سے رخصت ہوا تو اس نے کہا کہ ہندوستان کے
ایک حصہ مین تو بادشاہ ہوگا اس نے کچھ اشرفیاں مجھے دین اور دعا دی اور کہا
کہ یہ تیری آیندہ کامیابی کی علامت ہے کیا کہون کہ اس بات نے میرے دل پر
کیا سحر کا سا اثر کیا کہ جب مین اور میرا چچا ہندوستان کو چلے تو مین اپنے تئین بادشاہ
سمجھنے لگا بحری سفر ختم کرکے ہم سیدھے احمد آباد بیدر دارالسلطنت دکن مین گئے
دو تین روز بعد محمود شاہ بہمنی کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور گھوڑے اور تحفے
پیش کیے اس نے ہمارے لیئے سکونت کا مکان مقرر کر دیا تھوڑے دنون کے بعد
میرے چچا نے اپنے وطن جانے کی اجازت مانگی۔ شاہ نے ہر چند اس سے کہا کہ آپ
یہین رہیئے مگر اس نے خاص کر اس سبب سے نہین مانا کہ اسکے یہ رشتا تھا کہ ہمارے
خاندان کا قدیمی جانی دشمن امیر یعقوب بیگ مر گیا جسکے ظلم کے سبب سے مجھے جلا وطن
ہونا پڑا تھا پھر شاہ نے میرے چچا سے کہا کہ اچھا تم خود جاتے ہو تو بھتیجے کو یہین چھوڑ
جاؤ مین اسکو اپنے بچون کی طرح پالونگا۔ یون میرا چچا چلا گیا مین اکیلا ہندوستان
مین رہ گیا۔

محمود شاہ بہمنی نے اپنے کہنے کے موافق نہایت توجہ و محبت سے سلطان قلی کی
پرورش کی۔ چونکہ اسکو معلوم تھا کہ یہ نوعمر دولت بڑا عالی خاندان ہی تو روز
بروز اسپر التفات ایسا زیادہ ہوا کہ شاہ کے فرزندون اور ارکان سلطنت کو اسپر
حسد ہوا اور شاہ سے اسکی چغلیان کھانے لگے۔

تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ سلطان قلی بہارلو ترکون مین سے اور علی شکر کی قوم سے

تھا بعض اسکے خاندان کو بڑھاتے ہین اور مرزا جہان شاہ مقتول و شاہ ایران کی اولاد
مین بتاتے ہین مگر پہلی بات صحت سے اقرب ہے. بہر تقدیر اسکا مولد و منشا ہمدان ہے
وہ سلطان محمد شاہ بہمنی کے آخر عہد مین نو عمری مین دکن مین آیا - چونکہ شاہ ترکی
غلامون کو معزز و مکرم رکھتا تھا اس نے بھی اپنے تئین ان غلامون کے جرگہ مین داخل کیا
علم حساب سے ماہر تھا خط سیاق خوب لکھتا تھا اسکو شاہ نے محلات حرم کا مشرف مقرر کیا
خواتین اسکے حسن سلوک اور امانت و دیانت سے راضی و شاکر تھین ملک تلنگ مین اہل حرم
کی اقطاع بہت تھین وہان سے عرائض شکایت آمیز آئین کہ پرگنون مین چورون اور
راہزنون کی کثرت ہو گئی ہی اور روز بروز رعایا سرکش ہوتی جاتی ہے معلوم نہین کہ
محصول کا دسوان حصہ بھی وہ دیتی ہے یا نہین شاہ نے چاہا کہ وہان امراء کبار مین
سے کسی ایک کو دو تین ہزار سوارون کے ساتھ بھیجے کہ سلطان قلی نے خواتین حرم مین
سے ایک کو واسطہ بنا کے شاہ سے عرض کرایا کہ یہ خدمت مجھے سپرد ہو مین ان حدود مین
لے لشکر جا کر باغیون کو دفع کر دونگا اور سرکشون کا سر اڑا دونگا - شاہ نے اس خدمت
پر اسکو سرافراز کیا اسنے ان پرگنون مین جا کر اپنی حسن تدبیر سے بہ تدریج انکو
چورون اور رہزنون سے پاک صاف کیا -

تواریخ ہند مین بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات کو شاہ شراب پی رہا تھا اور
نغمہ و ساز سن رہا تھا - پری روؤن کے ساتھ اختلاط مین مشغول تھا کہ حبشیون اور
دکنیون کی جماعت نے اسپر حملہ کیا اس وقت قسمت کی یاوری سے سلطان قلی
دس پردیسیون کے ساتھ بادشاہ کی ذات خاص کا محافظ تھا جب انھون نے غل
سنا تو وہ باہر آگئے اور حملہ آورون کو پرے ہٹایا اور بادشاہ کو ساتھ لے کر
قلعہ مین داخل ہوئے - سلطان قلی کے پانچ ہمراہی مارے گئے اسنے اور اسکے
باقی پانچ ہمراہیون اور خود بادشاہ نے محل شاہی کی حفاظت تیر و کمان سے
کی اس اثنا مین حکیم خواجہ جہان پاس گیا کہ وہ قلعہ کی برجون پر تینی خراسانی

بیدر مین بادشاہ پر شورہ پشتون کا حملہ کرنا

جمع کر کے لیکر آئے۔ اس حکم کی تعمیل مین فصیلون پر چڑھنے مین بہت آدمیون کی
جانین گئین۔ آخر کو حملہ آورون کو سب مقامات مین شکست ہوئی اور بادشاہ کے
محافظین نے شہر کے دروازہ پر قبضہ کر لیا کہ باغی بھاگ کر نکل نہ جائین۔ رات بہت
اندھیری تھی۔ شاہی سپاہیون نے ایک ہاتھ مین شمع لی اور دوسرے مین تلوار
اس طرح اول شب مین وہ خوب لڑے۔ آدھی رات کو چاند نکلا تو شاہ جو اس
ہنگامہ مین چند آدمیون کے ساتھ شریک تھا حسن خواجہ جہان پاس گیا شاہ کے
ساتھ سلطان قلی تھا جس نے آگے بڑھ کے بادشاہ کے لئے دشمنون کے اندر سے راہ
کھولی صبح کو شاہی سپاہ ہر جگہ فتحمند ہوئی اور باغی پراگندہ ہو کر تلوار سے بچنے کے
لئے گلیون مین بھاگے اور فصیلون سے گرے اور جو گھرون مین چھپتے تھے وہ وہان
سے نکال کر قتل کیے گئے۔

محمود شاہ بہمنی یقینی جانتا تھا کہ سلطان قلی کی ذاتی کوشش سے میری جان بچی
ہے اسلئے اسکو قطب الملک کا خطاب دیا اور اسکو دوسرے درجہ کا وزیر مقرر کیا۔ اور
باقی کے پانچ ایرانیون کو جو اسکے ساتھ تھے اور جنھون نے بہادری سے اس کی جان
بچائی تھی جاگیر اور منصب دیا۔

تاریخ دکن مین یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاندان بہمنیہ کی سلطنت کا ضعف
سب پر نمودار ہوا تو امرائے کبار نے شاہ سے کنارہ کیا اور اپنے تئین مطلق العنان
بنایا۔ ان مین ملک دینار حبشی اور ملک خوش قدم ترک تھے جنھون نے اپنے اقطاع
مین شاہی اطاعت سے سرتابی کی محمود شاہ بہمنی ان سے لڑنے گیا اور ملک دینار
کو قید کر لیا مگر بعض مصلاح کارون کی سفارش سے اسکا قصور معاف کر دیا۔
اور تمام ہاتھی جو اس سے لئے تھے وہ اسکو واپس دیدئیے اس معرکہ مین سلطان
قلی نے اپنی شجاعت کے کارنامے دکھائے تھے اس لئے شاہ نے اسکو صوبہ
تلنگانہ کا طرفدار بنایا اور امیر الامرا کا خطاب دیا

اور اسکی ذاتی جاگیر مین کوٹ گیرا اور راوٹ کا ہی کا اضافہ کیا۔

تاریخ محمود شاہ بہمنی مین بیان کیا گیا ہے کہ جب کشور خان مر گیا تو اسکی جگہہ
بہادر گیلانی کو لنکان مین جسمین دہبل و گوا اور بنادر داخل تھے حاکم مقرر ہوا
وہ بہمنی امیر تھا جسنے ایک جنگ مین بڑی بہادری دکھائی تھی اب اُس نے
بیدر کی سلطنت سے انحراف کیا کہ مدت کے بعد تجارت کے کل جہازون پر دست
غارت دراز کیا ساحل پر گشت کیا اور محمود شاہ بادشاہ گجرات کی رعایا کی جہازون
کو پکڑ لیا جو کنارہ بکنارہ جاتے تھے اور ان مین تجارت کا مال بھرا ہوا تھا۔

جب محمود شاہ گجرات نے اپنے جہازون کا حال سنا کہ انپر بلا نازل ہوئی تو
اسنے بہادر گیلانی کو خطوط لکھے کہ مال جو لوٹا ہے واپس کرو بہادر نے مال دینے
سے انکار کیا اور خطون کے جواب سخت سست لکھے۔

محمود شاہ گجرات نے اپنا ایلچی محمود شاہ بہمنی پاس بھیجا جسنے جاکر کہا کہ بہادر
آپ کی رعیت ہے اس سے ہمارا تمام مال اور اسباب لوا دیجے شاہ بہمنی نے
بہت شد و مد کے ساتھ فرمان بہادر کے پاس بھیجے کہ گجرات کے جہازون کو
کھنبائت بھیجدے اور مال اسباب انکا دار السلطنت بیدر مین بھیجدے تاکہ
اُسے گجرات کے ایلچی کو جو میرے پاس یہان آیا ہے مین حوالہ کرون جب
بہادر کو معلوم ہوا کہ میرے پاس ایسے فرمان ایلچی لئے چلے آتے ہین تو اونکو رستہ
ہی مین روکا اور بیدر کی اطاعت سے انکار کا اشتہار دیا۔

محمد شاہ بہمنی فوراً اس سرکش امیر کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا اور بغیر کسی
مقابلہ کے قلعہ مرج مین آگیا اس ولایت کا زمیندار پوٹا نائک پانچ ہزار سوار اور ایک
لاکھ پیادے لیکر اُس سے لڑنے آیا مگر اسکو مجبوراً حصار مرج مین جانا پڑا اور
لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔ لڑائیون مین دیوناتک پسر پوٹا نائک اپنے
بڑے لشکر سے شاہی لشکر کے اس حصہ پر حملہ کیا جسکا سپہ سالار سلطان قلی

سلطان قلی کا [illegible]

قطب الملک کا تو مسلمانون کا خوب مقابلہ ہوا دو بدو ہندوؤن نے کیا صبح سے شام تک لڑے اور دیو نائک کو سب جگہ فتح ہوئی مگر وہ جب سلطان قلی کے سامنے بذات خود آیا تو قتل ہوا وہ سب روز ہندو میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ پوٹا نائک بیٹے کے مرنے کے بعد لڑائی کو سنبھال نہ سکا اس نے کچھ عمدہ ہاتھی گھوڑے پادشاہ کو تحفۃً بھیجے اور سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ بھی شرط قرار پائی کہ قلعہ مرج مع کل اسباب کارخانہ شاہ کو حوالہ کیا جائیگا اور شاہ اہل قلعہ کو جان و مال کی امان دیگا پوٹا نائک ایک دن بعد شاہ کی خدمت مین گیا شاہ نے خود یہ قلعہ پھر اسکو دیدیا اور اسکا سرکاری اسباب سلطان قلی کو حوالہ ہوا۔ بہادر گیلانی کی سرزنش کے بعد شاہ اپنی دار الحکومت مین آیا اور سلطان قطب شاہ تلنگانہ مین حاکم ہو گیا۔ کچھ دنون کے بعد امیر قاسم برید کہ ارکان سلطنت مین تھا جب اُس نے دیکھا کہ شاہ پاس کوئی اور لائق امیر کبیر نہین ہے تو اُس نے شاہ کو اپنے اوپر ملتفت کیا اور دوبارہ امیر الامرا ہو گیا۔ اول اسکے اختیار کا اثر یہ تھا کہ شاہ کے قدیمی مقرب سب جدا ہو گئے اور آخر کو وہ ایسا محیط ہوا کہ سلطنت کے سارے اختیارات اسکی مٹھی مین آگئے۔ قاسم برید خوب جانتا تھا کہ میرا ایسا ذی اختیار ہونا یوسف عادل اور قطب الملک اور والایتون کے حاکمون کو بالکل ناپسند ہوگا اس لئے اُس نے شاہ ہی کو بالکل معزول کرنا چاہا مگر اُس کے یہ منصوبے کھل گئے اور اعیان سلطنت نے اتفاق کر کے ان کو بالکل شادیا اور انہون نے پھر ملک قاسم کے اختیارات ایسے قائم نہ رکھے کہ وہ پادشاہ کو کاٹ کی پتلی کی طرح ہاتھ مین نچاتا یہ قرار پایا کہ ولایتون کے بعض حاکم دار السلطنت مین جائین اور شاہ کے اختیارات کو بحال کرین۔ بیجاپور سے یوسف عادل خان اور گلبرگہ سے ملک دینار حبشی اول یہ دو سردار مع لشکرون کے دار السلطنت مین آئے اور یہان قطب الملک سے ملے۔ جب یہ سب امرا اتفاق کر کے قریب آگئے تو ملک قاسم نے کفن پہن اور تلوار گلے مین ڈال شاہ کے قدمون پر سر رکھا اور اپنے قصورون کی معافی چاہی اور التماس کی کہ ان امیرون کے ہاتھ سے مجھے بچایئے۔ محمود شاہ بھی مین

یہ بڑا عیب تھا کہ وہ آرام طلب و متلون تھا اس نے بیدر کی ساری مشائخون کو
ان امیرون پاس بھیجا کہ وہ انکو سمجھائین کہ قاسم برید کے خلاف کوئی کام نہ کرین آخر
کو یہ قرار پایا کہ قاسم برید اپنی جاگیر اوسہ اور قندھار کو جائے اور شاہ کا بالکل قبضہ دار السلطنہ
بیدر پر ہو اور ہر سال شاہ کی خدمت مین امرا کو آنے کی اجازت ہو اور وہ بیجانگر کے
ہندوون پر حملہ کیا کرین بعد اس انتظام کے امرا اپنے علاقون مین گئے۔
۹۰۱ھ کے وسط مین محمود شاہ بہمنی ہندوون سے لڑنے چلا۔ قطب الملک لشکر شاہی سے
تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے لیکر ملا اور امرا بھی شاہ سے ملے اور رائے چور اور
مدکل کے قلعہ فتح کئے اور وہ عادل خان کو ملے اسکے بعد محمود شاہ اپنی دار السلطنہ مین
آیا اسکے پاس تھوڑی سپاہ رہ گئی کہ ملک قاسم برید نے ۱۰ ذی الحجہ ۹۰۱ھ کو دار السلطنہ
کا محاصرہ کیا اور دروازہ بانون کو رشوت دیکر شہر کے اندر داخل ہوا اور سید حاجی خان
وزیر کے محل پر پہنچا اور اسے مار ڈالا اور شاہ کی بغیر مرضی کی خود وزارت کرنے لگا
اور شاہ کے سارے اختیارات لے لئے۔ جب ولایتون کے حاکمون کو شاہ کا اس طرح مقید
ہونا معلوم ہوا تو وہ سب دار السلطنہ کو چلے یہان جو آئے تو دیکھا کہ ملک قاسم برید
اور شاہ جسکو وہ زبردستی لے آیا تھا) شہر کے باہر خیمہ زن ہین اور شاہی چھتر پر اپھرا
رہا ہے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاہ کو پورے اختیار حاصل ہین وہ سا قط الاختیار ہین
ایک جنگ عظیم ہوئی طرفین نے داد شجاعت دی۔ قاسم برید نے اور امیرون کے لشکرون
کو متزلزل کیا مگر قطب الملک نے اسکے لشکر کے قلب پر ایسا حملہ کیا کہ جنگ کا فیصلہ
ہو گیا اور قاسم برید قلعہ اوسہ مین بھاگ گیا۔
سب امرائے متفقہ بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اسکو تخت پر بٹھایا اور پھر اپنے
اپنے علاقون کو چلے گئے۔ ۹۰۲ھ مین یوسف عادل خان سے شاہ ناراض ہو گیا
اور ملک قطب الملک کو ہمراہ لیکر اسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا مگر پھر اسپر شاہ مہربان
ہو گیا اور دار السلطنہ کو چلا آیا کچھ دنون کے بعد ملک فتح اللہ عماد الملک حاکم برار

ایلچ پور مین مرگیا اور شاہ نے اسکے بیٹے علاء الدین کو اسکا قائم مقام کیا اور یوسف عادل خان
بھی کو دل گیا [illegible] اسکی جگہ بیٹا اسمٰعیل عادل شاہ مسند نشین ہوا - شولاپور کا حاکم
تھا [illegible] اسکا بیٹا انور خان ہوا اور اسکو بھی خان جہان کا لقب ملا اور
[illegible] حاکم ہوا -

[illegible] شاہ نے دار السلطنت مین اپنے امرا کو بلایا اور وہ بیجانگر کی طرف متوجہ
ہوا - [illegible] جب آیا تو لشکر شاہی کا مقابلہ ہندوؤن نے شروع کیا - ایک سخت لڑائی
ہوئی [illegible] نے دشمن کے میمنہ کو ہزیمت دی مگر محمود شاہ قلب سے بھاگا اور
گھوڑے سے گرا اور ٹھوکرون مین آکر قریب المرگ ہوا کچھ زندگی باقی تھی کہ اسکے سپاہیون
نے اسے پہچان لیا اور پالکی مین ڈال کر اسکو میر لطف اللہ پسر شاہ محب اللہ کے خیمے
مین لے گئے - سپاہ دار السلطنت کو الٹی آئی اور امرا اپنے اپنے علاقون پر گئے -
شاہ ایسا ضعیف العقل ہو گیا تھا کہ اس نے قاسم برید کو پھر وزیر مقرر کیا پھر محمود شاہ
سخت بیمار ہوا ۴ ذی الحجہ سنہ ۹۲۴ھ کو ۴۸ برس کی عمر مین اور سینتیسوین سال سلطنت مین گیا
اس شاہ کے مرنے کے بعد امرا نے اپنے اپنے صوبون مین مطلق العنانی اختیار کی
تھوڑا سا [illegible] جو اب تک شاہ بہمن کا چلا جاتا تھا وہ بھی نہ رہا -

اول ملک احمد نظام الملک نے جنیر اور دولت آباد مین آزادی کا ڈنکہ بجایا اور انہین
دنون مین اسنے احمد نگر کے شہر و قلعہ کو آباد کیا اور آیندہ اسکو اپنا دار السلطنت
دوئیم اسمٰعیل عادل شاہ نے ولایات بیجاپور و مرچ و کوتکان غصب کیا
اور بیجاپور کو اپنا دار الملک بنایا -

سوم علاء الدین عماد الملک حاکم برار نے اپنی شاہی کا اشتہار دیا - ایلچ پور کو
دار الحکومت بنایا - چہارم ملک قاسم برید نے محمود شاہ کے خزانہ پر قبضہ کیا او بیدر
مین خود مختار ہوا - پنجم سلطان قلی قطب الملک نے شاہی پر چھاپا [illegible] سے
جو اب تک چلی جاتی تھی کچھ محبت رکھی اور صوبہ تلنگانہ پر قبضہ کیا - اور

گول کنده کو اپنا دار القرار بنایا۔

نہایت معتبر اسناد تاریخی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قلی قطب الملک نے اپنی سلطنت کی ابتدائی سالون مین ہمسایہ کے زمینداران تلنگانہ کو زیر کرنا چاہا۔ اکثر اسکا عمل یہ تھا کہ وہ دشمن کے ملک مین جاتا اور وہان کے حالات خود مشاہدہ کرتا اور پھر مراجعت کرتا اور دشمن کو اپنے پیچھے ایسا لگا لاتا کہ وہ اسکی کمین گاہ مین آجاتا پھر یہان سے نہین ہٹتا۔ مرغوب القلوب کا مصنف صدر جہان لکھتا ہے کہ مین نے خود اسکو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھکو قاسم برید اور فتح اللہ عماد الملک نے اُن ولایات بہمنی کو بزور لینے کے لئے بلایا جو میرے ہمسایہ مین تھین مگر مین نے ہمیشہ جانے سے انکار کیا مین اپنی سلطنت اور قوت کو صرف ہندو زمینداروں کے استیصال کرنے سے بڑھانا چاہتا ہون۔ جو کہ اسلام کے دشمن ہین اسلئے خود ایک دن صدر جہان سے کہا کہ مین ساٹھ برس سے اعلام اسلام کو بلند کر رہا ہون اور تلنگانہ کے ہندوؤن کو استیصال کر رہا ہون۔ حدود ورنگل سے مچھلی پٹم اور راج مندری تک اور انکے درمیان ساٹھ ستر قلعے اپنی سپاہ کے زور سے تسخیر کر چکا ہون جیسے راج کنڈہ۔ کوول کنڈہ۔ دیو کنڈہ۔ نیگل۔ گن پور۔ جبیر کنڈہ۔ بیل کنڈل۔ ملن گور۔ انتکیر۔ سیدک۔ بھون نگر۔ سیلم کنڈہ۔ ورنگل۔ کم مبیٹ۔ اندرا کنڈہ۔ رام گیر۔ کندا پلی۔ ایلور۔ چنٹ کول۔ مین نے آنحضرت اور اُس کی آل کی قسم کھائی ہے کہ اگر مین بادشاہ ہوگیا تو مین مذہب اثنا عشری کی ترویج ان مقامون مین کرونگا جہان اب تک اسلام کا علم نہین گیا۔ یہ نہین تصور کرنا چاہیئے کہ شاہ اسمٰعیل شاہ ایران نے میرے دل مین یہ خیال پیدا کیا ہو بلکہ اس سے پہلے سلطان یعقوب کے زمانہ سے میرا مذہب اثنا عشری تھا یہی میرے آبا و اجداد کا مذہب چلا آتا ہے اب میری عمر سو برس کے قریب ہونے کو آئی ہے اسکا زیادہ تر حصہ مین نے مذہب عماد وقت کی ترویج مین صرف کیا ہے۔ اب مین دنیا کو ترک کرنا چاہتا ہون کہ باقی عمر عبادت مین صرف کرون یہان تک

بیان وہ ہے جو صدر جہان نے سلطان قلی کی زبان سے سنا تھا۔

دکن کی تمام تاریخون سے یہ معلوم ہوتا ہے۔

جب بیجاپور مین عادل شاہ نے اور احمدنگر مین نظام الملک نے اور امرا نے شاہ کا خطاب
اختیار کیا تو سلطان قلی سے امرا نے بھی عرض کیا کہ آپ اپنے تئین تلنگانہ کا شاہ بنائیے
کوئی اور آپ کے سوا اس خطاب کا مستحق نہین ہے اور اس پاس اسی مضمون کے خطوط یوسف عادل شاہ
احمد نظام شاہ کے آئے تو سلطان قلی نے تخت سلطنت پر شاہانہ جلوس کیا اور حکم دیا کہ سارے
ملک مین خطبہ مین دوازدہ امام کا نام پڑھا جائے اور میرا خطاب سلطان قلی قطب شاہ
مشتہر کیا جائے۔

سلطان قلی ہر سال بیجانگر کے ہندؤن پر لشکرکشی کرتا تھا اور اپنی دارالسلطنت کو
واپس چلا آتا تھا مگر اب اُسنے ارادہ کیا کہ اپنی دارالسلطنت کا مقام عین وسط مین قرار
دون اسلئے اسنے موضع گلکنڈہ کے قریب شہر محمدنگر آباد کیا اور وہان اپنی دارالحکومت کو
منتقل کیا۔ سلطان قلی نے اپنے محسن محمد شاہ کے نام پر اس شہر کا نام محمدنگر رکھا۔ کچھ
قلعہ گولکنڈہ کی مرمت کے بعد سلطان قلی نے اپنی توجہ قلعہ راج کنڈہ کی تسخیر کی طرف
جسکے راے ونکٹی نایک نے اسکے ملک پر حملہ کیا تھا اُسنے جاکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ بھاری
توپین لاکے قلعہ کی دیوارون مین رخنے ڈالدیے۔ اہل قلعہ نے محاصرین پر کئی وار کیے مگر وہ
انکو روک نہ سکے انہون نے جبر و قہر سے قلعہ لے لیا اور انکا کچھ نقصان بھی نہین ہوا۔
راجہ ونکٹی نایک قید ہوا اور گلکنڈہ بھیجا گیا۔

شاہ نے دارالسلطنت مین آکر دیورکنڈہ کی تسخیر کا ارادہ کیا یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا بہت
دنون تک محاصرہ رکھنے سے وہ تسخیر ہوا۔ شاہ کے حکم سے ہندؤن کے مکانات اور معابد
ڈھاکر خاک مین ملائے گئے اور اُسکی جگہہ مساجد تعمیر ہوئین۔

جب کرشن راؤ بیجانگر کے رائے نے دیورکنڈہ کی فتح کا حال سنا تو وہ تیس ہزار سوار اور
تین لاکھ پیادے لے کر قطب شاہ کے ملک پر حملہ کرنے کے لئے آیا اور اُسکی سرحد کا ملک برباد

اور ویران کیا۔ جب سلطان قطب شاہ کو اس غارتگری کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پانچہزار
سوار اور تیس ہزار پیادے لیکر اس سے لڑنے گیا۔ اس سپاہ کے ساتھ جو دشمن کی سپاہ تھی
مقابلہ مین تھوڑی تھی شہر پنگل مین گیا جہان دشمن مقیم تھا ہندوؤن کے ہراول پر مسلمانون کا
لشکر ایسا دفعتًہ آن پڑا کہ اُس نے کچھ مقابلہ نہ کیا اور اپنے لشکر سے اُلٹا جا کر جا ملا۔ کرشن راے
اپنی سپاہ کی کثرت پر مغرور تھا اُس نے اپنے لشکر کو مسلمانون پر جو پنگل کے قریب اُترے
ہوئے تھے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ایک سخت لڑائی صبح سے شام تک ہوئی۔ قطب شاہ
اپنی سپاہ کو جو دشمنون کی کثرت سے ہراسان ہوئی تھی دلاسا دیتا اور اُن کے
پژمردہ دل کو شگفتہ کرتا۔ قطب شاہ کا قاعدہ تھا کہ وہ سوارون کی فوج کو ضرورت
کے وقت کے لیئے الگ رکھتا اور وہ اُس وقت حرکت کرتی کہ اسکو حکم ہوتا۔ اس مین منتخب
پندرہ سو سوار تھے۔ جب اسکے قلب کی سپاہ فرار ہوئی تو اُس نے خود ان سوارون کو
لے کر دشمن پر حملہ کیا۔ ہندو اس تازہ سپاہ کے مقابلہ کے لئے تیار نہ تھے اُنکی صفین شکستہ و پراگندہ
ہوئین اور ایک ہی دفعہ سب فرار ہوئے۔ جنگ کا فیصلہ ہوا اندھیری رات نے انکی ہزیمت
پر ایک سیاہ پردہ ڈالا کہ تلوار کی چمک اُنپر نہ پڑی۔ ہاتھی اور بھاری اسباب قطب شاہ کے
قبضہ مین ہوئے۔ دوسرے دن قطب شاہ نے پنگل کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ پہاڑ پر تھا
اور اسکے گرد گھنا درختستان تھا مسلمانون نے اسکو جلدی سے گھیر لیا تھا قریب الفتح نظر
آتا تھا۔ کرشن راے نے پنگل کا یہ حال سنکر تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے کمک کو بھیجے
اس سپاہ کو حکم تھا کہ وہ درختستان مین جاے اور دفعتًہ محاصرین پر شب خون
مارے اور اسی وقت اہل قلعہ اندر سے باہر آنکر دشمنون پر حملہ کرین اہل قلعہ نے
چند بار محاصرین پر حملہ کیا جس سے قلعہ ایسا جلد فتح نہ ہوا جیسا کہ ابتدا مین معلوم
ہوتا تھا آخر کو حاکم قلعہ نے جو کرشن راؤ کا قریب کا رشتہ دار تھا۔ قلعہ حوالہ کرنے
کی شرائط پیش کین اور دوسرے دن قلعہ سپرد کیا اور اہل قلعہ کو اختیار دیا گیا
جہان چاہین چلے جائین —

یہ سپاہ جنگل سے گن پور گئی جو اس قطعہ مرکز دل کنندہ کے درمیان تھا۔ شاہ نے جاتے ہی حاکم قلعہ سے کہا کہ وہ اپنے تئین حوالہ کرے مگر اسنے اسکا جواب توپون سے دیا اور پھر ایک سپاہ پہاڑ سے اوتر کر میدان مین آئی اور مسلمانون کی صفون مین گھس گئی مگر مسلمانون نے اس حملہ کو ہٹا دیا اور اہل قلعہ نے مجبور کیا کہ وہ قلعہ کی چار دیواری مین گھس گئے۔ گن پور کا دو مہینے تک محاصرہ رہا جسمین مسلمانون کے بہت سے بہادر افسر اور سپاہی کام آئے اور قطب شاہ کو بھی اسکی فتح سے مایوسی ہوئی۔ گن پور کا قلعہ پہاڑ پر تھا۔ اور اسکے دروازہ کو صرف ایک بٹیا جاتی تھی جسکے ہر طرف بڑے غار تھے اور وہ پتھر و نیچے اور کچھ گرون سے مسدود تھی اور دروازہ پر دو برج بنے ہوئے تھے جو اسکے محافظ تھے۔ قطب شاہ نے اول یہ دو برج گروائے اور پھر وہ جو دسیاہ کو لیکر گیا اور قلعہ کو فتح کر لیا مگر جانون کا نقصان بہت ہوا۔ گن پور سے گوول کنڈا کو شاہ چلا جسنے بہت دنون تک بہادرانہ مقابلہ کیا۔ مسلمانون پر اہل قلعہ نے بعض سخت حملے کئے جنمین طرفین کے بہت سپاہی مرے آخر کو قلعہ مین مسلمان سخت نے وال کر داخل ہوئے اور آدھی رات کو قلعہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ وہ اسکو لے نسکے مگر دوسرے روز صبح کو قلعہ والے کنجیان شاہ کے ہاتھ مین دین اور ہوشیاری سے اپنے تئین حوالہ کیا۔ اہل قلعہ کو اجازت ہوئی کہ وہ اپنا ذاتی اسباب لیکر چلے جائین۔ خزانہ سرکاری جو بڑا بھاری تھا وہ شاہ کے ہاتھ آیا جسکو اسنے اپنی سپاہ مین تقسیم کر دیا۔ یہان ایک مسلمان افسر کو حاکم مقرر کیا اور اپنی دارالسلطنہ کو چلا آیا اور اپنے شہر کے سب تو سارے سے ملاقات کی۔

سلطان قلی قطب شاہ جو لشکر کشی کے سبب سے اپنے ملک سے غیر حاضر رہا تو قوام الملک ترک نے اسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا اور ان کو ویران کیا۔ یہ ترک ایک بہمنی سلطنت کا افسر تھا اور آخر سلطنت کی درہمی و برہمی مین قلعون ایلکنڈل ورلمن گو پرا اور بعض اور اضلاع پر قبضہ کر لیا تھا اور چھ ہزار کے قریب

ابراہیم قطب شاہ کی تخت نشینی

سوار اور دس ہزار پیادے جمع کر لئے تھے اور اپنے ہمسایہ کے ملکون پر تاخت و تاراج
قطب شاہ کو اپنے دار السلطنت مین آنے سے قوام الملک کی غارتگری کا حال معلوم ہوا۔
اُسنے ناصحانہ اور مشفقانہ خطوط لکھے کہ جو مال و اسباب اُسنے قطب شاہ کے ملک مین سے لوٹا ہے
واپس دیدے اُسنے ایلچیون کو بھجا دیا کہ وہ قوام الملک سے کہین کہ ہمارے شاہ کو ان
واقعات پر افسوس ہوا ہے وہ دل سے اپنے سب مسلمان ہمسایون کے ساتھ دوستانہ
رہنا چاہتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف مین لکھا ہے کہ سب مومنین بھائی ہین ۔ مگر
قوام الملک غرور کے گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ قطب الملک کو اپنے آگے کیا سمجھتا تھا اوسنے
دوبارہ اپنی سپاہ قطب شاہ کے ملک کی غارت گری کیلئے بھیجی تو پھر قطب شاہ بھی اپنے
غصہ کو نہ روک سکا اُسنے اپنے لشکر کو میدان مین آنے کا حکم دیا اور وہ ایلگندل کی
طرف چلا۔ اس مقام سے ایک دن کی راہ پر قوام الملک سے نزدیک ہوا دوسرے
روز لڑائی صبح سے دوپہر تک ہی قطب شاہ نے خود اپنے دو ہزار سوار لڑائے۔ اور
قوام الملک کو شکست دی جو پراگندہ ہو کر بھاگا اور قلعہ ایلگندل مین چلا گیا۔ اس
مقام پر قطب شاہ آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جب قوام الملک نے دیکھا کہ مین اپنے دشمن سے
نہین لڑ سکتا تو وہ برار کو بھاگ گیا اور علاء الدین عماد شاہ کی امداد کا طالب ہوا
چند روز بعد قلعہ ایلگندل قطب شاہ کے ہاتھ آیا اور قوام الملک کے سپاہیون
نے اسکی نوکری کر لی۔ شاہ قلعون ایلگندل اور ورنگل کو اپنے سپاہیون کو سپرد کرکے
اپنی دار السلطنت مین چلا آیا۔

قوام الملک برار مین گیا اس نے علاء الدین عماد الملک کو اغوا کیا کہ وہ اسکا
معاون ہو اور چلکر اسکا ملک اُسے پھر دلادے۔ جب قطب شاہ نے یہ سنا تو اُسنے اپنا
ایلچی عماد الملک پاس بھیجا جسنے قوام الملک کی ڈھین ڈھوکری بیان کی۔ اور
عماد الملک کو یاد دلایا کہ اسکے لشکر نے وہ سات پٹے (پٹہ ایک تلنگی لفظ ہے
جسکے معنی پرگنے کے ہین) غصب کر لئے ہین جو محمود شاہ بہمنی نے سلطان قلی

دیئے تھے انہین بائین ہاتھ سے عنایت کیجئی اور اپنے ملک مین قوام الملک کو رہنے نہ دیجئے
ان درخواستون مین سے علاؤالدین عماد شاہ نے کسی درخواست کو نہ مانا اور غصہ
مین آکر جواب دیا جسکے سبب سے سلطان قلی اپنی سپاہ کے ساتھ اسکی مملکت کی طرف چلا
عماد الملک بھی ایلچ پور سے روانہ ہوا اور رام گیر کے قلعہ کے قریب قطب شاہ سے مقابلہ کیا۔
دوسرے دن دوپہر تک لڑائی ہوئی۔ قطب شاہ نے فتح پائی۔ علاؤالدین عماد شاہ برار کو بھاگا
اور سلطان قلی نے اپنے سات تھانون مین اپنے آدمی متعین کئے اسکے بعد وہ گلکنڈہ مین آیا
یہان اس نے سُنا کہ سیتاپتی راجہ کم میٹ قطب شاہ کے ملک کا وہ حصہ دبا بیٹھا ہے جو اسکے
ملک کے قریب تھا اس راجہ پاس بڑے مضبوط قلعے کم میٹ بیلم کنڈہ۔ ورنگل۔ اور اسکے
سوائے اور قلعے بھی تھے اور بارہ ہزار پیادے خوب نشانہ باز اس پاس تھے۔ قطب شاہ نے اول
بیلم کنڈہ کی طرف کوچ کیا اور اسکو جاکر خوب محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ مدت تک رہا۔ شاہ نے
اُسپر زینے لگاکے چارون طرف حملہ کرکے اسکو لے لیا سپاہی بہت مارے گئے۔
جب راجہ سیتاپتی نے سُنا کہ قلعہ بیلم کنڈہ فتح ہوگیا جسکو وہ جانتا تھا کہ کوئی دشمن اسکے
اندر قدم نہین رکھ سکتا تو وہ فوج لے کر میدان مین قطب شاہ سے لڑنے آیا وہ بھی لڑنے کو
تیار بیٹھا تھا دونو لشکرون مین لڑائی ہوئی بڑے بڑے بہادر مسلمان دشمن کے پیادون کی
قدر انداز آتشبازی سے ہلاک ہوئے مگر آخر کو ہندؤن شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے۔ راجہ
مع خزانہ اور اسباب گران مسلمانون کے ساتھ آیا اسکے بعد قطب شاہ گلکنڈہ مین آیا سیتاپتی
شکست پاکر کم میٹ کو گیا اور روپیہ ہمسایہ کے راجاؤن کو جیسے کہ کنڈاپلی اندکھنڈہ
وارا پلی اور اینٹ گیر کے راجہ تھے چٹھیان لکھین اور سب کو بلایا تاکہ متفق ہوکر سلطان قلی
قطب شاہ سے لڑین جسنے تلنگانہ کا بڑا حصہ تسخیر کر لیا ہے اور ہر روز اپنا استقلال ایسا
بڑھا رہا ہے کہ تھوڑے ہی دنون مین کوئی ہندو رئیس اسکے مقابلہ کا نہین رہیگا۔ یہ سب نے
اسکے بلانے سے کم میٹ کے قریب آپس مین ملے جب سلطان قلی نے ان راجاؤن کا متفق
ہوتا سُنا تو اُنسے مقابلہ کرنے کے لئے کوچ کیا اور کم میٹ کے قریب ہندؤن سے سخت

سخت لڑائی ہوئی جسمین مسلمانون کو فتح ہوئی اور سیتا پتی راجمندری کو بھاگا۔ اور مسلمانون کے لشکر نے کنداپلی اور اندراکندہ اور ایتگیر پر قبضہ کیا قطب شاہ کم کو تسخیر کرنے گیا۔ یہ تلنگانہ کے مضبوط قلعون مین سے تھا قطب شاہ ناحق خونریزی نہین چاہتا تھا اُسنے حاکم قلعہ پاس ایلچی بھیجا اور اسکو راجہ کی شکست سے مطلع کیا اور مسلمانون کو قلعہ حوالہ کرنے کی درخواست کی جب سے اُسنے انکار کیا مسلمانون نے کئی حملہ اس قلعہ پر کئے مگر ناکامیاب رہے پھر قطب شاہ نے خود جھنجھلا کر چارون طرف سے حملہ کیا مسلمان اپنے سرون پر سپر لگا کر قلعہ کی دیوارون پر زینے لگا کے چڑھ گئے اگرچہ اس طرح مسلمانون مین جانون کا زیان بہت ہوا مگر وہ فصیلون پر قبضہ کرنے مین کامیاب ہوئے اس دفعہ اُنہون نے کسی کو امان دی ہر ایک مرد۔ عورت۔ بچے کو مار ڈالا فقط سیتا پتی کے عورتون کو شاہی محل مین داخل ہونے کے لئے زندہ رکھا۔

جب سیتا پتی کو شکست ہوئی تو وہ بھاگ کر راجہ راجمندر سیر گج پتی پاس گیا۔ جسکا دار القرار کنداپلی تھا اور اس کے قبضہ مین تلنگانہ اور اڑیسہ کا ساحل بحر بنگالہ کی حدود تک تھا اور خشکی مین کچھ ملک تھا۔ سیتا پتی نے اس سے یہ بیان کیا کہ سلطان قلی قطب شاہ اپنے جبر و قہر سے مجھے جلا وطن کرنے مین کامیاب ہوا اس نے سارا ملک تلنگانہ فتح کرلیا ہے اب آگے وہ اور قدم بڑھائیگا اور راجمندر کے ملک پر حملہ کریگا جو اسکی مملکت سے متصل ہے گج راجمندر نے اوسکی باتون کو یقین کرلیا اسکو بڑا بھروسہ اسپر تھا کہ وہ میدان جنگ مین بڑی سپاہ لاسکتا تھا اس نے احکام جاری کئے کہ کنداپلی مین اسکے تابعین لشکر لائین یہان اس نے ایک لشکر جمع کیا جسمین تین لاکھ پیادے اور تیس ہزار سوار تھے سب پاس نیزے تھے سیتا پتی و دتاوری اور ہری چند اور راو اور نامور راجہ لشکر کے ساتھ تھے ان سبنے باہم اتفاق رکھنے پر قسم کھائی اور سلطان علی قطب شاہ پر حملہ کرنے چلے سلطان قلی نے انکے مقابلہ کے لئے صرف پانچ ہزار سوار تیار کئے اور دشمن سے پانچی نور پر مقابل ہوا ہندوون نے

دوسرے روز ... اپنی صف آرائی کی - گج راجچندر دس ہزار سواروں اور ایک لاکھ پیادوں اور تین سو ہاتھیوں کے ساتھ قلب میں میمنہ میں اسکا بھتیجا دونادری دس ہزار سواروں اور ایک لاکھ پیادوں اور دو سو ہاتھیوں کے ساتھ -
میسرہ میں ہری چند او رسیتا پتی دس ہزار سواروں اور ایک لاکھ پیادوں اور دو سو ہاتھیوں کے ساتھ ہر ہاتھی کے ساتھ چند آدمی تیر و کمان لئے ہوئے تھے -
قطب شاہ نے دشمن کے سپاہیوں کی شمار پر کچھ خیال نہیں کیا اُسنے اپنے بیٹے حیدر خان کو پندرہ سو سواروں کے ساتھ میمنہ میں اور فتح خان کو اسی قدر سواروں کے ساتھ میسرہ میں کیا اور قلب میں خود دو ہزار سواروں کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا - عادت کے موافق وہ اپنے گھوڑے سے اُترا اور خدا تعالی کو سجدہ کیا اور بہت گڑگڑا کر دعا کی کہ الٰہی خدا الہو کافران کو مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار کر پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور دشمنوں پر وار کیا اور ہندؤں کو ڈرا کر بھیڑوں کی طرح آگے رکھ لیا اور قسائیوں کی طرح ذبح کیا - راجہ راجچندر قید ہوا اور اسکا بھتیجا دونادری شاہزادہ حیدر کے ہاتھ سے مارا گیا سب ہاتھی اور خزانے چھن گئے اور تمام ملک ساحل بحر تک شاہ کے قبضہ میں آیا - یہاں سے قطب شاہ کنداپلی گیا جسکو اُسنے مسخر کیا - یہاں سے ایلور اور راجمندری گیا - ایلور میں بہت ہندو مارے گئے - جب مسلمانوں کا لشکر راجمندری میں آیا تو اُنہوں نے گوداوری کے کنارہ پر خیمہ لگایا میان شاہ کو اطلاع ہوئی کہ درختانوں اور پہاڑوں میں بہت دشمن جمع ہوئے ہیں اور انکا ارادہ اسپر شبخون مارنے کا ہے تو شاہ نے اپنے دو سپہ آرا فتح خان اور رستم خان بھیجے کہ وہ دشمنوں کی حرکتوں کو دیکھتے رہیں اور اُنکے مارنے کے لئے کوشش کریں آخر تین میں جنگ ہوئی جب دو ہزار ہندو مارے گئے تو وہ پھر جنگلوں میں چلے گئے اور کمیت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا -
ودیگر ... جسکو عوام الناس گج پتی کہتے ہیں ممالک بنگال میں ساحل سمندر پر

تلنگانہ کی حدود و تاراج کرتا تھا۔ جب اس نے راجہ رامچندر کی شکست کا حال سُنا تو اُس نے
ایلچیوں کو سلطان قلی قطب شاہ پاس بھیجا اور آخر کو یہ صلح قرار پائی۔ مسلمانوں اور
ہندوؤں کی مملکت کے درمیان حد فاصل دریا گوداوری ہے۔ عہد نامہ پر دونو
قطب شاہ اور وسنا دیو (دیچا ناتھ دیو) کی مہرین ہو گئیں۔ مسلمانوں کو ضلع ایلور ملا
جب سپاہ گولکنڈہ میں واپس آئی تو بادشاہ نے سُنا کہ اُسکے ایام غیر حاضری میں
وجیانگر کے راجہ کرشن رائے نے اُس کی سرحد کے بعض اضلاع پر حملہ کیا اس لیے سلطان
فوراً لڑائی کے لیے تیار ہوا۔ اول کنڈبیر کو گیا۔ یہاں آنکر اُس نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔
کوہستانی دو قلعوں بیلم کنڈہ اور رانا گنڈہ سے جو کنڈبیر سے دو گول (گول=۴ کوس)
کے فاصلہ پر تھے۔ کنڈبیر میں سپاہ کی کمک آ گئی اور محاصرین پر کئی شب خون مار
اور انہیں کامیاب ہوئے۔ قطب شاہ دشمنون کے اس طریقہ سے لڑنے سے ایسا حیران
ہوا کہ اس نے کنڈبیر کو چھوڑکر اُن دو قلعوں کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اول اس نے بیلم کنڈہ
کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا۔ ادھر ہندوؤں نے شبخونوں
مارنا بھی نہیں چھوڑا۔ ان حملوں میں مسلمانوں کے بڑے بڑے بہادر افسر و بہت سے
سپاہی مارے گئے۔ قطب شاہ اپنی ہمیشہ تدبیر کام میں لایا کہ اُس نے سب طرف سے قلعہ پر
حملہ کیا اور دیوار پر زینے لگا کے قلعہ فتح کر لیا مگر بہت نقصان اُٹھایا۔ قلعہ میں جو مال و
اسباب ہاتھ لگا وہ سپاہ میں اُسی وقت تقسیم کر دیا۔ یہاں سُہیل خان خواجہ سرا کو
حاکم مقرر کیا اور خود کنڈاپلی کو چلا۔ اس اثنا میں کنڈبیر میں لشکر شاہی کے بہت
سے ہندو افسر شہزادہ حیدر خان کے باغی ہو گئے اسلئے قطب شاہ کو مجبوراً اپنے
بیٹے کی سطوت قائم رکھنے کے لئے مراجعت کرنی پڑی۔ اسی عرصہ میں کرشن رائے
وجیانگر نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی سپاہ کنڈبیر کو جاتی ہے ایک سپاہ جمع کی
اور اپنے بھتیجے کو پانچ ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار پیادے دے کر مسلمانوں سے میدان
میں لڑنے کے لئے بھیجا۔ یہ سپاہ اپنے مقام مقررہ پر پہنچے اور بیلم کنڈہ میں پہنچا

لیے آگے بڑھی سہیل خان نے یہ پیچ کیا کہ دشمن سے کہا کہ مجھ میں اس قدر
سپاہ لیتی کے ساتھ لڑنے کی تاب و توان نہیں ہے مجھے تین روز کی مہلت دو کہ میں قلعہ
حوالہ کر دوں۔ ادھر یہ کہا ادھر شاہ پاس اپنے ایلچی دوڑا کے اپنے حال سے اطلاع
دی قطب شاہ اس بات کے سنتے ہی اپنے سواروں کے ساتھ ایلغار کر کے دشمن پر
دفعۃً آن پڑا جو اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ اب قلعہ حوالہ ہوتا ہے شاہ نے دشمن کو
پراگندہ کیا اور اسکا بھاری اسباب چھین لیا اور ساٹھ ہاتھی جو سپاہ محافظ
سیلم کندہ و کنداپلی کی تنخواہ کے لیے خزانہ لئے جاتے تھے وہ پکڑ لائے اس طرح سیلم کندہ
کو دشمن کے محاصرہ سے شاہ نے چھڑایا اور کندبیر کو آیا۔ توپخانوں سے قلعہ کی دیوار
کو توڑا پھوڑا اور نیچے کا قلعہ فتح کیا اہل قلعہ اوپر کے قلعہ میں پہاڑ پر چڑھ گئے۔
دوسرے روز وہ بھی فتح ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنی سپاہ کو اس کے لوٹنے کی اجازت
دی مگر سب باشندوں کو جان کی امان دی جب کرشن رائے راجہ وجیانگر
کو کندبیر کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے سپہ سالار اور داماد سیوا رام کو ایک لاکھ
پیادوں اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بھیجا۔
قطب شاہ نے اپنی سپاہ کی قوت کو اس طرح ضعیف کرنا نہ چاہا کہ وہ کندبیر میں اس کو
چھوڑ رکھتا۔ اس نے قلعہ کے دروازے جلا دیئے اور اسکی عمارات کو ڈھا دیا اور
کنداپلی کو مراجعت کی اور کرشنا کے کنارہ پر اوترا ہندوؤں کو مسلمانوں کی
اس دفعۃً مراجعت پر تعجب ہوا۔ انہوں نے جا کر کندبیر کی دیواروں کی مرمت
کی۔ اور سپاہ وہاں چھوڑی اور اسکو اپنے خزانوں اور بھاری اسباب کے
لیے بنگاہ بنایا پھر ہندو قطب شاہ کی سپاہ کے پیچھے پڑے قطب شاہ نے ان کو
اپنی لشکرگاہ سے چند میل کے قریب آنے دیا۔ پھر شاہ پانچ ہزار سواروں کو ساتھ
لے کر ہندوؤں کے لشکر پر صبح کو اس طرح گیا جیسا کہ چڑیوں پر باز جھپٹا مارنے
جاتا ہے۔ دو مہینے تک لڑائی رہی۔ طرفین نے مردانگی دکھائی۔ آخر کو

ہندوؤن نے قلعہ کندبیر مین جاکر پناہ لی قطب شاہ نے اوسکو دوبارہ محاصرہ کیا جب ہندوؤن
نے دیکھا کہ قلعہ کو ہم بچا نہین سکتے تو اُنہون نے خراج گذار ہونا قبول کیا اور سالانہ تین
لاکھ ہن (۱۲۰۰۰۰۰ روپیہ) دینے کا وعدہ کیا اور اسی وقت دو لاکھ ہن
(۸۰۰۰۰۰ روپیہ) اونہون نے ادا کردیئے اور باقی ایک لاکھ ہن کے لئے چار نوجوان
راجہ اوّل مین دیئے۔ ہندو مسلمانون کے درمیان ان معاملات کے زمانہ مین قلعہ
کنداپلی مین اکثر ہندو جو نائک واری تھے اُنہون نے قطب شاہ کے بیٹے حیدر خان
کے احکام کا ماننا چھوڑ دیا تھا اور چار مہینے کے عرصہ سے کھلی بغاوت کرتے تھے۔
جب اُنہون نے سیوا رام کی شکست کا اور کندبیر کے دوبارہ مفتوح ہونے کا حال
سُنا تو وہ ٹھنڈے ہوئے اور سمجھے کہ ہمکو کامیابی کی امید کم ہے اس لئے انہون نے
اپنی جان کی امان مانگی اور لشکر شاہی کو قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔
سلطان قلی نے نائک واریون کو معاف کردیا اور اُس نے حکم دیا کہ کنداپلی کی سرکش
سپاہ گن پور کے قلعہ مین جائے اور قلعہ گن پور کی سپاہ کنداپلی مین آئے۔

قطب شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ کی لڑائی۔

اس عرصہ دراز کی لشکرکشی کے بعد سلطان قلی نے اپنی دار السلطنة کی طرف
کوچ کیا اثنائے راہ مین سنا کہ بیجاپور کے اسمٰعیل عادل شاہ نے وجیانگر کے راجہ کے
اغوا سے قلعہ کوول کندہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس خدمت کے لئے راجہ نے اوسکو
دو لاکھ ہن (۸۰۰۰۰۰ روپیہ) دیئے ہین اور پچاس ہزار ہن ہر کوچ پر جو بیجاپور
کی سپاہ قطب شاہ کے ملک مین کرے دینے کا اقرار کیا ہے۔
یہان اُس زمانہ مین جعفر بیگ بادشاہ کا قلعہ دار تھا اور ضلع کوول کندہ مین حاکم تھا۔
عادل شاہ نے اسکو بیس ہزار سپاہ سے ایک مہینہ سے محاصرہ کر رکھا تھا اوس نے
قطب شاہ کو لکھا کہ اب میرے پاس جنگ کا ذخیرہ بہت کم ہو گیا ہے اگر کمک
نہ پہونچے گی تو تھوڑے عرصہ مین دشمنون کے ہاتھ سے قلعہ نہین بچے گا سلطان قلی
قطب شاہ نے فوراً اپنا انتظام کیا کہ قلعہ کی کمک کو خود جائے مگر اسکے مشیر کار

اسکے جانے کے مانع ہوئے اُنہون نے کہا کہ آپ صرف تین ہزار سوار جنگ کے قابل موجود
ہین اور باقی سپاہ ہاری تھکی ہی- ہاتھی دُبلے و ضعیف ہو رہی ہین دو برس سے لگاتار
لڑ رہے ہین کہان تک نہ تھکین سلطان قلی نے جواب دیا کہ مین کبھی دشمنون کی کثرت
سے اُسے خوف زدہ نہین ہوتا چنانچہ یہ امر رامچندر راجہ کی لڑائی سے ثابت ہے
اسلئے افسرون نے کہا کہ برہان نظام شاہ کی کمک پہنچنے تک آپ انتظار کیجئے۔ اسی اس
باب مین گفتگو ہو رہی تھی مگر وہ اپنے ہمسایہ مسلمان کے برخلاف جبتک وہ اسکو خود برانگیختہ نکرے
فوراً سفر کرنے مین متامل تھا۔ گول کنڈہ کے قلعہ نشینون کو اطلاع دی گئی کہ بادشاہ
خود مدد کرنے آیا ہے جب وہ گن پور مین آیا تو اُسنے اسمٰعیل عادل شاہ کی خدمت مین اپنا
ایلچی بھیجا اور اسکو کافرون کے اغوا سے مسلمانون کے ساتھ لڑنے پر لعنت ملامت کی
اسمٰعیل نے یہ بات سنکر قلعہ گول کنڈہ کے محاصرہ مین سپاہ چھوڑی اور خود سلطان قلی
سے لڑنے آیا۔

سلطان قلی نے اپنی لشکرگاہ مین علماء اور مشائخ کی انجمن منعقد کی اور اُنسے پوچھا
کہ جب کوئی مسلمان بادشاہ کافرون سے رشوت لیکر اپنے ایمان کے اصول کو چھوڑ
کر اپنے دوسرے ہمسایہ مسلمان شاہ سے لڑے تو شرعاً اُس سے لڑنا جائز ہے یا نہین؟
اس انجمن کی رائے یہ تھی کہ اس دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہیئے جو کافر کے ساتھ کیا
جاتا ہے پس اُسنے اپنی تھوڑی سی سپاہ کو یہ بات سمجھائی اور حملہ آورون سے لڑنے کو
آگے بڑھا میمنہ مین عین الملک کو اور میسرہ مین فتح خان سپہ آرا کو اور قلب مین شاہزادہ
حیدر کو معین کیا اور خود منتخب سوارون کے ساتھ ضرورت کے وقت منتظر رہا اسمٰعیل عادل شاہ
نے بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی کی اور دونو لشکر جنگ مین مصروف ہوئے سارے دن
لڑائی رہی رات نے جنگ کو موقوف کیا کوئی غالب و مغلوب نہوا۔ تین روز تک متواتر
لڑائی رہی تیسری رات کو عادل شاہ نے تین ہزار سوار گولکنڈہ کے لوٹنے کے لئے بھیجے
چوتھے روز سارے دن لڑائی رہی اور دونو سپاہ اپنے اپنے خیمہ گاہون مین گئین

جاسوسون نے سلطان قلی کو مطلع کیا کہ عادل شاہ نے گولکنڈہ کی غارتگری کے لئے سپاہ بھیجی
ہے تو اُس نے اپنا بھاری اسباب گن پور مین رکھا دو روز مین اس سپاہ کو آن لیا
اور اس مین ایک آدمی زندہ نہ چھوڑا۔ جب اسمٰعیل عادل شاہ نے یہ حادثہ سُنا تو اُس نے
جاکر پہلے سے زیادہ سخت کوولکنڈہ کا محاصرہ کیا۔ جب سلطان قلی کو معلوم ہوا
کہ اس محاصرہ کے لئے عادل شاہ نے مراجعت کی ہے تو وہ اپنے تین ہزار سوارون کو
ساتھ لیکر عادل شاہ کے لشکر کے حوالی مین اترا اور شب خون مارا اور سپاہ کو دشمن کے لئے
رسد بند کرنے کے لئے بھیجا اسکے بعد ایک لڑائی قصبہ گن پور کے قریب ہوئی جسمین
سلطان قلی کے چہرہ پر تلوار کا زخم لگا جسسے ناک کا کچھ حصہ اور ایک گال اُڑ گیا اس زخم
نے اُس کی صورت بگاڑ دی۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ اسد خان لاری بیجاپوری کے
ہاتھ سے اُس کے بیٹے جمشید قطب شاہ کے چہرہ پر یہ زخم لگا تھا۔ کوولکنڈہ کے حوالی مین بارہ
مہینے یہ چپقلشین ہوتی رہین اس عرصہ مین محصورین نے بھی قلعہ سے باہر آنکر محاصرین پر
کئی دفعہ حملہ کیا مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی کہ اسمٰعیل عادل شاہ بخار مین مبتلا ہو کر ۱۶ صفر
۹۴۱ھ کو اس دنیا سے سفر کر گیا اور ملو عادل شاہ اسکا جانشین ہوا اور پھر صلح
ہو گئی کوولکنڈہ کے قلعہ مین بعض نائک تھے جنھون نے اپنی مردانگی دکھائی تھی اُن
کو سلطان قلی نے انعام اکرام دئے۔ ایک لشکر کو تین برس برابر لڑتے ہوئے ہو چکے تھے
تو اسکے افسرون اور سپاہیون کو شاہ نے گھر جانے کے لئے رخصت دی۔ اور
خود اپنی دار السلطنت مین آیا۔

شوال ۹۳۶ھ مین سلطان قلی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ابراہیم قلی رکھا گیا
جس زمانہ مین کہ اسمٰعیل عادل شاہ سے قطب شاہ لڑ رہا تھا تو برید شاہ بیدر نے
فرصت پاکر تلنگانہ کے شمالی قصبے و پرگنون پر تاخت . . . . . . و تاراج
کی سلطان قلی کچھ دنون اپنی دار الخلافہ مین رہا اور پھر میدان جنگ مین آیا کہ
اس غارتگری کا انتقام لے وہ بیدر کو روانہ ہوا اور مخالفون سے

لڑائی ہوئی اور پہلے روز خوب صف جنگ رہی مگر دوسرے روز بریدشاہی سپاہ کو
ہزیمت ہوئی اور ایک سو پچاس ہاتھی اسکے دشمنون کے ہاتھ آئے بعد اسکے سلطان قلی
نے اپنی سپاہ کو حکم دیدیا کہ بریدشاہ کے سارے ملک مین پھیل کر تاخت و تاراج
کرین - پنچ ویل - ایلور - پتران کے زمینداروں نے آن کر خراج ادا کیا اور
اپنا ملک شاہ کی سپاہ کے سپرد کیا جنہنے اسپر قبضہ کیا - اب سلطان قلی قطب شاہ قلعہ کوہیر
کی تسخیر کے لیئے آگے بڑھا جب بریدشاہ نے یہ سُنا تو وہ قطب شاہ سے لڑنے آیا -
سلطان قلی نے اپنی آدھی سپاہ سے اسکا مقابلہ کیا اور آدھی سپاہ کو محاصرہ مین
مصروف رہنے دیا اس لڑائی نے طول کھینچا - بریدشاہ کی سپاہ نے لشکر کے رسد کی راہ
بند کرنے مین کوشش کی اور اُس مین کئی لڑائیان بھی ہوئین آخر کو برسات
آجانے کے سبب سے طرفین اسپر راضی ہوئے کہ قاسم برید قلعہ کوہیر کو دیدے
اور شاہ گولکنڈہ اپنی دارالسلطنة کو چلا جائے -

قطب شاہ کچھ دنون گولکنڈہ مین رہا پھر اُس نے ہندوؤں پر لشکر کشی کا حکم دیا
اور سپاہ کو فراہم کرکے نلکنڈہ کی طرف چلا جہان کے راجہ نے اُسکے ملک مین کچھ
غارت گری کی تھی جب قطب شاہ یہان آیا تو اُس نے قلعہ حوالہ کرنے کے لیئے درخواست
کی راجہ نے اسکو منظور نہین کیا تو شاہ نے محاصرہ کیا کچھ دنون کے بعد راجہ کے بھائی
نے قلعہ سے نکل کر شاہ کی سپاہ پر حملہ کیا جس مین وہ خود قید ہوا اور لشکر کو شکست
ہوئی - اس شکست سے راجہ ہری چند حاکم قلعہ بیدل نہین ہوا اُس نے کئی حملے دن
رات کو محاصرین پر کیئے جنمین طرفین کے بڑے بڑے بہادر سپاہی مارے گئے -

اس کوہستانی مستحکم قلعہ پر شاہ نے کئی دفعہ حملہ کیا مگر ہر دفعہ وہ ناکام رہا اور
اسکا حملہ دفع کیا گیا آخر کو اُس نے علم صلح قلعہ کی دیوار پر پہنچایا اور منادی کی کہ اگر
ہری چند گولکنڈہ کا باجگذار ہونا قبول کرے تو پھر قطب شاہی سپاہ اسکے ملک
[illegible] لی اور شاہ [illegible] جائیگا لیکن اگر راجہ ان [illegible]

کریگا تو خدا شاہد ہے کہ شاہ بہت سپاہ بھیجیگا قصبون کو غارت کریگا اور ملک کو ویران
اور قلعہ کو سر بند کر کے تسخیر کریگا اور پھر قلعہ مین کسی مرد عورت بچے کی جان نہ چھوڑیگا راجہ
نے صلح کی شرائط کو منظور کر لیا اور شاہ پاس تحائف و نفائس بھیجے سالانہ خراج دینا
قبول کیا جب راجہ کے ایلچی آئے تو شاہ نے اُن سے کہا کہ نلکندہ ہی کوہستانی قلعہ ایسا ہے کہ
جسکو مین نے فتح نہین کیا مین اسکو سیر کرنی چاہتا ہون۔ میری محافظ سپاہ نیچے
کھڑی رہیگی مین ایک دو آدمیون کو ساتھ لیکر قلعہ کے اندر جاؤنگا۔ راجہ نے اس کی
درخواست کو اس لئے قبول کر لیا کہ اس طرح شاہ خود بخود پنجہ مین آئیگا جسکا دم گھوٹ کر
نکالا جائیگا مگر نہ سمجھا کہ سلطان قلی سے پیچ کھیلا۔ اس نے اپنی محافظ سپاہ کو کہدیا کہ جس
وقت مین قلعہ کے دروازہ مین تین چار آدمیون کے ساتھ پہنچونگا تو اپنی تلوار ننگی کرونگا
اُسے دیکھ کر تم آنا مین دروازہ مین جب تک تم آؤ کھڑا رہونگا غرض وہ چار سپاہیون
کے ساتھ جو مکمل مسلح تھے پہاڑ پر چڑھا جب دروازہ مین داخل ہوا تو اُس نے تلوار
کھینچی اور پہرے کے سپاہی کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اس کے ساتھیون نے اور دروازہ بانون کا
خون کیا اور دروازہ پر بالکل قبضہ کر لیا کہ شاہ کی محافظ سپاہ آن پہنچی پھر تو نہ
عورت کو نہ مرد کو نہ بچے کو اُس نے زندہ چھوڑا۔ راجہ کو قید کر کے ایک آہنی قفس مین
بند کیا اور پھر اوسکو مار ڈالا۔ نلکندہ سے شاہ نے کنندبیر کی طرف خراج کے وصول
کرنے کے لئے کوچ کیا۔ یہان کے راجہ نے خراج کے ادا کرنے مین تغافل کیا تھا۔ کندبیر کا
محاصرہ پہلی طرح سے کیا گیا۔ مدت تک اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ راجہ نے ایک مسلمان
افسر کو رشوت دیکر چاہا کہ صلح ہو جاے مگر بادشاہ نے کہا کہ مین اس قلعہ کو جب تک
فتح نہ ہو نہین چھوڑونگا پھر چند روز مین وہ فتح ہو گیا۔ اہل قلعہ نے اپنے تئین
ہوشیاری سے حوالہ کیا۔ قلعہ کے اندر شاہ نے ایک مسجد اپنی فتح کی یادگار کے لئے
بنایا اور اپنی دار السلطنت کو آیا۔
اسمٰعیل عادل شاہ کے مرنے کے بعد ملو جانشین ہوا تھا جسکو اسد خان لاری نے

اندھا کرکے ابراہیم عادل شاہ کو بادشاہ بنایا جب سلطان قلی قطب شاہ کوہیر کا محاصرہ
کر رہا تھا تو ابراہیم عادل شاہ نے برید شاہ سے اتفاق کرکے ممالک تلنگانہ کو
بعض حصوں پر تاخت و تاراج کی تھی۔ سلطان قلی نے اب اسکا انتقام لینا چاہا وہ
قلعہ ایت گیر پر لشکر لیکر گیا۔ یہ قلعہ شاہ بیجاپور پاس تھا اور اسنے اور سپاہ کو بھی
روانہ کئے کہ اضلاع کاکنی۔ گرولی اور تارگی کو فتح کریں جنکو اسمعیل عادل شاہ نے اس
عرصہ میں غصب کرلیا تھا کہ وہ رامچندر اور سیتا پتی سے لڑ رہا تھا ان سپاہ کے دستوں
نے تھوڑے عرصہ میں ان اضلاع کو تسخیر کرلیا اور قطب شاہ کے نام سے حکومت انمیں قائم
ہوگئی اسکے بعد قلعہ ایت گیر کو محاصرہ کیا اور اسی وقت اسنے برید شاہ پاس ایلچی بھیجا۔
اور اس سے قصبات میدک اور کولاس طلب کئے۔ سلطان قلی قطب شاہ سے قاسم برید
لڑ نہیں سکتا تھا اس نے ایلچی بھیجکر برہان نظام شاہ احمد نگر سے درخواست کی
کہ آپ مدد کرکے مجھے اس آفت سے بچائیے۔ اس وقت برہان نظام شاہ ابراہیم عادل شاہ
سے ضلع شولاپور کے لئے جنگ کر رہا تھا وہ اس پیغام سے خوش ہوا کہ اسکو سلطان
قلی قطب شاہ سے عہد و پیمان کرنے کا موقع ملیگا جس کی مہربانی کا وہ آرزومند تھا
اس نے اپنے وزیر شاہ طاہر کو قطب شاہ کے لشکرگاہ میں بھیجا اور شرائط صلح یہ ٹھیرائیں
کہ قاسم برید شاہ قلعہ میدک کو قطب شاہ کے حوالہ کرے اور قطب شاہ اسکے قصور معاف کرے
جب شاہ طاہر گولکنڈہ میں آیا تو اسے معلوم ہوا کہ برسات کے آجانے کے سبب سے
قطب شاہ ایت گیر کا محاصرہ اٹھانے کو اور اپنے دارالخلافہ میں آنے کو ہے قطب شاہ نے شاہ
طاہر کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اسنے قاسم برید کے صلحنامہ پر آسانی سے دستخط کرا
لئے۔ اور شاہ طاہر نے اس سے یہ درخواست بھی کی کہ وہ پانچہزار سوار برہان
نظام شاہ کی کمک کے لئے بھیجدے کہ وہ قلعہ شولاپور کی تسخیر میں شریک ہوں۔
شاہ طاہر کو بیس ہزار ہن دیکر رخصت ہوئی۔ بعد ان فتوحات کے سلطان قلی
قطب شاہ نے جس کی عمر نوے برس کی ہوگئی تھی یہ ارادہ کیا کہ حیات کے باقی

چند روز کو اپنے ملک کے انتظام و ترقی مین بسر کرے جسکو اپنی قوت بازو سے حاصل کیا تھا۔ گو اسکا جسم ضعیف تھا مگر دل قوی تھا اب اُس نے اپنی دار السلطنة کو مساجد باغات اور عمارات سے آرائش دینی شروع کی۔ کہتے ہین جمادی الاول سنہ ۹۵۰ھ کے آخر مین جمعرات کے دن گولکنڈہ کی جامع مسجد کی تعمیر کی اصلاح کے لئے دروازہ خاص سے آیا اور جماعت کی نظر سے مخفی رہا اسکا چہرہ زخم لگنے سے ڈراونا ہو گیا تھا خلقت اسکو تماشا سمجھ کر دیکھنا بہت چاہتی تھی وہ اس سے پرہیز کرتا تھا غرض وہ مسجد آنکر معمارون کو ہدایت کر رہا تھا کہ اسکے ہاتھ سے وہ رومال گر گیا جسپر بارہ امامون کا نام منقش تھا تو اُس نے اصلاح تعمیر کے بتلانے کو اور روز موقوف رکھا اور مسجد سے چلا گیا۔ اتوار کے دن ۲ جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ کو مسجد مین آکر نماز پڑھتا تھا کہ شاہزادہ جمشید قلی کی اغواسے میر محمود ہمدانی حاکم و قلعدار گولکنڈہ نے شاہ کو شہید کیا اس مقبرہ مین کہ خود تعمیر کرا رہا تھا دفن ہوا سلطان قلی نے ساٹھ برس حکومت کی جسمین ۱۶ برس تلنگانہ مین محمود شاہ بہمنی کے نام سے وہ حکومت کرتا رہا باقی چوالیس برس شاہانہ حکومت کی نوے برس کی عمر مین شہید ہوا اسکے چھہ بیٹے اور چار لڑکیان تھین۔ (۱) حیدر خان جو باپ کی زندگی مین مر گیا (۲) قطب الدین جسکو شاہ نے اپنا ولیعہد اور قائم مقام مقرر کیا تھا اور وہ اپنے بھائی جمشید کے حکم سے اندھا کیا گیا جمشید نے ہی باپ کو مروایا تھا اور تخت کو غصب کیا تھا چند سال بعد قطب الدین اجل طبیعی سے مر گیا (۳) یار قلی جمشید خان جو اپنے باپ کا جانشین ہوا (۴) ابراہیم جسنے سرکشی کی اور ملک سے چلا گیا اور پیچھے مارا گیا (۵) دولت خان جسکو شہزادہ نادکہتے تھے وہ ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین مرا (۶) ابراہیم جو اپنے بھائی جمشید کے بعد مسند نشین ہوا۔

جب یار قلی جمشید نے دیکھا کہ باپ نے قطب الدین کو اپنا ولیعہد بنایا اور اپنی جانشینی کے لئے منتخب کیا تو اسنے باپ کے قتل کرنے اور تخت کے غصب کرنے کا ارادہ کیا

جب قطب شاہ کو یہ خبر ہوئی تو جمشید کو قید کرنے کا حکم دیا اور قلعہ گولکنڈہ کے محبس میں
اوسکو مقید رکھا اس قید میں بھی اس نے باپ کو قید حیات سے رہائی دلانے میں تدابیر
کیں اور اپنے محافظ اور قلعہ دار گولکنڈہ کو ترغیب و تحریص کی کہ اُسنے شاہ کو مار ڈالا
جسکا اوپر بیان ہوا اس دراز مدت سلطنت میں وہ اپنا ملک اپنے وارثوں کو چھوڑ
گیا جو گوداوری سے کرشنا سے پرے تک اور سمندر سے اس خط تک جو حیدرآباد کے
۸۰ درجہ طول بلاد شرقی سے کھینچا جائے اسکے ملک کے شمال مغربی اضلاع تو مملکت
بہمنی کے حصے تھے اور جنوب مغربی اضلاع وجیانگر کے راجہ سے چھینے تھے مگر زیادہ تر اسکی
قلمرو میں وہ اضلاع تھے جو اس نے ورنگل کے باقیماندہ خاندان سے اور تلنگانہ کے
اور زمینداران سے لئے تھے۔

جمشید قطب شاہ

سلطان قلی کے مرتے ہی میر محمود قاتل گولکنڈہ میں آیا اور شاہزادہ جمشید کو قیدخانہ
سے نکال کر اپنی جماعت کے ساتھ شاہزادہ قطب الدین کے محل پر گیا جسکو سلطان قلی
قطب شاہ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور اسکو اندھا کیا پھر وہ محل شاہی میں آیا اور
رسوم کے موافق جمشید کو تخت پر بٹھایا اور سارے ملک تلنگانہ میں اس کے نام
کا خطبہ پڑھا گیا اور شاہان دکن نے اسکو تہنیت نامے بھیجے جب جمشید نے اپنے بڑے
بھائی کی آنکھیں نکالیں تو اُسنے دیورکنڈہ میں احکام بھیجے کہ وہاں جو اسکا چھوٹا بھائی
ابراہیم حاکم قلعہ ہے وہ گرفتار ہوکر یہاں آجائے۔

جب شاہزادہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ قاسم برید کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی امداد کی
چاہی قاسم برید نے اسکی بڑی آؤبھگت کی اور سپاہ جمع کرکے اور شاہزادہ کو ساتھ
لیکر گولکنڈہ میں بغیر مقابلہ کے آگیا۔ قاسم برید نے دفعتہً تلنگانہ پر چڑھائی کرکے
شاہان دکن کو متحیر کیا خاص کر برہان نظام شاہ کو وہ اسکی بلند ہمتی کی خیالات سے
واقف تھا اور اس کے بڑھنے سے خائف تھا اس لئے فوراً اپنی سپاہ جمشید

قطب شاہ کی کمک کو بھیجی۔ برہان نظام شاہ نے کوہیر کو جو قاسم برید کے قبضہ مین تھا حملہ کرکے لے لیا اور یہان سے گولکنڈہ کی طرف آگے بڑھا۔ قاسم برید مین یہ طاقت کہان تھی کہ وہ نظام شاہی اور قطب شاہی کے متفق لشکر و نکا مقابلہ کرتا اس لئے وہ بیجاپور چلا گیا۔ مگر راہ مین اسکو ایسا موقع ملا کہ مہمان نوازی کے حقوق بھول کر اسنے ابراہیم کے ہاتھیون اور مال اسباب پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ کو جب اسکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ بیجانگر چلا گیا اور رام راج کی دوستی کا طالب ہوا وہ پہلے سلطان قلی قطب شاہ کا تابع تھا اور اب وہ بیجانگر مین راج کرتا تھا۔

رام راج کی ترقی کا حال

رام راج کی ترقی کی حقیقت دراصل یہ ہے کہ جب سلطان قلی قطب شاہ نے بیجانگر کی ممالک کی طرف کوچ کرکے سرحد پر بعض اضلاع کو زیر کیا تھا تو وہ مسلمانون کی سپاہ کو یہان چھوڑنا پسند نہین کرتا تھا اس لئے رام راج کو جو شریف خاندان کا ہندو تھا یہ اضلاع سپرد کیے اور خود گولکنڈہ کو چلا گیا۔ تین برس بعد اس ملک مین عادل شاہ کی سپاہ جو تاخت و تاراج کرنے آئی تھی اور اُس نے رام راج کی ریاست کو تہ و بالا کیا تو وہ بھاگ کر سلطان قلی قطب شاہ پاس آیا جسنے اس بھگوڑے پن کو اوس کی نامردی جانا اور اپنے پاس سے دور جانے کا حکم دیا۔ رام راج نے اس طرح ذلیل ہوکر بیجانگر کی راہ لی اور کرشن راج کا نوکر ہوا اُس نے اُس کی ایسی قدر کی کہ اپنی بیٹی بیاہ دی جب خسر کا انتقال ہوا اور وارث تخت و تاج۔ ابھی گود ہی مین کھیلتا تھا وہ سلطنت کے کامون کا انجام نہین دے سکتا تھا اس لئے رام راج اول اس لڑکے کی طرف سے نائب وکیل سلطنت ہوا پھر اس نے سلطنت کو غصب کیا اور اپنے تئین صاحب اقتدار بنانے مین کوشش کی اور اپنے عزیزون اور دوستون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب دیئے وجیانگر کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ سید جی اور ریحان حبشی ملقب بہ حمید خان اور کانا جی برہمن کو شاہزادہ ابراہیم ہمراہ لیکر رام راج پاس آیا۔ شاہزادہ کے چند اور خاص نوکرون نے بھی قاسم برید کی

جمشید قطب شاہ

لشکر کو چھوڑکر بیجا نگر کا رستہ لیا یہان شاہزادہ کی تعظیم و تکریم اسکے رتبہ کے موافق ہوئی شہزادہ شہر مین رہتا تھا کہ ایک دن عجب اتفاق ہوا کہ ملک عین الملک گیلانی ابراہیم عادل کی ملازمت چھوڑکر رام راج کا نوکر ہوگیا تھا اور اسکو اپنی بہادری اور شجاعت ایسی دکھائی تھی کہ وہ اسکو بھائی کہتا تھا۔ ایک دن وہ رام راج سے ملکر اپنی سپاہ کے ساتھ چلا آتا تھا۔ راہ مین شہزادہ ابراہیم سے وہ دوچار ہوا شہزادہ اپنے ملازمین اور سیدی اور حمید خان کے ساتھ جاتا تھا۔ رستہ تنگ تھا ہر ایک اسپر بجد ہوا کہ رستہ اس کے لیے خالی کیا جائے آخر کو شاہزادہ کے آدمیون نے جو گھوڑون پر سوار تھے عین الملک کے آدمیون پر تلوارون سے وار کیا اور اپنے لئے رستہ خالی کیا کہ جسکے بعد شہزادہ رام راج سے ملنے گیا۔

جب قاسم برید شاہ گولکندہ سے چلا گیا اور برہان نظام شاہ گولکندہ کے قریب آیا تو جمشید قطب شاہ کو اپنے دارالخلافہ کی طرف سے کوئی فکر دل مین نہین رہا وہ اپنے دوست سے ملنے چلا۔ جمشید کو برہان نظام شاہ نے امارات شاہی دینے اور اسکے سر پر تاج رکھنے کا ارادہ کیا تو جمشید نے یہ کہہ کر انکے لینے سے عذر کیا اگر مین میدان جنگ مین تاجدار ہونے کا استحقاق نہین رکھتا تو مین تاج لینے کے لائق نہین اسکے بعد برہان نظام شاہ نے اسکو اپنے ساتھ اور علاء الدین عماد کے ساتھ ایک جہت ہونے کی اور بیجاپور کے بادشاہ سے مخالف ہونے کی ترغیب دی اور ان تینون شاہون کی سپاہ قلعہ شولاپور کے فتح کرنے کے لئے چلی۔ جب ابراہیم عادل نے اس اتفاق کی خبر سنی تو وہ برید شاہ کو اپنے ساتھ لیکر برہان نظام شاہ کی سرحد پر پرنیدہ پر چڑھا وہ تینون شاہون کی سپاہ ہونے کے برابری کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اس لئے ان کے متفرق کرنے کے لئے پرنیدہ پر لشکرکشی کی۔ یہان آنکر اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اسکا منصوبہ بن آیا کہ یہ سپاہ متفقہ شولاپور کو چھوڑکر پرنیدہ کو چلین ابراہیم عادل شاہ نے ان سپاہیون کی یہ حرکت سنکر خاص پور مین انپر حملہ کیا۔ بڑی خون ریز لڑائی ہوئی

جسمین جمشید شاہ نے اپنی بڑی مردانگی دکھائی۔ بیجاپور کے پادشاہ کو شکست ہوئی اسکے خیمہ و خرگاہ اور بنگاہ سب دشمنون کے ہاتھ آئے اب جمشید قطب شاہ کو موقع ملا کہ وہ قاسم برید سے انتقام لے اسکا پیچھا اُس نے بیدر کے دروازون تک کیا اور اپنے تیئن اور اپنی سپاہ کو یہان کے غنائم سے مالامال کیا۔

جب قاسم برید شاہ نے سنا کہ جمشید قطب شاہ سپاہ متفقہ کو چھوڑ کر اپنے دارالخلافہ کو گیا فرشتہ اس چھوڑنے کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ جمشید قطب شاہ کی یہ خوش طبعی تھی کہ وہ جانب غالب کے ساتھ متفق ہوتا اور پھر اوسکو دفعتہً ایسا چھوڑ کر چلا جاتا کہ اپنے خیمہ و خرگاہ کی بھی خبر نہ لیتا) تو وہ اُن آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادہ لیکر جمشید پر حملہ کرنے آیا۔ ابھی گلکندہ سے چار کوس پر موضع ملکورمین قاسم برید پہونچنے نہ پایا تھا کہ اُس کے آنے کی خبر کو جمشید سنکر ایسا گھبرایا اور اُس کے ہوش و حواس پران ہوئے کہ اپنی دارالخلافہ کو خالی کیا اور قلعہ مین کچھ سپاہ اسکی محافظت کے لئے چھوڑی اور خود کوشش کی کہ مختلف اقطاع سے اپنے امرا کو جمع کرے۔ دشمن کی توجہ ہٹانے کے لئے وہ بیدر کی طرف چلا اور کمٹانا مین پہنچا اور گرد کے اضلاع کو لوٹا مارا۔ جب برید شاہ نے یہ حال سنا تو اُس نے گولکنڈہ کا پیچھا چھوڑا اور اپنے دارالخلافہ کی محافظت کے لئے مراجعت کی اس مراجعت مین جمشید قطب شاہ سے وہ تین سو سوارون ساتھ دوچار ہوا اور اوسکے لشکر پر پٹن چرو کے قریب حملہ کیا۔ جسکا خاتمہ اس پر ہوا کہ دونو پادشاہ اپنی اپنی دارالخلافہ کو جائین جمشید شاہ نے اپنی دارالسلطنت مین آنکر روپیہ اور لشکر سب طرف سے جمع کیا اور پھر بیدر کی طرف کوچ کیا کولاس مین پہنچکر اس نے اپنی سپاہ کو چارون طرف ملک مین لوٹ مار کرنے کے لئے بھیجا قاسم برید شاہ بیدر سے آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر اسکے مقابلہ کے لئے نکلا جمشید نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا کہ آیندہ کیا کرنا چاہیئے۔ جگت پورا ٹوہناتھ واری نے یہ تدبیر پیش کی کہ کولاس کی ناکہ بندیون پر

قبضہ کرکے اناو مستحکم کرنا چاہیئے اور قلعہ کو فرودگاہ بنانا چاہیئے جہان سے لوٹ مار کے
لئے صف آرائیان کیجائین جمشید نے اس تجویز کو منظور کیا اور جگدیو راؤ کو قوی سپاہ
کے ساتھ یہان چھوڑا کہ وہ قلعہ بنائے اور خود قاسم برید کے مقابلہ کے لئے نرائن کھیڑہ مین
روانہ ہوا یہان صف جنگ ہوئی پھر دونو سپاہ مین کچھ دنون آمنے سامنے پڑی رہین
جب جمشید پاس جگدیوراؤ کے قلعہ کی تیاری کی خبر آئی تو کچھ سپاہ کے ساتھ جمشید اس
قلعہ کی طرف چلا۔ اس اثنا مین قاسم بریدشاہ نے گولکندہ کی سپاہ کو خوب لوٹا اور
بھگوڑے کولاس مین جمشید سے ملے۔ قاسم برید نے بجاے تعاقب کرنے کے بیدر
کی راہ لی تو قطب شاہ لڑائی چھوڑے بغیر کولاس اور نرائن کھیڑہ و احسن آباد گلبرگہ
کے ضلاع پر قابض ہوا

آخر جنگ مین جمشید ہمیشہ اپنے دوست برہان نظام شاہ کو کل واقعات سے
اطلاع دیتا رہتا تھا جب اس کی سپاہ کو کولاس مین خود چلے جانے سے شکست ہوئی
تو اُس نے اسکو اپنے سارے حال سے اطلاع دی اور لڑائی مین شریک ہونے
کے لئے اسکو بلایا برہان شاہ تو ایسے کامون مین شریک ہونے کے لئے تیار
بیٹھا رہتا تھا وہ اودسہ اور اودگیر کی طرف گیا اور اُس نے جمشید کو اطلاع
دی کہ وہ اور لشکر برار اُس سے ملنے چلے آتے ہین اور اس کو صلاح بتلائی
کہ دشمن کے ملک پر جو اسکی سرحد پر ہے حملے کرنے شروع کرے۔ کولاس کی راہ سے
جمشید چل کر دوستون کی سپاہ سے جا ملا جو اودسہ کا محاصرہ کر رہے تھے۔
یہ آپس مین ٹھیرا کہ دوست تو اودسہ کے محاصرہ پر قرار رکھین اور جمشید قلعہ میدک کو
فتح کرے جسپر قاسم برید نے قبضہ کرلیا تھا جمشید نے آن کر میدک کا خوب محاصرہ
کیا اور اسی کے نیچے کے قلعے کو جبر و قہر سے فتح کرلیا اور حاکم قلعہ نے ہوشیار ہو کر
اپنے تئین حوالہ کیا اس عرصہ مین اسکے دوستون نے اودسہ و اودگیر کو فتح کرلیا۔
اس سبب سے قاسم برید نے ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی اُس نے اخلاص خان کو

پانچ ہزار سواروں کے ساتھ اسکی کمک کے لئے بھیجا یا جمشید نے راہ ہی مین اسکو نزائن کھیڑہ مین روکا۔ خود قلب مین رہا اور میمنہ مین سیف خان عین الملک کو اور میسرہ مین جگدیو راؤ کو سپہ سالار مقرر کیا قاسم برید نے بھی اپنی سپاہ کو قلب مین رکھا اور میمنہ مین عادل شاہی سپاہ کو اور میسرہ مین اپنے بھائی خان جہان کو کھڑا کیا نہایت سخت کارزار ہوئی۔ سیف عین الملک نے اپنی بہادری سے دشمن کے میسرہ کو شکست دی اس جنگ مین قاسم برید کے بڑے بہادر افسر سپاہی قتل اور اسیر ہوے۔ اس فتح کے بعد جمشید شاہ اپنے دار الخلافہ مین آیا۔

قاسم برید شاہ کی لڑائیاں اکثر برہان نظام شاہ کے ساتھ رہتی تھین اس نے مصلحت ملکی اسمین سوچی کہ وہ ابراہیم عادل شاہ سے اتحاد پیدا کرے اس مطلب کے لئے ہمیشہ وہ تحفے تحائف بھیجتا اور اپنی دوستی و یگانگی جتاتا انکے اس ربط کے توڑنے کے لیئے جمشید قطب شاہ نے گول کنڈہ مین آنکر یہ تدبیر سوچی کہ برہان شاہ کو لکھا کہ قاسم برید کی عادت ہو گئی ہے کہ ہمسایہ کے ملکوں پر ہمیشہ تاخت و تاراج کرتا ہے اسلئے شاہان دکن کو مناسب ہے کہ متحد ہو کر اسکا استیصال بالکل کرین اس مطلب حاصل کرنے کے لیئے ابراہیم عادل سے عہد و پیمان کرنے چاہئین کہ وہ ہمارے ساتھ متفق ہو اور قاسم برید کا ملک فتح ہو کر آپس مین تقسیم ہو۔ برہان نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ مطلب لکھا وہ دل سے انکے ساتھ ہوا۔ اور یہ قرار پایا کہ برہان نظام شاہ قاسم برید کے ملک پر حملہ کرے اور بیجانگر پر حملہ کرنے مین عادل شاہ کا مزاحم کوئی نہ ہو۔ پس برہان نظام شاہ نے شرق کی جانب مین قندھار کو حملہ کر کے فتح کر لیا۔ قاسم برید شاہ اس فتح سے متحیر ہوا اسکو معلوم نہین تھا کہ آپس مین ان شاہون کے درمیان سازش ہوئی ہی وہ بیدر مین سپاہ چھوڑ کر اپنے قدیمی دوست ابراہیم عادل شاہ پاس گیا اس نے اسکو گرفتار کر کے مقید کیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے جنوب کی طرف کوچ کیا اور بیجانگر کے ملک مین سے بہت سے حصہ کی فتح مین کامیاب ہوا۔

برہان نظام شاہ کو جب معلوم ہوا کہ ابراہیم عادل شاہ نے بیجانگر کا ملک بہت سا فتح
کر لیا ہے تو اسکو ابراہیم کی سطوت و شوکت و مملکت کے بڑھنے سے خوف
پیدا ہوا۔ شاہان دکن کی بڑی حکمت عملی یہ تھی کہ دکن میں قوتوں کی موازنت سلطنت
رکھتے تھے اس لئے اس نے بیجاپور کی مملکت کے شمالی غیر محفوظ حصہ پر حملہ کیا اور قلعہ
شولاپور پر جو ہمیشہ ان دو بادشاہوں میں باعث نزاع رہتا تھا حملہ کیا اس کے
عادل شاہ شمال میں دشمن سے لڑنے گیا ان دو نو بادشاہوں نے اپنے دوست جمشید
بادشاہ گولکنڈہ کو ایلچی بھیجے وہ یہ سمجھ کر کہ دونوں میں کسی ایک کے ساتھ ہونا اسکے حق میں بہتر
ہوگا شولاپور کے میدان میں آیا اور دونو لڑنے والوں لشکروں کے درمیان ٹھہرا
اور ظاہر میں کسی کا طرفدار نہ ہوا دونو طرف سے خط و کتابت و قول قرار جاری رکھے
اس عرصہ میں اس پاس ایک خط مخفی برید شاہ کا آیا اس نے وعدہ کیا کہ اگر مجھے قید سے
رہا کرادو گے تو میں اپنے ملک کا ایک حصہ آپ کو دیدونگا جمشید نے ابراہیم عادل شاہ کے
سفیر کو بلایا اور اس سے کہا کہ اگر تمہارا شاہ قاسم برید کو رہا نہ کریگا تو میں اس سے
خط و کتابت ترک کرونگا اسکو وہ میرے خیمہ گاہ میں بھیجدے جس سے ثابت ہو کہ
وہ آزاد ہو گیا۔ اور اسکے ساتھ یہ چیزیں بھی مانگیں کہ گھوڑا جسکا نام صباح التحبیر
اور دو ہاتھی جنکا نام نان ریزہ اور شنجیل ہیں اگر یہ میری سب باتیں منظور ہونگی
تو میں اسکے ساتھ برہان نظام شاہ سے لڑونگا۔ ابراہیم عادل شاہ نے یہ سب
باتیں اسکی مان لیں اور اس نے گھوڑا۔ ہاتھی۔ قاسم برید۔ اس پاس بھیجدے۔ انجمن نے
نے مجلس شاورہ جمع کی کہ اس نازک معاملات میں جو وہ مشورہ دے وہ میں کروں
اس نے بیان کیا کہ برہان نظام شاہ جو ہمیشہ میرا دوست رہا اور اب بھی میری دوستی
چاہتا ہے اس لئے مصلحت ملکی نہیں ہے کہ اسکے برخلاف ابراہیم عادل شاہ سے
اتحاد کیا جائے اور نہ یہ جرأت کی بات ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے ترک رفاقت
کی جائے جس سے ابھی عہد و پیمان ہوئے ہیں سب امراء کے مشورہ سے اس نے اپنے خیمے

الکمیر ٹے سے اور بیدر کو چلا گیا اور وہان قاسم برید کو تخت پر بٹھایا۔ قاسم برید نے حسین گو تحفے اور ناچنے والے جمشید کی ہمراہ کئے اور شاہان بہمنی کے جواہرات جو اس کو ہاتھ لگے تھے وہ نذر مین دئیے اب جمشید گولکنڈہ مین بالکل عیش و عشرت مین ڈوب گیا محل مین پڑا رہتا تھا مہینون نظر نہ آتا تھا آخر کو بیمار ہوا اور ۹۵۷ھ مین سات برس سلطنت کرکے مرگیا اور باپ کی بغل مین قبر مین سویا

سبحان قلی قطب شاہ

جمشید قطب شاہ کے مرنے پر اعیان سلطنت نے اسکے بیٹے سبحان قلی کو تخت پر بٹھایا وہ سات برس کا لڑکا تھا عصار سلطنت ہاتھ مین نہین سنبھال سکتا تھا اس لئے اسکی مان اور ارکان سلطنت نے سیف خان عین الملک کو احمدنگر سے بلایا جمشید نے اسکو یہان سے نکال دیا تھا۔ جگدیو راؤ جو اول درجہ کا امیر تھا اس نے یہ مصلحت جانا کہ دولت خان جو شاہ مرحوم کا سب سے چھوٹا بھائی تھا شاہ بنائے اس بات مین اسنے بحری خان اور جگت راؤ سے گفتگو کی۔ ان امیرون نے اس امر کو ناپسند کیا انکو اسکے اقتدار پر رشک و حسد پیدا ہوا جگدیو راؤ نے کھلی بغاوت اختیار کی اسنے فوراً دارالسلطنت کو چھوڑا اور سپاہ کو جمع کرکے بھون گیر مین گیا جہان شاہزادہ دولت خان مقید تھا اس نے اس شہزادہ کو قید سے نکالا اور ہمسایہ مین جو نائک وار رہتے تھے انہون نے اور بھون گیر کے متصل اضلاع نے شاہزادہ کی شاہی کو تسلیم کیا۔

اس عرصہ مین سیف خان احمدنگر سے آیا اور نائب السلطنت کے عہدہ پر سرافراز ہوا وہ سپاہ لیکر جگدیو راؤ سے لڑنے آیا یہ اس سے لڑ نہین سکتا اس لئے اسنے تفال خان نائب سلطنت برار کو اپنی حمایت کے لئے بلایا۔ تفال خان فوراً آنکر جگدیو راؤ سے مل گیا اور موضع سنگرام مین سیف خان اور باغیون کے درمیان سخت جنگ ہوئی جسمین دو تحالفون کو بالکل ہزیمت ہوئی اور تفال خان کے سارے ہاتھی اور خیمہ خرگاہ چھین گئے جگدیو راؤ نے

اور دولتخان قلعہ بھون گر کی طرف بھاگ گئے اور وہان پناہ گیر ہوئے انکا تعاقب ہوا اور انکو
محصور کیا۔ قلعہ پر مہینہ بھر تک حملے ہوتے رہے۔ جگدیو راؤ نے بھی قلعہ سے نکل کر دشمن پر
حملہ کئے اور اسکے مورچون مین گھس گیا اور بہت سے بہادر افسر اسکے مارے۔ آخر کو
سیف خان نے شرائط صلح پیش کین لیکن محصورین نے انکو نہ سنا مگر جب بھوکے مرنے لگے تو
مجبور ہو کر قلعہ عین الملک کو سپرد کیا۔ شاہزادہ دولت خان بدستور سابق قلعہ بھون
مین مقید ہوا اور جگدیو راؤ دار الخلافہ کو بھیجا گیا۔ اب حقیقت مین تلنگانہ کا پادشاہ
عین الملک تھا اُس نے ارکان سلطنت کو ستانا شروع کیا انکو اپنے منصبون سے معزول
کیا چند امراء جو باقی رہے اونکو بھی اپنے غرور و نخوت کے سبب سے لعن و طعن کی جب امراء
کو مایوسی ہوئی تو انہون نے مخفی جمشید کے چھوٹے بھائی شاہزادہ ابراہیم کو لکھا کہ
یہان آ اور شاہ ہو۔ یہ حال ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ شہزادہ بیجانگر مین رامراج کے سایہ عاطفت
مین رہتا تھا اس مصیبت کی حالت مین دو دوست سید تحی اور حمید خان تھے انہون
نے اسکو صلاح بتلائی کہ دار الخلافہ مین فوراً جائے اور اپنی شاہی کا اشتہار دیجے۔
شاہزادہ نے رامراج سے بھی اس بات مین مشورہ لیا وہ یہ نہین چاہتا تھا کہ شاہی کی
ایسے بیہودہ دعوی کے لئے وہ اسکی خدمت سے جدا ہو مگر آخر کو اُس نے بھی جانے کی صلاح
دی اور یہ پیش کیا کہ وہ اپنے بھائی وینکٹادری کو دس ہزار سوارون اور بیس ہزار
پیادون کے ساتھ شاہزادہ کو تخت سلطنت پر بٹھانے کے لئے بھیجے مگر سید تحی
اور حمید خان نے شاہزادہ کو صلاح دی کہ وہ اس سپاہ کثیر کے ساتھ لیجانے
سے انکار کرے جو اس شاہزادہ کے نام سے وہ کام کر سکتے تھے جو اسکے راجہ کا
مقصود تھا کہ اس سلطنت کو غصب کرے۔ غرض شاہزادہ نے کسی ہندو کو اپنی کمک مین
ساتھ نہین لیا اور بیجانگر سے چلدیا اور کنجل مین پہنچا یہان آسے بہت قطب شاہی
افسر ملے اور تھوڑے عرصہ مین اس پاس بیس ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے جمع ہو گئے
کوول کنڈہ مین جو نایک داری تھے انہون نے بھی وعدہ کیا کہ قلعہ اسکو حوالہ کر دینگے

اور قسمین کھا کر اس سے امداد کا وعدہ کیا۔ شاہزادہ ابراہیم اس قلعہ مین گیا جہان کے اعلےٰ افسرون نے اسکو نذرین دین۔ یہان چند روز ٹھیرا ہر روز گول کنڈہ کے امرا اس کی خدمت مین حاضر ہوتے۔ دو مہینے مین چار ہزار سوار قواعد دان جمع ہو گئے۔ سیف خان نائب سلطنت نے اسکے مقابلہ کے لئے سفر کیا اور گن پور تک آیا کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا شاہزادہ نے اسکی یہ پیش قدمی سنکر گول کنڈہ ایک نائک داری کو بھیجا کہ وہ قلعہ گول کنڈہ مین جاکر وہان کے نائک داریون سے سازش کرے اور جگدیو راؤ کو قید سے چھڑا کر گول کنڈہ مین لے آئے۔ نائک داریونے آسانی سے اس سازش مین شرکت قبول کی اور انہون نے جگدیو راؤ کو قید سے رہا کیا اور وہ جگت راؤ کے محل پر گئے جو نائب سلطنت کی غیر حاضری مین قلعہ دار تھا اسکو پکڑ کر قلعہ گولکنڈہ مین زنجیرون مین جکڑ کر رکھا پھر وہ ان بڑے بڑے امیرون کے گھر گئے جو سبحان قلی کے فریق مین تھے جنکو انہون نے مارا اور سبحان قلی کو قید کیا اسکے بعد انہون نے شاہزادہ ابراہیم کو اپنی کامیابی کا حال لکھا اور دار الخلافہ مین بلایا جب عین الملک نائب سلطنت کو معلوم ہوا کہ دار الخلافہ کی حفاظت کی تدابیرین مین ناکام رہا تو اسنے شاہزادہ ابراہیم کو بڑی عاجزانہ عرضی لکھی کہ معافی نامہ جسپر حضور کی دستخطی مہر ہو عنایت ہو۔ شاہزادہ نے جواب دیا کہ جب تک مین گول کنڈہ مین تخت شاہی پر نہ بیٹھونگا تجھسے کوئی عہد نہین کرسکتا سیف خان اس جواب کو اپنے مقید اور قتل ہونے کی تمہید سمجھا تو وہ جمشید کا بہت سا خزانہ لیکر کولاس کی راہ سے پانچہزار سوارون اور بعض ہاتھیون کے ساتھ سرحد پر چلا گیا۔ شاہزادہ نے اسکا تعاقب نہین کیا یہ دار الخلافہ کی طرف چلا آیا ایک منزل پر سب شہر کے رؤسا اسکی خدمت مین حاضر ہوئے انہین جگدیو راؤ اور نائک داری تھے۔ جنھون نے قلعہ گولکنڈہ کی کنجیان اسکے قدمون مین رکھ دین۔

دوسرے روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۹۵۷؁ کو محمد نگر مین دستور کے موافق شاہ ہوا اور ابراہیم قطب شاہ لقب ہوا۔

ابراہیم قطب شاہ

جب ابراہیم تخت پر بیٹھا تو اسنے اپنی تئین رموز ملکی سے واقف کیا اور مظلومون کی دادرسی کی اور مملکت کی ترقی اور استواری کے لئے قوانین اور ضوابط وآئین مقرر کیے جب اور شاہان دکن کو اسکی خبر ہوئی تو اسکو تہنیت نامے لکھے حسین نظام شاہ نے اپنا ایک اعلے درجہ کا امیر قاسم بیگ شیرازی تحفون کے ساتھ بھیجا اور ابراہیم قطب شاہ نے مصطفی خان کو ایلچی بناکے حسین نظام شاہ پاس بھیجا۔

اس نے احمد نگر مین جاکر یہ امر پیش کیا کہ اول دونو شاہون کی ملاقات ہونی چاہیئے۔ بیدر اور گلبرگہ کے قلعون کو فتح کرنے کے لئے جانا چاہیئے یہہ مقدمات قاسم بیگ شیرازی امیر نظام شاہ نے گلکنڈہ مین پیش کیئے مگر یہ کام التوا مین جب تک رہی کہ دونو شاہ اپنے سپاہیون سمیت گلبرگہ مین ملنے آئے انہون نے یہان آخر گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ اہل گلبرگہ نے ایک مہینہ تک ان دونو دوستون کا خوب مقابلہ کیا۔ قلعہ مین دو ایک رخنے ڈالکر حملے ہوئے جنکو اہل قلعہ نے دفع کیا اور نظام شاہ کی سپاہ کے عمدہ افسر مارے گئے۔ گلبرگہ شاہ بیجاپور سے متعلق تھا جب اسنے دیکھا کہ مین ان متفق شاہون کی سپاہ کا مقابلہ نہین کرسکتا تو اسنے رامراج راجہ بیجانگر سے امداد طلب کی اس درخواست پر وہ خود مع سپاہ کے شاہ بیجاپور کی امداد کو آیا اور اثناء سفر مین اسنے ابراہیم قطب شاہ کو اس مضمون کا خط لکھا آپ کو معلوم ہو کہ بیجاپور اور احمد نگر کے شاہ آپس مین مدت سے لڑ رہے ہین جنگ کی حالت اور قوتون مین موازنت ایسی اینین متساوی درجہ کی ہی کہ باوجود ایک دوسری کی سرحد پر ہر سال لشکر کشی کرتا ہے مگر کسی کا پلڑا نہین جھکتا ہے مگر اب آپ نے اپنی سپاہ نظام شاہ کی طرف بھیجکر اسکا پلہ بھاری کیا ہے باوجودیکہ نہ آپکے دادا نے لڑائی جھگڑون مین دخل دیا نہ آپ کے اور ابراہیم عادل شاہ کے درمیان کوئی عداوت کا سبب ہے۔ اسنے اب ہم سے امداد چاہی ہے

ہمارے اور آپکے درمیان مدت سے رابطۂ اتحاد مستحکم ہے اسلئے ہمکو مناسب معلوم ہوا
کہ آپکے سامنے یہ دلائل پیش کرکے آپسے درخواست کریں کہ آپ نے یہ جو مضرت ناک اتحاد
پیدا کیا ہے اُسے ترک کریں اور صلح کے ساتھ اپنے دارالسلطنت کو چلے جائیں اور ان دونو
کے ساتھ اتحاد رکھیں جنکے درمیان آخر کو صلح ہو جائیگی اور اس دراز جنگ کا خاتمہ
ہو جائیگا اسی زمانہ میں اس مضمون کے خطوط ابراہیم عادل شاہ کے بھی آئے تھے۔
ابراہیم قطبشاہ نے چاہا کہ رامراج سے ملاقات کرکے صلح کی شرائط قرار دے کر بیجاپور اور
احمدنگر کے درمیان مصالحت کرا دے جسکی خواہاں دونوں اسلامی سلطنتیں ہوں نہیں تو ن
یہ خبر آئی کہ یتم راج برادر رامراج نے سواروں اور بیجاپور کے بعض افسروں کو ساتھ لیکر
پینگل کے قریب ملک کو لوٹنا مارا ہے اس باب میں حسین نظام شاہ سے خط و کتابت کرکے
چاروں شاہ وہاں ملے جہاں دریاے بیما اور کرشنا ملتے ہیں اُن میں مصالحت ہوگئی
اور ہر ایک شاہ اطمینان سے اپنے اپنے ملک کو گیا۔ رام راج جو اپنے دارالسلطنت سے
غیر حاضر ہوا تو اسکے بھائیوں ٹم راج اور گوبند راج کو جو ادونی میں حاکم تھے۔
فرصت ملی تو انہوں نے ادونی پر تسلط کرنے پر بس نہیں کی بلکہ اور ضلعوں کو بزور
اپنا تابع بنا لیا۔ جب بیجانگر میں رامراج واپس آیا تو اس نے اپنے بھائیوں کو برادرانہ
خطوط بھیجکر سمجھایا مگر انکو اپنی سپاہ پر ایسا غرور تھا کہ انہوں نے بھائی کے کہنے کو نہ مانا
تو رامراج نے ابراہیم قطبشاہ پاس گلکنڈہ ایلچی بھیجے اور کمک کی درخواست کی۔
ابراہیم قطبشاہ نے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بسرکردگی مقبول خان بھیجے کہ وہ
رامراج سے جا کر ملیں۔ رامراج نے بیجانگر میں آ انکو اپنی سپاہ کو میدان جنگ میں بھیجا
اور اسد راج ٹھہرایا۔ نور خان۔ یحیٰی خان کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی سپاہ لیکر لشکر
سے ملیں اور سب ملکر باغیوں سے لڑنے جائیں جب باغیوں نے دیکھا کہ ان شاہی فوجوں سے
ہم نہیں لڑ سکتے تو انہوں نے مستحکم قلعہ ادونی میں پناہ لی اسکا چھ مہینہ تک محاصرہ رہا
جب اذوقہ کی تنگی ہوئی تو بیجانگر کے راجہ پاس اہل قلعہ نے اپنی عرایض بھیجیں رامراج

اپنے بھائیون کو معاف کردیا اور فوجون کو دارالسلطنت مین طلب کیا۔ اور انعام و اکرام کے بعد فتح اللہ خان کو گلکنڈہ جانیکی اجازت دی۔ ابراہیم قطب شاہ نے اسکو اس حسن خدمت کے صلہ مین عین الملک کا خطاب دیا۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نائک اریونج جگدیو راؤ کو قید سے چھٹایا تھا اور اس نے انکی مدد سے شاہزادہ سبحان قلی کو اندھا اور اسکے فریق امرا کو قتل کیا تھا۔ جبتک کہ ابراہیم قطب شاہ دارالخلافہ مین آیا قلعہ و شہر کو اپنے بس مین رکھا۔ شاہ نے اسکے اس احسان کو مانکر امیر کبیر و وزیر اعظم بنادیا جب وہ اس بلند مرتبگی کو پہنچا تو اس نے یہ بلند ارادہ کیا کہ شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ دولتخان کو جو احمق مشہور تھا تخت پر بٹھائے اور اس طرح سارے اختیارات سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لائے اس منصوبے کو حاصل کرنے کے لئے جگدیو راؤ کے نائب راؤ نے بہت سے مسلمان امرا کو ذلیل کیا ان امرا نے ملکر شاہ سے ان دو ہندوؤن کے اختیارات کی شکایت کی اور اسکو یقین دلایا کہ شاہ کو ان دونو پر بڑا اعتبار ہے اور قلعہ مین ساری نائکواری بھری ہوئی ہین جو جگدیو راؤ کو اپنا سردار سمجھتے ہین۔

شاہ نے یہ شکایتین سنین مگر کچھ پروانہ کی۔ پھر انکے ظلم و ستم کی بہت شکایتین بادشاہ کے کانون تک پہنچنے لگین اور جگدیو راؤ کا بھائی وینکٹ راؤ بے اجازت اپنی جاگیر کو چلا گیا جو اسکی بغاوت پر دلالت کرتی تھی تو شاہ نے رائے راؤ کو پکڑوا کر مارڈالا۔ جگدیو راؤ نے جب اپنے نائب کی یہ بری گت دیکھی تو گلکنڈہ سے وہ اپنے دو تین ہزار سوار لے کر ایل گندیل کو گیا اور یہان سے ملک کو غارت اور تباہ کرتا ہوا برار کے دربار مین پہنچا اسکی شجاعت مشہور تھی۔ برہان عماد شاہ نے اسکی بڑی خاطر داری کی اور اسکو دس ہزار سوارون کا سپہ سالار بنایا اس وقت اسکی لڑائی میران محمد فاروقی حاکم خاندیس سے ہو رہی تھی اس مین جگدیو راؤ کو بھیجا اس نے اکثر لڑائیون مین خاندیس کے لشکر کو شکست دی اور غنائم کثیر حاصل کین اسکے سوا اس نے برار کے

جگدیو راؤ کا وکیل السلطنتہ ہونا اور بیرار بھاگ جانا اور باغی ہونا اور شکست پاکر بیجانگر بھاگ کر جانا۔

بہت چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو مطیع اور باجگذار بنایا۔ اُسنے اپنی جاگیر مین سپاہ جمع کی جسمین ہزار سوار عربی یا ایرانی حبشی پیادون کے تھوڑے خاندیس اور برار کے شاہون کے ساتھہ برابری کا دعویٰ رکھنے لگا۔ برہان عماد شاہ نے اُس سے بیچ گلے اور شکوہ کی باتین کین جب تو یہان آیا تھا تو کوئی دوست تیرا ساتھی نہ تھا مین نے تجھہ پر کمال عنایت کی تیری گذارہ کے لئے جاگیرین دین اپنی سپاہ کا سر گروہ بنایا اب تو نے اپنی تئین ایسا بڑا صاحب شکوہ سمجھ لیا کہ مصلحت ملکی یہ جاننے لگا کہ میری ملک سے چلا جا مین تجھکو حکم دیتا ہون ابھی جلد جا۔ جگدیو راؤ پاس اگرچہ سپاہ بہت تھی مگر برار کے مستحکم قلعون مین سے کوئی قلعہ تھا کہ شکست کی حالت مین وہان جاکر اپنا امن بنا تا اسلئے اسکو مجبوری یہ کہنا پڑا کہ آپنے جو میرے حال پر التفات فرمایا ہی اسکا مین شاکر ہون اور اس احسان کو بھولونگا نہین وہ برار سے چلدیا اور ملک کو برباد کرتا ہوا ایل گندل مین آیا۔ یہان سے بیجا نگر جانے کا ارادہ کیا جب ابراہیم قطب شاہ نے سُنا کہ جگدیو راؤ پاس پانچ ہزار سپاہ ہی جنمین عرب ایرانی اور حبشی اور تین سو ہاتھی انکے علاوہ ہندو پیادے ہین اور اب وہ پاس آگیا ہی تو اُسنے مصطفیٰ خان کو اُسکے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا کم میٹ کے قریب لشکر شاہی کا مقابلہ ہوا مصطفیٰ خان نے پہلے جگدیو راؤ کو لکھا کہ بادشاہ سے اپنی قصور معاف کرا لیجئے مین وعدہ کرتا ہون کہ جاگیر جو اسکی تھی وہ چھڑا کر اسکو دلا دونگا۔ ان باتون کو اُسنے کچھہ نہ سنا اُسنے لشکر کو حکم دیا کہ مسلح ہوکر مصطفیٰ خان پر حملہ کرے سخت لڑائی ہوئی۔ وینکٹ راؤ برادر جگدیو راؤ اور چار عرب شیخ یعنی شیخ فاضل شیخ عطی حلوانی شیخ عبدالکریم شیخ ابراہیم مارے گئے۔ جگدیو راؤ کو شکست ہوئی وہ مجبور ہوکر میدان جنگ سے بیجا نگر کو بھاگا اور اپنا سارا مال اور خزانہ اور دو سو ہاتھی چھوڑ گیا جو شاہی سپاہ کو ہاتھہ آگئے۔ دستور کے موافق ہاتھی اصطبل شاہی مین داخل ہوگئے اور خزانہ سپاہ مین تقسیم ہوا۔

تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیا اور فرشتہ کے خلاف کی جگہہ رام راج اور ابراہیم قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ملے تھے اسکے تھوڑے دنون بعد ابراہیم عادل شاہ بیجا پور

مر گیا اور علی عادل شاہ نوعمر اسکا جانشین ہوا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بیجاپور مین ایک نوعمر
شاہ کو دیکھکر سمجھا کہ یہ موقع خوب ملک پر تسلط کرنے کا ہاتھ آیا اُس نے لڑائی ٹھانی
علی عادل شاہ جانتا تھا کہ مین اکیلا اسکے پنجہ سے بچ نہین سکتا اس لیئے اُسنے دار الخلافہ
خالی کیا اور تھوڑے اپنے خاص آدمیون کے ساتھ بیجانگر گیا کہ رام راج کو یار بنا کے اپنا
کام نکالے۔ رام راج فوراً اپنی سپاہ کو ساتھ لیکر علی عادل شاہ کی ہمراہ احمد نگر
کی طرف چلا اس زمانہ مین ان دو شاہون نے ابراہیم قطب شاہ کو خطوط بھیجے کہ بموجب
آخر عہد نامہ کے اُسکو ہم سے ملنا چاہیئے اگرچہ حسین نظام شاہ کی مرضی کے خلاف
ابراہیم قطب شاہ کام کرنا نہین چاہتا تھا مگر اسنے مصلحت ملکی اس مین جانی کہ اپر
عہد شکنی کا الزام نہ لگے اور اس سبب سے شاہان متفقہ انتقام کے درپے نہ ہون وہ شہر
کلبرگہ مین جاکر انسے ملا۔ یہ سب متفق ہوکر احمد نگر گئے۔ راہ مین بیجانگر کی سپاہ نے تمام
قصبات اور دیہات کو لوٹا۔ حسین نظام شاہ ان متفقہ سپاہیون کا مقابلہ نہین کر سکتا تھا
اسنے اپنی دار السلطنت مین سپاہ جرار کو چھوڑا اور بہت سے آذوقہ کو بھرا اور خود
دولت آباد گیا اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ نے مخفی حسین نظام شاہ کو لکھا کہ
مصلحت ملکی کی ضرورت کی وجہ سے مین ان شاہان متفقہ کے ساتھ ملا ہون اور
مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین اپنے حتی المقدور دشمنون کو اس پر راضی کرونگا
کہ وہ مراجعت کرین اور جنگ کو چھوڑین اور اُس نے قلعہ احمد نگر کے بعض افسرون کے
ساتھ خط و کتابت کرکے انکو نصیحت کی کہ تم حتی الوسع مقابلہ کرو اور آخر وقت تک
قلعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔ شاہان متفقہ نے دو مہینے تک بڑے زور شور سے حملے کیے اور اہل قلعہ
کا ایسا تنگ حال کیا کہ وہ بیدل ہوگئے لیکن ابراہیم قطب شاہ نے ہر وقت مخفی بھیج کر
بیجانگر کے بڑے بڑے افسرون کو ترغیب دی کہ وہ اپنی سپاہیون کو لیکر اپنی
دار الخلافتون کو چلے جائین۔ ان امیرون نے اپنی راجہ سے بیان کیا کہ برسات
قریب آگئی ہی اگر برسات خوب ہوئی تو دریاؤن کے چڑھ جانے سے سفر کرنا

محال ہوگا۔ رام راج نے ان باتون کا یقین کرکے مراجعت کا حکم دیا۔ علی عادل شاہ جانتا تھا کہ اہل قلعہ غلہ کی کاہش سے بدحال ہو رہے ہین تو اسنے رام راج کی منت سماجی کی اور کہا کہ جب تک قلعہ نہ فتح ہو وہ یہان سے جائے نہین اگر ایک مہینہ تک وہ اور ٹھیرا رہے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ضلع کنداپلی اسکو دیدونگا۔ رام راج نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور محاصرہ مین پہلے سے زیادہ سختی کرنے لگا۔ اس وقت ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ مین آذوقہ بھجوایا اور دولت آباد سے جو بادشاہ نے فوجین بھیجی تھین انکو بھی قلعہ مین داخل کیا۔ دشمنون کی سپاہ قلعہ کی دیوارون پاس جا پہونچی اور قلعہ کے فتح ہونے کا عنقریب ایسا یقین تھا کہ ابراہیم قطب شاہ نے یہ کوشش کی کہ اگر ممکن ہو تو اس وقت کو ٹالے اس لئے اسنے سپہ سالار اور وزیر مصطفی خان کو رام راج پاس بھیجا کہ اوسکو جاکر ایسی ترغیب دے کہ وہ محاصرہ سے دست بردار ہو۔ ہرحال مین اسکو مطلع کرے کہ قطب شاہ کی سپاہ ابھی گلکندہ کو مراجعت کرگئی مصطفی خان نے رام راج پاس جاکر جہانتک ہوسکا ایسی باتین کہین کہ لشکر مین غلہ کی کمی ہے برسات آگئی ہے حسین نظام شاہ نے گجرات اور برہان پور کے شاہون سے دوستی پیدا کرکے پیلا یا ہے اور وہ سپاہ جمع کرکے اسکی کمک کے لیئے آنے والے ہین غرض ساری باتین ایسی بنائین کہ جنسے مقصد حاصل ہو۔ مصطفی خان نے مخفی یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر وہ محاصرہ چھوڑدیگا اور اپنے دارالحکومت کو چلا جائیگا تو ابراہیم قطب شاہ اسکو ضلع و قلعہ کنداپلی دیدیگا۔ یہ آخر بات بڑا وزن رکھتی تھی۔ جسکے سبب سے رام راج نے مراجعت کرنے کو منظور کرلیا اور علی عادل شاہ پاس مراجعت کرنے کا پیغام بھیجا اب تینون شاہ اپنی اپنی دارالسلطنت کو چلے گئے۔

احمدنگر مین جب آخر جلسہ ان شاہون کی ملاقات کا ہوا اور ابھی وہ جدا نہ ہوئے تھے کہ رام راج کو اطلاع ہوئی کہ برہان عماد شاہ کا وزیر اعظم تفال خان نائب سلطنت چار ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر تلنگانہ کے ملک کو تاخت و تاراج کررہا ہے

رام راج نے ابراہیم قطب شاہ کو یہ خبر سنائی اور اُس سے کہا کہ اگر اسکو بیجانگر کی سپاہ کی مدد
کی ضرورت ہوگی تو مین اسکو حملہ آورون کے نکالنے کے لیے بھیجدونگا۔ ابراہیم قطب شاہ
بیگانون کی امداد سے دق ہوتا تھا اُس نے رام راج کے روبرو دستور خان کو حکم دیا
کہ صرف سو سوارون کو لیجا کر تفال خان کو نکال دے اور جسقدر جلد ممکن ہو اپنی کامیابی
کے حال سے مطلع کرے۔ دستور خان ترکمانون کو ساتھ لیجا کر ایم کل قصبہ مین جا کر
تفال خان سے لڑا اور اسکو شکست فاحش دی اور کچھ آدمی قید کیے جنمین گیارہ افسر تھے
تفال خان زخمی ہوا اور بھاگ گیا اور عماد شاہ کا منڈپ یعنی سولہ چوبکا خیمہ بھی دستور خان
کے ہاتھ آیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب سپاہیون نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا تھا تو قلعہ کلیانی
اُنہون نے لے لیا اور بیجاپور کے شاہ کو حوالہ کیا۔ کلیانی کے قریب مرتضیٰ نظام شاہ
کی بیٹی کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے ہوا اور اس شادی سے ایک مہینہ بعد ان
دونو شاہون نے قلعہ کلیانی کا محاصرہ کیا۔ علی عادل شاہ نے پھر رام راج سے مدد طلب
کی وہ اپنی سپاہ کو ساتھ لیکر مدد کو آپہنچا راہ مین علی عادل شاہ سے علی برید شاہ
سید بھی جسکو اُس نے بلایا تھا آن ملا جب یہ شاہ پاس آلے تو ابراہیم شاہ مطلع ہوا کہ
مین جو دار الخلافہ سے جدا ہوا تو رام راج نے سمجھا کہ خوب موقع ہاتھ آیا اس لیے اپنے بھائی
وینکٹادری کو جگدیو راؤ اور عین الملک کی ہمراہ پندرہ ہزار سوارون اور تیس ہزار
پیدلون کا سردار بنا کے جنوبی اضلاع پر حملہ کرنے کے لیے بھیجدیا اس امر پر مطلع ہو کر
ابراہیم قطب شاہ نے مرتضیٰ نظام شاہ سے مشورہ لیا تو یہ امر قرار پایا کہ کلیانی کا
محاصرہ چھوڑکر ہر ایک اپنی اپنی دار السلطنت کو جائے ابراہیم قطب شاہ کو دار الخلافہ جانے
مین دشمنون کے سامنے آنا پڑتا تھا اس لیے مرتضیٰ نظام شاہ نے شاہزادہ مرتضیٰ خان
کو تین ہزار سوارون کے ساتھ اسکی ہمراہ کیا۔ باوجود اسکے بھی عادل شاہ کی سپاہ
نے اسکا تعاقب کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے شیر خان حسن عرب خان دولتخان

شیخ محمد مصطفی ۔ میان بھائی کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوجون کو لے کر پیچھے رہین اور سپاہ کلان کی
مراجعت کو مخفی رکھین اول ہی منزل مین سیلاد دھار مینھہ برسا اور تین دن تک لگاتار
برستا رہا جسنے چلنا دشوار کر دیا چوتھے روز پچھلی سپاہ کے بہت قریب دشمن آیا
تو بیچارہ کیچڑ مین ایسا پھنسا کہ نہ ہلا اور عزیز خان شیخ محمد مصطفی مقید ہوے اور
ابراہیم قطب شاہ ہزار خرابی سے اپنی دار السلطنت مین پہنچا۔ کچھ دنون بعد
شاہان متفقہ نے احمد نگر سے مراجعت کی تو تلنگانہ مین سفر کیا اور موضع تاریلی
مین خیمہ لگایا یہان سے انہون نے جگدیو راؤ عین الملک اور وینکٹا دری کو ملک برباد
و تاراج کرنے کیلئے روانہ کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے مجاہد خان کو فوج دیکر ان
سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اور موضع تر محل کے قریب کئی روز جنگ ہوئی
اور اسکا کچھ فیصلہ نہ ہوا اسی زمانہ مین رام راج نے سدا راج تما پا راجہ کندبیر کو
پچاس ہزار سوارون کے ساتھ کنداپلی اور راسلی پاٹم پر حملہ کرنے کیلئے اور اپنے داماد
جیتم راج کو بیس ہزار سوارون کے ساتھ دیورکنڈا پر چڑھائی کے لئے بھیجا اور
اپنی سپاہ گلکنڈہ کے حوالی کو غارت اور تباہ کر رہی تھی ابراہیم شاہ نے یاغون اور
بیجوارہ کے قریب کی لڑائیان ہوئین جا بجا جسمین انہین لڑائیون مین کٹ گئے جگدیو
راؤ نے پانگل اور گولکنڈہ اور گن پور کے ناتاپاریون سے درخواست کی کہ ان
قلعون کو وہ رام راج کے حوالہ کرین۔ کاش راؤ نے اندراکند اکی کنجیان دیدین
جنوب مین سدا راج تما پا نے کنداپلی پر اور سیتا پتی اور دیا دری نے
راجمندری سے قلعہ ایلیو پر حملہ کیا اس طرح شاہ دار الخلافہ مین چارون طرف سے
دشمنون کے نرغہ مین آگیا اس نے ارادہ کیا کہ خود نکل کر شاہان متفقہ پر تاریلی پر
حملہ کرے۔ علی برید شاہ شاہان متفقہ مین سے ایک تھا اسکا پیغام نہایت مناسب
وقت پر یہ آیا کہ ابراہیم قطب شاہ اپنے وزیر مصطفی خان کو لشکرگاہ مین بھیجدے کہ
شرائط صلح مقرر ہو جائین۔ مصطفے خان کو مخفی یہ ہدایت کی گئی کہ وہ جگدیو راؤ

کسی طرح گا نٹھ لے جسکی مرضی بغیر شرائط صلح کے مقرر ہو لے مین یوسی ہے علی عادل شاہ مصطفی خان ملا
اور اسکے ساتھ امراء کے خیمون پر گیا وہ شکل سے بیجا گر جانے پر راضی اس شرط پر ہوا کہ گن پور
اور پنگل کے قلعہ اسکو حوالہ کیئے جائین اس صلح کے بعد بادشاہان متفقہ اپنے اپنے دار الخلافہ کو چلے گئے۔
جب قطب شاہ کو اس طرح دشمنون سے فراغت ہوئی تو اُسنے گلکنڈہ کے قلعہ کو پتھر اور چونے سے
بنایا وہ پہلے اس قابل نہین تھا کہ دشمنون کا مقابلہ کر سکتا قلعہ مین حصار کے اندر امراء نے
بھی اپنی اپنی حویلیان بنالین اور آئیندہ شاہ یہین اپنا دربار کیا کرتا۔
یہ اوپر بیان ہوا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی کہ جگدیو راؤ نے کاشی راؤ نائک واری سردار قلعہ
اندراکنڈا کو ترغیب دی کہ وہ قلعہ پر قبضہ کر لے اس نے مولانا محمد مومن حاکم قلعہ کو مقید کیا۔
اسلئے شاہ نے مصطفی خان کو دس ہزار سوارون اور بیس ہزار پیادون کی ساتھ بھیجا کہ اس
مقام کو واپس لے قلعہ اندراکنڈا کے گرد درختان گھنے تھے اول محاصرین نے ان درختون کو کاٹا
پھر قلعہ کو جا کر محاصرہ کیا۔ دو مہینے کے عرصہ مین رخنہ ڈالکر حملہ کر کے اسکو فتح کیا۔
کاشی رام مقید ہوا اور وہین اسکا سر کاٹا گیا اور مقید حاکم رہا ہوا مصطفی خان دار الخلافہ
کو واپس آیا اور پیشوا مقرر ہوا۔ بادشاہ نے نائک واریون کے اختیارات کو گھٹانا چاہا
وہ کاشی راؤ کے ساتھ بغاوت مین شریک تھے سوبا راؤ جو قلعہ گلکنڈا مین قلعہ دار تھا اسکو
بادشاہ کے ارادہ پر علم ہو گیا اس نے ان نائک واری سردارون سے کہ مختلف قلعون مین افسر
تھے یہ سازش کی کہ جب شاہ شکار کھیلنے جاے تو اشارات مقررہ پر ساری قلعون پر
قبضہ کیا جاے اور سوبا راؤ دار الخلافہ مین خزانہ پر قبضہ کرے اور تمام مسلمانون کو
تہ تیغ۔ اس سازش کے حال پر رام راج کو بھی اطلاع دی گئی جسنے وعدہ کیا کہ اس سازش
کی حمایت کے لئے وہ فوج بھیجے گا۔ جب شکار کا موسم آیا تو شاہ نے دستور کے موافق
حکم دیا کہ وہ میدان مین خیمے لگائے۔ ان خیمون مین آنے کے لئے جو ہین قلعہ سے امرا نے
باہر قدم رکھا تو قلعہ کے دروازہ بند ہو گئے اور نائک واریون نے مسلمانون پر حملہ کرنا
شروع کیا۔ دو مسلمانون نے آن کر شاہ سے یہ حال عرض کیا تو شاہ نے قلعہ کو اپنی سپاہ سے

گھیر لیا جب باغیوں نے دیکھا کہ وہ اس طرح گھر گئے تو فصیل پر آ کر انہوں نے مصطفی خان کی شکایتیں کہیں کہ جب سے وہ صاحب اختیار ہوا ہے نائک واریوں کو ستاتا ہے ہمکو خوف ہے کہ وہ اس طرح ہمارے ساتھ بدسلوکی کریگا کہ اگر حضور ہمکو مصطفی خان کے حوالہ کریں تو ہم خدمت گذاری اور اطاعت کے لئے سب طرح حاضر ہیں شاہ نے مصطفی خان کو بلا کر ان مقدمات کو بیان کیا جو اسکی وزارت کے اندر واقع ہوئے مصطفی خان نے جواب دیا کہ اگر شاہ میری موت کو اپنی سلطنت کے حق میں بہتر جانتا ہو تو میں تیار ہوں کہ مجھے باغیوں کے حوالہ کر دیجیے۔ شاہ نے نائک واریوں کی درخواست کو نامنظور کیا تھوڑے دنوں میں یہ باغی اور اسکا سردار اپنے تئیں حوالہ کرنے پر مجبور کئے گئے اور وہ قتل ہوئے تا کہ اور قلعوں کے نائک واریوں کو عبرت ہو۔

قلعہ ایل پور پر دو یا وری نے حملہ کیا دلاور خان نے دشمن کی ہر ایک کوشش کا مقابلہ کیا۔ اور شاہ کو اپنے حالات کی اطلاع دی شاہ نے دو ہزار پیادے اسکی کمک کو بھیجے اور حکم دیا کہ محاصرین کو ہٹا کے ایک قصبہ نیر ڈول میں ایک قلعہ بنائیں۔

اس قلعہ کے بنانے سے کچھ دنوں کے بعد دلاور خان نے شاہ سے اور درخواست کی کہ قصبہ راجمندری پر جو یہاں سے آٹھ میل ہے سپاہ حملہ آور ہو۔ شاہ نے رفعت خان ملقب ملک نائب کو حکم دیا کہ دس ہزار سوار وہ ایل پور میں لیجائے اور وہاں سے راجمندری پر حملہ کرنے کے لئے تیار رہے جب نیر ڈول میں اسکے آنے کی خبر دو یا وری اور سیتاپتی نے سنی تو انہوں نے کسم کوٹا (کھشم کوٹا) کے راجہ کو اور اور راجاؤں کو حمایت کے لیئے بلایا۔ سیر دو ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور دو ہزار بندوقچی اور بان انداز جمع کرکے مسلمانوں سے لڑنے چلا۔ ایک لڑائی ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ راجہ اور کنڈا مارا گیا اور دو یاوری اور سیتاپتی قلعہ راجمندری کو بھاگے دھولی سور تک جو قلعہ راجمندری سے چار میل پر تھا مسلمانوں نے انکا تعاقب کیا تھوڑے دنوں بعد دھولی سور کو حملہ کرکے مسلمانوں نے لیلیا اور وہاں بھاری پہرہ تال رکھ کر مسلمان قلعہ ٹاٹ پاک کی فتح کو چلے وہ اس نواح میں ایک زبردست زمیندار نرسنگ راؤ کے قبضہ میں تھا۔ خندق کے

(راجمندری کا محاصرہ)

عمیق ہونے کے سبب سے اس قلعہ کے حملہ مین ایک مہینہ لگ گیا نرسنگ راؤ تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے لیکر قلعہ سے نکلا اور اسنے مسلمانون پر حملہ کیا مگر گرفتار ہوا اور اسکا گروہ بالکل شکستہ ہوگیا جب شاہ نے سنا کہ نرسنگ راؤ گرفتار ہوا تو اسنے سپاہ کو واپس آنے کا اور برسات مین وصول سور رہنے کا حکم بھیجا اسکے بعد رفعت خان پھر ٹاٹ پاک پر حملہ کرنے گیا اور اسکو اور راجمندری کے تمام ضلاع کو مسخر کیا سپاہ کو دار الخلافہ مین مراجعت کے لئے اور قلعون کو معتمد نائک اریون سپرد کرنے کے احکام بھیجے گئے —

اب ابراہیم قطب شاہ نے اسپر غور کی کہ شاہان دکن کو رام راج کی اکثر مداخلت بڑا دھمکاتی ہے اور ناک مین دم کرتی ہے۔ آخر لڑائیون مین اسنے حسین نظام شاہ کے ملک ہی کو ویران نہین کیا بلکہ مساجد مین اپنے مویشی باندھے اور سپاہیون کو اتنا سکے انکو ناپاک کیا اور اپنی مراجعت مین اسنے اپنے دونو دستون کے ملک کو دشمنون کی طرح ویران کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے یہ وقت اس کام کے لئے نہایت مناسب جانا کہ اور شاہان دکن کو بیدار کرے اور رام راج کے برخلاف متفق کرے کہ کیا وہ اسکی قوت کا بالکل استیصال کرین یا اسکو اتنا کم کردین کہ آئندہ کوئی خوف خطرہ اس سے باقی نہ رہے اسمین بڑی مشکل یہ تھی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور کو اسمین کیسے شریک کیا جا اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے ابراہیم قطب شاہ نے اپنے وزیر مصطفی خان کو بھیجا کہ اول حسین نظام شاہ پاس جاے اور وہان سے پھر بیجاپور مین ابراہیم عادل شاہ پاس اس پیغام بھیجنے کے دو مقصد تھے اول شاہان دکن مین اتفاق پیدا کرنا اور اگر ممکن ہو تو آپس مین ناتہ رشتہ کرنا۔ دوم سفیر کا یہ دریافت کرنا کہ رام راج کے برخلاف اتفاق کرنے مین ان شاہون کے خیالات کیا ہین مصطفے خان اپنے کام مین ایسا اچھی طرح کامیاب ہوا کہ شاہون مین آپس مین اتفاق ہوا اور یہ امر قرار پایا کہ حسین نظام شاہ اپنی بیٹی چاند بی بی علی عادل شاہ سے بیاہے

اور قلعہ شولاپور اسکے جہیز مین دے اور علی عادل شاہ اپنی بہن ہدیہ سلطانیہ شاہزادہ
مرتضی حسین نظام شاہ کے بڑے بیٹے سے بیاہے اور شولاپور مین تینون شاہون کی ملاقات
ہوا اور یہان سے متفق ہوکر اور اپنے سپاہیون کو لیکر رام راج سے لڑنے چلین اس قرارداد
موافق ۲۰ جمادی الاول ۹۷۲ھ کو سپاہین متفق ہوکر جنوب کو چلین اور کرشنا کے
کنارہ پر تالی کوٹ مین پہنچین راہ مین کسی نے مقابلہ نہین کیا - رامراج نے دریا کرشنا سے
کنیاکماری تک کے راجاؤن اور اپنے تابعین کو بلاکر جمع کیا اسکے لشکر مین ایک لاکھ سوار اور
تین لاکھ پیادے تھے اس سپاہ کو لیکر وہ شاہون سے لڑنے چلا - ۲۰ جمادی الثانی
۹۷۲ھ کو لڑائی ہوئی جسکا خاتمہ یہ ہوا کہ رامراج مارا گیا جس سے ہندوؤن کی سپاہ کو
شکست ہوئی شاہان متفقہ کی سپاہین دس روز میدان جنگ مین مقیم رہین اور
پھر دارالسلطنت بیجانگر کی طرف چلین یہان انہون نے ملک کو اور شہر کو لوٹا - اور
سنگین بت کدون کو مسمار کیا اور پھر شاہ گلکندہ نے اپنے سپہ سالار مصطفی کو اور نظام شاہ نے
اپنے سپہ سالار مولانا عنایت اللہ کو اور علی عادل شاہ نے کشور خان کو مدکل اور رائچور
کی فتح کے لئے بھیجا - یہ مقامات آسانی سے فتح ہو گئے مصطفی خان نے احکام شاہی کا
کچھ انتظار نہین کیا گیا تھے اور ان قلعون کی کنجیون کو کشور خان کے حوالہ کیا جس سے
حسین نظام شاہ ایسا طیش مین آیا کہ اُس نے شاہ گلکندہ کو حقیقت حال پر مطلع کرکے
درخواست کی کہ مصطفی خان کی گردن اڑائی جاے - ابراہیم قطب شاہ کو اس سید کی جان
کا خواہان نہ تھا مگر اسپر دغا کا الزام لگایا اور اسکا عذر نہ سنا اور حکم دیا کہ وہ مکہ کو
جاے اور اپنے گناہون سے توبہ استغفار کرے - شاہ نے گلکندہ کو خطوط لکھے کہ مصطفی خان کے
اہل عیال و اسباب و مال کو مغربی بنادر بحری پر بھیجدو کہ وہان اسکے ساتھ روانہ ہونے کے لئے
تیار رہین - یہ امر تحقیق ہے کہ اس کے اہل عیال و مال کے لئے سات سو گاڑیون اور پانچ ہزار
مزدورون کی ضرورت ہوئی مصطفی خان بادشاہ کے پاس سے علی عادل شاہ
کے پاس چلا گیا جس نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اپنا وزیر اعظم مقرر کیا علی عادل شاہ کے

مرنے کے بعد ۹۶۸ھ مین مصطفیٰ خان بلاد ملیبار مین قتل کیا گیا۔ اس ملک کو اُسنے فتح کیا تھا اور یہان حاکم رہا تھا اس لڑائی کو تفصیل سے علی عادل شاہ کی سلطنت کی بیان مین لکھا ہی؟

بیجانگر مین تینون شاہ چھہ مہینے رہے اور پھر اپنی اپنی دار الخلافہ کو چلے گئے۔ ابراہیم قطب شاہ کے جتنی قلعے رام راج نے لئے تھے وہ قطب شاہ کو مل گئے۔ ۹۷۳ھ مین قطب شاہ کے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام محمد قلی رکھا گیا۔

حسین نظام شاہ اپنے دار الخلافہ مین جاکر ۷ ذی قعدہ ۹۷۳ھ کو مر گیا۔ اسکا بڑا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ جانشین ہوا۔ یہ شاہ عیش و عشرت مین غرق رہا مہمات سلطنت خونزہ خاتون ماں کے ہاتھ مین آئین تھوڑے دنون مین خلقت کو اس سے نفرت ہو گئی تو کشور خان پیشوا نے علی عادل شاہ کو مخفی خط لکھ کے احمدنگر پر حملہ کرنے کے لئے بلایا اسکے ساتھ ایک بڑا فریق تھا۔ مرتضیٰ کو اس سازش کی اطلاع ہوئی تو وہ خواب غفلت سے بیدار ہوا مجلس مشورہ کو جمع کیا جس نے یہ صلاح بتلائی کہ نظام شاہ کا خاندانی قدیمی دوست ابراہیم قطب شاہ ہے اُس سے امداد منگانی چاہیے مگر پہلے اس سے کہ گولکنڈہ سے کمک آئے علی عادل شاہ سرحد پر آ پہنچا۔ مرتضیٰ نظام شاہ احمدنگر چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ وہ برار گیا اور تفال خان کو یار بنایا جو اُس وقت برار مین حکومت کرتا تھا اور اُسنے سلطنت کو غصب کیا تھا۔ اور عماد شاہی خاندانی وارث کو قید مین رکھتا تھا۔ برار کی سپاہ کی کمک لیکر مرتضیٰ نظام شاہ نے کولاس کی طرف کوچ کیا۔ علی عادل شاہ کے لشکر نے بھی حرکت کی قصد تھا اور کولاس کے درمیان دونو شاہون کی ملاقات ہوئی اور آپس مین صلح ہو گئی۔ اب یہ امر قرار پایا کہ احمدنگر اور برار اور گولکنڈہ کی سپاہ متفق ہو کر بیجاپور پر حملہ کرین۔ علی عادل شاہ اپنی دار السلطنت مین سپاہ کثیر جمع کر کے خود دار الخلافہ سے کون کان کو چلا گیا۔ سپاہ متفقہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور گرد و نواح ملک کو لوٹا مارا۔ ابراہیم قطب شاہ کو یہ منظور نہین تھا کہ علی عادل شاہ کو ملک اپنی ملک کا بڑا حصہ مرتضیٰ نظام شاہ کو دیدے۔ اس لئے اور شاہون کو یہ صلاح بتلائی کہ محاصرہ اٹھا کر وہ اپنی اپنی

دارالسلطنت کو جائیں (فرشتہ سے تاریخ نظام شاہی میں جو اس مہم کا حال ہمنے نقل کیا ہے وہ اس بیان سے بالکل مختلف ہے) اس واقعہ کے بعد علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ کے درمیان در پردہ یہ ٹھیری کہ وہ قلعہ دسہ میں ملاقات کریں یہاں ملاقات میں یہ امر قرار پایا کہ برار کی سلطنت کو تو مرتضی نظام شاہ اور بیدر اور تلنگانہ کو علی عادل شاہ فتح کرے اول انہی دونوں کی سپاہ نے متفق ہو کر شمال کی جانب سے تفال خان پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا وہ ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اسلئے گاول گڈھ کو بھاگا ایک مدت کے بعد یہ قلعہ دشمنوں کو حوالہ ہونے کو تھا کہ تفال خان نے علی عادل شاہ کو دو لاکھ ہن دیئے اور پچاس ہاتھی دینے کا وعدہ کیا کہ وہ محاصرہ اٹھا دے اس مخفی عہد کے سبب سے علی عادل شاہ نے مرتضی نظام شاہ پاس پیغام بھیجا کہ یہ شرم کی بات ہے کہ دو شاہ اپنی تضیع اوقات ایک قلعہ کی فتح میں کر رہے ہیں انکے حق میں زیادہ مفید ہوگا کہ وہ ملک تلنگانہ کو تسخیر کریں اس کہنے سے مرتضی نظام شاہ نے محاصرہ کو چھوڑا اور جنوب کی طرف گیا اور اپنی طرف سے اخلاص خان کو اور علی عادل شاہ کی جانب سے عین الملک کو اس کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ مگر راہ میں ایک امر ایسا وقوع میں آیا کہ جسنے مملکت تلنگانہ کو بچا دیا۔ ایک دن بیجاپور کی سپاہ چھ ہزار مرہٹوں نے مرتضی نظام شاہ کے جنداول پر چھاپا مارا منصور خان جو جنداول کا افسر تھا مقابلہ کیا اور مارا گیا جس سے ان دونوں شاہوں کا رشتہ اتحاد ٹوٹ گیا اور باہم فساد ہو گیا اور ہر ایک اپنی اپنی دارالسلطنت کو چلا گیا۔

احمد نگر میں مرتضی نظام شاہ آیا اور علی عادل شاہ سے انتقام لینے کے لئے ابراہیم قطب شاہ پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بیجاپور کی مخالفت کے لئے ہم آپس میں موافقت کریں شاہ گولکنڈہ نے اس سے پہلے خود بھی مرتضی نظام شاہ پاس پیغام بھیجا تھا۔ ہم کرشنا دریا کی طرف کوچ کریں اور ہم سب سے پہلے ولد رام راج متوفی کو اپنے ساتھ ملائیں کہ ہم سب ملکر بیجاپور کی تسخیر کے لئے چلیں شاہان گولکنڈہ اور احمد نگر نے کرشنا پر پہنچکر یلتم راج کو لکھا کہ وہ ہمارے ساتھ شریک ہو جائے لیکن ایک ایسا وقوع میں آیا کہ جیسا یہ اتفاق جلدی ہو گیا تھا ویسا ہی جلدی سے ٹوٹ گیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ جب تخت پر بیٹھا تھا تو بارہ برس کا بھی نہ تھا تمام اختیارات سلطنت
اسکی ماں خونزہ ہمایون کے ہاتھ میں تھے اُس نے بداندیشون کی صلاح سے یلتم راج سے
ہُن اس کمک کے معاوضہ میں طلب کیے جو اسکے ملک میں شاہ بیجاپور کی مداخلت بیجا
کے لئے دوستون نے کی تھی۔ یلتم راج کو یہ امید تھی کہ دوست اسکو وہ ملک لا دینگے
نے رام راج سے چھین لیے تھے اب بجای اسکے الٹی دو لاکھ ہُن اُس سے طلب کیے
ابراہیم قطب شاہ کو اس نے ایلچی بھیجکر کی قطب شاہ نے فوراً اپنا معتبر خونزہ ہمایون
کہلا بھجوایا کہ مجھے حیرت ہے کہ یہ کیسی درخواست روپیے کی گئی ہے کہ جسکا سان گمان
نہ تھا یہ امر مصلحت ملکی کے برخلاف ہے یلتم راج سے تجاسے کہکے روپیہ
وہ بڑے کام کا دوست ہے جسکی دس ہزار سپاہ ہمارے سخت دشمن کے مقابلہ میں کام آسکتی ہے
جسپر ہم حملہ کرنے کو ہیں مگر خونزہ ہمایون نے اس پیغام پر ذرا التفات نہین کیا یہانتک روپیہ کی
طلب مین زیادہ سختی کی یلتم راج نے روپیہ دینے سے انکار ہی نہین کیا بلکہ وہ ان دوستون کے
ساتھ دشمنانہ سلوک کرنے لگا جب ابراہیم قطب شاہ نے اس معاملہ کا یہ رنگ دیکھا تو اسنے یلتم راج
کو لکھ بھیجا کہ وہ اپنی ملک کو مراجعت کرے میری سپاہ بھی اب الٹی جاتی ہے
ابراہیم قطب شاہ نے خیمے اکھڑوا دیے اور گولکنڈہ کو چلا آیا اور یلتم راج بیجانگر کو چلا
گیا جب مرتضیٰ نظام شاہ نے دیکھا کہ اسکے یہ دوست اُسے چھوڑکر چلے گئے اور عادل شاہ کے
سوارون نے اُس راہ کو جسپر وہ جاتا تھا گھیر لیا تو اُس نے تلنگانہ کی مملکت میں گذر کر مراجعت
کی اور اضلاع گولکنڈہ اور کین پور کو تباہ کیا ابراہیم قطب شاہ نے صلابت خان کو
تین ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ ملک کو نظام شاہ کے ہاتھون سے بچائیں اور منصبدارون اور
حولدارون کو احکام بھیجے گئے کہ دشمنون کی راہون کو حتی المقدور روکین اور قصبات کے
دروازون کو بند کرین اور رعیت کے جان و مال کو جہان تک ہو سکے دشمنون کی دست برد
سے بچائیں ان احکام سے دیہات کے حاکم راتون کو بڑی ہوشیاری کرتے اور چھوٹے چھوٹے
گروہ انکے دشمنون کے خیمون کے چارون طرف آتشبازی کرکے حیران کرتے نظام شاہ کا

لشکر ان بیقاعدہ حملون سے ایسا عاجز ہوا کہ اسنے اپنے گرد حفاظت کے لئے خندق کھودی
کہ قطب شاہی سوارون کے ہاتھ سے بچین جو اسکے گرد ہمیشہ رہتے ہین نظام شاہی لشکر نے
غارتگری سے ہاتھ نہ اٹھایا اور صلابت خان کی جدوکد نہ رکے تو اسنے چنداول پر حملہ
کرکے بالکل اسکو شکست دی مرتضیٰ شاہ نے معتمد خان کی سرکردگی مین بڑی سپاہ قطب شاہی
لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجی۔ لڑائی ہوئی جس مین ایک نظام شاہی افسر مارا گیا اور دوسرا افسر
کمال خان زخمی ہوا اور قطب شاہی لشکر مین ایک افسر مقرب خان مارا گیا۔ رات نے آن کر
لڑائی کو چھڑا دیا۔ دوسرے روز صبح کو نظام شاہی لشکر نے کوچ کیا اور بریدشاہی ملک
مین آکر دم لیا۔ ہمنے بیان کیا ہے کہ تانی کوٹ کی لڑائی سے پہلے جنوب مین رفعت خان لاری
ملک نائب نے راجمندری کے ایک حصہ کو فتح کیا تھا مگر وہ اور لڑائیون مین بلا لیا گیا بارہ برس
بعد پھر دس ہزار سوارون کے ساتھ راجمندری کی فتح کے لئے بھیجا گیا۔ جب وہ دھلیسورم مین
آیا تو اسنے راجمندری (راجمہندری) پر حملہ کرنے کی تدابیر کین۔ سیتاپتی کے قبضہ مین دو
حصے بن تاپوا ور راج بوندی تھے اسکی عادت تھی کہ رات کو وہ کمک اور آذوقہ
راجمندری مین بھیجا کرتا تھا اس لئے رفعت خان نے یہ تجویز کی کہ پہلے ان دو قصبون پر حملہ
کرنا چاہیئے۔ اول اسنے بنتاپور کی طرف کوچ کیا راہ مین دشمن نے اس سے مقابلہ کیا اور
سخت لڑائی ہوئی۔ ہندوؤن کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بنتاپور مین چلے گئے مسلمانون
نے انکا تعاقب کیا اور زینے لگا کے قلعہ لے لیا۔ سیتاپتی مع اپنے اہل و عیال کے جنگلون
مین ہوکر قلعہ راج بوندی مین گیا۔ دوسرے روز مسلمانون نے اسکا تعاقب کیا مگر قلعہ
تک پہنچنے مین بعض یہ موانع پیش آئے کہ راہ نہایت تنگ تھی اور اسکے دونو طرف درختان
ایسے تھے کہ راہ نہ تھی۔ رفعت خان نے قلعہ کی فتح کا ارادہ مصمم کرکے جنگل کاٹنے اور اسکے جلانے
کا حکم دیا۔ ایک دن مین مسلمانون کا لشکر صرف دو میل چلتا تھا غرض انہون نے رستہ
بنا لیا اور پہاڑ پر چڑھ کر قلعہ کے پاس پہنچے تو سیتاپتی راجمندری کے جنگلون مین چلا گیا
یہان راجہ دو یادری سے مل گیا اور قلعہ راج بوندی چھوڑ گیا جسپر رفعت خان نے

رفعت خان کا راجمندری کس سم کوٹنا - دیراگوشم کو فتح کرنا اور کلکنڈ تک پہنچنا -

قبضہ کیا اور یہان سے راجمندری کی طرف چلا۔ یہان ودیادری اور راجہ کس سم کوٹا
(کشتم کوٹا) کی سپاہیون جسمین تین ہزار سوار اور اتنے ہی پیادے تھے لشکر اسلام کا مقابلہ
کیا مسلمانون کے لشکر نے ہندوؤن کو شکست دی اور ودیادری اور سیتاپتی دونو قلعہ راجمندری
مین مغرور ہوئے۔ چار مہینے کے بعد قطب شاہی توپخانون نے قلعہ کی دیوارون پر اثر کیا اور
اس مین پچاس قدم کی برابر رخنہ ڈالا اس عرصہ مین علم صلح قلعہ پر نمودار ہوا اور حوالہ
کرنے کی شرائط کے لئے انھون نے کہا کہ مسلمانون کے لشکر مین جو پنڈت محاسب ہے اس کی
معرفت بھیجینگے۔ پنڈت قلعہ مین آیا۔ اسکی معرفت یہ شرائط منظور ہوئین کہ قلعہ خالی کیا
جائے اور ودیادری اور سیتاپتی جہان انکا دل چاہے چلے جائین اور کوئی انکو آزار نہ
پہنچائے۔ ودیادری کس سم کوٹ اور سیتاپتی بیجانگر کو گیا یہ واقعہ ۹۷۹ھ ۱۵۷۱ع مین واقع ہوا اور
اسکی تاریخ معبد کافران بدست افتادہ ہے۔

جب راجمندری فتح ہو گیا تو شاہ نے حکم بھیجا کہ وہ کس سم کوٹ مین بھی مسلمانون کی حکومت
قائم کرے اسلئے اس نے اڑیسہ کی طرف کوچ کیا یہ ملک درختانون سے بھرا پڑا تھا اسمین
جنگل بڑے دشوارگذار تھے۔ رفعت خان نے سب طرف انکے جلانے اور کاٹنے کا حکم دیا
مسلمانون کے دفع کرنے کو بیس ہزار ہندو جمع ہوئے۔ لڑائی ہوئی جسمین ہندوؤن کو ہزیمت
ہوئی اور بڑا نقصان انکا ہوا۔ سپہ سالار شکل سے بھاگا دو قلعے گوپال پلی اور ویراگوتم مسلمانون
کے ہاتھ آئے یہان سے لشکر اسلام کس سم کوٹا کو چلا۔ اس ملک کے دو بڑے راجہ سرداراج
اور اسکا بھائی بھبے بلندر تھے جب انھون نے لشکر اسلام کے آنے کی اور قلعون کے مفتوح
ہو جانے کی خبر سنی تو انھون نے اپنے ایلچیون کو صلح کے لئے بھیجا۔ صلح ہو گئی اور یہ امر قرار
پایا کہ چھوٹا بھائی سرداراج گلکنڈہ مین رہے اور بڑا بھائی بھبے بلندر اپنے ملک مین راج
کرے اور شاہ کا باجگذار رہے۔ یہان سے لشکر اسلام گوپال اور پیریعنی اور ریا
کے ملک مین گیا وہ اپنے ملک کو چھوڑکر بنگال چلا گیا اور یہ ملک آسانی سے مسلمانون کے
ہاتھ آگیا اور سپاہ کا قبضہ اوسپر ہو گیا۔ ودیادری کے ملک مین رفعت خان گیا۔

جسمین ورل لیاراج سلطنت کرتا تھا وہ مسلمانون کے قریب آنے سے دیوپورال کو بھاگ گیا
یہ ایک بھاری قلعہ دوباوری کے قبضہ مین تھا وہ ساحل سمندر کے قریب تھا اور اسکے گرد
درختستان ایسے تھے کہ وہان گذر نا مشکل تھا میدان مین مسلمانون سے بیس ہزار ہندوون نے مقابلہ کیا۔
ہندوون کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ کو بھاگے جسکا محاصرہ چار مہینے تک ہا آخر کو ناچار
ہوکر ورل لیاراج نے باجگذار ہونا قبول کیا اس طرح دوباوری کا ملک شاہ گولکنڈہ
کے قبضہ مین آگیا۔ یہان سے رفعت خان چندبار کو گیا۔

یہ ملک دو بھائیون نرسنگ اور سورسنگ کے قبضہ مین تھا۔ اور ایک درہ مین ان کا ایک
قلعہ بھی تھا۔ دس ہزار پیادے تھے۔ انھون نے قلعہ کے گرد خندق کھودی اور چھاتی کی
برابر اونچا دمدمہ بنایا اور دشمنون کے مقابلہ کے لئے توپون کو لگایا۔ رفعت خان نے جب
انتظار کیا (؟) درہ مین اسکی توپین آئین پھر اسنے حصار کو ڈھایا اور حملہ کرکے قلعہ کو لے لیا
اور دونون بھائیون کو قید کرلیا اور اسکے ملک کو شاہ گولکنڈہ کا مطیع کیا۔

اب رفعت خان نے آخر دو سالون مین بہت سے قلعے اور اضلاع راجمندری کے
کسی حصہ کو ملا کے فتح کر لئے۔ اب اسکا ارادہ ہوا کہ بیجانگر دیو پر حملہ کیجے وہ اس ملک کا
بڑا راجا ہو(؟) زیادہ زبردست تھا اسنے اس کی بسم اللہ کوہستانی قلعہ پٹنور سے کی
اسکو فتح کرلیا اور راجہ کے بھائی کو قید کیا یہان سے وہ کندو دیوا پلی پر آگے
بڑھا جسکا اس راجہ کو بڑا آسرا و سہارا تھا اسکو بھی مسلمانون نے شجاعت سے فتح
کرلیا مگر ان ملعون کی فتح مین اتنا عرصہ لگ گیا کہ بیجانگر دیو کو اپنی سپاہ کے
جمع کرنے کی فرصت ملگئی اور اس پاس پانچ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے اور پانچ
سو ہاتھی جمع ہوگئے۔ رفعت خان اس سپاہ سے ڈرا نہین اُس سے لڑا اور دشمنون
کو شکست فاحش دی۔ راجہ اپنی دارالسلطنت کو بھاگ گیا اور جاتے ہی رفعت خان
پاس اپنے بیٹے کو ایلچی بنا کے بھیجا جسنے شرائط صلح یہ پیش کین کہ راجہ سالانہ بیس ہزار
ہن اور ... ہاتھی بھیجا کریگا ان شرائط کو رفعت خان نے بڑی خوشی سے

اس سبب سے قبول کر لیا کہ اسکی سپاہ نہایت ناخوش و ناراض ہو رہی تھی اور ... جمیند رکی تمام اضلاع ساحل بحر پر فتح بھی ہو گئے تھے۔

علی عادل شاہ نے جب احمد نگر کا محاصرہ کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ اُس سے مقابلہ نہ کرسکا تو اُسنے ابراہیم قطب شاہ کی طرف رجوع کی وہ اول بیدر گیا اور علی برید شاہ کو اپنے ساتھ شریک کیکے مرتضیٰ نظام شاہ سے ناگرہی مین ملا۔ جہان ان سبنے اس قرآن شریف پر قسمین کھائین جو حضرت علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور یہ امر قرار دیا کہ اول سب مل کر بیجاپور پر حملہ کرنے مین ذرا توقف نہ کرین مگر سید مرتضیٰ نظام شاہ کو جلد صلح پر راضی کیا اور فریقین کی صلح ہو گئی ابراہیم قطب شاہ گولکندہ اور علی برید شاہ بیدر کو گئے۔

بیجاپور کا محاصرہ ... (حاشیہ)

جب ابراہیم قطب شاہ گولکندہ مین آیا تو اُسنے ارادہ کیا کہ مین مرتضیٰ نظام شاہ سے اس بدمعاملی کا انتقام لون جو اسنے مہم مذکور مین کی۔ برار کی سلطنت ہمیشہ اس کی مدد کیا کرتی تھی سو اُسنے تفال خان نائب السلطنت پاس اپنا ایلچی بھیجا مرتضیٰ نظام شاہ سے لڑنے کے لئے اسکو بلایا وہ مرتضیٰ نظام شاہ کا دوست اس سبب سے نہین ہو سکتا تھا کہ اوسکے ملک پر حملہ اور گاول کا محاصرہ کیا تھا تفال خان خوش تھا کہ مرتضیٰ نظام شاہ سے انتقام لینے کا خوب موقع ہاتھ آیا اُس نے فوراً ابراہیم قطب شاہ کی دعوت کو قبول کر لیا اور اپنے بیٹے شمشیر الملک کو تین ہزار سواروں کے ساتھ ابراہیم قطب شاہ سے ملنے کے لئے بھیج دیا ابراہیم قطب شاہ نے اپنی سپاہ کو جمع کیا بیدر کی طرف شکارگاہ کا بہانہ کرکے چلا اور برار کی کمکی سپاہ سے اور علی برید شاہ سے شہر بیدر اور کولاس کے درمیان ملا۔ یہان علی عادل شاہ کو بھی بلایا کہ وہ انکے ساتھ متفق ہو۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے سستی چھوڑا اور اپنی سپاہ کو جمع کیا اور عزم بالتصمیم کیا کہ علی عادل شاہ کو خواہ بزور یا بحکمت ابراہیم قطب شاہ سے نہ ملنے دے وہ اپنی کل سپاہ کو ساتھ لے کر بیجاپور کی طرف چلا اور اسنے وزیر چنگیز خان کو بہت تحائف کے ساتھ عادل شاہ کے شکارگاہ مین بھیجا کہ وہ سعی کرکے اسکو شاہان متفقہ سے نہ ملنے دے اور اس کے ارکان سلطنت کو ...

چاہئے کہ وہ بادشاہ کو جبتک ملنے کو روکے رکھین کہ نظام شاہی پاس آئین چنگیز خان
ملدروگ مین علی عادل شاہ سے ملا اور وہ اپنی تدابیر اور حکمت اس طرح کام مین لایا
کہ عادل شاہ نے شاہان متفقہ سے ملنے کا خیال دل سے بالکل اُڑا دیا اور مرتضی شاہ سے
دوستانہ ملنے کا ارادہ کیا - علی عادل شاہ کے اس طرح ارادہ بدلنے سے ابراہیم قطب شاہ
کو حیرت ہوئی اور اُس نے برار کی فوج کو انعام دیکر رخصت کیا اور علی برید شاہ کو
قلعہ بیدر جانے کی اجازت دی - گولکنڈہ مین آکر اُسنے اپنا سراپردہ کھڑا کیا اور
نائک واری سپاہ کو اپنے علم کے نیچے آنے کا حکم دیا ان تیاریون کی ضرورت اسسبب سے
تھی کہ علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ نے متفق ہوکر بیدر اور تلنگانہ کے ملکون
کی تسخیر کا ارادہ مستحکم کیا مرتضی نظام شاہ نے بیدر کے شہر کا محاصرہ کیا تو ابراہیم
قطب شاہ نے گولکنڈہ کی حفاظت کی تیاریان کین اور فصیل پر خیمہ لگا کے خوب ناچ
گانے کی محفلین کرنے لگا اور چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بسرکردگی صلابت خان
بھیجے کہ وہ شاہی لشکر کے گرد پھرین اور جس لشکر نے بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہے اسپر شب خون مارین
اور یہ سوار پیادے سب طرف کامیاب ہوئے اور رات کے وقت دشمنون کی بہت جانیں
ناکین اور کان کاٹ کے لاتے اور ہر ناک کے لیے ایک ہن اور ہر کان کے واسطے ایک
پرتاب انعام پاتے اور دن کو موقع کے وقت محاصرین پر حملہ کرتے جو آذوقہ کی کمی سے
مصیبت زدہ ہو رہے تھے اور راتون کو جو اُن پر پیادے اور سوار شب خون مارتے
تھے تو وہ سونے نہ پاتے تھے اس سبب سے دن کو بڑی تکلیف اوٹھاتے تھے - اب انکا ارادہ
محاصرہ چھوڑنے کا ہوا مگر اسکے ساتھ انکو یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ اگر ہم یہان سے چلے گئے
تو ابراہیم قطب شاہ ہمپر حملہ کریگا - علی عادل شاہ نے کمال خان کو پندرہ ہزار سوار
دیکر اور مرتضی نظام شاہ نے مرزا یادگار کو اتنی ہی سوار دیکر بھیجا کہ وہ گولکنڈہ سے کوس پر
مین بیٹھین اور مرتضی نظام شاہ نے تفال خان کو اس قصور کی سزا دینی چاہی کہ
اُس نے پہلے سال مین ابراہیم قطب شاہ کی امداد کی تھی اور علی عادل شاہ نے جنوب کے ملک مین

نبکا پورا اور ہندوؤن کے ملک پر جو بیجانگر سے متعلق تھے غارت کرنے کے لئے کوچ کیا
بیجاپور والے ہمیشہ سے حمایت کی ہی تو علی عادل شاہ نے اپنے اہل حیال کو جسونت راؤ
بھوج مل نانک دیونانک تین مرہٹی سرداروں کو سپرد کیا تھا کہ وہ انکے ہمراہ جاکر بیجاپور
پہنچادین مگر اس لٹیری سپاہ نے قطب شاہ کی ملک کو غارت کیا ۔ صلابت خان فتح
سپہ سالار گولکنڈہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکو شکست فاحش دی اور دو نامور ہاتھی فتح
اور غنیمت جنگ مع شاہی مراتب چھین لئے جسونت راؤ بڑی مشکل سے عادل شاہی عورتون کو بچالایا
سے اوپر بیان ہوا کہ تین ہزار سوار کولاس کے حوالی مین اسلئے متعین ہوئے تھے کہ ان شاہوں
کی دو فوجون کی مراجعت کو پردہ مین رکھین جنمین سے ایک برار اور دوسرے نبکا پور گئی
اس سے تلنگانہ کی سرحد پر ملکون کو لوٹا ۔ ابراہیم قطب شاہ نے فیرشاہ محمد انجو کو آٹھ ہزار
سوارون کے ساتھ انکے مقابلے کے لئے بھیجا اور مرزا حسین بیگ ترکمان چار ہزار ترکمانون کو
ساتھ لیکر گولکنڈہ کی سپاہ کے ساتھ ملگیا ۔ ورکولاس ورنگل کے درمیان فوجون کا
مقابلہ سید حیدر حاکم دیگلور سے کیا مگر تین ہزار سوار لے کر ایسا بے قاعدہ لڑا کہ آسانی
سے اسکو شکست ہوئی اور اسکا تعاقب قلعہ دیگلور تک اندر تک جانے کے سبب سے یہ قلعہ آسانی
سے ہاتھ آگیا ۔ دوسرے روز شاہ محمد انجو نے دیگلور اور قندھار کے درمیان خیمے دشمن کے ہمسایہ مین
ڈالے اول اسپر حملہ مرہٹے سوارون نے کیا جنکا افسر جسونت راؤ و دوسرا سرداراور کولی راؤ
تھا جو برار اول مین چھ ہزار رہا دیان سوارون (مشرقی ملکون مین گھوڑون کے اختہ
کرنیکا دستور کبھی نہین جاری ہوا اسلئے انکے سوارون کے رسالون مین ہر ایک سوار
پاس کیا گھوڑا ہوتا یا گھوڑی مرہٹے گھوڑیون کو اس سبب سے پسند کرتے تھے کہ وہ جلد بہت
پذیر اور تیز ہوتی ہین دوم وہ ہنہنانی کم ہین جسکے سبب سے شب خون مارنے مین دشمنونکو
اطلاع نہین ہوتی) یہ حکمران تھے انکے حملے کو مرزا حسین اور ترکمانون نے دفع کردیا
اور بہت سے کولیون کی جان گئی (کولی ایک قوم صحرانورد گجرات مین رہتی ہے وہ بھیلون
اور ہیرہٹیون کے مشابہ ہوتے ہین مگر کولی تلنگانہ اور کوکن مین بھی ہوتے ہین)

مسلمانون کی تاریخ مین جہان کولی سوار لکھے ہین اُنسے مراد مرہٹہ سوار ہوتی ہی)
پس اول دن کی لڑائی کا خاتمہ تو اس طرح ہوا۔ دوسرے روز ایک سخت لڑائی ہوئی۔
جسمین کسی کو کچھ غلبہ نہ حاصل ہوا۔ تیسرے دن کی لڑائی مین لشکر گلکندہ کو غلبہ ہا۔ مہینہ بھر تک اور
کئی لڑائیان ہوئین آخر کو ایک بڑی صف جنگ ہوئی جسمین گلکندہ کے لشکر کو فتح عظیم ہوئی
اُسنے دشمنون کے خیمے اور ہر قسم کا مال سب لے لئے۔ اور گلکندہ کو چلی آئی۔

اوپر بیان ہوا ہی کہ شہر بیدر کا محاصرہ چھوڑ کر مرتضیٰ نظام شاہ تفال خان سے لڑنے گیا اور
علی عادل شاہ ملک وجیانگر کو شری رنگا رایے سے چھیننے کے لئے گیا تھا۔ یہ راجہ بیجاپور کے شاہ
کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اسلئے اُسنے ابراہیم قطب شاہ سے اپنی اور اُسکے مشترک دشمن سے لڑنے
کے لئے کمک مانگی۔ شاہان دکن مین یہ اصول قرار پا گیا تھا کہ بیجانگر کے ملک پر جب تک حملہ
نہ کیا جائے کہ آپسمین صلاح و مشورہ ہو کر اُسپر اتفاق نہ کیا جائے۔ ابراہیم قطب شاہ نے فوراً
سری رنگا کی امداد کو منظور کیا اور ابراہیم عادل شاہ سے لڑنے کا اور اُسکو آگے نہ بڑھنے دینے
کا وعدہ کیا اُسنے اپنے سپہ سالار شاہ محمد انجو کو تلنگی سپاہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ عادل شاہی سرحد
پر تاخت و تاراج کرے خود اُسنے سری رنگا رایے سے ملنے کی تیاری کی۔ وہ بیجانگر کی
سرحد پر شاہ محمد انجو سے ملا جس نے اُسکی ہدایتون کے موافق دشمن کے ملک کو لوٹا مارا تھا۔ کچھ
تھوڑے دنون بعد وہ سری رنگا رایے سے ملا اور ان کے ملنے کے سبب سے علی عادل شاہ
نے بیجانگر کا محاصرہ ترک کرکے بیجاپور جانیکا ارادہ کیا اس سبب سے شاہان متفقہ کا کیمپ
ٹوٹ گیا اور ہر ایک اپنے اپنے دار السلطنت کو گیا۔

نہایت مستند طور سے یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ سلطان قلی قطب شاہ کے عہد سے راجہ کنگیاڑی
کستوری مثراج۔ نرسنگ راؤ۔ سالانہ خراج دو لاکھ ہن خزانہ گلکندہ مین داخل کرتے تھے
قلعہ کنڈبیر کے فتح ہونے پر یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ چند سالون مین جو شاہ اور رام راج
دکن کے ساتھ لڑائیون مین مصروف رہا تو ان راجاؤن نے خراج نہ دیا اور اسیطرح ہمیشہ کی
کرشنا سے پار اُتر کر قلعہ کنڈاپلی پر حملہ کیا اور اس ضلع کو ویران کیا ابراہیم قطب شاہ

مدت تک اپنی شمالی سرحد کی حفاظت مین مصروف رہا۔ اسکی سپاہ کو فرصت نہ ملی کہ ان
راجاؤن کی تادیب گوشمالی کرتی۔ اب ابراہیم قطب شاہ نے اپنی سپاہ کو آرام دیکر
عماد الدین محمود شیرازی حیدر الملک کو سپاہ کثیر کے ساتھ بھیجا کہ وہ قلعہ کندبیر کو فتح کرے
اس نے کرشنا سے اتر کر اول قلعہ ناکنڈا کو فتح کیا اور پھر مستحکم قلعہ کھپیر کوٹا کی طرف چلا کستوری رنگیا
اور سونا چینا نے بیس ہزار پیادوں سے حفاظت کی۔ مگر جب مسلمان قریب آئے تو ایک گولی نہ
چلائی اور بھاگ گئے۔ شاہی سپاہ نے اسپر قبضہ کرلیا پھر حیدر الملک نے قلعہ کم مم کو بمقابلہ
تسخیر کرلیا۔ اب مسلمان قلعہ کندبیر کی طرف متوجہ ہوئے یہاں حیدر الملک کو خبر ہوئی
کہ کندی ہمنا۔ سودنا چینا۔ کستوری رنگیا نے تیس ہزار سپاہیون کا لشکر جمع کیا ہے
اور اس پر حملہ کرنے کو ہین اسلئے اسنے کندبیر کے محاصرہ مین التوا کیا اور اُس سے لڑنے گیا
مسلمانون پر درختان سے ہندوؤن نے نکل کر حملہ کیا مگر سوائے اپنی جان دینے کے کچھ نہ
کر سکے مسلمانون کو فتح کامل حاصل ہوئی اور دشمنون کا تعاقب انھون نے قلعہ گوررم تک کیا
جس نے اپنے تئین خود حوالہ کیا پھر سپہ سالار نے بیلم کنڈا کو جا کر لے لیا اور اُس پاس کے تمام
چھوٹے قلعون پر قبضہ کرلیا۔ حیدر الملک کندبیر کی طرف چلا جو اس صوبے کا دار السلطنة
تھا اس قلعہ کے محاصرہ مین بہت وقت ضائع ہوا اور حیدر الملک نے گلکنڈہ سے کمک طلب
کی شاہ نے سید شاہ تقی اور شاہ میر کو مغل و ایرانی سپاہیون کی فوج دیکر بھیجا کہ وہ
کرشنا کے جنوب مین ساری فوجون کی سپہ سالاری حیدر الملک سے لے لے۔ شاہ میر نے
کندبیر کے لئے زینے لگا کے بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی چلی نہین پھر اسنے توپین منگا کے
لگائی ہین۔ غرض صفر [illegible] کو یہ قلعہ بہت نقصان اٹھا کے فتح کیا اور کیوڑی مراج
داماد رامراج راجہ بجانگر کو قید کیا۔ بس تمام ضلع کندبیر تسخیر ہوگیا اور ان کے سارے قلعے
ہاتھ آگئے اور دو تین بنادر ساحل بحری پر قبضہ ہوا۔ کل ملک ساحل بحر سے بیجانگر تک
امیر شاہ میر کے ہاتھ آگیا کیوڑی مراج کو ہمراہ لے کر گولکنڈہ کو مراجعت کی۔
ان دنون مین مرتضی نظام شاہ نے قلعہ بیدر کی فتح کا اور برید شاہ کے ملک کی تسخیر کا

مصمم عزم کیا مگر وہ جانتا تھا کہ ابراہیم قطب شاہ کی امداد کے بغیر یہ کام نہین چلیگا اس لئے
اُس نے میر ابو القاسم کو ایلچی بناکے شاہ پاس بھیجا اُس نے شاہ کو ترغیب دی کہ امیر شاہ میر کو دس ہزار
سوارون کے ساتھ شاہ احمد نگر کی اعانت کو بھیجے علی برید شاہ نے شاہ بیجاپور سے امداد کی
درخواست کی علی عادل شاہ نے اسکی درخواست اس شرط پر قبول کی کہ وہ ایک خوجہ
خواجہ سرا کو جسپر وہ فریفتہ تھا بھیجدے اُس نے خواجہ سرا کو بھیجدیا جسنے علی عادل شاہ کو
۲۴ صفر ۹۸۷ھ کو مارڈالا - اب علی عادل شاہ کی جگہ کمسن ابراہیم عادل شاہ جانشین ہوا
مرتضی نظام شاہ نے اسکو نتیجہ سمجھ کر اسکے ملک پر حملہ کے لئے بہزاد الملک کو مقرر کیا اسکی لڑائی
مین جو نلدرگ اور شولاپور کے درمیان ہے بیجاپور کے لشکر سے ہوئی اور بہزاد الملک کو شکست
ہوئی اسکا تعاقب بیدر کی حوالی تک ہوا - سید مرتضی سپہ سالار نظام شاہ جو برار سے اس
محاصرہ مین تائید کے لئے آتا تھا اُسکی سپاہ مغرور ہوگئی - مرتضی نظام شاہ نے بہزاد الملک کو
بلاکر کل سپاہ کا سپہ سالار سید مرتضی کو کردیا اور یہ سپہ سالار امیر شاہ میر و قطب شاہ کی کمکی
سپاہ سمیت نلدرگ کی طرف گیا جہان ابتک ابراہیم عادل شاہ کی سپاہ خیمہ زن تھی
ایک بڑی لڑائی ہوئی جسکے بعد سپاہ بیجاپور نے قلعہ مین پناہ لی - اب نلدرگ مین بیجاپور
کی سپاہ کا بڑا حصہ محصور ہوگیا - یہ مصلحت ٹھیری کہ شاہان متفقہ بیجاپور پر حملہ کرین
نلدرگ کی سپاہ نے جب انکا یہ ارادہ سُنا تو انہون نے آفتاب کے غروب ہونے پر نلدرگ
سے سفر کیا اور اپنی دار السلطنت مین دشمن سے پہلے جا پہنچے جب سپاہ متفقہ آئی تو اخلاص خان حبشی
دلاور خان نے بڑی بہادری اور دلاوری سے نظام شاہی سپاہ کو شکست دی مگر
گول کنڈہ کے سوارون نے دشمنون پر حملہ کرکے لڑائی کا پلڑا پلٹ دیا اور عادل شاہی
سپاہ مجبور ہوکر شہر کی چار دیواری مین داخل ہوئی اور اپنے دو ہاتھی آتش پارہ اور
کوہ پارہ دشمنون کے ہاتھ مین چھوڑ گئے دوسرے روز قلعہ سے نکل کر حبشیون کی سپاہ نے
دشمنون پر حملہ کیا مگر وہ ناکام واپس گئی اسکے بعد یہ خبر آئی کہ امیر الدین جو سپاہ
قطب شاہی کے ساتھ اصلاع ناکاوی - کل پور کا کونی کی فتح کے لئے گیا تھا وہ بیجاپور مین

سپاہ متفقہ سے ملنے چلا آتا ہی۔ ابراہیم عادل شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسکو اس سپاہ متفقہ سے ملنے نہ دے اسلیے مرزا نورالدین نیشاپوری کو پانچہزار سواروں کے ساتھ رات کو روانہ کیا کہ امیر زین کو وہ راہ مین روکے۔

اضلاع کاکنی۔ کل بورنا کاوین۔ اسمین سلطان علی قطبشاہ نے ہندوؤن سے فتح کرکے لئے تھے لیکن سبحان قلی کی تھوڑی دنون کی سلطنت مین یہ اضلاع گلکنڈہ کے افسرون سے علی عادل شاہ نے لے لئے تھے اگرچہ ابراہیم قطبشاہ انپر اپنے حق کا دعوی ہر وقت کر سکتا تھا مگر اس سبب سے کہ وہ لڑائیون مین مصروف رہتا تھا اور مصلحت ملکی کا مقتضا تھا کہ یہ ملک عادل شاہ سے اس حال مین کہ وہ دوست تھا طلب کرتا یا خاص ان اضلاع کے لئے اس سے لڑتا اسلئے ان کی طلب کبھی نہین کیگئی بلکہ اب اسکو موقع ایسا ملا کہ انکو دوبارہ اپنے ہاتھ مین لائے اور کوئی اسکا مقابلہ نہ کرے اس مطلب کے لئے امیر زین کو بڑی سپاہ کے ساتھ مامور کیا اس سپہ آرا کا مقابلہ اول دولت خان اور میان بودو نے کیا جن کو شکست ہوئی اور وہ مجبور ہو کر مفرور ہوئے۔ قصبات کاکنی۔ ناکادی اور کرنول انکے قبضہ مین آگئے۔ یہان وہ اپنے آدمی متعین کرکے قلعہ کل بور پر گیا وہ بھی مقابلہ بغیر ہاتھ آگیا۔ انہین دنون مین امیر زین کو خبر لگی کہ مرتضیٰ سوہاکھی ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ جو درساغر مین تھی۔ بیجاپور کو جاتے ہین اسلئے انکے پکڑنے کے لئے کوچ کیا مگر ہاتھی انکے ساگر چلے گئے اور یہ شکار اسکے ہاتھ نہ آیا۔ ساگر کے حاکم سید المشرف نے تین ہزار مرہٹون کے سوارون کو ساتھ لیکر قطبشاہی سپاہ پر حملہ کیا مگر شکست کھائی اور بہت نقصان اٹھایا اور خود قید ہو گیا امیر زین نے ساگر کے دروازون کو آگ لگا دی اور قلعہ مادرگی کی فتح کو چلا اور اسکو جلد فتح کر لیا یہان سے ایتگیر کو گیا اور یہان عادل شاہی سپاہ کو ایک اور شکست دی جو ملک پہلی سلطنت گولکنڈہ کی قلمرو مین تھا اسکو حاصل کیا۔ امیر زین کو ہدایت ہوئی کہ ایک لاکھ ہن ۔۔۔۔۔ ۴ روپئے اور دس ہزار کندی غلہ کی باشندون سے وصول کرکے بیجاپور کو چلا جاے

اب دشمنون نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح بیجاپور مین سپاہ متفقہ سے ملنے نہ پائے۔ گلکنڈہ کے
قلعہ سے پچاس ہزار پیادون نے نکل کر اسپر حملہ کیا مگر انکو شکست ہوئی اور دو ہزار آدمی انکے
مارے گئے۔ امیر زین نے اپنا سفر جاری رکھا پھر تیس ہزار پیادون نے اُس کی راہ روکی
اور اُسکے سوارون کے دانہ چارہ بند کرنے کے لئے تدابیرین کین غرض ہر طرح کی تدبیر اُسکے
روکنے کے لئے کی گئین اسی کام کے لئے مرزا نور الدین نیشاپوری پانچہزار سوارون کے ساتھ
قلعہ سے بھیجا گیا جب محاصرین کو اسکی خبر ہوئی تو اسکے پیچھے اسکی فوج کی برابر فوج اسکے تعاقب
مین روانہ ہوئی جسنے دوسرے روز جاکر اسکو شکست دی امیر زین بافراغت اپنے روپیہ
اور غلے سمیت سپاہ متفقہ سے آن ملا۔ دشمن سر پیٹتا رہ گیا اس وقت شہر بیجاپور
مین ارکان سلطنت مین فساد ہوا۔ دو امیر کبیر کشور خان اور عین الملک حبشیون کے ظلم سے
مجبور ہوکر سپاہ متفقہ پاس آگئے۔

دوسرے روز حبشیون نے ایک اپنا معتمد سید مرتضی سپہ سالار نظام شاہی پاس بھیجا
اور یہ امر پیش کیا کہ شاہ ابو الحسن ولد شاہ طاہر (یہ سید مرتضی کا بڑا دوست تھا) کو
بیجاپور کا وزیر اس شرط پر ہم مقرر کرتے ہین کہ نظام شاہی سپاہ شاہ میر سپہ سالار
قطب شاہی کی فوج پر حملہ کرے طرفین سے اس امر کے اخفا مین بڑی کوشش نہین کی گئی یہان
تک کہ امیر شاہ میر نے خود اس بات کو سن لیا۔ سید مرتضی نے دیکھا کہ بھانڈا پھوٹ گیا راز
افشا ہوگیا تو وہ فورًا خود امیر شاہ میر پاس گیا اور اسنے صاف کہہ دیا کہ بیجاپور کے
حبشیون نے یہ عہد و پیمان پیش کئے ہین۔ مگر ہم باہم اتحاد رکھینگے اس پر قول و قسم
انکے درمیان ہوئے۔

جب حبشیون کی یہ تدبیرین نہ چلین تو انہون نے محاصرہ اُٹھوانے کی ایک اور تدبیر سوچی
کہ دس ہزار مرہٹے سوار مقرر کئے کہ وہ محاصرین کا آذوقہ بند کرین اور رسد کو کسی طرف
سے آن پاس پہنچنے دین۔ یہ روش لڑنے کی ایسی ہی کہ جسمین خواہی نخواہی دشمن کو
اب محاصرین کو محاصرہ رکھنا محال ہوگیا غرض انہون نے محاصرہ اٹھایا اور اضلاع

برج - رائے باغ - پٹالہ - ستارا - ہوکری کو لوٹا - یہاں سے گلبرگہ کی طرف چلے اور نلدرگ کے قلعہ کے محاصرہ کا ارادہ کیا کہ ان دنون مین خبر آئی کہ ابراہیم قطب شاہ نے انتقال کیا اور محمد قلی قطب شاہ اسکا جانشین ہوا -

ابراہیم قطب شاہ کی وفات

جب ابراہیم قطب شاہ نے جنوبی حدود پر ہندو کے ملک لیکر اسکا انتظام کیا اور اپنے سپہ سالار امیر شاہ میر کو ہمسایہ کے مسلمان شاہون سے لڑنے بھیجا تو اسکے تمام امور سلطنت کا انتظام ایک مرہٹہ برہمن مرارجی کے ہاتھ مین تھا وہ دس ہزار پیادون کا سپہ سالار تھا اور اسکے ماتحت بہت سے مسلمان افسر تھے اور اسکو نوبت بجوانے کی اجازت تھی۔ شاہ کے آخر ایام سلطنت مین دونی کے قریب ایک مشہور بت خانہ پر اسنے حملہ کیا اور اسکے سونے چاندی کے لعل جڑے ہوؤن کو لوٹ لیا اور باشندون سے چار لاکھ ہن (۱۶۰۰۰۰۰ روپئے) وصول کئے ان بتون کو دیکھکر بادشاہ بیمار ہوا پھر تندرست نہ ہوا - ۲۱ ربیع الثانی ۹۸۸ھ کو سلطنت کے اکتیسوین برس مین اکیاون برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا

(مصنف کا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ان بتون مین ایسا سحر و طلسم تھا کہ مرارجی راؤ نے شاہ کو اس لئے دکھائے تھے کہ شاہ ان کو دیکھکر مرجائے اس داستان کا یقین ہندو مسلمان دونو کو تھا ہندون کو تو اس سبب سے کہ دیوتا نے بتون کے توڑنے کا انتقام لیا اور مسلمانون کو اس سبب سے کہ بتون مین شیطانی قوت ہے جیسے برہمنون کی چال پر جو مسلمانون کو مارنا چاہتے ہین اتفاقات کیا)

ابراہیم قطب شاہ کی اولاد

ابراہیم قطب شاہ کے تیس بچے تھے جنمین چھ لڑکے اور تیرہ لڑکیان بالغ تھین - اول سب سے بڑا بیٹا عبد القادر تھا جسکا لقب شاہ صاحب تھا وہ قلعہ گولکنڈا مین مقید تھا قید خانہ ہی مین اکیس برس کی عمر مین مرگیا - دوسرا بیٹا مرزا حسین قلی تھا وہ کلم کے تال مین تھا تاکہ ۹۹ھ مین ڈوب کر مرگیا - ۲۶ برس کی عمر تھی - تیسرا بیٹا محمد قلی تھا جو اپنے باپ کا جانشین ہوا -

چوتھا بیٹا مرزا ابو الفتح تھا اسکی عمر تیرہ برس کی باپ کی وفات کے وقت تھی وہ ۲۸۵ برس کی عمر میں ۹۸۵ھ میں مرگیا۔
پانچوان بیٹا مرزا محمد خدا بندہ سگا بھائی محمد قلی کا تھا۔ وہ شجاعت میں مشہور تھا ۱۹۸۹ھ میں اس نے اپنے بڑے بھائی کے معزول کرنے کے لیئے سازش کی تھی جسکے سبب سے گلکندہ میں مقید ہوا اور قید میں مرگیا۔ چھٹا بیٹا مرزا محمد امین تھا وہ سب میں چھوٹا بچہ تھا ابھی اجل طبعی سے نہیں پہنچا تھا کہ پچیسوین سال میں مرگیا۔ تاریخ میں بالکل اس کا ذکر نہیں ہے کہ کہین وہ خود سپاہ کا افسر بنکر گیا ہو اور وہان اس نے شکست پائی ہو وہ اپنے لشکرگاہ میں علما کی صحبت میں رہتا تھا اور ان سے ہمیشہ شرعی احکام پوچھتا رہتا تھا۔ اس کی عدل اور انتظام ملکی کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بڑھیا سونے کا تھال سر پر رکھکر گلکندہ سے بنگال تک اور بیجاپور تک اور احمد نگر تک چلی جائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ تیرے منہ میں کے دانت ہین یہ امر اس وقت نہایت تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ خیال کرین کہ تلنگانہ بالکل بے باک سفاک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا۔ اسکی فتوحات اعظم یہ تھین کس سے راجمندری کا کندہیر کا فتح ہونا۔ اسنے جو عمارات خیر کے لئے۔ نمائش کے لئے۔ رہنے کے واسطے۔ عام نفع کے لئے بنائین ان مین مشہور یہ ہین۔ گول کندہ کے پہاڑ کے گرد حصار ابراہیم باغ۔ لنگر خانہ بارہ امام۔ ابراہیم پٹن مین۔ تالاب جسکو حسین ساگر کہتے ہین۔ کالا چبوترہ گلکندہ مین۔ سوا اسکے مساجد و مدارس اس کے حکم سے بنائے گئے۔
ابراہیم قطب شاہ کی سلطنت مین تلنگانہ کا حال مصر کا سا ہوگیا تھا۔ اس مین کستان عرب۔ ایران کے سوداگر آتے تھے۔ یہان سے ایسی دولت وہ کماکے لے جاتے تھے کہ بار بار وہ آتے تھے تاریخ فرشتہ مین اسکے خصائل یہ بیان کئے ہین کہ بادشاہ شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ ضابطہ و ہوشیار و سخی و جواد و مدبر تھا۔ لیکن قہر و غضب ایسا اسپر مستولی تھا کہ ذرا سے جرم پر بندگان خدا کی جان لیتا اور حکم دیتا کہ مظلومون کے ہاتھون پاؤن نے ناخنون کو تازیانون سے جدا کرکے ایک ظرف مین بھرکے میرے آگے لاؤ کر

ابراہیم قطب شاہ

جسے دیکھ کر میرے دل کو تسلی ہو۔ کھانا بہت تکلف کا کھاتا تھا۔ علم تاریخ اور پہلے بادشاہون کی حکایتون کی نقلون سے بہت رغبت رکھتا تھا۔ تلنگ کی ولایت چور۔ ڈاکو۔ اور حرامیون کا جنگل ہے اُس لئے اُسکی حراست ایسی کی کہ سوداگر اور مال وار بغیر کاروان اور رفقا کے رات دن بے کھٹکے آتے جاتے تھے۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ۔

ابراہیم کے بعد اسکا تیسرا بیٹا محمد قلی جانشین ہوا اور اُس نے اپنے خاندان کا لقب قطب شاہ اپنے نام مین بڑھایا۔ اول کام اُسکا یہ تھا کہ وہ اپنی اس فوج کی کمک کے لئے بڑی سپاہ ساتھ لیکر جاتا جو نلدروگ کا محاصرہ کر رہی تھی وہان قلعہ کے اُس جانب کے قریب وہ گیا جسکی خندق خشک تھی مگر حاکم قلعہ نے کئی حملے ایسے محاصرین پر کئے کہ نہ انکی توپون کو لگنے دیا نہ انکو قریب آنے دیا۔ دو مہینے کے عرصہ مین بہت ہی کم محاصرین نے آگے قدم رکھا۔ آخر کو قلعہ کی دیوار مین رخنہ ڈال کر حملہ کر کے لینا چاہا۔ مگر اہل قلعہ نے پتھر اور باروت کے حقے ایسے پھینکے کہ قلعہ کے اندر حملہ آور نہ جا سکے۔ اتنے مین خبر آئی کہ بیس ہزار سوار مرہٹون کا لشکر لشکرگاہ کے گرد آگیا ہے اسلئے محاصرین نے بالفعل محاصرہ چھوڑا۔ ابراہیم عادل شاہ نے شرائط صلح پیش کین شاہ گولکندہ نے منظور کین اور محاصرہ چھوڑ دیا اور سید مرتضیٰ خان سپہ سالار نظام شاہی کو اُس نے رخصت کیا خود گولکندہ مین آیا۔

اس سلطنت مین علی خان لور ۔ ادنیٰ آدمی تھا مگر اُس نے میدان جنگ مین اپنی شجاعت ایسی دکھائی کہ وہ امیر ہو گیا اور کرشنا کے جنوب مین کندبیر کے ہمسایہ مین سپاہ کا سپہ سالار مقرر ہوا اس ضلع کے حاکم رائے راؤ نے اسکو ایسی اقطاع نہین دین کہ جس کی آمدنی سے سپاہ کا خرچ حسب ضرورت چلتا اس لئے علی خان متبدل ہو گیا اور وہ اپنے متعلقین و تابعین کے ساتھ وجیانگر کے راجہ سے جا ملا اور کندبیر کی تاخت و تاراج کے لئے ایک سپاہ لے گیا۔ علی خان کی مدد میکر ٹما دا ما د رائے بیجانگر نے کی اور تین ہزار پیادون اور سوارون اور پچاس ہاتھیون کو ساتھ لیکر ضلع کندبیر کی طرف وہ چلا

اول قلعہ کہم کا محاصرہ کیا فوج شاہی ماتحت رائے راؤ کے لڑی جسنے اسکو شکست فاحش دی
اور اسکے دس ہزار پیادے مقتول و زخمی ہوئے اور چار ہاتھی اور بڑا نقارہ چھین گیا۔ علیخان
اور رائے میکرو تما بیجانگر گئے۔ علیخان ایک مقام سے دوسرے مقام مین سپاہ جمع کرتا ہوا
جب تک پڑا پھرا کہ رحیم دادخان اور طاہر محمد خان پٹھان کو بہت سپاہ کے ساتھ کرشنا
کے جنوب مین شاہ نے بھیجا۔ لشکر شاہی علی خان کی طرف چلا تو وہ قلعہ ارونگا مین گیا
اور یہان سے پہاڑون مین چلا گیا۔ فوج شاہی نے آکر قلعہ ارونگا لے لیا اور قلعہ مین ایک
آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اور پھر علیخان کا تعاقب کیا جسکے ایک ہزار آدمی قتل و زخمی اور
اسیر کئے اور وہ بھاگ گیا۔ اگرچہ اسکی فوج نے بھی کمین گاہ سے نکل کر شاہی آدمی
مارے اس زمانہ مین سنتراول کا حوالدار افضل خان ایک ہزار سوارون کے
ساتھ لشکر شاہی سے آن ملا۔ علیخان نے نظام شاہی پٹم مین جا کر ساری دولتمند
تاجرون کو لوٹ لیا اور کندبیر کی طرف کوچ کیا اور کشور خان پر جو تھوڑی سپاہ
کے ساتھ یہان پڑا تھا حملہ کیا اور شاہی سپاہ کا سارا مال اسباب چھین لیا اور بہت
آدمی مار ڈالے رحیم خان نے علیخان کے پیچھے پڑ کر اسے مار ڈالا اور دار السلطنت مین آیا
اور عالم خان کا خطاب پایا۔

ابراہیم عادل شاہ کا نکاح ملکہ زمان ہمشیرہ شاہ گول کندہ سے ہو گیا جسسے
ان دونو مین رابطۂ اتحاد مستحکم ہوا۔

۹۹۹ھ مین شاہ نے اپنی دار السلطنت کو گول کندہ سے اس وجہ سے سرکایا کہ
وہ تنگ جگہ تھی اور پانی کمیاب تھا اور بیماری ہمیشہ اس مین رہتی تھی یہان
پانچ کوس پر دریا موسی کے کنارہ پر ایک نئے شہر کی بنیاد رکھی جسکا نام اپنی معشوقہ
بھاگ متی کے نام پر بھاگ نگر رکھا مگر اسکے مرنے کے بعد اسکا نام حیدر آباد رکھا (ابھی لوگ
حیدر آباد کو بھاگ نگر کہتے ہین) قطب عالم کا مصنف کہتا ہے کہ نئے شہر حیدر آباد
کے گرد فصیل نہ تھی اور اسکے نہ ہونے کے سبب سے شہر دو دفعہ لٹا اور لٹیرون کا مقابلہ

[illegible] حیدرآباد ۹۹۹ھ ۱۵۹۱ع

کچھ نہ ہو سکا مرتضیٰ خان جب اسکا صوبہ مقرر ہوا تو اُسنے دس سال کی کوششوں سے
گرد کھدوائی مگر وہ پوری نہ ہونے پائی تھی کہ اسکی اجل آگئی اور آصف جاہ اسکے قائم مقام
نے اُسے پورا کیا۔ یہ شہر بہت جلد آباد ہو گیا امرا نے محل اور باغ بنالئے اور بڑا اہتمام
کیا گیا کہ ملک میں پانی سب سمتوں سے پہونچ سکے جسکے سبب سے آبپاشی میں ایسی آسانی
ہوئی کہ مالگذاری میں چار لاکھ ہن (۱۶۰۰۰۰۰) روپیہ کا اضافہ ہو گیا۔ محمد قلی قطب شاہ
نے ایک نہایت عمدہ مسجد بنائی اور شہر کے اندر چار مینار بنائے حمام اور دار الشفا میں اور
مدرسے بنائے اور انمیں طبیب اور معلم مقرر کئے جنکو خزانہ شاہی سے تنخواہیں ملتی تھیں۔
بہت دنوں تک لڑائی نہ ہوئی اس عرصہ میں بادشاہ نے انتظام ملکی اور رفاہ عام
اور آسائش انام کے لئے قواعد اور ضوابط مقرر کئے اور آخر کو اُسنے جنوب میں اپنی
سلطنت بڑھانے کا ارادہ کیا اور اول قلعہ موسل مڈو پر حملہ کیا اور بندوقوں اور
توپوں کے سبب سے اسکو آسانی سے فتح کر لیا اور پھر نندیال اور گل کونڈہ کی طرف سپاہ بھیجی
یہ دونوں قلعے یسونت راج اور نرسنگ راؤ کے پاس تھے۔ پہلا رام راج کا داماد اور دوسرا
بھتیجا تھا مسلمانوں نے اُن پر حملہ کیا انہوں نے چند روز میں باجگذار ہونا قبول کیا
انکی دیکھا دیکھی اور بہت سے زمیندار خراج گذار ہو گئے جنمیں مجمل مدرو۔ جودوری۔
چرول۔ نندوت کوٹ۔ ڈول۔ چن مور۔ گنڈی کوٹ کے زمیندار تھے۔
اکثر وجیانگر کے چھوٹے چھوٹے راجاؤں نے مسلمانوں کے جو مرکز سے بہت دور تھے کنڈھار کو دبا
بیٹھنے چاہا کہ سب ہی نتیجہ انکے ہمسایوں میں مطیع ہو جائیں اسلئے اُسنے وزیر
امیر الملک کو بڑی سپاہ کے ساتھ قلعہ گنڈی کوٹا کی فتح کے لئے بھیجا۔ یہ مقام نرسنگ راج کے
پاس تھا اور وہانتک پہنچنے کا رستہ بہت کٹھن تھا جسکے جاترا کو ایک لاکھ ہندو سالانہ آتے تھے اور
بڑا روپیہ بھینٹ میں چڑھتا تھا تھوڑے محاصرہ کے بعد نرسنگ راج نے باجگذار ہونا
قبول کیا۔
وجیانگر میں جب وینکٹ پتی راجہ ہوا تو اسنے اپنا دار السلطنت قلعہ پن کنڈہ میں

جو قطب شاہ کی سرحد پر تھا بدل لیا اسکے باپ ابراہیم قطب شاہ کے درمیان جو عہد نامہ ہوا تھا
اُسے توڑ کر بعض حملے بھی گول کنڈہ کی مملکت پر کئے تھے انکے روکنے کے واسطے شاہ نے
اپنی سپاہ گنڈی کوٹ کی فتح کے بعد پن کنڈہ کی فتح کے لئے بھیجی جس نے جاکر اُس کا
محاصرہ کرنا شروع کیا مگر تھوڑے دنوں بعد راجہ نے اپنے وزیر گوپا راج تما اور پیلالا
پا دیا چی کو ایلچی بنا کے بھیجا اُنہون نے مہلت شرائط صلح مرتب کرکے مانگی۔ ہندوؤن نے
جب یہ دیکھا کہ قلعہ کے پاس سے مسلمان ہٹ گئے ہین تو اُنہون نے تین دن مین اپنا آذوقہ
قلعہ مین بہت جمع کر لیا۔ چوتھے روز قلعہ مین جگدیو رائے مع گول زنگاسٹی اور منوپاج
اور پاپیا سامورا کے قلعہ مین داخل ہوا اسکے ساتھ تیس ہزار پیدل اور سوار علاوہ
چار ہزار بندوق اندازون کے تھے۔ جب شاہ نے یہ دیکھا تو اُس نے محاصرہ شروع
کیا مگر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔ برسات آگئی۔ خوف تھا کہ کرشنا کے چڑھ جانے سے گولکنڈہ
اور لشکر کے درمیان آمد و رفت منقطع ہو جائیگی اس لئے اُسنے محاصرہ چھوڑنا مصلحت جانا
اُسنے سنجر خان کو گنڈی کوٹ مین اور اسے راؤ کو موسل مورمین اور جگت راؤ کو نندیال
مین مامور کیا اور مرتضیٰ خان کی سرکردگی مین بڑی سپاہ کرشنا کے جنوب مین
چھوڑی اور خود گول کنڈہ مین آیا۔
جب ملاقون کی سپاہ کو ضرورت ہوئی کہ وہ گنڈی کوٹ اور پن کنڈہ کو جائین
تو ضلع کندبیر بالکل غیر محفوظ ہو گیا تھا وینکٹ پتی کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا کہ
اُسنے کولاتندا راجہ ادگری دورگ کی کمک کو سپاہ بھیجی اور اسکو حکم دیا کہ دشمن
کی چنداول پر دفعتہً حملہ کرے اور کندبیر اور کرشنا تک ملک کو ویران
کولاتندا اس سپاہ سے ملا اور اپنے داماد دوریس راؤ کو بھیجا کہ اس منصوبہ کے
موافق کام کرے۔
ضلع کندبیر کے حاکم افضل خان نے یہ دیکھ کر کہ اُسکا ضلع ویران ہو گیا ہے اور
سپاہ کے نہ ہونے سے ہندوؤن کا مقابلہ نہین کرسکتا۔ تمام جاگیرداروں کو لکھا

کہ وہ اپنے عمدہ سوار جمع کرین اور اونگول کی راہ سے ادگری دورگ کے ملک کو تاخت
و تاراج کرین یہ ایک تدبیر تھی کہ جس سے ہندؤن کو اپنی ملک کی طرف جانے کی ترغیب
ہوتی مگر انہون نے افضل خان کو آخر گھیر لیا اس پاس سپاہ تھوڑی تھی معلوم ہوتا
تھا کہ اب وہ بالکل تباہ ہوا کہ اژدر خان پانچ سو سوار لیکر مدد کو آیا جسسے پاسہ پلٹ گیا
اور دونیں ہی کو شکست ہوئی اور تین ہزار آدمی اسکے مقتول و زخمی و اسیر ہوئے
اور خیمہ و خرگاہ و بنگاہ غارت ہوا۔ دریاؤن کی طغیانی اور شاہ کی غیر حاضری سے
وینکٹ راؤ کو اتنی فرصت ملی کہ اسنے اپنی سپاہ جمع کر لی جسمین ایک لاکھ آدمی تھے
اور انکے سپہ سالار ایلیم راج اور کول رنگ سٹی اور منوپ راج تھے جنھون نے گنڈی کوٹہ
کو سنجر خان کے ہاتھ سے نکالنے کے لئے کوچ کیا۔ یہان قلعہ سے نکل کر مسلمانون کی
سپاہ نے ہندؤن کی سپاہ پر حملے کئے مگر وہ محاصرہ رکھنے مین جمے رہے انھون نے سنا
کہ مرتضی خان مسلمانون کی بڑی سپاہ کے ساتھ کدپاد (کڑاپہ) شہر مین داخل ہوا ہی
اس ملک مین یہ شہر بڑا مشہور تھا اور اس مین ایک بڑا بتخانہ تھا مسلمانون نے
اسکی عمارت کو جسقدر ڈھا سکتے تھے ڈھایا۔ بتون کو توڑا شہر کو لوٹا۔ وینکٹا پتی کو
جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے ایلیم راج اور منوپ راج کو دس ہزار سوارون کے ساتھ
مرتضی خان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا سخت لڑائی ہوئی ہندؤن کو شکست ہوئی۔
اور فرار مین انہون نے اپنی جان کی سلامتی جانی۔

محمد قلی خان قطب شاہ نے ان لڑائیون کا حال سنتے ہی رستم خان کو پانچ ہزار
سوارون کے ساتھ مرتضی خان کی کمک کو بھیجا اور اسکو کل سپاہ کا سپہ سالار
بنایا۔ مرتضی خان تین مہینے تک ہندؤن کا مقابلہ کرتا رہا مگر اس عرصہ مین انکی
سپاہ اتنی بڑھ گئی کہ مسلمانون کا لڑنا انسے میدان جنگ مین ناممکن تھا اسلئے
وہ تاخت تاراج کرتے اور رسد کو لوٹتے یا بند کرتے۔ رستم خان کی سپاہ
مرتضی خان کے لشکر سے ملی مرتضی خان کو دل سے یقین تھا کہ ہم میدان جنگ مین

ہندؤن سے لڑ نہین سکتے تھے اسلئے اُنھنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ آدھی سپاہ لیکر برن کنڈہ کو چلا
جائے اور رستم خان آدھی سپاہ سے ملک کو تاخت و تاراج کرے۔ رستم خان سپہ سالار
تھا اس لئے مرتضیٰ خان کے کہنے کو ذرا نہ سنا۔ ہندؤن سے لڑنے گیا اور ایک
دریا کے پار جا کر کالی چکنی مٹی کے اوپر خیمہ زن ہوا جہان مینھ برسا تھا ہندؤن کو
جب معلوم ہوا کہ مسلمانون کی کمک آگئی ہے اس زمانہ مین ہندؤن نے ایک سرخ بیل
کے سینگون پر سنگوٹیان مچلا چڑھائین اور اسکو مختلف رنگون سے رنگا اور اُس کی
ٹانگون اور گردن مین گھنٹی لٹکائے اور اسکو مسلمانون کی طرف بھگایا۔ رستم خان
کے سامنے جب یہ بیل آیا تو ڈر کر وہ پیچھے بھاگا اور سارے لشکر مین ہل چل ڈالدی جب
ہندؤن نے مسلمانون کے لشکر کا حال یہ دیکھا تو انکے ہندوقچیون نے جا گھیرا۔
اور مارنا شروع کیا۔ لشکر چکنی کالی مٹی مین پھنسا پڑا تھا وہ حرکت نہ کرسکا کوئی
مسلمان زندہ نہ رہتا مگر مرتضیٰ خان جلد کچھ سپاہ لیکر حمایت کو جا پہنچا جسکے سبب سے
مسلمان کچھ بچ گئے مگر مسلمانون کا بڑا نقصان ہوا۔ رستم خان بڑی ڈینگین مارا کرتا
تھا وہ ڈینگیا مشہور تھا جب گولکنڈہ مین آیا تو بڑا ذلیل کیا گیا۔ عورتون کا
لباس اسکو پہنایا گیا اور قیدخانہ مین ڈالا گیا۔ مرتضیٰ خان کو حسن خدمات کی جلدو
مین انعام اکرام خطاب ملے (یہ ساری آفت اس سبب سے آئی کہ مسلمان ہندؤن کی
رسم رواج سے واقف نہ تھے) بادشاہ نے مصمم ارادہ کیا کہ ہندؤن کے ساتھ لڑنے مین نہ
روپیہ کے خرچ کرنے مین نہ سپاہ کے جمع کرنے مین کوئی کسر رکھے اسنے اعتبار خان
ہزاری حوالدار کند بیر (جو مرتضیٰ نگر کہلاتا ہے) کو حکم دیا کہ وہ اپنی ساری سپاہ
جمع کرے اور برن کنڈہ کی طرف جائے اور جتنے قصبے دہات راہ مین آئین انکو
خاک مین ملائے۔ ہندؤن کو جب مسلمانون کے لشکر کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ ڈر کر
جنگلون مین اپنے پیادون کے ساتھ بھاگ گئے۔ انت گیران ضلاع مین بڑا
مشہور کوہستانی قلعہ تھا اسکا راجہ نرسا نند راجہ تھا اس نے اس موقع پر سپاہ پالی

پیادے اور تین ہزار سوار لیکر کوچ اس ارادہ سے کیا کہ وہ مسلمانون پر شب خون مار کر حیران کیا کرے دس ہزار منتخب سپاہ کو مسلمانون کے لشکرگاہ کے گھیرنے کے لئے بھیجا کہ بارش کا طوفان آیا جسکے سبب سے اسکی تدبیر نہ چل سکی مسلمانون نے ہندؤن پر حملہ کیا اگرچہ انکے بہت آدمی مارے گئے۔ مگر آخر کو انہون نے ہندؤن کو شکست دی اور ہندؤن کے سارے کمبنون کو قید کر لیا اور خیمہ خرگاہ لے لیا۔ اعتبار خان اب کوسٹری مین گیا یہان بتون کو توڑا اور بتخانون مین نمازین پڑھوائین مسلمانون کی سپاہ کرشنا کے جنوب مین کئی برس تک کام کرتی رہی مسلمانون کی قوت کا سکہ ایسا جما کہ ہندؤن کا حوصلہ انپر حملہ کرنے کا نہین رہا۔ جب امیر الملک محمد قلی قطب شاہ کا میر جملہ ہوا تو اس نے مختلف جاگیر دارون سے خراج کا روپیہ طلب کیا۔ اتنی مدت سے جاگیر دارون سے روپیہ نہین لیا گیا تھا کہ یہ طلب انکو بدعت معلوم ہوتی تھی اس لئے انہون نے بغاوت اختیار کی۔ عالم خان پٹھان خانخانان اور بھاجی مرہٹہ اور بالا راو نے شاہی محصلون کا مقابلہ کیا اور انہون نے صرف روپیہ ہی دینے سے انکار نہین کیا بلکہ راجہ بیجانگر سے گفتگو کی کہ وہ شاہی فوج سے لڑنے کو تیار ہین اور اسکو اپنی بغاوت کا یقین دلانے کے لئے گلکنڈہ کے ہمسایہ کے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔

اعتبار خان نے شاہ کو ان امیرون کی بداندیشی اور بدخواہی کی اطلاع دی انکی تنبیہ کے لئے امین الملک دس ہزار سوار لیکر حیدرآباد سے چلا اور کنڈبیر مین آیا۔ کولاشند سے ملا یہان کا بڑا سردار تھا اور اسکو وہ جانتا تھا کہ اس ملک کی بغاوت کا سرغنہ وہی ہے۔ اس لئے اسکو پھانسی دی جس سے تمام سرکشون کے کان کھڑے ہوگئے باوجودیکہ انہون نے سات ہزار سوار دس ہزار پیادے جمع کر لئے تھے اور قلعہ رونگا کو مستحکم کر لیا تھا۔ مگر اس پھانسی نے انکو مشوش کیا بجائے اسکے کہ وہ شاہ کی سپاہ سے لڑتے انکو وجئیانگر بھاگ چلے گئے امین الملک نے انکا تعاقب کیا مگر انکی جاگیرون پر قبضہ کرنے پر اکتفا کی اور دو نائک دارون کو پکڑ کر مار ڈالا یون سرکشی کا سر کاٹا۔

شاہ صاحب کی بغاوت۔

اس زمانہ مین ایک شخص نے اپنے تئین شاہ صاحب بنا کر سلطنت مین بڑی ہل چل ڈالی جسکی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کے بڑے بھائی کا نام عبدالکریم تھا اُسنے لباس فقیری مین آخر شاہ صاحب کا لقب پایا اور نعمت اللہ ولی کی خاندان مین شیخ خلیل اللہ تھے انکے مقدس خاندان مین بیدر مین اپنا نکاح کیا تھا اور قلعہ دیورکنڈا مین باپنے اُس کو قید کیا تھا وہان جمع رہتا تھا۔ وہ اکیسوین سال مین مرگیا اور شاہی مقبرہ مین دفن ہوا۔ اور اسکی بیوی اپنے میکہ مین بیدر چلی گئی اب ایک شخص نے جو شاہزادہ کا عمر بھر رفیق رہا تھا اُسنے شہر بیدر مین لوگون کو یقین دلایا کہ مین شاہزادہ شاہ صاحب ہون۔ اسکی بیوی کے رشتہ دارون نے یقین کیا کہ حقیقت مین یہ شاہ صاحب ہے۔ محمد قلی قطب شاہ نے اس حال کو سنکر اُن آدمیون سے تحقیق کیا جو اُسکے بھائی کے مرنے اور دفن کرتے وقت موجود تھے سب نے شہادت دی کہ بیس برس اس کو قبر مین دفن ہوئے ہوئے محمد قلی نے علی برید شاہ بیدر کو خط لکھا کہ اس مکار کو پکڑ کر میرے پاس بھیجدے وہ پکڑا گیا اور قید کیا گیا۔ مگر مقدس مشایخ برادران نے اُسے چھڑالیا اور اسکو وجیا نگر بھیجدیا وہان وہ ان آدمیون سے ملا جو شاہ سے بگڑے ہوئے بیٹھے تھے انمین ایک خداوند خان تھا جسکی شجاعت کی دکن مین دھاک تھی۔ دوسرا خیریتخان لسپہدار اور رضاخان بیجاپوری تھا اس مکار نے چار ہزار سپاہی جمع کر کے مشہور کیا کہ مین گولکنڈہ کے تاج کا اصل وارث ہون اور کرشنا کے کنارے پر جھنڈے ڈیرے ڈالے۔ تلنگانہ کے نایکواری رئیسون کے بلانے کے لئے خطوط روانہ کئے اور گلکنڈہ کو اپنے جاسوس روانہ کئے اور اُن ارکان دولت سے ڈھب لگایا جو ایسے باتون کے منتظر بیٹھے تھے اُسنے اعتبار خان کو حکم بھیجا کہ کندبیر سے چل کر اس مکار کی تنبیہ کرے اور گلکندہ سے بھی سپاہ بھیجی۔ پہلے اس سے کہ شاہ کی سپاہ پہنچے اس مکار کی سپاہ نے ملک غارت کرنا شروع کیا۔ اعتبار خان نے دو ہزار سوار لے جا کر اس مکار کے چھہ ہزار سوارون کو شکست دی اور خداوند خان حبشی کی شجاعت

بھی کچھ کام نہین کیا۔ یہ مکار بھاگ کر ابراہیم عادل شاہ ثانی پاس چلا گیا اور پھر شاہی کا
دعویٰ نہین کیا اور گمنام ہی مر گیا۔ انہین دنون راجہ کس سم کوٹ کا راجہ بھی بلند
مر گیا جو ہر سال خراج بلا ناغہ ادا کرتا تھا اور اسکا بیٹا مکند راج بارہ برس کا لڑکا
اسکا وارث تھا۔ محمد قلی قطب شاہ نے اُسکو بلا کر مسند نشینی کا خلعت عنایت کیا اور
رخصت کیا اسنے اپنی دار الحکومت مین جاتے ہی اپنے رشتہ دارون ویاورون کے
اغوا سے اپنے بھائی دیو راج کو مار ڈالا اور کچھ دنون بعد اس ملک کے حاکم شاہی
پیر لاس خان کے گرفتار کرنے مین سعی کی اسلیئے شاہ کو اسکے معاملات مین خلل کرنی
پڑی خاص کر اس وجہ سے کہ وہ اپنی سپاہ کی بہادری پر اور اپنے ملک کے پہاڑون
اور جنگلون کے محافظ ہونے پر مغرور تھا اور خراج سالانہ شاہ پاس نہین بھیجا
شاہ نے اُس کی گوشمالی اور تنبیہ کے واسطے اپنی سپہ سالار میر زین العابدین رسوم دار
کو حکم دیا کہ وہ سپاہ کو لے جائے جب وہ کس سم کوٹا کے قریب آیا تو سپہ سالار نے
مکند راج کو لکھا کہ چڑھا ہوا خراج بھیجدے اور آیندہ وقت پر خراج ادا کرتا رہے
مگر اس نوجوان احمق نے جواب خاطر خواہ نہ دیا مسلمانون کی سپاہ تھوڑی تھی اسلیئے
زبردستی راجہ پر نہین ہوسکتی تھی اسلیئے میر زین العابدین نے کمک کی درخواست کی
شاہ نے فوراً امیر جملہ امین الملک کو سپاہ دیکر بھیجا اور کل سپاہ کی سپہ سالاری لینے کا
حکم دیا امیر جملہ کی ساتھ شنکر راج بھیجے بلند راج متوفی کا بھتیجا تھا۔ مکند راج نے اپنی مدد
کے لئے ہمسایہ کے سپاہیون کو بلایا اور دینکٹ پتی راجہ وجیانگر کو بھی ترغیب دی کہ
اس وقت سے زیادہ کوئی اور وقت فائدہ کا نہین ہاتھ آئیگا وہ کندبیر کو سپاہ بھیجدے
اور مین تین ہزار پیادون اور تین ہزار سوارون کے ساتھ شاہ کی سپاہ سے راجمندری
کے حوالی مین لڑتا ہون۔ ایک بڑی خونریز لڑائی ہوئی جسمین شنکر راج مارا گیا اور
مسلمانون کو شکست فاحش ہونے کو تھی کہ امین الملک نے آنکر لڑائی کو سنبھال لیا۔ اور
فتح کامل حاصل کرلی گو بڑی بہادر نامور سپاہی مارے گئے اور مکند راج کس سم کوٹ کو

بھاگ گیا اور یہان اُس نے برلاس خان اور غضنفر بیگ کو مار ڈالا اور بہت سے مسلمان
سردارون کو اپنے سامنے اندھا کیا تھوڑے دنون مین مسلمان کس سم کوٹا مین بھیجے گئے
تو مکندراج مدد ارا اور چکاکل کو بھاگا امین الملک نے اسکا تعاقب کیا اور راہ مین قصبات
اور دیہات کو خاک مین ملاتا گیا۔ شاہی سپاہ کے سامنے مکندراج ثابت قدم نہین رہ سکتا
تھا اس لئے وہ پیٹھا پور کو بھاگ گیا اور مدتون تک جنگلون اور پہاڑون مین ایک گانو سے
دوسرے گانو مین وہ بھاگتا پھرا مسلمانون نے اُسکو ایک دم چین لینے نہ دیا آخر کو وہ رامچند
راج کی پناہ مین گیا یہ بڑا قوی مشہور راجہ اس ملک مین تھا۔ رامچند نے حملہ آورون کی
مدافعت کے لئے مادھو سنگھ کو خطوط لکھے۔ جسکا ملک بنگال کی سرحد پر ختم ہوتا تھا اور وہ بابت
اکبر بادشاہ دہلی کے راجپوتون کی بڑی سپاہ کا سردار تھا مادھو سنگھ نے رامچندر کی درخواست
پر اسکی مدد کے لئے کوچ کیا امین الملک مفرورون کے تعاقب مین اس راجہ کی قلمرو مین
آگیا۔ اس نے قصبون سے باج لی اور دیہات کو لوٹا اور ملک کو ویران کیا۔ مادھو سنگھ نے
سوچا کہ لڑائی مین کچھ فائدہ نہ حاصل ہوگا وہ بنگال کو چلا گیا اور رامچندر کو شاہ گولکنڈہ کے
باجگذار ہونے کے لئے چھوڑ گیا مکندراج اپنے ملک مین مراجعت نہین کر سکتا تھا اسلئے وہ بنگال
مین پناہ گیر ہوا امین الملک نے اپنے کام دلخواہ کرکے عالم خان جیسے راؤ اور دو بیدی اور
افسر سرحد کی حفاظت کے لئے مامور کئے اور کس سم کوٹا مین بھی سپاہ متعین کی اور خود حکومت
شروع کی۔ اب مکندراج کا بیان ختم ہوا۔ اب وینکٹاپتی راجہ وجیانگر کے حالات لکھتے ہین
اسکو ایسا وقت پھر نہین ہاتھ آسکتا تھا اسلئے کہ سارے مسلمانون کی سپاہ مین شاہزادہ مراد
سے احمدنگر کی سلطنت بچانے مین مصروف تھین وینکٹپتی نے دو لاکھ سوار اور پیادے اور
ایک ہزار ہاتھی لیا کہ گنڈبیر کی طرف کوچ کیا۔ شاہ گولکنڈہ کو پہلے سے اسکے ارادون پر اطلاع
ہوگئی تھی اُسنے اپنی سپاہ بسرکردگی عادل خان حبشی (رنگش کا رہنے والا) دو سو ہاتھیون
اور بہت سی توپون کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجے جب راجہ وینکٹ پتی نے مسلمانون کی
سپاہ کی تیاریان دیکھین تو اسنے اپنے ایلچی شاہ پاس بھیجکر عذر کیا کہ مین گنڈبیر مین فقط۔۔۔

کمم تال دیکھنے آیا تھا اس تال کا محیط سولہ میل ہے اور بہت سے ندی نالے اس مین آتے ہین اور
اور ایک دریا اس مین بہتا ہے جس کو گونتا کمم کہتے ہین۔ ۳۰ میل بہ کر سمندر مین موٹاپلی کے
قریب ملتا ہے۔ شاہ نے عادل خان ڈنگی کو حکم دیا کہ راجہ کے ملک پر حملہ آوری سے باز رہے
اور سپاہ کے ساتھ کنڈبیر مین رہے اور انتظار کرے کہ کیا ظہور مین آتا ہے۔
جب کنڈراج سے لڑنے کے لئے راجمندری اور ایلور سے ساری سپاہ چلی آئی تو رڈی وار
ایرڈی وار اور سنوار اور نائک (پیادہ سپاہ کے نام مختص المقام ہین) کو فرصت ملی کہ
انہون نے گرد نواح کے ملک نیمر ڈول اور ایلور اور پہاڑ چلی کو لوٹنا شروع کیا۔ بیچارے باشندے
بھاگ کر جنگلی درختستانون مین چلے گئے۔
شاہ کو خبر ہوئی تو اسنے عادل خان کو رڈی وار کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ اسنے ان سب کو ہر مقام
مین شکست دیکر مار کر بھگا یا اور وہ بھاگ کر سب کے سب اس مقام مین جمع ہوئے۔ جہان ٹھیر سکتے
تھے۔ سارا ملک پہاڑون جنگلی درختون سے بھرا پڑا تھا اسلئے انکا تعاقب نہین ہو سکتا تھا
جب دریاؤن مین سے ایک دریا سے شاہی فوج نے عبور کرنے مین کوشش کی تو بیس ہزار
پیادے اسکے روکنے کو کھڑے ہو گئے تو اسنے توقف کیا اور راجمندری سے اپنی توپین اور
بان منگائے۔ وہ حکم شاہی کے بعد ان پاس آئے میر زین العابدین اور کریم خان مع تمام
بندوق اندازون اور بان اندازون کے ہمسایہ سے عادل خان ڈنگی کی مدد کو آئے
انہون نے دیکھا کہ جبتک دریا سے عبور ہو کچھ نہین ہو سکتا اسلئے چند دستے فوج کے بھیجے کہ وہ
کہین دریا کا پایاب مقام تلاش کرین۔ باباجی اور دھرم راؤ نے شکارگاہ سے دس میل پر
پایاب مقام پایا وہان سے اتر کر رڈی وار کو کنارون اور جنگلون مین بھگایا۔ اور
انکا تعاقب کیا اور وہ ایک درہ کے دہانہ پر پہنچے جسکو مخالفون نے پتھرون سے بند کرکے
انکے پیچھے توپین اور بندوقین لگائی تھین سپاہ نے اس درہ کو بڑی بہادری سے فتح
کیا۔ آخر کو رڈی واری نے شاہ سے پناہ مانگی۔ شاہ نے اپنی سپاہ طلب کی لی عادل خان
ڈنگی نے گول کنڈے کو مراجعت کی میر زین العابدین نے اپنے علاقہ کس سم کوٹا کو معاودت کی

جہان اسکی غیر حاضری کے سبب کچھ فساد ہوا تھا۔
جب مکند راج نے شاہ سے مخالفت کی ہے تو بھے بلندر کا بھتیجا شنکر راج اور بھائی ہری چند جو
حیدر آباد مین تھے اور امین الملک کی ہمراہ مکند راج سے لڑنے گئے تھے شنکر راج تو راجندری
کی لڑائی مین مارا گیا۔ راوت راؤ ایک چھوٹا سا راجہ تھا اور بہادری مین مشہور تھا وہ
اپنی کچھ سپاہ سوارون اور پیادون کی لیکر امین الملک کے ساتھ لڑائیون مین اور انکے
مشورون مین شریک تھا مگر وہ امین الملک کے بعض احکام سے آزردہ خاطر ہو گیا اور دشت
کا لشکر چھوڑ کر اجازت کے بغیر چلا گیا اور بعد ازان ہرچند رکو شادی کی لشکر چھوڑنے کے لئے انھوا
کیا اور کہا کہ تو میری ساتھ متحد ہو اور کس سم کوٹا کی آبائی سلطنت حاصل کر۔ اول راوت
راؤ نے اپنی بغاوت کا اظہار یہ کیا کہ دس ہزار پیادون کی سپاہ جمع کر کے لشکر شاہی پر
چڑھا جسنے اوسکو درختستانون مین بھگایا جو اس ملک مین بڑی پناگاہ ہین مسلمانون نے
اسکا تعاقب کیا اور اسکی آنکھ مین تیر لگا جسنے وہ مرگیا اسکی بغاوت دب گئی ہرچند
بھاگ کر بیجناتھ دیو پاس گیا جو ایک بڑا جگذار راجہ تھا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اسکی
دستگیری کرے اسی وقت اسنے مکند راج کو لکھا جسکا لقب بھے بلندر ہو گیا تھا کہ اپنی
تابعین کو جمع کر کے وہ قلعہ جور جورا پر حملہ کرے جو ملک نائب کے قبضہ مین تھا۔ مکند راج نے ہمسایہ
کے تمام پینواری اور نائک واری جمع کئے اور پھر جور جورا کا محاصرہ کیا اور مسلمانون نے بہادری
سے مقابلہ کیا اور چنگیز خان مدد کو آگیا جسنے دشمنون کو چارون طرف بھگایا اس وقت
بیجناتھ دیو اور ہرچند نے میر زین العابدین پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا انکے پاس سپاہ
پانچہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھی انکو بھی شکست ہوئی اور بہت نقصان اوٹھایا۔ بیجناتھ
دیو قلعہ پیر اگوتم کو بھاگا اور مسلمانون نے نراین پٹم پر جمکے ڈیرے ڈالے۔ اس اثنا مین
مکند راج جلموری نے قلعہ محمد قلی قطب شاہ آباد کا محاصرہ کیا مگر اوپر کی شکستون کا حال
سنکر اپنے دار الحکومت جلمور کو بھاگ گیا یہ ایک قلعہ پہاڑون اور جنگلون کے درمیان تھا
چنگیز خان نے دو مہینے تک اسکا تعاقب کیا جب اسنے دیکھا کہ اب بری بنی تو اسنے

بیجناتھ دیو کو اپنے حال سے اطلاع دی۔ بیجناتھ دیو نے اپنے بھتیجے نولا یا نرس ندی کو
دو ہزار سواروں اور بیس ہزار پیادوں اور ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ بسرکردگی ہر بچند
کے اسکی مدد کو بھیجا مسلمانوں کے لشکر میں پانچہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے وہ ہندوؤں کے
اس لشکر سے لڑنے گئے۔ ہندوؤں کے لشکر کا مقام ایک وادی کے مرکز میں تھا جسکے چاروں
طرف دشوار گذار پہاڑ تھے۔ شاہی سپاہ بلندیوں پر چڑھ کر نیچے اتر کر دشمنوں کی چار
طرف آئی اور ہندوؤں کو شکست دی انھوں نے بھاگنے سے اپنی جان بچائی ہر بچند کا
تعاقب ہوا اور ایک بڑی لڑائی ہوئی جس میں وہ اور اسکے ساتھی نولا یا نرس ندی تک
مشکل سے بھاگ کر پہنچے۔ بیجناتھ دیو کے بہت سے رشتہ دار زخمی اور اسیر ہوگئے۔ بیجناتھ دیو
کو معلوم ہوا کہ ہر بچند کی حمایت کرکے لڑنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے اسلئے اس نے تیس ہزار
ہن (۱۲۰۰۰۰ روپیہ) اور پچاس ہاتھی بھیجکر صلح کرلی اور اسی قدر سالانہ خراج
دینے کا وعدہ کیا۔ راجہ کے رشتہ دار بطور اول کے جب تک ہے کہ نولا یا نرس ندی
شاہی سپاہ کو حوالہ کیا جائے یہی سرغنہ بغاوت جنگ کا باعث عظیم تھا اس صلح کے
بعد چنگیز خان نے مکند راج کو جلد سے بھی بنگال میں بھگادیا اور قلعہ پر قبضہ کرلیا اور
کس سیم کوٹا کے کل ضلع نے اس جنگ کے خرچ دینے کا وعدہ کیا کہ ناگاہ کشتم راج پسر
رات راؤ نے لشکر جمع کیا اور مکند راج نے بھی ملندر کو لکھا کہ وہ بنگال سے چلا آئے اور اپنی
موروثی سلطنت کے حاصل کرنے میں سعی کرے اور خود اس نے قلعے پٹ نور اور مدوارا
پر قبضہ کرکے لڑائی کو شروع کردیا اس دراز دستی کو سنکر میر زین العابدین نے چنگیز خان
اور دھرم راؤ اور بالے راؤ کو دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا مکند راج نے شکست پائی
صبح سے شام تک لڑائی رہی اور وہ مدوارا کو بھاگ گیا یہ قلعہ ایسے گھنے جنگل کے درمیان
واقع تھا کہ اسکا فتح کرنا دشوار تھا۔ دھرم راؤ نے میر زین العابدین سے کہا کہ
لڑائی میں التوا کرے اور مکند راج کو مدوارا اس شرط پر دیدے کہ وہ شاہ کا باجگذار
ہو جائے مگر اس صلاح کو میر زین العابدین نے سنا نہیں اس لئے ان دو نوا فروں میں

لشکر رنجی ہوگئی اور میر زین العابدین کی جگہہ شاہ نے سید حسن کو بھیجدیا اُس نے آکر بڑی عاجزی کی شرائط صلح کو منظور کرلیا اور مکندراج پر فتح حاصل کرنے کے لئے درون اور تنگ راہون مین تین قلعے مصطفی آباد. قطب شاہ آباد اور محمد آباد تعمیر ہوئے جنمین ہمیشہ تھوڑی سپاہ ہی اس طرح مکندراج چارون طرف سے گھر گیا۔ تو اس نے کشتم راج سے مدد مانگی اُسنے تین ہزار سندوقچی پیادوان سے محمد آباد پر حملہ کیا جسمین تیر لگنے سے وہ خود مارا گیا اور سپاہ کو شکست ہوئی۔ مکندراج اس دوست کے مرنے سے کو شکستہ خاطر ہوا مگر اس کی جگہہ سداشو کو بھیجا وہ بھی شکست پاکر مکندرام پاس آیا۔ اگنی راج نے مصطفی آباد پر دس ہزار پیادون کو لیکر حملہ کیا مسلمانون کی سپاہ نے اس پر چارون طرف حملہ کیکے مارڈالا اس وقت مین لوچنا راج نے قطب آباد شاہ پر حملہ کیا اور مارا گیا ان فتحون کے بعد سید حسن نے مدوار اپر حملہ کرنے کے لیے جنگل کو جلوایا اور کٹوایا۔ مکندراج مسلمانون سے جان توڑ کر یہ آخر لڑائی لڑا مگر شکست پائی اور پھر بنگال کو بھاگ گیا۔ اس طرح سے کسم کوٹا کے ضلع مین کوئی ہندو راجہ ایسا نہین رہا کہ وہ مسلمانون کو ستائے شاہ نے سورے رائے کو اس ضلع کا حاکم مقرر کیا یہ ضلع گلکندہ کے تابعین اضلاع مین داخل ہوا۔

ان دنون مین شاہ نے سید میر محمد امین استر آبادی کو میر جملہ ولاکھ ہن (۰۰۰۰۰۰) مشاہرہ پر نوکر رکھا ۱۰۰۲ھ مین شاہ ایران اور شاہ حیدر آباد کا ایسا اتحاد بڑھا کہ شاہ عباس شاہ ایران نے اوغلو سلطان اپنے رشتہ دار کو محمد قلی قطب شاہ پاس بھیجا اور بہت بیش بہا تحائف ایک نے دوسرے پاس بھیجے اور ۱۰۱۴ھ مین شاہ حیدر آباد کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان پسر شاہزادہ محمد امین سے ہوا تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ شاہ کے بیٹے سے ہوا۔

تاریخ فرشتہ مین تحریر ہے کہ اہل ہند کی کتابون مین لکھا ہے کہ تین مملکتین محاذی ایک دوسرے کے واقع ہین اور ان ولایتون کی ہوا تاثیر اور خواص مین ہم رنگ ہیں

ان ملکون کے نام تلنگ - بنگ - بنگ ہین - تلنگ تو یہی ملک ہی جسکا بیان کیاگیا
جو جنوبی ہندوستان مین واقع ہے اور سلاطین قطب شاہیہ کے قبضہ مین ہے -
بنگ ولایت بنگالہ ہی اور بنگ اور تلنگ کے درمیان ولایت دنگ ہی جسکو اب تک
شاہان اسلام نے فتح نہین کیا تھا - محمد قلی قطب شاہ نے اسکا بہت سا حصہ
فتح کیا + ۱۰۲۵ھ مین مغل یعنی پردیسی تمام ملکون سے جمع ہوکر خصوصاً اگرہ
اور لاہور سے شہر حیدرآباد مین آن کر بس گئے تھے ایکدن اُن مین سے بعض بغیر
اجازت کے جمع ہوکر گنبایت گھاٹ کے محلون اور باغون کو دیکھنے گئے شراب
پیکر وہ پہاڑ پر چڑھے جہان یہ عمارت بنی ہوئی ہین - خواجہ سراؤن نے جو یہان
محل مین متعین تھے - ہرچند شاہی محلون مین جانے سے انکو روکا مگر وہ نشہ کے گھوڑے
پر سوار تھے وہ کب سنتے تھے - یہ حال شاہ سے عرض کیا گیا اسنے علی آقا کوتوال شہر کو حکم دیا
کہ اُن کے ساتھ ان مداخلت بیجا کرنے والون کو نکالدے - علی آقا نے عرض کیا کہ دلّی
کی فوج کے حملون کے سبب سے بہت سے مغل حیدرآباد دکن مین آگئے ہین جنکو سوائے
فسق و فجور کے کچھ اور کام نہین اور وہ ہمیشہ شہر کے انتظام مین خلل انداز ہوتے ہین اور
انکی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی ہے کہ عوام کے آرام مین خلل انداز ہی اسپر بادشاہ
نے اس مضمون کا اشتہار دیا کہ جو مغل یہان پر سرکار نہین ہین وہ یہان سے
نکلجائین علی آقا کوتوال نوجوان تھا اور اپنی عہدہ کے نشہ مین مست تھا اشتہار یہ
دیا کہ تمام پردیسی خواہ وہ پٹھان - ایرانی - عرب - تاتاری ہون شہر سے باہر نکل
جائین اس اشتہار کی تعمیل کے لیئے اسنے اپنے ماتحت افسران پولس سے کہدیا کہ ان کو
زبردستی نکالدو یا قید کرلو مغلون نے جب سنا کہ انکی ہم قومون نے یہ حرکت کی
بادشاہ کو غصہ دلایا ہے تو انہون نے جان لیا کہ اب ہماری جان گئی اور یہی
خوف شاہی شہر مین پھیل گیا دکنیون کو یہ موقع اپنے تئین دولتمند بنانے کا خوب
ہاتھ لگا اپنی اپنی کامون کو چھوڑ ان پردیسی سوداگرون کے مال اسباب کا لوٹنا

لوٹنا شروع کیا جو حیدرآباد مین آباد ہو گئی تھے۔ بہت سے سوداگرون کی جانین مال کی حفاظت مین گیئن جب میر جملہ کو اس شورش کی خبر ہوئی تو اپنا کام چھوڑ کر شاہی محل مین دوڑ گیا۔ شاہ سوتا تھا۔ نوکرون نے اُسکو جانے نہین دیا مگر اس نے دلیری کر کے دروازہ کھولا اور شاہ کے کان مین شہر کے آشوب کی آواز پہنچائی اور کہا کہ حضور محل کی کھڑکیون مین سے شہر کا حال دیکھ لین جس سے میرے قول کی تصدیق ہو جائے۔ شاہ نے حکم دیا کہ فوراً یہ اشتہار جاری کیا جائے کہ جو شخص مغلون کے مال اسباب کو ہاتھ لگائیگا وہ مارا جائیگا اور علی آقا کوتوال کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ خود جا کر اس فساد کو مٹائے اور نہین تو وہ ہاتھیون کے پیرون تلے مسلوایا جائیگا اس ہدایت کے موافق علی آقا شہر مین گیا اور بہت سے فسادیون کو اُسنے مار ڈالا اور خلقت کی طمانیت کے لئے اُسنے بہت چھوٹے چھوٹے پولس کے افسرون کو جو زیادہ لوٹ پر پلے ہوئے تھے۔ پھانسی دیدی یا زندہ کھال کھچوائی بہت آدمیون کے اعضا کٹوائے اور انکو اس حال مین اہل شہر کو دکھایا۔

۱۶۱۵ع مین شاہ کے چھوٹے بھائی محمد خدا بندہ نے سرکشی کی جسکا مطلب یہ تھا کہ کل پردیسیون کو جو شیعہ مذہب رکھتے تھے قتل کر ڈالین اور شاہ کو معزول کر کے محمد خدا بندے کو تخت سلطنت پر بٹھائین مگر اس شاہ کی سازش کا حال کھل گیا اور اُسنے سرغنون مع شاہزادہ محمد خدا بندہ کے گرفتار کر کے قلعہ گلکندہ مین قید کیا اور ۱۶۲۱ع کو یہ شہزادہ قید ہی مین مر گیا۔ باقی حال اس شاہ کا تاریخ سلطنت مغلیہ مین بیان ہوگا۔

تاریخ مملکت برار جس کے شاہونکا لقب عماد شاہی

فتح اللہ ۱۴۸۴ع علاء الدین ۱۵۰۴ع دریا عماد شاہ ۱۵۲۹ع — برہان ۱۵۶۰ع تفال خان —

برار کی سلطنت چھوٹی سی تھی اسکی تاریخ ہمسایہ کی سلطنتون کی تاریخ کے اندر بیان ہوگی اسکی وسعت مغرب مین اجنادری کے پہاڑون سے گوداوری تک مغرب مین

احمد نگر اور خاندیس پر وسط ۷۶ درجہ مشرقی طول پر ختم ہوتی تھی۔ مشرق مین اسکی حدود محقق نہین غالباً ناگپور اس مین شامل نہ تھا۔

فتح اللہ عماد الملک

اس خاندان مین اوّل شخص جو ممتاز ہوا وہ فتح اللہ عماد الملک تھا جو وجیانگر کے نامی ہندؤن کی اولاد مین تھا وہ لڑکپن مین وجیانگر کی لڑائیون مین مسلمانون کے ہاتھون مین اسیر ہوا اور خان جہان سپہ سالار اور حاکم برار کے غلامون مین شامل ہوا عہد شباب مین اس نے ایسی قابلیت و شجاعت دکھائی کہ وہ معتمدون و رتقریون مین داخل ہوا۔ خان جہان کی وفات کے بعد سلاطین بہمنیہ کی ملازمت مین آیا سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین خواجہ محمود گاوان کی عنایت سے عماد الملک کا خطاب پایا اور برار کا سرلشکر مقرر ہوا ۸۹۰ھ مین اس نے اطاعت شاہی سے قدم باہر نکالا اور مطلق العنان ہوا کچھ دنون بعد مرگیا اور اسکا بڑا بیٹا اسکا جانشین ہوا۔

علاء الدین عماد شاہ

فتح اللہ کے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا علاء الدین جانشین ہوا۔ یہی اول شخص ہے جسنے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کی تقلید کرکے اپنے اوپر لفظ شاہ کا اطلاق کیا اور قلعہ کاویل (گاول) کو اپنا مقر حکومت بنایا۔ جب امیر برید کے ظلم و ستم کے حوالے سے محمود شاہ بہمنی نکل کر اس پاس گیا تو وہ برار کی کل سپاہ لیکر سلطان محمود کی ہمراہ محمد آباد بیدر آیا کہ امیر برید کو مستاصل کرے اور وارث ملک کو شہر بیدر مین صاحب مسند بنائے۔ خاندان بہمنی کے بحال ہونے سے برہان نظام شاہ کی جان نکلتی تھی وہ امیر برید کی حمایت کرنے کے لئے چل پڑا۔ یہ او ر بیان کیا گیا ہے کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو عین لڑائی مین شاہ دوست کو چھوڑ کر پھر امیر برید کے پنجہ مین خود جا پھنسا۔ ۹۲۳ھ مین امیر برید نے بیدر سے کوچ کیا اور قلعہ ماہور تسخیر کیا اسکے بعد قلعہ رام گیر پر حملہ کرکے فتح کیا اور یہان کے حاکم خداوند خان حبشی کو مار ڈالا۔ علاء الدین عماد شاہ

[illegible]

اس حملہ کی خبر سنکر اپنی سپاہ کو خداوند خان کے بیٹون کی حمایت کے لئے جمع کیا تو امیر برید نے لڑائی سے بچنے کے لئے خداوند خان کے ایک بیٹے کو قلعہ ماہور اور دوسرے بیٹے کو قلعہ رام گیر دیدیا اور انکو سمجھا دیا کہ وہ اپنے تئین علاء الدین عماد شاہ کا باجگذار سمجھین علاء الدین نے ان قلعون کے پاس آنکر انکو دغا سے اپنے قبضہ مین کرلیا خداوند خان کے بیٹے برہان نظام شاہ کے پاس مہر گئے کہ وہ انکی حمایت کرے علاء الدین نے ان قلعون مین اپنے حاکم اور سپاہ متعین کئے۔

ان قلعون کے غصب ہو نے نے اور برار کی شوکت بڑھنے نے برہان نظام شاہ اور علاء الدین کی دوستی کو دشمنی سے بدل دیا۔ ان دونو مین بہت لڑائیان ہوئین آخر کو علاء الدین شکست فاحش پاکر اپنے دار الحکومت گاوِل کو بھاگ گیا علاء الدین نے اسمٰعیل عادل شاہ کی بیٹی سے نکاح کر کے اسکے ساتھ اتحاد پیدا کرلیا تھا مگر اس وقت وہ وجیانگر کے راے سے لڑائیون مین الجھا ہوا تھا اسلئے وہ اپنے داماد شاہ برار کی مدد نہین کرسکتا تھا اس وجہ سے برہان نظام شاہ کو اچھا موقع ہاتھ لگا کہ اُسنے ماہور اور رام گیر (راے نگر) کے قلعے چھین لئے۔

[illegible] مین علاء الدین نے میران محمد خان حاکم خاندیس کے ساتھ اتفاق کر کے کوچ کیا کہ برہان نظام شاہ سے اپنا انتقام لے انمین سخت جنگ ہوئی جس مین نظام شاہ کو فتح ہوئی اُسنے ان دو شاہون کے ہاتھی اور توپ خانے چھین لئے اور انکو اپنی اپنی دار السلطنتون کو بھگا دیا۔ علاء الدین نے اول اسمٰعیل عادل شاہ سے امداد کی درخواست کی مگر وہ اپنے جھگڑون مین ایسا گرفتار تھا کہ وہ مدد نہین کرسکتا تھا میران محمد خان نے اس سبب سے کہ اسکے کل ہاتھی اور توپخانے چھن گئے تھے اپنے رشتہ دار گجرات کے بادشاہ بہادر شاہ سے امداد طلب کی اُسنے قبول کی۔ سلطان بہادر شاہ کو سوا اپنی سلطنت بڑھانے کے کوئی اور فکر نہ تھی۔ دکن کی فتح کی ادھیڑ بن مین رہتا تھا وہ شکر عظیم کے ساتھ برہانپور کی راہ سے برار مین آیا تو علاء الدین کو اسکی نیت کا حال معلوم ہوا کہ وہ خود دکن فتح کرنا چاہتا ہے اسلئے وہ اسکے بلانے سے پشیمان ہوا مگر نا چار تھا گاوِل مین اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا اور برار کی سلطنت اسکے نذر کی۔ اب اسکا دست

برہان نظام شاہ کا ماہور اور قلعون کا لینا۔

[illegible]

میران محمد خان حاکم خاندیس شاہ گجرات پر متقاضی ہوا کہ وہ سید ھا احمد نگر کو چلے اور نظام شاہ کے خاندان کو اطاعت پر مجبور کرے بہادر شاہ ان اپنے دوستون کی فرمان برداری سے خوش ہوا اور دولت آباد کی راہ سے احمد نگر کی طرف کوچ کیا۔

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ یہان سکہ اُس کے نام کا جاری ہوا اور اسکی شاہی مانی گئی۔ اسکے بعد ان شاہون نے اپنی اپنی دارالسلطنة کو مراجعت کی۔ تھوڑے دنون بعد علاء الدین عماد شاہ کا انتقال ہوا اور اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔

برہان عماد شاہ

دریا عماد شاہ کے مرنے کے بعد برہان عماد شاہ تخت نشین ہوا وہ ابھی بچہ تھا تفال خان جو کہنی کہ غلامون مین تھا دولت خانہ پر مسلط ہوا ہنوز برہان کی عمر اتنی نہین ہوئی تھی کہ وہ عنان سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لیتا کہ نائب سلطنة تفال خان نے حاکم خاندیس اور نظام شاہ کی امداد سے سلطنة کو غصب کر لیا اور آخر کو اُسنے اپنے شاہ کو پابزنجیر کرکے قلعہ پرنالہ مین مقید کیا اور خود سر پر چتر لگاکے شاہ بنا۔

تفال خان کا سلطنت غصب کرنا

تفال خان

اس عالی ہمت نائب سلطنة کی ذات مین وہ صفات شجاعت وسخاوت کی تھین جو اسپر شاہی کو موزون کرتی تھین غصب سلطنہ کے بعد اسکی قوت ایسی جلد بڑھ گئی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور نے آپس مین متفق ہو کر اسکے استیصال پر کمر چست کی اور دونو کی سپاہیون نے اُسکے غارت کرنے کے لئے کوچ کیا تفال خان دونو شاہونکا مقابلہ نہین کر سکتا تھا تو وہ علی عادل شاہ سے ملتجی ہوا اور اس پاس اور اسکے وزیر پاس بیش بہا جواہرات بھیجے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہو۔ مرتضیٰ نظام شاہ کو جب ان معاملات کی خبر ہوئی تو وہ احمد نگر کو چلا گیا۔

لیکن ۹۸۰ھ مین تفال خان سے لڑنے کے لئے مرتضیٰ نظام شاہ نے کوچ کیا اور یہ بہانا بنایا کہ وہ مقید شاہ برار کو پرنالہ کے قید خانہ سے نکالنا چاہتا ہے تفال خان

مضطر ہوا اور اُسنے ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ سے امداد چاہی اور اسکی کمک سے اُسنے
چنگیز خان پیشوا احمدنگر پر حملہ کیا۔ مگر تفال خان کو شکست فاحش ہوئی اسکا تعاقب
ہوا اور سپاہ نظام شاہ کی صولت اور سطوت نے اسکو مدتون جنگل جنگل بھگایا۔
آخر کو وہ قلعہ پرنالہ مین اور اسکا بیٹا شمشیر الملک گاول گڑھ مین محصور ہوئے نظام شاہ
نے قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ جو کوہ پر واقع تھا وہ توپ و منجنیق و خاکریز کے ذریعون سے
فتح نہین ہو سکتا تھا ایام محاصرہ کے طول سے مرتضی نظام شاہ ایسا رنج ہوا کہ اُسنے احمدنگر
کی مراجعت کا ارادہ کیا مگر امیر جملہ چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ کا مانع ہوا اور اُسنے
نے اپنی حسن تدابیر سے اور درم و دینار کے پاشش سے قلعہ کے اندر کے آدمیون کو جو
قلعہ کے محافظ تھے بلالیا وہ ضیق محاصرہ سے تنگ ہو رہے تھے وہ قلعہ کے برج و بارے
کمندین لگا کے نیچے اتر آئے اور جا کر چنگیز خان سے مل گئے اُسنے انکو انعام و مناصب
بزرگ اور اقطاع دیے اور آدمی بھی جس طرح بن سکا قلعہ سے باہر آئے اور بڑے
ذوق و شوق سے چنگیز خان سے ملے اور اسکے توسل سے سرکار نظام شاہ مین اپنے
مقاصد علیہ پر پہنچے اب قلعہ کے اندر بارہ نفر توپ اندازون اور آتشبازون سے
زیادہ باقی نہ رہے۔ نظام شاہ کی سپاہ نے مورچے آگے بڑھا کے بڑی بڑی توپون
سے قلعہ کی دیوار مین رخنہ ڈالدیا اب قلعہ مین کوئی جنگی مرد نہ تھا چنگیز خان نے
زینے لگا کے اٹھائیس آدمی چڑھائے اور نفیر سرنچ کہ جنگ سے مخصوص تھی
بجوائی جسکی آواز سے تفال خان نے جانا کہ چنگیز خان قلعہ مین آگیا اس نے کچھ مقابلہ کا
سامان نہین کیا۔ قلعہ سے نکل کر وہ بھاگا دوسرے روز مرتضی نظام شاہ قلعہ مین
آیا خزائن و اموال و اسباب نفیسہ خود لے لیے اور باقی اسباب کو حکم دیا کہ سوار اور پیادے
لوٹ لین۔ سید حسین استرآبادی نے تفال خان کا تعاقب کر کے تیسرے روز
اسکو گرفتار کیا اور نظام شاہ پاس لایا قلعہ گاول بھی امان دینے سے مفتوح ہوا
شمشیر الملک گرفتار ہوا۔ نظام شاہ نے بجاے اسکے کہ مقید بادشاہ کو تخت سلطنت

بٹھاتا اسکو غاصب سلطنت تفال خان اور اسکے بیٹے تمشیر الملک مع اولاد کے
نظام شاہی قلعون مین سے ایک قلعہ مین قید کرکے بھیجدیا انکی اولاد بھی اس قید مین ساتھ
تھی۔ ان سب نے ایک رات مین جان شیرین قابض ارواح کو سپرد کی اور دنیا کی کشاکش سے
رہائی پائی بعض کہتے ہین کہ قلعہ کے محافظون نے نظام شاہ کے فرمان کے موافق قلعہ کے
اندر دفعۃً واحدۃً دم گھوٹ کر مار ڈالا بعض کہتے ہین کہ پاسبان تنگ حجرہ مین انکو بند
کرتے تھے تاکہ وہ بہ تنگ ہوکر انکو روپیہ دیکر خوش کرین مگر خود ایک دن کی روٹی کو
محتاج تھے اسلئے وہ پاسبانون کی مٹھی نہین گرم کرسکتے تھے وہ انپر اور زیادہ شدت اور
سخت گیری کرتے تھے۔ ایک رات ہوا نہایت گرم تھی۔ یہ سب آدمی عورت مرد چھوٹے بڑے
چالیس آدمی تھے دم گھٹنے سے مرگئے پاسبانون نے جو دروازہ کھولا تو سب کو مردہ پایا
الغرض اس سال مین عماد شاہیہ اور تفال شاہیہ کی پادشاہی باقی نہ رہی اور نہ انکے تو
خاندانون کا کوئی آدمی قید حیات مین رہا اور سلطنت ۹۸۲ھ مین احمد نگر کی سلطنت مین
شامل ہوگئی

تاریخ بیدر جسکے شاہون کا لقب برید شاہ تھا

قاسم برید ۸۹۷ھ امیر برید ۹۱۰ھ علی برید ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء
ابراہیم برید ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء قاسم ثانی ۹۹۷ھ ۱۵۸۹ء مرزا علی ۱۰۰۰ھ ۱۵۹۱ء امیر برید ثانی
بہمنی شاہون کی وزارت مین اول اس خاندان کا عروج ہوا اور
سلطنت کے کامون مین اسکو قدرت حاصل ہوگئی پردہ کے اندر وہ سلطنت کرتا
تھا اسکو [illegible] بیٹا [illegible]
قاسم [illegible] ترکی [illegible] غلام [illegible] تھا [illegible] یزدی ولایت سے دکن مین لایا
اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے ہاتھ فروخت کیا وہ شجاع تھا۔ خوشنویس تھا۔ سازون
کو خوب بجاتا تھا اس پادشاہ کے عہد مین اسنے مرہٹون پر فتح پائی سے بڑا نام پیدا
کیا اور صاحب دستگاہ ہوگیا۔ مرہٹے پٹن اور چاکنہ کے درمیان باغی ہوگئے تھے

انکے دفع کرنے کے واسطے وہ نامزد ہوا۔ مرہٹون سے وہ بڑی لڑائی لڑا اور اُس نے
فتح بزرگ حاصل کی۔ مرہٹون کے سب سے بڑے سردار سنبھاجی کو قتل کیا اور اسکی بیٹی ہی
سے اپنے بڑے بیٹے امیر برید کا نکاح کیا۔ سلطان نے اس حسن خدمت کے جلدو مین
سنبھاجی کی مملکت اسکو اقطاع مین دی تو ملازم ہوکے چار سو کے قریب باشتہ دار اسکے ملازم
ہوئے جنمین سے ہر ایک شجاع اور جوان مرد تھا۔ زمانہ کے گذرنے کے بعد ان مین سے اکثر
مسلمان ہوگئے اس مخلص اور فدائی جماعت کے استظہار سے سلطان محمود کے زمانہ مین اسکا
تسلط اور استقلال بڑھ گیا اور اسکے دل مین بھی اور امراء کی طرح بادشاہی کی ہوس پیدا
ہوئی عادل شاہ اور نظام شاہ و عماد شاہ کی صلاح سے اُس نے قلعہ اودسہ ور
قندھار اور اودگیر پر قبضہ کیا اور انمین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا بیچارے محمود شاہ
پاس صرف دار السلطنت احمد آباد باقی چھوڑی۔ اس شاہ کی زندگی مین بارہ سال
شاہی کی سنہ ۹۱۵ھ مین مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا قائم مقام ہوا۔

امیر برید

باپ کا قائم مقام امیر برید ہوا اسکے زمانہ مین سلطان محمود شاہ نے وفات پائی
اور آخر بادشاہ کلیم اللہ احمد نگر کو بھاگ گیا شہر بیدر اسمٰعیل عادل شاہ کے ہاتھ مین آیا مگر
پھر اس نے امیر برید کو دیدیا اس زمانہ مین عماد الملک والی برار اور محمد شاہ والی برہانپور
کی التماس سے سلطان بہادر شاہ گجرات دکن مین آیا تو اسمٰعیل عادل شاہ کے حکم سے
امیر برید مع اپنی جمعیت کے بیجاپور گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار غریب (پردیسی)
تاج پوش اسکی ہمراہ کئے اور اپنے لشکر کا سر لشکر بنا کے برہان نظام شاہ کی مدد کو بھیجا
وہ شاہ گجرات سے رستمانہ لڑا ان لڑائیون کا بیان اپنی محل پر شرح و بسط
سے پہلے لکھا گیا) اسکے بعد اس نے چند سال مسند کامرانی پر تکیہ لگائے وہ بیٹھا رہا
آخر عمر مین برہان نظام شاہ اوّل کی کمک کو گیا اور حوالی دولت آباد مین فوت
ہوا۔ ۵ ۳ سال سلطنت کی۔ دکن مین اسکی حکایت مشہور ہے کہ جاڑے مین ایک دن

وہ شراب پیئے ہوئے باغ مین بیٹھا تھا کہ گیدڑون نے معمول سے زیادہ غل شور مچایا
امیر برید نے پوچھا کہ یہ کیون اتنا غوغا مچاتے ہین ایک ندیم نے عرض کیا کہ جاڑے سے مرتے
ہین اسلیئے دادخواہی حضور سے چاہتے ہین اسنے علی الصباح حکم دیا کہ باغ صحرا مین
تین چار ہزار لحاف بچھا دیئے جائین کہ حضرات شغال سا ہابی انکے اندر آرام کرکے جاڑے
کی ایذا سے بچین۔

علی برید شاہ۔

اس خاندان مین اول شخص ہے کہ جسنے برہان نظام شاہ کے طفیل سے اپنے نام کا
جزو لفظ شاہ کو بنایا اسکے دادا اور باپ نے امارات شاہی کو حاصل کیا مگر اپنے نام
کے پیچھے لفظ شاہ کا دُم چھلا نہین لگایا تھا۔ برہان نظام شاہ نے اپنے مقدس مذہب
شاہ طاہر کو احمد آباد شاہی کی تہنیت دینے کے لئے بھیجا۔ علی برید شاہ نے اس مذہب
کے مسائل اور عقائد پر ایسے گستاخانہ اعتراض کئے کہ وہ نہایت آزردہ اپنے شاہ
پاس آیا اور ان گستاخیون کا ذکر کرکے اسکو بیدر پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔
نظام شاہ بیدر پر لشکر کش ہوا۔ امیر برید شاہ نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ
کی نذر کیا اور اسکو بلایا مگر وہ آتا ہی رہا کہ نظام شاہ نے یورش کرکے قلعہ اوسہ
قندھار اودگیر لے لیئے اور اس قدر ملک امیر برید کے قبضہ مین چھوڑے جسکی آمدنی چار
لاکھ طلائی ہُن تھی مرتضی نظام شاہ نے اپنے عہد مین اخلاص خان کی استدعا سے
۹۸۰ھ مین بلدہ احمد آباد کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کی جان ضیق مین کی امیر برید نے
عادل شاہ پاس آدمی کمک کی طلب کے لئے بھیجا۔ علی عادل شاہ نے جواب لکھا کہ
تیری سرکار مین جو فلان فلان خواجہ سرا ہین اگر انکو تو مجھے حوالہ کرے تو مین تیری
مدد کرتا ہون۔ امیر برید شاہ نے بجز اطاعت کے چارہ نہ دیکھا اُسے قبول کیا
علی عادل شاہ نے ہزار سوار بیجاپور مین کمک کے لئے بھیجے مرتضی نظام شاہ اس
خبر کے سننے سے اور احمد نگر کے حوالے مین اپنے بھائی کے فتنہ انگیزی کی اطلاع

پانے سے مضطرب ہوا لشکر تلنگ کو مرزا یادگار کی سرکردگی مین محاصرہ مین چھوڑا اور
خود احمدنگر گیا جب بیجاپوری سپاہ چند میل کے فاصلہ پر آئی تو مرزا یادگار محاصرہ چھوڑ
چنپت بنا۔ علی برید نے محصور ہونے کی تکلیف سے نجات پائی۔ سنہ ۹۸۸ مین وعدہ کے
موافق دونو خواجہ سراؤن کو علی عادل شاہ پاس بھیجدیا۔ ان پر حمیت خواجہ سراؤن نے
بے ناموسی کے خوف سے عادل شاہ کو کشتہ کیا علی برید شاہ سنہ ۹۹۰ھ ۱۵۸۲ مین تخت سے تختہ پر گیا۔
۵۴ سال سلطنت کر گیا اسکا ولد اکبر ابراہیم برید پادشاہ ہوا اسنے سات سال سلطنت کی
بعد اسکے قاسم برید تین سال تک حکومت مین سرگرم رہا جب وہ مرگیا تو اسکا چھوٹا بیٹا جو
برس کا تھا شغل حکومت مین لگا ہوگی تو ایک اور شخص اسی خانوادہ کی اولاد مین مرزا علی برید
پیدا ہوا اسنے سنہ [illegible] مین اس خورد سال کو محمد علی قطب شاہ کی پایہ تخت بھاگ نگری
مین بھگا یا اور خود پادشاہ ہوا اسکے بعد امیر برید ثانی تخت پر بیٹھا اور خاندان کا
خاتمہ ہوا۔

اس خاندان کی سلطنت بہت چھوٹی تھی اسلئے مملکت کی حدبندی بھی اچھی طرح نہ تھی
اور اسکے خاندان کے ختم ہونے کا زمانہ بھی معلوم نہین امیر برید دوم سنہ ۱۰۱۸ھ ۱۶۰۹ مین سلطنت
کرتا تھا کہ تاریخ فرشتہ نے اپنی تاریخ کو ختم کر دیا۔ برار اور بیدر کی تاریخون کا پتا کچھ تاریخ
فرشتہ مین لکھا ہے اور اسنے خود لکھا ہے کہ مین نے یہ حالات سُنے سُنائے لکھے ہین
کوئی تاریخ مجھے دستیاب نہین ہوئی۔ فقط

ضمیمہ تاریخ دکن

اس ضمیمہ مین مختصر بیانات اہل ہند اور انگریزون کی لڑائیون کا اور ان کے اور
معاملات کا انگریزی مورخ فاریا سوزا کی تاریخ سے اخذ کرکے تحریر کرتا ہون تاریخ
کے پڑھنے والون کو وہ علم ہوگا جو ہندوستانی مورخون کی تاریخون سے نہین

حاصل ہوتا وہ دونو مسلمانون اور پرتگیزون کے بیانات کے اختلافات اور انکا مطالعہ کرکے اصلی واقعات کو تحقیق کرسکتے ہین اور یہ معلوم کرسکتے ہین کہ مسلمان مؤرخون کا اعتبار کس درجہ تک صحیح یا غلط ہی۔

۸ جولائی ۱۴۹۷ء کو لسبن دارالسلطنتہ پرتگال سے واسکوڈی گاما تین چھوٹی جہاز اور ایک سو ساٹھ آدمی ہمراہ لے کر چلا۔ افریقہ کے شرقی ساحل بحر پر جنوبی عرض بلد ۱۴ درجہ ۳۰ دقیقہ پر ایک جزیرہ موزنبیق (سینٹ جارج) ہی وہان آیا۔ یہان کا حاکم شاہ خواجہ تھا یہان سے ۱۱ مارچ ۱۴۹۸ء کو گاما جہازمین روانہ ہوا اور اسی سال کو ملنڈا مین آیا۔ یہان اسکو چند گجراتی سوداگر ملے جنمین ایک گجراتی بحری رہنما معالم خان تھا جو اصطرلاب کے علم سے ایسا ماہر تھا کہ وہ گاما کے جہازی اصطرلاب کے عیوب بتاتا تھا اسکو گاما نے نوکر رکھ لیا۔ کالی کٹ مین گاما آیا یہان ایک ہندو حاکم تھا جسکا لقب زاموری (سامری) تھا۔ اتفاق سے گاما کو میان زید ایک مسلمان مل گیا جو فرنگستان کا باشندہ تھا اور سپین کی زبان خوب بولتا تھا اسکو اس نے اپنا ترجمان بنایا۔ کالی کٹ مین بہت سے مسلمان سوداگر تھے جو خلیج فارس اور بحر قلزم کی راہون سے یوروپ مین جاکر بڑی تجارت کرتے تھے مسلمانون کو گاما سے رشک و حسد پیدا ہوا۔ راجہ زاموری نے مسلمانون کے کہنے سے سات پرتگیزون کو مقید کیا۔ گاما نے انکو رہا نہ کراسکا تو اُس نے اسکا عوض یون لیا کہ بیس ہندوستانی ماہی گیر پکڑکر قید کرلیے۔

۱۴۹۹ء کو گاما پرتگال واپس آیا اور اپنے ترجمان میان زید کو ہمراہ لایا اسکے ۲۶ مہینے کے سفرمین اسکے ۱۶۰ آدمیون مین سے ۱۰۵ آدمی ضائع ہوئے۔

۸ مارچ ۱۵۰۰ء کو گاما دوبارہ ۱۳ جہازون کا بیڑا لیکر چلا جسمین بارہ سو آدمی تھے اور اُسکے ساتھ سولہ پادری اور ایک پادریون کا سردار تھا جنکا اصلی مقصود یہ تھا کہ اول ہندو اغلاط سے کام نکالین اور اگر یون نہ بنے تو پھر تلوار کو چمکائین اور انسے

ورود واسکوڈی گاما در ہندوستان ۱۴۹۸ء

ابتدائے سلطنت پرتگال در ہندوستان ۱۵۰۰ء

اپنا مقصد حاصل کرین۔ ۲ اگست کو وہ ملنداین آیا دو گجراتی بحری رہنماؤن کی رہنمائی
سے ۱۵ ستمبر کو کالی کٹ مین آیا۔ زاموری نے اپنے قیدیون کو گاما کے ہاتھ سے چھپایا
اور انکی عوض مین گاما کی فرمائش کے موافق ۶ برہمن اول مین دئیے۔ مکے تاجر پرتگیزون
کی تجارت کے متعرض ہوئے ایک جہاز ہاتھیون کو لئے سیلون (لنکا) سے گجرات
کو جاتا تھا مسلمانون نے پرتگیزون پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اُسنے پرتگیزون پر حملہ کیا
اور انکی طرف چند بندوقین چھوڑین اور کننانور کی راہ لی پھر پرتگیزون نے گجرات
کے جہاز پر حملہ کیا اور اسکو پکڑ لیا اور کوچن کے راجہ کو دیدیا کننانور مین (کرنگانور)
پرتگیزون سے چند ارمنی عیسائی ملے۔ گاما پرتگال کو واپس آیا

گاما کا تیسری دفعہ ہندوستان مین آنا۔

گاما پھر ۱۵۰۲ء مین ۲۰ جہاز لیکر روانہ ہوا۔ اس بیڑے اور سلطان مصر کے جہاز
میرم مین مُٹ بھیڑ ہوئی اس جہاز مین دو سو استی مسلمان تھے جنمین زیادہ تر مسلمان
حج کو جاتے تھے مسلمانون نے اپنا جہاز پرتگیزون کو حوالہ نہین کیا اور سخت مقابلہ
اور جنگ کرکے سب مارے گئے دو بچے بچے تھے جنکو عیسائی کرلیا۔ گاما ہندوستان
مین آیا کنگانور کے عیسائیون نے اس پاس اپنا ڈپیوٹیشن (پیغام آدمیون کے ہاتھ) بھیجا
ان ارمنی عیسائیون کی تعداد بیس ہزار تھی جنکی نگرانی ارمینیا کا بشپ کرتا تھا۔
گاما کے دس جہازون نے کالی کٹ کے ۲۹ جہازون کا مقابلہ کیا اہل ہند جہازون
پر سے آتشبازی کرتے تھے۔ ہند کے دو جہاز پرتگیزون کو ہاتھ آئے جنمین سے ایک
مین سونے کا بت جواہر سے مرصع وزن مین ۱۵ سیر انکو ملا۔ گاما اپنے بیڑے مین سے
کچھ جہازون کو ہمراہ لے کر لسبن روانہ ہوا۔

دون الفنسو البوکرک کا ہندوستان [illegible]

سنہ ۱۵۰۳ء مین الفونسو دی البوکرک ۹ جہاز لیکر یہان آیا۔ زاموری نے کوچین مین نئی
سپاہ بحری و بری دونو طرف سے پرتگیزون پر حملہ کیا۔ ہند کے بیڑے مین ہر قسم
کے استی جہاز تھے جنمین ۳۸۰ توپین چڑھی ہوئی تھین اور چار ہزار آدمی سوار تھے
آٹھ جہاز اور ۱۲۳ توپین پرتگیزون نے چھین لین۔ ہندؤن نے دو کشتیون پر ۱۵ افسر

قلعے بنائے۔ ہر ایک مین آدمی بٹھائے سخت لڑائی کے بعد پرتگیزون کے بیڑے کے
اپنے ان روان قلعون کو لے گئے گویا انکو آتشبازی جہاز بنالیا لیکن انکو چھوڑ کر
پرتگال سے ۲۰ جہاز ۱۲۰۰ آدمیون کو لیکر ہندوستان مین آگئے۔
دون الفنسو البوکرک نے اہل عرب کے ایک جہاز کو برباد کیا جس مین سات
جانین ضائع ہوئین وہ ہندوستان سے جنوری ۱۵۰۸ کو ۱۳ جہاز لے کر روانہ ہوا
اسکے اپنے بیڑے کے تین جہاز تھے اور ۲۲ جولائی کو لسبن پہنچا۔
دون فرانسیکو المیدا ہندوستان مین ۲۲ جہاز اور ۱۵۰۰ سپاہی لیکر آیا۔
پرتگیزون نے جغرافیہ مین عربی ساحل کی تقسیم اس طرح کی ہی اول حصہ کمبی یا کھنبات
بمبئی کے شمال مین جو شاہ گجرات کے قبضہ مین تھا۔ دوم کوکن جو گوا اور بمبئی کے درمیان
واقع ہی اور احمد نگر اور بیجاپور کے شاہون کے زیر حکومت تھا سوم کنارا جو گوا اور
کنانور کے درمیان ہی اور راجہ وجیا نگر کے زیر حکومت تھا چہارم ملک کا وہ حصہ جو
کنانور کے جنوب مین واقع ہی اسکا نام ملیبار ہی اور وہ یہ ہین۔ کالی کٹ۔ کنانور۔
کوچین۔ کوئیلون۔ ترا ونکور کے حاکمون کے درمیان منقسم تھا۔
۱۵۰۸ مین دون فرانسیکو المیدا نے اپنے بیٹے دون لورنیزو کو گیارہ جہاز دے کر مسلمانون
کے بیڑے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جسکے ۶ جہاز پرتگیزون کے جہازون سے بڑے
تھے اس سنہ مین پرتگیزون کو سیلون کی بھی راہ معلوم ہو گئی۔
مارچ ۱۵۰۸ مین ۱۳ جہاز اور ۱۳ سو آدمی لسبن سے ہندوستان کی طرف روانہ
الفونسو البوکرک لسبن سے ۱۲ جہاز ہندوستان مین لایا مصری اور گجراتی بیڑے
جنکے سردار میر ہاشم اور ملک ایاز تھے پرتگیزی بیڑے سے بندر جول سے پرے
لڑے مسلمانون نے ان پر گولہ زنی اور آتشبازی کی۔ پرتگیزون کا امیر البحر
دون لورنیزو مارا گیا اور ایک سو چالیس آدمی مارے گئے۔ مسلمانون کے امیر البحر نے
اس مقتول امیر البحر کے باپ دون فرانسیکو المیدا کو جو

دون فرانسیکو المیدا پہلا وائسرائے ہندوستان ۱۵۰۵

الفونسو البوکرک ۱۵۰۹

گوا کا گورنر جنرل تھا تعزیت نامہ لکھا۔
لسبن سے ۷ اجہاز روانہ ہوئے۔ دون الفنسو البوکرک گورنر جنرل مقرر ہوا اور سنہ ۱۵۰۸ء
مین دون فرانسیکو المیدا مسلمانون پر حملہ کرنے کے لیئے ۱۹ جہاز اور ۱۶۰۰ سپاہی لیکے
چلا ان سپاہیون مین ۴۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے دیہ اول ہندوستانی فوج
تھی جسنے اہل فرنگ کی خدمت کی ۲ ۲ دسمبر سنہ ۱۵۰۸ء کو دابل پر وہ اترا اور اس نے شہر کو
جلا دیا مگر قلعہ کو فتح نہ کرسکا اور ایک مسلمانون کے جہاز مین بندرگاہ بمبئی کے قریب سوار
ہوا۔ ۲ فروری سنہ ۱۵۰۹ء کو دیو مین آیا۔ ترکون سے خون ریز لڑائی ہوئی جسمین
پرتگیزون کو فتح ہوئی۔ پرتگیزون نے اپنی تمام قیدیون کو مار ڈالا۔ دشمنون کے
جہاز مین بہت سی کتابین انکو ہاتھ لگین دیو کے حاکم نے سید علی کو پرتگیزون کے
امیر البحر پاس ایلچی بناکے بھیجا اور ایک عہدنامہ لکھا گیا دیو کے کنارہ پر ترکون نے اپنی
تمام توپین اتار دین۔
سنہ ۱۵۱۰ء مین لسبن سے پندرہ جہاز اور آئے المیڈا پرتگال کو واپس جاتے ہوئے مارا
گیا۔ البوکرک اور کاٹن ہو نے ۲ جنوری سنہ ۱۵۱۰ء کو کالی کٹ پر حملہ کیا مگر انکو ہٹنا پڑا
اور اس لڑائی مین کاٹن ہوا اور ۸۰ فرنگی مارے گئے اور البوکرک زخمی ہوا اور اور
سپاہی بھی زخمی ہوئے۔
البوکرک نے سپاہیوں سے گوا لینے کا ارادہ کیا۔ کنارا کے حاکم تماجی نے اسکی مدد کی۔
۲۰ فروری سنہ ۱۵۱۰ء کو گوا فتح کرلیا۔ بہت توپ و گولہ و جنگی ذخیرے پرتگیزون کی
ہاتھ آئے مگر پھر یہ گوا انکے ہاتھ تلے سے نکل گیا۔ مخالفون نے ۲۰ روز محاصرہ کرکے لیلیا
البوکرک کی مدد کو ۱۳ جہاز یورپ سے آئے وہ ۲۳ جہاز اور پندرہ سو سپاہ لیکے
گوا پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مادھوراؤ تماجی کا امیر البحر اسکا مددگار رہا۔
گوا پھر پرتگیزون نے لے لیا۔ ملکی انتظام تماجی ورا دلور کے راجہ مالی راؤ کے سپرد
کیا گیا۔ پرتگیزون نے یہان کے باشندون اور اپنی قوم کے آدمیون مین

گوا کا فتح کرنا اور [illegible] ۱۵۱۰ء

مین شادی بیاہ کی رسم کا رواج دیا۔ البوکرک عرب کے ساحل پر ۱۹ جہاز اور
۸۰۰ پرتگیزی سپاہی اور ۶۰۰ ملیباری سپاہی لیکر روانہ ہوا اور گوا کو روڈریگو
اور ۴۰۰ فرنگیون اور ریالی راؤ اور ۵۰۰ ہندوؤن کو سپرد کیا کہ اس مین انتظام رکھین
۱۵۱۱ء مین مشرقی مجمع الجزائر کی جانب البوکرک روانہ ہوا۔ ملاکا کی ایک قوم نے
اسکا مقابلہ کیا جو توپین کام مین لاتی تھی اور اپنے بازارون کو سرنگون کے ذریعے سے
بچاتی تھی۔ بحری جنگ مین وہ باروت اور نوایجاد ہتھیارون کو کام مین لاتی
تھی۔ جزیرہ جاوا مین شاہ محمد پاس آٹھ ہزار توپین تھین جنمین سے وہ قابل اعتبار
تین ہزار توپین کام مین لایا۔ گوا کو البوکرک واپس آیا۔ وجیانگر کے راجہ نے
اسکا محاصرہ کر رکھا تھا مگر راجہ نے شکست پائی البوکرک ۲۰ جہاز ۱۷۰۰ پرتگیزو
۸۰۰ کناری اور ملیباری لیکر عدن کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے ۳۷ توپین
دشمنون سے چھین لین۔ اگست مین البوکرک نے دیو مین لنگر ڈالے۔ ایک تجارت کی کوٹھی
بنانے کی اجازت ملک ایاز سے حاصل کی۔
۱۵۱۵ء مین البوکرک ارمز کی طرف ۲۷ جہازون کا بیڑا لیکر روانہ ہوا ان
جہازون مین ۱۵۰۰ فرنگی اور ۶۰۰ کناری اور ملیباری تھے ایران مین اسمٰعیل
صوفی شاہ تھا۔ لسبن مین البوکرک واپس بلایا گیا لیکن وہ گوا مین بیمار ہو کر
مر گیا۔ لسبن سے بارہ جہاز آئے اور پھر ۱۳ جہاز آئے جنمین ۱۵۰۰ سپاہی تھے۔
اوّل اوّل پرتگیزی افسرون نے تجارت شروع کی فاریا دی سوزا ان افسرون
کی تجارت کو تنزل سلطنت کا اول سبب بتاتا ہے لوپ سریز گورنر جنرل ساحل
عرب پر ۲۰ جہاز جنمین ۱۲۰۰ پرتگیزی سپاہی اور ۸۰۰ ہندوستانی سپاہی اور
۸۰۰ ملاح تھے عدن پر حملہ کرنے چلا۔ گو سر کی پرتگیزی سپاہ شاہ بیجاپور سے
لڑ رہی تھی انکس خان بیجاپور کا سپہ سالار کونکان مین بہت بڑی سپاہ لیے کر
اترا پرتگیزون نے پونڈا پر حملہ کیا۔ دشمن کے ایک سپہ سالار نے پرتگیزون کو

فتح ہوئی۔ بیجاپور کی فوج واپس گئی۔
گوا کے گورنر لے دی سیلو نے ۲۵۰ سواروں اور ۸۰۰ کناری پیادوں سے ملک کے
ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ ایک پرتگالی بیڑا جس میں ۱۸ جہاز ۳ ہزار فرنگی ۸۰۰ ملیباری
تھے دیو پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مگر نہایت درجہ پر ناکام رہا۔ دوبارہ پھر دیو
کی فتح کرنے میں کوشش کی تو اسمیں بھی ناکامی ہوئی۔ گجراتی بیڑے نے پرتگالی بیڑے
کو درہم برہم کر دیا اور انکا ایک جہاز برباد کیا۔ شاہ احمدنگر سے پرتگیزوں نے چول پر
ایک کارخانہ کھولنے کی اجازت حاصل کی تاکہ عربی فارسی گھوڑوں کی تجارت وہاں
ہوا کرے گجراتی امیر البحر ملک ایاز سے فساد ہوا اور اس نے پرتگیزوں کو چول پر
شکست دی اور انکا ایک جہاز ڈبو دیا۔ ۲۰ روز تک یہ گجراتی امیر البحر بندرگاہ میں
جما رہا اور اس کارخانہ کی عمارت جو لوگ بنا رہے تھے انکے اور پرتگالی بیڑے کے
درمیان آمد و رفت کو بالکل بند کر دیا۔ پرتگیز دابل پر اترے اور شہر سے ڈنڈ لیا۔
گجراتی امیر البحر دیو کی طرف روانہ ہوا پرتگیزوں نے گوا کے قریب کا ملک دبا لیا تھا
اسکو شاہ بیجاپور نے پھر چھین لیا۔
گجرات کے شاہ نے ۸۰ جہازوں کا بیڑا پرتگیزوں پر چول پر حملہ کرنے کو روانہ
کیا۔ پرتگیزوں کا مددگار شاہ احمدنگر ہوا۔ گجراتی بیڑا بالکل تباہ ہوا ۱۷ جہاز جل
گئے یا ڈوب گئے۔ پرتگیزوں نے احمدنگر کے شاہ کی مدد سے ایک گجراتی قلعہ فتح کر لیا
اور احمدنگر کے سپہ سالار کو دیدیا۔ مانگوسٹا کو بھی فتح کر کے اسکو حوالہ کیا۔ پرتگیز شمال کو بڑھے
اور ٹھانا بسین کو خراج دینے پر مجبور کیا۔
ہندوستان میں ۱۵۲۶ء فاریا سوزا۔ پرتگال کا مورخ آیا۔ یورپ نے اس بات پر بہت
زور لگایا کہ دیو پر جن شرائط پر قبضہ ہو سکے قبضہ کیا جاوے۔ ۱۵۳۰ء میں ۰۰۰
انٹونی دی سلویرا نے چھوٹے بڑے ۵۱ جہاز لے کر دریائے تاپتی سے عبور کیا اور
سورت کو جا کر لوٹ لیا اور ۲۰ جہاز جلا دیئے دمن کو بھی جلا کر خاکستر کیا۔

چول کے قلعہ مین بھی پرتگیز بند تھے انکی مدد پہنچانے مین پرتگیزون نے بہت نقصان اٹھایا
اور الٹا آنا پڑا دیو پر حملہ کرنے کے لیئے لڑائی کا بڑا ٹھاٹھ باندھا گیا ۱۵۳۱ سنہ عیسوی مین
بنبئی بٹیرون کے ٹھیرنے اور جمع ہونے کی جگہہ مقرر کی گئی اس مہم مین چارسو جہاز تھے
جنمین باربرداری کے جہاز شامل تھے ان جہازون مین ۳۶۰۰ فرنگی سپاہی اور ۱۴۰۰
فرنگی ملاح ۲۰۰۰ ملیباری اور کناری سپاہ اور ۸۰۰۰ کافری سپاہی علاوہ
۵۰۰۰ ہندوستانی ملاحون کے سوار تھے۔ غرض کل ۶۴۰۰ ملاح اور ۱۳۶۰۰
سپاہ تھی سب ملکر ۲۰۲۰۰ آدمی ہوئے۔ ۶ فروری ۱۵۳۱ سنہ کو بٹیرے لے بنبئی کا
محاصرہ کیا اور فتح کر لیا اور ۶۰ توپین چھین لین۔ ۱۶ فروری کو دیو پر بٹیرا بھیجا۔
مسلمانون کے مصطفیٰ خان رومی نے بڑی جوانمردی اور شجاعت سے شہر کو بچایا
اور پرتگیزون کو مار ہٹایا وہ گوا مین ۱۵ مارچ کو پہنچے۔ انٹونی سلا تا کے بیڑے
ایک حصہ نے مظفرآباد کو جو دیوا اور بنبئی کے درمیان واقع ہی جلا دیا اور گوگو کے
قریب تھوڑی سی ہندوستانی فوج اتاری لیکن ان کو یہان سے ہٹنا پڑا اور جا بجا
آخرکار بیڑے مین پناہ گزین ہونا پڑا۔

شاہ گجرات کا بھائی شہزادہ چاند خان تخت سلطنت کا جھوٹا دعوی کرتا تھا وہ
اہل پرتگال سے ملتجی ہوا بسین - تارا پور - تانا پور - ماہم (بنبئی) پرتگیزون کے
خراج گذار ہوگئے۔ نونو ڈی کنہا پرتگیزون کا گورنر جنرل ہمایون بادشاہ سے
بہادر شاہ گجرات کے بادشاہ کے برخلاف سازش مین ملگیا۔ وسن کو یورش کر کے
لے لیا بہادر شاہ اور پرتگیزون کے درمیان دیو کا عہدنامہ ان شرائط پر ہوا کہ
کل جہاز جو ہندوستان سے جائین وہ بسین پر چنگی کا محصول دین اور مال کا روکو
ہین اور گجرات کا بادشاہ ترکون کے جہازون کا جو بحر ہند مین آئین معاون نہو
بہادر شاہ کی خدمت مین چند پرتگیز اور نو فرانسیسی چتوڑ کے محاصرہ مین موجود تھی
ہمایون بادشاہ نے بہادر شاہ کو شکست دی تو وہ دیو مین بھاگا۔ اور

اور پرتگیزون نے اسکو اپنی پناہ مین رکھا ۵۰۰ افسر اور ۴۵۰ فرنگی پیادے اسکی
کمک کے لئے دیئے اور بہادر شاہ سے کارخانہ کے لئے قلعہ بنانے کی اجازت لی اب
اس بات پر جھگڑا ہی رہا کہ قلعہ مین مورچے کس طرح بنائے جائین کہ وہ بن کر تیار
ہوگیا۔ بہادر شاہ نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کرنے کا اور اس قلعہ کو پرتگیزون
سے چھیننے کا ارادہ کیا اسنے نونو دی کنہا کو گوا سے دیو مین اس نیت سے بلایا
کہ اسکو گرفتار کرے۔ بہادر شاہ گورنر کے جہاز پر گیا اور گجراتیون اور پرتگیزون مین
لڑائی ہوئی جسمین دیو کا گورنر ایمینیول دی سا بہادر شاہ کے جہاز پر مارا گیا۔
بہادر شاہ جہاز مین سے کود پڑا اور مر گیا۔

۱۵۳۸ء دیو کو سلیمان آغا ترکی امیر البحر کے بیڑے اور خواجہ ظفر کی فوج سے بڑی
بہادری کے ساتھ بچایا۔ نونو دی کنہا نے ایک بیڑا دیو کی کمک کے لئے تیار کرایا۔
جسمین ۱۶۰ جہاز اور ۱۰۰۰ توپین اور ۵۰۰۰ سپاہی تھے ۱۵۳۹ء مین نونو دی
کنہا کی جگہ گرشیا دی نورونہو مقرر ہوا۔ گجرات کے سپہ آرا خواجہ جہان نے بسین کا
محاصرہ کیا لیکن ناکام واپس جانا پڑا۔

۱۵۴۳ء مین بلگام کے حاکم اسد خان نے گورنر جنرل دون گرشیا کو نذرانے
پیش کئے۔ کہ بیجاپور کے شہزادہ ملو خان کو اسکے حوالہ کر دے۔ ابراہیم عادل شاہ
اول شاہ بیجاپور نے بھی اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے صلح کی اور اس کے
سردار اسد خان نے کونکان دینے کا وعدہ کیا جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی
مگر گورنر نے ملو خان کی طرفداری کو نہ چھوڑا بلگام کا اسد خان مر گیا پرتگیز
شاہزادہ ملو خان کو اسکے بھائی ابراہیم عادل شاہ کو اس شرط پر حوالہ کرنے
کو راضی ہوئے کہ اسد خان کی ساری دولت انکو ملجائے یہ روپیہ خواجہ
شمس الدین کی حفاظت مین گوا مین بھیجا گیا مگر پرتگیزون نے یہ جانا کہ ہمکو
روپیہ کا ایک دسوان حصہ خواجہ نے بھیجا ہے انکے نزدیک اسد خان کی دولت

تخمینہ ایک کروڑ ڈاکٹ کا تھا۔

۱۵۰۵ء — ۱۵۵۴ء

۱۵۰۵ء میں گجرات کے شاہ محمود شاہ نے دیو کے فتح کرنے مین کوشش کی اُس نے شاہان دکن کے دلون مین جوش پیدا کیا کہ وہ متفق ہو کر پرتگیزون کو یہان سے نکال دین اُنہون نے ملو خان کو اپنے معاہدہ کے موافق اسکے بھائی شاہ بیجاپور کو نہین حوالہ کیا
۱۵۵۰ء مین پرتگیزون کا گورنر جنرل ہندوستان مین دی کاسٹرو مقرر ہوا۔
دوبارہ دیو کا محاصرہ ہوا۔ شاہ گجرات کی سپاہ مین توپچی فرانسیسی تھی ۶۰ توپین اُنہون نے محاصرہ کے مورچون مین قلعہ کے محاذی چڑھائین خواجہ خضر گجراتی سپہ آرا اور ایک فرانسیسی افسر مارے گئے اسکے بعد رومی خان اور جھجھار خان حبشی نے انکی قائم مقامی کی جھجھار خان حبشی بھی ایک حملہ مین مارا گیا اُسکا بھتیجا اُسکا جانشین ہوا۔

۱۵۴۶ء

ڈون جان دی کاسٹرو بذات خود گوا کے بچانے کے لئے آیا اور میدان جنگ مین بہت سی سپاہ لایا ایک سخت لڑائی ہوئی اُسنے دشمن کے سارے مورچے چھین لئے ۱۷۰۰ آدمیون کو گرفتار کیا اور دوسو توپین چھین لین جنمین ۴۰ توپین قلعہ شکن تھین رومی خان اور نور خان مارے گئے اور پانچہزار آدمی مقتول و زخمی ہوے۔
پرتگیزون نے دشمنون کا تعاقب گوگو تک کیا اور یہان فوج کا ایک حصہ بیڑے پر سے اُترا اور جھجھار خان کو قید کر لیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے سالسٹ اور باردیز پرتگیزون کو اس خدمت کی عوض مین دینے کا وعدہ کیا کہ ملو خان کو اسکے حوالہ کرین پرتگیزون باردیز پر قبضہ کر لیا اور ملو خان کے حوالہ کر دینے سے انکار کر دیا شاہ بیجاپور نے باردیز کے فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی اسکو شکست دی گئی اور درہ بونڈا کو واپس آنا پڑا صلابت خان سپہ سالار مارا گیا اور پرتگیزون نے سرحد در دھم دریان گوشام اور گوا کے درمیان ساحل پر بندرگاہون کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ۱۵۴۷ء مین ڈون جان دی کاسٹر دراکی بیجاپور کے

شاہ سے صلح ہوگئی اور شاہان دکن نے اپنے اپنے سفیر پرتگیزون کے گورنر جنرل پاس بھیجے
ملو عادل خان نے ۹۶۲ھ میں تین ہزار پرتگیزی پیادے اور دو سو سوار لیکر بیجاپور
کی شاہی کا دعویٰ کیا اُس نے قلعہ پونڈا کو فتح کرلیا اور اس میں انٹونی ڈی نورونہا
کو ۶۰۰ آدمیون کے ساتھ چھوڑ گیا اور تمام کونکان پرتگیزون کے حوالہ کیا انٹونی
نے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ ملو خان بیجاپور کی طرف گیا اور وہان لڑائی مین
شکست پائی اور مقید ہو کر مارا گیا اور شاہ بیجاپور نے پرتگیزون سے کانکان چھین
لیا۔ ماردیزہ پر بیجاپور کی سپاہ نے حملہ کیا لیکن پرتگیزی سپاہ نے جسمین تین ہزار
فرنگی اور ایک ہزار کنٹاری اور ۲۰۰ سوار تھے بیجاپور کی سپاہ کو شکست دی وہ
ہٹ کر پونڈا کی طرف چلی گئی۔
۹۶۶ھ میں پرتگیزون نے دمن کو فتح کیا۔ جمز دی نورنہا کو ۱۲ ہزار آدمیون کے ساتھ
قلعہ کی نگرانی کے واسطے مقرر کیا۔ بلسر کو بھی پرتگیزون نے فتح کیا۔ گجرات کی فوج
نے اُس پر حملہ کیا۔ پرتگیز میدان مین لڑنے آئے مگر گجراتی سپاہ نے انکو نیست و نابود
کر دیا اور گجراتیون نے بلسر پر پھر قبضہ کر لیا۔
۹۶۷ھ میں پرتگیزون کا بیڑا سورت کو روانہ ہوا اور شہر پر حملہ کیا مگر اپنی سپاہ کو
اُٹھا لینا پڑا۔ قسطنسی کو نہو گوا کا وائسرائے مقرر ہوا اسکے ساتھ تین ہزار فرنگی
سپاہ آئی ۹۶۷ھ میں جان دی مندوزا وائسرائے مقرر ہوا اور تالی کوٹ کی لڑائی
ہوئی جسمین شاہ بیجاپور پکڑا گیا اور اسکا سر قلم ہوا پھر دی نورنہو وائسرائے مقرر ہوا
۹۷۵ھ میں لوئش دی اتھدا وائسرائے ہوا۔
۹۷۶ھ میں گوا کا وائسرائے ۱۳ جہاز کا بیڑا لے کر انور کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا
اس بیڑے مین ہندوستانیون کے سوا ۳۰۰۰ فرنگی تھے۔ پرتگیزی بیڑا
بلیپار کے لنگوان روانہ ہوا۔ جہاز اُس کو نے سب پر انھون
نے قبضہ کیا۔ اور شہر دن کو جلا دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۶۰ جہازون کے قریب برباد کیے ایک ہزار آدمیون کو قتل کیا اور مارا۔
احمدنگر اور بیجاپور اور کالی کٹ کے بادشاہون نے پرتگیزون پر ایک دفعہ ہی حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ علی عادل شاہ بوندا کے گھاٹ سے اُترکر کونکان مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک لاکھ پیادے اور ۳۵ ہزار سوار تھے اور ۲۱۵۰ ہاتھی اور ۳۵۰ توپین تھین وہ گوا مین داخل ہوا کسی نے اسکو روکا ٹوکا نہین خشکی مین تین طرف فوجین پڑی تھین پرتگیزون کی ایک ہزار چھہ سو سپاہ اور ۳۰ توپین شہر کی حفاظت وحراست کرتی تھین اُنھون نے دشمن کی فوج پر کئی دفعہ حملہ کامیابی کے ساتھ کیا سلیمان آغا نے پانچہزار سپاہ کے ساتھ جزیرہ گوا پر قبضہ کرلیا لیکن پرتگیزون نے اسپر حملہ کیا اور اُسکو شکست دی اور اسکی جان لی وائسرائے لوئس دی اٹیڈا نے عادل شاہ کے مارنے کے لیئے ایک سپہ آرا نورخان کے ساتھ سازش کی اور اسکو تخت سلطنت حاصل کرنے مین مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن یہ فریب معلوم ہو گیا اور عمل مین آسکا انور کے رانا نے دو ہزار عادل شاہی فوج کی مدد لیکر قلعہ انور کے تسخیر کرنے کے لیئے کوشش کی لیکن شکست پائی اگست ۱۵۷۱ء مین دس مہینے کی لڑائی کے بعد علی عادل شاہ نے گوا کے محاصرہ سے دست کشی کی اس محاصرہ مین اسکے بارہ ہزار آدمی اور ۳۰۰ ہاتھی ۴ ہزار گھوڑے ۶ ہزار بیل ضائع ہوے انمین سے کچھ تو تہ تیغ ہوے اور کچھ آب ہوا کی ناسازی سے تلف ہوگئے۔

مرتضی نظام شاہ کے سپہ آرا فرہاد خان نے چول کا محاصرہ کیا اسکی فوج مین ۸ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار پیدل تھے۔ شاہ احمدنگر فوج کا بڑا حصہ لیکر کونکان مین اُترا پرتگیزون کے تخمینے کے موافق اس فوج مین ۴۲ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور ۱۶ ہزار سفرمینا ۴ ہزار راج اور لوہار اور صناع ترکی۔ فارسی۔ خراسانی۔ حبشی اور ۳۶۰ ہاتھی اور بیشمار بیل تھے اور ۴۰ بڑی توپین تھین کونکان کے متصل ہی ۴ ہزار آدمی شمال کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ بسین اور اور مقامات سے

پرتگیزوں کی رسد بند کر دیں مرتضیٰ نظام شاہ نے پرتگیزوں پر ہر طرف حملہ کیا لیکن سب طرف شکست فاحش ہوئی ۲۰۰ پرتگیز قلعہ سے بھاگ گئے میدان میں ایک لڑائی ہوئی جسمیں شاہ احمد نگر کے تین ہزار آدمی مارے گئے اور پھر صلح ہو گئی۔

سنہ ۱۵۷۱ء میں چیل پر جو کالی کٹ کے قریب واقع ہے اور اسپر پرتگیز قابض تھے راموری (سامری) نے مع ایک لاکھ سپاہ سے حملہ کیا۔ قریب تھا کہ وہ شہر کو فتح کر لیتا لیکن پرتگیزوں کی کمک مع سامان رسد آگئی اسلئے صلح ہو گئی۔

سنہ ۱۵۸۰ء میں انٹونی دی نورنہا ر وائسرائے مقرر ہوا۔ کل شاہان دکن سے صلح ہو گئی شاہ بیجاپور نے ایک جہاز سخت مقابلہ کے بعد پرتگیزوں سے چھینا۔ پرتگیزی سفیر اور اسکے ہمراہی بلگام میں قید کر دئے گئے جب تک اسکا معاوضہ نہ دیا گیا وہ قید میں رہے۔

سنہ ۱۵۸۱ء میں دون فرانسس ماسکرینا وائسرائے مقرر ہوا۔ دمن پر شہنشاہ اکبر کی سپاہ نے حملہ کیا لیکن شکست پائی سنہ ۱۵۸۳ء میں پانچ جہاز پرتگال سے آئے۔

مظفر شاہ گجرات کا معزول شاہ اپنے ملک میں واپس آیا اور نوانگر جام کی مدد سے ۳۰ ہزار سپاہ جمع کی اور اپنی سلطنت کا بہت سا حصہ حاصل کر لیا اسنے بروچ کا محاصرہ کیا۔ پرتگیزوں نے مظفر شاہ کے پاس اور اسکے دشمن پاس سفیر بھیجے تاکہ اس موقع پر بخوبی فائدہ اٹھائیں۔ مغلوں کی سلطنت کا آغاز ہوا۔

دون جان دی کاسٹرو کے جہاز کا دو ملیباری جہازوں سے مقابلہ ہوا اور اسکا بیڑہ بالکل پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا گوا میں ملو خان کے بیٹے کے دل میں بیجاپور کی شاہی لینے کی ہوس پیدا ہوئی نتیجہ لونیر پایم ایک پرتگیز بیجاپور کے شاہ کا ملازم تھا وہ گوا میں آیا اور اس نے اس مدعی کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں یہ پرتگیز شاہ بیجاپور سے اس کام کے کرنے کا بیڑا اٹھا کے آیا تھا۔

سنہ ۱۵۸۵ء میں دون دوارٹ دی منزگوا کا وائسرائے مقرر ہوا۔ شاہ بیجاپور نے اس سے ارتباط پیدا کیا تاکہ سنگاسیشور کے نائک پر حملہ کرے۔ پرتگیزوں نے ایک بیڑا

[illegible] ۱۵۷۱ [illegible]

سنہ ۱۶۰۵ سے سنہ ۱۶۲۰ [illegible] وفات -

تیار کیا اور پونڈا سے رستم خان ایک فوج لیکر خشکی کی راہ سے روانہ ہوا اسنے نائک کو
اپنے ملک سے جنگل مین بھگا دیا - نائک نے جان کی امان مانگی تو اسکا ملک اسی کو دیدیا
سنہ ۱۵۸۶ء مین دو جہاز لسبن سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تھے اور شمالی عرض
ادرجہ ۳۰ دقیقہ پر انکو دو انگریزی جہاز ملے اور اُن پر حملہ کیا انمین سے ایک جہاز کو
جو انگلستان جاتا تھا سر فرانسس ڈریک بحیرہ ارورز سے نکال کر لے گیا سنہ ۱۵۹۱ء مین
دون دوارٹ منزز مرگیا اور اسکی جگہ ایمنیوال دی سوزا کوتنہو وایسرائے مقرر ہوا
پانچ جہاز پرتگال سے آکے لسبن کو وائس رائے واپس گیا اور اسکی جگہ ماتھعین ڈی البو
مقرر ہوا - برہان نظام شاہ نے پرتگیزون پر چول پر حملہ کیا - ۱۵ سو فرنگی اور ایک ہزار
پانچ سو ہندوستانیون نے قلعہ مین سے نکل کر بہت بہادری سے شہر کو بچایا
محصورین نے نظام شاہ کو محاصرہ اُٹھانے پر مجبور کیا - فرہاد خان کو مع زن و فرزند
اسیر کیا - ۵ ہاتھی اور ۵۷ توپین چھین لین فرہاد خان کی بیوی فدیہ دیکر رہا ہوئی
لیکن فرہاد خان اور اُسکی بیٹی نے دین مسیحی اختیار کیا اور لسبن کو بھیجے گئے -
سنہ ۱۵۹۵ء مین لسبن سے ہندوستان مین ۴ جہاز آگئے - دون فرانسس دی گاما
وائسرائے مقرر ہوا ڈچ و پرتگیز دو قومین آپسمین حریف و رقیب تھین دو جہاز ان
مین ڈچ ہندوستان مین آگئے - اب پرتگیزون کو مجبوری کو اسے سالانہ دو بیڑے
بھیجنے پڑے - ایک تو شمال مین ساحل پر قبضہ رکھنے کے لئے اور دوسرا جنوب مین سیلون
تک حفاظت کرنے کے لئے - پہلے بیڑے مین دس جہاز تھے سنہ ۱۵۹۹ء مین ڈچ کے
دو جہازون کا پرتگیزی بیڑے سے جسمین چھہ جہاز تھے مقابلہ ہوا آٹھ دن
تک لڑائی رہی اسکے بعد ایک جہاز ڈچ کا لڑائی مین رہا اور دوسرا بھاگ کر اتفاق سے
پیگو کے ساحل پر جا لگا -
سنہ ۱۶۰۲ء مین چول کے حاکم عبد الکریم نے پرتگیزون سے لڑنے کیلئے ۴۰ جہاز بھیجے -
گوا کے وایسرائے نے نظام شاہ سے اس بات کی شکایت کی لیکن فیصلہ

قابل اطمینان نہین ہوا +

خلاصہ تواریخ دکن اسپرریویو

دکن کی تاریخ نہ ایسی دلچسپ ہی نہ ایسی وسیع ہی جیسی کہ شمالی ہند کی تاریخ ہی جب مسلمانون نے پنجاب اور شمالی ہند کو فتح کیا تو انکے سپاہیون کی تقویت نئی سپاہیون کی بھرتی سے وسط ایشیا کرتا تھا جو حرارت محبت اسلامی کا گھر تھا۔ اسکے باشندے مذہبی اخوت رکھتے تھے اپنے مذہب سنت وجماعت مین ایسے پکے تھے کہ کبھی انہین مذبذب نہین ہوتے تھے ہندؤن کو مذہب سے کوئی لگاؤ نہین رکھتے تھے۔ نہ انہین ہندوامیرزادیون کے ساتھ شادی بیاہ کے ناتے رشتے ہوتے تھے انکی سلطنت مین ہندؤن کی مداخلت ہوتی تھی غرض ہندؤن کا کوئی اثر انکے کامون مین نہ تھا۔

مگر جب دکن مین مسلمانونکا تسلط ہوا تو انکے مذہبی وملکی معاملات نے اپنا ایک نیا رخ دکھایا جو ملک انکو اب تک معلوم نہ تھے انہین انکی سلطنت نے قدم رکھا۔ نئی قومین دیکھین نئی زبانین سنین غرض ایک اور ہی عالم نظر آیا۔ اپنے پنجابی اور شمالی ہند کے بھائی بندون سے دور جا پڑے دکن کی عورتون سے انہون نے اپنا پیوند کیا جسسے انکا ہندؤن سے میل جول بڑھا اور ہندوؤن کی طرف میلان ہوا ان اثرون نے انکو سلطنۃ دہلی کے جوئے کو کندھے سے اتار دینے کے لئے بیتاب کیا۔ اگرچہ مسلمانون کی صورت اپنے بھائی بندون سے جدا ہونے کی جو دکن مین تھی وہی بنگال مین تھی اور دونون نے بغاوت کرکے دہلی کی سلطنۃ سے اپنے تئین بے تعلق کیا مگر بنگال کے ہندؤن کا ذرا اثر بھی مسلمانون پر نہ ہوا نہ یہان ہندؤن نے مسلمانون کی مدد شاہان دہلی سے بغاوت اختیار کرنے مین کی۔ بنگال کی حرارت اور رطوبت یہان کے باشندون کی ضعیف الخلقت بناتی ہے وہ لڑائی سے دور رہتے ہین۔ بنگالی ہمیشہ سے برہمنون کے محکوم چلے آتے تھے اسلئے مسلمانون کے محکوم

ہونے کے لئے جلد آمادہ ہوگئے بہت سے انمین مسلمان ہوگئے بعض ہندوؤن کی صورت مین
رہے مگر مسلمان ہوگئے۔

مسلمانون کی سلطنت کا مرکز و مرجع دہلی تھی جب اس مین بغاوت کا مواد فاسد
جوش مین آتا تو پنجاب و سرحد کی سپاہ اسکو ٹھنڈا کر دیتی مگر دکن مین اس مواد کا اخراج
اس طرح نہین ہوسکتا تھا اسلئے دکن دہلی سے آزاد ہوگیا۔

دکن مین ہندوؤن کے سمندر مین مسلمانون کی رو آئی اور اسنے مسلمانون کا ایک ڈولتا
بنایا اور اسکی نوک سمندر مین نکالی بغاوت کے حوادث نے اسکو جدا کر دیا جس سے ایک
تلاطم برپا ہوگیا۔

سنہ ۱۳۳۰ مین دہلی مین جو بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا تو دکن کی سپاہ نے اپنی بیوفائی
دکھائی مگر اسکی پروا کچھ نہ کی گئی تغلق کی بدبختون نے دوسری بغاوت برپا کی جس کا
خاتمہ اسپر ہوا کہ سلطنۃ کے اعضا شکستہ ہوکر جدا جدا ہوگئے۔

سنہ ۱۳۲۱ مین دہلی کے ہندو باغیون نے دکن کے راجاؤن سے مخفی خط و کتابت کی جب
دہلی مین ہندوؤن نے سرتابی کی تو دکن مین راجاؤن نے بغاوت کی۔ غیاث الدین
نے دہلی مین امن امان قائم کیا اور دکن مین بغاوت کے دبانے کے لئے اپنے بیٹے
محمد تغلق کو بھیجا تو اس شاہزادہ نے دیوگڈھ تک انتظام کیا۔ مگر ورنگل مین اسکو بڑی
مصیبت اٹھانی پڑی۔ قلعہ فتح ہونے کو تھا کہ دفعۃ سپاہ اسے چھوڑکر بھاگ گئی اور وہ
مشکل سے تھوڑے آدمیون کے ساتھ دیوگڈھ مین آیا۔

ایشیا کی سپاہ مین جو دغا دیتی ہین اور بیوفائی کرتی ہین وہ ایسا راز سربستہ ہوتا ہے
کہ کھلتا نہین اگر ایشیائی سپاہیون کو تنخواہ اپنے وقت پر ملتی رہے تو وہ بڑی نمک حلالی سے
خدمت کرتی ہین اور شاذ و نادر ہی سرکش ہوتی ہین مگر وہ آسانی سے خوفزدہ ہوکر
بگڑ جاتی ہین ورنگل کی سپاہ کو ایک جھوٹی خبر شاہ دہلی کے مرنے کی سنا دی کہ
وہ ڈر کر آوارہ ہوگئی۔ شاہزادہ کے پاس مکار دغاباز ورنگل کے راجہ سے سازباز

رکھتے تھے جب سپاہ مفرور ہوئی تو ورنگل کی سپاہ نے تعاقب کرکے خوب اُس کا کچلا نکالا۔ شاہزادہ نے کرامت کی کہ وہ بچ گیا۔

ایک اور سپاہ دکن کی فتح کے لیے آمادہ کی گئی جو ہندؤن کو غضب کی نگاہ سے دیکھتی تھی اُس نے ورنگل کو فتح کیا اور تلنگ کا راجہ اور اسکے تمام سردار قید ہوکر دہلی آئے اور پھر بحال کیے گئے۔

سنہ ۱۳۴۷ مین چھبیس برس کے بعد دہلی مین سرکشی کا بازار گرم ہوا یہ وقفہ ۲۶ برس کا ایک نسل کی برابر ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ اگر کوئی سرکشی فرو کی جاسے اور اُس کے اسباب کی بیخ کنی نہ کی جاسے تو پھر وہ پھوٹتی ہے اور اپنا سر اُٹھاتی ہے۔ نئی نسل نہین جانتی کہ ہمارے باپ سرکشی کا خمیازہ کیا اُٹھا چکے ہین اسلئے وہ از سرنو سرکشی پر آمادہ ہوتی ہے دکن مین یہی صورت وقوع مین آئی کہ سنہ ۱۳۲۰ کے بعد جب ایک نسل گذر چکی پھر دوسری نسل نے بیوفائی اور دغا و مکر و فریب سے کام کرنا شروع کیا گو بغاوت کے اسباب کا تحقیق کرنا مشکل ہے مگر سنہ ۱۸۲۰ مین جو فتنہ انگریزی کے لیے افواہین اڑی تھین وہی سنہ ۱۸۵۷ مین اُڑین۔

محمد تغلق کے اعمال سے راجاؤن کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اُنھون نے دہلی کے غاشیۂ اطاعت کو دوش سے پھینکا۔ مسلمان سپاہی بھی ایسی دہشت مین آئے کہ بغاوت اختیار کی۔ ہندو راجاؤن نے انکی اعانت کی جسکے سبب سے دہلی کی سلطنت سے دکن نکل گیا۔ اس بغاوت مین اوّل حسن گانگوی کامیاب ہوا اور سب سے پہلے دکن مین وہ مطلق العنان بادشاہ ہوا۔ سنہ ۱۳۴۷ سے سنہ ۱۵۱۸ تک یعنی ایک سو اکہتر برس تک بہمنیہ اسکی برابر حکمران رہین جب دہلی کی سپاہ اُنسے لڑنے آئی تو بیجانگر اور ورنگل کے راجاؤن نے اس جدید سلطنت کی اعانت کی۔ مگر جب دہلی کے اس مشترک دشمن سے ان کو نجات ملی تو وہی باہمی نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ و پژمردہ ہوگئی تھی رفتہ رفتہ پھر شگفتہ ہوئی یہ آپس کی لڑائیان مدتون تک قائم رہین۔

جنمین آخر کو مسلمان غالب رہے۔ خاندان بھمنی نے بیجانگر سے کرشنا اور تم بدرا (تنگ بھدرا) کے دوابہ تک فتح کیا اور ورنگل کی ریاست کو خاک مین ملایا اڑیسہ کا کچھ ملک فتح کیا مشرق مین سلی پٹم اور مغرب مین گوا تک قبضہ کیا۔ مدتون لڑائیان رہین جنمین صلح اکثر مساوات کی شرائط پر ہوئین اور کبھی مشترک دشمن سے لڑنے کے لئے صلح بھی ہو جاتی۔ ہندؤن کے ساتھ مسلمانون کے مغرورانہ برتاؤ کم ہو گئے ہندو مسلمان آپس مین ایک دوسرے کی خدمت کرنے لگے مسلمان پادشاہ اپنی سپاہ مین ہندؤن کی بھرتی کرنے لگے بڑے بڑے عہدے و منصب انکو دینے لگے ایسے ہی ہندو راجہ اپنی فوج مین مسلمانون کو نوکر رکھنے لگے۔ دیو راج راجہ وجیانگر نے مسلمانو کو سپاہ مین بھرتی کیا اور انکے سردارون کی جاگیرین مقرر کین اور انکی دلداری کے لئے دار السلطنت مین مسجد بنوائی۔

سنی شیعون کے سبب نزاع

مسلمانون مین سنی شیعون کی عداوت زمانہ دراز سے چلی آتی ہی اس مخالفت نے دکن مین اپنی بڑے بڑے کرشمے پھیلائے اور اس عداوت نے اسکی تاریخ مین عجب عجب رنگ دکھائے سنی ہندؤن سے دشمنی رکھتے تھے شیعہ ہندؤن سے میل رکھتے تھے بہت دفعہ جب ہندو راجہ سنیون سے لڑے تو شیعہ ان جا ونکی طرفدار ہو گئے۔

ایشیا کی اکثر سلطنتون کا یہ قاعدہ ہی کہ بادشاہ اوّل رعایا کے مقابل مین اپنی فوج کا اعتبار کرتا ہی اور بعد اسکے اپنی فوج کی نسبت خانہ زاد یعنی مملوک فوج کا اعتماد کرتا ہے اور رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آتی ہے کہ یہ مملوک اسکی سلطنت دبا بیٹھتے ہین مگر دکن مین یہ نقشہ نہ تھا اسکا یہ حال تھا کہ دکن پر جو مسلمان اول حملہ آور ہوئے وہ سنی تھے۔ دکن مین جو مسلمان پیدا ہوئے وہ بھی سنی تھے اس لئے سنی دکنی (دیسی) کہلائے۔

خاندان بہمنی کو جس فوج کی بدولت سلطنت ہاتھ لگی اور وہ دہلی کی شاہنشاہی سے جدا ہوئی اسمین اکثر مغل تھے اور پھر ایرانی اور ترکی اور اہل عرب حبشی اور سرکیشیا ـ تھا لسو فوج وسوائے انکے تاتاری داخل ہوئے انکو غریب یعنی پردیسی کہتے تھے اور انمین بہت سے آدمی شیعہ تھے ـ اختلاف نسل کی نسبت مذہب کے اختلاف سے زیادہ تر دیسیون اور پردیسیون مین قضئے قضایا برپا ہوئے اور ملک حبش سے جو حبشی سپاہی اجرت پر مغربی سواحل کے بندرگاہون مین کثرت سے وارد ہوتے تھے اور زیادہ تر سنی المذہب ہوتے تھے وہ ہمیشہ دیسی فوج کا ساتھ دیتے تھے ـ سلطنت بہمنی مین ان دیسی اور پردیسی لوگون کی تعداد ایسی ملی رہتی تھی کہ کوئی گروہ ایسا غالب نہ ہوتا تھا کہ وہ دوسرے گروہ کو بالکل پست کر دیتا علاء الدین ثانی بہمنی کے عہد دولت مین ۸۴۲ھ مین دیسی اور پردیسی فوج کی عداوت اپنی حد غایت کو پہنچی چنانچہ اس عداوت کے سبب سے لشکر مین آپس مین پھوٹ پڑی اور اسکا انتظام بگڑ گیا اور جیسے کہ ارکان سلطنت کے باہمی نزاع سے حکومت مین نقصان ہوتا تھا ویسے ہی فوج کے نفاق کے سبب سے لڑائی مین سلطنت کو مضرت پہونچی جب تک کہ قوی پادشاہون کے ماتحت سپاہ رہتی تو انکی دیکھ بھال اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندی وہ تھمی رہتی مگر جب خاندان بہمنی ختم ہونے کو ہوا اور محمود شاہ پادشاہ ہوا تو وہ اپنی کمزوری کے مارے کبھی پردیسی فوج کا کھلونا ہو جاتا تھا جو یوسف عادل شاہ خان ترکی کے زیر حکومت تھی اور کبھی دکنیون کے داؤ پر چڑھ جاتا تھا جو نظام الملک بحری کے ہاتھ تلے رہتی بہمنی خاندان کی سلطنت کے بگڑنے سے بیجاپور مین عادل شاہیون کی اور احمد نگر مین نظام شاہیون کی گولکندہ مین قطب شاہیون کی احمد آباد وبیدر مین برید شاہیون کی برار مین عماد شاہون کی سلطنتین جدا جدا پیدا ہوئین یہ سلطنتین آپس مین سنی وشیعہ مذہب کے سبب سے لڑتی رہین اور آخر کو سب